

شرح ترمذی

امام ابو علی محمد بن عیسیٰ بن سیرین زمری

ترجمہ
ابوالعلاء محمد بن محمد بن عیسیٰ بن سیرین
آدام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولیالیہ

شرح
حضرت علامہ محمد بن عیسیٰ بن سیرین نقشبندی دامریعہ

سنیبر
برادرزاد
اردو بازار لاہور

شرح جامع ترمذی شریف

4

تصنیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سوزہ ترمذی

شرح

محمد حسین قصوی نقشبندی

ابوالعلاء محمد الدین بہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولیالیہ

زبیہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز®

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرح جامع ترمذی

297-26
40

مترجم	ابوالعلاء محمد بن محمد بن ابی بکر
شرح	محمد بن یونس نقشبندی
کمپوزنگ	ورد زہبیکر
باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اکتوبر 2016ء
سرورق	ای ایف ایس ایڈورٹائزرز اور 0322-7202212
طباعت	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ	روپے فی جلد

زبیر سنٹر، ۴۴، اڑو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

هو القادر

جميع حقوق الطبع محفوظة الناشر

All rights are reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۱۴۵۵ھ
جلد ۱

شبیر
برادرز
اڑو بازار لاہور

ترتیب

کتاب الطب عن رسول اللہ ﷺ	
۳۵	طب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۳۵	چند قابل توجہ امور
۳۶	۱- اقسام احادیث
۳۶	۲- امراض و ادویہ کی اقسام
۳۸	۳- روایات طب عطیہ الہی
۳۸	۴- روایات طب نبوی کو معمول بنانے کی شرائط
۳۹	۵- از خود علاج کرنے کے ذوق کا فقدان
۴۰	۶- اقسام علاج
۴۱	باب 1: (طبیعت کیلئے ناموافق چیز کھانے سے) پرہیز کرنا
۴۲	علم طب کے بنیادی اصول
۴۳	دنیا سے بچانے کی صورتیں
۴۳	باب 2: دوا کا حکم اور اسے استعمال کرنے کی ترغیب
۴۴	مریض کیلئے دوائی کا استعمال مسنون ہونا
۴۵	باب 3: بیمار کو کیا کھلایا جائے؟
۴۵	باب 4: بیمار کو کچھ کھانے پینے پر مجبور نہ کیا جائے
۴۷	مریض کی خوراک
۴۷	حریرہ کے فوائد
۴۸	بیمار کو غذا کیلئے مجبور نہ کرنے کی وجہ
۴۸	باب 5: سیاہ دانے (کلونجی) کا بیان
۴۹	کلونجی کی تعریف، اہمیت اور استعمال کے طریقے
۴۹	حدیث باب کے عام یا خاص ہونے میں مذاہب آئمہ
۴۵	باب 6: اونٹوں کا پیشاب (دوائی کے طور پر) پینا
۴۵	ماکول اللحم جانوروں کے فضلات کی طہارت میں مذاہب
۴۵	آئمہ
۴۵	باب 7: زہر یا کسی اور چیز کے ذریعے خودکشی کرنا
۴۵	خودکشی کرنے کی وعید
۴۵	مرتب کبیرہ کے بارے میں معتزلہ اور اہل سنت کا اختلاف
۴۶	باب 8: نشہ آور چیز کو دوائی کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے
۴۶	نشہ آور چیز کو بطور علاج استعمال کرنے کی ممانعت
۴۶	باب 9: ناک میں دوائی ڈالنا وغیرہ
۴۶	مختلف امراض کے طریقہ ہائے علاج
۴۸	باب 10: (علاج) میں داغ لگوانا مکروہ ہے
۴۹	باب 11: (علاج کے طور پر) اس کی اجازت
۴۹	جسم کو لوہا سے داغ کر علاج کرنا
۴۹	حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کا تعارف
۴۹	باب 12: سچھنے لگوانا
۴۹	سچھنے لگوا کر علاج کرنا
۴۹	باب 13: مہندی کو دوا کے طور پر استعمال کرنا
۴۹	مہندی سے علاج کرنا
۴۹	راوی حدیث کا تعارف
۴۹	باب 14: دم کا مکروہ ہونا
۴۹	باب 15: اس بارے میں رخصت کا بیان

۷۴	باب 29: راکھ کو دوا کے طور پر استعمال کرنا	۵۰	باب 16: معوذتین کے ذریعے دم کرنا
۷۵	راکھ سے خون بند کرنے کا علاج	۵۱	جھاڑ پھونک سے علاج کرنا
۷۶	عیادت کے دوران مریض کی حوصلہ افزائی کرنا	۵۱	باب 17: نظر لگنے کا دم
۷۶	بخار گناہوں کا کفارہ	۵۳	باب 18: نظر کا لگنا حق ہے اور اس کیلئے غسل کرنا
کِتَابُ الْفَرَائِضِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ		۵۴	نظر بد کا جھاڑ پھونک سے علاج کرنا
وراثت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث)		۵۴	باب 19: دم کرنے کا معاوضہ وصول کرنا
۷۷	کا) مجموعہ	۵۶	باب 20: دم کرنا اور دوا دینا
۷۷	ما قبل سے ربط	۵۷	تعویذ کا معاوضہ وصول کرنا
باب 1: آدمی جو مال چھوڑ کر جائے وہ وہ اس کے وارثوں کا		۵۸	باب 21: کھنسی اور عجمہ کھجور کا بیان
۷۷	ہوگا	۶۰	کھمبھی اور عجمہ کھجور کے فوائد
۷۷	آپ ﷺ کی وراثت پر شفقت	۶۱	باب 22: کاہن کا معاوضہ
۷۸	باب 2: علم وراثت کی تعلیم دینا	۶۱	کاہن کو اجرت دینے کی ممانعت
۷۹	علم الفرائض کی اہمیت	۶۱	باب 23: تعویذ لگانا مکروہ ہے
۸۰	باب 3: بیٹیوں کی وراثت	۶۲	کوڑی وغیرہ لگانے کی ممانعت
۸۱	وراثت میں بیٹیوں کا حصہ	۶۳	باب 24: بخار کو پانی کے ذریعے ٹھنڈا کرنا
۸۱	باب 4: بیٹی کے ساتھ پوتی کی وراثت کا حکم	۶۵	بخار کا پانی اور دما سے علاج
۸۲	وراثت میں ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کا حصہ	باب 25: (بچے کو) دودھ پلانے والی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا	
۸۲	باب 5: سگے بھائیوں کی وراثت	۶۶	
۸۳	حقیقی بھائیوں کا وراثت میں حصہ	۶۷	غیلہ کی تعریف اور اس کا شرعی حکم
۸۴	باب 6: بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کی وراثت	۶۸	باب 26: نمونیہ کا علاج
۸۵	باب 7: بہنوں کی وراثت کا حکم	۷۰	نمونہ لگانے کا طریقہ
۸۵	بیٹوں کا بیٹیوں کے ساتھ حصہ وراثت	۷۱	باب 27: سنا (مکی) کا بیان
۸۶	غشیان اور انعام میں فرق اور انعام کے اسباب	۷۱	سنا کی اہمیت
۸۶	فَصَبَّ عَلَيْهِ وَضُوئُهُ کا مفہوم	۷۲	باب 28: شہد کو دوا کے طور پر استعمال کرنا
۸۶	کلالہ کی تعریف	۷۲	شہد سے پیچش کا علاج
۸۶	باب 8: عصمہ کی وراثت	۷۳	دعا سے مرض کا علاج
۸۷	عصبات کا حصہ وراثت	۷۴	بخار کا پانی اور دعا سے علاج

۱۰۳	باب 21: ناجائز اولاد کا وارث نہیں ہوگی	۸۸	باب 9: دادا کی وراثت
۱۰۳	ناجائز اولاد کا وارث نہ ہونا	۸۸	دادا کا میراث میں حصہ
۱۰۳	باب 22: کون شخص ولاء کا وارث بنے گا	۸۹	باب 10: دادی یا نانی کی وراثت کا حکم
۱۰۳	ولاء کا وارث کون بنے گا؟	۹۰	دادی کا وراثت میں حصہ
۱۰۳	باب 23: خواتین ولاء کی وارث نہیں ہوں گی	۹۱	باب 11: باپ کی موجودگی میں دادی کی وراثت کا حکم
۱۰۵	خواتین کو ولاء سے حصہ ملنے کی صورتیں	۹۱	باپ کی موجودگی میں دادی کا میراث میں حصہ
	کِتَابُ الْوَصَايَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	۹۱	باب 12: ماموں کی وراثت
	وصیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث	۹۳	ماموں کا وراثت میں حصہ
۱۰۶	کا) مجموعہ	۹۳	باب 13: جو شخص فوت ہو جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو
۱۰۷	باب 1: ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرنا	۹۴	لا وارث کی وراثت کا مسئلہ
۱۰۸	تہائی مال کی وصیت جائز ہونا	۹۴	باب 14: غلام کو وراثت دینا
۱۰۹	باب 2: وصیت میں (کسی وارث کو) ضرر پہنچانا	۹۵	آزاد شدہ غلام کا ترکہ میں حصہ
۱۰۹	وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانے کی وعید		باب 15: مسلمان اور کافر کے درمیان وراثت کا حکم جاری
۱۱۰	باب 3: وصیت کی ترغیب دینا	۹۵	نہیں ہوگا
۱۱۱	وصیت کی اہمیت و ترغیب		باب 16: دو مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں وارث نہیں
۱۱۱	باب 4: نبی اکرم ﷺ نے کوئی وصیت نہیں کی تھی	۹۷	بنیں گے
۱۱۱	وصیت کرنا کتاب اللہ پر عمل ہے	۹۷	باب 17: قاتل کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا
۱۱۲	باب 5: وارث کیلئے وصیت نہیں ہوتی	۹۸	مسلمان اور کافر کا باہم ایک دوسرے کا وارث نہ ہونا
۱۱۵	وارث کے حق میں وصیت کرنے کی ممانعت		باب 18: شوہر کی دیت میں سے بیوی کو وراثت میں حصہ
	باب 6: وصیت (پوری کرنے) سے پہلے قرض ادا کیا جائے	۹۹	ملے گا
۱۱۵	گا	۹۹	زوج کی دیت میں بیوی کا حصہ
۱۱۶	قرض و وصیت سے پہلے ادا کرنا		باب 19: وراثت وارثوں کو ملے گی اور دیت کی ادائیگی
	باب 7: جو شخص مرتے وقت صدقہ کرنے کی تلقین کرے یا	۱۰۰	عصبہ رشتہ داروں کے ذمہ ہوگی
۱۱۶	کوئی غلام آزاد کر دے	۱۰۰	وراثت و ورثاء کیلئے اور دیت خاندان پر واجب ہونا
۱۱۸	وفات کے وقت صدقہ و خیرات کرنا اور غلام آزاد کرنا		باب 20: جو شخص کسی دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول
	کِتَابُ الْوَلَاءِ وَالْهَبَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	۱۰۱	کرے
	ولاء اور ہبہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول	۱۰۲	مولی الموالات کی وراثت میں مذاہب آئمہ

۱۳۰	مسئلہ تقدیر پر مشکل بننے کی وجہ	۱۱۹	(احادیث کا) مجموعہ
۱۳۱	تقدیر کے موافق عمل کرنے پر انسان کا مجبور نہ ہونا	۱۱۹	باب 1: ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے
۱۳۱	تقدیر پر ایمان رکھنے کے فوائد	۱۱۹	ولاء اور ہبہ کا مسئلہ
۱۳۱	تقدیر کے منکر کا حکم	۱۲۰	باب 2: ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے کی ممانعت
	باب 1: تقدیر کے بارے میں بحث کرنے کی شدید ممانعت	۱۲۱	ولاء اور ہبہ فروخت کرنے کی ممانعت
۱۳۲	تقدیر میں بحث و تکرار کی ممانعت کی وجہ	۱۲۱	باب 3: جو شخص اپنے آپ کو آزاد کرنے والے کے علاوہ یا اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے منسوب کرے
۱۳۳	منکرین تقدیر کے مشہور فرقے		غیر آقا اور غیر باپ کی طرف منسوب کرنے کی ممانعت و وعید
۱۳۳	باب 2: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی بحث	۱۲۲	باب 4: جو شخص اپنی اولاد کی نفی کر دے
۱۳۴	حضرات آدم و موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ کہاں ہوا؟	۱۲۳	اپنی اولاد کے نسب کا انکار کرنا
۱۳۵	باب 3: بد بختی اور خوش بختی کا بیان	۱۲۴	باب 5: قیافہ شناسی کا بیان
۱۳۶	انسان کے شقی اور سعید ہونے کا معیار	۱۲۴	قیافہ شناسی سے ثبوت نسب میں مذاہب آئمہ
۱۳۷	باب 4: اعمال میں خاتمے کا اعتبار ہوتا ہے	۱۲۵	باب 6: نبی اکرم ﷺ کا ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کے بارے میں ترغیب دینا
۱۳۸	آخرت میں فیصلہ کا معیار	۱۲۶	ہدیہ لینے دینے کی اہمیت
۱۳۸	بچہ کی تخلیق کے مراحل	۱۲۶	باب 7: ہبہ کو واپس لینا مکروہ ہے
۱۳۹	باب 5: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے	۱۲۷	ہدیہ دینے کے بعد رجوع کرنے میں مذاہب آئمہ
۱۴۰	مفہوم حدیث	۱۲۷	كِتَابُ الْقَدْرِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
۱۴۰	فوت ہونے والے نابالغ بچوں کے احکام	۱۲۸	تقدیر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول
۱۴۰	۲- نابالغ بچوں کے اخروی احکام		(احادیث کا) مجموعہ
۱۴۱	باب 6: تقدیر کو صرف دعا ٹال سکتی ہے	۱۲۹	قدر و تقدیر کا مفہوم
۱۴۱	دعا کی تاثیر اور حسن سلوک کی اہمیت	۱۲۹	قضاء و قدر میں فرق
	باب 7: (لوگوں کے) دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں	۱۲۹	اقسام تقدیر
۱۴۲	مفہوم حدیث	۱۲۹	تقدیر کی وسعت
۱۴۳	باب 8: اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم اور اہل جنت کیلئے کتاب لکھ دی ہے	۱۳۰	تقدیر کی ضرورت و اہمیت
۱۴۳	دور جثروں میں تمام انسانوں کے نام تحریر ہونا	۱۳۰	مسئلہ تقدیر آسان ترین ہونا

۱۶۵	باب 2: جان اور مال کو قابل احترام قرار دینا	۱۲۵	تقدیر کا طے شدہ ہونا
۱۶۶	مسلمان کی جان و مال کا محترم ہونا	۱۲۶	باب 9: عدویٰ ہامہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے
۱۶۷	باب 3: کسی بھی مسلمان کیلئے یہ بات جائز نہیں: وہ	۱۲۷	زمانہ جاہلیت کے اوہام کا رد
۱۶۷	دوسرے مسلمان کو ڈرائے دھمکائے	۱۲۷	باب 10: تقدیر پر ایمان رکھنا خواہ وہ اچھی ہو یا بُری ہو
۱۶۹	مسلمان کو ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی ممانعت	۱۲۹	تقدیر کی اہمیت
۱۶۹	باب 4: مسلمان کا ہتھیار کے ذریعے اپنے بھائی کی طرف	۱۲۹	باب 11- ہر شخص نے وہیں مرنا ہے جو اس کے مقدر میں
۱۶۹	اشارہ کرنا	۱۲۹	لکھا ہے
۱۷۰	ہتھیار سے اپنے مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کرنے کی	۱۵۰	وفات سے قبل مقررہ جگہ پر آدمی کا پہنچنا
۱۷۰	وعید	۱۵۰	باب 12: جھاڑ پھونک اور دوائی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں کسی
۱۷۰	باب 5: بے نیام تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے	۱۵۱	چیز کو نہیں ٹال سکتے
۱۷۰	آنا	۱۵۱	جھاڑ پھونک اور دواء سے علاج بھی تقدیر کا حصہ ہونا
۱۷۱	بے نیام ہتھیار لے کر کسی کے سامنے آنے کی ممانعت	۱۵۲	باب 13: تقدیر کے منکرین
۱۷۱	باب 6: جو شخص صبح کی نماز ادا کرے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ	۱۵۲	مشہور اسلامی فرقوں کے اختلافات کی بنیادیں
۱۷۱	میں ہوتا ہے	۱۵۳	انسان کا اسباب موت کے دائرہ میں ہو
۱۷۱	فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل	۱۵۳	باب 14: (تقدیر کے) فیصلے پر راضی رہنا
۱۷۱	ہونا	۱۵۵	اللہ کے فیصلہ کو بخوشی قبول کرنا
۱۷۲	باب 7: جماعت کے ساتھ رہنا	۱۵۸	منکرین تقدیر کی وعید و سزا
۱۷۳	جماعت و اجتماعیت کے فوائد	۱۵۹	تقدیر الہی کے مراحل خمسہ
۱۷۶	باب 8: جب منکر کو ختم نہ کیا جائے تو عذاب کا نازل ہونا	۱۶۰	تقدیر الہی کا نص قرآنی سے ثبوت
۱۷۷	برائی سے نہ روکنا، نزول عذاب کا باعث ہونا		کِتَابُ الْفِتَنِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
۱۷۸	باب 9: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا		فتنوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث
۱۷۹	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فریضہ امت	۱۶۱	کا) مجموعہ
۱۸۰	باب 10: منکر کو ہاتھ یا زبان یا دل کے ذریعے ختم کرنا	۱۶۱	فتنہ کا معنی و مفہوم اور اقسام
۱۸۰	منکر کو روکنے کے درجات ثلاثہ	۱۶۱	قلب کے احوال
۱۸۱	باب 11: بلا عنوان		باب 1: کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ
۱۸۲	منکر کو دل سے برا تصور نہ کرنے کی مثال	۱۶۳	سے حلال ہوتا ہے
۱۸۲	باب 12: سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد ظالم حکمران	۱۶۵	تین وجوہات کی بنا پر مسلمان کا خون حلال ہونا

۲۰۳	کے بارے میں بتانا جو قیامت تک ہوں گی	۱۸۲	کے سامنے حق کی بات کہنا ہے
۲۰۵	تاقیامت پیش آنے والے واقعات کو بیان کرنا	۱۸۳	ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا، جہاد اکبر ہونے کی وجہ
۲۰۷	باب 25: اہل شام کا بیان		باب 13: نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کے بارے میں
۲۰۸	اہل شام کی فضیلت	۱۸۳	تین مرتبہ سوال کرنا
	باب 26: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح ایک دوسرے کو قتل	۱۸۵	حضور اقدس ﷺ کی دعائیں اور ان کی قبولیت
۲۰۹	کرنا نہ شروع کر دینا	۱۸۵	باب 14: فتنہ کے زمانے میں آدمی کیسے رہے؟
۲۰۹	ناحق قتل کرنے کی مذمت	۱۸۶	فتنہ کے زمانہ میں بہترین شخص کی نشاندہی
	باب 27: ایسا فتنہ آئے گا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے	۱۸۷	باب 15: امانت کا اٹھالیا جانا
۲۰۹	ہوئے شخص سے بہتر ہوگا	۱۸۸	امانت کا نزول و ارتقاع
۲۱۰	فتنہ سے کنارہ کش ہونا		باب 16: تم لوگ ضرور پہلے لوگوں کے طریقوں پر عمل
	باب 28: عنقریب ایسا فتنہ ہوگا جو تاریک رات کے ٹکڑوں	۱۸۹	کرو گے
۲۱۱	کی طرح ہوگا	۱۸۹	غلط طریقوں کو اپنانے کی ممانعت
۲۱۳	چند فتنوں کا ذکرہ	۱۹۰	باب 17: درندوں کا کلام کرنا
۲۱۳	باب 29: ہرج کا بیان اور اس (زمانے میں) عبادت	۱۹۱	جانوروں کا گفتگو کرنا
۲۱۵	قتل و غارت کے زمانہ میں عبادت کرنے کی فضیلت	۱۹۱	باب 18: چاند کا شق ہونا
۲۱۵	باب 30: فتنے کے زمانے میں لکڑی سے تلوار بنانا	۱۹۲	معجزہ شق القمر کا ظہور
۲۱۶	قتل و غارت کے دور میں کنارہ کش ہونا	۱۹۳	باب 19: زمین میں دھنس جانا
۲۱۶	باب 31: قیامت کی علامات	۱۹۵	علامات قرب قیامت
۲۱۸	باب 32: بلا عنوان	۱۹۶	باب 20: سورج کا مغرب سے نکلنا
۲۱۹	علامات قیامت	۱۹۷	سورج کے مستقر کی توضیح
	باب 33: (چہرے) مسخ ہو جانے (اور انسانوں کو زمین	۱۹۸	باب 21: یا جوج ماجوج کا نکلنا
۲۲۰	میں) دھنسائے جانے	۱۹۹	خروج یا جوج و ماجوج
۲۲۰	(کا عذاب قریب آ جانے) کی علامات کیا ہوں گی	۲۰۰	باب 22: خارجی گروہ کی علامت
۲۲۲	علامات نزول عذاب	۲۰۱	خوارج کا تعارف
	باب 34: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”مجھے اور قیامت کو ان	۲۰۲	باب 23: ترجیحی سلوک کرنا
۲۲۳	دو (انگلیوں) کی طرح بھیجا گیا ہے“	۲۰۳	اہل کو منصب پر فائز کرنا
۲۲۳	یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی		باب 24: نبی اکرم ﷺ کا اپنے اصحاب کو ان چیزوں

۲۲۲	حضرت امام مہدی <small>علیہ السلام</small> کی آمد	۲۲۳	بعثت نبوی اور قیام قیامت قریب ہونا
۲۲۳	باب 46: حضرت عیسیٰ بن مریم <small>علیہ السلام</small> کا نزول	۲۲۴	باب 35: ترکوں کے ساتھ جنگ کرنا
۲۲۳	نزول عیسیٰ <small>علیہ السلام</small>	۲۲۵	ترکوں سے قتال کرنا
۲۲۴	باب 47: دجال کا بیان	۲۲۵	ترک کا اصل اور علامات
۲۲۵	باب 48: دجال کی نشانی	۲۲۵	باب 36: جب کسریٰ رخصت ہو جائے گا تو اس کے بعد
۲۲۶	دجال کا فتنہ اور اس کی نشانی	۲۲۶	کوئی کسریٰ نہیں ہوگا
۲۲۷	باب 49: دجال کا خروج کہاں سے ہوگا؟	۲۲۶	کسریٰ کے خاتمہ کا اعلان
۲۲۷	خروج دجال کا مقام	۲۲۶	باب 37: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک
۲۲۸	باب 50: دجال کے خروج کی علامات	۲۲۷	حجاز کی سمت سے آگ نہیں نکلے گی
۲۲۹	خروج دجال کی علامات	۲۲۷	حضرموت کی جانب سے خروج آتش
۲۲۹	باب 51: دجال کا فتنہ	۲۲۷	باب 38: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک
۲۵۳	باب 52: دجال کا حلیہ	۲۲۸	کذاب ظاہر نہیں ہوں گے
۲۵۴	باب 53: دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا	۲۲۹	جھوٹے نبیوں کا پیدا ہونا
۲۵۵	باب 54: حضرت عیسیٰ بن مریم <small>علیہ السلام</small> کا دجال کو قتل کرنا	۲۲۹	باب 39: ثقیف قبیلے میں جھوٹے شخص اور خونریزی
۲۵۶	دجال کے فتنہ کی تفصیل	۲۳۰	کرنے والے کا ظہور ہونا
۲۵۷	باب 55: ابن صائد کا تذکرہ	۲۳۰	قبیلہ ثقیف میں جھوٹا نبی اور ہلا کو پیدا ہونا
۲۶۱	فتنہ ابن صیاد کا تعارف	۲۳۱	باب 40: تیسری صدی کا بیان
۲۶۳	احادیث باب کا مفہوم	۲۳۲	تین ادوار کا تذکرہ
۲۶۴	باب 56: ہوا کو برا کہنے کی ممانعت	۲۳۳	باب 41: خلفاء کا بیان
۲۶۵	ہوا کو برا کہنے کی ممانعت اور اس سے تحفظ کی دعا	۲۳۴	خلفاء کا تذکرہ
۲۶۶	جزیرہ میں مقید دجال اور جساسہ کی نفی	۲۳۵	باب 42: خلافت کا بیان
۲۶۸	خود کو ذلیل و خوار کرنے کی ممانعت	۲۳۷	مدت خلافت کا ذکر
۲۶۹	ظالم و مظلوم کی مدد کرنے کا مفہوم	۲۳۸	باب 43: قیامت تک خلفاء کا تعلق قریش سے رہے گا
۲۶۹	قرب سلطان باعث فتنہ ہونا	۲۳۹	تا قیامت خلافت قریش کا حق ہونا
۲۷۰	خوشحالی باعث فتنہ ہونا	۲۳۹	باب 44: گمراہ کرنے والے حکمران
۲۷۱	سمندر کی طرح فتنہ کا موجزن ہونا	۲۴۰	گمراہ کن حکمرانوں کا ذکر
۲۷۳	ظالم حکمرانوں کی معاونت کرنے کی وعید	۲۴۰	باب 45: (امام) مہدی کا تذکرہ

۲۹۲	باب 5: جب کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کیا کرے	۲۷۴	فتنوں کے دور میں دین پر قائم رہنے کی فضیلت
۲۹۳	برا خواب دیکھنے کے نتیجہ میں کرنے کے کام	۲۷۵	لوگوں کا تکبر و غرور کرنا اور ان پر بدترین حکمرانوں کا تسلط ہونا
۲۹۳	باب 6: خواب کی تعبیر بیان کرنا	۲۷۶	عورت کی حکمرانی قوم کی ناکامی ہونا
۲۹۴	خوابوں کی تعبیر کا اسلوب	۲۷۷	سب سے بدتر اور بہتر لوگوں کا معیار
۲۹۵	باب 7: خواب کی کون سی تعبیر پسندیدہ ہے اور کون سی ناپسندیدہ ہے؟	۲۷۸	بہترین اور بدترین امراء
۲۹۵	برے خواب کا تدارک و علاج	۲۷۸	خیر و بد عمل حکمرانوں کے ساتھ مسلمان لوگوں کا طرز عمل
۲۹۶	باب 8: جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے	۲۸۰	جینے اور مرنے کا معیار
۲۹۷	جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت	۲۸۰	پرفتن دور میں احکام دین پر عمل کرنے کی فضیلت
۲۹۷	باب 9: نبی اکرم ﷺ کا خواب میں دودھ اور قیص دیکھنا	۲۸۱	فتنہ مشرق کی وضاحت
۲۹۹	دودھ کی تعبیر سے علم اور طویل قیص کی شرح تعبیر دین سے کرنے کی وجوہات	۲۸۱	خروج دجال پر حضرت امام مہدی <small>علیہ السلام</small> کا تعاقب کرنا
۲۹۹	باب 10: نبی اکرم ﷺ کا خواب میں میزان اور ڈول (دیکھنے کی تعبیر بیان کرنا)	۲۸۲	کتاب الروایا عن رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
۳۰۱	خواب میں ترازو کے وزنی اور ڈول نکالنے میں قوت نمایاں ہونے کی تعبیر	۲۸۳	خوابوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۳۰۱	سفید لباس کی اہمیت	۲۸۳	انسان کے خیالات خمسہ
۳۰۳	یثرب سے مدینہ طیبہ بننا	۲۸۳	خوابوں کی کیفیت
۳۰۴	سونے کے کنگنوں کی تعبیر جھوٹی نبوت کے دعویدار	۲۸۳	باب 1: مؤمن کے خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہیں
۳۰۶	ایک صحابی اور حضرت ابو بکر صدیق <small>رضی اللہ عنہ</small> کی طرف سے اس کی تعبیر	۲۸۴	باب 2: نبوت ختم ہو چکی ہے البتہ (خوابوں میں ملنے والی) بشارتیں باقی ہیں
۳۰۸	خواب بیان کرنے یا سننے کی اہمیت	۲۸۵	مؤمن کے خواب کی اہمیت و فضیلت
۳۰۹	کتاب الشہادات عن رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>	۲۸۶	باب 3: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ”ان کیلئے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے“
	گواہی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۲۸۹	”لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا“ کا مفہوم
		۲۹۰	باب 4: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے درحقیقت مجھے ہی دیکھا“
		۲۹۱	حضور اقدس <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی زیارت فی المنام کا مسئلہ

باب 1: کون سے گواہ بہتر ہیں؟	۳۰۹	باب 7: اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ رونے کی فضیلت	۳۲۸
بہترین گواہی اور بہترین گواہ	۳۱۰	خوف خدا سے رونے کی فضیلت	۳۲۸
باب 2: کس کی گواہی قبول نہیں ہوگی؟	۳۱۱	باب 8: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”مجھے جو علم ہے اگر وہ تمہیں علم ہو تو تم لوگ تھوڑا ہنسو“	۳۲۹
مردود الشہادت لوگ	۳۱۲	حقائق معلوم ہونے پر لوگ ہنسنا ترک کر دیں	۳۳۰
باب 3: جھوٹی گواہی دینے (کا وبال)	۳۱۳	باب 9: جو شخص لوگوں کو ہنسانے کیلئے کوئی بات کہے	۳۳۰
باب 4: بلا عنوان	۳۱۵	لوگوں سے ہنسی مذاق کرنے کی مذمت	۳۳۱
جھوٹی گواہی کی مذمت و عید	۳۱۶	فضول باتوں کو ترک کرنا مسلمان کی خوبی ہے	۳۳۳
کتاب الزُّہْدِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ		باب 10: کم گوئی کا بیان	۳۳۳
زُہْد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۳۱۸	کم گوئی کی فضیلت	۳۳۴
اہم امور کی نشاندہی:	۳۱۸	باب 11: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا کا بے حیثیت ہونا	۳۳۴
باب 1: صحت اور فراغت ان دو نعمتوں کے حوالے سے		باب 12: بلا عنوان	۳۳۵
بہت سے لوگ نقصان کا شکار ہیں	۳۱۹	باب 13: بلا عنوان	۳۳۶
خواب غفلت سے بیدار ہونا	۳۲۰	باب 14: دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے	۳۳۶
باب 2: سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو حرام چیزوں سے سب سے زیادہ بچتا ہو	۳۲۰	دنیا کا حقیر و بے حیثیت ہونا	۳۳۷
حرام و ممنوع امور سے احتراز عبادت ہونا	۳۲۱	باب 15: دنیا کی مثال چار آدمیوں کی طرح ہے	۳۳۸
باب 3: نیک عمل میں جلدی کرنا	۳۲۳	دنیا کے حوالے سے لوگوں کی چار اقسام	۳۳۹
نیکی کے کاموں میں جلدی کرنا	۳۲۳	باب 16: دنیا کے بارے میں غمگین ہونا اور اس سے محبت کرنا	۳۴۰
باب 4: موت کو یاد کرنا	۳۲۴	باب 17: بلا عنوان	۳۴۱
موت کو بکثرت یاد کرنا	۳۲۵	دنیا پر عدم اعتماد کرنا	۳۴۲
باب 5: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرے	۳۲۵	باب 18: مومن کی لمبی عمر	۳۴۲
اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے	۳۲۵	طویل العمر نیکو کار شخص کی فضیلت	۳۴۳
اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا	۳۲۶	باب 19: بلا عنوان	۳۴۳
باب 6: نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کو ڈرانا	۳۲۶	باب 20: اس بات کا بیان کہ اس امت کے (افراد کی) عمریں عام طور پر	۳۴۴
آپ ﷺ کا بطور اصلاح اپنی امت کو ڈرانا	۳۲۷		

۳۶۰	پہلے داخل ہوں گے	۳۴۴	ساتھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی
۳۶۲	فقراء و غرباء کی فضیلت	۳۴۴	امت محمدی کی عمومی عمروں کا اعلان
۳۶۲	باب 34: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہل خانہ کا طرز زندگی	۳۴۵	باب 21: زمانے کا سمٹ جانا اور امیدوں کا کم ہو جانا
۳۶۲	حضور اقدس ﷺ اور اہل بیت کا گزراوقات	۳۴۵	ظنی زمانی کا کرشمہ
۳۶۲	معیشت نبوی اور اہل بیت اطہار:	۳۴۵	باب 22: امیدوں کا کم ہونا
۳۶۸	باب 35: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کا طرز زندگی	۳۴۷	دنیا سے امیدیں وابستہ نہ کرنا
۳۶۹	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت	۳۴۷	باب 23: اس امت کی آزمائش مال ہے
۳۶۹	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خدمات	۳۴۸	کثرت دولت امت محمدی کی آزمائش ہونا
۳۷۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی حالت ناداری	۳۴۸	باب 24: اگر بندے کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی آرزو کرنے گا
۳۷۱	حضور اقدس ﷺ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ناداری	۳۴۹	انسان کا تاحیات حریص و لالچی ہونا
۳۷۳	آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز زیست	۳۴۹	باب 25: دو چیزوں کی محبت کے بارے میں بوڑھے شخص کا دل بھی (ہمیشہ) جوان رہتا ہے
۳۷۵	باب 36: اصل خوشحالی دل کی ہوتی ہے	۳۵۰	بڑھاپے میں بھی دو خواہشات کا باقی رہنا
۳۷۵	غنی دل کے استغناء کا نام ہے	۳۵۱	باب 26: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا
۳۷۶	باب 37: حق کے ہمراہ مال حاصل کرنا	۳۵۱	باب 27: بلا عنوان
۳۷۶	حلال طریقہ سے حاصل شدہ مال کی فضیلت اور حرام ذرائع سے مال حاصل کرنے کی وعید	۳۵۱	باب 28: بلا عنوان
۳۷۷	زندگی کا مقصد جمع دولت قرار دینے کی وعید	۳۵۲	باب 29: بلا عنوان
۳۷۸	دنیا طلبی، دین کی تباہی ہونا	۳۵۳	دنیا سے عدم رغبت اور آخرت کو ترجیح دینا
۳۷۹	دنیا سے مؤمن کے تعلق کا معیار	۳۵۳	باب 30: اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا
۳۸۰	تاثیر صحبت	۳۵۶	اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی اہمیت
۳۸۰	باب 38: انسان اس کے اہل و عیال، مال اور عمل کی مثال	۳۵۶	باب 31: ضروریات کے مطابق (رزق ہونا) اور اس پر صبر کرنا
۳۸۱	اعمال صالحہ کی اہمیت	۳۵۸	فقرو زہد کی فضیلت
۳۸۱	باب 39: زیادہ کھانا مکروہ ہے	۳۵۹	باب 32: غربت کی فضیلت
۳۸۲	بسیار خور کی مذمت	۳۶۰	فقروفاقہ کی فضیلت:
			باب 33: غریب مہاجرین جنت میں خوشحال مہاجرین سے

۴۰۵	مصیبت زدہ لوگوں کا ثواب قابل رشک ہونا	۳۸۲	باب 40: ریاء کاری اور شہرت کا بیان
۴۰۶	آخرت میں ہر آدمی کو پچھتاوا لاحق ہونا	۳۸۶	ریا کاری اور شہرت سے اعمال صالحہ کا تباہ ہونا
۴۰۷	دین کی آڑ میں دنیا کمانے کی وعید	۳۸۷	باب 41: پوشیدہ طور پر عمل کرنا
۴۰۸	باب 51: زبان کی حفاظت کا بیان	۳۸۸	نادانستہ طور پر عمل خیر نمایاں ہونے کی فضیلت
۴۱۰	زبان کو قابو میں رکھنا		باب 42: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرے گا
۴۱۰	زبان کی اعضاء جسم پر حکمرانی	۳۸۸	جس شخص کو کسی سے محبت ہوگی آخرت میں اس کی رفاقت حاصل ہونا
	زبان اور شرمگاہ کو قابو میں رکھنے والے کے لئے جنت کی خوشخبری	۳۹۰	فائدہ نافع
۴۱۲	زبان کا خطرہ، خطرہ اعظم ہونا	۳۹۰	باب 43: اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا
۴۱۲	باب 52: بلا عنوان	۳۹۱	ذات باری تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنا
۴۱۳	باب 53: بلا عنوان	۳۹۱	باب 44: نیکی اور گناہ کا بیان
	فضول گفتگو سے دل سخت ہونا اور اللہ کی رحمت سے دور ہونا	۳۹۲	نیکی اور گناہ کی پہچان کرنا
۴۱۳		۳۹۳	باب 45: اللہ تعالیٰ کیلئے (کسی سے) محبت رکھنا
۴۱۴	باب 54: بلا عنوان	۳۹۴	رضائے الہی کیلئے محبت کرنے کی فضیلت
۴۱۵	حقوق کی ادائیگی بھی زہد کا حصہ ہونا	۳۹۵	باب 46: محبت کی اطلاع دینا
۴۱۶	باب 55: بلا عنوان	۳۹۶	محبت کا محبوب کو محبت سے مطلع کرنا
	لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیش نظر رکھنا	۳۹۷	باب 47: تعریف اور تعریف کرنے والوں کا ناپسندیدہ ہونا
۴۱۶		۳۹۸	منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت
	کِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّهَائِقِ وَالْوَرَعِ	۳۹۹	باب 48: مؤمن کے ساتھ رہنا
	عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	۴۰۰	صالحین کی صحبت اختیار کرنا
	قیامت کے تذکرے دل کو نرم کرنے والی باتوں اور	۴۰۰	باب 49: آزمائش پر صبر کرنا
۴۱۸	پرہیزگاری کے بارے میں	۴۰۰	آزمائش پر صبر کرنے کی فضیلت
۴۱۸	نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۴۰۱	آزمائش کے درجات و مقاصد
۴۱۸	باب 1: حساب اور قصاص (بدلہ لینے) سے متعلق روایات	۴۰۱	باب 50: بینائی کا رخصت ہو جانا
۴۲۱	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ہر آدمی سے گفتگو	۴۰۳	آنکھوں کی بینائی ختم ہونے کا اجر و ثواب
۴۲۱	اسماء و صفات الہی کے بارے میں مذاہب	۴۰۳	
۴۲۱	مفلس کی تعریف اور قیامت کے دن ظلم و زیادتی کا بدلہ	۴۰۴	

۴۵۳	غریب کو کھلانے، پلانے اور پہنانے کی فضیلت	۴۲۳	چکانے کا طریق کار
۴۵۴	مومن کیلئے جنت میں قیمت چیز ہونا	۴۲۵	قیامت کے دن لوگوں کا پسینے سے شرابور ہونا
۴۵۴	آدمی کا پرہیزگار بننا	۴۲۵	باب 2: حشر کی کیفیت کا بیان
۴۵۵	دین کا ولولہ ہمہ وقت قائم نہ رہنا	۴۲۷	قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرنا
۴۵۵	باب 15: بلا عنوان	۴۲۷	باب 3: پیشی کا بیان
۴۵۶	دینی معاملات میں چستی کے بعد سستی آنا	۴۲۸	باب 4: بلا عنوان
۴۵۷	دنیا سے طویل امید وابستہ نہ کرنا	۴۲۹	باب 5: بلا عنوان
۴۵۸	زندگی کے آخری حصہ میں دولت اور حیات طویل کا لالچ	۴۳۰	باب 6: بلا عنوان
۴۵۸	بڑھ جانا	۴۳۱	لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا
۴۵۹	انسان کا اسباب موت میں گھرا ہوا ہونا	۴۳۲	باب 7: صور کا بیان
۴۶۰	کثرت درود کی فضیلت	۴۳۳	صور پھونکا جانا
۴۶۱	اللہ تعالیٰ سے مکمل شرم و حیا کرنا	۴۳۳	باب 8: پل صراط کا بیان
۴۶۲	صاحب دانش اپنے نفس کا محاسبہ کر سکتا ہے	۴۳۵	لوگوں کا پل صراط پر گزرنا
۴۶۳	قبر کی مردے سے گفتگو	۴۳۵	باب 9: شفاعت کا بیان
۴۶۵	سادہ زندگی اختیار کرنا	۴۳۹	قیامت کے دن حضور اقدس ﷺ کا اپنی امت کی شفاعت کبریٰ کرنا
۴۶۶	دنیوی معاملات میں مسابقت کرنے کی ممانعت	۴۴۰	باب 10: بلا عنوان
۴۶۸	بابرکت اور بے برکت مال	۴۴۱	باب 11: بلا عنوان
۴۶۸	خوشحالی میں آزمائش کا مشکل ہونا	۴۴۳	باب 12: بلا عنوان
۴۶۹	طالب آخرت کا دل مطمئن ہونا اور طالب دنیا کا دل پریشان ہونا	۴۴۳	حضور اقدس ﷺ کا اپنی امت کیلئے شفاعت صغریٰ کرنا
۴۷۰	رضائے الہی کیلئے عبادت کا صلہ	۴۴۴	باب 13: حوض (کوثر) کا تذکرہ
۴۷۱	نصف وسق جو پرکٹی دنوں تک گزارہ کرنا	۴۴۵	حوض کوثر کی کیفیت
۴۷۲	دنیا کی پرکشش اشیاء سے احتراز کرنا	۴۴۶	باب 14: حوض (کوثر) کے برتنوں کا تذکرہ
۴۷۳	امت کو سادگی کا درس	۴۴۸	حوض کوثر کے برتنوں کا تذکرہ
۴۷۴	اللہ کی راہ میں خرچ ہونے والی چیز کا محفوظ ہونا	۴۴۹	توکل کرنے والے لوگوں کا بغیر حساب جنت میں جانا
۴۷۴	ایک ماہ تک محض کھجور پانی پر گزارہ کرنا	۴۵۰	تعلیمات دین پر صحیح طریقہ سے عمل پیرا ہونا
۴۷۵	چند مٹھی توشہ پر ایک ماہ تک گزارہ کرنا	۴۵۱	برے لوگوں کی علامات

۵۰۲	خاموشی سے نجات ہونا	۴۷۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ناداری کی کیفیت
۵۰۳	کسی شخص کی نقل اتارنے کی ممانعت	۴۷۹	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حالت ناداری
۵۰۵	مسلمان کا کسی کو تکلیف نہ پہنچانا	۴۸۲	اصحاب صفہ کی ناداری
۵۰۶	کسی شخص کو گناہ پر عار نہ دلانا	۴۸۳	دنیا میں شکم سیر کا آخرت میں بھوکا ہونا
۵۰۷	کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا	۴۸۴	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لباس کی کیفیت
۵۰۸	لوگوں کی ایذا رسانی پر صبر کرنے کی فضیلت	۴۸۴	ضرورت سے زائد عمارت بنانے کی ممانعت
۵۱۰	باہمی معاملات میں بگاڑ کی وجہ سے دین میں بگاڑ پیدا ہونا	۴۸۵	عجز و انکسار کی سبب پر تکلف لباس ترک کرنے کی فضیلت
۵۱۱	ظلم و زیادتی اور قطع رحمی کی مذمت		صحیح معارف میں خرچ کی جانے والی دولت کافی سبیل اللہ ہونا
۵۱۲	صبر و قناعت پیدا کرنے والے امور	۴۸۶	دنیوی مصائب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنے کی ممانعت
۵۱۳	احوال کی کیفیت دائمی نہ ہونا		مسلمان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت
۵۱۵	اپنی پسندیدہ چیز اپنے بھائی کیلئے پسند کرنا	۴۸۷	جنت میں لے جانے والے اعمال
۵۱۶	اللہ تعالیٰ کا حقیقی نافع اور ضار ہونا	۴۸۸	کھا کر شکر بجالانا، روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی مثل ہے
۵۱۷	تدبیر اور توکل میں منافات نہ ہونا	۴۸۹	حسن سلوک کرنے والے لوگوں کے حق میں دعاء خیر کرنا
۵۱۹	مشکوک بات ترک کرنا اور یقینی بات کو اختیار کرنا		نیک شخص پر آتش جہنم حرام ہونا
۵۲۰	ورع کا مقام عبادت سے بلند ہونا	۴۹۰	گھریلو امور میں حصہ لینا
۵۲۱	جنت میں لے جانے والے امور	۴۹۰	ملاقات اور محفل کے آداب
۵۲۱	ایمان کی تکمیل کرنے والے امور	۴۹۱	متکبرین کا عبرتناک انجام
	کِتَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	۴۹۲	غصہ پی جانے کی فضیلت
	جنت کی صفات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۴۹۳	کنزور کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کی فضیلت
۵۲۳	موضوع سے متعلق چند اہم باتیں	۴۹۳	تمام نعمتوں کا اللہ تعالیٰ کے پاس ہونا اور اس کی بندہ نوازی
۵۲۳	باب 1: جنت کے درختوں کا تذکرہ	۴۹۵	گناہگار کی مغفرت ہونا
۵۲۵	جنت کے درختوں کی کیفیت		ارتکاب گناہ کے وقت آدمی کی کیفیت اور توبہ کرنے سے
۵۲۵	باب 2: جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ	۴۹۷	اللہ کا خوش ہونا
۵۲۷	جنت کی نعمتوں کا تذکرہ	۴۹۹	
۵۲۷	باب 3: جنت کے بالا خانوں کا تذکرہ		
۵۲۸	جنت کے بالا خانوں کی کیفیت	۵۰۱	

۵۵۳	جنت میں دیدار الہی کی دولت حاصل ہونا	۵۲۹	باب 4: جنت کے درجات کا تذکرہ
۵۵۵	اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نعمت عظیم ہونا	۵۳۱	جنت کے درجات کی کیفیت
۵۵۵	باب 18: اہل جنت کا اپنے کمروں میں سے ایک دوسرے کو دیکھنا	۵۳۲	باب 5: جنت کی خواتین کا تذکرہ
۵۵۶	اہل جنت کا اپنے بالا خانوں میں ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنا	۵۳۳	اہل جنت کی عورتوں کی کیفیت
۵۵۶	باب 19: اہل جنت اور اہل جہنم کا (جنت اور جہنم میں) ہمیشہ رہنا	۵۳۵	باب 6: اہل جنت کے صحبت کرنے کی کیفیت
۵۵۶	اہل جنت کا دائمی طور پر جنت میں اور اہل جہنم کا دائمی طور پر جہنم میں رہنا	۵۳۵	اہل جنت میں سے ہر ایک کو سومردوں کے برابر قوت جماع حاصل ہونا
۵۵۹	مفہوم احادیث باب	۵۳۶	باب 7: اہل جنت کا تذکرہ
۵۶۰	باب 20: جنت کو (دنیاوی) تکالیف کے سائے میں رکھا گیا ہے اور جہنم کو	۵۳۶	اہل جنت کی کیفیت
۵۶۱	(دنیاوی) نفسانی خواہشات کے سائے میں رکھا گیا ہے جنت کا تکالیف کے سائے میں ہونا اور جہنم کا نفسانی خواہشات کے سایہ میں ہونا	۵۳۸	باب 8: اہل جنت کے لباس کا تذکرہ
۵۶۲	باب 21: جنت اور جہنم کا مکالمہ	۵۳۹	اہل جنت کے کپڑوں کا تذکرہ
۵۶۲	جنت اور جہنم کا مکالمہ	۵۳۹	باب 9: جنت کے پھلوں کا تذکرہ
۵۶۳	باب 22: سب سے کم تر حیثیت کے مالک جنتی کو جو کرامت حاصل ہوگی	۵۴۰	جنت کے پھلوں کا تذکرہ
۵۶۵	معمولی درجہ کے جنتی کی فضیلت	۵۴۰	باب 10: جنت کے پرندوں کا تذکرہ
۵۶۶	باب 23: "حور عین" کی گفتگو	۵۴۱	جنت کے پرندوں کی کیفیت
۵۶۷	جنت کی گوری اور بڑی آنکھوں والی عورتوں کا تذکرہ	۵۴۱	باب 11: جنت کے گھوڑوں کا تذکرہ
۵۶۸	مشک کے ٹیلوں پر بیٹھنے والے تین آدمیوں کا تذکرہ	۵۴۳	جنتی گھوڑوں کا تذکرہ
۵۶۹	تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کا محبت کرنا	۵۴۳	باب 12: اہل جنت کی عمر کا بیان
۵۷۰	تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کا محبت کرنا اور تین سے نفرت کرنا	۵۴۴	اہل جنت کی عمروں کا تذکرہ
۵۷۰	کرنا	۵۴۴	باب 13: اہل جنت کی کتنی صفیں ہوں گی؟
		۵۴۵	اہل جنت کی صفوں کا تذکرہ
		۵۴۶	باب 14: جنت کے دروازوں کا تذکرہ
		۵۴۷	جنت کے دروازہ کی کیفیت
		۵۴۷	باب 15: جنت کے بازار کا بیان
		۵۴۹	جنت کا بازار اور اس کی رونق
		۵۵۰	باب 16: باری تعالیٰ کا دیدار
		۵۵۱	باب 17: بلا عنوان

۵۹۸	اہل جہنم میں عورتوں کی اکثریت شرح ہونا	۵۷۱	دریائے فرات کا خزانہ لینے کی ممانعت
۵۹۹	سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی آدمی	۵۷۲	باب 24: جنت کی نہروں کا تذکرہ
۶۰۰	عجز و انکسار جنتی ہونے کی اور وہ تکبر و غرور جہنمی ہونے کی علامت ہونا	۵۷۲	جنت کی نہروں کا تذکرہ
۶۰۰	مفہوم حدیث	۵۷۳	طلب جنت اور جہنم سے پناہ کی دعا کرنا
۶۰۰	کتابُ الْإِيمَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ		کتابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
	ایمان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث)	۵۷۴	جہنم کی صفات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ
۶۰۱	جموعہ (کا)	۵۷۴	باب 1: جہنم کا تذکرہ
۶۰۱	ما قبل سے ربط	۵۷۵	جہنم کو محشر کے قریب لانے کا تذکرہ
۶۰۱	ایمان کا لغوی و اصطلاحی مفہوم	۵۷۶	باب 2: جہنم کی گہرائی کا تذکرہ
۶۰۱	ایمانیات کی تفصیلی بحث	۵۷۷	دوزخ کی گہرائی کا تذکرہ
۶۰۲	فائدہ نافعہ	۵۷۷	باب 3: اہل جہنم کا حجم بڑا ہونا
۶۰۳	اسلام کا معنی و مفہوم	۵۷۹	اہل جہنم کے جسموں کی کیفیت
	باب 1: (نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان) مجھے یہ حکم دیا گیا ہے:	۵۷۹	باب 4: اہل جہنم کے مشروبات کا بیان
	میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ	۵۸۳	جہنمی لوگوں کے مشروبات کا تذکرہ
۶۰۴	کلمہ نہ پڑھ لیں	۵۸۴	باب 5: اہل جہنم کی خوراک کا بیان
۶۰۵	قبول ایمان پر جنگ بندی کرنا	۵۸۶	جہنمی لوگوں کی خوراک کا تذکرہ
	باب 2: (نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان) مجھے یہ حکم دیا گیا ہے:	۵۸۷	باب 6: تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 70 واں حصہ ہے
	میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ	۵۸۸	باب 7: بلا عنوان
۶۰۷	کلمہ نہ پڑھ لیں اور نماز ادا نہ کریں		جہنم کی آگ کے مقابلے میں دنیا کی آگ کا ستر ہوں حصہ ہونا
۶۰۸	لا الہ الا اللہ سے پورا دین مراد ہونا	۵۸۹	باب 8: جہنم دو مرتبہ سانس لیتی ہے نیز جہنم میں سے اہل
۶۰۸	فائدہ نافعہ		توحید کا نکالا جانا
	باب 3: حضرت جبریل علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ کے سامنے	۵۸۹	جہنم کا دو سانس لینا
۶۰۹	ایمان اور اسلام کا ذکر کرنا	۵۹۰	باب 9: بلا عنوان
	حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوالات اور زبان نبوت سے	۵۹۲	جہنم سے مسلمان کا نکلنا
۶۱۱	جوابات	۵۹۲	باب 10: جہنم میں اکثریت خواتین بنتی ہوگی
۶۱۳	باب 4: فرائض کی نسبت ایمان کی طرف کرنا	۵۹۷	

۶۱۳	ایمان کی طرف فرائض کی نسبت کرنا	باب 15: جو شخص ایسے عالم میں مرے کہ وہ اس بات کی
۶۱۵	باب 5: ایمان کا کامل ہونا، اس کا زیادہ ہونا اور کم ہونا	گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے ۶۳۹
۶۱۷	ایمان کی تکمیل اور اس میں کمی بیشی کا مسئلہ	کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے کا دنیا سے رخصت ہونا، جنتی ہونے
۶۱۹	باب 6: حیاء ایمان کا حصہ ہے	کی علامت ہے ۶۳۲
۶۲۰	شرم و حیاء ایمان کا حصہ ہونا	امت میں گروہ بندی کا تذکرہ ۶۳۵
۶۲۱	باب 7: نماز کی حرمت	کِتَابُ الْعِلْمِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
۶۲۲	نماز کی فضیلت و اہمیت	علم کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث
۶۲۳	باب 8: نماز ترک کرنا	کا) مجموعہ ۶۳۷
۶۲۵	ترک نماز کی مذمت و وعید	ماقبل سے ربط اور تعریف علم ۶۳۷
۶۲۵	ترک نماز کے حوالے سے مذاہب آئمہ	باب 1: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بھلائی
۶۲۷	ایمان کا ذائقہ چکھنے کی شرائط	کا ارادہ کرے تو اسے دین کے بارے میں سوچ بوجھ عطا کر
۶۲۷	باب 9: زنا کرنے والا زنا کرتے ہوئے مؤمن نہیں رہتا	دیتا ہے ۶۳۷
۶۲۹	حالت ایمان میں زنا کا صدور نہ ہونا	اللہ تعالیٰ کا بندے کو علم دین سے نوازا ۶۳۸
۶۲۹	باب 10: (فرمان نبوی ہے) ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں“	باب 2: علم حاصل کرنے کی فضیلت ۶۳۹
۶۲۹	مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کا محفوظ ہونا	حصول علم کی فضیلت ۶۵۰
۶۳۰	باب 11: (فرمان نبوی ہے) اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا تھا	باب 3- علم کو چھپانے (کی مذمت) کے بارے میں جو کچھ منقول ہے ۶۵۱
۶۳۱	اور یہ عنقریب غریب الوطن ہو جائے گا	کتابان علم کی وعید ۶۵۱
۶۳۱	غریبوں کی عظمت و فضیلت	باب 4: جو شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہو اس کے بارے میں تلقین کرنا ۶۵۲
۶۳۲	باب 12: منافق کی علامات	دینی طلباء سے حسن سلوک کرنا ۶۵۳
۶۳۳	علامات منافق	باب 5: علم کا رخصت ہو جانا ۶۵۴
۶۳۵	باب 13: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے	علم کا اٹھ جانا ۶۵۶
۶۳۶	مسلمان کو گالی دینے کی وعید	باب 6: جو شخص علم کے ذریعے دنیا کا طلبگار ہو ۶۵۶
۶۳۷	باب 14: جو شخص اپنے بھائی کی تکفیر کرے (اس کا حکم)	طلب دنیا کیلئے حصول علم کی وعید ۶۵۷
۶۳۸	مسلمان کو فرقہ اردینے والے کی مذمت	باب 7: ”سنی ہوئی (حدیث)“ کی تبلیغ کرنے کی ترغیب ۶۵۹
۶۳۹		سنی ہوئی بات کی تبلیغ کرنے کی ترغیب دینا ۶۵۹

۶۷۸	سے باز آجانا	باب 8: نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کا عظیم گناہ ہونا
۶۷۹	منہیات سے احتراز کرنا	۶۶۰
۶۷۹	باب 18: مدینہ منورہ کے عالم کا تذکرہ	جھوٹی حدیث حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرنے کی وعید
۶۸۰	مدینہ طیبہ کے ممتاز عالم دین کا تذکرہ	۶۶۱
۶۸۱	باب 19: علم کی عبادت پر فضیلت	باب 9: جو شخص کوئی حدیث نقل کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے
۶۸۲	علم کا عبادت سے افضل ہونا	۶۶۲
۶۸۳	عالم دین کیلئے ایک قابل عمل نصیحت	۶۶۳
۶۸۳	عالم دین میں دو اوصاف کا موجود ہونا	باب 10: نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے متعلق کیا کہنے کی ممانعت ہے؟
۶۸۵	عالم کو عابد پر برتری حاصل ہونا	۶۶۴
۶۸۶	مومن کا خیر سے شکم سیر نہ ہونا	۶۶۵
۶۸۷	علمی بات جہاں سے بھی دستیاب ہو اسے حاصل کرنا	۶۶۶
	کِتَابُ الْاِسْتِيْذَانِ وَالْاَدَابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ	۶۶۶
	اجازت لینے اور دیگر آداب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۶۶۶
۶۸۸	اجازت طلبی کے احکام و مسائل	۶۶۸
۶۸۹	۱- اجازت طلبی اور قرآن	۶۶۹
۶۸۹	۲- اجازت طلبی کا مسنون طریقہ	۶۷۰
۶۹۰	اجازت طلبی کے حکم کی وجوہات	۶۷۰
۶۹۰	اجازت طلبی کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام	۶۷۰
۶۹۰	۱- اجنبی شخص	۶۷۳
۶۹۰	۲- غیر محرم آدمی	۶۷۳
۶۹۰	۳- غلام و نابالغ بچہ	۶۷۳
۶۹۰	باب 1: سلام کو پھیلانا	۶۷۳
۶۹۱	افشاء سلام کی اہمیت	۶۷۳
۶۹۱	باب 2: سلام کی فضیلت کا بیان	۶۷۵
۶۹۲	سلام کہنے کی فضیلت	۶۷۸
۶۹۳	باب 3: تین مرتبہ اجازت مانگنا	باب 17: نبی اکرم ﷺ نے جس بات سے منع کیا ہو اس کی سزا
		باب 15: جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے اور اس کی پیروی کی جائے یا گمراہی کی طرف دعوت دے
		ہدایت کی رہنمائی کرنے کا اجر اور گمراہی کی رہنمائی کرنے کی سزا
		باب 16: سنت کو اختیار کرنا اور بدعت سے اجتناب کرنا
		سنت کو اپنانا اور بدعت سے اجتناب کرنا
		باب 17: نبی اکرم ﷺ نے جس بات سے منع کیا ہو اس کی سزا

۷۰۸	آمد و رفت کے وقت سلام کرنا	۶۹۵	دخول دار کیلئے تین بار اجازت لینا
۷۰۹	باب 16: گھر کے عین سامنے کھڑے ہو کر اجازت مانگنا	۶۹۶	باب 4: سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟
۷۱۰	گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلبی کی ممانعت	۶۹۶	سلام کے جواب کا طریقہ
۷۱۰	باب 17: کسی کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں جھانکنا	۶۹۷	باب 5: سلام پہنچانا
۷۱۱	اجازت طلبی کے بغیر کسی کے گھر جھانکنے کی مذمت	۶۹۷	کسی کا سلام پہنچانا
۷۱۲	باب 18: اجازت لینے سے پہلے سلام کرنا	۶۹۸	باب 6: اس شخص کی فضیلت جو سلام میں پہل کرے
۷۱۳	اجازت طلبی سے قبل سلام کہنا	۶۹۸	سلام کہنے میں پہل کرنے کی فضیلت
	باب 19: آدمی کا (طویل سفر سے واپسی پر) رات کے	۶۹۸	باب 7: سلام میں ہاتھ سے اشارہ کرنا مکروہ ہے
۷۱۳	وقت اپنے گھر جانا مکروہ ہے	۶۹۹	ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینے کی ممانعت
۷۱۴	طویل سفر سے رات کے وقت اچانک گھر پہنچنے کی ممانعت	۶۹۹	باب 8: بچوں کو سلام کرنا
۷۱۵	باب 20: خط کو خاک آلود کرنا	۷۰۰	بچوں کو سلام کہنے کا مسئلہ
۷۱۵	تحریر کو مٹی کے ذریعے خشک کرنا	۷۰۰	باب 9: خواتین کو سلام کرنا
۷۱۶	کان پر قلم رکھنے کا فائدہ	۷۰۱	خواتین کو سلام کہنا
۷۱۶	باب 21: سریانی زبان سکھانا	۷۰۲	باب 10: گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا
۷۱۷	سریانی زبان سیکھنے کا مسئلہ	۷۰۲	اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنا
۷۱۸	باب 22: مشرکین کے ساتھ خط و کتابت کرنا		باب 11: بات چیت (شروع کرنے) سے پہلے سلام کیا
۷۱۸	مشرکین سے خط و کتابت کرنا	۷۰۳	جائے گا
۷۱۹	باب 23: مشرکین کی طرف کس طرح خط لکھا جائے	۷۰۳	گفتگو سے قبل سلام کہنا
۷۲۰	مشرکین کے نام خطوط لکھنے کا طریق کار	۷۰۴	باب 12: ذمی کو سلام کرنا مکروہ ہے
۷۲۱	باب 24: خط پر مہر لگانا	۷۰۵	یہود و نصاریٰ کو سلام کہنے کی ممانعت
۷۲۱	مکتوب کے آخر میں مہر ثبت کرنا		باب 13: جس محفل میں مسلمان اور دیگر (مذہب کے)
۷۲۱	باب 25: سلام کرنے کا طریقہ	۷۰۵	لوگ موجود ہوں انہیں سلام کرنا
۷۲۲	سلام پیش کرنے کا طریق کار	۷۰۶	مشرک (مسلم و غیر مسلم) مجلس کو سلام کہنا
۷۲۳	باب 26: پیشاب کرنے والے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے	۷۰۶	باب 14: سوار شخص کا پیدل کو سلام کرنا
۷۲۳	پیشاب کرنے والے کو سلام کرنے کی ممانعت	۷۰۷	سلام کہنے میں پہل کرنے کا مسئلہ
۷۲۴	باب 27: آغاز میں "علیک السلام" کہنا مکروہ ہے		باب 15: (محفل سے) اٹھتے وقت اور بیٹھتے وقت سلام
۷۲۵	علیک السلام کے الفاظ سے سلام کرنے کی ممانعت	۷۰۸	کرنا

باب 6: چھینکتے وقت آواز کو پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپ لینا	۷۲۶	باب 28: محفل کے آخری حصے میں بیٹھنے کا حکم	۷۲۶
۷۳۶	۷۲۷	علمی مجلس میں کوتاہ دست کی محرومی	۷۲۷
باب 6: چھینکتے وقت آواز کو پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپنا	۷۳۶	باب 29: راستے میں بیٹھنے کا حکم	۷۲۸
۷۳۶	۷۲۸	راستے میں بیٹھنے کا شرعی حکم اور اس کے آداب	۷۲۸
باب 7: بیشک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمہا ہی کو ناپسند کرتا ہے	۷۳۶	باب 30: مصافحہ کرنے کا بیان	۷۲۸
۷۳۶	۷۳۲	مصافحہ کرنے کی فضیلت	۷۳۲
باب 8: نماز کے دوران چھینک آنا شیطان کی طرف سے	۷۳۸	باب 31: معانقہ کرنا اور بوسہ دینا	۷۳۲
۷۳۸	۷۳۳	معانقہ اور تقبیل جائز ہونا	۷۳۳
باب 8: نماز چھینک آنا شیطانی عمل ہونا	۷۳۸	باب 32: ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا	۷۳۳
۷۳۸	۷۳۴	ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا	۷۳۴
باب 9: یہ بات مکروہ ہے: کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر	۷۳۹	تقبیل ید ورجل میں مذاہب آئمہ	۷۳۵
۷۳۹	۷۳۵	باب 33: مرحبا (خوش آمدید) کہنا	۷۳۵
بلا وجہ کسی کو اٹھا کر اس کی نشست پر بیٹھنے کی ممانعت	۷۵۰	کسی کو خوش آمدید کہنا	۷۳۷
۷۵۰	۷۳۷		۷۳۷
باب 10: جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے اور	۷۵۰		
پھر واپس آجائے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے	۷۵۰		
۷۵۰			
بیٹھنے والا کہیں جائے پھر واپسی پر وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار	۷۵۰		
۷۵۱	۷۳۸	کتاب الادب عن رسول اللہ ﷺ	۷۳۸
ہوگا	۷۳۸	آداب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ	۷۳۸
باب 11: دو آدمیوں کے درمیان ان سے اجازت لیے بغیر	۷۵۱	باب 1: چھینکنے والے کو جواب دینا	۷۳۹
۷۵۱	۷۳۹	چھینکنے والے کو جواب دینا	۷۳۹
بیٹھنا مکروہ ہے	۷۵۱	باب 2: جب کوئی چھینکے تو کیا کہے؟	۷۴۰
۷۵۱	۷۴۰	چھینکنے والے کی دعا	۷۴۰
اجازت کے بغیر دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت	۷۵۱	باب 3: چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے؟	۷۴۱
۷۵۱	۷۴۱	چھینکنے والے کو جواب دینے کا طریقہ	۷۴۱
باب 12: حلقے کے درمیان میں بیٹھنا مکروہ ہے	۷۵۲	باب 4: چھینکنے پر الحمد پڑھنے والے کو جواب دینا واجب	۷۴۱
۷۵۲	۷۴۱	ہے	۷۴۱
حلقے کے درمیان میں بیٹھنے کی ممانعت	۷۵۲	چھینکنے والے کا حمد بیان کرنے پر جواب واجب ہونا	۷۴۲
۷۵۲	۷۴۲	باب 5: چھینکنے والے کو کتنی مرتبہ جواب دیا جائے؟	۷۴۲
باب 13: آدمی کا کسی دوسرے کیلئے کھڑا ہونا مکروہ ہے	۷۵۳	چھینکنے والے کو کتنی بار دعا دی جائے	۷۴۵
۷۵۳	۷۴۲		۷۴۵
کسی کیلئے کھڑا ہونے کی ممانعت	۷۵۳		
۷۵۳	۷۴۲		
باب 14: ناخن تراشنا	۷۵۳		
۷۵۳	۷۴۲		
ناخن تراشنا	۷۵۶		
۷۵۶	۷۴۲		
باب 15: ناخن تراشنے اور مونچھیں چھوٹی کروانے کی	۷۵۶		
۷۵۶	۷۴۵		
مدت	۷۵۶		

۷۶۸	ہے	۷۵۷	ناخنوں کے احکام
۷۶۹	مالک اپنی سواری کے آگے والے حصہ میں بیٹھنے کا زیادہ	۷۵۷	۱- جمعرات کے دن ناخن تراشنا
۷۶۹	حقدار ہونا	۷۵۷	۲- پندرہ دن میں ناخن تراشنا
۷۶۹	باب 25: قالین استعمال کرنے کی اجازت	۷۵۷	۳- ناخن تراشنے کا حکم
۷۷۰	پنگ پوش کا استعمال جائز ہونا	۷۵۷	۴- ناخن نہ کاٹنے کی وعید
۷۷۰	باب 26: تین آدمیوں کا ایک سواری پر سوار ہونا	۷۵۸	۵- بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان کا دوڑنا
۷۷۱	تین آدمیوں کا اکٹھے سوار ہونا	۷۵۸	۶- ناخن کے تراشے کو دفن کرنا
۷۷۱	باب 27: اچانک نظر پڑنے کا حکم	۷۵۸	۷- ناخن تراشنے کی مدت
۷۷۲	عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کا شرعی حکم	۷۵۸	۸- ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ
۷۷۲	باب 28: عورتوں کا مردوں سے حجاب میں رہنا (یعنی مردوں	۷۵۸	باب 16: مونچھیں چھوٹی کروانا
۷۷۲	کو نہ دیکھنا)	۷۵۹	مونچھیں تراشنا
۷۷۳	خواتین کا مردوں سے حجاب کرنا	۷۶۰	باب 17: ڈاڑھی تراشنا
۷۷۳	باب 29: شوہر کی اجازت کے بغیر کسی عورت کے ہاں جانے	۷۶۰	ایک مشمت سے زائد ڈاڑھی کاٹنا
۷۷۴	کی ممانعت	۷۶۱	باب 18: ڈاڑھی بڑھانا
۷۷۴	شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے پاس جانے کی	۷۶۲	ڈاڑھی کو بڑھانا
۷۷۴	ممانعت	۷۶۲	باب 19: چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کا
۷۷۴	باب 30: عورتوں کے فتنے سے بچنے کی تلقین	۷۶۲	حکم
۷۷۵	عورتوں کے فتنے سے اجتناب کرنا	۷۶۳	باب 20: اس عمل کا مکروہ ہونا
۷۷۶	باب 31: بالوں کا گچھا بنانے کی ممانعت	۷۶۴	چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کا شرعی حکم
۷۷۶	اپنے بالوں کو دوسرے کے بالوں سے ملانے کی ممانعت	۷۶۴	باب 21: پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا مکروہ ہے
۷۷۶	باب 32: نقلی بال لگانے والی، نقلی بال لگوانے والی، جسم	۷۶۵	پیٹ کے بل لیٹنے کی ممانعت
۷۷۷	گودنے والی، گدوانے والی خواتین کا حکم	۷۶۵	باب 22: ستر کی حفاظت کرنا
۷۷۷	اپنے بالوں میں بال ملانے والی اور ملوانے والی اپنے جسم	۷۶۶	ستر کی حفاظت کرنا
۷۷۸	پر گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہونا	۷۶۶	باب 23: تکیے کے ساتھ ٹیک لگانا
۷۷۸	باب 33: مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی	۷۶۷	تکیے سے ٹیک لگانا
۷۷۹	خواتین	۷۶۸	اجازت کے بغیر کسی کی نشست گاہ پر بیٹھنے کی ممانعت
۷۷۹	مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کا ملعون	۷۶۸	باب 24: آدمی اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہوتا

۷۸۰	باب 44: مرد کیلئے ”کسم“ سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا	ہونا
۷۹۶	اور ”قسی“ استعمال کرنا حرام ہے	باب 34: عورت کا خوشبو لگا کر (گھر سے) باہر نکلنا حرام ہے
۷۸۰	مرد کے لئے رنگے ہوئے اور ریشمی کپڑوں کا استعمال مکروہ ہونا	۷۸۰
۷۹۸	باب 45: سفید کپڑا پہننا	خوشبو لگا کر عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت
۷۹۸	سفید کپڑے کے استعمال کی فضیلت	باب 35: مردوں اور عورتوں کی (الگ الگ مخصوص) خوشبو
۷۹۹	باب 46: مردوں کیلئے سرخ رنگ پہننے کی اجازت	۷۸۱
۷۹۹	مردوں کیلئے سرخ لباس زیب تن کرنا جائز ہونا	۷۸۲
۸۰۰	باب 47: سبز کپڑا پہننا	خواتین و حضرات کی خوشبو کا تذکرہ
۸۰۱	سبز کپڑا زیب تن کرنا	باب 36: خوشبو (کا تحفہ) واپس کرنا مکروہ ہے
۸۰۱	باب 48: سیاہ لباس پہننا	خوشبو کا تحفہ واپس کرنے کی ممانعت
۸۰۱	سیاہ کپڑے کا استعمال کرنا	باب 37: مرد کا مرد کے ساتھ یا عورت کا عورت کے ساتھ مباشرت کرنا حرام ہے
۸۰۲	باب 49: زرد کپڑا پہننا	۷۸۲
۸۰۲	زرد کپڑے کا استعمال جائز ہونا	۷۸۵
۸۰۳	باب 50: مرد کیلئے زعفران اور خلوق استعمال کرنا حرام ہے	۷۸۵
۸۰۳	مرد کیلئے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں اور خلوق (خوشبو) کا استعمال منع ہونا	۷۸۶
۸۰۴	خلوق خوشبو کے استعمال میں مذاہب آئمہ	۷۸۶
۸۰۴	باب 51: حریر اور دیباچ (مردوں کیلئے) پہننا حرام ہے	۷۸۸
۸۰۷	باب 52: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے: اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر نظر آئے	۷۸۸
۸۰۷	اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت بندے پر نمایاں ہو	۷۸۹
۸۰۸	باب 53: سیاہ موزا پہننا	۷۹۰
۸۰۸	سیاہ موزوں کا استعمال جائز ہونا	۷۹۱
۷۹۳	باب 40: پاکیزگی کا بیان	۷۹۱
۷۹۳	نظافت و صفائی کی اہمیت	۷۹۲
۷۹۳	باب 41: صحبت کرتے وقت پردہ کرنا	۷۹۳
۷۹۳	جماع کے وقت پردے کا اہتمام کرنا	۷۹۳
۷۹۳	باب 42: حمام میں داخل ہونا	۷۹۳
۷۹۳	غسل خانہ میں جانا	۷۹۳
۷۹۳	باب 43: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا موجود ہو	۷۹۳
۷۹۳	گھر میں کسی جاندار کی تصویر اور کتا ہونے کی وجہ سے ملائکہ رحمت کا نہ آنا	۷۹۳

۸۲۳	برے اسماء سے احتراز کرنا	۸۰۹	باب 54: سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت
۸۲۴	باب 64: نام تبدیل کر دینا	۸۰۹	سفید بالوں کو چننے کی ممانعت
۸۲۵	برے نام کو تبدیل کرنا	۸۱۰	وہ شخصیت جس کے سب سے پہلے بال سفید ہوئے
۸۲۶	باب 65: نبی اکرم ﷺ کے اسماء کا بیان	۸۱۰	باب 55: (فرمان نبوی ہے) جس شخص سے مشورہ لیا جائے
۸۲۶	اسماء مصطفیٰ ﷺ	۸۱۰	وہ امانت دار ہوتا ہے
	باب 66: نبی اکرم ﷺ کے نام اور آپ کی کنیت کو اپنے	۸۱۱	مشورہ کی اہمیت
۸۲۷	لیے ایک ساتھ استعمال کرنا حرام ہے	۸۱۱	باب 56: نحوست کا بیان
	آپ ﷺ کے اسم گرامی اور کنیت کو جمع کرنے کے بارے	۸۱۳	دو مسائل کی وضاحت
۸۲۹	میں مذاہب آئمہ فقہ	۸۱۳	۱- مرض کا تعدیہ
۸۳۰	باب 67: بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں	۸۱۳	۲- اشیاء میں نحوست ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ
۸۳۱	مفہوم احادیث اشعار		باب 57: دو آدمی، تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں
۸۳۱	باب 68: شعر موزوں کرنا (یا سنانا)	۸۱۳	بات نہ کریں
۸۳۳	اشعار کہنے اور سنانے کا جواز		تیسرے شخص سے احتراز کرتے ہوئے دو شخصوں کا باہم
	باب 69: (فرمان نبوی ہے) آدمی کے دماغ کا پیپ سے	۸۱۵	سرگوشی کرنے کی ممانعت
۸۳۵	بھر جانا	۸۱۵	باب 58: (کچھ دینے کا) وعدہ کرنا
۸۳۵	اس کیلئے اس سے زیادہ بہتر ہے: وہ شعر سے بھر جائے	۸۱۶	ایفاء وعدہ کی اہمیت اور اس کا تقاضا
۸۳۶	برے اشعار کی ناپسندیدگی و مذمت	۸۱۷	باب 59: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں“ کہنا
۸۳۶	باب 70: فصاحت اور بیان		حضرت سعد بن ابی وقاص پر آپ ﷺ کی شفقت و مہربانی
۸۳۹	چند آداب زندگی	۸۱۸	کی انتہاء
		۸۱۹	باب 60: ”اے میرے بیٹے“ کہنا
			آپ ﷺ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ”اے میرے بیٹے“
		۸۱۹	کہنا
		۸۲۰	باب 61: (نومولود) بچے کا نام جلدی رکھنا
		۸۲۱	نومولود کا نام رکھنے میں جلدی کرنا
		۸۲۱	باب 62: کون سے نام پسندیدہ ہیں؟
		۸۲۱	نومولود کیلئے اچھا نام تجویز کرنا
		۸۲۲	باب 63: کون سے نام ناپسندیدہ ہیں

کِتَابُ الطَّبِّ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

طب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

چند قابل توجہ امور

روایات طب نبوی کا مطالعہ کرنے سے قبل چند ایک اہم امور کا جاننا از بس ضروری ہے جو درج ذیل ہیں:

۱- اقسام احادیث

احادیث کی دو اقسام ہیں:

- (۱) پیغام رسائی سے متعلق روایات: وہ احادیث مبارکہ ہیں جو احکام شرعی بیان کرنے کے لیے وارد کی گئی ہوں۔
- (۲) پیغام رسائی سے غیر متعلق روایات: وہ احادیث مبارکہ ہیں جو احکام شرعیہ کے طور پر وارد نہ کی گئی ہوں بلکہ دنیوی امور بیان کرنے کے لیے ہوں۔ روایات طب نبوی کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات پیش نظر رہے کہ ان کا تعلق قسم ثانی سے ہے اور ان میں امور شرعیہ بیان نہیں کئے گئے۔

۲- امراض و ادویہ کی اقسام

امراض و ادویہ کی دو اقسام ہیں:

- (۱) مفرد مرض: وہ ہے جو مفرد غذا کے فساد سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا علاج بھی مفرد دوائی سے ممکن ہو سکتا ہے۔
- (۲) مرکب امراض: وہ ہیں جو مرکب غذاؤں کے فساد سے پیدا ہوتی ہیں اور مفرد دواؤں سے ان کا علاج نہیں کیا جاسکتا بلکہ مرکب دواؤں سے کیا جاسکتا ہے۔ زمانہ قدیم میں انسان سادہ زندگی گزارتا تھا اور مفرد غذائیں استعمال میں لاتا تھا۔ اس لیے احادیث میں مفرد علاج کے جو طریقے بیان کیے گئے ہیں وہ مفید ثابت ہوتے تھے لیکن عصر جدید کے لوگ مرکب غذائیں استعمال کرتے ہیں تو اب مفرد دوائیں علاج کے لیے کارگر ثابت نہیں ہو سکتیں بلکہ مرکب دواؤں کا ہونا اشد ضروری ہے۔ اس طرح طب نبوی پر مشتمل احادیث مبارکہ کا معمول بہ ہونا دشوار ہے۔

۳- روایات طب عطیہ الہی

زمانہ قدیم میں ڈاکٹروں اور حکیموں کی تعداد قلیل ہونے کے باوجود ہر آدمی ڈاکٹر اور حکیم تھا، ہر مرض کے لیے کئی طریقہ ہائے علاج تجویز کرتا تھا اور جس کے پاس بھی مرض کا ذکر کیا جاتا تھا وہی علاج تجویز کر سکتا تھا لیکن دور حاضر کا المیہ یہ ہے کہ شہری لوگ نزلہ تک کا علاج نہیں جانتے اور ہر مریض ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جانے کی کوشش کرتا ہے۔ الغرض ماضی بعید میں امراض کا علاج

لوگ خود تجویز کرتے تھے۔ نوجوان طبقہ بڑوں سے امراض کے علاج کرنے کا علم سیکھتا تھا اور اس طرح ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہو جاتا تھا۔ طب نبوی کی روایات اسی قبیل سے متعلق ہیں کیونکہ اپنے تجربہ اور عطاء الہی سے امراض کے علاج معالجہ کے طرق جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے وہ اپنی امت کو بیان فرمادیے تاکہ ان سے استفادہ کر سکے۔

۴- روایات طب نبوی کو معمول بنانے کی شرائط

احادیث طب نبوی کو معمول بہ بنانے کے لیے دو شرائط ہیں:

(الف) مرض کی تشخیص: ہر مرض پیدا ہونے کے اسباب معلوم کرنا، کیونکہ بعض امراض پیچیدہ ہوتے ہیں اور بعض متشابہ بھی ہوتے ہیں لہذا بغیر تحقیق کے کسی تجویز کردہ نسخہ پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔

(ب) دوائی استعمال کرنے کا طریقہ: دوائی استعمال کرنے کا طریقہ معلوم کرنا بھی از بس ضروری ہے کہ وہ مفرد استعمال کی جائے یا مرکب؟ پھر وہ کتنی مقدار اور کتنی بار استعمال کرنی ہے؟ چونکہ ان باتوں کی تفصیلات روایات میں نہیں ہے لہذا ان پر مکمل طور پر عمل نہیں ہو سکتا۔

۵- از خود علاج کرنے کے ذوق کا فقدان:

زمانہ قدیم میں ڈاکٹر اور حکیم نایاب، یا کمیاب ہونے اور بازار میں تیار شدہ دوائیاں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے لوگ از خود نسخہ تجویز کرتے اور علاج کرتے تھے۔ اب صورتحال بدل چکی ہے ڈاکٹروں اور حکیموں کی کثرت ہے اور مختلف کمپنیوں کی طرف سے تیار کردہ دوائیاں بازار میں دستیاب ہیں، جس کے نتیجے میں لوگوں میں از خود علاج کرنے کا ذوق باقی نہیں ہے لہذا لوگ طب نبوی پر عمل کرنے سے قاصر ہیں۔

۶- اقسام علاج:

امراض دو قسم کے ہوتے ہیں:

(الف) امراض روحانی: یہ وہ امراض ہیں جن کا تعلق جسم سے نہ ہو اور ان کا علاج اعمال خیر، دعاؤں، تعویذات اور جھاڑ سے ہو سکتا ہے۔

(ب) امراض جسمانی: یہ وہ امراض ہیں جن کا تعلق جسم سے ہو اور ان کا علاج دوائیوں سے ممکن ہے۔ امراض مختلف ہونے کی وجہ سے اس کے علاج کی بھی مختلف اقسام ہیں یعنی روحانی اور جسمانی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَمِيَّةِ

باب 1: (طبیعت کے لیے ناموافق چیز کھانے سے) پرہیز کرنا

1959 سنجدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَوِيُّ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ صُهَيْبٍ وَأُمِّ الْمُنْذِرِ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ تَوْضِيحٌ رَاوَى: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الظَّفَرِيُّ هُوَ أَخُو أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ لِأُمِّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ لَبِيدٍ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَاهُ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيرٌ

◀◀ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے

سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے اسی طرح بچاتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام منذر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یہی روایت محمود بن لبید کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

محمود بن لبید کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت منقول ہے جس کی سند میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

نہیں ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان ظفری رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے شریک بھائی ہیں۔

حضرت محمود بن لبید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اقدس پایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ یہ اس وقت بچے تھے۔

1960 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ

متن حدیث: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ قَالَتْ فَجَعَلَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَأْكُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ مَهْ مَهْ يَا

عَلِيُّ فَإِنَّكَ نَاقَةٌ قَالَ فَجَلَسَ عَلِيٌّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَشَعِيرًا فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هَذَا فَاصْبُ فَإِنَّهُ أَوْفَقُ لَكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ فُلَيْحِ

اسناد دیگر: وَيُرْوَى عَنْ فُلَيْحِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو

دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ

1959 - انفرادیہ الترمذی - ينظر (تحفة الاشراف) (۲۷۹/۸) حدیث (۱۱۰۷۴) واخرجه العاکم فی (المستدرک) (۳۰۹/۴) والطبرانی

(۱۲/۱۹) حدیث (۱۷) -

1960 - اخرجه ابوداؤد (۲۹۶/۲): كتاب الطب: باب: فی العمیة حدیث (۲۸۵۶) وابن ماجه (۱۱۲۹/۲): كتاب الطب: باب العمیة حدیث

(۲۴۴۲) واهمد (۳۶۲/۶ - ۳۶۶) من طريق يعقوب بن ابي يعقوب عن ام المنذر مذكرة -

الْأَنْصَارِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَنْفَعُ لَكَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ وَحَدَّثَنِيهِ أَيُّوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا حَدِيثٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ سیدہ ام منذر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہمارے گھر میں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو کھانا شروع کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو کھانا چاہا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! رک جاؤ، رک جاؤ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو۔ سیدہ ام منذر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے اور نبی اکرم ﷺ اسے کھاتے رہے۔ پھر اس کے بعد ان حضرات کے لیے چقندر اور جوتیار کیے گئے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! اسے کھاؤ کیونکہ یہ تمہاری طبیعت کے لیے موافق ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اس روایت کو صرف فلیح کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ یہی روایت فلیح کے حوالے سے ایوب بن عبد الرحمن کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

سیدہ ام منذر انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، انہوں نے اس کے بعد حسب سابق حدیث نقل کی ہے، جیسے یونس بن محمد سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔“

محمد بن بشار نے اپنی روایت میں یہ بات نقل کی ہے ایوب بن عبد الرحمن نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”جید غریب“ ہے۔)

شرح

علم طب کے بنیادی اصول

علم طب کے بنیادی اصول تین ہیں جو درج ذیل ہیں:

اصول اول: حفظان صحت: پہلا اصول یہ ہے کہ انسان اپنی صحت کو ہمہ وقت پیش نظر رکھے۔ ایسی غذا ہرگز استعمال نہ کرے جس سے صحت خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور ایسے اسباب اختیار نہ کرے جن سے مرض لاحق ہونے کا قوی امکان ہو۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ط (الاعراف: ۳۱) ”تم کھاؤ، پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔“ علاوہ ازیں اس بارے میں مشہور حدیث ہے: ”تم کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔“ اس آیت اور حدیث میں ”حفظان صحت“ کا اصول بیان کیا گیا ہے۔

اصول ثانی: پرہیز کرنا: مرض لاحق ہونے سے قبل، مرض لاحق ہونے کی حالت میں اور مرض ختم ہونے کے بعد بھی پرہیز اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد خداوندی ہے: وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا غَفُورًا ۝ (النساء: ۴۳) اور اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا قضائے حاجت کی ہو یا تم نے عورتوں کو چھو یا ہو تو پھر تم پانی

نہ پاؤں تم پاک مٹی سے تیمم کرو اور تم اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔“ جب پانی سے وضو یا غسل کرنا مضرت ثابت ہو تو پانی سے احتراز کرتے ہوئے پاک مٹی سے تیمم کرنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیکا یا کچا خر بوزہ کھجور سے ملا کر تناول کیا اور فرمایا: ہم ایک چیز کی گرمی سردی دوسرے کی گرمی سردی سے ختم کرتے ہیں۔ یعنی پھیکا یا کچا خر بوزہ بار دہوتا ہے جبکہ کھجور حار ہوتی ہے ان کے باہم استعمال سے دونوں میں اعتدال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جو پرہیز کی مثال ہے۔ علاوہ ازیں حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخار سے نجات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کھانے سے روک دیا تھا۔ اس آیت اور حدیث میں پرہیز اختیار کرنے کی مثال بیان کی گئی ہے۔

اصول ثالث: مادہ فاسدہ کا اخراج: کسی مرض کے مکمل علاج کے لیے ضروری ہے کہ مادہ فاسدہ کا جسم سے اخراج کیا جائے ورنہ علاج مفید ثابت نہیں ہوگا۔ اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حالت احرام میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر میں جوئیں پیدا ہو گئیں جس سے وہ بہت پریشان ہوئے۔ اس موقع پر یہ ارشاد خداوندی نازل ہوا: **فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ آذَى مِّن رَّأْسِهِ ففَدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ** (البقرہ: ۱۹۶) ”پس تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کا فدیہ روزے سے یا صدقہ یا قربانی سے دیا جائے۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سر منڈوا کر فدیہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک سر کا میل ختم نہیں ہوگا جوؤں کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ یہ جسم سے مادہ فاسدہ دور کرنے کی مثال ہے۔ مادہ فاسدہ مرض کا سبب ہے اور جب تک اسے دور نہیں کہا جاتا شفاء حاصل نہیں ہو سکتی۔ (علامہ ابن قیم زاد المعاد ج ۳ ص ۹۷)

فائدہ نافعہ: علم طب میں سبب مرض کا علاج کیا جاتا ہے جب تک مرض کا سبب ختم نہیں ہوتا مسبب (مرض) ختم نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی دوائی سے مرض جلدی سے ختم نہیں ہوتا۔ اس دوائی کا کوئی کورس نہیں ہوتا بلکہ جب تک مرض کا سبب ختم نہیں ہوتا دوائی کھانا پڑتی ہے۔ انگریزی دوائی کا باقاعدہ کورس ہوتا ہے اس کے ذریعے مسبب (مرض) کا علاج کیا جاتا ہے اور اس کی پہلی خوراک موثر ہوتی ہے۔

دنیا سے بچانے کی صورتیں

کسی شخص کو دنیا سے بچانے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) کسی نیک آدمی کو دنیا بالکل نہ دی جائے بلکہ اسے تاحیات غریب و مسکین رکھا جائے اور اسی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہو جائے۔

(۲) کسی آدمی کو دنیا کی دولت خوب دی جائے لیکن اس کا دل ہمہ وقت دولت میں اٹکانہ رہے بلکہ وہ مال و متاع کو حقیر چیز تصور کرے اور اسے نیک کاموں میں اور غرباء و مساکین پر خرچ کرتا رہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت اس مشہور روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **حسد (غبطہ) دو آدمیوں کے لیے جائز ہے۔**

(۱) وہ شخص ہے جسے قرآن کی دولت دی گئی ہو اور وہ ہمہ وقت اس کی تعلیم و تدریس میں مصروف رہتا ہو۔

(۲) وہ آدمی ہے جسے دولت دی گئی ہو اور وہ ہمہ وقت اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

دنیا کی دولت بری چیز نہیں ہے بشرطیکہ انسان کا دل اس کے ساتھ اٹکانہ رہے۔ صحابہ کرام صالحین اور اولیاء میں سے بہت سے لوگ اہل ثروت گزرے ہیں جو اپنی دولت پانی کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر خرچ کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں دو واقعات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- رئیس الاولیاء حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب ثروت تھے۔ جب آپ اپنے خدام کے جھرمٹ میں کہیں روانہ ہوتے تو سلاطین کے جلوس بھی حقیر معلوم ہوتے تھے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ قرب و بعد میں پہنچا ہوا تھا۔ خانقاہ میں ہمہ وقت لنگر کا سلسلہ جاری رہتا تھا جس سے خواص و عوام سب لوگ استفادہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی ولایت کی شہرت سن کر نہایت عقیدت و محبت سے خانقاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ کی خدام کی کثرت، لوگوں کی آمد و رفت، لنگر کی وسعت اور آپ کی شان و شوکت کا جائزہ لیا تو آپ سے متنفر ہو گیا۔ اس نے واپسی سے قبل خانقاہ کے دروازہ پر یہ عبارت تحریر کر دی:

”نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد“

”یہ کیسا ولی ہے جو کثیر دولت کا مالک ہے۔“

خدام نے آپ کی خدمت میں ایک شخص کی اس شکایت اور اس کی لکھی ہوئی عبارت کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اس عبارت کے نیچے یہ بھی لکھ دو:

”وگر دارد برائے دوست دارد۔“

اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے لیے دولت رکھتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟

مشہور صحابی رسول حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صاحب ثروت تھے۔ رمضان المبارک آنے پر افطاری کے وقت شاہانہ دسترخوان لگایا کرتے تھے جس پر انواع و اقسام کے کھانے سجائے جاتے تھے۔ آپ دسترخوان کو دیکھ کر رو پڑتے اور ان صحابہ کرام کی غربت و مفلسی کا ذکر کرتے جو غربت و افلاس کی حالت میں وصال کر گئے تھے۔ پھر آپ تمام دسترخوان غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب میں دنیا سے بچانے کی دو صورتیں کی گئی ہیں۔ اس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہ بیان کی ہے جس طرح ہر آدمی اپنے مریض کو پانی سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ پانی ہر مریض کے لیے ضرور رساں ہرگز نہیں ہے، کیونکہ گردے میں پتھری والے مریض کو کثرت سے پانی پلانا مفید ہے اور اہل عرب بخار والے مریض کا علاج پانی سے غسل کرنا تجویز کرتے ہیں۔ اسی طرح مال کی حالت پانی سے مختلف نہیں ہے یعنی مال ہر حالت میں نقصان دہ نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّوَاءِ وَالْحَبِّ عَلَيْهِ

باب 2: دوا کا حکم اور اسے استعمال کرنے کی ترغیب

1961 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ

1961 - اخرجه ابو داود (۲/۲۹۲): كتاب الطب: باب في الرجل يتدري حديث (۲۸۵۵) و البخاري في (الادب المفرد) (۲۹۱) وابن ماجه (۱۱۳۷/۲): كتاب الطب: باب: ما انزل الله داء الا انزل له شفاء: حديث (۳۴۳۶) و احمد (۲۷۸/۴) و العميدى (۳۶۳/۲) حديث (۸۲۴) من طريق زياد بن علقاة عن اسامة بن شريك فذكره-

متن حدیث: قَالَ قَالَتِ الْأَعْرَابُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَدَاوِي قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ تَدَاوُوا فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً أَوْ قَالَ دَوَاءً إِلَّا دَاءً وَاحِدًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُوَ قَالَ الْهَرَمُ
 فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي خُزَّامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ
 حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ دیہاتیوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم دوائی استعمال نہ کیا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! دوائی استعمال کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کے لیے دوا بھی رکھی ہے۔ البتہ ایک بیماری ایسی ہے (جس کی کوئی دوا نہیں ہے) لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑھاپا۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابو ہریرہ ابو خزامہ کی ان کے والد کے حوالے سے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مریض کے لیے دوائی کا استعمال مسنون ہونا

کائنات دارالاسباب ہے اور اس میں ہر مشکل مسئلہ کا حل اسباب ظاہرہ پر مبنی ہے اور اسباب ظاہری کو اختیار کرنا مامور بہ اور مطلوب ہے۔ اسی طرح مریض کا علاج بالدواء مسنون ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث باب میں اس بات کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپا (موت) کے علاوہ ہر مرض کی دوائی پیدا کی ہے۔ تاہم دوائی کو دستیاب کرنے میں انسان کامیاب ہوتا ہے یا نہیں یہ ایک الگ بات ہے۔ یہاں بڑھاپا سے مراد ”موت“ ہے کیونکہ بڑھاپا موت کا مقدمہ اور تمہید ہے۔
 سوال: قرآن و سنت کی نصوص میں اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد کرنے کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے اور حدیث باب میں مریض کے علاج کا حکم دیا گیا ہے بظاہر نصوص اور حدیث باب میں تعارض ہے؟

جواب: دنیا دارالاسباب ہے مرض کے اسباب سے احتراز کرنا اور صحت کے اسباب کے اختیار کرنا از بس ضروری ہے ورنہ اسباب غیر مفید ثابت ہوں گے۔ اسباب کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- سبب ظاہری: یہ وہ ہے جس کا سبب ہونا ہر شخص یقینی طور پر چاہتا ہے مثلاً روٹی سے انسان شکم سیر ہوتا ہے اور پانی سے سیراب جبکہ دواء سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔

۲- سبب خفی: یہ وہ ہے جس کے سبب ہونے میں آدمی کو یقین نہ ہو بلکہ گمان ہو مثلاً تعویذات اور جھاڑ پھونک کا نافع و مفید ہونا۔

۳- سبب اخفی: یہ وہ سبب ہے جس کا سبب ہونا لوگ نہیں جانتے مثلاً علویات (ستاروں) اور سفلیات (حوادث زمانہ مثلاً عزت و ذلت اور صحت و مرض وغیرہ) پر اثرات کا مرتب ہونا۔ نجومیوں کے علاوہ سبب اخفی کو کوئی نہیں جانتا۔

شریعت اسلامیہ نے سبب اخفی کی ممانعت فرمادی ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد باری ہے: ”جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ

فلاں پختہ کی وجہ سے بارش ہوئی اور وہ پختہوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارش ہوئی، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور پختہوں کا انکار کرتے ہیں۔ "شریعت نے اسباب خفیہ سے منع تو نہیں کیا لیکن اس کے ترک کو افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے قیامت کے دن ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو نہ جھاڑتے ہیں اور نہ جھڑواتے ہیں نہ بدشگونی لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۰)

فائدہ نافعہ: اسباب ظاہری اختیار کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر اعتماد از بس ضروری ہے اسباب ظاہرہ اختیار کرنا نہ توکل کے خلاف ہے اور نہ تقدیر کے منافی ہے کیونکہ اسباب تقدیر کا حصہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يُطْعَمُ الْمَرِيضُ

باب 3: بیمار کو کیا کھلایا جائے؟

1962 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ بَرَكَةَ

عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعَكُ أَمَرَ بِالْحِسَاءِ فَصَنَعَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّهُ لَيَرْتُقُ فُؤَادَ الْحَزِينِ وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ كَمَا تَسْرُو أَحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو اسْحَقَ الطَّالِقَانِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کی کسی اہلیہ کو اگر بخار ہو جاتا تو آپ ﷺ ان کے لیے حریرہ

تیار کرنے کا حکم دیتے تھے اور پھر انہیں یہ ہدایت کرتے تھے کہ وہ گھونٹ گھونٹ کر کے اسے پیں۔ آپ ﷺ یہ فرماتے تھے: یہ عملگین دل کو تقویت پہنچاتا ہے اور بیمار شخص کے دل کی تکلیف کو دور کرتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی عورت پانی کے ذریعے اپنے چہرے کا میل دور کرتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زہری نے عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ زہری کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ

1962 - اضرحة ابن ماجه (۲ / ۱۱۴): کتاب الطب: باب: التلبينة: حدیث (۲۴۴۵) و احمد (۶ / ۲۲) من طریق اسماعیل بن ابراهیم بن علیہ - قال: حدثنا محمد بن السائب بن بركة عن امه عن عائشة: فذكرته -

سے منقول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا تُكْرَهُوا مَرَضًاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

باب 4: بیمار کو کچھ کھانے پینے پر مجبور نہ کیا جائے

1963 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ بَكْرِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: لَا تُكْرَهُوا مَرَضًاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللَّهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، اپنے بیماروں کو کھانے پر

مجبور نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

مریض کی خوراک

مریض دو قسم کے ہو سکتے ہیں:

(۱) ایسا مریض جسے بھوک تو ہوتی ہے لیکن علالت کی وجہ سے اس کی طبیعت خوراک کو پسند نہیں کرتی، ایسے مریض کو بطور

خوراک حریرہ دینا چاہیے۔

(۲) ایسا مریض ہے جسے بھوک نہیں ہوتی اور نہ وہ کوئی چیز کھانا پسند کرتا ہے، اسے زبردستی کوئی چیز نہیں کھلانی چاہئے، کیونکہ وہ

اس حالت میں مرض کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔ مشیت باری تعالیٰ سے وہ کھانے کا محتاج نہیں ہوتا۔ اطباء سخت علالت بالخصوص شدید بخار کی حالت میں مریض کو خوراک دینے سے منع کرتے رہیں۔

حریرہ کے فوائد

چھنے ہوئے آٹے میں گھی دودھ اور شہد ملا کر ڈش (خوراک) تیار کی جاتی جسے ”حریرہ“ کہا جاتا ہے۔ مریض کے لیے یہ کھانا مفید و نافع ہے اور وہ اسے چھوٹے چھوٹے گھونٹ کی شکل میں استعمال کرے۔ اہل بیت اطہار میں جب کوئی فرد علیل ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے ”حریرہ“ تیار کراتے اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ میں اسے پینے کا حکم فرماتے تھے۔

حریرہ کے کثیر فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- اس کے استعمال سے مریض کے دل سے یہ غم ختم ہو جاتا ہے کہ اس نے کوئی چیز نہیں کھائی۔

۲- مریض کے لیے یہ بہترین غذا ہے جس سے طاقت و قوت حاصل ہوتی ہے اور نقاہت ختم ہوتی ہے۔

1963- اضرہ ابن ماجہ (۱۱۲۹/۲): کتاب الطب: باب: لا تکرہوا المریض علی الطعام: حدیث (۲۱۱۱) من طریقہ بکر یونس بن بکر: عن موسیٰ بن علی بن ربیع عن ابیہ عن عقبہ بن عامر الجہنی، مذکورہ۔

۳- اس سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں: انہا تغسل بطن احدکم کما تغسل احداکن وجھہامن الوسخ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶، ص ۷۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حریرہ تم میں سے ہر ایک کے پیٹ کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح کوئی عورت اپنے چہرے کے میل کو دور کرتی ہے۔ "معدہ بیماریوں کا مرکز ہے۔ جب یہ صاف و شفاف ہو جاتا ہے تو امراض از خود ختم ہو جاتے ہیں اور مریض کو شفاء و صحت حاصل ہو جاتی ہے۔

بیمار کو غذا کے لیے مجبور نہ کرنے کی وجہ

بیماروں کو علالت کی حالت میں غذا کے لیے مجبور نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں غذا فراہم فرماتا ہے یعنی انہیں کمزور و نحیف نہیں ہونے دیتا۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ مریض کوئی چیز کھائے، پے بغیر ہفتوں نہیں بلکہ مہینوں زندہ رہ سکتا ہے جو بظاہر یہ عقل کے خلاف ہے لیکن پروردگار کی طرف سے اسے روحانی خوراک فراہم کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

باب 5: سیاہ دانے (کلونجی) کا بیان

1964 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قَوْلِ إِمَامِ تَرْمِذِي: وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ هِيَ الشُّونِيزُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، تم کلونجی استعمال کیا کرو کیونکہ اس

میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ) سام سے مراد موت ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بریدہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے

احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

"الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ" سے مراد کلونجی ہے۔

شرح

کلونجی کی تعریف، اہمیت اور استعمال کے طریقے

عربی زبان میں: الحبة السوداء سے مراد کلونجی ہے جس کے دوسرے نام یہ ہیں: شونیز، سیاہ دانہ۔ کلونجی کے دانے پیاز کے بیج

1964- اضرحة البخاری (۱۰/۱۵۰): کتاب الطب: باب: الحبة السوداء: حدیث (۵۶۸۸) و مسلم (۱۷۳۵/۴): کتاب السلام: باب: التداوی با
لحبة السوداء: حدیث (۲۳۱۵/۸۹۰۸۸) وابن ماجہ (۱۱۶۱/۲): کتاب الطب: باب: الحبة السوداء: حدیث (۲۴۴۸) من طریق ابو سلمة بن عبد
الرحمن و سعید بن المسيب: فذکرہ: و احمد (۲/۲۶۱-۲۶۹، ۵۱۰، ۵۰۴) و الحمیدی (۲/۴۷۱) حدیث (۱۱۰۷) من طریق ابن شریب: عن
سعید بن المسيب: عن ابی لمررة: فذکرہ و لیس فیہ: (ابو سلمة بن عبد الرحمن)۔

کے برابر سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس کی تاثیر گرم خشک ہوتی ہے اور ذائقہ تلخ ہوتا ہے۔ کلونجی کی اہمیت و افادیت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ یہ موت کے علاوہ ہر مرض کا علاج ہے۔ کلونجی پر چون اور عطاروں کی دکان سے دستیاب ہوتی ہے۔ کلونجی مختلف مقاصد کے لیے استعمال کی جاتی ہے جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) مرچ مسالہ میں ڈالنے کے لیے (۲) اچار میں ڈالنے کے لیے (۳) مفرد دوائی کے لیے (۴) مرکب دوائیوں کے لیے (۵) سفوف بنا کر کھانے یا کھلانے کے لیے (۶) جوشاندہ بنانے کے لیے (۷) روغن (تیل) نکالنے کے لیے (۸) زکام کے مریض کو سنگھانے یا دھونی دینے کے لیے۔

حدیث باب کے عام یا خاص ہونے میں مذاہب آئمہ

حدیث باب عام ہے یا خاص ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس حدیث کا حکم خاص ہے یعنی کوئی جڑی بوٹی ایسی نہیں ہے جس میں ہر بیماری کا علاج ہو سوائے کلونجی کے تاہم موت کے لیے یہ علاج نہیں ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) اس کی تاثیر گرم خشک ہے اور جو دوائی گرم خشک ہو اس میں اعتدال ہوتا ہے اور معتدل دوائی پر مرض کر لیے مفید اور باعث شفا ہوتی ہے۔

(۲) ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر کسی چیز میں موت کا علاج ہوتا تو وہ ”سنا“ ہے۔ دونوں روایات کا مفہوم یہ ہے کہ سنا کی اور کلونجی دونوں کثیر المنافع دوائیں تسلیم کی گئی ہیں۔

۲- جمہور علماء کے نزدیک حدیث باب کا حکم عام ہے لیکن اس کے استعمال کے دو طریقے ہیں: (الف) یہ مفرد دوائی کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ (ب) یہ مرکب دوائیوں میں استعمال ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مرض کی رعایت اور قواعد طب کے اعتبار سے یہ (کلونجی) ہر مرض کا علاج بن جاتی ہے۔ نیز انہوں نے ”الا السام“ کے الفاظ سے ”موت“ کا استثنیٰ کر کے کلونجی کو ہر مرض کا علاج قرار دیا ہے جس طرح اس ارشاد ربانی میں استثنیٰ واقع ہوا ہے: **إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** گھائے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان والے ہیں۔“

حضرت علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف درست اور حقیقت پر مبنی ہے کہ یعنی کلونجی کثیر المنافع دواء ہے۔ اس کی تاثیر گرم خشک ہے۔ جب اسے دوسری ادویات کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے گا تو کلونجی کا نتیجہ غالب رہے گا۔ جہاں تک جمہور علماء کا ایت قرآنی سے استدلال کا تعلق ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ طب نبوی پر مشتمل روایات تبلیغ رسالت کی قسم سے ہرگز نہیں ہیں۔ تاہم اس سے استفادہ کے لیے مرض کی رعایت اور قواعد کا اعتبار از بس ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شُرْبِ آبِ الْإِبْلِ

باب 6: اونٹوں کا پیشاب (دوائی کے طور پر) پینا

1965 سنہ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا

حَمِيدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ

متن حدیث: أَنَّ نَاسًا مِّنْ عَرَبِيَّةٍ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عربینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے، وہاں کی آب و ہوا انہیں موافق نہ آئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں زکوٰۃ کے اونٹوں کی طرف بھیج دیا اور ارشاد فرمایا: تم ان کا دودھ اور پیشاب (دوائی کے طور پر) پیو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ما کول اللّٰحم جانوروں کے فضلات کی طہارت میں مذاہب آئمہ

غیر ما کول اللّٰحم جانوروں کے فضلات کے بارے میں آئمہ فقہاء کا اجماع ہے کہ وہ نجس و پلید ہیں۔ ما کول اللّٰحم جانوروں کے فضلات کے نجس یا طاہر ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل کتاب الطہارت میں گذر چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاک ہیں۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عربینہ کے لوگوں کو اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا جو ان کی طہارت کی دلیل ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نجس ہیں۔ انہوں نے حدیث باب کی دلیل کا جواب یوں دیا ہے کہ یہ روایت علاج اور ضرورت پر محمول ہے۔

فائدہ نافعہ: کیا حرام یا نجس چیز سے علاج درست ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے دو اقوال ہیں (۱) حرام یا نجس چیز سے علاج جائز ہے۔ (۲) کسی حرام یا نجس چیز میں شفاء ہو تو اس سے علاج درست ہے بشرطیکہ کوئی پاک دوا موجود نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسَمٍّ أَوْ غَيْرِهِ

باب 7: زہر یا کسی اور چیز کے ذریعے خودکشی کرنا

1966 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

1965- اضرجه البيهقي (۴۲۸/۲) كتاب الزكاة: باب: استعمال ابل الصدقة و البانها لا بناء السبيل: حديث (۱۵۰۱) و (۵۲۶/۷): كتب السنن: باب: قصة عكلا و عربنة: حديث (۴۱۹۲) و مسلم (۱۲۹۸/۳): كتاب القسامة: باب: حكم المحاربين و المرتدين: حديث (۱۶۷۱/۱۳) و النسائي (۱۵۸/۱): كتاب الطهارة: باب: بول الحيات و كز لعمه: حديث (۲۰۵) و (۹۷/۷): كتاب تحريم الدم: باب تاويل قول الله عزوجل: (انما جزوا الذين يحاربون الله) المائدة: ۳۳: حديث (۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵) و احمد (۱۶۳/۲) و ابن خزيمة (۶۷/۱) حديث (۱۱۵) من طريق قتادة: فذكره۔

1966- اضرجه البيهقي (۲۵۸/۱۰): كتاب الطب: باب: شرب السم و الدواء به و ما يخاف منه و الغبث: حديث (۵۷۷۸) و مسلم (۲۹۵/۱) - نووي: كتاب الايمان: باب: غلظ تحريم قتل الانسان نفسه: حديث (۱۰۹/۱۷۵) و ابن ماجه (۱۱۴۵/۲): كتاب الطب: باب: النسي عن الدواء الخبيث: حديث (۲۴۶۰) من طريق ابو صالح عن الاعمش عن ابي هريرة۔

هُرَيْرَةَ أَرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ

متن حدیث: مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمِّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میرا خیال ہے انہوں نے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر بیان کیا ہے (یعنی نبیاکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے) جو شخص لوہے کے ذریعے خودکشی کرے گا وہ قیامت کے دن آئے گا تو لوہے کی چیز اس کے

ہاتھ میں ہوگی اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اس چیز کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور جو شخص زہر کے ذریعے خودکشی کرے گا وہ

زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے پیتا رہے گا۔

1967 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا

فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمِّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ

فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهُوَ أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ

ہنگذا روی غیر واحد ہذا الحدیث عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة عن النبي صلى الله

عليه وسلم وروى محمد بن عجلان عن سعيد المقبري عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال

حدیث دیگر: مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمِّ عُذْبٍ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا أَصَحُّ لَأَنَّ الرِّوَايَاتِ إِنَّمَا تَجِيءُ بِأَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ يُعَذَّبُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهَا

وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُمْ يُخَلَّدُونَ فِيهَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، جو شخص لوہے کے ذریعے خودکشی

کرے گا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور جو شخص زہر کے ذریعے خودکشی

کرے گا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے نیچے گر کر خودکشی کرے گا تو وہ جہنم

کی آگ میں ہمیشہ نیچے گرتا رہے گا۔

یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، تاہم یہ پہلی روایت سے زیادہ مستند ہے کئی راویوںنے اسے اعمش کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

محمد بن عجلان نے سعید مقبری کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: جو شخص زہر کے ذریعے خودکشی کرے گا اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ اس روایت میں ”ہمیشہ ہمیشہ رہتے“ کا ذکر نہیں ہے۔

ابو ذناد نے بھی اعرج کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ توحید کے قائل لوگوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا، لیکن پھر وہاں سے نکال لیا جائے گا اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ توحید کے قائل لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

1968 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي اسْحَقَ عَنْ

مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ

قَالَ أَبُو عِيسَى: يَعْنِي السُّمَّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے خبیث دوائی استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔ (امام مہدی بیان کرتے ہیں) اس سے مراد زہر ہے۔

شرح

خودکشی کرنے کی وعید

جس طرح کسی کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور قاتل کو قتل کے جرم میں جہنم میں سزا دی جائے گی۔ اسی طرح خودکشی اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بھی جہنم میں سزا دی جائے گی۔ انسان اپنی ذات اور اعضاء کا مالک نہیں ہے، بلکہ مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور غیر مملوک چیز میں تصرف کرنا گناہ ہے۔ خودکشی کا مرتکب شاید یہ خیال کرتا ہے کہ مرنے کے بعد وہ دنیا کی مشکلات و مصائب سے نجات حاصل کر لے گا لیکن اسے اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب میں گرفتار ہوگا۔

احادیث باب میں خودکشی کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی لوہے یعنی چھری یا چاقو وغیرہ سے خودکشی کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ وہی ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ اسے اپنے پیٹ میں گھونپ رہا ہوگا اور اسے عرصہ دراز تک دوزخ میں رکھا جائے گا۔ جو شخص زہر پی کر خودکشی کرتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ وہ زہر کے گھونٹ پی رہا ہوگا اور اسے عرصہ دراز تک عذاب جہنم میں رکھا جائے گا۔ اسی طرح جو شخص اپنے آپ کو پہاڑ کی بلندی سے گرا کر خودکشی کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا رہا ہوگا اور اسے عرصہ دراز تک یا ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رکھا جائے گا۔

1968- اخرجه ابو داود (۲/۳۹۹): كتاب الطب: باب: في الادوية المكروهة، حديث (۲۸۷۰) و ابن ماجه (۲/۱۱۴۵): كتاب الطب: باب

النسي عن السوء الخبيث، حديث (۳۴۵۹) من طريق ماجاهد عن ابي نصره-

مرتب کبیرہ کے بارے میں معتزلہ اور اہل سنت کا اختلاف

کیا مرتب کبیرہ کافر ہوگا نہیں؟ اس بارے میں معتزلہ اور اہل سنت کے مابین اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- معتزلہ اور دیگر گمراہ فرقوں کا موقف ہے کہ مرتب کبیرہ کافر ہو جاتا ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے کہ خود کشی گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتب ہمیشہ عذاب میں رہے گا۔ دائمی عذاب میں گرفتار ہونا یا مبتلا ہونا اس کے کافر ہونے کی علامت ہے۔

۲- اہل سنت و جماعت کا موقف ہے کہ مرتب کبیرہ گناہگار تو ہوتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا۔ خود کشی کا مرتب گناہگار تو ہوگا مگر کافر نہیں ہوگا۔ احادیث باب کے بارے میں اہل سنت و جماعت کی طرف سے کئی جوابات دیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(الف) احادیث باب مستحل پر محمول ہیں یعنی ایسا گناہ جس کا کبیرہ ہونا نص قطعی سے ثابت ہو اور جو شخص اسے حلال خیال کرتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

(ب) احادیث باب میں خلود سے مراد مکث طویل ہے یعنی تادیر یا عرصہ دراز یا طویل مدت عذاب میں مبتلا ہونا۔ عمداً مسلمان کو قتل کرنے والے کی سزا قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی ہے: فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا (النساء: ۹۳) قاتل کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس آیت میں بھی ”خلود“ سے مراد ”مکث طویل“ ہے۔

(ج) احادیث باب میں مکث جہنم اور خلود دوزخ کی سزا بطور زجر و توبیخ بیان کی گئی ہے اور دیگر نصوص سے یہ ثابت ہے کہ مسلمانوں پر یہ سزا نافذ نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کفر و شرک کے بغیر کسی کے لیے خلود فی النار کی سزا ہرگز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِيِّ بِالْمُسْكِرِ

باب 8: نشہ آور چیز کو دوائی کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے

1969 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ

وَإِثْلٍ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَهُ سُؤَيْدُ بْنُ طَارِقٍ أَوْ طَارِقُ بْنُ سُؤَيْدٍ عَنِ الْخَمْرِ فَهَاهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّا نَتَدَاوَى بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهَا دَاءٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ وَشَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِهِ قَالَ مُحَمَّدُ قَالَ النَّضْرُ طَارِقُ

بُنْ سُؤَيْدٍ وَقَالَ شَبَابَةُ سُؤَيْدُ بْنُ طَارِقٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

1969- اضرحہ ابوداؤد (۱/۶۰۰): کتاب الطب: باب: فی الادویۃ المکرؤفۃ: حدیث (۲۸۷۳) من طریق طاریق بن سوید او سوید بن طاریق: فذکرہ و اضرحہ ابن ماجہ (۲/۱۱۵۷) کتاب الطب: باب: النسی ان یتداوی بالخمر: حدیث (۳۵۰۰) و احمد (۴/۳۱۱) (۵/۲۹۲) عن سناخ بن حرب عن علقمة بن وائل فذکرہ-

﴿﴾ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، وہ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے جب حضرت سوید بن طارق یا شاید طارق بن سوید نے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ انہوں نے عرض کی ہم اسے دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دوا نہیں، بلکہ بیماری ہے۔ محمود نامی راوی نے نظر کے حوالے سے شبابہ کے حوالے سے شعبہ کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔ محمود نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے نظر کے قول کے مطابق راوی کا نام طارق بن سوید ہے۔ جبکہ شبابہ نے سوید بن طارق نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نشہ آور چیز کو بطور علاج استعمال کرنے کی ممانعت

نشہ آور اشیاء کا حکم ایک روایت میں بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے: کل مستکر حرام یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ ”نجس و ناپاک“ نشہ آور اور حرام اشیاء سے علاج و معالجہ منع ہے۔ تاہم جب علاج ان اشیاء میں سے کسی پر منحصر ہو اور متبادل چیز سے ممکن نہ ہو تب عذر و مجبوری کے سبب اس سے علاج کرانے کی گنجائش ہے، کیونکہ فقہاء کرام نے اس صورت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ حدیث باب کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں:

(۱) اگر حدیث ”خمر“ کے بارے میں ہے تو بغیر تاویل کے حقیقت پر محمول ہے، کیونکہ انگوروں کی شراب قطعی طور پر حرام ہے اور اس کو علاج کے طور پر استعمال کرنا بھی منع ہے۔

(۲) اگر حدیث ”مسکر“ (نشہ آور) چیز کے بارے میں ہو تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اہل عرب کے خیالات کے مطابق ”شراب“ میں ذاتی طور پر ”شفا“ تھی، ان کے اس نظریہ کی نفی کی گئی ہے کہ شراب دوا نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں شفا نہیں ہے، بلکہ بیماری ہے۔

فائدہ نافعہ: چار شرابیں بالاتفاق نجس و حرام ہیں:

(۱) انگور سے کشید کردہ کچی شراب

(۲) انگور سے کشید کردہ پکی شراب

(۳) منقی سے تیار کردہ شراب

(۴) کھجور سے تیار کردہ شراب۔ ان شرابوں کی قلیل و کثیر مقدار حرام ہے اور کسی بھی طریقہ سے ان کا استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔

نشہ آور خشک اشیاء پاک ہیں، طیب حاذق کی مشاورت سے نہایت مجبوری کی حالت میں بقدرے ضرورت علاج کے طور پر ان کا استعمال میں لانا جائز ہے بشرطیکہ ان سے نشہ نہ ہو۔ وہ نشہ آور اشیاء جو سیال ہوں، جنہیں شراب کہا جاتا ہے، ان میں سے چار مذکورہ شرابیں قطعی حرام ہیں۔ باقی شرابوں کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں:

(۱) بعض روایات سے ان کا نجس و حرام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۲) بعض روایات سے ان کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے اور بطور دوا ان کا بقدر سے ضرورت پینا جائز ہے بشرطیکہ نشہ نہ ہو۔ جس چیز کی حلت و حرمت میں اختلاف ہو، مسلمان طبعی طور پر اسے پسند نہیں کرتا۔ تاہم ضرورت کے تحت اور عموم بلوی کی بنیاد پر اس میں گنجائش ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعُوْطِ وَغَيْرِهِ

باب 9: ناک میں دوائی ڈالنا وغیرہ

1970 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُوَيْهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمَادٍ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ

مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدِيثًا: إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ فَلَمَّا اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَذَّةَ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا فَرَّغُوا قَالَ لُدُوْهُمْ قَالَ فَلُدُّوا كُلَّهُمْ غَيْرَ الْعَبَّاسِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہم لوگ جو علاج کے طریقے استعمال کرتے ہیں ان میں ناک میں دوا ڈالنا منہ کے ایک طرف سے دوائی پلانا، چھپنے لگوانا اور اسہال سب سے بہترین طریقے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے گھر والوں نے آپ ﷺ کے منہ میں دوائی ڈالی۔ جب وہ لوگ اس سے فارغ ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان سب کے منہ میں دوائی ڈالو۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر ان سب کے منہ میں دوائی ڈالی گئی صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے منہ میں نہیں ڈالی گئی۔

1971 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدِيثًا: إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَخَيْرُ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الْإِثْمِدُ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تم لوگ جو علاج کرتے ہو ان میں سب سے بہترین منہ میں دوائی پلانا ہے ناک میں دوائی ڈالنا ہے چھپنے لگوانا ہے اور اسہال (کی دوائی دینا) ہے تم لوگ سرے کے طور پر جو چیز آنکھ میں ڈالتے ہو اس میں سب سے بہترین اِثْمِدُ ہے یہ نظر کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے آپ ﷺ سوتے وقت سرمہ لگایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ ڈالتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اور یہ عباد بن منصور سے منقول روایت ہے۔

شرح

مختلف امراض کے طریقہ ہائے علاج

الفاظ ومعانی: السعوط: وہ دوائی جو ناک میں ٹپکائی جاتی ہے۔ لدود: مریضوں کی زبان ایک طرف کر کے زبان کی دوسری طرف منہ میں دوائی ڈالنا۔ الحجامۃ: سینگی لگانا جس کے سبب جسم سے فاسد خون چوس کر نکالا جاتا ہے۔ المشی: ایسی دوائی جس سے اسہال آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ المکحلة: سرمہ دانی۔

احادیث باب میں مختلف امراض کے علاج کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- دماغی امراض کے علاج کا بہترین طریقہ ناک میں دوائی ٹپکانا ہے۔

سوال یہ ہے دماغی امراض کثیر ہیں ان میں سے ہر ایک مرض کے لیے مناسب دوائی کا انتخاب کیسے کیا جائے گا؟

جواب: کتب طب کا مطالعہ کر کے یا اطباء کے مشورے سے دماغی مرض کے علاج کی مناسب دوائی تجویز کی جائے گی۔

۲- نمونیا وغیرہ امراض کا علاج لدود کر کے کیا جائے گا جس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کے منہ میں ہاتھ ڈال کر اس کی زبان کو

ایک طرف کیا جائے پھر اس کی دوسری جانب منہ میں مجوزہ دوائی ڈالی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض وصال میں

بتلا ہوئے تو لوگوں نے خیال کیا شاید آپ کو نمونیا ہو گیا ہے جبکہ آپ کو یہ مرض لاحق نہیں ہوا تھا بلکہ اس زہر کا اثر عود کر آیا تھا جو خیر

میں دیا گیا تھا۔ صحابہ نے مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لدود کیا جائے لیکن آپ نے انہیں لدود کرنے سے منع کر دیا۔ پھر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اہل خانہ نے پریشان ہو کر لدود کیا اور جب آپ ہوش میں آئے تو اپنے منہ مبارک میں

دوائی کا اثر ملاحظہ کیا۔ اس پر آپ شدید ناراض ہوئے اور دریافت کیا: مجھے کس نے لدود کیا ہے؟ اس پر اہل خانہ نے خاموشی اختیار

کر لی۔ آپ نے تمام اہل خانہ کے منہ میں دوائی ڈالنے کا حکم دیا۔ تمام اہل خانہ کے منہ میں دوائی ڈالی گئی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا حالت روزہ میں ہونے کے باوجود ان کے منہ میں بھی دوائی ڈالی گئی۔ تاہم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں

دوائی نہیں ڈالی گئی تھی۔ کیونکہ وہ آپ کو لدود کرنے میں شامل نہیں تھے۔

۳- جب کسی شخص کے جسم کا خون فاسد شکل اختیار کر لے تو اس کا بہترین علاج سینگی لگوانا ہے جس کے نتیجے میں فاسد خون

خارج ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ میں صحت مند خون آ جاتا ہے۔ فساد خون کا یہ علاج فقط خشک ممالک میں معتبر ہو سکتا ہے۔ تاہم

مرطوب و بارد خطوں میں یہ علاج مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ سینگی لگوانے سے فاسد خون خارج ہو جانے کی وجہ سے خون کا دباؤ

(پریش) کم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ صحیح خون لے لیتا ہے جس کے نتیجے میں بہت سی بیماریوں سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

۴- جب معدہ خراب ہونے کی وجہ سے خوراک و غذا ہضم نہ ہوتی ہو تو اس مرض کا علاج سہل (دست آور دوائی) ہے۔ اس

طریقہ علاج سے پیٹ کے تمام امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بذریعہ سہل جو شخص اپنے پیٹ کے امراض کا علاج کروا تا رہتا ہے اسے

کسی طبیب و حکیم کے پاس جانے کی ہرگز ضرورت پیش نہیں آتی۔

فائدہ نافعہ: آنکھوں کی روشنی بحال رکھنے اور کمزوری سے بچاؤ کے لیے سرمہ استعمال کرنا چاہیے۔ بہترین سرمہ ”اشمہ“ ہے جو حریم شریفین میں دستیاب ہے۔ سرمہ کے استعمال سے پلکوں کے بال بھی مضبوط ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے دانتوں اور دماغ کو بھی تقویت حاصل ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِي بِالْكَيِّ

باب 10: (علاج) میں داغ لگوانا مکروہ ہے

1972 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ

عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْكَيِّ قَالَ فَاثْبُلِينَا فَاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَا وَلَا

أَنْجَحْنَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے داغ لگوانے سے منع کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب ہم بیمار ہوئے ہم نے (علاج کے طور پر) داغ لگوائے، لیکن ہمیں بیماری سے چھٹکارا نہیں ملا اور ہم کامیاب نہیں ہوئے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1973 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ

الْحَسَنِ عَنِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

مَتْنِ حَدِيثٍ: قَالَ نُهَيْنَا عَنِ الْكَيِّ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں داغ لگوانے سے منع کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب 11: (علاج کے طور پر) اس کی اجازت

1974 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَنَسِ

1972 - اخرجه ابن ماجه (۱۱۵۵/۲): كتاب الطب: باب: الكي: حدیث (۲۴۹۰) و اصحاب (۴/۴۲۷، ۴۳۰) من طريق الحسن فذكره -

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَى أَسْعَدَ بْنَ زُرَّارَةَ مِنَ الشُّوْكَةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي وَجَابِرٍ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پھوڑے پر داغ لگوایا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابی اور حضرت جابر (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1975 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَاهُ

حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرَ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَوَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے

انہیں داغ لگوائے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ”غریب“ ہے۔ کئی راویوں نے اعمش، ابوسفیان کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ

کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو داغ لگوائے تھے۔

شرح

جسم کو لوہا سے داغ کر علاج کرنا

لفظ ”الکئی“ کا معنی ہے۔ گرم لوہا سے جسم کو داغنا۔ زمانہ جاہلیت میں بعض امراض کا علاج گرم لوہا سے جسم کو داغ کر کیا جاتا تھا، یہ طریقہ علاج نہایت پریشان کن اور تکلیف دہ تھا۔ خواہ جسم کو گرم لوہا سے داغنے سے قبل دوائی سے جسم کو سن کیا جاتا تھا مگر دوائی کا اثر زائل ہوتے ہی ناقابل برداشت درد عود کرتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ علاج سے منع کیا ہے، جس کی صراحت احادیث باب سے عیاں ہے۔

سوال: احادیث باب سے گرم لوہا سے جسم کو داغ کر امراض کا علاج کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باب کی روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلے باب کی روایات میں اصل مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ گرم لوہا سے جسم کو داغ کر کسی مرض کا علاج کرنا منع ہے، کیونکہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے تو اس میں تصرف کا بھی مجاز نہیں ہے۔ دوسرے باب کی روایات مجبوری پر محمول ہیں یعنی جب متبادل علاج نہ ہو سکتا ہو تو مجبوری کی بنا پر یہ طریقہ علاج اختیار کیا جاسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس طریقہ علاج کو اختیار بھی فرمایا تھا۔ یہی حکم خطرناک آپریشن کے ذریعے کسی مرض کا علاج کرانے کا ہے۔ اگر

متبادل طریقہ علاج موجود ہو تو آپریشن کے ذریعے علاج کرانے سے مکمل احتراز کرنا چاہیے ورنہ مجبوری کی بنا پر جائز ہے۔

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار صحابہ کبار میں ہوتا تھا۔ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا جس وجہ سے ان کے زیادہ کارنامے سامنے نہ آسکے۔ ہجرت سے قبل آپ مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کے سرپرست تھے اور مدینہ طیبہ میں نماز جمعہ المبارک کا آغاز آپ کی سعی جمیلہ سے ہوا تھا۔ آپ کو ”شوکتہ“ کا مرض لاحق ہوا یعنی فساد خون کی وجہ سے چہرہ اور جسم پر سرخ پھنسیاں نکل آئیں۔ اس مرض کی وجہ سے انہیں بہت تکلیف تھی جس کا علاج جسم کو داغ کوہی کہا جاسکتا تھا، اس مجبوری کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گرم لوہا سے ان کے جسم کو داغ کر علاج کیا تھا۔ عزوہ احزاب کے موقع پر حضرت اسعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو کی ایک رگ کٹ گئی اس کا خون بند کرنے کی غرض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ انہیں گرم لوہا سے داغا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ

باب 12: چھنے لگوانا

1976 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ

قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعِ عَشْرَةَ وَتِسْعِ عَشْرَةَ وَاحِدًا وَعِشْرِينَ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سر کی دونوں جانب کی رگوں میں اور کندھے کے درمیان والے حصے میں چھنے لگوائے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ عمل سترہ، انیس یا اکیس تاریخ کو کیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت معقل بن یسار (رضی اللہ عنہما) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

1977 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّحْمَنِ بْنُ اسْحَقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِي بِهِ أَنَّهُ لَمْ يَمُرَّ عَلَيَّ مِلًّا مِنَ

الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوهُ أَنْ تُرَامَتَكَ بِالْحِجَامَةِ

1976- اضرجه ابوداؤد (۲/۲۹۷): کتاب الطب: باب: ما جاء في موضع الحجامة: حديث (۲۸۶۰) وابن ماجه (۲/۱۱۵۲): کتاب الطب: باب: موضع الحجامة: حديث (۲۴۸۲) واصلد (۲/۱۱۹) من طريقه قتادة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنا معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ بات ذکر کی: آپ ﷺ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرے انہوں نے آپ ﷺ سے صرف یہی گزارش کی کہ آپ ﷺ اپنی امت کو (علاج کے طور پر) چھینے لگوانے کی ہدایت کریں۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔

1978 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ

عِكْرَمَةَ يَقُولُ

مَثَرٌ حَدِيثٌ: كَانَ لِابْنِ عَبَّاسٍ غِلْمَةٌ ثَلَاثَةٌ حَجَّامُونَ فَكَانَ اثْنَانِ مِنْهُمُ يُغْلَانِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ وَوَاحِدٌ يَتَحَجَّمُهُ وَيَحَجِّمُ أَهْلَهُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعَمَ الْعَبْدِ الْحَجَّامُ يَذْهَبُ الدَّمُ وَيُسَخِّفُ الصُّلْبَ وَيَجْلُو عَنِ الْبَصَرِ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عُرِجَ بِهِ مَا مَرَّ عَلَى مَلَاةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا فَسَلُّوا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ وَقَالَ إِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِّمُونَ فِيهِ يَوْمَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ عَشْرِينَ وَقَالَ إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعْرُوطُ وَاللُّدُودُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَذُو الْعَبَّاسِ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَدَنِي فَاكْتَلَهُمْ أَمْسَكُوا فَقَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِّمَّنْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لَدَّا غَيْرَ عَمِّهِ الْعَبَّاسِ قَالَ عَبْدُ قَالَ النَّضْرُ اللَّدُودُ الْوَجُورُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

﴿﴾ عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تین غلام تھے جو چھینے لگایا کرتے تھے۔ ان میں سے دو اجرت پر کام کرتے تھے اور ایک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے گھر والوں کو چھینے لگانے کے لیے مخصوص تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: چھینے لگانے والا غلام بہترین ہوتا ہے جو خون نکال دیتا ہے اور پشت کو ہلکا کر دیتا ہے اور نظر کو صاف کر دیتا ہے۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے جب نبی اکرم ﷺ معراج کے لیے تشریف لے گئے آپ ﷺ کا گزر فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی ہوا انہوں نے آپ ﷺ سے یہی گزارش کی (آپ ﷺ اپنی امت سے یہ کہیں) تم لوگ چھینے لگوائو کرو۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے: چھینے لگانے کی بہترین تاریخ سترہ تاریخ ہے انیس تاریخ ہے یا اکیس تاریخ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے: تم لوگ جو علاج کرتے ہو ان میں سے بہتر ناک میں دوا ڈالنا ہے منہ میں دوا ڈالنا ہے چھینے لگوانا ہے اور اسہال (کی دوا دینا) ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بھی بیان کی ہے: ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ

1978- اضرجه ابن ماجه (۲/۱۱۵۱): كتاب الطب: باب: الحجامة: حدیث (۲۷۸) من طريقه عباد بن منصور عن عكرمة فذكره۔

(کی بیماری کے دوران زبردستی) آپ ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھر میں موجود ہر شخص کے منہ میں دوا ڈالی جائے البتہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس کے منہ میں نہ ڈالی جائے۔

نضر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: لدود کا مطلب منہ کے ایک طرف سے دوائی پلانا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف عباد بن منصور کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

چھینے لگوا کر علاج کرنا

جب کسی شخص کو فساد خون کا مرض لاحق ہو تو چھینے لگوا کر اس کا علاج کیا جاسکتا ہے اور فساد خون سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چھینے لگوائے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے لگوانی کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گردن کی رگوں اور کندھے میں چھینے لگوائے تھے۔ شب معراج میں بعض فرشتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اپنی امت کو چھینے لگانے کا حکم کریں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تین غلام تھے جو چھینے لگانے کا کام کرتے تھے۔ ایک غلام تو آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو چھینے لگانے کے لیے تعینات تھا جبکہ دو غلام چھینے لگانے کا کاروبار کرتے تھے اور اس کی آمدنی آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگلی لگانے والے کو بہترین غلام قرار دیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قمری مہینہ کی سترہ انیس اور اکیس تواریخ میں چھینے لگواتے تھے۔ شاید آپ طاق عدد کی اہمیت و فضیلت کی وجہ سے ان تواریخ میں چھینے لگواتے تھے۔ چھینے لگوانے کے کثیر فوائد ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) فاسد خون سے نجات ملنا (۲) پیٹھ ہلکی ہونا (۳) آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہونا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّدَاوِي بِالْحِنَاءِ

باب 13: مہندی کو دوا کے طور پر استعمال کرنا

1979 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ حَدَّثَنَا فَاوِدُ بْنُ مَوْلَى أَبِي رَافِعٍ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَدِّهِ سَلْمَى وَكَانَتْ تَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ

مَنْ حَدِيث: مَا كَانَ يَكُونُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَحَةً وَلَا نَكْبَةً إِلَّا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَاءَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فَاوِدِ

1979-اضرمہ ابوداؤد (۲/۲۹۷): کتاب الطب: باب فی المعجامة حدیث (۲۸۵۸) و ابن ماجہ (۲/۱۱۵۸): کتاب الطب: باب: المعناء
صیبت (۲۵۰۲) و احمد (۶/۴۶۲)-

اسناد دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ فَائِدٍ وَقَالَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدِّهِ سَلْمَى وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ أَصْحَحَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ فَائِدِ مَوْلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

◄◄ علی بن عبید اللہ اپنی دادی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں وہ فرماتی ہیں، نبی اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی زخم وغیرہ لگ جاتا تو آپ مجھے یہ ہدایت کرتے تھے کہ میں اس پر مہندی لگا دوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اسے صرف فائد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ بعض محدثین نے اسے فائد کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ عبید اللہ بن علی سے ان کی دادی سلمہ کے حوالے سے منقول ہے۔

عبید اللہ بن علی سے منقول ہونا زیادہ مستند ہے۔

محمد بن علاء نے یہ بات بیان کی ہے: عبید اللہ بن علی کے غلام فائد نے یہ بات بیان کی ہے: ان کے آقا عبید اللہ بن علی نے اپنی دادی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

شرح

مہندی سے علاج کرنا

دوسری مختلف اشیاء کی طرح ”مہندی“ سے بھی مرض کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ مہندی انار کی شکل کا ایک پودا ہے، جس کے پتے ”سناکھی“ سے ملتے جلتے ہیں، خواتین اس کے پتوں کی خشک کر کے پیستی ہیں اور اس کا سفوف تیار کرتی ہیں۔ اس کی تاثیر بیک وقت سرد اور گرم ہے لیکن گرم تاثیر غالب ہوتی ہے۔ یہ پانی میں ملا کر ہاتھوں، تلوؤں اور سر پر لگائی جاتی ہے۔ یہ مختلف امراض کے لیے مجرب ہے۔ مہندی ورموں کو ختم کرتی ہے، پیشاب آور ہے اور خون کو صاف کرتی ہے۔

مہندی کا استعمال مسنون ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مہندی لگوائی تھی، جس طرح کہ حدیث باب میں اس کی تصریح ہے۔ پھوڑا پھنسی سے نجات کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہندی لگوا کر کرتے تھے۔

راوی حدیث کا تعارف

حدیث باب کی راوی حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھیں۔ آپ کی خوب خدمت کرتی تھیں۔ آپ نے اسے آزاد کر دیا اور اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ حدیث باب حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کے پوتے حضرت عبید اللہ بن علی بن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ بعض سیرت نگاروں نے ان کا نام تبدیل کر کے علی بن عبید اللہ بتایا ہے، جو درست نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر حضرت عبید اللہ نامی تھے جو خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محرر تھے۔ کچھ لوگوں نے اس علی کو ان کا صاحبزادہ تصور کر لیا جبکہ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ”علی“ نامی ایک لڑکا تھا جن کا بیٹا ”عبید اللہ“ نامی تھا۔ پھر حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے آزاد کردہ غلام ”فائد“ نامی شخص اس روایت کو بیان کرتے

ہیں۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے فائد کے شاگرد حما کی سند لائے ہیں جس میں علی بن عبید اللہ کا تذکرہ کیا ہے جو درست نہیں ہے۔ بعد ازاں فائد کے شاگرد ثانی کی سند بیان کی ہے جس میں ”عبید اللہ بن علی“ نام لائے ہیں جو درست ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّقِيَّةِ

باب 14: دم کا مکروہ ہونا

1980 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مَجَاهِدٍ عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ أَكْتَوَى أَوْ اسْتَرْقَى فَقَدْ بَرِيَ مِنَ التَّوَكُّلِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص نے داغ لگوا یا یا دم کروا یا وہ توکل سے بری الذمہ ہو گیا۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب 15: اس بارے میں رخصت کا بیان

1981 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ عُبَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ

الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَنَسٍ

مَنْ حَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الرُّقِيَّةِ مِنَ الْحَمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھو کے کاٹنے، نظر لگنے اور پھوڑے پھنسیوں وغیرہ میں دم

کرنے کی اجازت دی ہے۔

1982 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَأَبُو نَعِيمٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ

الْأَحْوَلِ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

1980- اخرجہ ابن ماجہ (۱۱۵۴/۲) کتاب: الطب: باب الکی: حدیث (۲۴۸۹) واهمد (۲۵۱۲۴۹/۴) وعبید بن حمید (۱۵۱) حدیث (۲۹۳) من طریق مجاہد عن عقار بن المغیرة فذکرہ۔

1981- اخرجہ مسلم (۳۷۸/۷ - نووی): کتاب السلام: باب: استحباب الرقیة من العین و النملة و الحمة و النظرة: حدیث (۵۷)

۵۸/۲۱۹۶) و ابن ماجہ (۱۱۶۲/۲): کتاب الطب: باب: ما رخص فیہ من الرقیة: حدیث (۲۵۱۶) من طریق یوسف بن عبد اللہ۔

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الرُّقِيَةِ مِنَ الْحَمَةِ وَالنَّمْلَةِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ
مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ
وَعَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ وَأَبِي خُزَّامَةَ عَنْ أَبِيهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بچھو کے کاٹنے اور پھوڑے پھنسیوں میں دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔
یہ روایت میرے نزدیک معاویہ بن ہشام کی سفیان سے نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔
اس بارے میں حضرت بریدہ حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر، عاتشہ صدیقہ، حضرت طلق بن علی، حضرت عمرو بن
حزم (رضی اللہ عنہم) اور ابو خزامہ کی ان کے والد کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔

1983 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: لَا رُقِيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حَمَةٍ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دم صرف نظر لگنے کی صورت میں
اور بچھو کے کاٹنے کی صورت میں کیا جاسکتا ہے۔
شعبہ نے اس روایت کو حصین کے حوالے سے شعبی کے حوالے سے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل
کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقِيَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ

باب 16: معوذتین کے ذریعے دم کرنا

1984 سند حدیث: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكِ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ

أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

1983 - اضرجه البخاری (۱۰/۱۶۳-۱۶۴): کتاب الطب: باب: من اکتوی او کوی غیرہ: حدیث: (۵۷۰۵) طرفہ: (۶۵۴۱) و ابوداؤد (۲/۴۰۲):
کتاب الطب: باب الرقی: حدیث (۲۸۸۴) و احمد (۴/۴۳۶-۴۳۸-۴۴۶) و المصبری (۲/۳۶۹) حدیث (۸۳۶) من طریق حصین بن عبد
الرحمن عن الشعبي: فذكره-

1984 - اضرجه النسائی (۲۷۸): کتاب الاستعاذۃ: باب: الاستعاذۃ من عين الجن: حدیث (۵۴۹۴) و ابن ماجه (۲/۱۱۶۱): کتاب الطب:
باب: من استرقى من العين: حدیث (۲۵۱۱) من طریق الجریری: عن ابی نضرة: فذكره-

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ الْمَعْوِذَاتَانِ فَلَمَّا نَزَلْنَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا
 فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ
 حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی نظر لگ جانے سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ معوذتین نازل ہوئیں۔ جب یہ دونوں نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں (پڑھ کر دم کرنا) اختیار کر لیا اور دیگر دعاؤں کو ترک کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

جھاڑ پھونک سے علاج کرنا

پہلی حدیث باب سے جھاڑک پھونک کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور باقی روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ان متعارض روایات میں تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

(۱) شروع میں کسی مرض کا جھاڑ پھونک سے علاج کرنا منع تھا پھر اسے جائز قرار دیا گیا۔ ممانعت والی روایت منسوخ اور جواز والی روایات ناسخ ہیں۔

(۲) گزشتہ اوراق میں بیان کیا جا چکا ہے کہ جسمانی امراض کا علاج دوائی سے اور روحانی امراض کا علاج جھاڑ پھونک سے ممکن ہے۔ جسمانی امراض کا علاج جھاڑ پھونک سے اور روحانی امراض کا علاج دوائی سے نہیں ہو سکتا۔ ممانعت والی روایت جسمانی مرض کا علاج جھاڑ پھونک سے کرنے پر محمول ہے اور جواز والی روایات روحانی امراض کا علاج جھاڑ پھونک سے کرنے پر محمول ہیں۔

فائدہ نافعہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امراض کے علاج کے لیے جھاڑ پھونک کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اس کی اجازت دے رکھی تھی۔ مرض وصال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین سے اپنے آپ کو جھاڑتے تھے۔ جب آپ میں ہمت نہ رہی تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخری دونوں قل پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھاڑتی تھیں اور آپ کے جسم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرتی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقِيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

باب 17: نظر لگنے کا دم

1985 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عُرْوَةَ وَهُوَ ابْنُ عَامِرٍ عَنْ

1985-اکرمہ ابن ماجہ (۱۱۶/۲): کتاب الطب: باب: من استرقى من العين: حدیث (۲۵۱۰) واصلہ (۶/۶۳۸) و العیسی (۱/۱۵۸) حدیث (۲۲۰) من طریقہ عبید بن رفاعۃ الزرقی قال: قالت اسماء: نمروہ۔

عُبَيْدُ بْنُ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيُّ

متن حدیث: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ فَقَالَ نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقْتَهُ الْعَيْنُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَبُرَيْدَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا

﴿﴾ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (حضرت) جعفر کے بچوں کو نظر بڑی جلدی لگ جاتی ہے کیا میں ان پر دم کر دیا کروں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جا سکتی ہے تو وہ نظر لگتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایوب کے حوالے سے عمرو بن دینار کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے عبید بن رفاعہ کے حوالے سے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1986 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَيَعْلَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَقُولُ أُعِيدُ كَمَا بَكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَأَمَّةٍ وَيَقُولُ هَكَذَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ إِسْحَقَ وَاسْمَعِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین کو دم کرتے ہوئے یہ پڑھا 1986- اخرجه البخاری (۶/ ۴۷۰): کتاب اصابیہ الانبیاء: باب: حدثنا موسى بن اسماعيل، حدثنا عبد الواحد...: حدیث (۲۳۷۱) و ابوداؤد (۲/ ۶۴۸): کتاب السنہ: باب: فی القرآن، حدیث (۴۷۳۷) و ابن ماجہ (۲/ ۱۱۶۴-۱۱۶۵): کتاب الطب: باب: ما عوذ به النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (۲۵۲۵) و احمد (۱/ ۲۳۶-۲۷۰) من طريق السنهال، عن سعيد بن جبیر، فذكره۔

کرتے تھے۔

”میں تم دونوں کو ہر شیطان ہر تکلیف اور ہر لگنے والی نظر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں“
نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: حضرت ابراہیم بھی حضرت اسمعیل اور حضرت اسحاق (علیہم السلام) کو ان الفاظ کے ذریعے
دم کیا کرتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ وَالْغَسْلُ لَهَا

باب 18: نظر کا لگنا حق ہے اور اس کے لیے غسل کرنا

1987 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو عَسَانَ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ
بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي حَيَّةُ بْنُ حَابِسِ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَا شَيْءَ فِي الْهَامِ وَالْعَيْنِ حَقٌّ

◀◀ حیاہ بن حابس تمیمی بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد
فرماتے ہوئے سنا ہے: ہام کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نظر لگ جانا حق ہے۔

1988 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ

حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقْتَهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَأَغْسِلُوا

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

وَحَدِيثٌ حَيَّةُ بْنُ حَابِسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى شَيْبَانٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ حَيَّةُ بْنُ حَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ وَحَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ لَا يَذْكُرَانِ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی ہے

تو نظر اس پر سبقت لے جاسکتی ہے اور جب تم سے غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو تم غسل کر لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح

غریب“ ہے۔ حیاہ بن حابس کی نقل کردہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شیبان نے اسے یحییٰ بن ابی کثیر کے حوالے سے حیاہ بن حابس کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

علی بن مبارک رضی اللہ عنہ اور حرب بن شداد نے اپنی سند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

شرح

نظر بد کا جھاڑ پھونک سے علاج کرنا

کچھ لوگوں کی نظر بد تیزی سے زہر کی طرح موثر ہوتی ہے، جس طرح بعض قسم کے سانپوں کی آنکھوں میں آنکھیں ملانے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے یا آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا ہے اور حاملہ عورت کا حمل ضائع ہو جاتا ہے۔ یہی حال بد نظری کا ہے۔ بعض اوقات عام لوگوں کی نظر بھی لگ جاتی ہے مثلاً والدین کی نظر اپنی اولاد کو لیکن یہ نظر، نظر بد اور مرض کی نظر نہیں ہوتی بلکہ پیار کی ہوتی ہے۔ تاہم یہ ایک اٹل حقیقت ہے نظر بد برحق ہے۔ نظر بد سے معیون ردحانی مرض کا شکار ہو جاتا ہے، جس کا علاج جھاڑ پھونک سے کیا جاسکتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں نظر بد کا علاج یوں کیا جاتا تھا کہ جس کی نظر بد لگتی تو اس کے پاس ایک بڑا برتن (بالٹی وغیرہ) پانی سے بھر کر بھیجا جاتا تھا۔ وہ شخص اس میں اپنے دونوں ہاتھ ڈالتا، پھر اس میں کلی کرتا، اس میں اپنا چہرہ دھوتا، پھر اس میں بایاں ہاتھ ڈال کر اس سے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی دھوتا، پھر اس میں دایاں ہاتھ ڈال کر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دھوتا، پھر بائیں ہاتھ کے ساتھ اس میں دائیں ہاتھ کو کہنی تک دھوتا، پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ اس میں بائیں ہاتھ کو کہنی تک دھوتا۔ پھر بایاں ہاتھ اس میں داخل کر کے دائیں پاؤں کو دھوتا، بعد میں دایاں ہاتھ داخل کر کے بائیں پاؤں کو دھوتا، بائیں ہاتھ سے دایاں گھٹنا دھوتا، پھر دایاں ہاتھ اس میں داخل کر کے بایاں گھٹنا دھوتا پھر آخر میں جسم کا اندرونی حصہ دھوتا اور برتن کا وہ پانی یکبارگی معیون پر پھینک دیا جاتا۔ اس طرح نظر بد کا علاج ہو جاتا تھا۔ (شرح النجاشی، ص ۶۶۳)

اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد کے علاج کا اس سے بہتر طریقہ ہمارے لیے تجویز فرمایا ہے، لہذا ہمیں نظر بد کے قدیم طریقہ علاج کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق جب حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نظر بد لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بایں الفاظ جھاڑا: اعیذ کما بکلمات اللہ التامة من کل شیطان وھامة ومن کل عین لامة میں نے تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر شیطان، زہریلے کیڑے اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ سے اللہ کی پناہ میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بھی اسی طرح جھاڑا تھا۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخَذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّعْوِيدِ

باب 19: دم کرنے کا معاوضہ وصول کرنا

1989 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَّاسٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي

1989 - امرجہ ابن ماجہ (۷۲۹/۲): کتاب التجارات: باب: اجر الراقی: حدیث (۲۱۵۶) و احمد (۱۰/۲) و عبد بن حمید (۲۷۶) حدیث (۸۶۶) - من طریق جعفر بن ایاس عن ابی نضرۃ، فذکرہ۔

سَعِيْدُ الْخَدْرِيِّ قَالَ

متن حدیث: بَعَثْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ فَسَأَلْنَاهُمْ الْقِرَى فَلَمْ يَقْرُوا نَا
فَلِدَغَ سَيِّدُهُمْ فَاتَوْنَا فَقَالُوا هَلْ فِيكُمْ مَنْ يَرْقِي مِنَ الْعُقْرَبِ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا وَلَكِنْ لَا اَرْقِيهِ حَتَّى تُعْطُوْنَا غَنَمًا قَالَ
فَاَنَا اُعْطِيْكُمْ ثَلَاثِيْنَ شَاةً فَقَبَلْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَأَ وَقَبَضْنَا الْغَنَمَ قَالَ فَعَرَضَ فِيْ اَنْفُسِنَا
مِنْهَا شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا تَعْجَلُوْا حَتَّى تَاْتُوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَيْهِ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ قَالَ وَمَا عَلِمْتَ اَنَّهَا رُقِيَةٌ اُقْبِضُوا الْغَنَمَ وَاضْرِبُوْا اِلَى مَعَكُمْ

بِسْمِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْدَرِيُّ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطْعَةَ

مذاهب فقہاء: وَرَخَّصَ الشَّافِعِيُّ لِلْمُعَلِّمِ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ أَجْرًا وَيَرَى لَهُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَى
ذَلِكَ وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَجَعَفَرُ بْنُ إِيَّاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةٍ وَهُوَ أَبُو بَشِيرٍ وَرَوَى شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ
وغير واحد عن أبي المتوكل عن أبي سعيد هذا الحديث

﴿﴾ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا ہم نے ایک قوم کے ہاں پڑاؤ
کیا ہم نے ان سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی۔ ان کے سردار کو بچھونے ڈنک مار دیا وہ لوگ
ہمارے پاس آئے اور دریافت کیا: تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو بچھو کے کانٹے کا دم کرتا ہو میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں ہوں
لیکن میں اسے دم نہیں کروں گا جب تک تم ہمیں بکریاں نہیں دو گے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو تیس بکریاں دیں گے ہم نے انہیں
قبول کر لیا میں نے سات مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا ہم نے وہ بکریاں لیں پھر ہمیں اس بارے میں کچھ الجھن
محسوس ہوئی تو ہم نے کہا تم لوگ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرو جب تک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ جاؤ۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے میں نے اپنے طرز عمل کا تذکرہ
کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ دم ہے؟ تم لوگ بکریوں کو اپنے قبضے میں لے لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ
رکھو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ابونضرہ نامی راوی کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم دینے والے شخص کو اس بات کی اجازت دی ہے: وہ قرآن کی تعلیم دینے کا معاوضہ وصول کر سکتا ہے
اور اسے یہ حق حاصل ہے: وہ اس کے لیے شرط طے کر لے انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

شعبہ ابو عوانہ اور دیگر راویوں نے اسے ابو متوکل کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

1990 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

متن حدیث: اَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِحَيٍّ مِّنَ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُؤْهُمْ وَلَمْ يُضَيِّفُوهُمْ فَأَشْتَكَى سَيِّدُهُمْ فَاتَوْنَا فَقَالُوا هَلْ عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ قُلْنَا نَعَمْ وَلَكِنْ لَمْ تَقْرُؤْنَا وَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَلَا نَفْعُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعَلًا فَجَعَلُوا عَلَيَّ ذَلِكَ قَطِيعًا مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنَّا يَقْرَأُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَلَمَّا آتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقِيَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ نَهْيًا مِنْهُ وَقَالَ كُلُوا وَاضْرِبُوا إِلَيَّ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَّاسٍ اسنادًا دیگر: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٌ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

توضیح راوی: وَجَعْفَرُ بْنُ إِيَّاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ عربوں کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے ان لوگوں نے ان حضرات کی مہمان نوازی نہیں کی پھر ان کا سردار بیمار ہو گیا تو وہ لوگ ہمارے پاس آئے اور دریافت کیا: تمہارے پاس کوئی دوا ہے ہم نے جواب دیا: جی ہاں۔ لیکن تم لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی تو ہم اس وقت تک ایسا نہیں کریں گے جب تک تم ہمیں معاوضہ نہیں دو گے تو ان لوگوں نے انہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دینے کا وعدہ کیا تو ہم میں سے ایک شخص سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کرنے لگا تو وہ ٹھیک ہو گیا جب ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ دم کرنے کا طریقہ ہے۔ ”اس روایت میں آپ کے منع کرنے کا ذکر نہیں ہے“ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے کھا لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

یہ روایت اعمش کی جعفر بن ایاس سے نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

کئی راویوں نے اسے ابو بشر، جعفر بن ابو وحشیہ کے حوالے سے ابو متوکل کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جعفر بن ایاس نامی راوی ہی جعفر بن ابی وحشیہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقِيِّ وَالْأَدْوِيَةِ

باب 20: دم کرنا اور دوا دینا

1991 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي خُزَّامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

1990- اضرجه البخاری (۲۰۸/۱۰): کتاب الطب: باب: الرقی بفتح الکتاب: حدیث (۵۷۳۶) (۱۰/۱۲۰): کتاب الطب: باب: النفث فی الرقیة: حدیث (۵۷۴۹) و مسلم (۷/۴۴۳، ۴۴۴ - نووی): کتاب السلام: باب: جواز اخذ الاجرة علی الرقیة بالقرآن والاذکار: حدیث (۲۲۰۱/۶۵) و ابوداؤد (۲۸۶/۲): کتاب البیوع: باب: فی کسب الاطباء: حدیث (۳۴۱۸) (۲/۴۰۶): کتاب الطب: باب: کیف الرقی: حدیث (۲۹۰۰) و ابن ماجه (۷۲۹/۲): کتاب التجارات: باب: اجر الرافی: حدیث (۲۱۵۶) و احمد (۳/۴۴۲)۔
1991- اضرجه ابن ماجه (۱۱۳۷/۲): کتاب الطب: باب: ما انزل الله داء الا انزل له شفاء: حدیث (۳۴۳۷) و احمد (۳/۴۲۷): من طریق خزيمة عن ابيه فذكره۔

متن حدیث: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رُقِيَ نَسْتَرُ قِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرَّوَاتَيْنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَقَدْ رَوَى غَيْرُ ابْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي خِزَامَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ

◀◀ ابو خزامہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا دم کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے ہم دم کریں یا دوا استعمال کریں یا پرہیز کریں کیا یہ تقدیر کے لکھے کو ٹال سکتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ تقدیر میں شامل ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہیں۔

◀◀ ابن ابی خزامہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کرتے ہیں۔
ابن عیینہ کے حوالے سے یہ دونوں روایات نقل کی گئی ہیں۔ بعض راویوں نے اسے ابن ابی خزامہ کے حوالے سے ان کے والد سے روایت کیا ہے جبکہ ابن عیینہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے زہری کے حوالے سے ابو خزامہ کے والد سے ان کے والد سے اور یہ زیادہ مستند ہے۔

ابو خزامہ کے حوالے سے اس کے علاوہ اور کوئی منقول حدیث ہمارے علم میں نہیں ہے۔

شرح

تعویذ کا معاوضہ وصول کرنا

جس طرح جسمانی مرض کے علاج بالذواء کا معاوضہ وصول کرنا جائز ہے اسی طرح روحانی مرض کا علاج جھاڑ پھونک اور تعویذ کے ذریعے کیا جائے تو اس کا معاوضہ لینا بھی جائز ہے کیونکہ مرض کا علاج ہونے میں دونوں صورتیں یکساں ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر یا طبیب علاج کرنے کا معاوضہ وصول کرتا ہے تو اس کا یہ عمل قابل اعتراض نہیں ہے بالکل اسی طرح کوئی عامل جھاڑ پھونک یا تعویذ کے ذریعے علاج کر کے معاوضہ وصول کرتا ہے تو قابل اعتراض نہیں ہو سکتا لہذا ہر عامل پر طعن و تشنیع کرنا اور اسے مورد الزام ٹھہرانا جائز نہیں ہے۔ جس طرح ڈاکٹروں اور اطباء میں مستند و با اعتماد لوگ ہوتے ہیں اور غیر مستند و دھوکہ باز بھی بالکل اسی طرح عاملوں میں اچھے لوگ ہوتے ہیں اور قابل گرفت بھی۔ جس طرح کسی ڈاکٹر یا حکیم سے چند ایام تک علاج کرانے سے مرض میں افاقہ نہ ہونے کی صورت میں اسے چھوڑ کر دوسرے ڈاکٹر یا حکیم کی طرف رجوع کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح ایک عامل سے مرض میں افاقہ نہ ہونے پر دوسرے عامل کی طرف بھی رجوع کیا جاسکتا ہے۔

احادیث باب سے متعدد مسائل معلوم ہوئے جو درج ذیل ہیں:

- ☆ جہاد، تبلیغ اور حصول علم کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔
- ☆ دوران سفر کھانے پینے کی دقت پیش آئے تو صبر و برداشت سے کام لینا چاہیے۔
- ☆ روحانی مرض کا علاج جھاڑ پھونک سے کرنا جائز ہے اور یہ صحابہ کے معمولات کا حصہ تھا۔
- ☆ جھاڑ پھونک اور تعویذ کا معاوضہ وصول کرنا اور اسے اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے۔
- ☆ حلال و حرام کے حوالے سے مشکوک چیز سے اجتناب کرنا چاہیے۔
- ☆ کلام الہی مؤثر ہے اور اسے جھاڑ پھونک کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔
- ☆ سورہ فاتحہ ہر مرض کا علاج ہے اور جھاڑ پھونک کے لیے مؤثر ہے۔

فائدہ نافعہ: حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور متاخرین فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع و اتفاق ہے کہ اذان و امامت، تصنیف و خطابت، تعلیم قرآن اور تدریس علوم اسلامیہ میں اجارہ جائز ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کے ثبوت پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَمَاءِ وَالْعَجْوَةِ

باب 21: کھنسی اور عجمہ کھجور کا بیان

1992 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهَا شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ وَالْكَمَاءُ مِنَ الْمَنِّ وَمَا وَهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهُوَ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عجمہ جنت سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں زہر کے لیے شفا ہے اور کھنسی من (وسلوئی) کا ایک حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت سعید بن زید، حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

محمد بن عمرو سے منقول ہونے کے طور پر ہم اسے سعید بن عامر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

1993 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الطَّنَافِيسِيِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثِ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
کھنسی من (وسلوئی) کا حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

1994 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ

حَوْشِبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ نَاسًا مِنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا الْكُمَاةُ جُدْرِي الْأَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد نے عرض
کی: کھنسی زمین کی چپک ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھنسی من (وسلوئی) کا حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا
ہے جبکہ عجوہ جنت سے تعلق رکھتی ہے اور یہ زہر کے لیے شفا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

1995 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثْتُ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذْتُ ثَلَاثَةَ أَكْمُوٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَعَصْرْتُهُنَّ فَجَعَلْتُ مَائَهُنَّ فِي قَارُورَةٍ فَكَحَلْتُ بِهِ
جَارِيَةً لِي فَبَرَأَتْ

﴿﴾ قنادہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ حدیث سنائی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: تین انچ یا
سات کھنسیاں لے کر میں نے انہیں نیچوڑا اور ان کا پانی ایک شیشی میں رکھ لیا پھر میں نے اسے ایک لڑکی کی آنکھوں میں سرے کے
طور پر لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔

1996 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثْتُ

آثَارِ صِحَابِهِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ الشُّونِيزُ دَوَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ قَتَادَةُ يَأْخُذُ كُلَّ يَوْمٍ إِحْدَى
وَعِشْرِينَ حَبَّةً فَيَجْعَلُهُنَّ فِي خِرْقَةٍ فَلْيَنْقَعُهُ فَيَتَسَعَّطُ بِهِ كُلَّ يَوْمٍ فِي مَنْخَرِهِ الْأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْأَيْسَرِ قَطْرَةً

1993- اخرجه البخاری (۸/۱۶): کتاب التفسیر: باب: (و ظللنا علیکم النمام و انزلنا علیکم المن و السلوی) (البقرة: ۵۷) حدیث (۴۴۷۸) و طرفاء: (۵۷۰۸، ۴۶۳۹) و مسلم (۲/۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱): کتاب الاثریة: باب: فضل الکمأة و مداواة العین برها حدیث (۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۲۰۵۹/۱) و ابن ماجه (۲/۱۱۶۳): کتاب الطب: باب الکمأة و العجوة حدیث، (۳۴۵۴) من طریق عمرو بن مرثد مذکور۔
1994- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۶۳): کتاب الطب: باب: الکمأة و العجوة حدیث (۳۴۵۵) و احمد (۲/۳۰۱، ۳۰۵، ۳۵۲، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱) من طریق شهر بن حوشب عن ابی ہریرة مذکور۔

وَالثَّانِي فِي الْاَيْسَرِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْاَيْمَنِ قَطْرَةٌ وَالثَّلَاثُ فِي الْاَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْاَيْسَرِ قَطْرَةٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہی کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے۔

قنادہ بیان کرتے ہیں: وہ روزانہ کلونجی کے اکیس دانے لیتے تھے اور اسے ایک کپڑے میں رکھتے تھے اسے پانی میں تر کر لیتے تھے پھر ناک کے دائیں نتھنے میں دو قطرے بائیں میں ایک قطرہ دوسرے دن دائیں نتھنے میں ایک قطرہ بائیں میں دو قطرے اور تیسرے دن دائیں نتھنے میں دو قطرے اور بائیں نتھنے میں ایک قطرہ ڈالا کرتے تھے۔

شرح

کھمبھی اور عجوبہ کھجور کے فوائد

لفظ: الكمامة: سے مراد کھمبھی ہے یہ ایک سفید پودا ہے جو موسم گرما میں برسات کے دوران زمین سے پیدا ہوتا ہے یہ خوبصورت ہوتا ہے اس کو سبزی کے طور پر پکاتے ہیں یہ اگر سفید ہو تو آنکھوں کی تکلیف کے لیے مفید ہوتا۔ اسے سانپ کی چھتری بھی کہا جاتا ہے۔ العجوة: یہ ایک مشہور کھجور ہے اس کی گٹھلی موٹی ہوتی ہے اس کی تاثیر گرم ہوتی ہے اہل عرب مکھن کے ساتھ ملا کر اسے کھاتے ہیں غذائیت سے بھرپور ہوتی ہے۔ ہمارے دیار میں نایاب ہے اور حجاز مقدس میں دستیاب ہے لیکن گرانی ہے۔

احادیث باب میں تین اشیاء کے فوائد بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ عجوبہ کھجور: یہ جنتی پھل ہے۔ اس کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(الف) یہ نہایت نافع اور بابرکت پھل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص روزانہ نہار منہ اس کے سات دانے کھاتا ہے وہ زہر اور سحر (جادو) سے محفوظ رہتا ہے۔

(ب) حدیث باب: حقیقت پر محمول ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر بھیجا تو انہیں پھلوں کا توشہ عنایت فرمایا، انہیں ہر صنعت کا فن سکھایا، تمہارے یہ پھل جنت سے متعلق ہیں ان میں تبدیلی آچکی ہے اور جنت کے پھل اپنی حالت میں ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۹۷)

۲۔ کھمبھی من وسلوی سے ہے: حدیث نبوی کے اس فقرہ کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(الف) اگر یہ فقرہ بطور تمثیل بیان ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کھمبھی ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفت میں ہمیں میسر آئی ہے جس طرح بنی اسرائیل کو من وسلوی (جنتی کھانا) مفت میں عنایت کیا گیا تھا۔ (ب) اگر اس سے بیان واقعہ مراد ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بنی اسرائیل کو جو زمین میں آسمانی یا جنتی کھانے دیے جاتے تھے وہ ختم ہو گئے لیکن ان سے بطور علامت کھمبھی باقی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے تین یا پانچ یا سات کھمبھیاں حاصل کیں۔ ان کو چوڑا اور ان کا پانی ایک شیشی میں محفوظ کر لیا۔ ان کی کنیز تھی جو چندھیان تھی وہ پانی اس کی آنکھوں میں ڈالا تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔

۳۔ کلونجی کی افادیت: اس کی تفصیلی بحث گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ تاہم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس میں موت کے علاوہ ہر چیز کا علاج رکھا ہے۔ کلونجی دنیا کے ہر خطہ میں پائی جاتی ہے جو مختلف مقاصد کے لیے مختلف طریقوں سے استعمال کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرِ الْكَاهِنِ

باب 22: کاہن کا معاوضہ

1997 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي

مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کے معاوضے کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

کاہن کو اجرت دینے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ذاتی طور پر عالم الغیب نہیں ہے۔ تاہم اللہ کی عنایت سے انبیاء کرام علیہم السلام عالم الغیب ہیں جس کے ثبوت کے لیے کثیر آیات مبارکہ اور بہت سی احادیث مقدسہ موجود ہیں۔ کسی بھی مقصد کے لیے کاہن کے پاس جانا اس سے استفادہ کرنا اور اسے اجرت و معاوضہ فراہم کرنا گناہ ہے۔ حدیث باب میں اسے اجرت دینے سے منع کیا گیا ہے۔ ہر قسم کا معاوضہ دینا منع ہے خواہ مقرر کیا گیا ہو یا نہ اپنی مرضی سے کوئی پیش کرے یا اس کے مطالبہ سے۔ اس اجرت کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ کاہن و کہانت سے نفرت کریں اور اس کے مکروہ دھندے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔ کاہن کی کفریہ بات کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّعْلِيْقِ

باب 23: تعویذ لڑکانا مکروہ ہے

1997- اخرجہ مالک فی (الموطأ) (۲/ ۶۵۶): کتاب البیوع: باب: ما جاء فی ثمن الکلب: حدیث (۶۸) و البخاری (۴/ ۴۹۷): کتاب: البیوع: باب: ثمن الکلب: حدیث (۲۳۳۷) و اطرافہ: (۲۳۲۲، ۱۶۲۶، ۵۷۶۱، ۱۱۹۸/۲): کتاب المساقاة: باب: تحریم ثمن الکلب: حدیث (۱۵۶۷/۲۹) و النسائی (۷/ ۱۸۹): کتاب الصيد و الذبائح: باب: النہی عن ثمن الکلب: حدیث (۴۲۹۲) (۷/ ۲۰۹): کتاب البیوع: باب: بیع الکلب: حدیث (۴۶۶۶) و ابن ماجہ (۲/ ۷۳): کتاب التجارات: باب: النہی عن ثمن الکلب و مہر البغی: حدیث (۲۱۵۹) و احمد (۴/ ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰) و الحمیدی (۱/ ۲۱۴): حدیث (۴۵۰) و العارمی (۲/ ۲۵۵): کتاب البیوع: باب: النہی عن ثمن الکلب: من طرق ابو بکر بن عبد الرحمن بن العمارت بن قسائم: مذکورہ۔

1998 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدْوَيْهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

أَبِي لَيْلَى عَنْ عَيْسَى أَخِيهِ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَكِيمِ أَبِي مَعْبِدِ الْجُهَنِيِّ أَعُوذُهُ وَبِهِ حُمْرَةٌ فَقُلْنَا آلا تَعَلِّقُ شَيْئًا
قَالَ الْمَوْتُ أَقْرَبُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وَكَلَّ إِلَيْهِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَكِيمِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي
لَيْلَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَكِيمٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ:

كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي
لَيْلَى نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

محمد بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبد اللہ بن عکیم یعنی حضرت ابو معبد جہنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت
کرنے کے لیے حاضر ہوا ان کے جسم پر سرخی موجود تھی میں نے کہا آپ کوئی تعویذ کیوں نہیں ڈال لیتے۔ انہوں نے فرمایا: موت اس
سے زیادہ قریب ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی تعویذ لٹکائے گا اسے اس کے حوالے کر دیا جائیگا۔
حضرت عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے
ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (براہ راست) احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔ ویسے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ اقدس میں موجود تھے۔ یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خط بھیجا۔

محمد بن بشار نے اس روایت کو اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

کوڑی وغیرہ لٹکانے کی ممانعت

لفظ ”التعلیق“ کا معنی ہے: کسی چیز کا لٹکانا یا بندھنا۔ لوگ امراض کے علاج یا احتیاط کے طور پر مختلف اشیاء لٹکاتے ہیں۔
قرآن و حدیث پر مشتمل تیار کردہ تعویذ لٹکاتے ہیں۔ اعداد سے تیار کردہ تعویذ پہنتے ہیں، جھڑواتے ہیں، گنڈے ٹونے اور ٹونکے
کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں مختلف روایات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- ان الرقی والتماائم والتولة شرك (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۳۸۸۳) ”بیشک جھاڑ پھونک، گھونگھے اور تسخیر شوہر کا عمل شرک

۱۹۹۸- اخرجه اصيد (۴/۳۱۱) من طريق محمد بن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن اخيه عيسى، فنذكره-

”ہے۔“

زمانہ قدیم میں لوگ بطور علاج منٹروں سے جھاڑتے وقت شیاطین اور مورتیوں سے استمداد کرتے تھے۔ یہ ایک دریائی جانور کا خول ہے جو سینگ یا ہڈی کی شکل کا ہوتا ہے، تعویذ کے طور پر اسے استعمال کیا جاتا ہے، تاکہ نظر بد سے حفاظت رہے، عموماً بچوں کے گلے میں باندھا جاتا ہے۔ اب ہندو لوگ دیہات کے داخلی راستہ پر اور گھروں کے دروازوں پر درختوں کے پتے باندھتے ہیں، مرچوں کے کھیت میں سیاہ ہنڈیا لٹکاتے ہیں اور پیتے کے ساتھ سیاہ بال باندھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ آپ نے ایک دفعہ اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے میں ڈور ملاحظہ کیا اور دریافت کیا: یہ کیا چیز ہے؟ بیوی نے عرض کیا: یہ پڑھا ہوا ڈور ہے۔ آپ نے اس ڈورے کو کاٹ دیا۔ پھر فرمایا: تمہارا عبداللہ کے گھر سے تعلق ہے اور تم کو ایسی چیزوں کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ نے مذکورہ حدیث بیان کی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری آنکھ میں تکلیف تھی، میں فلاں یہودی سے جھڑوایا کرتی تھی اور جس وقت وہ جھاڑتا تو تکلیف دور ہو جاتی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھاڑنے کا فائدہ ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: وہ شیطانی حرکت تھی، شیطان اپنی انگلی چھوتاتا تھا اور جب یہودی جھاڑتا تھا تو شیطان باز آ جاتا تھا۔ (مشکوٰۃ الصالح، رقم الحدیث ۲۵۵۲)

۲- ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: لا رقیۃ الا من عین او حمة ”صرف نظر بد یا زہر کو جھڑوایا جاسکتا ہے۔“ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر منتر منع نہیں ہے اور جھاڑنے کے مرض کا جھڑوا کر علاج کرنا جائز ہے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک کینز تھی جسے جن کی نظر بد لگ جاتی تھی۔ آپ نے اسے جھڑوانے کا حکم دیا تھا۔

۳- حدیث باب کے راوی محمد بن ابی لیلیٰ ہیں۔ وہ اپنے بھائی عیسیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عکیم جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیمارداری کے لیے گئے۔ انہیں خسرہ کا مرض لاحق تھا۔ یہ ایک جسمانی بیماری ہے، جس کے سبب جسم سرخ ہو جاتا ہے اور شدید بخار کا تسلط ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر عیسیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطور مشورہ کہا: آپ کوئی چیز کیوں نہیں لٹکا لیتے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: الموت اقرب من ذلك ”اس لٹکانے سے مر جانا زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”من تعلق شیئا و کل الیہ“ جس شخص نے کوئی چیز لٹکائی، اسے اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔“ اس سے ثابت ہوا کہ صرف قرآن و حدیث سے تیار کردہ تعویذ استعمال کیا جاسکتا ہے اور دوسرے ممنوع ہیں۔

۴- ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: من تعلق تمیمة فلا تم اللہ له و من تعلق ودعة فلا ورع اللہ له (مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۵۲) جس شخص نے کوڑی لٹکائی اللہ تعالیٰ اسے اپنے مقصد میں کامیاب نہ کرے اور جس نے گھونگا باندھا اللہ تعالیٰ اسے راحت نہ دے۔“ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعویذ کے بغیر کوئی چیز بھی باندھنا منع ہے۔

بعض علماء قرآنی تعویذ سے بھی منع کرتے ہیں لیکن اس سے جھاڑ کو جائز مانتے ہیں۔ جمہور علماء قرآن و حدیث سے تیار کردہ تعویذات اور جھاڑ پھونک کو جائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے استدلال کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبه و عقابه و شر عبادہ و من همزات الشیاطین الخ (مشکوٰۃ الصالح رقم الحدیث ۲۲۷۷)

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَبْرِيدِ الْحُمَّى بِالْمَاءِ

باب 24: بخار کو پانی کے ذریعے ٹھنڈا کرنا

1999 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَّيَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ

رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْحُمَّى فَوْزٌ مِّنَ النَّارِ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَمْرَةَ الزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ وَأَبْنِ

عَبَّاسٍ

﴿﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بخار آگ کا جوش ہے اسے پانی کے ذریعے

ٹھنڈا کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

2000 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ

بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا وَكَلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بخار جہنم کی تپش کا حصہ ہے تم اسے پانی

کے ذریعے ٹھنڈا کرو۔

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کرتی ہیں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول روایت کے

بارے میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے ویسے یہ دونوں روایات مستند ہیں۔

2001 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي

1999- اخرجه البخاری (۶/۲۸۰): کتاب بدء الخلق: باب: صفة النار و انسا مخلوقة: حدیث (۲۳۶۲) و طرفه فی: (۵۷۳۶) و مسلم (۱۷۳۲/۴): کتاب السلام: باب: لكل داء دواء و استجاب التداوی: حدیث (۸۲/۸۴) و ابن ماجه (۲/۱۱۵۰): کتاب الطب: باب:

الحمى فی فیح جهنم فابر دوها باناء: حدیث (۲۴۷۳) و احمد (۳/۴۶۳) و (۴/۱۶۱) و الدرمامی (۲/۳۱۶): کتاب الرقائی: باب: الحمی من فیح جهنم و عبد بن حمید (۱۵۸) حدیث (۴۲۴) من طریق عبایة بن رفاعة بن رافع بن خدیج عن ابیه عن جدہ: فذکرہ-

2000- اخرجه البخاری (۶/۲۸۰): کتاب بدء الخلق: باب: صفة النار و انسا مخلوقة: حدیث (۲۳۶۲) و طرفه فی: (۵۷۳۵) و مسلم (۱۷۳۲/۴): کتاب السلام: باب: لكل داء دواء و استجاب التداوی: حدیث (۸۱/۲۳۱۰) و ابن ماجه (۲/۱۱۴۹): کتاب الطب: باب: الحمی من فیح جهنم

فابر دوها بالماء: حدیث (۲۴۷۱) و احمد (۶/۹۰۵) و عبد بن حمید (۴۲۴) حدیث (۱۶۹۸) من طریق هشام بن عروة عن ابیه: فذکرہ-

حَبِيبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمَى وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَقُولَ بِسْمِ
 اللَّهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ
 حَلْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي
 حَبِيبَةَ

توضیح راوی: و ابراہیم یضعف فی الحدیث

اختلاف روایت: ویروی عرق نعار

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو بخار اور دردوں کے بارے میں یہ دعائیں بتائی تھی کہ وہ یہ پڑھیں۔

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جو سب سے بڑا ہے میں عظیم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، ہر پھڑکنے والی رگ اور جہنم کی پیش کے شر سے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف ابراہیم بن اسماعیل کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں جبکہ ابراہیم کو حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔
 ایک روایت کے الفاظ میں لفظ ”عرق نعار“ یعنی ”آواز کرنے والی رگ ہے۔“

شرح

بخار کا پانی اور دعا سے علاج

بخار آگ یا جہنم کی گرمی کا نتیجہ ہوتا ہے، کیونکہ جہنم ایک سال میں دو سانس لیتا ہے:

(۱) گرم سانس

(۲) سرد سانس، گرم سانس لینے سے موسم گرما آجاتا ہے اور سرد سانس لینے سے موسم سرما کا آغاز ہو جاتا ہے۔ بخار کا علاج دو

طریقوں سے کیا جاسکتا ہے:

(۱) پانی سے علاج: بخار سے نجات یا علاج کے لیے کئی طریقوں سے پانی استعمال کیا جاتا ہے:

(الف) ٹھنڈے پانی میں غسل کیا جائے

(ب) ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر سر ماتھے اور پاؤں پر رکھا جائے۔

(ج) سر اور پاؤں پر حسب برداشت وقفہ وقفہ سے برف رکھی جائے۔

(د) بار بار ٹھنڈے پانی سے وضو کیا جائے یا اعضاء وضو دھوئے جائیں۔

2001-اضرحہ ابن ماجہ (۱۱۶۵/۲): کتاب الطب: باب: ما یورثہ من الحمی: حدیث (۲۵۲۶) واہمد (۱/۲۰۰) وعبد بن حمید (۲۰۴): حدیث (۵۹۴) من طریق ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبة اللہ سلمی عن داؤد بن حصین عن عکرمۃ فذکرہ۔

سوال: کیا پانی سے بخار کا علاج ہر بخار کا ہے یا خاص کا ہے؟

جواب: اس بارے میں محدثین کے دو قول ہیں:

(۱) پانی سے علاج ہر بخار کا ہے کیونکہ احادیث باب میں تعمیم ہے جو ہر بخار کو شامل ہے۔

(۲) خاص بخار کا علاج ہے جو گرم خشک علاقہ میں کوئی شخص اس سے متاثر ہو جائے۔ احادیث باب میں خواہ عمومی حکم بیان کیا گیا ہے لیکن ان سے خاص بخار مراد ہی۔

۲- دعا سے علاج: پانی کی طرح دعا سے بھی بخار کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا سکھایا کرتے تھے:

”بِسْمِ اللَّهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ“۔ اللہ بزرگ و برتر کے نام سے شروع کرتا ہوں میں اللہ بزرگ ترکی پناہ مانگتا ہوں ہر حرکت کرنے والی رگ کی برائی سے اور آگ کی شدید گرمی کی برائی سے۔“

فائدہ نافعہ: بخار زدہ شخص خود بھی سات بار دعا کر کے اپنے آپ پر دم کر سکتا ہے اور دوسرے سے بھی کروا سکتا ہے۔ وقفہ وقفہ سے یہ دعا پڑھ کر دم کرے یا دوسرے سے دم کراتا رہے۔ انشاء اللہ بخار سے شفاء حاصل ہو جائے گی۔

نوٹ: بخار سے علاج کے یہ نبوی دوائے ہیں۔ حسن اعتقاد سے ان دونوں یا ایک کو اپنانے سے کامیابی حاصل ہوگی۔ تاہم ضرورت محسوس ہو تو ڈاکٹر یا حکیم سے بھی رجوع کیا جاسکتا ہے کیونکہ دوائی سے علاج کرانا بھی مسنون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيَلَةِ

باب 25: (بچے کو) دودھ پلانے والی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا

2002 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ ابْنَةِ وَهْبٍ وَهِيَ جُدَامَةٌ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: أَرَدْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيَالِ فَإِذَا فَارِسُ وَالرُّومُ يَقْعَلُونَ وَلَا يَقْتُلُونَ أَوْلَادَهُمْ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

مذہب فقہاء: قَالَ مَالِكٌ وَالْغِيَالُ أَنْ يَطَّأَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرَضِعُ

◀▶▶ جدامہ بنت وہب بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ

2002- اخرجہ مالک فی (الموطأ) (۲/ ۶۰۷، ۶۰۸): کتاب الرضاع: باب: جامع ما جاء فی الرضاعة: حدیث (۱۶) و مسلم (۲/ ۶۶، ۶۷):

کتاب النکاح: باب: جواز الفیلة وھی وطاء المرضع و کراهة العزل: حدیث (۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳) و ابوداؤد (۲/ ۴۰۲): کتاب الطب: باب:

فی الفیل: حدیث (۲۸۸۲) و النسائی (۶/ ۱۰۷): کتاب النکاح: باب: الفیلة: حدیث (۲۳۲۶) و ابن ماجه (۱/ ۶۴۸): کتاب النکاح: الفیل: حدیث

(۲۰۱) و احمد (۶/ ۴۳۴، ۴۳۶) و الدارمی (۲/ ۱۶۶، ۱۶۷): کتاب النکاح: باب: فی الفیلة- من طریق محمد بن عبد الرحمن بن نوفل الهمدانی

ابی الاسود عن عروة عن عائشة ام المومنین فذكرته-

کیا کہ میں لوگوں کو عورت کے بچے کو دودھ پلانے کے دوران اس کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کر دوں لیکن ایرانی اور رومی ایسا کرتے ہیں اور اس سے ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اس لیے میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابو اسود کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے سیدہ جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرتے ہیں: غیال کا مطلب یہ ہے: جب عورت دودھ پلا رہی ہو تو مرد اس کے ساتھ صحبت کرے۔

2003 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جَدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهِيَ عَنِ الْغِيَلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذَلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ قَالَ مَالِكٌ وَالْغِيَلَةُ أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تَرْضِعُ قَالَ عَيْسَى بْنُ أَحْمَدَ وَحَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ عَيْسَى حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

◄◄ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ بچے کو دودھ پلانے کے دوران عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کروں پھر مجھے پتا چلا کہ ایرانی اور رومی ایسا کرتے ہیں اس سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: غیلہ کا مطلب یہ ہے مرد عورت کے ساتھ اس وقت صحبت کرے جب وہ دودھ پلا رہی ہو۔ عیسیٰ بن احمد بیان کرتے ہیں: اسحق بن عیسیٰ نے اس روایت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابو اسود کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

شرح

غیلہ کی تعریف اور اس کا شرعی حکم

بچہ کے زمانہ شیر خوارگی میں شوہر کا اپنی بیوی سے جماع کرنا یا حالت حمل میں بیوی سے جماع کرنا غیلہ کہلاتا ہے۔ یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ غیلہ نہیں کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ عمل بچے کے لیے نقصان دہ ہے لیکن اسلام نے غیلہ کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ اس سے بچہ کے نقصان کا امکان نہیں ہے۔

سوال: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم خاموشی سے اپنی

اولاد کو ہلاک نہ کرو زمانہ رضاعت میں بیوی سے جماع کرنا شاہ سوار کو پاتا ہے۔ پس اسے گھوڑے سے بچھاڑ دیتا ہے یعنی بچہ کے زمانہ شیر خوارگی میں شوہر اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس سے بچہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ ضرر مخفی رہتا ہے بچہ جب جوان ہو کر شہسوار بنتا ہے تو یہ اچانک گھوڑے سے گر جاتا ہے۔ یہ غیلہ یعنی بچہ کے زمانہ شیر خوارگی میں شوہر کا بیوی سے جماع کا نتیجہ ہے لہذا غیلہ سے احتراز کیا جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۳۱۹۶) اس روایت سے غیلہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اس کے برعکس احادیث باب میں اس کے جواز کی صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کرنے کا قصد کیا پھر ملاحظہ فرمایا کہ اہل فارس اور اہل روم غیلہ کرتے ہیں اور اس عمل سے بچے کا نقصان بھی نہیں ہوتا تو آپ نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلی روایت یعنی غیلہ سے ممانعت والی منسوخ ہے اور دوسری (جواز غیلہ والی روایت) ناسخ ہے لہذا دونوں روایات میں تعارض نہ رہا۔

فائدہ نافع: حمل کے ابتدائی زمانہ میں عورت کا دودھ درست ہوتا ہے لیکن چند مہینوں بعد دودھ پیلی رنگت اختیار کر لیتا ہے جو بچہ کی صحت کے لیے مفید نہیں ہوتا لہذا دودھ کے رنگ میں تبدیلی آتے ہی بچے کو دودھ پلانا چھڑا دینا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ

باب 26: نمونیہ کا علاج

2004 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْعَثُ الزَّيْتِ وَالْوَرَسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

قَالَ قَتَادَةُ يَلْدُهُ وَيَلْدُهُ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي يَشْتَكِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توثیح راوی: وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ اسْمُهُ مَيْمُونٌ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ

﴿﴾ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے زیتون اور ورس کو نمونیہ کا علاج قرار دیا ہے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: یہ بیمار کے منہ میں دوا کے طور پر ڈالا جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اور اس طرف سے ڈالا جائے گا جس طرف شکایت ہے۔

ابو عبد اللہ الدنای راوی کا نام مایمون ہے یہ بصری شیخ ہیں۔

2005 سند حدیث: حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُدْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي رَزِينٍ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ حَدَّثَنَا مَيْمُونٌ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ

2004-أخرجه ابن ماجه (۲/۱۱۴۸): کتاب الطب: باب: دواء ذات الجنب: حدیث (۲۶۶۷) و احمد (۴/۳۶۹، ۲۷۲) من طریق مایمون ابی عبد اللہ، فنکرہ۔

متن حدیث: اَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَدَاوَى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ

وَالزَّيْتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَيْمُونٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ وَقَدْ رَوَى عَنْ مَيْمُونٍ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثُ
قول امام ترمذی: وَذَاتُ الْجَنْبِ يَعْنِي السِّلَّ

﴿﴾ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم نمونیہ کے مریض کو قسط بحری یا زیتون دوا کے طور پر دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

ہم اسے صرف میمون کی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت سے جانتے ہیں۔

میمون کے حوالے سے اس روایت کو کوئی اہل علم نے نقل کیا ہے۔

ذات الجنب سہل کی بیماری کو کہتے ہیں۔

2006 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ

عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ السَّلْمِيِّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ
متن حدیث: أَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَانَ يُهْلِكُنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ مِنْ شَرِّ مَا آجِدُ قَالَ فَفَعَلْتُ
فَاذْهَبَ اللَّهُ مَا كَانَ بِي فَلَمْ أَزَلْ أَمُرُّ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے مجھے اتنی تکلیف تھی جو

مجھے ہلاک کر دے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ سات مرتبہ (اپنی تکلیف والی جگہ پر پھیرو) اور یہ پڑھو ”میں اللہ تعالیٰ کی عزت و قدرت اور اس کے غلبہ کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں“۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری اس تکلیف کو ختم کر دیا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر والوں اور

دوسرے لوگوں کو اسی کی ہدایت کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2006- اخرجہ مالک فی (الموطأ) (۹۴۲/۲): کتاب العین: باب: التموز والرقبة فی المرض: حدیث (۹) و ابو داؤد (۴/۶۰۴): کتاب الطب:

باب: کیف الرقی: حدیث (۲۸۹۱) و ابن ماجہ (۲/۱۱۶۲-۱۱۶۴): کتاب الطب: باب: ما عوز به النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (۲۵۲۲)

واحد (۲۷/۴) و عبد بن حمید (۱۴۸) حدیث (۲۸۲) من طریق نافع بن جبیر: فذکرہ۔

شرح

نمونیا کے علاج کا طریقہ

ذات الجنب کا معنی ہے: نمونیا۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے اس کے سبب پھیپھڑے کی جھلی میں ورم آجاتا ہے۔ جھلی اور پھیپھڑوں کے درمیان پانی رسنا شروع ہو جاتا ہے۔ (اسے ٹی بی بھی کہتے ہیں) اس مرض کے سبب اعضاء انسانی میں شدید درد ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بخار شروع ہو جاتا ہے۔

احادیث باب میں نمونیا (مرض) کا علاج تین طریقوں سے تجویز کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- زیتوں اور ورس سے علاج: زیتون مشہور درخت کا تیل ہے جو دنیا کے ہر خطہ میں دستیاب ہے۔ ورس: یہ ایک پودا ہے جو رنگائی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں پایا جاتا ہے خضاب لگاتے وقت اسے مہندی میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے پتوں کو پیس کر زیتون میں ملایا جاتا ہے۔ پھر اس سے ”نمونیا“ کا علاج کیا جاتا ہے۔ بطور علاج اس کے استعمال کے دو طریقے ہیں:

(۱) اس دوائی کو منہ میں اسی جانب سے ڈالا جاتا ہے جس طرف تکلیف ہو۔

(۲) جسم کے درد والے حصہ پر اس دوائی سے لیپ کیا جائے۔

۲- قسط بحری اور زیتون سے علاج: قسط بحری: یہ ایک پودے کی جڑ ہے اس کی تین اقسام ہو سکتی ہیں:

(۱) شیریں: یہ سفید زردی مائل ہوتی ہے جو خوشبودار اور وزن میں ہلکی پھلکی ہوتی ہے۔ اس کو قسط بحری اور قسط عربی بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) تلخ: باہر کی جانب سے اس کا رنگ سیاہی مائل اور اندر سے زردی مائل ہوتا ہے۔ یہ وزن میں ہلکی اور حجم میں موٹی ہوتی ہے۔ اس کو قسط ہندی کہا جاتا ہے۔

(۳) سرخی مائل: یہ خوشبودار ہوتی ہے وزن میں ثقیل مگر کڑوی نہیں ہوتی۔ زہریلی ہونے کے سبب استعمال میں نہیں لائی جاتی۔

قسط بحری کو پیس کر سفوف بنایا جائے اور اسے زیتون کے تیل میں ملایا جائے۔ یہ دوائی نمونیا کے لیے اکسیر ہے۔ اس کے استعمال کے بھی دو طریقے ہیں:

(۱) مریض کو کھلائی جائے

(۲) جسم کے تکلیف والے حصہ پر لیپ کیا جائے۔

۳- دعا سے علاج: تیسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جسم کے درد والی جگہ پر دایاں ہاتھ سات بار پھیر کر بایں الفاظ دعا کرنے کی تعلیم دی: ”أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ مِنْ شَرِّ مَا آجِدُ“۔ میں اللہ تعالیٰ کی عزت و قدرت اور بادشاہی سے پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کی برائی سے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّنَا

باب 27: سَنَا (مکی) کا بیان

2007 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي

عُبَيْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهَا بِمَ تَسْتَمِشِينَ قَالَتْ بِالشَّبْرَمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ قَالَتْ

ثُمَّ اسْتَمَشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيهِ شِفَاءٌ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ يَعْنِي دَوَاءَ الْمَشِيِّ

﴿﴾ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: تم کس چیز کو مسہل کے طور

پر استعمال کرتی ہو۔ تو انہوں نے عرض کی: شبرم کو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو بہت گرم اور سخت ہوتا ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا

بیان کرتی ہیں: پھر میں نے سنا مکی کو اس کے لیے استعمال کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی چیز میں موت سے شفا ہوتی تو

اس میں ہوتی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ دوا ہے جو اسہال کے لیے استعمال کی جاتی ہے (یعنی سنا مکی)۔)

شرح

سنا مکی کی اہمیت

سنا: یہ ایک جنگلی پودا ہے جو دو بالشت بلند ہوتا ہے اس کے پتے مہندی جیسے ہوتے ہیں۔ اس کا پھول گول ہوتا ہے، یہ سہل (دست آور) ہوتا ہے۔ اس کے پتے بطور دوائی استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی تاثیر گرم خشک ہوتی ہے، یہ پودا مکہ معظمہ کے قرب و جوار میں پایا جاتا ہے، جس وجہ سے اسے ”سنا مکی“ کہا جاتا ہے۔

”سنا مکی“ کی اہمیت و افادیت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر موت کا علاج کسی چیز میں ہوتا، وہ سنا میں ہوتا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ”سنا مکی“ وہ بابرکت و مقدس پودا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے موت کے علاوہ ہر چیز کا علاج رکھا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ڈاکٹروں اور حکیموں کا کسی مریض کو لا علاج قرار دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہر مرض کا علاج بھی پیدا کیا گیا ہے۔ تاہم انہیں اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے یوں کہنا چاہیے کہ اس مرض کی تشخیص اور علاج سے ہم قاصر ہیں۔

فائدہ نافعہ: شبرم چنے کے برابر دانہ ہے۔ اس کا پانی بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی تاثیر گرم ہے، اس کی جڑ اور دانہ بھی مسہل (دست آور) ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی چیز مسہل نہیں ہو سکتی۔ طبی قانون کے مطابق مہینہ میں ایک بار مسہل لینا چاہیے۔ معدہ خالی کر کے امراض سے نجات حاصل کرنا چاہیے لیکن لوگ بے احتیاطی سے کھانا زیادہ کھاتے ہیں، معدہ خالی نہیں کرتے

امراض خریدتے ہیں اور ڈاکٹروں کی جیب بھی نذرانوں سے بھرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّدَاوِي بِالْعَسَلِ

باب 28: شہد کو دوا کے طور پر استعمال کرنا

2008 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي

الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

متن حدیث: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَحِيَّ اسْتَطَلَقَ بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتَطَلَقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتَطَلَقًا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَحِيكَ اسْقِدْ عَسَلًا فَسَقَاهُ عَسَلًا فَبَرَأَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے بھائی کو پچیش لگے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے شہد پلاؤ۔ اس نے اسے پلایا پھر آیا اور عرض کی: میں نے اسے شہد پلایا ہے، لیکن اس سے پچیش زیادہ ہو گئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے شہد پلاؤ۔ راوی بیان کرتے ہیں اس نے پھر شہد پلایا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں نے شہد پلایا ہے لیکن اس کے نتیجے میں پچیش زیادہ ہو گئے ہیں راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: اس شخص نے اسے پھر شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

شہد سے پچیش کا علاج

شہد کی اہمیت و افادیت سے کون ناواقف ہے؟ اسے عربی میں عسل اور فارسی میں انگبیس کہا جاتا ہے۔ مخصوص کھیاں مختلف پھولوں اور پھلوں کا رس جس کو اپنے چھتے میں بیٹھ کر موادا گلتی ہیں جنہیں شہد کہا جاتا ہے، یہ شکر کی طرح شیریں ہوتا ہے اس کی تاثیر گرم خشک ہے۔ جسم میں طاقت پیدا کرتا ہے، جسم کے ورم تحلیل کرتا ہے، دافع قبض و معاون ہضم ہے، مختلف امراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ آنکھوں کی روشنی تیز کرتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کی افادیت بایں الفاظ بیان کی: فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ (القرآن) شہد میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔“

2008- اضرحة البضاری (۱۷۸/۲): کتاب الطب: باب: دواء البطون، حدیث (۵۷۱۶) و مسلم (۱۷۳۶/۴): کتاب السلام: باب: التداوی بسقی العسل، حدیث (۲۲۱۷/۹۱) و احمد (۹۲۱۹/۳) و عبد بن حمید (۲۹۲) حدیث (۹۲۸) من طریق قنادة عن ابی المتوکل الناجی، مذکور۔

حدیث باب سے بھی شہد سے علاج کی افادیت واضح ہوتی ہے۔ پچیس والے شخص کے علاج کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد تجویز کیا، اس کا کورس بھی بتایا اور اس پر عمل بھی کرایا جس کے نتیجے میں مریض کو شفاء حاصل ہوگئی۔

2009 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ

سَمِعْتُ الْمِنْهَالَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَعُودُ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا عُوْفِيَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو مسلمان کسی ایسے بیمار کی عیادت کرے جس کا
آخری وقت ابھی نہ آیا ہو اور وہ سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے:
”میں عظیم اللہ تعالیٰ جو عظیم عرش کا پروردگار ہے سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفاء عطا کر دے۔“
تو اس شخص کو شفاء نصیب ہو جائے گی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف منہال بن عمرو کی نقل کردہ روایت کے طور پر
جانتے ہیں۔

شرح

دعا سے مرض کا علاج

حدیث باب میں دعا سے مرض کا علاج کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی بھی مرض میں مبتلا ہو اور عیادت
کرنے والا اس کے لیے سات بار بایں الفاظ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے شفاء عطا کرتا ہے:
اَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ أَنْ يَشْفِيكَ فِي عَظِيمِ الْعَرْشِ كَمَا لَمْ يَكُنْ مِنْ دَعَا كَرْتَا هُوں کہ وہ تجھے شفاء عطا کرے۔“
یہ دعا سات بار پڑھے اور ہر بار مریض پر دم کرے جو نبی سات کی تعداد مکمل ہوگی مریض کو شفاء حاصل ہو جائے گی۔ جس سے معلوم
ہوا کہ جو دعا خلوص نیت اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کی جائے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ دعا
کسی خاص مرض کی نہیں ہے بلکہ ہر مرض کی ہے کیونکہ حدیث میں تعمیم ہے۔

2010 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ الرَّبَاطِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَرْزُوقُ أَبُو عَبْدِ

اللَّهِ الشَّامِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الشَّامِ أَخْبَرَنَا ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ الْحُمَّى فَإِنَّ الْحُمَّى قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيُطْفِئْهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ فَلْيَسْتَنْقِعْ نَهْرًا
جَارِيًا لِيَسْتَقْبَلَ جَرِيئَتَهُ فَيَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوكَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ

2009- اخرجہ ابو داؤد (۲/ ۲۰۴): کتاب الجنائز: باب: الدعاء للمريض عند العيادة: حدیث (۳۱۰۶) واحد (۱/ ۲۳۹، ۲۴۲)۔ من طریق
شمعة، قال: حدثنا يزيد ابو خالد۔

2010- اخرجہ احمد (۵/ ۲۸۱) من طریق سعید رجل من اهل الشام فذكره۔

الشَّمْسِ فَلْيَغْتَمِسْ فِيهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي ثَلَاثٍ فَخَمْسٍ وَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي خَمْسٍ فَسَبْعٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرَأْ فِي سَبْعٍ فَتِسْعٍ فَإِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِإِذْنِ اللَّهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کو بخار ہو جائے تو بے شک بخار آگ کا ایک حصہ ہے تو وہ اسے پانی کے ذریعے بجھائے اور بہتی ہوئی نہر میں اتر کر جس طرف سے پانی آ رہا ہو اس طرف رخ کرے اور یہ پڑھے:

”اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اے اللہ! تو اپنے بندے کو شفاء عطا کر اور اپنے رسول ﷺ کی تصدیق کر دے۔“

وہ یہ عمل صبح کی نماز کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے کرے اور اس میں تین مرتبہ ڈبکی لگائے اور ایسا تین دن تک کرے۔ اگر تین دن میں ٹھیک نہیں ہوتا تو پانچ دن تک کرے اگر پانچ دن میں ٹھیک نہیں ہوتا تو سات دن کرے اور اگر سات دن میں ٹھیک نہیں ہوتا تو نو دن تک یہ عمل کرے۔ انشاء اللہ نو دن سے زیادہ کی نوبت نہیں آئے گی۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

بخار کا پانی اور دعا سے علاج

حدیث باب میں پانی اور دعا سے بخار کے علاج کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ جب کوئی شخص بخار میں مبتلا ہو وہ فجر کی نماز کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل تین دن سے لے کر نو دن تک نہر میں ہر روز تین بار غسل کرے اور بائیں الفاظ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ شفاء عطا کرے گا۔ ”بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقَ رَسُولِكَ“ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اے اللہ! تو اپنے بندے کو شفاء عطا کر اور تو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ کر دکھا۔“ اس روایت کے بخار میں بھی تعیم ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ طریقہ کار اور دعا ہر بخار کے لیے نافع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ التَّدَاوِيِّ بِالرَّمَادِ

باب 29: راکھ کو دوا کے طور پر استعمال کرنا

2011 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَنِلْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَأَنَا أَسْمَعُ بَأَيِّ شَيْءٍ دُوْرِي جَرَّحُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2011- أخرجه البخاری (۷/ ۴۲۰): کتاب السفاری: باب: ما أصاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الجراح یوم احد: حدیث (۴۰۷۵)
۹/ ۲۵۴-۲۵۵): کتاب النکاح: باب: تستحم المفیبة و تنشط الشحنة: حدیث (۵۲۴۸) و ابن ماجہ (۲/ ۱۱۴۷): کتاب الطب: باب: دواء الجراحة: حدیث (۲۴۶۴) و احمد (۵/ ۳۳۴-۳۳۵) و العیسی (۲/ ۴۱۵): حدیث (۹۲۹) و عبد بن حمید (۱۶۷): حدیث (۴۵۲) من طریق ابو حازم: فذکرہ۔

فَقَالَ مَا بَقِيَ أَحَدًا أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلَيَّ يَأْتِي بِالْمَاءِ فِي تَرْبِيسِهِ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْهُ الدَّمَ وَأُحْرِقَ لَهُ حَصِيرٌ
فَحَشَا بِهِ جُرْحَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ ابو حازم بیان کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا میں اس بات کو سن رہا تھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز زخم پر لگانے کے لیے دوا کے طور پر دی گئی تھی تو انہوں نے جواب دیا: اب کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا جو اس بات کو مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لے کر آئے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو دھویا تھا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چٹائی کو جلایا تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر لگا دیا گیا تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

راکھ سے خون بند کرنے کا علاج

اللہ تعالیٰ نے جو بھی مرض پیدا فرمایا اس کی دوا بھی پیدا فرمادی۔ حدیث باب میں راکھ سے علاج کرنے کی صراحت ہے۔ جس طرح زخم سے بہتا ہو خون روئی یا سوتی کپڑا زخم پر رکھنے سے بند ہو جاتا ہے اسی طرح کسی بھی چیز کی راکھ زخم پر رکھنے سے خون بند ہو جاتا ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کے مطابق غزوہ احد کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ٹوٹ کر پیشانی میں دھنس گیا اور خون جاری ہو گیا تھا ایک چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم میں لگائی گئی جس سے خون بند ہو گیا تھا۔ یہ بات مشاہدہ اور تجربہ میں آچکی ہے کہ بہتے ہوئے خون کے زخم میں راکھ بھرنے سے وہ فوراً بند ہو جاتا ہے۔

2012 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُؤَقَّرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَنَسِ

بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّمَا مَثَلُ الْمَرِيضِ إِذَا بَرَأَ وَصَحَّ كَالْبُرْدَةِ تَقَعُ مِنَ السَّمَاءِ فِي صَفَائِهَا وَلَوْنِهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیمار شخص جب تندرست اور ٹھیک ہو جائے تو صفائی اور رنگت کے حوالے سے وہ آسمان سے نازل ہونے والے اولوں کی طرح ہو جاتا ہے۔

2013 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدِ السَّكُونِيُّ عَنِ مُوسَى بْنِ

مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنِ أَبِيهِ عَنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفَسُوا لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ نَفْسَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

◀◀ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس

2013- اضرحة ابن ماجه (۲/۶۶۲): کتاب الجنائز: باب: ما جاء في عبادة المريض: حديث (۱۶۲۸) من طريق موسى بن محمد بن ابراهيم التميمي عن ابيه، فذكره-

کی درازی عمر کے لیے دعا کرو۔ یہ چیز تقدیر کو تو نہیں بدل سکتی لیکن اس سے بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

عیادت کے دوران مریض کی حوصلہ افزائی کرنا

دونوں روایات میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی مریض کی عیادت کی جائے تو اس موقع پر اس کی خوب حوصلہ افزائی کی جائے اسے زندگی کی امید دلائی جائے درازی عمر کے لیے دعا کی جائے اور جلدی صحت یاب ہونے کی خوشخبری سنائی جائے۔ اس طرح مریض خوش ہو جائے گا اور تیمارداری کرنے والے کے حق میں دعا کرے گا۔ اس اسلوب عیادت سے خواہ تقدیر تو نہیں ٹل سکتی لیکن مریض کی مایوسی ختم ہو جائے گی اور اس کے چہرے پر مسرت و راحت کے آثار نمایاں ہو جائیں گے۔ یہ انداز عیادت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند ہے۔

2014 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ

جَابِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنْ وَعَلِكَ كَانَ بِهِ فَقَالَ أَبْشِرْ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ هِيَ نَارِي أُسْلِطَهَا عَلَيَّ عَبْدِي الْمُدْنِبِ لِتَكُونَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری میں بتلا ایک شخص کی عیادت کی تو ارشاد فرمایا: تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: یہ میری آگ ہے جو میں اپنے گناہگار بندے پر مسلط کر دیتا ہوں تاکہ یہ جہنم سے (نجات کے لیے) اس کا کفارہ بن جائے۔

2015 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ

هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانُوا يَرْتَجُونَ الْحُمَّى لَيْلَةً كَفَّارَةً لِّمَا نَقَصَ مِنَ الذُّنُوبِ
حسن بصری فرماتے ہیں: پہلے لوگ (یعنی صحابہ کرام) ایک رات کے بخار کو کفارہ سمجھتے تھے کیونکہ اس کی وجہ سے گناہ کم ہو جاتے ہیں۔

شرح

بخار گناہوں کا کفارہ

جب بھی کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، حتیٰ کہ کانٹا لگنے سے بھی گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح مرض مریض کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ احادیث باب میں بتایا گیا ہے کہ بخار مریض کے گناہوں کا کفارہ ثابت ہوتا ہے۔ گویا صحت کی طرح مرض بھی اللہ تعالیٰ کا انعام اور نعمت ہے جو مغفرت سیئات کا باعث ہے۔ علاوہ ازیں مریض حالت مرض میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

2014- اضرجه ابن ماجه (۱۱۶۹/۲): کتاب الطب: باب: الحمى: حدیث (۳۴۷۰) واحد (۲/۴۴۰) من طریق اسماعیل بن عبید اللہ عن ابی صالح الانصاری فذكره۔

کتاب الفرائض عن رسول اللہ ﷺ

وراثت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل سے ربط

کتاب الطب کی تقدیم اور کتاب الفرائض کی تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ کتاب الطب میں امراض کے علاج کی بحث تھی۔ انسان شدت مرض کا شکار ہو کر مر جاتا ہے۔ مرنے کے فوراً بعد وراثت کے قوانین جاری ہوتے ہیں۔ اسی مناسبت سے کتاب الطب کے بعد کتاب الفرائض لائی گئی ہے۔

علم میراث کی تفصیلی بحث سے قبل چند امور کا جاننا از بس ضروری ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ علم الفرائض کی تعریف: علم فقہ اور علم ریاضی کے چند قوانین جاننے کا نام ہے جن کے سبب میت کا ترکہ وراثت کے درمیان تقسیم کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

۲۔ علم الفرائض کا موضوع: میت کا مال اور اس کے وراثت

۳۔ علم الفرائض کی غرض: میت کا ترکہ اس کے حقداروں تک پہنچا دینا

۴۔ ضرورت و اہمیت: (۱) علم میراث کے احکام شب معراج میں آسمانوں پر نازل کیے گئے۔ (۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف علم قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ

باب 1: آدمی جو مال چھوڑ کر جائے وہ وہ اس کے وارثوں کا ہوگا

2016 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَمَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا

أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ ضِيَاعًا فَالِيَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْوَلَ

مِنْ هَذَا وَآتَمَّ

قولِ امامِ ترمذی: مَعْنَى ضِيَاعًا ضَائِعًا لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ فَإِنَّا أَعْوَلُهُ وَأَنْفَقُ عَلَيْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی جو مال چھوڑ کر جائے وہ اس کے اہل خانہ کو ملے گا اور جو شخص کوئی چیز چھوڑ کر نہ جائے تو اس کے اہل خانہ کا خرچ میرے سپرد ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابو سلمہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور یہ اس سے زیادہ طویل اور مکمل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جو شخص ”ضیاع“ چھوڑ کر جائے اس سے مراد یہ ہے: جس شخص کے پاس کوئی مال نہ ہو تو یہ میرے سپرد ہوگا۔ یعنی میں اس کے بال بچوں کی پرورش کروں گا اور ان پر خرچ کروں گا۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت پر شفقت

شروع شروع میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز جنازہ پڑھانے کے لیے میت پیش کی جاتی تو آپ میت کے قرض اور اثاثوں کے بارے میں دریافت کرتے۔ اگر عرض کیا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے یا قرض کے برابر مال وراثت ہے یا قرض کی ادائیگی کسی نے اپنے ذمہ لے لی ہے تو آپ میت کی نماز جنازہ پڑھا دیتے۔ اگر عرض کیا جاتا کہ میت پر قرض ہے لیکن مال وراثت نہیں ہے یا اتنا مال نہیں ہے جس سے قرض ادا ہو سکتا ہو یا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری کوئی قبول نہ کرتا تو آپ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے بلکہ فرماتے: جاؤ تم خود اس پر نماز جنازہ پڑھ لو۔ تاہم فتح مکہ کے بعد جب بیت المال قائم ہو گیا اور مال غنیمت و مال فئی وغیرہ جمع ہونا شروع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل تبدیل ہو گیا تھا جس کی صراحت حدیث باب میں ہے وہ یہ کہ جب آپ کی خدمت میں میت پیش کی جاتی تو آپ اعلان فرمادیتے: اگر میت کی نادر اولاد ہے اس کی کفالت ہمارے ذمہ ہے یا قرض ہے اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔ تاہم اس کا مال وراثت یا کسی سے اس نے قرض لینا ہو وہ سب کچھ وراثت میت کے لیے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ

باب 2: علم وراثت کی تعلیم دینا

2017 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ

دَلْهَمٍ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَالْفَرَائِضَ وَعَلَّمُوا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى أَبُو أُسَامَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ بِهَذَا بِمَعْنَاهُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ قَدْ ضَعَفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَغَيْرُهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وراثت اور قرآن کا علم حاصل کرو لوگوں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

ابو اسامہ نے اس روایت کو عوف کے حوالے سے ایک شخص کے حوالے سے سلیمان بن جابر کے حوالے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

یہ روایت حسین بن حریش نے ابو اسامہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کی ہے۔

محمد بن قاسم اسدی کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

شرح

علم الفرائض کی اہمیت

لفظ: فرائض، فریضہ کی جمع ہے جو ”فرض“ سے ماخوذ ہے۔ اس لفظ کے چند معانی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر لازم کیا ہوا قانون و عمل

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے مقرر کردہ وہ حدود یعنی اوامر و نواہی جن کی پابندی لازم ہے۔

(۳) فریضہ فرض

(۴) مال وراثت

علم فرائض کی اہمیت و افادیت پر درج ذیل دلائل ہیں:

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِمُوا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ“ تم علم فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ میرا انتقال ہو جائے گا۔

(سنن دارمی رقم الحدیث ۲۸۸۴)

۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ فَإِنَّهَا مِنْ دِينِكُمْ (سنن دارمی رقم الحدیث

۲۸۹۰) تم علم فرائض سیکھو بیشک یہ تمہارے دین سے ہے۔“

۴- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِمُواهَا فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ (سنن ابن ماجہ ص ۱۹۵)

علم الفرائض کے ماخذ: علم الفرائض کے چار ماخذ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) اجتہاد صحابہ کرام

قرآن کے مقرر کردہ حصص: قرآن کریم میں چھ حصص مقرر کیے گئے ہیں:

(۱) نصف (۲) سدس (۳) ربع (۴) ثمن (۵) ثلث (۶) ثلثان

یہ حصص جن لوگوں کے لیے مقرر کیے گئے ہیں ان کی تعداد بارہ ہے جن میں سے چار مرد اور آٹھ خواتین ہیں۔ ان کی تفصیل

درج ذیل ہے:

چار مرد: (۱) باپ (۲) دادا (۳) ماں شریک بھائی (۴) شوہر

آٹھ خواتین: (۱) دادی (۲) ماں (۳) بیوی (۴) بیٹی (۵) پوتی (۶) حقیقی بہن (۷) باپ شریک بہن (۸) ماں شریک

بہن۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْبَنَاتِ

باب 3: بیٹیوں کی وراثت

2018 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي زَكَرِيَاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قُتِلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِي اللَّهُ فِي ذَلِكَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَمَّهُمَا فَقَالَ أَعْطِ ابْنَتِي سَعْدِ الثَّلَاثِينَ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثَّمْنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ

بْنِ عَقِيلٍ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شَرِيكُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اپنی دو

بیٹیوں کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں۔

ان کے والد آپ کے ہمراہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے، ہی ان دونوں بچیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے کوئی مال

نہیں چھوڑا تو ان دونوں کی شادی تو اسی وقت ہو سکتی ہے جب ان کے پاس مال موجود ہو، راوی بیان کرتے ہیں: اللہ نے ان کے

بارے میں یہ فیصلہ دیا اور وراثت سے متعلق آیت نازل ہوئی، تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے چچا کو بلوایا اور فرمایا: سعد کی دونوں

بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو باقی بچ جائے گا وہ تمہیں ملے گا۔

ابام ترندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2018- تفریبہ ابو داؤد (۱۳۵/۲): کتاب الفرائض: باب: ما جاء في ميراث الصلبي، حدیث (۲۸۹۱، ۲۸۹۲) و ابن ماجہ (۹۰۸/۲): کتاب

الفرائض: باب: فرائض الصلبي، حدیث (۲۷۳۰) و احمد (۲۵۲/۲) عن طريقه عبد الله بن محمد بن عقيل، فنذكره-

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن محمد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔
شریک نے بھی اس روایت کو عبداللہ بن محمد بن عقیل کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

وراثت میں بیٹیوں کا حصہ

میت کی اگر ایک بیٹی ہو تو اسے مال وراثت سے نصف حصہ ملے گا اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں انہیں دو تہائی حصہ ملے گا۔ اگر میت کے بیٹے بھی ہوں تو بیٹیاں اور بیٹے باہم عصبہ قرار پاتے ہیں۔ اس صورت میں مال وراثت سے بیٹی کو ایک گنا اور بیٹے کو دو گنا حصہ ملے گا۔ بیٹیوں کی تعداد دو سے زیادہ ہونے پر قرآن نے ان کا حصہ دو تہائی مقرر کیا ہے لیکن سورۃ النساء کی آخری آیت میں دو بہنوں کا حصہ دو تہائی بیان کیا گیا ہے اور یہی حصہ دو بیٹیوں کو دیا جائے گا۔ اس طرح بیٹیوں کے جملہ احوال کتاب اللہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ تاہم حدیث باب میں آیت میراث کا شان نزول بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ ابْنَةِ الْإِبْنِ مَعَ ابْنَةِ الصُّلْبِ

باب 4: بیٹی کے ساتھ پوتی کی وراثت کا حکم

2019 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي قَيْسِ

الْأَوْدِيِّ عَنْ هَزْرِيْلِ بْنِ شَرْحَبِيلَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى وَسَلَّمَ بِنِ رَبِيعَةَ فَسَأَلَهُمَا عَنِ ابْنَةِ الْإِبْنِ وَابْنَةِ الْإِبْنِ وَأُخْتِ لَابٍ وَأُمِّ فَقَالَ لِلْإِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ مِنَ الْآبِ وَالْأُمِّ مَا بَقِيَ وَقَالَ لَهُ انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ سَيَتَابِعُنَا فَاتَى عَبْدَ اللَّهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَلَكِنْ أَقْضَى فِيهِمَا كَمَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْإِبْنَةِ النِّصْفُ وَابْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ وَلِلْأُخْتِ مَا بَقِيَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو قَيْسِ الْأَوْدِيِّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثُرْوَانَ الْكُوفِيُّ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَيْسِ

﴿﴾ ہزریل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں: ایک شخص ابو موسیٰ اور سلیمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور ان دونوں حضرات سے

ایک بیٹی اور ایک پوتی حقیقی بہن (کے وراثت میں حصے) کے بارے میں دریافت کیا تو ان دونوں حضرات نے یہ جواب دیا: بیٹی کو نصف حصہ ملے گا جو باقی بچ جائے گا وہ سگی بہن کو ملے گا پھر ان دونوں حضرات نے اس شخص کو ہدایت کی وہ حضرت عبداللہ

2019-مترجمہ البخاری (۱۳/۱۸): کتاب الفرائض: باب: میراث ابنة ابن مع ابنة حدیث (۶۷۳۶) و ابوداؤد (۱۳۴/۲): کتاب الفرائض:

باب: ما جاء في ميراث الصلبي حدیث (۲۸۹۰) و ابن ماجہ (۹۰۹/۲): کتاب الفرائض: باب: فرائض الصلبي حدیث (۲۷۲۱) و الدارمی

(۲۴۸/۲): کتاب الفرائض: باب فی بنت و ابنة ابن و اخت لآب و ام من طریقہ ابی قیس عن ہزریل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ اللشعری

کے پاس جائے اور ان سے دریافت کرے تو وہ ہمارے جیسا جواب دیں گے وہ شخص حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا کہ ان دونوں حضرات نے جو جواب دیا ہے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: (اگر میں یہ جواب دوں) تو پھر تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور میں ہدایت پانے والا نہ رہوں گا۔ میں اس کے بارے میں وہ فیصلہ دوں گا جو نبی اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ بیٹی کو نصف مال ملے گا پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا تاکہ یہ دونوں مل کر دو تہائی کو مکمل کریں اور باقی بیچ جانے والا مال بہن کو مل جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوقیس اودی نامی راوی کا نام عبدالرحمن بن ثروان کوفی ہے۔ شعبہ نے بھی اس روایت کو ابوقیس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

وراثت میں ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کا حصہ

حدیث باب میں ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کا حصہ میراث بیان کیا گیا ہے۔ جب میت کی کوئی بیٹی نہ ہو تو پوتیاں بیٹیوں کے قائم مقام قرار پاتی ہیں۔ ایک پوتی ہو تو اسے نصف حصہ ملے گا اور ایک سے زائد ہونے کی صورت میں انہیں دوثلث ملے گا۔ ایک صلبی بیٹی ہونے کی صورت میں پوتیوں کو چھٹا حصہ ملے گا اس طرح لڑکیوں کا دو تہائی حصہ پورا ہو جائے گا کیونکہ نصف اور ثلث کا مجموعہ ثلثان بنتا ہے۔ جب لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو پوتیاں میراث سے محروم رہیں گی۔ تاہم ان کے ساتھ یا ان کے نیچے کوئی پوتا یا پڑپوتا موجود ہو تو پوتیاں ان کے ساتھ مل کر عصبہ بالغیر قرار پاتی ہیں اور ذوی الفروض کو حصص دینے کے بعد باقی ماندہ مال وراثت انہیں ملتا ہے۔ ہاں میت کا بیٹا موجود ہونے کی صورت میں پوتیاں محروم رہیں گی کیونکہ بیٹا میت کا اقرب ہے اور قریب کا حق بھی مقدم ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ مِنَ الْآبِ وَالْأُمَّ

باب 5: سگے بھائیوں کی وراثت

2020 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنِ

عَلِيِّ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقْرَأُونَ هَذِهِ الْآيَةَ (مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ تَوْصُونَ بِهَا أَوْ دِينَ) وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِاللَّذِينَ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَإِنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَاتِ الرَّجُلُ يَرِثُ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمَّهُ دُونَ أَخِيهِ لِأَبِيهِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ

عَنْ عَلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

2020-اضرمہ ابن ماجہ (۹۰۶/۲): کتاب الوصایا: باب: الدین قبل الوصیة: حدیث (۲۷۱۵) (۲/۹۱۵): کتاب الفرائض: باب: میراث المصبة: حدیث (۲۷۲۹) و احمد (۱۳۱۷۹/۱) و الحمیدی (۲۰/۱) حدیث (۵۶۵۵) - من طریق ابواسحاق: عن الحارث: مذکرہ۔

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تم لوگ اس آیت کی تلاوت کرتے ہو:

”یہ اس وصیت کی بعد ہے جو تم نے کی ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہے۔“

جبکہ نبی اکرم ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور حقیقی بھائی وارث ہوں گے جبکہ علاتی بھائی وارث نہیں ہوں گے۔ آدمی اپنے اس بھائی کا وارث بنتا ہے جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہو، صرف باپ کی طرف سے شریک بھائی وارث نہیں بن سکتا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2021 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَاتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْحَارِثِ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا: حقیقی بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے

سو تیلے بھائی نہیں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اس روایت کو صرف ابواسحق سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں جو حارث کے حوالے

سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض اہل علم نے حارث کے بارے میں کلام کیا ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

حقیقی بھائیوں کا وراثت میں حصہ

بھائی تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

(۱) حقیقی: وہ بھائی ہیں جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے شریک ہوں۔

(۲) علاتی: وہ بھائی ہیں جو صرف باپ کی طرف سے شریک ہوں۔

(۳) اخیانی: وہ بھائی ہیں جو صرف ماں کی طرف سے شریک ہوں۔

پہلے دونوں عصبہ ہیں اور اخیانی بہن بھائی ذوی الفروض سے متعلق ہیں۔ وہ اپنا مقرر شدہ حصہ وصول کریں گے لیکن عصبہ کی

صورت میں علاتی بھائی محروم رہیں گے اور حقیقی بھائی وارث ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں کا میت سے دوہرا رشتہ ہے

باپ کی جانب سے اور ماں کی طرف سے بھی جبکہ علاتی بھائیوں کا صرف ایک رشتہ ہے، وہ صرف باپ کی جانب سے ہے۔ علم

میراث کا مشہور قاعدہ ہے الاقرب فالاقرب، حقیقی بھائی اقرب ہیں لہذا یہ عصبہ قرار پائیں گے اور وارث بھی بنیں گے جبکہ علاتی

بھائی وراثت سے محروم رہیں گے۔ تاہم حقیقی بھائی موجود نہ ہونے کی صورت میں علاقائی بھائی عصبہ قرار پائیں گے۔
سوال: حقیقی اور علاقائی بھائی ایک باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے حقیقی بھائی عصبہ بن کر وراثت سے حصہ پاتے ہیں اور علاقائی محروم رہتے ہیں؟

جواب: حقیقی بھائی میت سے اقرب کا رشتہ رکھتے ہیں اس لیے وہ وارث بنتے ہیں جس طرح میت کا باپ اور دادا دونوں موجود ہوں تو باپ وارث بنتا ہے۔ بیٹا اور پوتا دونوں موجود ہونے کی صورت میں صرف بیٹا وارث بنتا ہے۔ اس لیے کہ باپ اور بیٹا دونوں اقرب ہیں۔ حقیقی علاقائی باپ کی اولاد ہونے میں دونوں برابر ہیں لیکن اس مقام پر میت بھائی ہے اس کے رشتہ سے حقیقی اقرب بنتے ہیں اور علاقائی بعد قرار پاتے ہیں لہذا حقیقی وارث بنیں گے۔

سوال: اخیانی کا رشتہ صرف ماں کی جانب سے ہوتا ہے پھر وہ حقیقی اور علاقائی بھائیوں سے مل کر وارث کیوں بنتے ہیں؟

جواب: اخیانی ذوی الفروض میں شمار ہوتے ہیں جبکہ حقیقی اور علاقائی دونوں عصبہ ہیں یہ دونوں الگ الگ جہتیں ہیں۔ ان میں علم میراث کا قانون ”الاقرب فالاقرب“ صرف عصبات میں جاری ہوتا ہے اور ذوی الفروض میں جاری نہیں ہوتا۔

بَاب مِيرَاثِ النِّسْبِ مَعَ الْبَنَاتِ

باب 6: بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کی وراثت

2022 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ فِي بَيْتِي سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ كَيْفَ أَقْسِمُ مَالِي بَيْنَ وَلَدِي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا فَنَزَلَتْ (يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ) الْآيَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے میں بنو سلمہ کے محلے میں بیمار تھا میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں اپنا مال اپنی اولاد کے درمیان کیسے تقسیم کروں تو آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

2022- اضرجه البخاری (۱۱۸/۱۰): کتاب المرثی: باب: عیادة النفسی علیہ: حدیث (۵۶۵۱) (۵/۱۲): کتاب الفرائض: باب: قول اللہ تعالیٰ: (یوصیکم اللہ فی اولادکم) (النساء: ۱۱): حدیث (۶۷۲۳) (۲۰۲/۱۳): کتاب الاعتصام بالکتاب والنسب: باب: ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سال ما لم یزل علیہ الوصی: حدیث (۷۲۰۹) و مسلم (۱۲۳۴/۲) (۱۲۳۵): کتاب الفرائض: باب: میراث الکلالۃ: حدیث (۱۶۱۶/۸) (۷۰۶۵) و ابوداؤد (۱۳۲/۲): کتاب الفرائض: باب: فی الکلالۃ: حدیث (۲۸۸۶) (۲۰۲/۲): کتاب الجنائز: باب: المشی فی العیادة: حدیث (۲۰۶۹) والنسائی (۸۷/۱): کتاب الطہارة: باب: الانتفاع بفضل الوضوء: حدیث (۱۲۸) و ابن ماجہ (۴۶۳/۱): کتاب الجنائز: باب: ما جاء فی عیادة المریض: حدیث (۱۴۳۶) (۹۱۱/۲): کتاب الفرائض: باب: الکلالۃ: حدیث (۲۷۲۸) و احمد (۲۷۳۲۹۸/۲) و البخاری فی اللادب المفرد (۵۰۸) و ابن خزیمہ (۵۶/۱): حدیث (۱۰۶) و الصیبری (۵۱۶/۲): حدیث (۱۲۲۹) و الدارمی (۱۸۷/۱): کتاب الصلوة و الطہارة: باب: الوضوء بالماء المستعمل من طریق مصدق بن المنکدر: فذکرہ۔

”اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے: ایک مذکر کو دو مونث جتنا حصہ ملے گا۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
شعبہ ابن عیینہ اور دیگر راویوں نے اسے محمد بن منکدر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَاب مِيرَاثِ الْأَخَوَاتِ

باب 7: بہنوں کی وراثت کا حکم

2023 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ

سَنَاوِدِيكِر: مَرِضْتُ فَاتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَوَجَدَنِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَاتَى وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَهُمَا مَا شِيَانِ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي أَوْ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي شَيْئًا وَكَانَ لَهُ تِسْعُ أَخَوَاتٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ (يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ) الْآيَةَ قَالَ جَابِرٌ فِي نَزَلَتْ حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بیمار ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حالت میں پایا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ حضرات پیدل آئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اپنے وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے مال کے بارے میں کیا فیصلہ کروں ”راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں“ میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ راوی بیان کرتے ہیں: اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نو بہنیں تھیں یہاں تک کہ وراثت سے متعلق آیت نازل ہو گئی۔

”لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں تم فرما دو! اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے“
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

بیٹوں کا بیٹیوں کے ساتھ حصہ وراثت

حدیث باب در حقیقت ارشاد ربانی:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ الخ کا شان نزول ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیل ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی اولاد میں اپنی دولت کیسے تقسیم کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ دو لڑکیوں کے برابر ایک لڑکے کا حصہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیٹوں کو بیٹیوں کے ساتھ مال وراثت سے دو گنا حصہ ملے گا۔ بالفرض اگر لڑکی کا حصہ وراثت ۱/۴ ہو تو لڑکے کا حصہ وراثت ۱/۲ ہوگا۔

غشیان اور انغماء میں فرق اور انغماء کے اسباب

سوال: غشیان اور انغماء میں کیا فرق ہے؟

جواب: (۱) غشیان اور انغماء دونوں مترادف ہیں

(۲) غشیان میں کم بے ہوشی ہوتی ہے اور انغماء میں زیادہ

(۳) غشیان کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے اور انغماء کے تین اسباب ہیں:

(۱) انغماء: اس میں عقل مغلوب ہو جاتی ہے

(۲) جنون: اس میں مسلوب العقل ہوتا ہے

(۳) نیند: اس میں ستور العقل ہوتا ہے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِ وَضُوءُهُ كَالْمَفْهُومِ

اس کے دو مفہم ہو سکتے ہیں:

(۱) وضوء سے بچا ہوا لوٹے کا پانی گرایا گیا۔

(۲) وضوء میں استعمال شدہ پانی کسی برتن میں جمع کر کے ان پر گرایا گیا۔

کلامہ کی تعریف

وہ شخص ہے جس کے اصول و فروع (اوت پوت) نہ ہوں خواہ بہن بھائی موجود ہوں۔

بَابُ فِي مِيرَاثِ الْعَصْبَةِ

باب 8: عصبہ کی وراثت

2024 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ

طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2024- اضرمه البخاری (۱۲/۱۲): کتاب الفرائض: باب: میراث الولد من ابیه وامه حدیث (۶۷۳۳) و اطرافہ فی: (۶۷۳۵-۶۷۳۷-۶۷۴۶)

ومسلم (۱۲۳۳/۲): کتاب الفرائض: باب: العقوا الفرائض بالقرآن حدیث (۱۶۱۵/۳۲) و ابوداؤد (۱۳۷/۲): کتاب الفرائض: باب: فی

میراث العصبہ حدیث (۲۸۹۸) وابن ماجہ (۹۱۵/۲): کتاب الفرائض: باب: میراث العصبہ حدیث (۲۷۴۰) و احمد (۱/۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵) من

طریق عبد اللہ بن طاووس عن ابیه مذکرہ۔

متن حدیث: الْحَقُّوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: فرائض ان کے حق داروں کو دو جو باقی بچ جائے

وہ قریبی مرد رشتے دار کا ہوگا۔

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے متصل حدیث کے طور پر منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو طاؤس کے صاحبزادے کے حوالے سے طاؤس سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

عصبات کا حصہ وراثت

لغوی اعتبار سے عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جو باپ کی طرف سے میت کے رشتہ دار ہوں۔ علم میراث کی اصطلاح کے مطابق ”عصبات“ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے حصص وراثت متعین نہ ہوں۔ تاہم ذوی الفروض کو ان کے مقرر کردہ حصص دینے کے بعد جو مال وراثت باقی بچتا ہے وہ انہیں دیا جاتا ہے۔ اگر اصحاب فرائض بالکل نہ ہوں تو تمام مال وراثت انہیں ملتا ہے۔

عصبات کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- عصبہ بنفسہ: وہ مرد ہے جو کسی عورت کے واسطے کے بغیر میت سے رشتہ داری رکھتا ہو مثلاً چچا کا بیٹا

۲- عصبہ بغیرہ: اس سے مراد وہ خواتین ہیں جن کا مقرر کردہ حصہ نصف یا دو تہائی ہو۔ یہ عورتیں اپنے بھائیوں سے مل کر عصبہ بنتی

ہیں اور بطور عصبوت حصہ پاتی ہیں۔

۳- عصبہ مع غیرہ: اس سے مراد وہ خاتون ہے جو دوسری عورت سے مل کر عصبہ بنتی ہے جس طرح حقیقی بہن یا باپ

شریک بہن بیٹی کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہے۔

سوال: بیٹے صرف عصبات ہیں جبکہ باپ اور دادا عصبات ہیں اور ذوی الفروض بھی ایسا کیوں ہے؟

جواب: بیٹوں کو عصبات اس لیے بنایا گیا ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ مال وراثت سے حصہ ملے کیونکہ ذوی الفروض کو ان

کے مقررہ حصص دینے کے بعد باقی ماندہ مال وراثت سب کا سب بیٹوں کو ملے گا۔ باپ اور دادا دوسرے درجہ کے عصبات ہیں لہذا

انہیں بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں عصبات بنایا گیا ہے اور ذوی الفروض بھی۔ میت کی اولاد نہ ہونے کی

صورت میں باقی ماندہ مال وراثت انہیں ملے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ

باب 9: دادا کی وراثت

2025 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَامِ بْنِ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي مَاتَ فَمَا لِي فِي مِيرَاثِهِ قَالَ
لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ لَكَ سُدُسٌ آخَرَ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ قَالَ إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ طُعْمَةٌ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے مجھے اس کی وراثت میں سے کیا ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں چھٹا حصہ ملے گا۔ جب وہ مڑ کر گیا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: تمہیں دوسرا چھٹا حصہ بھی ملے گا؛ جب وہ مڑ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: دوسرا چھٹا حصہ تمہیں اضافی طور پر ملے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

دادا کا میراث میں حصہ

دادا باپ کے قائم مقام ہوتا ہے: ذوی الفروض میں شامل ہونے کی وجہ سے اسے چھٹا حصہ ملے گا اور عصابات میں داخل ہونے کی وجہ سے مزید چھٹا حصہ وراثت پائے گا۔ گویا کل حصہ وراثت ثلث وصول کرے گا۔ تاہم میت کا باپ موجود ہونے کی صورت میں دادا محروم رہے گا اس لیے کہ میت کے رشتہ میں باپ اقرب ہے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو مال وراثت سے چھٹا بتایا اور دوبارہ اسے طلب کر کے پھر چھٹا بتا دیا، آپ نے پہلی بار ہی دونوں کو جمع کر کے ثلث حصہ کیوں نہ بتایا؟

جواب: اگر دونوں حصوں کو جمع کر کے سائل کو ثلث (تیسرا حصہ) بتایا جاتا تو اس حصہ کی فرضیت کا گمان ہوتا، حالانکہ پہلا سدس ذوی الفروض سے ہونے کی وجہ سے بتایا اور دوسرا سدس اس کے عصبہ ہونے کے باعث بتایا گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2025- اخرجہ ابوداؤد (۱۳۶/۲): کتاب الفرائض: باب: ما جاء في ميراث الجد: حديث (۲۸۹۶) و احمد (۴۳۸/۴: ۴۳۶) من طريق همام بن يحيى عن قتادة عن الحسن بن يونس فذكره۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

باب 10: دادی یا نانی کی وراثت کا حکم

2026 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ مَرَّةً قَالَ قَبِيصَةَ وَقَالَ مَرَّةً

رَجُلٌ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ

متن حدیث: قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ أُمُّ الْأُمِّ وَأُمُّ الْأَبِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَ ابْنِي أَوْ ابْنَ بَنِي مَاتَ وَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّ لِي فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقًّا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَجِدُ لَكَ فِي الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لَكَ بِشَيْءٍ وَسَأَلْتُ النَّاسَ قَالَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَشَهِدَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ قَالَ وَمَنْ سَمِعَ ذَلِكَ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ فَأَعْطَاهَا السُّدُسَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى الَّتِي تُخَالِفُهَا إِلَى عُمَرَ

قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَنِي فِيهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ أَحْفَظْهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَكِنْ حَفِظْتُهُ مِنْ مَعْمَرٍ

آثار صحابہ: أَنَّ عُمَرَ قَالَ إِنْ اجْتَمَعْتُمْ فَهُوَ لَكُمْ وَإِنِّي كَمَا انْفَرَدْتُ بِهِ فَهُوَ لَهَا

﴿﴾ حضرت قبیسہ بن ذویب بیان کرتے ہیں: دادی یا شانندانی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی: میرا پوتا (راوی کوشک ہے شاید) نواسہ فوت ہو گیا ہے مجھے یہ پتا چلا ہے: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق مجھے بھی اس میں کوئی حصہ ملے گا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بارے میں حصے کا حکم مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ملا۔ میں نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی زبانی بھی کوئی بات نہیں سنی۔ تاہم میں اس بارے میں تمہارے حق میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں۔ میں لوگوں سے اس بارے میں دریافت کر لیتا ہوں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے یہ گواہی دی کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسی رشتہ دار خاتون کو چھٹا حصہ عطا کیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تمہارے ہمراہ کس نے اس حدیث کو سنا ہے؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ایسی خاتون کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ پھر ایک اور دادی یا نانی حضرت عمر کے پاس آئی۔

سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں: معمر نے زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس میں کچھ اضافہ نقل کیا ہے، جو مجھے زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یاد نہیں ہے۔ لیکن مجھے معمر کے حوالے سے یاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: اگر تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ تو یہ تم دونوں کو ملے گا اور تم میں سے جو بھی اکیلی ہوگی یہ اس کو ملے گا۔

2027 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اسْحَقَ بْنِ

خَرِشَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا قَالَ فَقَالَ لَهَا مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ

2026- اضرجه مالك في (الموطأ) (٥١٣/٢): كتاب الفرائض: باب: ميراث الجدة: حديث (٤) و ابو داود (١٣٦/٢): كتاب الفرائض: باب: في ميراث الجدة: حديث (٢٨٩٤) و ابن ماجه (٩١٠٩٠٩/٢) كتاب الفرائض: باب: ميراث الجدة: حديث (٢٧٢٤) من طريقه الزهري قال مرة: قال قبیسة وقال مرة: عن رجل عن قبیسة بن ذویب۔

شَيْءٌ وَمَا لَكَ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ
الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ
فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ
الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَلَكِنْ هُوَ ذَاكَ السُّدُسُ فَإِنْ
اجْتَمَعْتُمْ فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمْ وَأَيْتُكُمْ خَلَّتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَهَذَا أَحْسَنُ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

﴿﴾ حضرت قبیصہ بن ذویب بیان کرتے ہیں: ایک دادی یا نانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے
وراثت کے بارے میں دریافت کیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تمہارے لیے کوئی حصہ
نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی سنت میں بھی تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ تم واپس جاؤ! میں لوگوں سے اس بارے
میں دریافت کروں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا، تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں اس وقت
نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا جب آپ نے ایسی رشتہ دار خاتون کو چھٹا حصہ عطا کیا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت
کیا: کیا تمہارے علاوہ اور بھی تمہارے ساتھ کوئی اس کی گواہی دے گا، تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسی کی مانند ذکر کیا جو
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خاتون رشتہ دار کے بارے میں اس حکم کو نافذ کر دیا۔
پھر ایک اور دادی یا نانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے اپنی وراثت کے بارے میں دریافت کیا، تو
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تمہارے لیے کوئی حصہ نہیں ہے لیکن یہ چھٹا حصہ ہے اگر تم دونوں اس میں اکٹھی ہو
جاتی ہو تو یہ تم دونوں کو ملے گا اور اگر تم دونوں میں سے کوئی ایک بھی ہو تو یہ اسے مل جائے گا۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہ روایت ابن عیینہ کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

دادی کا وراثت میں حصہ

عربی زبان میں دادی اور نانی دونوں کو ”جدہ“ کہا جاتا ہے۔ جدہ کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- جدہ صحیحہ: وہ مؤنث اصل بعید ہے جس کا میت سے رشتہ ملانے کے لیے جد فاسد کے واسطہ کی ضرورت پیش نہ آئے۔ مثلاً
باپ کی ماں اور دادا کی ماں۔ یہ ذوی الفروض سے متعلق ہوتی ہے۔

۲- جد فاسد: وہ مذکر اصل بعید ہے جس کا میت کے ساتھ رشتہ ملانے کے لیے کسی مؤنث کے واسطہ کی ضرورت پیش آئے
مثلاً نانا کی ماں۔ یہ ذوی الارحام سے متعلق ہوتی ہے۔ جب جدہ صحیحہ کا کوئی حاجب نہ ہو تو اسے وراثت کا چھٹا حصہ ملتا ہے خواہ وہ
پدری ہو یا مادری اور خواہ وہ ایک ہو یا زیادہ ہوں تو سب کو چھٹا ملے گا (یعنی چھٹے حصہ میں سب شریک ہوں گی)

فائدہ نافعہ: ماں موجود ہونے کی وجہ سے تمام جدات ساقط قرار پاتی ہیں وہ خواہ مادری ہوں یا پدری۔ باپ کے موجود ہونے

کی وجہ صرف پدری جدات (دادیاں) ساقط قرار پاتی ہیں اور مادری جدات (نانیاں) ساقط نہیں ہوتیں۔
نوٹ: قوانین علم الفرائض کے لحاظ سے دادی اور نانی دونوں کے احکام یکساں ہیں لہذا نانی کا حصہ وراثت الگ سے بتانے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا

باب 11: باپ کی موجودگی میں دادی کی وراثت کا حکم

2028 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

مَثْنٍ حَدِيثٍ: قَالَ فِي الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا إِنَّهَا أَوْلُ جَدَّةٍ أَطْعَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدَّ مَعَ

ابْنِهَا وَابْنِهَا حَتَّى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

آثَارِ صَحَابِهِ: وَقَدْ وَرَّثَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَدَّةَ مَعَ ابْنِهَا وَلَمْ يُورَثْهَا بَعْضُهُمْ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما باپ کی موجودگی میں دادی کے بارے میں فرماتے ہیں: سب سے پہلی دادی جس

کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے اس کے بیٹے کی موجودگی میں فیصلہ دیا تھا اسے چھٹا حصہ دیا گیا تھا جبکہ اس کا بیٹا زندہ تھا۔

ہم اس روایت کو ”مرفوع“ ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض حضرات نے میت کے باپ کی موجودگی میں میت کی دادی کو حصہ دیا ہے جبکہ بعض

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے وارث قرار نہیں دیا۔

شرح

باب کی موجودگی میں دادی کا میراث میں حصہ

پوتا فوت ہو جائے جبکہ میت کا باپ اور جدہ دونوں موجود ہوں تو جدہ کو وراثت سے کتنا حصہ ملے گا؟ اس سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے کہ اس صورت میں جدہ کو چھٹا حصہ ۱/۶ ملے گا۔ محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان اختلاف تھا۔ تاہم جمہور صحابہ اور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ اس صورت میں دادی کو حصہ نہیں ملے گا۔ میت کی ماں کی موجودگی میں دادی اور نانی دونوں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْخَالِ

باب 12: ماموں کی وراثت

2029 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ وَالْخَالُ وَارِثٌ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ
 فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ
 حَكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا تھا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ اور اس کے رسول اس شخص کے مولیٰ ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو اور ماموں اس کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2030 أَخْبَرَنَا اسْبَحْقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ
 عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْخَالُ وَارِثٌ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ أَرْسَلَهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
 آثارِ صحابہ: وَاخْتَلَفَ فِيهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَرَّتْ بَعْضُهُمُ الْخَالَ وَالْخَالَ وَالْعَمَّةَ
 مذاہب فقہاء: وَالْإِلَى هَذَا الْحَدِيثِ ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَوْرِيثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ماموں اس کا وارث بنے گا جس کا اور کوئی وارث نہ ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا اور اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں کیا۔
 نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے بعض حضرات نے ماموں، خالہ اور پھوپھی کو وارث قرار دیا ہے۔
 ذوی الارحام کو وارث قرار دینے کے بارے میں اکثر اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔

جہاں تک حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو انہوں نے انہیں وارث قرار نہیں دیا ایسی صورت میں وہ مال میراث کو بیت المال میں جمع کروانے کا حکم دیتے ہیں۔

2029- اخرجه ابن ماجه (۲/۹۱۴): كتاب الفرائض: باب: ذوی الارحام: حدیث (۲۷۲۷) و احمد (۱/۴۶۲۸) من طريق عبد الرحمن بن

العمري بن عياش بن ابي ربيعة: عن حكيم بن حكيم بن عباد عن ابي امامة: فذكره-

2030- تفرده الترمذی و اخرجه النسائی فی (الكبرى) كما فی (التحفة) (۱۱/۴۲۵ - ۴۲۶) -

شرح

ماموں کا وراثت میں حصہ

ماموں کا شمار ذوی الارحام میں ہوتا ہے۔ ذوی الارحام سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا قرآن و حدیث میں مقرر حصہ نہ ہو نہ اجماع سے متعین ہو اور نہ وہ عصبات میں سے ہوں مثلاً خالہ ماموں پھوپھی اور نواسہ وغیرہ۔

ذوی الارحام کی توریث کے بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا موقف یہ ہے کہ ذوی الفروض اور عصبات نہ ہونے کی صورت میں ذوی الارحام کو ترکہ دیا جائے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نظریہ بھی یہی ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یہ تھا کہ ذوی الارحام کو ترکہ نہیں دیا جائے گا۔ کوئی وارث نہ ہونے کی صورت میں مال وراثت بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور وہاں سے غرباء و مساکین پر خرچ کیا جائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف بھی یہی تھا۔

سوال: مشہور حدیث ہے کہ انبیاء کرام نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ مورث یہ روایت دوسری حدیث باب سے متعارض ہے؟
جواب: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ میت جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں یعنی اس (میت) کا مال وراثت بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور وہاں سے غرباء پر صرف کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يَمُوتُ وَلَيْسَ لَهُ وَاْرَثٌ

باب 13: جو شخص فوت ہو جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو

2031 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ وَهُوَ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ مَوْلَى لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ مِنْ عِدْقِ نَخْلَةٍ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انظُرُوا أَهْلَ لَهُ مِنْ وَاْرَثٍ قَالُوا لَا قَالَ فَادْفَعُوهُ إِلَى بَعْضِ أَهْلِ الْقَرْيَةِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا آزاد کردہ ایک غلام کھجور کے درخت سے گر کر فوت ہو گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دیکھو! اس کا کوئی وارث ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کوئی نہیں ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا مال اس کی بستی والوں کو دے دو۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2031- اضرجه ابو داؤد (۱۳۸/۲): کتاب الفرائض: باب: فی میرات ذوی الارحام: حدیث (۲۹۰۲) و ابن ماجہ (۹۱۲/۲): کتاب الفرائض: باب: میرات الولاء: حدیث (۲۷۲۲) و احمد (۱۸۱۱۳۷/۶) - من طریق عبد الرحمن بن الاصبهانی عن مجاهد بن وردان عن عروة فذكره۔

شرح

لا وارث کی وراثت کا مسئلہ

مال وراثت میں بالترتیب تصرف یوں ہوگا کہ سب سے قبل اس سے کفن و دفن کا اہتمام کیا جائے گا۔ بعد ازاں میت کا قرضہ ادا کیا جائے گا (اگر ہو تو) پھر تہائی مال سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی (اگر اس نے کی ہو) باقی ماندہ ترکہ وراثت میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ذوی الفروض کو ان کے حصص دیے جائیں گے۔ بعد ازاں عصبات کو حصص فراہم کیے جائیں گے پھر ذوی الارحام کو اور اس کے بعد مولی الموالات کو حصہ دیا جائے گا۔ اگر ان وراثت میں سے کوئی موجود نہ ہو تو وہ آدمی وارث قرار پائے گا جس کے بارے میں میت نے اپنے غیر سے نسب کا اعتراف و اقرار کیا ہو مثلاً اس نے کسی کو اپنا بھائی یا چچا وغیرہ قرار دیا ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو پھر میت کی اس وصیت کو پورا کیا جائے گا جو اس نے تہائی مال سے زائد یا کل مال وراثت کے بارے میں کی ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو کل مال وراثت بیت المال میں جمع کیا جائے گا جو غرباء، مساکین اور دیگر مستحقین میں خرچ کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام مورث نہیں ہوتے لیکن وارث ہوتے ہیں۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وارث ہونے کی حیثیت سے غلام کا سامان دیہات کے غریب کو دینے کا حکم دیا اور وارث کو ترکہ میں تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے۔

بَابُ فِي مِيرَاثِ الْمَوْلَى الْأَسْفَلِ

باب 14: غلام کو وراثت دینا

2032 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَوْسَجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ وَاثِقًا إِلَّا عَبْدًا هُوَ أَعْتَقَهُ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيرَاثَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هَذَا الْبَابِ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ وَلَمْ يَتْرِكْ عَصْبَةً أَنَّ مِيرَاثَهُ يُجْعَلُ

فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص فوت ہو گیا اس کا کوئی وارث

نہیں تھا صرف ایک غلام تھا جسے اس نے آزاد کیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وراثت اس غلام کو دے دی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے: جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کا کوئی عصبہ رشتہ دار نہ ہو تو اس کی وراثت

2032- اخرجه ابو داؤد (۱۳۹/۲): کتاب الفرائض: باب: فی میراث ذوی الارحام: حدیث (۲۹۰۵) و ابن ماجہ (۹۱۵/۲): کتاب الفرائض:

باب: من لا وارث له: حدیث (۲۷۴۱) و احمد (۲۵۸، ۲۳۱/۱) و المسند (۲۴۱/۱) حدیث (۵۲۳) - من طریق عمرو بن دینار عن عوسجة:

فذكره۔

بیت المال میں جمع کروادی جائے گی۔

شرح

آزاد شدہ غلام کا ترکہ میں حصہ

آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق و اجماع ہے کہ لا وارث آدمی کا ترکہ کسی فرد واحد کو نہیں دیا جائے گا بلکہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور وہاں سے غرباء و مساکین اور دیگر مستحقین پر صرف کیا جائے گا۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہے کہ لا وارث شخص کا ترکہ کسی غلام کو دیا جاسکتا ہے اور آئمہ اربعہ اسے ناجائز قرار دیتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اصل مسئلہ یہی ہے کہ لا وارث میت کا ترکہ کسی کو نہ دیا جائے بلکہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔ لا وارث کا ترکہ بیت المال میں جمع کرانے کے بجائے غلام کو دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ نہایت غریب و حاجتمند تھا اور اس کی ضرورت پوری کرنا مقصود تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وارث ہونے کی حیثیت سے خصوصی تصرف فرماتے ہوئے ایسا کیا تھا یا یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ الْمِيرَاثِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ

باب 15: مسلمان اور کافر کے درمیان وراثت کا حکم جاری نہیں ہوگا

2033 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنِ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ نَحْوَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: هَكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَهُ هَذَا وَرَوَى مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنِ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ مَالِكٍ وَهُمْ

2033- اضرجه البخاری (۶۰۶/۷): کتاب المغازی: باب: ابن رکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایة یوم الفتح: حدیث (۴۲۸۳) (۵۱/۱۲): کتاب الفرائض: باب: لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم: حدیث (۶۷۶۴) و مسلم (۱۲۲۲/۲): کتاب الفرائض: حدیث (۱۶۱۴/۱) و ابوداؤد (۱۴۰/۲): کتاب الفرائض: باب: فصل یرث المسلم الکافر: حدیث (۲۹۰۹) و ابن ماجہ (۹۱۲/۲): کتاب الفرائض: باب: میراث الفصل السلام من الفل الشرك: حدیث (۲۷۲۹) و احمد (۲۰۸۰۲۰۱۲۰۰/۵) و المسیبی (۲۴۸/۱): حدیث (۵۴۱) و الدارمی (۲۷۰/۲): کتاب الفرائض: باب: فی میراث الفل الشرك و الفل الاسلام من طریق الزهري عن علی بن الحسین عن عمرو بن عثمان فذكره۔

وَهُمْ فِيهِ مَالِكٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ فَقَالَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَكَثُرَ أَصْحَابِ مَالِكٍ قَالُوا عَنْ مَالِكٍ
عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ

توضیح راوی: وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ هُوَ مَشْهُورٌ مِّنْ وَلَدِ عُثْمَانَ وَلَا يُعْرَفُ عَمْرُ بْنُ عُثْمَانَ
مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَلَفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مِيرَاثِ الْمُرْتَدِ
فَجَعَلَ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْمَالَ لَوَرَّثَتْهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ
بَعْضُهُمْ لَا يَرِثُهُ وَرَّثَتْهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

حدیث دیگر: وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ
﴿﴾ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں
ہوگا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔
یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

معمر اور دیگر راویوں نے اسے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے امام زین العابدین کے حوالے سے عمرو بن عثمان کے حوالے سے حضرت
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کی نقل کردہ روایت میں وہم ہے اس کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ کو وہم ہوا ہے۔

بعض راویوں نے اسے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ بات بیان کی ہے: یہ عمرو بن عثمان سے
منقول ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے اکثر شاگردوں نے اسے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے عمرو بن عثمان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

عمرو بن عثمان بن عفان مشہور راوی ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

جبکہ عمر بن عثمان نامی راوی کا ہمیں علم نہیں ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

اہل علم نے مرتد شخص کی وراثت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے ایسے شخص کا مال اس کے مسلمان وارثوں کو دیا
ہے۔ جبکہ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: مسلمان اس کے وارث نہیں ہوں گے۔

ان حضرات نے دلیل کے طور پر اس حدیث کو پیش کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث
نہیں بن سکتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ

باب 16: دو مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں وارث نہیں بنیں گے

2034 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ

جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دو مذہبوں سے تعلق رکھنے والے افراد ایک دوسرے

کے وارث نہیں بن سکتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر صرف ابن ابی لیلیٰ کی نقل کردہ

روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَبْطَالِ مِيرَاثِ الْقَاتِلِ

باب 17: قاتل کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا

2035 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَإِسْحَقُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ أَبِي فَرَوَةَ قَدْ تَرَكَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْقَاتِلَ لَا يَرِثُ كَانَ الْقَتْلُ عَمْدًا أَوْ خَطَاً وَقَالَ

بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ الْقَتْلُ خَطَاً فَإِنَّهُ يَرِثُ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قاتل وارث نہیں بنے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مستند نہیں ہے یہ صرف اسی سند کے حوالے سے منقول ہے۔

اسحاق بن عبد اللہ نامی راوی کو اہل علم نے ترک کر دیا ہے جن میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے یعنی قاتل وارث نہیں بن سکتا خواہ قتل خطا کے طور پر ہو یا عمد کے طور پر۔

2035- اضرحة ابن ماجہ (۲/ ۸۸۲): کتاب الديات: باب: القاتل لا يرث: حدیث (۲۶۴۵) (۲/ ۹۱۳): کتاب الفرائض: باب: میراث القاتل

حدیث (۲۷۳۵) من طريق الزهري عن حميد بن عبد الرحمن: فذكره-

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر قتل خطا کے طور پر ہو تو قاتل وارث بنے گا۔
امام مالک رحمہ اللہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مسلمان اور کافر کا باہم ایک دوسرے کا وارث نہ ہونا

وارث کو میراث سے محروم کرنے والے اسباب پانچ ہیں جنہیں موافق ارث بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- قتل: جب کوئی بالغ اپنے مورث کو ظماً قتل کر ڈالے تو قاتل میراث سے محروم رہے گا۔ نوٹ: قتل کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) قتل عمر (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا (۴) قتل شبہ خطار (۵) قتل بالسبب۔

پہلی چار قسموں میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم رہے گا۔ پانچویں قسم (قتل بالسبب) میں قاتل وراثت سے محروم نہیں رہے گا۔

۲- اختلاف دین: جب وارث کافر ہو اور مورث مسلمان ہو یا وارث مسلمان ہو اور مورث کافر ہو دونوں باہم ایک دوسرے کی وراثت سے محروم رہیں گے۔ اس کی دلیل حدیث باب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى (صحیح مسلم رقم الحدیث ۴۰۲۸) دو مختلف دین والے باہم وارث نہیں ہو سکتے۔

۳- اندھی موت: کسی حادثہ کا شکار ہو کر ایسے رشتہ دار لوگ مر جائیں جو باہم شرعی طور پر ایک دوسرے کے وارث بن سکتے ہوں لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون فوت ہوا ہے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

۴- اختلاف دارین: وارث اور مورث دونوں ایسے مختلف ملکوں کے باشندے ہوں کہ ان کی افواج الگ الگ ہوں اور وہ ایک دوسرے کے خون کو حلال قرار دیتے ہوں۔

نوٹ: یہ حکم غیر مسلم لوگوں کا ہے جبکہ مسلمان باہم وارث بنیں گے۔

۵- مرتد ہونا: اگر کوئی مسلمان شخص اسلام چھوڑ کر کفر کو اختیار کر لے تو اسے مرتد کہا جاتا ہے اور اس فعل کو ارتداد کہا جاتا ہے۔ مسلمان مرتد کا وارث بنے گا لیکن مرتد مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ارتداد موت کے قائم مقام ہے۔ زندہ شخص میت کا وارث بنتا ہے لیکن میت زندہ کی وارث نہیں بن سکتی۔ مرتد کی دولت مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ حکم اس مال کا ہے جو مرتد نے حالت اسلام میں کمایا تھا۔

فائدہ نافعہ: جو دولت اس نے حالت ارتداد میں کمائی ہو اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مال فنی ہے لہذا اسے بیت المال میں جمع کرایا جائے گا جو مستحقین پر خرچ ہوگا۔

(۲) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مرتد کی تمام دولت خواہ اس نے حالت اسلام میں کمائی یا حالت ارتداد میں وہ بیت المال میں جمع کرائی جائے گی۔

(۳) حضرات صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی یہ دولت بھی مسلمانوں میں تقسیم کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْمَرْأَةِ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

باب 18: شوہر کی دیت میں سے بیوی کو وراثت میں حصہ ملے گا

2036 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَآحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ عُمَرُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا فَأَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ وَرِثَ امْرَأَةً أَشِيمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: دیت کی ادائیگی خاندان کے ذمے ہوگی اور کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہوگی، تو ضحاک بن سفیان کلابی نے انہیں یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں خط میں لکھا تھا: وہ اشیم ضبابی کی اہلیہ کو ان کے شوہر کی دیت میں وارث بنائیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

زوج کی دیت میں بیوی کا حصہ

شوہر قتل ہو جانے کی صورت میں بیوی جس طرح مال وراثت سے حصہ لے گی اس کی دیت سے بھی حصہ وصول کرے گی اور دیت خاندان کے ذمہ ہوگی۔ عقل کا تقاضا ہے کہ بیوی کو دیت سے کوئی حصہ نہ ملے کیونکہ شوہر کی موت واقع ہونے سے نکاح ختم ہو گیا اور دیت کے وجوب کا مسئلہ اختتام نکاح کے بعد پیش آیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ کی اسی صورت کے مطابق فتویٰ جاری کیا تھا۔ تاہم اس مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ عورت جب تک حالت عدت میں ہوتی ہے اس کا نکاح بھی باقی رہتا ہے۔ اس طرح دیت بھی حالت نکاح میں واجب ہوئی لہذا بیوی مال وراثت کی طرح دیت سے بھی حصہ وصول کرے گی۔ یہ حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ اور ان کے نام جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب ارسال کیا تھا، اس کا مضمون بھی یہی تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس روایت کا علم ہوا تو انہوں نے یہ قانون بنا دیا تھا کہ بیوی شوہر کی وراثت کی طرح اس کی دیت سے بھی حصہ وصول کرے گی۔

2036- اخرجه ابو داؤد (۲/ ۱۴۴): کتاب الفرائض: باب: فی المرأة تریث من دية زوجها، حدیث (۲۹۲۷) و ابن ماجه (۲/ ۸۸۲): کتاب

الذیارات: باب: المیراث من الدیة: حدیث (۲۶۴۲) من طریق سفیان بن عیینة عن الزهري عن سعید بن المسیب عن عمر بن الخطاب: به-

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَمْوَالَ لِلْوَرَثَةِ وَالْعَقْلَ عَلَى الْعَصَبَةِ

باب 19: وراثت وارثوں کو ملے گی اور دیت کی ادائیگی عصبہ رشتہ داروں کے ذمہ ہوگی

2037 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لُحْيَانَ سَقَطَ مَيْتًا بَغْرَةَ
عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قُضِيَ عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوَفِّقَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيرَاثَهَا
لِسِنِّيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ عَقْلَهَا عَلَى عَصَبَتِهَا

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى يُونُسُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
وَمَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بنو لحيان سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے پیٹ میں
موجود بچے کے بارے میں ایک غلام یا کنیز تاوان کے طور پر ادا کرنے کا فیصلہ کیا تھا جو بچہ مردہ پیدا ہوا تھا۔ پھر جس عورت کے خلاف
تاوان کی ادائیگی کا فیصلہ دیا گیا تھا اس کا انتقال ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس کی وراثت اس کے بچوں اور شوہر کو ملے
گی اور اس کی طرف سے دیت کی ادائیگی اس کے خاندان والوں کے ذمے لازم ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ امام زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت
کی گئی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اسے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے سعید بن مسیب کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ طور پر
بھی روایت کیا ہے۔

شرح

وراثت و رثاء کے لیے اور دیت خاندان پر واجب ہونا

اس مسئلہ پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ مقتول کی وراثت صرف و رثاء کو ملے گی اور اس کی دیت خاندان کے ذمہ ہوگی۔ عقل کا
تقاضا یہ ہے کہ جب خاندان نے دیت ادا کرنے کی مشقت برداشت کرنی ہے تو وراثت بھی اسے ملنی چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے۔
حدیث باب میں بھی حقیقت پر مبنی مسئلہ کی صراحت موجود ہے۔

فائدہ نافعہ: وراثت اور دیت دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ وراثت کا مدار ہمدردی، تعاون اور تناصر ہے۔ خاندان کے لوگ

2037-اخرجه البخاری (۱۲/۲۵): کتاب الفرائض: باب: ميراث المرأة و الزوج مع الولد و غيره: حديث (۶۷۴۰) (۱۲/۲۶۲): کتاب
البيات: باب: جنين المرأة و ان العقل على الوالد و عصبه الوالد لا على الولد: حديث (۶۹۰۹، ۶۹۱۰) و مسلم (۳/۱۳۰۹): کتاب القسامة:
باب: دية الجنين و وجوب الدية في قتل الخطأ: حديث (۲۵/۲۶۰، ۱۶۸۱) و النسائي (۸/۴۸، ۴۹): کتاب القسامة: باب: دية جنين المرأة:
حديث (۴۸۱۸، ۴۸۲۰، ۴۸۲۱) - من طريق سعيد بن المسيب -

باہم نفع و ضرر کو اپنا نفع اور نقصان سمجھتے ہیں اور باہم نصرت و مدد اور دفاع ضرر کرتے ہیں بایں وجہ وہی وراثت کے حقدار قرار پاتے ہیں۔ دیت کی بنیاد برائی سے روکنے پر ہے ہاتھ پکڑ کر روکنے کے باوجود لوگ نواہی سے نہ روکیں تو سزا کے مستحق بھی وہی ہوں گے۔ وہ سزا یہ ہے کہ جب کوئی شخص قتل کا ارتکاب کرتا ہے تو قبیلہ کے تمام لوگ اس کی طرف سے مقتول کی دیت ادا کریں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الَّذِي يُسَلِّمُ عَلَى الرَّجُلِ

باب 20: جو شخص کسی دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے

2038 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكَيْعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ

عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَوْهَبٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ يُسَلِّمُ عَلَى

يَدِي رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ

اختلاف سند: وَيُقَالُ ابْنُ مَوْهَبٍ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَقَدْ أَدْخَلَ بَعْضُهُمْ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ وَبَيْنَ تَمِيمِ

الدَّارِيِّ قَبِيصَةَ بَنَ ذُوَيْبٍ وَلَا يَصِحُّ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ حَمَزَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ وَزَادَ فِيهِ قَبِيصَةُ بَنَ ذُوَيْبٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ عِنْدِي لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

يُجْعَلُ مِيرَاثُهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

حدیث دیگر: وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ

﴿﴾ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: وہ مشرک شخص جو کسی مسلمان کے

ہاتھ پر اسلام قبول کر لیتا ہے اس کے بارے میں حکم کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی زندگی اور موت میں دیگر سب

لوگوں کے مقابلے میں وہ زیادہ مستحق ہوگا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن وہب کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ ایک قول

کے مطابق ان کا نام ابن مَوْهَبِ ہے۔ انہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

بعض راویوں نے عبداللہ بن وہب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے درمیان قبیسہ بن ذویب نامی راوی کا اضافہ نقل کیا

ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔

اسی کو یحییٰ بن حمزہ نے عبدالعزیز بن عمر کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں قبیسہ بن ذویب کا ذکر ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔

2038- اضرجه ابو داؤد (۲/۱۶۲): کتاب الفرائض: باب: فی الرجل مسلم علی یدی الرجل: حدیث (۲۹۱۸) وابن ماجہ (۲/۹۱۹): کتاب

الفرائض: باب: الرجل یسلم علی یدی الرجل: حدیث (۲۷۵۲) و احمد (۴/۱۰۲) والدارمی (۲/۲۷۷): کتاب الفرائض: باب: فی الرجل

یوالی الرجل- من طریق عبد اللہ بن مَوْهَبٍ عن عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز، فذکرہ-

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایسے شخص کی وراثت کو بیت المال میں جمع کروادیا جائے گا۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔
”ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔“

شرح

مولی الموالات کی وراثت میں مذاہب آئمہ

مولی الموالات ایک خاص دوستی ہے جو اس طرح کی جاتی ہے کہ جس شخص کا کوئی وارث موجود نہ ہو وہ دوسرے آدمی سے یوں کہتا ہے: تم میرے مولی (ذمہ دار۔ ضامن) بن جاؤ کہ میں تمہیں اپنا وارث قرار دیتا ہوں جب مجھ سے کوئی ایسا فعل صادر ہو جائے جس کے سبب دیت واجب ہو تو وہ آپ ادا کریں گے اور دوسرا آدمی اسے بخوشی قبول کرے۔ اس معاہدہ کو ”عقد موالات“ اور قبول کرنے والے کو ”مولی الموالات“ کہا جاتا ہے۔ یہ دوستی کا معاہدہ طرفین سے بھی ہو سکتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے مولی الموالات اور وارث قرار پائیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ معاہدہ قابل اعتبار و معتبر ہے۔ عقد موالات کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) عقد موالات کرنے والا آزاد ہو (۲) عاقل ہو (۳) بالغ ہو (۴) کسی کا آزاد کردہ غلام نہ ہو (۵) پہلے کسی سے عقد موالات کرنے والا نہ ہو (۶) عقد موالات میں وراثت و دیت کی وضاحت ہو۔ تاہم معاہدہ کو قبول کرنے والے کے لیے صرف ایک شرط ہے وہ عاقل ہونا ہے۔

آپ نے اس ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے: **وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ط وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاتُوهُمْ نَصِيْبَهُمْ ط (النساء: ۳۳)** اور ہر وہ مال جو والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں ہم نے وارث متعین کر دیے ہیں اور جن لوگوں سے تم معاہدہ کرتے ہو ان کو ان کا حصہ دو۔“ مطلب یہ ہے کہ وراثت کی موجودگی میں ”عقد موالات“ معتبر نہیں ہوگا اور رشتہ دار لوگ ہی وارث قرار پائیں گے۔ جب کوئی وارث نہ ہو تو عقد موالات معتبر ہوگا اور وارث وہ شخص ہوگا جس سے عقد موالات کیا گیا ہو۔

جب کوئی خوش نصیب آدمی اسلام قبول کرتا ہے۔ وہ اپنے خاندان سے الگ ہو جاتا ہے اور وقتی طور پر بے سہارا ہوتا ہے۔ جس کے ہاتھ پر وہ قبول اسلام کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اس سے عقد موالات کرتا ہے تو جائز ہے جس کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا ہو وہ اس کا وارث بنے گا۔ حدیث باب بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے۔

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ”عقد موالات“ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے: **”إِنَّمَا الْوِلَاةُ لِمَنْ أَعْتَقَ“** بیشک ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔ ”دیگر آئمہ کا کہنا ہے کہ مولی الموالات وارث نہیں ہوگا بلکہ ترکہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا جو حسب ضرورت مستحقین پر خرچ کیا جائے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کے مطابق اس روایت میں جو ولاء کا حصہ کیا گیا ہے وہ خاص ہے یعنی

ولاء عتاقہ ہے جو صرف آزاد کرنے والے کو ملے گی۔ مولی الموالات کو جو میراث دی جاتی ہے اس کا مدار الگ ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان کرنے والے آدمی نے نو مسلم کو کفر سے نکال کر اسلام میں داخل کیا اور گویا اس نے مردہ شخصیت کو زندہ کیا، پھر نو مسلم نے کوئی وارث نہ ہونے کی وجہ سے اس سے عقد موالات کیا ہے۔ وہ تاحیات نو مسلم کی معاونت و مدد بھی کرتا رہا ہے اور اس کی حیات و ممات کے زیادہ قریب ہے۔ اگر نو مسلم کا کوئی بھی وارث نہ ہوتا تو اس کا ترکہ بیت المال میں جمع ہوتا لیکن اب اس نے عقد مولی الموالات کیا ہے تو اس کا اعتبار ہوگا جس کے ہاتھ پر اس نے قبول اسلام کیا تھا اور معاہدہ بھی کیا تھا اور اراثت اسے ملے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِبْطَالِ مِيرَاثِ وَلَدِ الزَّوْنَا

باب 21: ناجائز اولاد وارث نہیں ہوگی

2039 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيْثٍ: اَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بَحْرَةً اَوْ اَمَةً فَالْوَلَدُ وَوَلَدُ زَيْنَا لَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ

قَالَ اَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ ابْنِ لَهِيْعَةَ هَذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ

مَذَاهِبِ فُقَهَاءِ: وَالْعَمَلُ عَلٰى هَذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ وَوَلَدَ الزَّوْنَا لَا يَرِثُ مِنْ اَبِيْهِ

﴿﴾ عمرو بن شعيب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اگر کوئی شخص کسی آزاد عورت یا کسی کنیز کے ساتھ زنا کرے تو بچہ ولد الزنا شمار ہوگا نہ وہ کسی کا وارث ہوگا اور نہ کوئی اس کا وارث ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن لہیعہ کے علاوہ دیگر راویوں نے اس روایت کو عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا

ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ اپنے باپ کا وارث نہیں بن سکتا۔

شرح

ناجائز اولاد کا وارث نہ ہونا

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زنا سے نسب جاری نہیں ہوتا، صحت نسب تو ریث کی بنیاد ہے لہذا زانی اور اس کی اولاد کے درمیان سلسلہ تو ریث جاری نہ ہوگا۔ اگر زانی اپنی اولاد کو عطیہ یا تحفہ دے گا وہ اس کی مالک قرار پائے گی۔ غیر مسلم ممالک میں بیت المال قائم نہیں ہے وہاں زنا کی اولاد بیت المال کا مصرف بن سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَرِثُ الْوَلَاءَ

باب 22: کون شخص ولاء کا وارث بنے گا

2040 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

2039- اخرجه ابن ماجه (۹۱۷/۲): كتاب الفرائض: باب: في ادعاء الولد: لحدیث (۲۷۶۵) من طریق عمرو بن شعيب عن ابيه، فذكره۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَرِثُ الْمَالَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِي

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ولاء کا وارث وہ شخص بنے گا جو مال کا وارث ہوگا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح

ولاء کا وارث کون بنے گا؟

آزاد شدہ غلام فوت ہو جانے کی صورت میں اس کی وراثت کا مالک کون ہوگا؟ اس بارے میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ سب سے قبل ذوی الفروض کو وراثت ملے گی۔ بعد میں عصبہ نسبی کو دی جائے گی۔ ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو عصبہ نسبی یعنی آزاد کنندہ کو ملے گی اور وہ موجود نہ ہو تو آزاد کنندہ کے ورثاء کو ملے گی۔ عورتوں کو ولاء سے حصہ نہیں ملے گا مگر آزاد کنندہ عورت ہو تو اسے حصہ ملے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

باب 23: خواتین، ولاء کی وارث نہیں ہوں گی

2041 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ أَبُو مُوسَى الْمُسْتَمَلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رُوْبَةَ التَّغْلِبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَسْرِ النَّصْرِيِّ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْمَرْأَةُ تَحُورُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَا عَنَتَ عَلَيْهِ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ

﴿﴾ حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عورت تین (قسم کے) ترکوں کی وارث ہوتی ہے اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کے ترکے کی، جس بچے کو اس نے اٹھا کر پالا ہو اس کی (وارث بنتی ہے) اور اس کی وہ اولاد جس کے حوالے سے اس نے اپنے شوہر کے ساتھ لعان کیا ہو۔
یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کے محمد بن حرب سے منقول ہونے کو صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2041- اضر جہ ابو داؤد (۱۳۹/۲): کتاب الفرائض: باب: میرات ابن الملائعۃ: حدیث (۲۹۰۶) و ابن ماجہ (۹۱۶/۲): کتاب الفرائض: باب: نعوز المرأة ثلاث موارث: حدیث (۲۷۴۲) و احمد (۲۹۰۱۰۶/۲) من طریق عبد الواحد بن عبد اللہ النصری: مذکرہ۔

شرح

خواتین کو ولاء سے حصہ ملنے کی صورتیں

آزاد شدہ غلام فوت ہو جانے پر اس کے مال وراثت کو ”ولاء“ کہا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق آٹھ صورتوں میں خواتین کو ولاء سے حصہ مل سکتا ہے؛ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) خواتین نے غلام کو آزاد کیا ہو (۲) خواتین کے آزاد کیے ہوئے غلام نے آگے کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔ (۳) خواتین نے کسی غلام کو اپنا مکاتب بنایا ہو۔ (۴) خواتین کے مکاتب نے آگے مزید کسی کو مکاتب بنایا ہو (۵) خواتین نے کسی غلام کو مد برقرار دیا ہو۔ (۶) خواتین کے مد برنے آگے کسی کو مد بر بنایا ہو (۷) خواتین کے آزاد کردہ غلام نے ولاء حاصل کی ہو (۸) خواتین کے آزاد کردہ غلام کے آزاد غلام نے ولاء حاصل کی ہو۔

حدیث باب کے مطابق وہ عورت جس نے بچہ کے بارے میں اپنے شوہر سے لعان کیا ہو اور نکاح کا تعلق ختم کر دیا ہو اور بچے کا نسب ماں کے ساتھ جوڑا گیا ہو تو وہ بچہ اور ماں ایک دوسرے کے وارث قرار پائیں گے۔
سوال: حدیث باب کے مطابق عورت لقیط یعنی پڑے ہوئے بچے کی میراث بھی سمیٹتی ہے اس طرح عورتوں کے ولاء سمیٹنے کی دس صورتیں ہونی چاہیے؟

جواب: محدثین نے لقیط میں توریث کی صورت کو بیت المال کے مصرف پر محمول کیا ہے اس طرح کل صورتیں دس نہیں بلکہ نو ہونیں۔



کِتَابُ الْوَصَايَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

وصیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لفظ: الوصایا، وصیۃ کی جمع ہے۔ وصیت پختہ عہد ہوتا ہے جو ورثاء موصی کے مرنے کے بعد پورا کرتے ہیں۔ عام طور پر وصیت تبرع ہے یعنی موصی کسی منفعت کے بغیر کسی کو کوئی چیز پیش کرتا ہے۔ یہ تبرعات چار قسم کی ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) صدقہ: اس تبرع سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مقصود ہے۔

(۲) ہدیہ: اس تبرع سے اس شخص کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے جسے چیز پیش کی گئی ہو۔

(۳) وصیت: کوئی شخص مرتے وقت اپنے رشتہ سے یہ معاہدہ کر لیتا ہے کہ میری وراثت سے اتنا حصہ فلاں شخص کو بطور تعاون دیا جائے۔

(۴) وقف: باقی رہنے والی جائیداد کو اس طرح محفوظ کر دینا کہ اس کے منافع لوگوں کے لیے صدقہ جاریہ ہوں۔

وصیت کی حکمت: کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے اسے مالک مجازی بنایا گیا ہے۔ اس ملکیت کے سبب انسانوں میں اختلافات، جھگڑے، عداوتیں اور قتل و غارت کے بازار گرم ہوتے ہیں۔ انسان کے علاوہ دوسری مخلوق یعنی چرند اور پرند وغیرہ میں تملیک کا سلسلہ جاری نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ صرف انسان اپنے مملوکہ مال و متاع کی وصیت کرنے کا مجاز ہے۔

وصیت صرف ثلث مال کی اور غیر وارث کے لیے جائز ہونا: انسان اپنی زندگی میں اپنے ثلث مال یا اس سے کم مال کی وصیت کرنے کا مجاز ہے اس سے زائد یا کل مال کی وصیت جائز نہیں ہے بلکہ باطل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں ورثاء کی حق تلفی اور نقصان ہوگا۔ وہ عمل جس کے سبب کسی کی حق تلفی یا نقصان ہو وہ ممنوع و حرام ہے۔ یہ وصیت بھی غیر وارث کے حق میں جائز ہے کیونکہ وارث کے حق میں وصیت کرنے سے ورثاء میں نفرت اور عداوت پیدا ہوگی۔

وصیت کے ارکان: وصیت کے ارکان تین ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- موصی (وصیت کنندہ): اس کے لیے شرط یہ ہے کہ عاقل و بالغ ہو اور وصیت غلطی سے یا جبراً یا مذاق سے نہ کی ہو۔ علاوہ ازیں وہ مال کے برابر مقروض بھی نہ ہو۔

۲- موصی لہ (جس کے حق میں وصیت کی گئی ہو) اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وصیت کے وقت وہ بقید حیات ہو مالک بننے کا اہل ہو اس نے موصی کو عملاً قتل نہ کیا ہو اور موصی لہ معلوم ہو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو۔

۳- موصی بہ (جس بات کے بارے میں وصیت کی گئی ہو): اس کے لیے شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں وصیت کی ہو

وہ ملکیت میں آسکتی ہو خواہ وہ مال و زر ہو یا منفعت ہو۔ وصیت کے وقت موصلیٰ بہ کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ البتہ موصلیٰ بہ کا صرف ایک تہائی ہونا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: وصیت کے دو درجات ہیں:

- (۱) واجب: اگر کسی شخص کے ذمہ قرض ہو یا کوئی حق ہو تو وصیت کرنا واجب ہے۔
- (۲) اگر مصارف خیر سے متعلق ہو مثلاً کسی غریب یا عزیز یا یتیم کی مالی معاونت مقصود ہو تو وصیت کرنا مستحب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

باب 1: ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرنا

2042 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي

وَقَاصٍ عَنِ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثِي مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالْشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ إِذَا تَدَعَيْتَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِمَّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ فِيهَا حَتَّى اللَّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي أَمْرَاتِكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفُ عَنْ هَجْرَتِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ بَعْدِي فَتَعْمَلْ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَزِدَّتْ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخْلَفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضْرَبَ بِكَ الْخَرُونَ اللَّهُمَّ امْضِ لِأَصْحَابِي هَجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ يَرِثُنِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

في الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ

مذاهب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يُوصِيَ بِأَكْثَرِ مِنَ الثُّلُثِ وَقَدْ

اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ

2042- أخرجه مالك في (الموطأ) (٢/٧٦٢): كتاب الوصية: باب: الوصية في الثلث لا تنفذ حديث (١٤) و البخاري (٣/١٩٦): كتاب الجنائز: باب: رثاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن خولة حديث (١٢٩٥) و مسلم (٣/١٢٥٠/١٢٥١): كتاب الوصية: باب: الوصية بالثلث حديث (١٦٢٨/٥) و ابوداؤد (٢/١٢٥) كتاب الوصايا: باب: ما جاء فيما يجوز للموصي في ماله حديث (٢٨٦٤) و النسائي (٦/٢٤١/٢٤٢/٢٤٣): كتاب الوصايا: باب: الوصية بالثلث حديث (٣٦٢٦/٣٦٢٧/٣٦٢٨/٣٦٢٩/٣٦٣٠/٣٦٣١) و ابن ماجه (٢/٩٠٤): كتاب الوصايا: باب: الوصية بالثلث حديث (٢٧٠٨) و احمد (١/١٧٢/١٧٣/١٧٤/١٧٥/١٧٦/١٧٧/١٧٨) و البخاري في (الدرر المنيرة) (٥١٧) و المبيد (١/٣٦) حديث (٦٦) و الدارمي (٢/٤٠٧): كتاب الوصايا: باب: الوصية بالثلث و سعد بن حبيب (٧٦/٧٥) حديث (١٣٣) من طريق عامر بن سعد فذكره.

﴿﴾ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا اتنا بیمار ہوا کہ موت کے قریب پہنچ گیا نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنے تمام مال کی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے) کی وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: اپنے دو تہائی مال کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: نصف مال کے بارے میں کر دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں کر دوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک تہائی کے بارے میں کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے تم اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں غریب چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں، تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا، یہاں تک کہ جو کچھ بھی تم اپنی پیوی کے منہ میں ڈالو گے (تمہیں اس کا بھی اجر ملے گا)۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی ہجرت میں پیچھے رہ جاؤں گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میرے بعد بھی زندہ رہو گے اور ایسا عمل کرو گے جس کے ذریعے تم اللہ کی رضا چاہو گے اور اس کے نتیجے میں تمہاری قدر و منزلت اور مرتبے میں اضافہ ہوگا۔ ہو سکتا ہے: تم میرے بعد بھی زندہ رہو اور بہت سے لوگ تم سے نفع حاصل کریں اور بہت سے لوگوں کو تمہارے ذریعے نقصان حاصل ہو (پھر آپ ﷺ نے دعا کی) ”اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو برقرار رکھ اور انہیں ایڑھیوں کے بل واپس نہ لوٹا“۔

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) لیکن سعد بن خولہ پر افسوس ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے ان پر افسوس کا اظہار اس لیے کیا کیونکہ ان کا انتقال مکہ میں ہو گیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے

یعنی آدمی کو اپنے مال کے بارے میں ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ بعض اہل علم نے اس بات کو مستحب

قرار دیا ہے: ایک تہائی سے بھی کم مال کی وصیت کرنے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔

شرح

تہائی مال کی وصیت جائز ہونا

فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تہائی مال یا اس سے کم مال کی وصیت کرنا جائز ہے لیکن اس سے زائد یا کل مال کی وصیت ممنوع ہے۔ یہ قانون فطرت ہے کہ جب کوئی شخص علالت کا شکار ہوتا ہے اور اسے موت دکھائی دیتی ہے تو ورثاء کی نظریں مال وراثت کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں۔ ورثاء کا حق متعلق ہو جاتا ہے اور اغیار کے نام وصیت کر کے ورثاء کو اس سے مایوس کرنا درست نہیں ہے، البتہ اگر کسی کی غمخواری یا مالی اعانت یا صدقہ جاریہ مقصود ہو تو تہائی مال کی وصیت جائز رکھی گئی ہے۔ تاہم جب کوئی بھی شخص وراثت کا حقدار موجود نہ ہو تو کل مال کی وصیت کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی کا قرض نہ دینا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ

باب 2: وصیت میں (کسی وارث کو) ضرر پہنچانا

2043 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةَ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ

ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ (مَنْ بَعَدَ وَصِيَّةً يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍ وَوَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ) إِلَى قَوْلِهِ (ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الَّذِي رَوَى عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ جَابِرٍ هُوَ جَدُّ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی مرد یا کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں پھر جب موت ان کے قریب آتی ہے تو وہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچاتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے سامنے یہ آیت پڑھی۔

”وصیت کے بعد جو کی گئی ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد کوئی نقصان پہنچائے بغیر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔“

یہ آیت یہاں تک ہے ”یہ بڑی کامیابی ہے“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

نصر بن علی جنہوں نے اسے اشعث بن جابر کے حوالے سے نقل کیا ہے یہ نصر جہضمی کے دادا ہیں۔

شرح

وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانے کی وعید

وصیت کرتے وقت ورثاء کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ بذریعہ وصیت نقصان پہنچانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) تہائی مال سے زائد یا کل مال کی وصیت کرنا

2043- اضرہ ابو داؤد (۱۲۷/۲، ۱۲۶/۲): کتاب الوصایا: باب: کراۃ الاضرار بالوصیة: حدیث (۲۸۶۷) و ابن ماجہ (۹۰۲/۲): کتاب الوصایا: باب: العیف فی الوصیة: حدیث (۲۷۰۴) و احمد (۲۷۸/۲) من طریق الاثعث بن عبد اللہ بن جابر عن شہر بن حوشب فذکرہ۔

(۲) کسی وارث کے حق میں وصیت کرنا

(۳) نوٹ: یہ دونوں صورتیں ناقابل عمل اور شرعاً باطل ہیں

(۳) مرض موت کے دوران کسی وارث یا غیر وارث کو مال بطور عطیہ دینا

(۴) اپنی زندگی میں اپنے ورثاء میں سے بعض کو زیادہ بعض کو کم مال دینا اور یا بعض کو محروم کرنا۔

اس نقصان کی وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ خواہ کوئی شخص زندگی بھر اطاعت الہی اور اسلامی اصولوں کی پابندی کرتا رہا مگر وصیت کے وقت وہ ورثاء کو نقصان پہنچائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ علاوہ ازیں ایک حدیث میں بایں الفاظ وعید بیان کی گئی ہے:

مَنْ قَطَعَ مِيرَاتٍ وَارِثِهِ قَطَعَ اللَّهُ مِيرَاتَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۳۰۷۸)

”جس شخص نے اپنے وارث کو وراثت سے محروم کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کی وراثت سے محروم کر دے گا۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

باب 3: وصیت کی ترغیب دینا

2044 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ مَا يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس مسلمان کے پاس کوئی ایسی چیز

موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو تو اسے اس بات کا حق حاصل نہیں ہے: کہ دو راتیں گزر جائیں (اور اس نے وصیت نہ لکھی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ روایت زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سالم کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت

کی گئی ہے۔

2044- اخرجہ مالک فی (الموطأ) (۷۶۱/۲): کتاب الوصایا: باب: الامر بالوصیة حدیث (۱) و البخاری (۴۱۹/۵): کتاب الوصایا: باب:

الوصایا وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصیة الرجل مکتوبة عنده حدیث (۲۷۲۸) و مسلم (۱۳۴۹/۲): کتاب الوصیة حدیث

(۱۶۲۷/۳۱) و ابوداؤد (۱۲۵/۲): کتاب الوصایا: باب: ما جاء فیما یومر به من الوصیة حدیث (۲۸۶۲) و ابن ماجہ (۹۰۱/۲): کتاب الوصایا:

باب: العت علی الوصیة حدیث (۲۶۹۹) و النسائی (۲۳۹/۶): کتاب الوصایا: باب: الکراهیة فی تأخیر الوصیة حدیث (۳۶۱۵-۳۶۱۶)

(۳۶۱۷) و احمد (۵۷/۵۰-۵۷/۸۰) و المسندی (۲۰۶/۲) حدیث (۶۹۷) و الدارمی (۴۰۲/۲): کتاب الوصایا: باب: من استحب الوصیة من

طریقہ نافع: مذکورہ۔

شرح

وصیت کی اہمیت و ترغیب

حدیث باب میں وصیت کرنے کی ترغیب و اہمیت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اس نظریہ کا شکار نہیں ہونا چاہیے کہ ابھی زندگی کافی ہے بڑھاپا آئے گا۔ موت کا وقت قریب آنے پر وصیت کر دی جائے گی اور قبل از وقت وصیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ اور فکر بالکل باطل ہے کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور یہ جوانی بڑھاپے اور مرض کا انتظار نہیں کرتی لہذا وصیت نامہ تیار کرنے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ تعمیل سے کام لیتے ہوئے فوراً مرتب کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُوصِ

باب 4: نبی اکرم ﷺ نے کوئی وصیت نہیں کی تھی

2045 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَطْنٍ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ

مِغُولٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ

متن حدیث: قَالَ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قُلْتُ كَيْفَ كَتَبَتِ الْوَصِيَّةُ وَكَيْفَ أَمَرَ النَّاسَ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغُولٍ

﴿﴾ طلحہ بن مصرف بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں میں نے کہا: لوگوں پر وصیت کیوں لازم کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو اس کا حکم کیوں دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی کتاب (پر عمل پیرا ہونے کی) وصیت کی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف مالک بن مغول کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

وصیت کرنا کتاب اللہ پر عمل ہے

حدیث باب کے مطابق جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں فرمائی تو یہ مامور بہ کیسے ہوئی؟

جواب: (۱) اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد موجود ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کے بارے میں لب کشائی کی

2045- أخرجه البخاری (۵/ ۴۲۰): کتاب الوصایا: باب الوصایا: وقول النبي صلى الله عليه وسلم وصية الرجل مكتوبة عنده- حدیث

(۲۷۴۰) وطرفاه فی: (۵۰۲۲/ ۴۴۶۰) ومسلم (۱۲۵۶/ ۲): کتاب الوصية: باب: ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصى فيه: حدیث (۱۶)

۱۷/ ۱۶۳۴) والنسائی (۶/ ۲۴۰): کتاب الوصایا: باب: هل اوصى النبي صلى الله عليه وسلم ا حدیث (۳۶۲۰) وابن ماجه (۲/ ۹۰۰): کتاب

الوصایا: باب: هل اوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم ا حدیث (۲۶۹۶) واحمد (۴/ ۲۵۵-۲۵۶-۲۸۱) والبيهقي (۲/ ۲۶۵): حدیث

(۷۳۲) والدارمی (۲/ ۴۰۲): کتاب الوصایا: باب: من لم يوص من طريق مالك بن مغول عن طلحة بن مصرف فذكره-

ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ وَالْوَصِيَّةُ لِلَّذِينَ وَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ (البقرہ: ۱۸۰) تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اور کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر۔“

(۲) حدیث باب میں دنیوی وصیت کی نفی ہے نہ کہ مطلق وصیت کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی وصیت ایک نہیں بلکہ کثیر فرمائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور وصیت کے الفاظ یہ ہیں: تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمُ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَ سُنَّةُ رَسُولِهِ (الحدیث) میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان پر عمل پیرا ہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ ایک کتاب اللہ (قرآن کریم) اور دوسری چیز اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے۔“

ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی وصیت نہیں فرمائی کیونکہ یہ وصیت آپ کی شایان شان نہیں تھی مگر دینی وصایا کثیر تعداد میں فرمائی تھیں جو مستند کتب احادیث میں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

باب 5: وارث کے لیے وصیت نہیں ہوتی

2046 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَهَنَادٌ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنَا شَرْحَبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ

الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ إِنْ اللَّهُ قَدْ أَعْطَى لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ التَّابِعَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا ثُمَّ قَالَ الْعَارِيَةُ مُوَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالذَّيْنُ مَقْضَى وَالزَّرْعِيمُ غَارِمٌ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ وَأَنَسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: وَرَوَايَةُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَأَهْلِ الْحِجَازِ لَيْسَ بِذَلِكَ فِيمَا تَفَرَّدَ بِهِ

2046- أخرجه أبو داود (۱۳۷/۲): كتاب الوصايا: باب: ما جاء في الوصية للوارث: حديث (۲۸۷۰) (۲/۳۱۹): كتاب البيوع: باب: في

تفسير العارية: حديث (۲۵۶۵) وابن ماجه (۱/۶۴۷): كتاب النكاح: باب: الولد للفراش وللعاهر الحجر: حديث (۲۰۰۷) و (۲/۷۷۰):

كتاب التجارات: باب: ما للمرأة من مال زوجها: حديث (۲۳۹۵) (۲/۸۰۱): كتاب الصدقات: باب: العارية: حديث (۲۳۹۸) (۲/۸۰۴):

كتاب الصدقات: باب: الكفالة: حديث (۲۴۰۵) (۲/۹۰۵): كتاب الوصايا: باب: لا وصية لوارث: حديث (۲۷۱۳) واحد (۲/۲۶۷) من

طريق شرحه شريفة بن مسلم الخولاني: فذكره-

لأنه روى عنهم مناكير وروايتُهُ عن أهل الشام أصحُّ هكذا قال مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ أَصْلَحُ حَدِيثًا مِنْ بَقِيَّةِ وَلِيقِيَّةِ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثَّقَاتِ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ سَمِعْتُ زَكَرِيَّا بْنَ عَدِيٍّ يَقُولُ قَالَ أَبُو اسْحَقَ الْفَزَارِيُّ خُذُوا عَنِ بَقِيَّةِ مَا حَدَّثَ عَنِ الثَّقَاتِ وَلَا تَأْخُذُوا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ مَا حَدَّثَ عَنِ الثَّقَاتِ وَلَا عَنْ غَيْرِ الثَّقَاتِ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبے کے دوران یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے تو وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی بچہ شوہر کا ہوگا اور زنا کرنے والا محروم ہوگا اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو شخص خود کو اپنے باپ کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب کرے یا اپنے آزاد کرنے والے آقا کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب کرے تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی جو قیامت تک چلتی رہے گی۔

کوئی بھی عورت اپنے گھر سے اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ کھانے کی چیز بھی نہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ہمارے اموال میں سے سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مانگی ہوئی چیز دوہنے کے لیے ادھار لیے ہوئے جانور کو واپس کیا جائے، قرض واپس کیا جائے اور ضامن اس چیز کا ذمہ دار ہوگا جس چیز کی اس نے ضمانت دی ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمرو بن خارجہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے دیگر اسناد کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔ اسماعیل بن عیاش نے اہل عراق اور اہل حجاز سے جو روایات نقل کی ہیں وہ زیادہ مستند نہیں ہیں۔ بطور خاص وہ روایات جنہیں نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں کیونکہ ان کے حوالے سے منکر روایات منقول ہیں تاہم انہوں نے اہل شام کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں وہ مستند ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری نے یہی بات بیان کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حسن کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن عیاش نامی راوی بقیہ کے مقابلے میں زیادہ مستند روایات نقل کرتے ہیں: کیونکہ بقیہ نے ثقہ راویوں کے حوالے سے بہت سی منکر روایات نقل کی ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن (یعنی امام دادی) کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے زکریا بن عدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابو اسحق فزاری نے یہ بات بیان کی ہے: بقیہ نے ثقہ راویوں سے جو

روایات نقل کی ہیں انہیں حاصل کر لو لیکن اسماعیل بن عیاش جو بھی حدیث بیان کرے خواہ وہ ثقہ راوی کے حوالے سے بیان کرے یا غیر ثقہ راوی کے حوالے سے بیان کرے اسے اختیار نہ کرو۔

2047 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

غَنَمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَلَى نَاقَتِهِ وَأَنَا تَحْتَ جَرَانِهَا وَهِيَ تَقْصَعُ بِجِجْرَتِهَا وَإِنَّ لُعَابَهَا يَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَمَنْ أَهْلَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ رَغْبَةً عَنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

قال: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا أَبَالِي بِحَدِيثِ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ
قول امام بخاری: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ فَوَثَّقَهُ وَقَالَ إِنَّمَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ ابْنُ

عَوْنٍ ثُمَّ رَوَى ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر خطبہ دیا میں اس کی گردن کے نیچے کھڑا تھا اور وہ جگالی کر رہی تھی اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان گر رہا تھا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اس لیے وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی اور بچہ شوہر کا ہوگا اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی۔ اور جو شخص خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا اپنے آزاد کرنے والے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے ان سے منہ پھیرتے ہوئے تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔

احمد بن حسن کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں شہر بن حوشب کی نقل کردہ روایت کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے شہر بن حوشب کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے اس کی توثیق کی اور بولے: ابن عون نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے، لیکن پھر ابن عون نے ہلال بن ابوزینب کے حوالے سے شہر بن حوشب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2047- اخرجه النسائي (٢٤٧/٦): كتاب الوصايا: باب: ابطال الوصية للوارث: حديث (٣٦٤١، ٣٦٤٢) وابن ماجه (٩٠٥/٤): كتاب الوصايا: باب: لا وصية لوارث: حديث (٢٧١٢) واصلد (١٨٦/٤، ٢٣٨، ٢٣٩) و الدارمي (٢٤٤/٢): كتاب السير: باب: في الذي ينتمى الى غير مواليه (٤١٩/٢): كتاب الوصايا: باب: الوصية للوارث: من طريق شهر بن حوشب عن عبد الرحمن بن غنم: فذكره-

شرح

وارث کے حق میں وصیت کرنے کی ممانعت

عہد جہالت میں تقسیم وراثت کے حوالے سے معقول قواعد و ضوابط نہیں تھے بلکہ اس کا مدار صرف وصیت پر تھا۔ لوگ وصیت کرتے وقت وراثت کے حقداروں کے حقوق کو پیش نظر نہیں رکھتے تھے۔ وراثت کو محروم کر دیتے یا کم حصہ دیتے اور دوسرے لوگوں کو نواز دیتے تھے۔ اس ظلم و زیادتی کے سدباب اور اصلاح کی اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ اسلام نے علم میراث کے حوالے سے جامع نظام فراہم کیا اور ظلم کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ اس بارے میں ارشادِ ربانی ہے: **يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلَا يُؤْتِيهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الشُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَتْهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ الشُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دِينٍ ۗ** **أَبَاؤُكُمْ وَ أَبْنَاؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفَعًا ۚ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝** (النساء: ۱۱) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر صرف لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے زیادہ تو ان کو ترکہ کی دو تہائی۔ اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا۔ میت کے والدین میں سے ہر ایک کو اس کے ترکہ کا چھٹا حصہ اگر میت کی اولاد ہو اگر اس کی اولاد نہ ہو اور والدین چھوڑے تو ماں کا تہائی حصہ ہوگا۔ اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد پورا کرنے اس وصیت کے جو اس نے کی ہو اور قرض ادا کرنے کے۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کو کیا علم کہ ان میں سے تمہارے کون زیادہ کام آئے گا۔ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔“

احادیث باب اور نص قرآنی سے عیاں ہو جاتا ہے کہ وصیت صرف ثلث مال کی روا ہے اور وہ بھی غیر وراثت میں سے کسی کے بارے میں کی جاسکتی ہے لیکن کسی وارث کے حق میں وصیت کرنا منع ہے کیونکہ اس سے دیگر وراثت کی حق تلفی ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے نظام میراث میں تمام لوگوں کے حقوق کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور کسی کی حق تلفی نہیں کی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ يُبْدَأُ بِالذِّينِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

باب 6: وصیت (پوری کرنے) سے پہلے قرض ادا کیا جائیگا

2048 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْحَارِثِ

عَنْ عَلِيٍّ

مَنْ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالذِّينِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنْتُمْ تَقْرُونَ الْوَصِيَّةَ قَبْلَ الذِّينِ

مَذَاهِبُ فُقَهَاءٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالذِّينِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے وصیت (پوری کرنے) سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ دیا

2048- اضرحة ابن ماجہ (۲/۹۰۶): کتاب الوصایا: باب: الذین قبل الوصیة، حدیث (۲۷۱۵) (۲/۹۱۵): کتاب الفرائض: باب: باب میراث العیبة، حدیث (۲۷۳۹) (۱/۱۶۴، ۱/۱۷۹، ۱/۱۸۴) و الصمدی (۱/۲۱۰، ۱/۲۱۰) حدیث (۵۶۰۵) - من طریق ابوالیمان عن العارث، مذکرہ۔

ہے۔ جب کہ تم لوگ جو آیت تلاوت کرتے ہو اس میں وصیت کا حکم قرض سے پہلے ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) عام اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی وصیت (پوری کرنے) سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔

شرح

قرضہ وصیت سے پہلے ادا کرنا

سب سے قبل میت کے کفن و دفن کا اہتمام کیا جائے گا پھر اس کا قرض ادا کیا جائیگا۔ بعد ازاں ثلث مال سے وصیت پوری کی جائے گی۔ بعد میں ذوی الفروض اور عصباء وغیرہ میں حسب حصص ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ ترکہ سے قرض کی ادائیگی قبل از وصیت ہوگی۔ قرآن کریم میں وصیت کا تذکرہ قرض سے پہلے کیا گیا ہے وہاں ترتیب مقصود نہیں ہے بلکہ تاکید مراد ہے۔ میت کے قرض کی کل تین صورتیں بنتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- ترکہ قرض کے مساوی ہو: اس صورت میں کل ترکہ سے قرض ادا کیا جائے گا نہ وصیت پوری ہوگی اور نہ وراثت میں تقسیم ہوگا۔

۲- ترکہ قرض سے زیادہ ہو: ترکہ سے قرض ادا کر کے وصیت پوری کی جائے گی اور باقی ماندہ ترکہ علم میراث کے اصولوں کے مطابق وراثت میں تقسیم کیا جائے گا۔

۳- ترکہ قرض سے کم ہو: کل ترکہ قرض خواہوں میں ان کے قرض کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا نہ وصیت پوری کی جائے گی اور نہ وراثت کو ملے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَصَدَّقُ أَوْ يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ

باب 1: جو شخص مرتے وقت صدقہ کرنے کی تلقین کرے یا کوئی غلام آزاد کر دے

2049 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَوْصَى إِلَيَّ أَحْسَى بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَّالِهِ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ إِنَّ أَحْسَى أَوْصَى إِلَيَّ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَّالِهِ فَأَيْنَ تَرَى لِي وَضَعَهُ فِي الْفُقَرَاءِ أَوْ الْمَسَاكِينِ أَوْ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ أَمَا أَنَا فَلَوْ كُنْتُ لَمْ أَعْدِلْ بِالْمُجَاهِدِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَثَلُ الَّذِي يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2049- اخرجہ ابوداؤد (۲/ ۴۲۰): کتاب العتق: باب: فی فضل العتق فی الصلوة حدیث (۳۹۶۸) والنسائی (۶/ ۳۳۸): کتاب الوصایا: باب: الکسوف فی تأخیر الوصیة حدیث (۳۶۱۴) واصلد (۵/ ۱۹۶-۱۹۷) (۶/ ۴۴۸) و الدارمی (۲/ ۴۱۳): کتاب الوصایا: باب: من اصاب الوصیة ومن کردا و عبد بن حمید (۹۹) حدیث (۲۰۲) من طریق ابواسحاق عن ابی حبیبة الطائی: فذکرہ۔

﴿﴾ حضرت ابو حبیہ طائی بیان کرتے ہیں: میرے بھائی نے مجھے اپنے مال کے ایک حصے کے بارے میں وصیت کی، میری ملاقات حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے یہ کہا: میرے بھائی نے مجھے اپنے مال کے ایک حصے کے بارے میں وصیت کی ہے تو آپ میرے لیے کیا مناسب سمجھتے ہیں: میں اسے غریبوں اور مسکینوں میں یا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں پر خرچ کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں کسی بھی شخص کو مجاہدین کے برابر نہیں سمجھتا لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مرتے ہوئے غلام کو آزاد کرے تو اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی شخص نے بھرے ہوئے پیٹ والے شخص کو کوئی (کھانے کی) چیز تخفے کے طور پر دی ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2050 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ

متن حدیث: أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَصَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكَ كِتَابَتِكَ وَيَكُونَ لِي وَلَاؤُكَ فَعَلْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ بِرَبْرِةَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَأْنُ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكَ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكَ فَلْتَفْعَلْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرُ طُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ اشْتَرَطَ شُرُطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةً مَرَّةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيَسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ ان کے پاس مدد مانگے کے لیے آئی تاکہ وہ اس کی کتابت کا معاوضہ ادا کریں کیونکہ وہ اپنی کتابت کا کچھ معاوضہ ادا نہیں کر سکتی تھی تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا: تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اگر وہ پسند کرے تو میں تمہاری کتابت کا معاوضہ تمہاری طرف سے ادا کر دیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق میرے پاس رہے گا۔ بریرہ نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالک سے کیا تو انہوں نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے یہ کہا: اگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں تو وہ تمہاری طرف سے ادا نیگی کر سکتی ہیں لیکن تمہاری ولاء کا حق ہمیں حاصل رہے گا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو

2050- اضر جہ مالک فی (الموطا) (۷۸۱/۷۸۰/۲): کتاب العتق و الولاء: باب مصير الولاء لمن اعتموه: حدیث (۱۷) و البخاری (۱/۶۵۵): کتاب الصلاة: باب: ذکر البيع و الشراء على المنبر في المسجد: حدیث (۴۵۶) و اطرافہ فی: (۱۶۹۳/۲۱۵۵/۲۱۶۸/۲۱۵۶/۲۵۶۶/۲۵۶۷/۲۵۶۸/۲۵۶۹/۲۵۷۰/۲۵۷۱/۲۵۷۲/۲۵۷۳/۲۵۷۴/۲۵۷۵/۲۵۷۶/۲۵۷۷/۲۵۷۸/۲۵۷۹/۲۵۸۰/۲۵۸۱/۲۵۸۲/۲۵۸۳/۲۵۸۴/۲۵۸۵/۲۵۸۶/۲۵۸۷/۲۵۸۸/۲۵۸۹/۲۵۹۰): کتاب العتق و الولاء: باب: انما الولاء لمن اعتموه: حدیث (۱۵۰۴/۹/۸۰۷/۶) و ابو داؤد (۱/۶۷۸): کتاب الطلوع: باب: فی السلوكة تعتق و فی تمتع حرا و عبدا: حدیث (۲۲۳۳/۲) (۴۱۵/۲): کتاب العتق: باب: فی بیع المكاتب اذا فسخت الكتابة: حدیث (۳۹۳۹/۲۹۳۰) و النسائی (۶/۱۶۶/۱۶۵): کتاب الطلوع: باب: خيار الامة تعتق و زوجتها مملوك: حدیث (۲۴۵۱/۲۴۵۲) (۲۰۵/۷) (۲۰۶/۷) کتاب البيوع: باب: بیع المكاتب: حدیث (۴۶۵۵/۱) باب: المكاتب بیع قبل ان يقضى من كتابته شيئا: حدیث (۴۶۵۶) و ابن ماجه (۲/۸۴۲/۸۴۳): کتاب العتق: باب: المكاتب: حدیث (۲۵۲۱) و احمد (۶/۳۳/۸۱/۸۲/۸۳/۲۰۶/۲۱۳/۲۶۹/۲۷۱) من طريق عروة بن الزبير: فذكره۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اسے خرید کر آزاد کر دو، کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو ملتا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ اس طرح کی شرطیں عائد کرتے ہیں جس کی اجازت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے، جو شخص کوئی ایسی شرط عائد کرے جس کی اجازت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو تو اسے اس کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا، اگرچہ اس نے سو مرتبہ شرط عائد کی ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی گئی ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی ولاء کا حق اس (غلام یا کنیر) کے آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

شرح

وفات کے وقت صدقہ و خیرات کرنا اور غلام آزاد کرنا

جب کوئی شخص بوڑھا ہو جائے، مرض وفات کا شکار ہو جائے اور موت سامنے دکھائی دے رہی ہو۔ اس وقت وہ کوئی چیز بطور صدقہ و خیرات غرباء کو دے یا غلام آزاد کرے، اس کی یہ نیکی معتبر اور قابل ثواب تو ہوگی لیکن اسے اعلیٰ قسم کی عبادت یا نیکی نہیں کہا جا سکتا۔ اس نیکی کی حیثیت اس شخص کی نیکی سے مختلف نہیں ہے، جو پہلے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتا ہے اور باقی ماندہ کھانا غرباء میں تقسیم کر دیتا ہے۔ تاہم اعلیٰ اور کمال درجہ کی ریاضت یہ ہے کہ وہ جوانی کے عالم میں یا مرض وفات میں مبتلا ہونے سے قبل مساکین کے ساتھ کوئی مالی معاونت کرنے، صدقہ و خیرات کرنے اور یا غلام آزاد کرنے کی نیکی انجام دیتا۔

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی مسئلہ میں قرآنی نصوص کے منافی شرائط عائد نہیں کرنی چاہیے۔ نیز غلام کی ولاء اس کے آزاد کنندہ کو ملے گی، آزاد کنندہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔

کِتَابُ الْوَلَاءِ وَالْمَهْبَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

ولاء اور ہبہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ

باب 1: ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے

2051 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ

لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ أَوْ لِمَنْ وُلِيَ النِّعْمَةَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

◄◄ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا اس کے مالکان نے ولاء کی شرط رکھی تو نبی

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ولاء کا حق اس کو ہوتا ہے جو قیمت ادا کرتا ہے۔ (راوی کو شک ہے: شاید یہ الفاظ ہیں) جو نعمت کا مالک

ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

ولاء اور ہبہ کا مسئلہ

جب کوئی شخص اپنا غلام یا کنیز آزاد کرے تو ان کی وراثت آزاد کرنے والے کو ملے گی بشرطیکہ ان کے ورثاء میں سے ذوی الفروض اور عصبہ نسبی وغیرہ موجود نہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد شدہ آزاد کنندہ کے خاندان کا ایک مستقل فرد قرار پاتا ہے اور خاندان کے لوگ اس کی معاونت و نصرت کرتے ہیں۔ جب آزاد شدہ کا کوئی قریبی وارث موجود نہ ہو تو آزاد کنندہ اس کا وارث بنتا ہے اور

وہ بھی نہ ہو تو خاندان کے لوگ اس کی وراثت کے حقدار بنتے ہیں۔ آزاد شدہ غلام یا کنیز کی وراثت کو "ولاء" اور کسی معاوضہ کے بغیر محض ثواب کی نیت سے (خواہ ثواب مقصود نہیں ہو) کسی کو کوئی چیز دینے کو "ہبہ" کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهَيْتِهِ

باب 2: ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے کی ممانعت

2052 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ

بْنِ عُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَيْتِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَيْتِهِ

اِخْتِلَافِ سِنْدٍ: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ وَيُرْوَى عَنْ شُعْبَةَ

قَالَ لَوْ دِدْتُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دِينَارٍ حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَذِنَ لِي حَتَّى كُنْتُ أَقُومُ إِلَيْهِ فَأَقْبِلُ رَأْسَهُ وَرَوَى

يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ وَهَمٌّ وَهَمٌّ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ وَالصَّحِيحُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَتَفَرَّدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ولاء کو فروخت کرنے یا ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن دینار کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ روایت کے طور

پر جانتے ہیں۔

شعبہ سفیان ثوری رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ نے اسے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شعبہ فرماتے ہیں: میری یہ خواہش تھی کہ عبداللہ بن دینار نے جب اس حدیث کو بیان کیا تو وہ مجھے اجازت دیتے اور میں ان

کے سامنے کھڑا ہو کر ان کے سر کو بوسہ دیتا۔

یحییٰ بن سلیم نے اس روایت کو عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی

اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے اور یہ وہم پر مشتمل ہے جس کے بارے میں یحییٰ بن سلیم نامی راوی کو وہم ہوا ہے۔

صحیح روایت یہ ہے: یہ عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی

اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

کئی راویوں نے اسے عبداللہ بن عمرو کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسے روایت کرنے میں عبداللہ بن دینار منفرد ہیں۔

شرح

ولاء اور ہبہ فروخت کرنے کی ممانعت

ولاء ایک حق میراث ہے جو آزاد کنندہ کو غلام یا کنیز کے آزاد کرنے کے سبب ملتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پا جائے تو اس کے ورثاء میں سے کوئی ذوی الفروض اور عصبہ نسبی موجود نہ ہو اس صورت میں آزاد کنندہ عصبہ نسبی بن کر وراثت وصول کرتا ہے۔ اہل عرب اپنا حق ولاء اور ہبہ کی خرید و فروخت کے عادی تھے جس میں کئی ایک قباحتیں تھیں ان کے خاتمہ کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی خرید و فروخت سے منع کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ أَوْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ

باب 3: جو شخص اپنے آپ کو آزاد کرنے والے کے علاوہ یا اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی

طرف سے منسوب کرے

2053 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا

عَلِيٌّ فَقَالَ

متن حدیث: مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقَرُوهُ إِلَّا كِتَابَ اللَّهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ صَحِيفَةٌ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءٌ مِنَ الْجِرَاحَاتِ فَقَدْ كَذَبَ وَقَالَ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ غَيْرِ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحَدَتْ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَوْى مُحَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ عَلِيِّ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ عَلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2053- اخرجہ البخاری (۱۹۷/۴): کتاب فضائل المدينة: باب: حرم المدينة: حدیث (۱۸۷۰) (۶/۳۱۵): کتاب الجزية و الموارعة: باب: ذمہ المسلمین و موارعہم و اہدہ: یسعی بہا ادناہم: حدیث (۳۱۷۲) (۲۲۲/۲۲۲): کتاب الجزية الموارعة: باب: اثم من عاهد ثم غدر: حدیث (۳۱۷۹) (۱۲/۴۲/۴۳): کتاب الفرائض: باب: اثم من تبرأ من موالیه: حدیث (۶۷۵۵) (۱۳/۲۸۹/۲۹۰): کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة: باب: ما یکره من التمسق و التنازع و الفلوفی الدین و البدع: حدیث (۷۳۰۰) و مسلم (۲/۹۹۴/۹۹۵): کتاب الحج: باب: فضل المدينة: و دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا بالبرکة: حدیث (۱۳۷۰/۴۶۷) (۲/۱۱۴۷): کتاب العتق: باب: تحریم تولی العتق غیر موالیه: حدیث (۱۳۷۰/۲۰) و ابوداؤد (۱/۶۲۰/۶۲۱): کتاب المناکح: باب: فی تحریم المدينة: حدیث (۲۰۲۴) - من طریقہ ابراہیم التیمی عن ابیہ: مذکرہ۔

﴿﴾ ابراہیم تیمی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کو ہم پڑھ کے (لوگوں کو باتیں سناتے ہیں) تو ایسا نہیں ہے۔ ہمارے پاس صرف اللہ کی کتاب ہے اور یہ صحیفہ ہے جس میں اونٹوں کی دیت اور کچھ زخموں سے متعلق احکام ہیں جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ غلط سمجھتا ہے اور اس میں یہ بات بھی موجود ہے: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے مدینہ منورہ "عمیر" سے "ثور" تک حرم ہے جو شخص یہاں پہ کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔ اور اس میں یہ حکم بھی موجود ہے کہ جو شخص اپنے باپ یا اپنے آزاد کرنے والے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف خود کو منسوب کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہوگی اور اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں ہوگی اور مسلمانوں کی دی ہوئی پناہ یکساں حیثیت رکھتی ہے ان کا عام فرد بھی اسے پوری کرنے کی کوشش کرے گا۔

بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے ابراہیم تیمی کے حوالے سے حارث بن سوید کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

غیر آقا اور غیر باپ کی طرف منسوب کرنے کی ممانعت و وعید

ابتدائی دور سے یہ طریقہ چلا آ رہا تھا کہ آزاد شدہ غلام اپنی نسبت آزاد کنندہ کی طرف یا اس کے خاندان کی طرف کرتا تھا لیکن بعض آزاد شدہ اپنی نسبت غیر آقا کی طرف کرتے اور ان سے دوستی قائم کر لیتے تھے۔ اسلام نے اس سے منع کیا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح اپنا نسب نامہ بدل دینے یعنی حقیقی باپ کی جگہ دوسرے شخص (لے پالک وغیرہ کا) نام استعمال کرنا یا خاندان تبدیل کرنے کی ممانعت فرمادی ہے۔ مثلاً غیر سید کا اپنے آپ کو "سید" قرار دینا حرام ہے۔

حدیث باب کے حوالے سے چند اہم امور درج ذیل ہیں:

۱- اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنے کی وعید: جو شخص اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

۲- ثور (پہاڑ): یہ پہاڑ کہاں ہے؟ اس کے بارے میں دو قول ہیں:

(۱) مکہ میں ہے

(۲) یہ پہاڑ مدینہ میں بھی ہے۔ مفہوم حدیث: مکہ کے حرم کی طرح مدینہ کا بھی حرم ہے۔ غیر اور ثور دونوں پہاڑوں کے

درمیان کی جگہ مقدس و قابل احترام ہے۔ جہاں شکار کرنا، گھاس کاٹنا اور کسی جانور کو مارنا منع ہے۔

حرم مکہ اور حرم مدینہ کا حکم: حرم مکہ اور حرم مدینہ دونوں یکساں ہیں یا مختلف؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں حرم درجہ کے اعتبار سے یکساں ہیں۔ تاہم حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ حرم مدینہ میں شکار کی جزاء واجب قرار نہیں دیتے۔

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دونوں حرم کا درجہ مختلف ہے، حرم مدینہ طیبہ کو سرکاری چراگاہ کا درجہ حاصل ہے۔

۳- حدیث کا مفہوم: اس کا لغوی معنی ہے: نئی بات۔ اس کا شرعی معنی ہے: وہ نئی چیز جو قرآن و حدیث کی نصوص سے متصادم ہو یہ حرام ہے اور اس کا ارتکاب بھی حرام ہے۔ اگر وہ قرآن و حدیث کی نصوص سے متصادم نہ ہو وہ حرام نہیں ہے۔

فائدہ نافعہ: معصیت غلط اور برا کام ہر جگہ حرام ہوتا ہے جبکہ جائز عمل ہر جگہ روا ہوتا ہے۔ تاہم مقامات مقدسہ میں برے کام کے ارتکاب کی برائی میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً جھوٹ بولنا اور شراب پینا دونوں امور ہر جگہ حرام ہیں لیکن مسجد میں جھوٹ بکنا اور شراب پینا زیادہ گناہ ہیں۔

۴- صرف وعدل کا مفہوم: لفظ صرف کا حقیقی معنی ہے خرچ کرنا، استعمال میں لانا۔ اس کا مجازی معنی ہے کہ غیر واجب چیز کو اپنی ذات پر لازم کر لینا، مراد نفلی عبادت ہے۔ لفظ عدل کا لغوی معنی ہے: برابر۔ مجازی معنی ہے: لازم و ضروری امر کو پورا کر کے بری الذمہ ہو جانا۔ مراد فرض عبادت ہے۔ مطلب یہ ہے جو شخص غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ علاوہ ازیں قیامت کے دن اس کی نفلی اور فرض عبادت اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِي مِنْ وُلْدِهِ

باب 4: جو شخص اپنی اولاد کی نفی کر دے

2054 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فِزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيهَا أَوْرَقٌ قَالَ نَعَمْ إِنَّ فِيهَا لَوْرَقًا قَالَ أَنَّى آتَاهَا ذَلِكَ قَالَ لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهَا قَانَ فَهَذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو فزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ فام لڑکے کو جنم دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس سے

2054- اضرجه مسلم (۱۱۳۷/۲): کتاب اللعان، حدیث (۱۵۰۰/۱۹۱۸) و ابو داؤد (۶۸۷/۱): کتاب الطلاق، باب: اذا نكح في الولد، حدیث (۲۲۶۰) و النسائی (۱۷۹/۱۷۸/۶): کتاب الطلاق، باب: اذا عرض بامرأته و نكح في ولده و اراد الانقضاء، منه، حدیث (۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰) و ابن ماجه (۶۴۵/۱) کتاب النکاح، باب: الرجل يشك في ولده، حدیث (۲۰۰۲) من طريق الزهري عن سعيد بن المسيب-

دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں اس نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کے رنگ کیا ہیں اس نے جواب دیا: سرخ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ان میں خاکستری بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کہاں سے آ گیا اس نے عرض کی: ہو سکتا ہے کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ہو سکتا ہے: اسے بھی (یعنی تمہارے بچے کو بھی) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اپنی اولاد کے نسب کا انکار کرنا

گزشتہ باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا تھا کہ اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرنا حرام ہے اور ایسی حرکت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ حدیث باب میں اس کے برعکس مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ باپ کا اپنی اولاد کے نسب کا انکار کرنا بھی حرام ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ سفید تھا اور ان کے ہاں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ جن کا رنگ گندمی تھا اور لوگ مختلف رنگ دیکھ کر آپ کے نسب میں شک کرتے تھے۔ ایک قیافہ شناس نے محض پاؤں دیکھ کر دونوں کو باپ بیٹا قرار دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اور بیٹے کا ہم رنگ اور ہم شکل ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات نومولود کسی خاندانی بزرگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور شکل و صورت اپنا لیتا ہے۔ کسی دلیل قوی کے بغیر محض قیافہ یا شک کی بنا پر اولاد کا انکار کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح اولاد کا اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَافَةِ

باب 5: قیافہ شناسی کا بیان

2055 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقَ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَى أَنَّ

مُجَزَّزًا نَظَرَ إِنْفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ هَذِهِ الْأَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ رِوَايَةٍ: وَقَدْ رَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَزَادَ فِيهِ أَلَمْ

تَرَى أَنَّ مُجَزَّزًا مَرَّ عَلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَدْ غَطَّيَا رُؤُسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ

2055- اخرجه البخاری (۵۷/۱۲): کتاب الفرائض: باب: القائف: حدیث (۶۷۷۰، ۶۷۷۱) ومسلم (۱۰۸۱/۲، ۱۰۸۲): کتاب الرضاع: باب:

العمل بالعاق القائف الولد: حدیث (۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱) و ابوداؤد (۶۸۷/۱): کتاب الطلاق: باب: فی القافة: حدیث (۲۳۶۷) والنسائی

(۱۸۵/۶): کتاب الطلاق: باب: القافة: حدیث (۳۴۹۲، ۳۴۹۳) و ابن ماجه (۷۸۷/۲): کتاب الاحکام: باب: القافة: حدیث (۲۳۴۹)۔ من

طریق سفیان عن الزهري عن عروة به۔

الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَهَكَذَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَقَدْ اِخْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي إِقَامَةِ أَمْرِ الْقَافَةِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ بہت خوش تھے خوشی آپ ﷺ کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہیں پتہ ہے؟ قیافہ شناس شخص نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھ کر کیا کہا ہے؟ اس نے کہا ہے: یہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان بن عیینہ نے اس روایت کو زہری رحمہ اللہ کے حوالے عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: کیا تمہیں پتہ نہیں ہے: قیافہ شناس زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کے پاس سے گزرا ان دونوں نے اپنے سروں کو ڈھانپا ہوا تھا اور ان کے پاؤں ظاہر ہو رہے تھے تو وہ بولا: یہ پاؤں باپ بیٹے کے ہیں۔ یہی روایت سعید بن عبد الرحمن اور دیگر راویوں نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ یعنی قیافہ شناسی کے ذریعے حکم جاری کیا جاسکتا ہے۔

شرح

قیافہ شناسی سے ثبوت نسب میں مذاہب آئمہ

قیافہ شناسی کا مطلب یہ ہے کہ نومولود کے رنگ، شکل و صورت اور پاؤں کو دیکھ کر نسب کی صحت یا عدم صحت کا حکم لگانا۔ قیافہ شناسی دلیل ظنی ہے جس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہو سکتا۔

سوال یہ ہے کہ قیافہ شناسی سے نسبت ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قیافہ شناسی کا اعتبار ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیافہ شناس (جزز) کی بات کو معتبر قرار دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ خوش خوش گھر تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوشخبری بھی سنائی تھی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیافہ شناسی کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ آپ نے اس مشہور روایت سے استدلال کیا ہے۔ ”الْوَالِدُ لِلْفَرَّاشِ وَاللِّعَاقِبِ الْحَجَرُ“ ”بچہ شوہر کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔“ اسی طرح کسی اگر شخص نے اپنی بیوی تصور کرتے ہوئے غیر عورت سے جماع کر لیا تو وہ شخص بچے کا باپ نہیں بنے گا۔ تاہم اگر دو شخصوں کی ملک میں لونڈی ہو اور وہ دونوں اس سے جماع کرتے ہیں بچہ پیدا ہونے کی صورت میں وہ دونوں کا ہوگا۔ بچہ دونوں کا وارث بنے گا اور وہ دونوں باپ کی حیثیت سے اس کے وارث بنیں گے اور وراثت پائیں گے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب میں جو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا مذکور ہے، وہ خوشی قیافہ شناس پر اعتبار کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ خوشی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے منہ بولے بیٹے تھے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے محبوب تھے۔ ان کے رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے لوگ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب کے بارے میں مختلف باتیں کرتے تو آپ پر گراں گزرتا تھا۔ اب قیافہ شناس (مجزز) کے بتانے سے کم از کم لوگوں کے منہ تو بند ہوں گے۔

علاوہ ازیں اگر قیافہ شناسی معتبر ہوتی تو اس کے ذریعے پکڑے جانے والے چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا ملنی چاہیے تھی حالانکہ اس بات پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ قیافہ شناسی کی بنا پر پکڑے جانے والے چور کو سزا دینا درست نہیں ہے، جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ قیافہ شناسی غیر معتبر ہے۔

بَابُ فِي حَيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّهَادِي

باب 6: نبی اکرم ﷺ کا ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کے بارے میں ترغیب دینا

2056 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرَ عَنْ سَعِيدِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تَذْهَبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِحَارَتِهَا وَلَوْ شَقَّ فَرَسٌ شَاةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَأَبُو مَعْشَرَ اسْمُهُ نَجِيحٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو کیونکہ تحفے دل کی

ناراضگی کو دور کر دیتے ہیں اور کوئی بھی عورت اپنی پڑوسن کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا پایہ

(پاؤں) ہو۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

ابو معشر نامی راوی کا نام نجیح ہے یہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

بعض اہل علم نے ان کے حافظے کے حوالے سے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

شرح

ہدیہ لینے دینے کی اہمیت

اسلام محبت اور پیار والا دین ہے، جس میں باہم محبت پیدا کرنے والے امور کی تعلیم دی گئی ہے مثلاً سلام کرنا، سلام کا جواب

دینا، مریض کی عیادت کرنا، کسی معاملہ میں کسی کے کام آنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا اور بڑوں کا ادب و احترام کرنا۔ ان میں سے ایک

چیز حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ وہ ہے کسی کو ”ہدیہ“ پیش کرنا یا ہدیہ قبول کرنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ کی اہمیت

بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم باہم ہدیہ دیا کرو، کیونکہ اس سے دل کی کدورت ختم ہو جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: تَهَادَوْا تَحَابُّوا۔ تم باہم ہدیہ دو، اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ حدیث باب کے بعد والے جملہ میں ایک

اہم سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہدیہ اتنی اہمیت کی حامل چیز ہے جس سے دلوں کی کدورت ختم ہو جاتی ہے اور باہم محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے یہ دولت کوئی اہم اور قیمتی چیز بطور ”ہدیہ“ پیش کرنے سے حاصل ہوتی ہو؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ دولت کوئی بڑی یا قیمتی چیز بطور ہدیہ پیش کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ معمولی سے معمولی چیز پیش کرنے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے مثلاً کسی کے پاس بکری کے پائے ہوں وہ انہیں کسی کو بطور ”ہدیہ“ پیش کر دے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرَّجُوعِ فِي الْهَبَةِ

باب 7: ہبہ کو واپس لینا مکروہ ہے

2057 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُكْتَبِ عَنْ

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَثَلُ الَّذِي يُعْطَى الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَالْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَهُ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِي قَيْئِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی عطیہ دے اور پھر اسے

واپس لے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے: جب وہ کچھ کھائے اور سیر ہو جائے تو قے کر دے پھر اسے دوبارہ چاٹ لے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2058 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ

حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطَى عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطَى وَلَدَهُ وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطَى

الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَهُ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِي قَيْئِهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا يَحِلُّ لِمَنْ وَهَبَ هِبَةً أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيمَا أُعْطِيَ

وَلَدَهُ وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے: وہ کوئی عطیہ دینے کے بعد اسے واپس لے سوائے والد کے جو وہ

اپنی اولاد کو دیتا ہے اور جو شخص کوئی عطیہ دے کر اسے واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو کچھ کھاتا ہے اور جب وہ سیر

ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے اور پھر دوبارہ اس قے کو چاٹ لیتا ہے۔

2057- اضرجه ابو داؤد (۲/۲۱۴): کتاب الباء: الرجوع فی الرببة: حدیث (۲۵۲۹) والنسائی (۶/۲۰۵): کتاب الرببة: باب: رجوع

الوالد فیما یعطى ولده: حدیث (۳۶۹۰) وابن ماجه (۲/۷۸۵): کتاب الرببات: باب: من اعطى ولده ثم رجع فیه: حدیث (۲۳۷۷) واحمد

(۱/۲۳۷): (۲/۸۷۰۲۷)- من طریق طائوس: مذکورہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص کوئی چیز ہبہ کرے اس کے لیے اسے واپس لینا جائز نہیں ہے، البتہ والد کو اس بات کا حق حاصل ہے: اس نے اپنی اولاد کو جو دیا ہو اسے واپس لے سکتا ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

شرح

ہدیہ دینے کے بعد رجوع کرنے میں مذاہب آئمہ

باپ اگر بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرتا ہے تو وہ بلا کراہت رجوع کر سکتا ہے، کیونکہ باپ سرپرست ہے اور باپ بیٹا میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص کسی کو بطور ہدیہ چیز پیش کر کے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سات موانع میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو تو کراہت تحریمی کے ساتھ رجوع کرنا جائز ہے۔ وہ سات موانع درج ذیل ہیں:

۱- زیادت متصلہ: موہوب لہ نے موہوب بہ کے ساتھ کسی چیز کا اضافہ کر دیا ہو مثلاً کسی نے کتاب ”ہبہ“ کی اور موہوب لہ نے وہ جلد کروالی۔ اس میں رجوع نہیں ہو سکتا۔

۲- موت: جب موہوب لہ وفات پا جائے تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۳- عوض: موہوب لہ نے بھی موہوب بہ کے عوض کوئی چیز ”ہبہ“ کی ہو تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۴- خروج: موہوب بہ چیز موہوب لہ کی ملکیت سے خارج ہو جائے تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۵- زوجیت: زوجین باہم ایک دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کریں تو رجوع نہیں کیا جاسکتا۔

۶- قرابت محرمہ: واہب اور موہوب لہ کے درمیان ایسا رشتہ ہو کہ ان کا باہم نکاح ممکن نہ ہو تو رجوع کرنا جائز نہیں ہے مثلاً

بہن اور بھائی

۷- ہلاکت: موہوب بہ ہلاک ہو جائے تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باپ بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر کے رجوع کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے لیے

رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں مثال کے ساتھ عدم رجوع کا مسئلہ سمجھایا گیا ہے۔

کوئی چیز ہبہ کر کے رجوع کرنا اس طرح ہے کہ جس طرح کتاب سیر ہو کر کھانا کھاتا ہے پھر قے کر کے اسے دوبارہ چاٹ لیتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس

روایت میں کوئی حلال و حرام کا مسئلہ نہیں بیان کیا گیا بلکہ بایں الفاظ استثنائی بیان کیا گیا ہے: لَا تَحِلُّ: یعنی باپ موہوب بہ میں رجوع کر سکتا ہے۔

کتاب القدر عن رسول اللہ ﷺ

تقدیر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

قدر و تقدیر کا مفہوم

لفظ قدر و تقدیر کا لغوی معنی ہے: اندازہ لگانا، حکم لگانا، فیصلہ کرنا۔ اس کا شرعی مفہوم ہے اللہ تعالیٰ نے روز اول میں اپنے علم ازلی کے مطابق کائنات چلانے کا جو نظام تشکیل دیا تھا، کا نام ہے۔ اسے ”تقدیر الہی“ بھی کہا جاتا ہے اور دونوں الفاظ متادف ہیں۔

قضاء و قدر میں فرق

سوال یہ ہے کہ قضاء و قدر میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں تین اقوال ہیں:

- (۱) قضاء و قدر ایک حقیقت کے دو نام ہیں
- (۲) حکم ازلی کو قضاء اور اس کے وقوع کا نام قدر ہے
- (۳) قدر و تقدیر کائنات کے نظام کی تشکیل کا نام ہے اور قضاء اس کے وقوع کا نام ہے۔

اقسام تقدیر:

تقدیر کی دو اقسام ہیں: (۱) تقدیر خیر (۲) تقدیر شر۔ حدیث جبریل علیہ السلام کے الفاظ ہیں: **تُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ** یعنی اچھی اور بری تقدیر بھی ایمانیات سے متعلق ہے۔ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھنا بھی اسلامی عقائد و افکار کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حکم اول خیر پر مبنی ہے لیکن خیر و شر کی طرف اس کی تقسیم انسانوں کے اعتبار سے ہے۔ جو لوگ نیکی کرنے والے تھے ان کے لیے تقدیر خیر اور جو برائی کرنے والے تھے ان کے لیے تقدیر شر مقرر فرمادی گئی۔ اسی طرح اعمال صالحہ دخول جنت کا باعث ہیں۔ یہ انسان کے لیے نافع ہیں اور انہیں خیر قرار دیا جاتا ہے۔ اعمال سیئہ انسان کے لیے دخول جہنم کا باعث ہیں۔ وہ انسان کے لیے نقصان دہ ہیں لہذا انہیں شر قرار دیا جاتا ہے۔ الغرض لوگ جو اعمال خیر اور اعمال شر کرنے والے تھے اسی کے مطابق لکھ دیے گئے اور تقدیر کو خیر و شر میں تقسیم کر دیا گیا۔

تقدیر کی وسعت

تقدیر کا دائرہ تمام کائنات پر حاوی ہے اور کائنات کا کوئی ذرہ اس سے خارج نہیں ہے۔ تقدیر محض اجمالی نہیں ہے، بلکہ تفصیلی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز تقدیر سے متعلق ہے حتیٰ کہ انسان کا ناکارہ ہونا اور ہوشیار

ہونا بھی۔ (صحیح مسلم) دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم جھاڑ پھونک کرواتے ہیں، دوائیوں سے اپنا علاج کرتے ہیں اور اجتناب کی تدابیر اختیار کرتے ہیں، تو کیا ان سے تقدیر ٹل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: یہ سب چیزیں تقدیر کا حصہ ہیں۔ الغرض تمام افعال و اعمال خواہ خیر ہوں یا شر سب کے سب تقدیر میں شامل ہیں۔

تقدیر کی ضرورت و اہمیت

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اس پر کوئی چیز واجب و ضروری نہیں ہے اور نہ وہ کسی معاملہ میں کسی کا پابند ہے۔ وہ پوری کائنات میں جس طرح چاہے تصرف فرما سکتا ہے۔ اگر تمام لوگ اس کے فرمانبردار بن جائیں تو اس کی شان میں اضافہ نہیں ہو سکتا اور اگر تمام نافرمان بن جائیں تو اس کی عظمت میں کمی نہیں ہو سکتی۔ تقدیر کی ضرورت و اہمیت اس سے واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اپنے افکار و اعمال کی اصلاح کرے۔ اعمال صالحہ اختیار کرے اور اعمال بد سے احتراز کرے۔

مسئلہ تقدیر آسان ترین ہونا

مسئلہ تقدیر کا تعلق عقائد و افکار سے ہے، عقائد و افکار کا تعلق ایمانیات سے ہے اور ایمانیات کا تعلق قلوب سے ہے۔ اس کے برعکس اعمال کا تعلق اعضاء و جوارح سے ہے۔ دین نے انسان کے لیے آسان ترین راستہ یہ تجویز کیا ہے کہ وہ عقائد پر کار بند رہتے ہوئے اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے اور لایعنی سوالات کا دروازہ ہمیشہ بند رکھے۔ اس طرح مسئلہ تقدیر آسان ترین قرار پاتا ہے۔

مسئلہ تقدیر پر مشکل بننے کی وجہ

درحقیقت مسئلہ تقدیر صفات باری تعالیٰ سے متعلق ہے۔ صفات الہی کی حقیقت تک پہنچنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم کسی حد تک انسان صفات الہی تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور اس حد سے آگے بڑھنا انسان کے لیے نافع نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مسئلہ تقدیر کی بھی ایک حد ہے جہاں تک انسان رسائی حاصل کر سکتا ہے اور اس سے آگے تجاوز کرنے کی نہ تو اسے اجازت ہے اور نہ اس میں طاقت ہے۔ انسان ایک حد تک رکنے کا عادی نہیں ہے۔ جس وجہ سے وہ تقدیر کی حد کو بھی پھلانگنے کی سعی کرتا ہے اور اسی ناکام کوشش نے انسان کے لیے مسئلہ تقدیر مشکل ترین بنا دیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب لوگوں کے لیے جہنمی یا جنتی ہونا لکھا جا چکا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر کیا ہم نوشتہ پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی عمل کرنے سے رک جائیں؟ آپ نے فرمایا: تم عمل کیے جاؤ، ہر انسان کے لیے وہی عمل آسان کیا گیا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ نیک بخت کو اعمال صالحہ کرنے کی طاقت ملتی ہے اور بد قسمت کو برے اعمال کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۸۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوال کا جواب دینے کے بجائے انہیں عبادات و اعمال صالحہ اختیار کرنے کی ترغیب دی کیونکہ مسئلہ تقدیر جہاں تک آپ نے بتایا تھا اسی حد تک سمجھا جاسکتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان کا طاقت سے زیادہ کوشش کرنا لایعنی سوالات کا دروازہ کھولنا اور فضول، بھٹکا، شکار ہونا، مسئلہ تقدیر کے مشکل ہونے کا باعث بنا، لہذا ان امور سے احتراز از بس ضروری ہے۔

تقدیر کے موافق عمل کرنے پر انسان کا مجبور نہ ہونا

یہ بات قطعاً درست نہیں ہے کہ جس طرح تقدیر میں لکھا جا چکا ہے اسی طرح انسان کرنے پر مجبور ہے اور اعمال بد کرنے کی وجہ سے وہ مجرم قرار نہ پائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انسان اعمال خیر و شر کرنے والا تھا اسی کے مطابق تقدیر میں لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور اور اختیار دیا ہے کہ وہ اعمال خیر کو سمجھے اور انہیں انجام دے۔ اسی طرح اعمال بد کو سمجھے اور ان سے اجتراز کرنے کی کوشش کرے۔

تقدیر پر ایمان رکھنے کے فوائد

تقدیر پر ایمان رکھنے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں چند یہ ہیں:

(۱) تقدیر کے مطابق از اول تا آخر کائنات کا تمام نظام مرتب و منظم ہے۔ اس کی ترتیب و تشکیل اپنے خالق و مالک کی متقاضی ہے اور وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مسئلہ تقدیر پر ایمان کی وجہ سے انسان کا عقیدہ توحید مضبوط و مستحکم ہوتا ہے۔ مسئلہ تقدیر کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے۔

(۲) تقدیر پر ایمان رکھنے کی وجہ سے انسان میں یہ شعور پیدا ہوتا ہے کہ اس نے اعمال کا حساب دینا ہے اور اپنے اعمال خواہ صالحہ ہوں یا طالحہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری یقینی ہے۔ اس طرح انسان میں یہ شعور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ نیک اعمال انجام دے اور اعمال بد سے اجتناب کرے۔

تقدیر کے منکر کا حکم

مسئلہ تقدیر کا شمار اسلامی عقائد و افکار میں ہوتا ہے اور اس پر ایمان رکھنا ایمانیات کا حصہ ہے۔ اس کا انکار گمراہی ہے۔ مسئلہ تقدیر کے انکار کرنے والے لوگوں کو اس امت کا مجوسی قرار دیا گیا ہے اور ان سے معاشرتی بائیکاٹ کا حکم دیا گیا ہے۔ منکرین میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کی جائے، مر جائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی جائے اور ان کے سلام کا جواب نہ دیا جائے۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ کوئی آدمی اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل نہیں ہوگا حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے سبب جنت میں داخل ہوگا۔ قرآن و حدیث کی کثیر نصوص سے ثابت ہے کہ اعمال خیر کی وجہ سے آدمی جنت میں جائے گا اور اعمال سیئہ کی سبب جہنم میں جائے گا۔ اس طرح یہ نصوص حدیث اول سے متعارض ہیں؟

جواب: بعض مسائل ذو جہتین ہوتے ہیں۔ دونوں جہتوں کے احکام مختلف ہوتے ہیں اور دونوں جہتوں کے احکام کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو مسئلہ کا حل ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی ایسی ہی صورت درپیش ہے۔ پہلی روایت میں عقیدہ کی بات بیان کی گئی ہے اور نصوص قرآن و حدیث میں اسباب بیان ہوئے ہیں جو عمل کے لیے ہوتے ہیں اور مؤثر و مسبب الاسباب صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ جس طرح محض اشیاء خورد و نوش سے انسان کو شکم سیری اور سیرابی حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ درحقیقت اللہ کی مشیت سے شکم سیری اور سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ یہ عقیدہ اصل ہے اور اس کے بغیر مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ تاہم شکم سیری اور سیرابی کے اسباب

اختیار کرنا از بس ضروری ہیں جو عمل کے لیے ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْخَوْضِ فِي الْقَدْرِ

باب 1: تقدیر کے بارے میں بحث کرنے کی شدید ممانعت

2059 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا صَالِحُ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ

حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهَهُ حَتَّى كَانَمَا فُقِيَ فِي وَجْنَتَيْهِ الرَّمَانُ فَقَالَ أَبْهَذَا أَمَرْتُمْ أَمْ بِهَذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هَذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَنَازَعُوا فِيهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ صَالِحِ الْمُرِّيِّ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَصَالِحُ الْمُرِّيُّ لَهُ غَرَائِبٌ يَنْفَرُ بِهَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت تقدیر کے موضوع پر

بحث کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں آگئے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا یوں جیسے انار کے دانوں کا عرق نچوڑ دیا گیا ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ یا اس لیے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہے؟ تم سے پہلے کے لوگ اس وقت ہلاکت کا شکار ہوئے جب انہوں نے اس معاملے میں اختلاف کیا۔ میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں آئندہ اس بارے میں بحث نہ کرنا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو صالح مری سے

منقول ہے اور ان سے دیگر کئی غریب روایات منقول ہیں جنہیں نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں۔ ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

شرح

تقدیر میں بحث و تکرار کی ممانعت کی وجہ

حدیث باب میں تقدیر کے بارے میں بحث و تکرار کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ تقدیر کے بارے میں سوال کرنا نہیں ہے کیونکہ تقدیر کے بارے میں سوالات تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی کیے تھے۔ دراصل اس کی وجہ تقدیر کو اپنے عقل کے دائرہ میں لانا، دلائل عقلیہ سے اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنا اور اس بارے میں فضول بحث و تکرار کرنا ہے۔ تقدیر کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی حقیقت تک پہنچنا انسانی طاقت سے باہر اور محال ہے۔ اس کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے جب انسان غور و فکر کرتا ہے تو افراط و تفریط کا شکار ہو کر قدری یا جبری بن جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے۔

منکرین تقدیر کے مشہور فرقے

حدیث باب میں اس حقیقت کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ پہلی امتوں کے لوگ تقدیر کے بارے میں بحث و تکرار کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے تھے۔ امت محمدیہ کے جو لوگ گمراہ ہوئے ان کا سبب بھی تقدیر میں فضول بحث و تکرار بنا ہے۔ وہ گمراہ دو مشہور فرقے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- فرقہ قدریہ: یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہو کر گمراہ ہوا۔ انہوں نے کہا: الامر انف: معاملہ اچھوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات کا نظام پہلے سے طے شدہ نہیں ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ کسی کام کے وقوع پذیر ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا، انسان اپنے اعمال کا خالق ہے اس کے مکلف ہونے کی وجہ یہی ہے اور وہ اپنے اعمال و افعال کا خود ذمہ دار ہے۔ یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو "قدریہ" کہلاتا ہے جو حقیقت میں قدریہ نہیں ہے بلکہ لا قدریہ ہے۔

۲- فرقہ جبریہ: تقدیر کا انکار کر کے گمراہی کا راستہ اختیار کرنے والا یہ دوسرا فرقہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کائنات کا نظام طے شدہ ہے جو ہو کر رہے گا۔ انسان کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض ہے۔ پتھر کی طرح اسے جہاں چاہیں اٹھا کر رکھ سکتے ہیں۔ ایمان و کفر اور اعمال خیر و اعمال سیئہ کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ جب انسان کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے تو اسے جزا و سزا کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے۔ انسانوں اور جانوروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے حالانکہ انسان کو اپنے افعال کا پوری دنیا ذمہ دار قرار دیتی ہے جبکہ جانوروں کو ان کے افعال کے بارے میں کوئی بھی ذمہ دار قرار نہیں دیتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض نہیں ہے بلکہ اپنے افعال کا مالک و مختار اور ذمہ دار ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِجَا حِجَادِمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

باب 2: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی بحث

2060 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ حَدِيث: أَحْتَجُّ آدَمَ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ الَّذِي خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ
أَعْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ آدَمُ وَأَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ أَتَلُوْنِي عَلَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَالَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى
فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَجُنْدَبٍ

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ
اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان بحث ہوگئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے حضرت آدم! آپ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ذریعے پیدا کیا۔ آپ میں اپنی روح کو پھونکا اور آپ نے لوگوں کو گمراہ کروادیا اور انہیں جنت سے نکلوا دیا نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: حضرت آدم نے فرمایا: آپ وہی حضرت موسیٰ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لیے منتخب کیا، کیا آپ ایک ایسے عمل کے بارے میں مجھے ملامت کر رہے ہیں؟ جو میں نے کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پہلے ہی میرے مقدر میں لکھ دیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس طرح حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے جو سلیمان تیمی نے اعمش سے نقل کی ہے۔

اعمش کے بعض شاگردوں نے اس روایت کو اعمش کے حوالے سے ابو صالح کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے

حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

بعض شاگردوں نے اعمش کے حوالے سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے بھی منقول ہے۔

شرح

حضرات آدم و موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ کہاں ہوا؟

حدیث باب میں حضرات آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ کا ذکر ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ مناظرہ کہاں ہوا تھا؟ اس بارے میں مشہور تین اقوال ہیں:

(۱) دنیا میں شب معراج کے موقع پر ہوا

(۲) عالم ارواح میں ہوا۔

(۳) قیامت کے دن ہوگا لیکن مایئول کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بیان فرمادیا۔ قیامت کے دن

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کرائے گا اور دونوں بزرگوں کے مابین یوں مناظرہ ہوگا جس کی تفصیل حدیث باب میں مذکور ہے۔

سوال: لفظ: اغواء: خطا، غلطی اور لوگوں کو غلط راہ پر گامزن کرنے کے معنی میں آتا ہے، جس کا مطلب گمراہ کرنا ہے۔ حضرت

آدم علیہ السلام نبی اللہ تھے اور نبی معصوم ہوتا ہے اور وہ تو لوگوں کو گمراہی سے نکالتا ہے نہ کہ گمراہ کرتا ہے؟

جواب: آپ کی دنیا میں تشریف آوری کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کر دیا تھا لیکن بظاہر شجر ممنوعہ کا پھل کھانا سبب بنا۔ اگر آپ جنت

میں رہتے تو سب لوگ نیکو کار ہوتے اور دنیا میں آنے کی وجہ سے آپ کی اولاد دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ نصف جنتی اور نصف جہنمی۔

سب بننے کی وجہ سے ان کی نسبت آپ کی طرف کردی گئی۔

سوال: حدیث باب میں ہے: قبل ان یخلق السموات والارض (یعنی آسمان وزمین کی تخلیق سے قبل) دوسری روایت میں ہے۔ قبل خلقی اربعین سنة (میری پیدائش سے چالیس سال قبل) بظاہر دونوں روایات میں تعارض ہے؟
جواب: یہ فیصلہ لکھا تو پہلے جاچکا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چالیس سال قبل بتایا تھا۔
فائدہ نافعہ: نوشتہ تقدیر کو کوتاہی کے ازالہ کے لیے تو پیش نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے سبب کسی الزام کا دفاع کیا جاسکتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے خطا اجتہادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر مواخذہ ہوا تو فوراً توبہ بھی کر لی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے الزام عائد کیا گیا تو آپ نے نوشتہ تقدیر کے ذریعے دفاع کیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقَاءِ وَالسَّعَادَةِ

باب 3: بد بختی اور خوش بختی کا بیان

2061 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ

سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ فِيهِ أَمْرٌ مُبْتَدَعٌ أَوْ مُبْتَدَأٌ أَوْ فِيمَا قَدْ فُرِعَ مِنْهُ فَقَالَ فِيمَا قَدْ فُرِعَ مِنْهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَكُلُّ مُيَسَّرٍ أَمَا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَأَمَا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَحَدِيفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سالم بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا خیال ہے آدمی جو عمل کرتا ہے وہ نئے سرے سے ایجاد ہوتا ہے یا وہیں سے آغاز ہوتا ہے۔ یا اس کے بارے میں تقدیر طے ہو چکی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! اس بارے میں تقدیر طے ہو چکی ہے اور ہر شخص کے لیے وہ کام آسان ہوگا جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے جو شخص سعادت مندوں میں سے ہوگا وہ اہل سعادت کے سے عمل کرے گا اور جو شخص بد بخت ہوگا وہ بد بختوں کے سے عمل کرے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حدیفہ بن اسید، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2062 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

2061- افرجہ امجد (۱/۲۹)۔ من طریقہ سالم بن عبد اللہ بن عمر، عن ابن عمر، فذکرہ، و عبد بن حمید (۳۶/۲۷) حدیث (۲۰) من طریقہ عبد اللہ بن دینار، عن ابن عمر، فذکرہ۔

متن حدیث: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ إِذْ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ عَلِمَ وَقَالَ وَكَيْعُ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا أَفَلَا نَتَكَلَّفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا أَعْمَلُوا فِكُلُّ مُيَسَّرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ زمین کرید رہے تھے۔ اچانک آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک شخص کے بارے میں یہ طے ہو چکا ہے۔ وکیع نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس کے لیے مقرر ہو چکا ہے: اس کا جہنم میں مخصوص ٹھکانہ کیا ہوگا۔ (یا پھر) جنت میں مخصوص ٹھکانہ کیا ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس پر اکتفا نہ کریں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! تم عمل کرو کیونکہ ہر شخص کے لیے وہ عمل آسان ہوتا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

انسان کے شقی اور سعید ہونے کا معیار

تقدیر کے بارے میں سوال کرنا منع نہیں ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقدیر کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ جو واقعات ہمیں پیش آتے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے اور ازل سے طے شدہ ہیں یا معاملہ اچھوتا ہے یعنی اس بارے میں پہلے سے طے شدہ نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تقدیر الہی ازل سے طے شدہ ہے لیکن بندوں کو اس جہت سے غور و فکر نہیں کرنا چاہیے ورنہ ان کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ پھر ہمیں عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس لیے بندوں کو محض اپنے معاملات کے بارے میں غور و فکر کرنا چاہیے کہ جو ہم نیک امور انجام دیتے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور اپنے اختیار سے کرتے ہیں اور امور بد کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔

انسان دنیوی امور کے بارے میں یہ نظریہ رکھتا ہے کہ اگر وہ کوئی کام کرے گا تو کھانے کا اہتمام ہوگا ورنہ بھوکا رہے گا لیکن اسے تر و تصرف اعمال خیر اور اعمال سیئہ کے بارے میں ہے۔ اعمال کو بھی دنیوی امور کی طرح سمجھنا چاہیے۔ اس لیے کہ تقدیر اجمالی نہیں ہے، بلکہ تفصیلی ہے۔ جو شخص از خود ایمان لائے گا اعمال صالحہ انجام دے گا اور اسی حالت میں فوت ہوگا تو اسے نیک لوگوں میں شمار کیا جائے گا جبکہ دوسرے شخص کا معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔ معلوم ہوا کہ انسان کے شقی اور سعید ہونے کا معیار محض اعمال ہیں۔ جو شخص اعمال سیئہ اختیار کرتا ہے وہ شقی ہے اور جو آدمی اعمال صالحہ اختیار کرتا ہے وہ سعید ہے۔

2062- اضرجه البخاری (۲/۳۶۷): کتاب الجنائز: باب: موعظة المحدث عند القبر: وقعود اصحابه حوله: حدیث (۱۳۶۲) واطرافه فی: (۵۹۶۶/۴۹۶۶/۴۹۶۷/۴۹۶۸/۴۹۶۹/۴۹۷۰/۴۹۷۱/۴۹۷۲/۴۹۷۳/۴۹۷۴/۴۹۷۵) ومسلم (۴/۳۹۶/۴۰۰): کتاب القدر: باب: کیفیة خلق اللدیمی: فی بطن امه: حدیث (۲۶۷۷/۷۰۶) و ابوداؤد (۲/۳۳۴/۶۳۵): کتاب السنۃ: باب: فی القدر: حدیث (۴۶۹۴): و ابن ماجہ (۱/۳۱/۲): المقدمة: باب: فی القدر: حدیث (۷۸) و احمد (۱/۸۲/۱۲۹/۱۳۳/۱۵۷/۱۶۰): البخاری فی اللدب المفرد (۹۱۰) و عبد بن حمید (۵۸/۵۷) حدیث (۸۴) من طریق ابو عبد الرحمن السلسی: فذكره۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَعْمَالَ بِالْخَوَاتِيمِ

باب 4: اعمال میں خاتمے کا اعتبار ہوتا ہے

2063 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ

متن حدیث: إِنْ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عِلْقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ وَيُؤَمِّرُ بِأَرْبَعِ يَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيًّا أَوْ سَعِيدًا فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنْ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَإِنْ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ

توضیح راوی: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ

سَعِيدِ الْقَطَّانِ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے آپ سچے ہیں اور آپ کی تصدیق کی گئی ہے: ہر شخص کا مادہ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک رہتا ہے (نطفے کی شکل میں) ہوتا ہے پھر اتنے ہی عرصے تک جمے ہوئے خون کی شکل میں ہوتا ہے پھر اتنے ہی عرصے تک گوشت کے ٹوٹھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے وہ فرشتہ اس شخص کا رزق اس کی موت اس کا عمل اور اس کا بد بخت ہونا یا خوش بخت ہونا لکھتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں

2063- اخرجہ البخاری (۶/۲۵۰): کتاب ابدہ الخلق: باب: ذکر الملائكة: حدیث (۸-۳۳) - و اطرافہ فی: (۳۳۳۳-۶۵۹۴-۷۴۵۴) و مسلم

(۴/۲۰۳۶): کتاب القدر: باب: کیفیة خلق اللادمی فی بطن امہ: حدیث (۱/۲۶۴۲) و ابوداؤد (۲/۶۶۰): کتاب السنۃ: باب: فی القدر:

حدیث (۸/۴۷۰۸) و ابن ماجہ (۱/۲۹): المقدمة: باب: فی القدر: حدیث (۷۶) و احمد (۱/۳۸۲-۴۱۴-۴۲۰) و العیسیٰ (۱/۶۹): حدیث (۱۳۶):

من طریقہ الاعمش عن زید بن وهب فذكره-

ہے، کوئی شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن پھر تقدیر کا لکھا غالب آ جاتا ہے اور اس کا خاتمہ اہل جہنم کے سے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی شخص اہل جہنم کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن تقدیر کا لکھا اس پر غالب آتا ہے اور اس کا خاتمہ اہل جنت کے سے عمل پر ہوتا ہے اور وہ اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے حسب سابق ذکر کی ہے۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

احمد بن حسن کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنی آنکھوں کے ذریعے یحییٰ بن سعید القطان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس روایت کو شعبہ اور ثوری نے اعمش کے حوالے سے اس کی مانند نقل کیا ہے۔

محمد بن علاء نے اس کو کعب کے حوالے سے اعمش کے حوالے سے زید کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

آخرت میں فیصلہ کا معیار

بعض اوقات انسان کی حالت یکساں نہیں رہتی مثلاً پہلے گمراہ یا کافر تھا، پھر مسلمان ہو اور بعد میں دوبارہ گمراہ یا کافر ہو گیا۔ سوال یہ ہے کہ آخرت میں اس کا فیصلہ زندگی کے پہلے یا درمیانے یا آخری حصہ کے مطابق ہوگا یا مجموعہ کا اعتبار ہوگا یا خیر و شر میں سے اغلب کے مطابق ہوگا؟ اس اہم سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے کہ انسان کا فیصلہ زندگی کے آخری حصہ کے مطابق ہوگا یعنی زندگی کے آخری حصہ میں اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کی حالت میں اعمال صالحہ ادا کرتا رہا ہو تو اسے مسلمان شمار کر کے اس کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص زندگی کے آخری حصہ میں گمراہ یا کافر ہو تو اس کے ساتھ کافروں جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں مشہور روایت ہے: انما الاعمال بالخواتیم یعنی اعمال کا دار و مدار خاتموں پر ہے۔

بچہ کی تخلیق کے مراحل

حدیث باب میں تصریح ہے کہ انسانی نطفہ چالیس دن تک اصل شکل میں باقی رہتا ہے چالیس دن کے بعد اسے جمے ہوئے خون کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور چالیس دن بعد اسے گوشت کے لوتھڑے میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ آتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ بعد ازاں فرشتہ چار چیزیں لکھ دیتا ہے:

(۱) رزق (۲) زندگی (۳) اس کا عمل کیسا ہوگا (۴) اس کا شقی یا سعید ہونا۔

شرح

مفہوم حدیث

متعدد احادیث ہیں جن کے الفاظ بھی مختلف ہیں۔ ایک روایت میں ”ملتہ“ کا لفظ دوسری میں ”فطرت“ کا لفظ اور تیسری میں ”اسلام“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تینوں الفاظ کا مطلب ایک ہے یعنی ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی اور یا مشرک بنا دیتے ہیں۔ قرآنی تصریحات کے مطابق انسان دنیا میں نیا پیدا نہیں ہوتا بلکہ جسم نیا پیدا کیا جاتا ہے جس میں عالم ارواح میں پہلے سے موجود روح شکم مادر میں پھونک دی جاتی ہے کیونکہ دنیا عالم اجساد ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۗ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۗ قَالُوا بَلَىٰ ۗ شَهِدْنَا ۗ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ۝ (الاعراف: ۱۷۲)** اور یاد کرو اس وقت کو جب آپ کے پروردگار نے اولاد آدم کو ان کی پشت سے نکالا ان سے انہی کے بارے میں اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے جواب میں کہا: ہاں، ہم سب گواہ ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے دن یہ بات نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔“

جس عہد و پیمان کا ذکر اس ارشاد خداوندی میں ہوا ہے یہ عہد عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ان کی صلیبی اولاد پیدا کی پھر پشت در پشت ان کی اولاد کی تخلیق کی گئی۔

فوت ہونے والے نابالغ بچوں کے احکام

فوت ہونے والے نابالغ بچوں کے احکام دو قسم کے ہو سکتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- نابالغ بچوں کے دنیوی احکام: وہ بچے خیر الابوین کے تابع ہوتے ہیں۔ والدین میں سے ایک یا دونوں مسلمان ہوں تو انہیں مسلمان سمجھا جائے گا، ان کی تجہیز و تکفین کی جائے گی اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کی جائے گی اور باقاعدہ ان کی وراثت و رثاء میں تقسیم ہوگی۔

۲- نابالغ بچوں کے اخروی احکام

وہ بچے جو مسلمان ہوں اور نابالغ ہونے کی حالت میں فوت ہو جائیں، وہ مسلمان ہیں، جنتی ہیں اور ان پر تمام احکام مسلمانوں کے جاری ہوں گے۔ اطفال مشرکین کے بارے میں چھ اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) وہ دوزخ میں جائیں گے۔

(۲) وہ اعراف میں رہیں گے (یہ مقام جنت و دوزخ کے درمیان ہے)

(۳) ان کا آخرت میں امتحان لیا جائے گا (جس طرح پاگلوں اور اصحاب فترت کا امتحان ہوگا) جو امتحان میں کامیاب ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جو ناکام ہوں گے وہ جہنم میں جائیں گے۔

(۴) وہ اہل جنت کے خدام ہوں گے

(۵) وہ جنتی ہوں گے

(۶) ان کے بارے میں سکوت ہے (ان پر اسلام یا کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا)۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ

باب 6: تقدیر کو صرف دعائیں مٹا سکتی ہے

2065 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الضَّرِيْسِ

عَنْ أَبِي مَوْدُودٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَسِيْدٍ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سَلْمَانَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ

الضَّرِيْسِ

توضیح راوی: وَأَبُو مَوْدُودٍ اِثْنَانِ أَحَدُهُمَا يُقَالُ لَهُ فِضَّةٌ وَهُوَ الَّذِي رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ اسْمُهُ فِضَّةٌ

بَصْرِيٌّ وَالْآخَرُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ أَحَدُهُمَا بَصْرِيٌّ وَالْآخَرُ مَدَنِيٌّ وَكَانَا فِي عَصْرِ وَاحِدٍ

﴿﴾ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تقدیر کو صرف دعا بدل سکتی ہے اور صرف

نیکی ہی عمر میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف یحییٰ بن ضریس کے حوالے سے جانتے ہیں۔

”ابومودود“ نامی راوی دو ہیں ان میں سے ایک کا نام فضہ بصری ہے اور یہ وہی راوی ہے جس نے یہ حدیث نقل کی ہے اور

دوسرے کا نام عبدالعزیز بن ابوسلیمان ہے۔ ان میں سے ایک بصری کا رہنے والا ہے اور دوسرا مدینہ منورہ کا رہنے والا ہے۔ البتہ یہ

دونوں ایک ہی زمانے کے ہیں۔

شرح

دعا کی تاثیر اور حسن سلوک کی اہمیت

قضاء اور قدر کی تین اقسام ہیں۔ ان کی تعریفات اور احکام درج ذیل ہیں:

۱- قضائے مبرم حقیقی: یہ وہ قضاء ہے جو علم الہی میں کسی چیز پر معلق نہ ہو اس میں تبدیلی ممکن نہیں ہوتی۔ اکابر میں سے کوئی اس

بارے میں عرض کرتا ہے تو اسے رجوع کرنے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

۲- قضاء معلق محض: یہ وہ قضاء ہے جس کا صحف ملائکہ میں کسی چیز پر معلق ہونا ظاہر ہو۔

۳- قضاء شبیہ بہ مبرم: یہ وہ قضاء ہے جس کا صحف ملائکہ میں معلق ہونا مذکور نہ ہو لیکن علم الہی میں معلق ہو۔ حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قضاء مبرم کو تبدیل کر سکتا ہوں۔ دعا قضا مبرم کو نال دیتی ہے۔ سوال: قضاء و قدر کو صرف دعا پھیر سکتی ہے مگر قضاء اٹل ہے اور حسن سلوک سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن موت کا وقت مقرر ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پھر حدیث باب کا مطلب کیا ہے؟

جواب: حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تقدیر کو اللہ کی صفت تصور کرتے ہوئے محض اس پر یقین رکھا جائے اور بندوں کی طرف سے تقدیر معلق ہوتی ہے لہذا اعمال کو ذریعہ تصور کرتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے۔ چونکہ انسان کو پیشگی اس کا علم نہیں ہوتا اس طرح دعا کرنے سے بندوں کے حال کے اعتبار سے صورتحال بدل جاتی ہے۔ یہی حال حسن سلوک سے عمر میں اضافہ ہونے کا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أَصْبَعِي الرَّحْمَنِ

باب 7: (لوگوں کے) دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں

2066 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ نَعَمْ إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أَصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللَّهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ حَكَمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ مِنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بکثرت یہ پڑھا کرتے تھے۔

”اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔“

میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ جو (تعلیمات) لے کر آئے اس پر بھی ایمان لائے تو کیا آپ ﷺ کو ہماری طرف سے کوئی اندیشہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! بے شک (لوگوں کے) دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں وہ انہیں جیسے چاہے تبدیل کر سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت نواس بن سمرعان رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اسی روایت کو دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے ابوسفیان کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔
بعض راویوں نے اس کو اعمش کے حوالے سے ابوسفیان کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

تاہم ابوسفیان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے۔

شرح

مفہوم حدیث

احادیث مبارکہ اور ارشادات نبوی میں یہ پہلو بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ ان میں امت کی تعلیم بھی مقصود ہوتی ہے۔ ہمیں بکثرت دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور کثرت سے دعا وہی شخص کرے گا جو اپنے انجام اور اعمال کے نتائج سے غافل ہو اس لیے کہ اسے انتظار ہوتا ہے کہ اعمال کے مثبت نتائج مرتب ہوتے ہیں یا منفی؟ اسی تصور کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اسے تقدیر کہا جاتا ہے اور اگر بندوں کی طرف کی جائے تو اسباب کہا جاسکتا ہے۔

حدیث باب میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ بیان کی گئی ہے دنیا کی کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔ اگر کائنات کا ایک ذرہ بھی اس کی قدرت سے خارج تصور کیا جائے تو اس کی قدرت کاملہ نہیں ہوگی اور اس کا معبود حقیقی ہونا بھی درست نہیں ہوگا؟ کیونکہ معبود ہونے کے لیے قدرت ناقصہ نہیں بلکہ قدرت کاملہ کا مالک ہونا از بس ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایک سائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دریافت کیا: کیا انسان اپنے افعال میں مختار ہے یا مجبور؟ آپ نے جواب میں فرمایا: انسان مختار ہے اور مجبور بھی۔ اس نے مزید لب کشائی کرتے ہوئے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ مختار ہو اور مجبور بھی؟ آپ نے اسے حقیقت سمجھانے کے لیے کہا: تم کھڑے ہو جاؤ وہ کھڑا ہو گیا۔ فرمایا: تم اپنا ایک پاؤں اٹھاؤ؟ اس نے اپنا ایک پاؤں زمین سے اٹھالیا۔ پھر فرمایا: تم اپنا دوسرا پاؤں بھی اٹھاؤ؟ اس نے جواب دیا: حضور! دوسرا پاؤں اٹھانے کی صورت میں میں گر جاؤں گا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: پہلا پاؤں اٹھاتے وقت تم مختار تھے اور دوسرا اٹھاتے وقت مجبور۔ اسی طرح مشیت کے ابتدائی حصہ میں بندہ مختار ہوتا ہے اور آخری حصہ میں مجبور۔ گویا انسان جزوی اختیار کا مالک ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ

باب 8: اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم اور اہل جنت کے لیے کتاب لکھ دی ہے

2067 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ عَنْ شُفْيَى بْنِ مَاتِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ

الْعَاصِ قَالَ

متن حدیث: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ فَقَالَ اتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ

2067- اخرجه احمد (۱۶۷/۲) من طريق شفي بن ماتي فذكره-

أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَىٰ خَيْرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ هَذَا كِتَابٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَىٰ خَيْرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا فَقَالَ أَصْحَابُهُ فَيَسِّرِ الْعَمَلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فَرَّغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ آتَىٰ عَمَلٍ وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ آتَىٰ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَبَدَّهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَّغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرٍّ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ نَحْوَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو قَبِيلٍ اسْمُهُ حَيُّ بْنُ هَانِيٍّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں دو تحریریں تھیں آپ نے دریافت کیا: یہ تم لوگ... نئے ہو کہ یہ دو تحریریں کس چیز سے متعلق ہیں؟ ہم نے عرض کی: نہیں! یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی ہمیں بتائیں و نبی اکرم ﷺ نے اپنے دائیں دست مبارک میں موجود تحریر کے بارے میں فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تحریر ہے جس میں اہل جنت کے نام ہیں ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے نام ہیں پھر اس کے آخر میں مہر لگادی گئی ہے۔ ان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا اور کوئی کمی نہیں ہو سکتی پھر آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود تحریر کے بارے میں فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے تحریر ہے۔ اس میں جہنمیوں کے نام ہیں ان کے آباؤ اجداد اور قبائل کے نام ہیں اور ان کے آخر میں بھی مہر لگادی گئی ہے ان میں بھی کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا اور کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! پھر عمل کیوں کیا جائے اگر معاملہ طے ہو چکا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیدھے راستے پر چلو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جنتی شخص کے نصیب میں اہل جنت کا عمل لکھ دیا گیا ہے اگرچہ وہ کوئی بھی عمل کرے اور جہنمی کے نصیب میں اہل جہنم کا عمل لکھ دیا گیا ہے اگرچہ وہ کیسا ہی عمل کرے پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں تحریروں کو رکھ دیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے حوالے سے فارغ ہو چکا ہے۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ابو قبیل نامی راوی کا نام حبیب بن ہانی ہے۔

2068 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ فِقِيلٌ كَيْفَ يَسْتَعْمَلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يُؤَفِّقُهُ لِعَمَلٍ

صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے وہ عمل لیتا ہے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! وہ اس سے کیا عمل لیتا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے مرنے سے پہلے نیکی کرنے کی توفیق دیتا ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دور جشروں میں تمام انسانوں کے نام تحریر ہونا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دور جشردیے گئے تھے وہ محسوس کیفیت کے تھے یا معنوی نوعیت کے تھے؟ دونوں رجسٹر محسوس نوعیت کے تھے کیونکہ دوسری دنیا کی مختلف اشیاء انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے متمثل ہو جاتی تھیں اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے بھی ہو جاتی تھیں مثلاً حضرت جبرائیل علیہ السلام بعض اوقات صحابہ کو حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں نظر آتے تھے۔ اسی طرح اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دونوں رجسٹر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں محسوس حالت میں دیکھے ہوں تو یہ حقیقت سے بعید نہیں ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور جشردیے گئے جو دائیں ہاتھ میں تھا اس میں اہل جنت کے اسماء گرامی مع ولدیت و قبائل درج تھے اور بائیں ہاتھ والے رجسٹر میں اہل جہنم کے اسماء مع ولایت و قبائل درج تھے۔ سوال یہ ہے کہ ان رجسٹروں پر تمام اہل جنت اور اہل جہنم کے اسماء کا درج ہونا محال ہے؟

جواب: ایک رجسٹر میں اہل جنت اور دوسرے میں تمام اہل جہنم کے اسماء درج ہونا محال نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اور درج بھی تھے۔ جس طرح کمپیوٹر کے میموری کارڈ میں دنیا بھر کی لائبریریوں کی کتب جمع کی جاسکتی ہیں بالکل اسی طرح اہل جنت اور اہل جہنم کے اسماء دور جشروں میں درج ہو سکتے ہیں۔

تقدیر کا طے شدہ ہونا

تقدیر اللہ تعالیٰ کی صفات کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ کن سے از آفرینش انسان تا قیامت تمام کے اسماء اور معاملات درج کر کے طے شدہ اور رجسٹروں کے مندرجات کا میزان کر کے اس میں کمی و اضافہ کے امکان کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

سوال: جب فیصلہ ہو چکا ہے اور فیصلہ کے مطابق ان کے اسماء رجسٹروں میں درج ہیں تو پھر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟
جواب: حدیث باب میں اس سوال کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ بندوں کو معاملات میں اپنی جانب سے غور و فکر کرنا چاہئے کیونکہ ان کی جانب سے تقدیر معلق ہے جس میں اعمال کے باعث تبدیلی ممکن ہے۔ یہ تبدیلی بھی تقدیر کا حصہ ہے۔ دوسری حدیث

باب اسی سوال کے جواب پر مشتمل ہے؛ بلکہ اس میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو موت سے قبل بھی اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا کر دیتا ہے جو اس کا سرمایہ افتخار اور فلاح کا سبب بن جاتے ہیں۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: لا یزال اللہ یغرس فی هذا الدین غرسا یستعملہم فی طاعته (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۸) اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین کے پودے لگا تا رہتا ہے جن کو اپنی اطاعت میں استعمال کرتا ہے۔“

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا حضور دنیا سے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: فرشتوں نے حسب حکم مجھے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: اگر تیرے ساتھ خیر کا معاملہ کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے علم عطا نہ کرتا، جا تو بخشا ہوا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا عَدْوَىٰ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

باب 9: عدویٰ ہامہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے

2069 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ

حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَاحِبٌ لَنَا عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يُعْدِي شَيْءٌ شَيْئًا فَقَالَ أَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْبَعِيرُ الْجَرَبُ الْحَشْفَةُ بِدَنْبِهِ فَتَجْرَبُ الْإِبِلُ كُلُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ لَا عَدْوَىٰ وَلَا صَفَرَ خَلَقَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ وَكَتَبَ حَيَاتَهَا وَرِزْقَهَا وَمَصَائِبَهَا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ

تَوْصِيحُ رَاوِي: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ صَفْوَانَ الثَّقَفِيَّ الْبَصْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ لَوْ حَلَفْتُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَحَلَفْتُ أَنِّي لَمْ أَرِ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ

﴿﴾ ابو زرعة بن عمرو کہتے ہیں ہمارے ایک ساتھی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات بتائی ہے وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی ایک دیہاتی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ایک خارش زدہ اونٹ جب دوسرے اونٹوں کے درمیان آتا ہے تو انہیں بھی خارش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے اونٹ کو کس نے خارش میں مبتلا کیا تھا؟ عدویٰ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو پیدا کیا ہے اور اس کی زندگی اس کا رزق اور اس کے مصائب مقرر کر دیے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن عمرو ثقفی بصری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے علی بن مدینی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اگر رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان مجھ سے حلف لیا جائے تو میں قسم اٹھا کر یہ بات کہوں گا کہ میں نے

2069- اضر جہ اصمد (۱/۴۴) من طرق ابو زرعة بن عمرو بن جرير قال: حدثنا صاحب لنا، فذكره۔

عبدالرحمن بن مہدی سے زیادہ علم والا کوئی شخص نہیں دیکھا (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں)

شرح

زمانہ جاہلیت کے اوہام کا رد

حدیث باب میں زمانہ جاہلیت کے تین اوہام کا رد مقصود ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- لاعدوی (مرض کا متعدی نہ ہونا): لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ مرض متعدی ہو سکتا ہے لہذا مریض سے احتراز واجب تھا ضروری ہے ورنہ دوسرا شخص یا جانور بھی مرض کا شکار ہو سکتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتقاد کی تردید فرمائی تو ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک خارش زدہ اونٹ ہو تو اس سے یہ مرض دوسرے اونٹ کو لگ جاتا ہے اور یہی متعدی مرض ہے؟ آپ نے فرمایا: تم بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو مرض کیسے لاحق ہوا تھا؟ یعنی مرض متعدی نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہر جاندار کی زندگی رزق اور مصائب تحریر ہیں۔

۲- ولاہامہ (چمگاڈ کا عقیدہ غلط ہے): ہامہ (چمگاڈ) کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ تھا:

(۱) جس گھر میں یہ داخل ہوتا ہے اس کے افراد کے لیے موت کا پیغام ثابت ہوتا ہے۔

(۲) یہ نحوست کی علامت ہے۔

(۳) مقتول کے سر سے ایک پرندہ برآمد ہوتا ہے جو اس کے انتقام لینے تک یوں پکارتا رہتا ہے: مجھے پانی پلاؤ مجھے پانی پلاؤ۔

یہ عقیدہ غلط ہے اور اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳- ولاصفر: اس کے کئی مطالب بیان کیے گئے:

(۱) یہ پیٹ کے مرض کا نام ہے اور جو اس کا شکار ہوتا ہے اس کی موت یقینی ہوتی ہے۔

(۲) پیٹ کے سانپ کا نام ہے اور جب یہ پیدا ہوتا ہے تو انسان مرجاتا ہے۔

(۳) ایک متعدی مرض کا نام ہے جو یکے بعد دیگرے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

(۴) ماہ صفر میں نحوست ہے۔

(۵) وہ لوگ ماہ محرم کی طرح ماہ صفر کا احترام کرتے تھے۔ نبی اخرا الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مفاہیم و مطالب اور

عقائد و افکار کی تردید فرمادی کیونکہ یہ مہینہ بھی دوسرے مہینوں کی مثل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِيمَانِ بِالْقَدْرِ خَيْرُهُ وَشَرُّهُ

باب 10: تقدیر پر ایمان رکھنا خواہ وہ اچھی ہو یا بری ہو

2070 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ جَاءَ بِالْقَدْرِ خَيْرُهُ وَشَرُّهُ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَأَنَّ مَا

أَخْطَاهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَيْمُونٍ
تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْمُونٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والے (امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اچھی یا بری تقدیر (یعنی وہ جیسی بھی ہو) پر ایمان نہ لے آئے اور وہ یہ بات نہ جان لے کہ اسے جو مصیبت لاحق ہونی ہے وہ اسے ضرور لاحق ہوگی اور جو لاحق نہیں ہونی وہ اسے کبھی لاحق نہیں ہوگی۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف عبد اللہ بن میمون نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔
عبد اللہ بن میمون ”منکر الحدیث“ ہیں۔

2071 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ
اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ رَبِيعٌ عَنْ رَجُلٍ
عَنْ عَلِيٍّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ النَّضْرِ
وَهَكَذَا رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعٍ عَنْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْجَارُودُ قَالَ سَمِعْتُ وَكَيْعًا يَقُولُ بَلَّغْنَا أَنَّ
رَبِيعًا لَمْ يَكْذِبْ فِي الْإِسْلَامِ كِذْبَةً

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوتا جب تک وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اور وہ موت پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوداؤد نامی راوی نے شعبہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ میرے نزدیک نضر نامی

2071- اضرجه ابن ماجه (۲۲/۱): المقدمة: باب: في القدر: حديث (۸۱) و احمد (۹۷/۱) من طريق ربيع بن حراش: فذكره: واخرجه احمد (۱۳۳/۱) وعبد بن حميد (۵۴) حديث (۷۵) من طريق ربيع عن رجل: عن علي: فذكره-

راوی سے منقول اس حدیث کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

دیگر کئی راویوں نے منصور نامی راوی سے ربیع نامی راوی کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
 جارود بیان کرتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے ہوئے سنا ہے مجھے یہ پتا چلا ہے: ربیع بن حراش نے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

شرح

تقدیر کی اہمیت

تقدیر پر ایمان و یقین رکھنا اسلامی عقائد کا حصہ ہے اور اس کا انکار گمراہی و بددینی ہے۔ تقدیر کی دو اقسام ہیں:

(۱) تقدیر خیر

(۲) تقدیر شر۔ دونوں پر ایمان ضروری ہے۔ تقدیر معاملہ اچھوتا نہیں ہے بلکہ طے شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ اہل ہے لیکن بندوں کی طرف سے یہ معلق بھی ہے۔ طے شدہ تقدیر کے مطابق جو تکلیف انسان کے حق میں لکھی گئی ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور جو بھلائی اس کے لیے لکھی گئی ہے اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔ انسان کے حق میں تقدیر معلق ہے جو اس کے اعمال صالحہ کے سبب تبدیل ہو سکتی ہے اور یہ تبدیلی بھی تقدیر کا حصہ ہے۔

دوسری حدیث باب میں ایمان و تقدیر کا مدار چار چیزوں کو قرار دیا گیا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان

(۳) موت کے وقوع پر یقین

(۴) قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے پر یقین۔ ان امور کو تسلیم کرنے سے انسان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ اعمال خیر کا خوگر بن جاتا ہے اور اعمال سیئہ سے اجتناب کرتا ہے۔ مرنے اور دوبارہ زندہ ہونے کے نظریہ سے انسان میں خوف کا تصور غالب رہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ معصیت کی راہ سے احتراز کرتا ہوا ”صراط مستقیم“ کو اختیار کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّفْسَ تَمُوتُ حَيْثُ مَا كُتِبَ لَهَا

باب 11- ہر شخص نے وہیں مرنا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا ہے

2072 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَّامٍ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي عَزَّةَ

2072- أخرجه أحمد (۲۲۷/۵) من طريقه أبو اسحاق، فذكره-

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَلَا يُعْرَفُ لِمَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا مُوَمَّلٌ وَأَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت مطر بن عکامس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کی موت کسی جگہ پر لکھی ہو تو اس جگہ پر اس بندے کے لیے کوئی کام پیدا کر دیتا ہے۔ (جس کی وجہ سے بندہ وہاں پہنچ جاتا ہے) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو عزرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

حضرت مطر بن عکامس کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول اس حدیث کے علاوہ ہم کسی اور حدیث کے بارے میں نہیں جانتے ہیں۔

یہی روایت اور ایک سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2073 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنِيُّ وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عَزَّةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً أَوْ قَالَ بِهَا حَاجَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو عَزَّةَ لَهُ صُحْبَةٌ وَأَسْمَةُ يَسَارُ بْنُ عَبْدِ وَأَبُو الْمَلِيحِ اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عَمِيرٍ

الْهُدَلِيُّ وَيُقَالُ زَيْدُ بْنُ أُسَامَةَ

﴿﴾ حضرت ابو عزرہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں فیصلہ

کر دے کہ اس نے فلاں جگہ پر مرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے اس جگہ پر کوئی کام پیدا کر دیتا ہے۔

راوی کو شک ہے: اس حدیث کے لفظ میں کچھ اختلاف ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

ابو عزرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں ان کا نام یسار بن عبد ہے۔

ابو مالیح بن اسامہ نامی راوی کا نام عامر بن اسامہ بن عمیر ہڈلی ہے۔ ایک قول کے مطابق زید بن اسامہ ہے۔

شرح

وفات سے قبل مقررہ جگہ پر آدمی کا پہنچنا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کے پیدا ہونے سے قبل جہاں اس کی عمر رزق اور آسانی و مشکلات کا فیصلہ لکھ دیا جاتا ہے وہاں اس جگہ کا تعین بھی کر دیا جاتا ہے جہاں اس کی وفات واقع ہونا ہوتی ہے۔ انسان دوسری جگہ سے وہاں پر

2073-أخرجه أحمد (۴/۴۲۹) و البخاری فی (الاداب المفرد) (۷۸۸) من طريق ابوبوب عن ابى الملیح بن اسامة فذكره-

کشش انداز میں پہنچ جاتا ہے۔ اس مقام کی بود و باش اور سکونت کو انسان خوشگوار تصور کرتا ہو وہاں جا کر قیام پذیر ہو جاتا ہے۔ اگر بالفرض انسان مقررہ جگہ میں نہ پہنچا ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے ایسا اہتمام کر دیتا ہے کہ وہ وہاں ضرور پہنچ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نظام تبدیلی کو پسند نہیں کرتا۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا تَرُدُّ الرُّقَى وَلَا الدَّوَاءَ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ شَيْئًا

باب 12: جھاڑ پھونک اور دوائی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں کسی چیز کو نہیں ٹال سکتے

2074 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

ابن أبي خزيمة عن أبيه

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رُقَى نَسْتَرَقِيهَا وَدَوَاءَ نَتَدَاوِي بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ شَيْئًا فَقَالَ هِيَ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهَذَا أَصَحُّ هَكَذَا

قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ أَبِيهِ

﴿﴾ ابن ابو خزیمہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

آپ ﷺ کا کیا خیال ہے: اگر ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور اگر کوئی دوائی استعمال کرتے ہیں یا بچاؤ کا کوئی اور طریقہ اختیار کرتے ہیں تو کیا یہ چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے کوئی چیز ٹال سکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تقدیر کا حصہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم اسے صرف زہری رحمۃ اللہ علیہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔۔

دیگر راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابو خزیمہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے

سے نقل کیا ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

دیگر راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابو خزیمہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

جھاڑ پھونک اور دواء سے علاج بھی تقدیر کا حصہ ہونا

تقدیر کا اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق ہونا اور منجانب اللہ طے شدہ ہونا یقینی اور بندوں کی جانب سے اعمال صالحہ اور سبب کے حوالے سے متعلق ہونا بھی حقیقت ہے۔ اسی طرح ہر انسان کا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں داخل ہونا عقیدہ سے متعلق ہے اور اعمال صالحہ کے باعث دخول جنت بندوں کی نسبت سے اسباب ہیں اور دونوں امور اپنی اپنی جگہ میں درست ہیں۔ یہ بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ اعمال صالحہ اور اسباب کا مؤثر بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی مسئلہ کی تصریح کی گئی ہے کہ جھاڑ

2074- اخرجہ ابن ماجہ (۱۱۳۷/۲): کتاب الطب: باب: ما انزل اللہ داء الا انزل له نفاذ: حدیث (۲۴۲۷)۔ من طریق ابن ابی خزيمة عن

ابہ۔

پھونک اور دواء سے کسی مرض کا علاج کرنا بھی تقدیر کا حصہ ہے جس کا انکار کوئی باشعور صاحب تقویٰ اور حقیقی مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا۔ سائل کی عبارت کہ تقدیر کو پھیرنے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ تمام امور تقدیر کا حصہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَدْرِیَّةِ

باب 13: تقدیر کے منکرین

2075 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَبِيبٍ

وَعَلِيِّ بْنِ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبُ الْمُرْجِنَةِ وَالْقَدْرِیَّةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ عَنْ

نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت کے دو گروہوں کا اسلام

سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ایک مرجیہ اور دوسرا قدریہ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما و حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے احادیث

منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

بعض رویوں نے دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

مشہور اسلامی فرقوں کے اختلافات کی بنیادیں

اسلامی فرقوں کے اختلافات کی چار بنیادیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- صفات الہی کا اثبات و نفی: نصوص قرآن میں جو الفاظ ذات باری تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئے ہیں مثلاً ہاتھ، چہرہ، انگلیاں، عرش

پر متمکن ہونا اور قیامت کے دن فرشتوں کے جہر مٹ میں تشریف لانا وغیرہ اپنے حقیقی معانی میں مستعمل ہیں یا مجازی معانی ہیں؟

اس بارے میں تین گروہ ہیں:

2075- اضر جہ ابن ماجہ (۱/۲۶): المقدمة: باب: فی الایمان: حدیث (۶۲) وعبد بن حمید (۲۰۱) حدیث (۵۷۹) من طریق عکرمہ

فذكره-

(الف) پہلا گروہ ان الفاظ کو حقیقی معانی میں تسلیم کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء جسمانی کا قائل ہے جو گمراہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

(ب) دوسرے گروہ نے حقیقی معانی اور صفات کا بالکل انکار کرتا کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ان الفاظ کو حقیقی معانی میں تسلیم کیا جائے تو متعدد الہ کا وجود تسلیم کرنا پڑتا ہے جو درست نہیں ہے۔ اگر ان صفات کو حادث تسلیم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا لازم آتا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ صفات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات سے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس گروہ کا نام معتزلہ ہے۔

(ج) تیسرے گروہ نے تزیہ مع التفویض کا طریقہ نکالا ہے۔ یہ گروہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو تسلیم کرتا ہے لیکن حقیقی معانی کے اعتبار سے نہیں کیونکہ حقیقی معانی کے حقائق کو سمجھنے سے انسان قاصر ہے۔ تاہم اس کی صفات سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ اس گروہ کو اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے۔ ان کا نظریہ حقیقت کے قریب تر اور خیر الامور و وسطھا کا مظہر ہے۔

۲- افعال کا خالق اللہ یا بندہ؟ سوال یہ ہے کہ افعال اختیار یہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے یا بندہ؟ نصوص قرآنی میں دونوں امور کی صراحت ہے۔ بعض نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ افعال اختیار یہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ مجبور محض ہے۔ اس صورت میں انسان کے مکلف ہونے اور ثواب و عقاب کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ یہ فرقہ جبریہ کا نظریہ ہے۔ معتزلہ کا نظریہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ معاملہ طے شدہ نہیں ہے بلکہ جب بندہ کوئی کام سرانجام دیتا ہے تب اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوتا ہے جبکہ اس سے قبل نہیں (استغفر اللہ)۔ بندے کو یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قوت میں کمی نہیں ہوئی۔ اس سلسلے میں اہل سنت و جماعت کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو جزوی اختیار دیا ہے اور وہ قصد و کسب کا اختیار ہے بندہ کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ جزوی اختیار مکلف اور ثواب و عقاب کی بنیاد پر ہے۔

۳- اعمال ایمان کی حقیقت میں داخل ہیں یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیا اعمال ایمان کی حقیقت میں داخل ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں تین گروہ ہیں:

(الف) پہلے گروہ کا نظریہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں اور اس کا حصہ ہیں۔ انہوں نے حدیث حیا کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے: **انه من الايمان . بیشک حیا ایمان کا حصہ ہے۔** ان کے نزدیک ایمان تین اشیاء کے مجموعہ کا نام ہے:

(۱) تصدیق قلب (۲) اقرار لسان (۳) اعمال صالحہ

(ب) دوسرے گروہ کا نظریہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ایمان محض تصدیق قلب کا نام ہے جبکہ اقرار لسان اور اعمال صالحہ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس گروہ کو مرجہ کہا جاتا ہے

(ج) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اعمال خواہ ایمان میں داخل نہیں ہے لیکن ایمان کامل کے لیے اعمال حصہ قرار پاتے ہیں۔ اقرار لسان اور تصدیق لب کی حیثیت بھی اعمال صالحہ سے مختلف نہیں ہے۔

۴- عقل و نقل کا معیار: عقل و نقل کا معیار یا حدود کیا ہیں؟ کیا دونوں مترادف ہیں یا مختلف؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں نقل کو افضل قرار دیتے ہیں۔ تاہم معتزلہ عقل کو افضل قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں فرقہ مرجہ کا نقطہ نظر ہے کہ محض تصدیق کا نام ایمان ہے اس کے لیے عمل صالح مفید ہے اور نہ عمل سیہ مضر ہے۔ قدر یہ گروہ تقدیر کا انکار کرتا ہے۔

بندوں کو اپنے افعال اختیاریہ کا خالق تسلیم کرتا ہے۔

2076 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثَلُ ابْنِ آدَمَ وَالْيَ جَنْبِهِ تَسْعُ وَتَسْعُونَ مَنِيَّةً إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتَّى يَمُوتَ
قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ .

وَأَبُو الْعَوَّامِ عِمْرَانُ وَهُوَ ابْنُ دَاوُدَ الْقَطَّانُ

﴿﴾ مطرف بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ابن آدم کی تخلیق یوں کی گئی

ہے کہ اس کے پہلو میں ننانوے ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو اسے موت تک پہنچادیں اور اگر وہ اسے موت تک نہیں پہنچا پاتیں تو بھی آدمی بوڑھا ہو کر مر جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابوالعوام کا نام عمران ہے اور یہ ابن داؤد القطان ہے۔

شرح

انسان کا اسباب موت کے دائرہ میں ہو

لفظ مُثَلِّمٌ، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ثلاثی مرزید فیہ از باب تفعیل۔ بمعنی: مثال بیان کرنا، تصویر بنانا۔ یہاں مراد انسان کو نفس الامر میں پیدا کرنا ہے۔ لفظ: المنيّة: اس کی جمع المنایا ہے۔ اس کا معنی ہے: موت لیکن یہاں اسباب موت مراد ہیں۔ کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے تین ظرف ہوتے ہیں:

(۱) ظرف خارج۔ یہ وہ چیز ہے جو خارج میں موجود ہو اور اس کی طرف اشارہ حسیہ کیا جاتا ہے۔

(۲) ظرف ذہن: یہ وہ چیز ہے جو ذہن میں موجود ہوتی ہے اور اعتبار معتبر کے تابع ہوتی ہے۔

(۳) ظرف نفس الامر: یہ وہ چیز ہوتی ہے جو پہلی دونوں اقسام سے عام ہے۔ اس کی طرف اشارہ حسیہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ وہ

اعتبار معتبر کے تابع ہوتی ہے بلکہ اس کا وجود حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ حدیث باب میں موت کے ننانوے اسباب سے مراد تقدیر الہی ہے۔ انسان بے احتیاطی یا اپنے اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے اسباب کا مرتکب ہوتا ہے یا ان سے محفوظ رہتا ہے مگر آخری سبب یعنی بڑھاپے سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا جو موت کا باعث ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَا بِالْقَضَاءِ

باب 14: (تقدیر کے) فیصلے پر راضی رہنا

2077 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللَّهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا حَمَادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ وَهُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيُّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ

الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کی سعادت مندی میں یہ بات بھی شامل ہیں: اس فیصلے پر راضی رہے: جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کیا ہے اور ابن آدم کی بدبختی میں یہ بات بھی شامل ہے: وہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو ترک کر دے اور ابن آدم کی بدبختی میں یہ بات بھی شامل ہے: وہ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ناپسند کرے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف محمد بن ابی حمید کے حوالے سے جانتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام حماد بن ابو حمید ہے اور یہ ابو ابراہیم مدنی ہیں۔ یہ اسناد محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

شرح

اللہ کے فیصلہ کو بخوشی قبول کرنا

حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ انسان اسباب اختیار کرنے میں کوتاہی سے کام نہ لے بلکہ دلچسپی کا مظاہرہ کرے اعمال صالحہ کو اختیار کرے اور اعمال سیئہ سے اجتناب کرے۔ قضاء و قدر کے حوالے سے جو خوش کن امور پیش آئیں ان پر اظہار مسرت کرے۔ دو چیزیں انسان کی بد قسمتی کا سبب بنتی ہیں:

(۱) کسی اہم کام میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنے میں غفلت برتنا

(۲) قضاء و قدر کے حوالے سے جو پریشانی پیش آئے اس سے پریشان ہونا۔

2078 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ

قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ

متن حدیث: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فَلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ لَهُ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَخَذَتْ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَخَذَتْ فَلَا تُقْرِئُهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْ فِي أُمَّتِي الشُّكُّ مِنْهُ خَسْفٌ أَوْ مَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

2078- اخرجه ابو داؤد (۲/ ۶۱۶): كتاب السنة: باب: لزوم السنة: حديث (۶۱۳) و ابن ماجه (۲/ ۱۳۵۰): كتاب الفتن: باب: الغسوف: حديث (۶۰۶۱) و احمد (۲/ ۱۳۶۱۰۸۹): من طريق ابو صخر حميد بن زياد عن نافع فذكره-

توضیح راوی: وَأَبُو صَخْرٍ اسْمُهُ حَمِيدُ ابْنِ زِيَادٍ

◀◀ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور بولا: فلاں شخص نے آپ کو سلام بھیجا ہے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ وہ نئے عقائد قائم کرنے چلا ہے اگر تو اس نے نیا عقیدہ قائم کر لیا ہے، تو تم اسے میری طرف سے سلام کا جواب نہ دینا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میری اس آیت (راوی کو شک ہے: شاید یہ الفاظ ہیں) میری اس امت میں زمین میں دھنسا ہوگا، چہروں کا مسخ ہو جانا ہوگا اور قذف ہوگا جو تقدیر کے منکرین کے لیے ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ابو صخر نامی راوی کا نام حمید بن زیاد ہے۔

2079 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِيُّ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ حَمِيدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَذَلِكَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدْرِ

حضرت ابن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میری امت میں (کچھ لوگوں کو) زمین میں دھنسائے جانے اور چہرے مسخ کر دیے جانے کا عذاب ہوگا اور یہ (عذاب) تقدیر کو جھٹلانے والوں کو ہوگا۔

2080 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي الْمُرَزِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: سِتَّةٌ لَعْنَتُهُمْ وَلَعْنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدْرِ اللَّهِ

وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبْرُوتِ لِيُعْزَبَ بِذَلِكَ مَنْ آذَلَ اللَّهُ وَيُذَلَّ مَنْ أَعَزَّ اللَّهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرْمِ اللَّهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَكَذَا رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَفْصُ

بْنُ غِيَاثٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهَذَا أَصَحُّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: چھ طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ

نے اور ہر نبی نے ان پر لعنت کی ہے۔ وہ یہ ہیں: اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا اللہ کی (مقرر کردہ) تقدیر کو جھٹلانے والا، زبردستی

حکومت پر قبضہ کرنے والا، تاکہ وہ اسے عزت دے جسے اللہ نے ذلیل کیا ہو اور اسے ذلیل کر دے جسے اللہ نے عزت عطا کی ہو، اللہ

تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دینے والا، میری عترت سے متعلق ان امور کو حلال کرنے والا جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا

2080- تفسرہ الترمذی- واخرجه العاکم فی (المستدرک) (۱/۲۶) (۹/۴) من طریق عبد الرحمن بن ابی الموال عن عبد اللہ بن موهب عن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة فذكره-

ہو اور میری سنت کا تارک۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن ابوموالی نے اس روایت کو اسی طرح عبید اللہ بن عبدالرحمن، عمرہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

سفیان ثوری، حفص بن غیاث اور دیگر راویوں نے اسے عبید اللہ بن عبدالرحمن کے حوالے سے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ درست ہے۔

2081 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ
مَنْ حَدِيثٌ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقَيْتُ عَطَاءَ ابْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةَ يَقُولُونَ
فِي الْقَدْرِ قَالَ يَا بُنَيَّ اتَّقِرْ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاقْرَأْ الزُّخْرُفَ قَالَ فَقَرَأْتُ (حَمِّ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ
قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدِينَا لَعَلِيَّ حَكِيمٌ) فَقَالَ اتَّذِرِي مَا أُمُّ الْكِتَابِ قُلْتُ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ كِتَابٌ كَتَبَهُ اللَّهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَقَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْأَرْضَ فِيهِ إِنْ فِرْعَوْنَ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ وَفِيهِ (بَشَّ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ) قَالَ عَطَاءٌ فَلَقَيْتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ مَا كَانَ وَصِيَّةُ أَبِيكَ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالَ دَعَانِي أَبِي فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ اتَّقِ اللَّهَ وَاعْلَمْ
أَنَّكَ لَنْ تَتَّقِيَ اللَّهَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ فَإِنْ مِتَّ عَلَيَّ غَيْرَ هَذَا دَخَلْتَ النَّارَ إِنِّي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اكْتُبْ فَقَالَ مَا اكْتُبُ قَالَ
اَكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

◀◀ عبدالواحد بن سلیم بیان کرتے ہیں: میں مکہ مکرمہ آیا میری ملاقات عطاء بن ابی رباح سے ہوئی میں نے ان سے
کہا: اے ابو محمد! اہل بصرہ تقدیر کے بارے میں کچھ اعتراضات کرتے ہیں عطاء نے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟
میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو انہوں نے فرمایا: تم سورہ زخرف پڑھو۔ راوی کہتے ہیں: میں نے پڑھنا شروع کیا۔
”حم“ اس واضح کتاب کی قسم! ہم نے اس کو عربی میں قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھ لو اور بے شک یہ لوح محفوظ میں ہے جو
ہمارے پاس ہے یہ بلند مرتبہ اور حکمت آمیز ہے۔“

عطاء نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو یہاں ام الكتاب سے کیا مراد ہے؟ میں نے جواب دیا: خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا: یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کرنے سے پہلے زمین کو پیدا کرنے
سے پہلے لکھا تھا۔ اور اس میں یہ بات بھی موجود ہے: ابولہب تباہ و برباد ہو جائے۔

عطاء نے یہ بات بیان کی ہے۔ میں حضرت ولید بن عبادہ سے ملا۔ میں نے ان سے دریافت کیا: آپ کے والد (حضرت عبادہ
بن صاحت) جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں انہوں نے مرتے وقت کیا نصیحت کی تھی تو انہوں نے مجھے بتایا۔ انہوں نے مجھے بلایا
اور بولے: اے میرے بیٹے! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو درحقیقت اس

پر ایمان رکھتے ہو گے اور تم تقدیر پر مکمل طور پر ایمان رکھنا چاہے وہ اچھی ہو یا بری ہو اگر تم اس کے علاوہ کسی اور عقیدے پر مرے تو تم جہنمی ہو جاؤ گے کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا: لکھو! اس نے عرض کی: اس سند کے حوالے سے میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وہ سب) لکھ دو! جو پہلے ہو چکا ہے اور جو اب تک ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

منکرین تقدیر کی وعید و سزا

زیر مطالعہ احادیث میں منکرین تقدیر سے مقاطعہ کرنے، زمین میں دھنسائے جانے، جہنم میں سزا دیے جانے اور لعنت کیے جانے کی وعیدیں اور سزائیں وارد ہوئی ہیں۔ پہلی حدیث میں تصریح ہے کہ بصرہ کا ایک باشندہ جو منکر تقدیر تھا، نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی شخص کے ذریعے ”سلام“ بھیجا تھا لیکن آپ نے اس کا سلام قبول نہ فرمایا اور نہ جواب دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرین تقدیر سے مقاطعہ کرنا درست ہے۔ دوسری حدیث میں منکرین تقدیر کے بارے میں یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ انہیں اس جرم کی پاداش میں زمین میں دھنسائے جانے کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ سزا علامات قیامت میں سے بھی شمار کی گئی ہے۔ تیسری حدیث میں چھ قسم کے لوگوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے جن میں سے ایک منکر تقدیر بھی ہے۔ وہ چھ لوگ یہ ہیں:

(۱) قرآن میں تبدیلی کا خواہشمند

(۲) تقدیر کا انکار کرنے والا

(۳) اسلامی حکومت کے خلاف ناجائز طور پر بغاوت کرنے والا

(۴) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے والا

(۵) اہل بیت کے لیے حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے والا

(۶) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تارک۔ چوتھی حدیث میں منکر تقدیر کو جہنم میں سزا دیے جانے کی وعید بیان کی گئی ہے۔

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ولید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد گرامی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے تو انہوں نے آپ سے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ آپ نے جواب دیا: ہاں میرے والد گرامی نے وفات کے وقت مجھ سے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹا! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا درحقیقت اس پر ایمان ہے۔ تم تقدیر پر پختہ ایمان رکھنا خواہ وہ اچھی ہو یا بری اور اگر تم اس کے علاوہ کسی عقیدہ پر رہتے ہوئے فوت ہوئے تو جہنم میں جاؤ گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکر تقدیر کی سزا جہنم ہے۔

2082 سند حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُنْدِرِ الْبَاهِلِيُّ الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ

الْمُقَرِّي حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيْحٍ حَدَّثَنِي أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ

عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: قَدَّرَ اللَّهُ الْمَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ

نے سات آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تقدیر مقرر کر دی تھی۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

تقدیر الہی کے مراحل خمسہ

اللہ تعالیٰ کے حکم کن سے تقدیر طے شدہ ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل تقدیر کے تمام مراحل کی تکمیل ہو گئی تھی۔ جب کسی شخص نے گھر تعمیر کرانا ہو تو انجینئر کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں جو سب سے قبل اپنے ذہن میں اس کا نقشہ بناتا ہے، پھر وہ نقشہ کاغذ پر منتقل کیا جاتا ہے اور بعد میں معمار اس نقشہ کی مدد سے خوبصورت گھر تعمیر کرتا ہے۔ بلاشبہ اسی طرح تقدیر الہی کی تکمیل بھی کئی مراحل میں ہوئی ہے۔ چنانچہ تقدیر الہی کے مراحل خمسہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) سب سے قبل اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق کائنات کی تمام اشیاء کا خاکہ تیار ہوا۔

(۲) زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل عرش اعظم کی قوت خیالیہ میں تمام اشیاء تیار ہوئیں

(۳) جب ارواح انبیاء سے میثاق ”الست بربکم“ لیا گیا تو تقدیر متحقق ہوئی۔

(۴) شکم مادر میں جب گوشت کے لوٹھڑے میں روح پھونکنے کا وقت آتا ہے تو تقدیر کا ایک تھق ہو جاتا ہے۔

(۵) کائنات میں کوئی بھی خوشگوار واقعہ پیش آنے سے قدرے قبل تقدیر ظاہر ہوتی ہے۔ تقدیر کے یہ مراحل خمسہ لوگوں کے

احوال کی مناسبت سے ہیں لیکن دوسری مخلوق کے احوال اس سے مختلف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (رحمۃ اللہ الواسعۃ ج ۱ ص ۶۶۸)

2083 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ

الثَّوْرِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرِ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَاصِمُونَ فِي الْقَدْرِ فَنَزَلَتْ

هَذِهِ آيَةُ (يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُقُوا مَسَّ سَقَرٍ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والے کچھ مشرکین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوئے وہ تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی:

2083- اخرجہ مسلم (۲/۴۶۷)؛ کتاب القدر؛ باب: كل شي بقدر؛ حديث (۱۹/۲۶۵۶)؛ ابن ماجه (۱/۲۲)؛ المقدمة؛ باب: في القدر؛ حديث (۸۲) - من طريق زياد بن اسماعيل عنه به -

”جس دن انہیں چہروں کے بل جہنم میں گھیٹا جائے گا اور (کہا جائے گا) آگ کا مزہ چکھو اور بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے مطابق پیدا کیا ہے۔“
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

تقدیر الہی کا نص قرآنی سے ثبوت

تقدیر الہی کے ثبوت میں کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ کے علاوہ نصوص قرآنی بھی موجود ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق مشرکین قریش حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقدیر کے مسئلہ میں بحث و تکرار شروع کر دی۔ اس موقع پر یہ ارشاد بانی نازل ہوا: **يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ** ۝ **إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ** ۝ (القمر: ۲۹، ۳۸) جس دن وہ لوگ مونہوں کے بل دوزخ میں گھیٹے جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم دوزخ کی آگ کا مزہ کھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک سلیقہ سے پیدا کیا ہے۔ اس ارشاد میں بتایا گیا ہے کہ مشرکین کا جہنم میں جانا طے شدہ ہے لیکن اس کا وقت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز ایک اسلوب سے تیار کی ہے اور وقت آنے پر وہ دوزخ میں داخل کیے جائیں گے۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔

کِتَابُ الْفِتْرِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

فتنوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

فتنہ کا معنی و مفہوم اور اقسام

لفظ: فتنہ کا اصل مادہ ”فتن“ ہے اس کی جمع ”فتن“ ہے اس کا لغوی معنی ہے۔ سونا کو بھٹی میں گرم کر کے اس کے کھوٹ کو الگ کرنا۔ یہ لفظ آزمائش اور امتحان کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جبکہ آزمائش میں جسمانی یا ذہنی تکلیف دینا مقصود ہوتا ہے تاکہ کسی معاملہ میں کسی کو دھوکا نہ ہو بلکہ اصل صورت حال نکھر کر سامنے آجائے۔ لفظ فتنہ اپنے مشتقات کے اعتبار سے متعدد معانی میں استعمال کیا جاتا ہے: آفت، تکلیف دینا، ہنگامہ، دنگا، فساد، آزمائش، تختہ مشق بنانا اور امتحان میں ڈالنا وغیرہ۔

دنیا دار الامتحان ہے اور یہاں انسان ہمہ وقت امتحان میں مبتلا رہتا ہے۔ البتہ اس امتحان کی مختلف شکلیں ہیں مثلاً کہیں ایمان و کفر کا معرکہ ہے تو کہیں امن و فساد کا مسابقہ ہے، بلکہ مؤمن مختلف امتحانات کا شکار رہتا ہے۔ اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر امت کی آزمائش کی اور میری امت کی آزمائش دولت سے کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۵۱۹۳)

مختلف اعتبار سے فتنوں کی مختلف اقسام ہیں اور ایک اعتبار سے اس کی مشہور چھ اقسام ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- انسان کا باطنی فتنہ: انسان کے باطنی احوال جب تکبر و غرور اور شقاوت کا شکار ہو جائیں تو اس کی روحانیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور عبادت و ریاضت کی لذت بھی باقی نہیں رہتی۔ انسان کے اندر تین اہم چیزیں موجود ہوتی ہیں:

(۱) قلب

(۲) عقل

(۳) نفس۔ ان کے احوال اچھے ہوتے ہیں اور برے بھی۔ اگر ان کے احوال اچھے ہوں تو انسان پرسکون رہتا ہے اور اگر برے احوال کا غلبہ ہو تو انسان پریشانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

قلب کے احوال

قلب کے اچھے احوال دو ہیں:

(الف) جب قلب پر ملکی خصائل کا غلبہ ہوتا ہے تو یہ حسن اعتقاد، عقیدت و محبت اور تقویٰ کا محور بن جاتا ہے۔

(ب) جب قلب کو نور قوی اور صفائی کی دولت حاصل ہو جاتی ہے یہ تکبر و نخوت سے پاک ہو کر عجز و انکسار کا مرکز بن جاتا ہے جسے تصوف کی اصطلاح میں ”روح“ کہا جاتا ہے۔

قلب کے برے احوال بھی دو ہیں:

(الف) جب قلب ہمہ وقت بیداری اور خواب میں شیطانی تصورات و وساوس کا شکار ہوتا ہے تو قلب شیطانی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس میں حقانیت و روحانیت کا تصور بھی نہیں گزر سکتا۔

(ب) جب قلب پر بھی خصال کا غلبہ ہوتا ہے تو اس میں جانوروں جیسی خواہشات پیدا ہو جاتی ہیں جس وجہ سے اسے قلب بھیہمی کہتے ہیں۔

عقل کے احوال: عقل کے اچھے احوال تین ہیں:

(الف) جب عقل پر ملکی خصال تسلط حاصل کر لیتی ہیں تو وہ احسان، ارتفاق اور ضروری و بدیہی تصورات کی تائید و تصدیق کرنا شروع کرتی ہے۔

(ب) جب عقل کو نور قوی اور صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ ایسے علوم کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے جو روحانیت، کشف اور غیبی صدا سے متعلق ہوتے ہیں۔ تصوف کی اصطلاح میں اسے ”سر“ کہا جاتا ہے۔

(ج) جب عقل ایسی ذات کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو مکان و زمان سے پاک ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں اسے ”عقل خفی“ کہا جاتا ہے۔ عقل کے برے احوال دو ہیں:

(الف) جب بھیہمی خصال عقل پر مسلط ہو جاتی ہیں تو وہ شریر بن جاتی اور انسان ایسے تصورات کا شکار ہو جاتا ہے جو فطری تقاضوں سے دور ہوتے ہیں مثلاً کثرت جماع، شہوت کی فراوانی اور انواع و اقسام کھانوں کے خیالات

(ب) جب شیطانی تصورات عقل پر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں تو انسان نظام شکست و ریخت کا شکار ہو کر ایسے شکوک و شبہات کی طرف مائل ہو جاتا ہے جنہیں صرف بد کردار لوگ انجام دیتے ہیں۔ نفس کے احوال: نفس کے احوال تین ہیں:

(الف) جب نفس بھیہمی خصال کا شکار ہو جائے اسے ”نفس امارہ“ کہا جاتا ہے۔

(ب) جب نفس بھیہمی اور ملکی خصال کے درمیان ہو وہ کبھی بہیمیت کی طرف مائل اور کبھی ملکیت کی جانب ہوتا ہے اسے ”نفس لوامہ“ کہا جاتا ہے۔

(ج) جب نفس احکام شریعت کا پابند ہو جائے اور ان کے خلاف بغاوت کرنے پر امارہ نہ ہو اسے ”نفس مطمئنہ“ کہا جاتا ہے۔

الحاصل: قلب، عقل اور نفس کے احوال خارجی کے باعث انسان میں جو فتنے موجود ہیں ان سے تحفظ و دفاع از بس ضروری ہے۔ مختلف روایات اور آیات مبارکہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ چنانچہ ایک ارشادِ باری ہے: **وَنَبَلُّوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط (الانبياء: ۳۵)** ہم برائی اور بھلائی کے ذریعے تمہیں آزما رہے ہیں یعنی صحت و مرض، کشادگی و تنگی، نرمی و سختی اور راحت و مصیبت وغیرہ کے سبب انسان کا امتحان لیتے ہیں۔

۲- گھر میں فتنہ: ان فتنوں میں سے ایک گھر کے نظام خانہ داری میں عدم توازن اور بگاڑ کی صورت ہے۔ ایک مشہور روایت ہے کہ شیطان فتنہ برپا کرنے کے لیے اپنے ڈیرے لگاتا ہے اپنا تخت پانی بچھانا ہے اور اپنے کارندوں کی جماعتیں روانہ کرتا ہے۔ ان میں سے جو زیادہ فتنہ برپا کرے اسے اپنے ہاں ممتاز مقام دیتا ہے۔ وہ کارندے واپس آ کر شیطان کے پاس اپنی کارکردگی بیان کرتے ہیں لیکن شیطان یہ بات کہہ کر انہیں دور کر دیتا ہے کہ تم نے کوئی اہم کارنامہ انجام نہیں دیا۔ ان میں سے جو یہ بات کہتا ہے کہ

میں نے میاں بیوی کے مابین جدائی کر کے گھر میں فتنہ و فساد کی فضا قائم کر دی ہے شیطان اسے اپنے پاس بٹھاتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ اصل کارنامہ تو نے انجام دیا ہے۔ (صحیح مسلم)

۳- سمندر کی موجوں کی طرح برپا ہونے والا فتنہ: وہ ہے نظام حکومت میں بگاڑ پیدا کرنا اور عوام کا حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابلیس اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرۃ العرب میں نمازی حضرات اس کی عبادت کریں تاہم وہ لوگوں کو باہم لڑا سکتا ہے۔ (صحیح مسلم)

۴- قومی و ملی فتنہ: ابلیس کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ اولوالعزم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا سے رخصت ہو جائیں اور دین و شریعت پر جہلاء قابض ہو جائیں۔ عوام علماء صالحین اور صوفیاء کے بارے میں غلوم سے کام لیں۔ پھر حکومت اور عوام کے درمیان مخالفت کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ اس طرح پوری روئے زمین پر فتنہ برپا ہو جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قبل جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے ان کی امت میں مخصوص لوگ ہوتے تھے جو ان کے طریقہ کو اپناتے تھے اور ان کے دین کی پیروی میں زندگی گزارتے تھے۔ پھر ان کے جانشین نالائق و ناخلف لوگ پیدا ہو گئے تھے جن کے قول و فعل میں تضاد تھا اور وہ ایسے امور انجام دیتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ جو شخص ان سے اپنے ہاتھ یا اپنی زبان یا اپنے دل سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص معمولی ایمان والا بھی نہیں ہو سکتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۱۵۷)

۵- عالمگیر فتنہ: یہ جہالت و بے دینی اور بے عملی کا فتنہ ہے جس کے نتیجے میں انسان انسانی تقاضوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ لوگ تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

(۱) وہ لوگ ہیں جو تارک دنیا ہو کر اپنے افراد خانہ، دوست و احباب اور اعز و اقارب سے دور ہو جاتے ہیں۔ اسی ماحول میں رہنا ان کے نزدیک عظیم عبادت اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے

(۲) وہ لوگ ہیں جن میں بہیمانہ خصائل کمال درجہ کے ہوتے ہیں بلکہ ان کے کردار سے جانور بھی شرماتے ہیں

(۳) ان دو اقسام کے درمیان والے لوگ ہیں لیکن ان کا میلان نہ اوپر والے لوگوں کی طرف ہوتا ہے اور نہ نیچے والے لوگوں کی طرف۔

۶- بڑے حوادث کا فتنہ: دور حاضر میں کہیں ہوائی جہاز حادثہ کی نذر ہو جائے تو سینکڑوں لوگ لقمہ اجل بن جاتے ہیں کہیں زلزلہ برپا ہو جائے تو ہزاروں لوگ زیر زمین دب کر جام شہادت نوش کر جاتے ہیں، وبایں اور امراض پھیلنے کے باعث ایک دن میں درجنوں جنازے اٹھانے پڑتے ہیں اور زمین میں دھنس جانے کے واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں۔

فتنوں کی تفصیلات بیان کرنے کی وجوہات: فتنوں کے حوالے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلات بیان فرمائی ہیں جس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

☆ تشخیص کے بغیر کسی مرض کا علاج کرنا ناممکن ہے، فتنوں کی تفصیلات معلوم ہونے سے ان کا سدباب کرنا ممکن ہو سکتا ہے

کیونکہ فتنے اختیاری ہیں اور اختیاری امور کی دونوں اطراف اختیاری ہوتی ہیں۔

☆ خواہ بعض فتنے غیر اختیاری ہیں مثلاً فتنہ دجال، اس کی تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ

رکھنے میں کامیاب ہو سکے۔

☆ بعض فتنوں کے بتانے سے اس سے تحفظ کا طریقہ بھی معلوم ہو جاتا ہے مثلاً دریائے فرات کا پانی خشک ہونے سے اس کا سونا نمایاں ہونا اور فرما دیا گیا: اس سونے کو حاصل نہ کرنا۔“

☆ تمام فتنے علامات قیامت میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیلات کا مقصد انسان کو قرب قیامت سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ آخرت کی تیاری کر سکے۔

☆ امتحان کا مقصد مخلص و غیر مخلص کے درمیان امتیاز کرنا ہے یعنی کس نے پڑھا تھا اور کس نے نہیں پڑھا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس مؤمن سے بھی امتحان لیا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے کون دعویٰ ایمان میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ ہجرت کے بعد صرف مدنی دور میں دس بار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے امتحان لیا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت ہے کہ آپ نے اپنی امت کو ان امور سے آگاہ فرما دیا جن کے سبب انسان فیل ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے امتیوں کو ناکام و فیل دیکھنا ناپسند ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِأَحْدَى ثَلَاثٍ

باب 1: کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ سے حلال ہوتا ہے

2084 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ

بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ أَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ أُنْشِدُكُمْ اللَّهَ اتَّعَلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِأَحْدَى ثَلَاثٍ زِنًا بَعْدَ احْتِصَانٍ أَوْ ارْتِدَادٍ بَعْدَ إِسْلَامٍ أَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بغيرِ حَقٍّ فَقَتِلَ بِهِ فَوَاللَّهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ فِيمَ تَقْتُلُونَنِي

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَرَوَاهُ حَمَادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَرَفَعَهُ وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثُ فَأَوْقَفُوهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْفُوعًا

2084- اضرجه اصمد (۱/۶۵، ۶۶، ۷۰) و ابوداؤد (۴/۱۷۰): کتاب الدیانت: باب: الامام یا مر ابالفوق فی الدم: حدیث (۴۵۰۲) و ابن ماجہ (۲/۸۴۷): کتاب العمود: باب: لا یحل دم امری مسلم الا فی ثلاث: حدیث (۲۵۳۲) و نسائی (۷/۹۱، ۹۲): کتاب تہریم الدم: باب: ذکر ما یحل بہ دم المسلم: حدیث (۴۰۱۹) و الدارمی (۲/۱۷۱): کتاب العمود: باب: ما یحل بہ دم المسلم: من طریق سہل بن حنیف عن عثمان بن عفان بہ۔

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے گھر سے جھانک کر ارشاد فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ سے حلال ہوتا ہے۔ مہسن ہونے کے باوجود زنا کرنا، اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جانا یا کسی شخص کو ناحق قتل کر دینا تو اس شخص کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے زمانہ جاہلیت میں اور زمانہ اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس سے اسلام قبول کیا ہے میں مرتد نہیں ہوا اور میں نے ایسے کسی شخص کا قتل نہیں کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو تو تم کس وجہ سے مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اس روایت کو حماد بن سلمہ یحییٰ بن سعید کے حوالے سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان اور دیگر راویوں نے اسے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔ یہی روایت بعض دیگر راویوں کے حوالے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر منقول ہے۔

شرح

تین وجوہات کی بنا پر مسلمان کا خون حلال ہونا

خون مسلم نہایت محترم ہے اور اسے گرانا حرام ہے۔ ایک انسان کو ناجائز قتل کرنا اتنا بڑا جرم ہے گویا قاتل نے تمام انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تین صورتوں میں مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے:

(۱) جب شادی شدہ شخص زنا کا ارتکاب کرے اس پر شرعی گواہی قائم ہو جائے یا خود زنا کرنے کا اقرار کرے۔

(۲) جب کوئی شخص قبول اسلام کے بعد مرتد ہو جائے کیونکہ مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔

(۳) ایسا قاتل جس نے کسی شخص کو ناحق قتل کے گھاٹ اتار دیا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ دِمَاؤُكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ

باب 2: جان اور مال کو قابل احترام قرار دینا

2085 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَيْبِ بْنِ عُرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ قَالَ فَإِنَّ دِمَانَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ

2085- اخرجه احمد (۲/۴۲۶، ۴۹۸) ابو داؤد (۲/۲۴۴)؛ كتاب البيوع؛ باب: في وضع الرضا؛ حديث (۲۳۲۴)؛ وابن ماجه (۱/۵۹۶)؛ كتاب النكاح؛ باب: هو المرأة على الزوج؛ حديث (۱۸۵۱)؛ من طريق سليمان بن عمرو بن الاحوص عن ابيه به۔

وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا آلا لَا يَجْنِي جَانِ آلا عَلَى نَفْسِهِ آلا لَا يَجْنِي جَانِ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودَ عَلَى وَالِدِهِ آلا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ آيسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ فِي بِلَادِكُمْ هَذِهِ أَبَدًا وَلَكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَحَدِيثِ بْنِ عَمْرِو السَّعْدِيِّ حَكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَرَوَى زَائِدَةُ عَنْ شَيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ نَحْوَهُ وَلَا نَعْرِفُهُ آلا مِنْ حَدِيثِ شَيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ

﴿﴾ سلمان بن عمرو اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آج کونسا دن ہے لوگوں نے عرض کی: حج اکبر کا دن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری جانیں تمہارا مال اور تمہاری عزتیں آپس میں اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح یہ دن اس شہر میں قابل احترام ہے۔ خبردار ہر شخص صرف اپنا کیا ہوا بھگتے گا کوئی شخص اپنی اولاد کی طرف سے سزا نہیں بھگتے گا کوئی شخص اپنے والد کی طرف سے سزا نہیں بھگتے گا۔ خبردار شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ تمہارے ان شہروں میں اس کی پوجا کی جائے تاہم تم لوگ اس کی فرمانبرداری کرو گے ان چیزوں کے بارے میں جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو گے اور وہ اس پر بھی راضی ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حدیم ابن عمرو سعدی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

زائدہ نے شیب بن غرقدہ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

ہم اس روایت کو صرف شیب بن غرقدہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

مسلمان کی جان و مال کا محترم ہونا

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسلمان کے خون، مال اور اس کی عزت کو اسی طرح محترم و قابل عزت قرار دیا جس طرح مکہ معظمہ شہر اور ذی الحجہ کا یوم حج محترم ہے۔ اس موقع پر آپ نے چار اہم باتیں ارشاد فرمائیں جن کا مفہوم درج ذیل ہے:

۱۔ جس طرح حرم شریف میں امور ثلاثہ میں تصرف منع ہے اسی طرح مسلمان کے خون، مال اور اس کی عزت میں دست درازی بھی حرام ہے۔ ترجمۃ الباب سے متعلق حدیث باب کا صرف یہی حصہ ہے۔

۲۔ زیادتی اور ظلم کرنے والے کی سزا صرف ظالم پر ہے اس کی سزا کا حقدار دوسرا شخص ہرگز نہیں ہو سکتا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ مشہور تھا کہ قاتل کے باپ یا اس کے بیٹے یا خاندان کے کسی شخص کو قصاص میں قتل کیا جاتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان دشمن طریقہ سے منع کر دیا اور اعلان فرمادیا گیا کہ باپ بیٹے کی جگہ یا بیٹا باپ کی جگہ قصاص میں قتل نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم قاتل کو قتل کے جرم میں قتل کیا جاسکتا ہے۔

۳- باپ کے جرم میں بیٹے کو اور بیٹے کے جرم میں باپ کو قتل کرنا حرام ہے، کیونکہ مجرم اپنے کیے کی سزا خود بھگتے گا نہ کہ دوسرے شخص پر اس کی سزا نافذ کی جائے گی۔ یہ اعلان دراصل پہلے اعلان کا ہی ایک حصہ ہے۔

۴- ابلیس اس بات سے محروم ہو گیا ہے کہ لوگ اس کی عبادت کریں گے۔ تاہم وہ امور جن کو لوگ معمولی تصور کرتے ہوں گے ان میں اس کی پیروی کرتے رہیں گے اور وہ اس سے خوش ہوتا رہے گا مثلاً بروقت نماز ادا نہ کرنا، زکوٰۃ کی ادائیگی میں غفلت برتنا اور کسی کی حق تلفی کرنا وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دین کا خلاصہ بیان فرمایا تھا۔ جسے ”خطبہ حجۃ الوداع“ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ محدثین اپنی ضرورت کے مطابق اس کا حصہ نقل کر دیتے ہیں یہاں بھی اس خطبہ کا ایک حصہ نقل کیا گیا ہے۔ پورا خطبہ بھی کتب حدیث میں محفوظ ہے۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کو ”خطبہ حجۃ الوداع“ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: (۱) لفظ: الوداع کا معنی ہے: روانہ کرنا، چونکہ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف وفود عالم میں روانہ فرمائے تھے تاکہ وہ تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں اور لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کریں۔

(۲) یہ حج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کا آخری تھا۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن میں خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا؟

جواب: (۱) اس بارے میں تین اقوال ہیں: یوم عرفہ تھا (۲) یوم نحر تھا (۳) یوم عید تھا۔

سوال: حجۃ الوداع کو ”حج اکبر“ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: (۱) اکثر ارکان و مناسک حج مثلاً رمی جمار، حلق، نحر اور طواف زیارت اسی روز ادا کیے جاتے ہیں

(۲) عمرہ حج اصغر ہے۔ اس کے مقابلے میں اس کو اکبر قرار دیا گیا۔

(۳) مسلمانوں کی بھاری اکثریت اس حج میں شامل ہوئی تھی۔

(۴) اتفاق سے یہ حج جمعہ المبارک کے دن پیش آیا تھا۔

(۵) دنیا کے ہر خطہ سے اس حج میں لوگ شامل ہوئے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَرْوَعَ مُسْلِمًا

باب 3: کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات جائز نہیں: وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے دھمکائے

2086 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّائِبِ

بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَ أَحَدَكُمْ عَصَا أَخِيهِ لَا عِبَاءَ أَوْ جَادًّا فَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيُرْدَهَا إِلَيْهِ

2086- اخرجہ البخاری فی (الادب المفرد) (۷۶) حدیث (۲۳۶) و ابوداؤد (۷۱۹/۲)؛ کتاب الادب: باب: ما جاء فی النزاع حدیث (۵۰۲) و اخرجہ عبد بن حمید (۱۶۲) حدیث (۲۳۷) من طریق عبد اللہ بن السائب بن یزید عن ابیہ عن جدہ بہ۔

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَسَلِيمَانَ بْنِ صُرَدَ وَجَعْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ

توضیح راوی: وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ لَهُ صُحْبَةٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ وَهُوَ غُلَامٌ وَقَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ وَوَالِدُهُ يَزِيدُ بْنُ السَّائِبِ لَهُ أَحَادِيثُ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ

◀◀ عبد اللہ بن سائب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص مذاق کے طور پر اپنے بھائی کی لاشی نہ پکڑے یا پریشان کرنے کے لیے ایسا نہ کرے جس نے اپنے بھائی کی لاشی اٹھالی ہو وہ اسے واپس کر دے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، سلمان بن صرد جعدہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اس روایت کو صرف ابن ابی ذنب کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے انہوں نے بچپن میں نبی اکرم ﷺ سے احادیث سنی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا اُس وقت ان کی عمر سات برس تھی ان کے والد حضرت یزید بن سائب رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں اور وہ بھی نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نمر کے بھانجے ہیں۔

2087 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: حَجَّ يَزِيدٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ

توضیح راوی: فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْقَطَّانِ كَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ يُونُسَ ثَبَتًا صَاحِبَ

حَدِيثٍ وَكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ جَدَّهُ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ يَقُولُ حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ وَهُوَ جَدِّي مِنْ قَبْلِ أُمِّي

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (میرے والد) حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں شرکت کی تھی۔ میری عمر اُس وقت سات برس تھی۔

علی بن مدینی، یحییٰ بن سعید القطان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: محمد بن یوسف احادیث نقل کرنے کے حوالے سے مستند ہیں۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ان کے نانا تھے۔

محمد بن یوسف کہتے ہیں: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے وہ میرے نانا تھے۔

شرح

مسلمان کو ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی ممانعت

لفظ: ورع، فزع کے معنی کے ساتھ ہے یعنی ڈرانا، خوفزدہ کرنا۔ لَا عِبَاءَ جَادًا: یہ دونوں الفاظ لَا يَأْخُذُ کے فاعل سے حال واقع ہو رہے ہیں یعنی پہلے بطور مذاق کوئی کام کرنا پھر اس میں سنجیدگی اختیار کر لینا۔ یہ متضاد صفات جمع ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) مزاح کے انداز میں کسی کی لاشیٰ پھر اس پر قبضہ جمالیا اور واپس نہ کی۔ شروع میں کھیل کی صورت تھی اور بعد میں سنجیدگی اختیار کر لی۔

(۲) کسی کا سامان چرانے کے ارادہ کے بغیر لیا جبکہ مقصد صرف اسے غصہ دلانا اور پریشان کرنا تھا۔ مال چرانے کی جہت سے تو وہ لاعب ہے لیکن غصہ دلانے اور پریشان کی جہت سے وہ سنجیدہ ہے۔ اس طرح دو متضاد صفات جمع ہو گئیں۔

حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی سے ایسا مذاق ہرگز نہ کیا جائے جس سے اسے اذیت پہنچتی ہو یا مالی نقصان ہوتا ہو، کیونکہ یہ فعل مسلمان کی شایان شان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کو اپنے بھائی سے ہمیشہ خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے تاکہ باہم محبت میں اضافہ ہو۔ اس طرح کوئی فتنہ برپا نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِشَارَةِ الْمُسْلِمِ إِلَى أَخِيهِ بِالسَّلَاحِ

باب 4: مسلمان کا ہتھیار کے ذریعے اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرنا

2088 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدُ

الْحَدَّاءُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ يُسْتَعْرَبُ مِنْ حَدِيثِ خَالِدِ الْحَدَّاءِ

إِسْنَادٍ بَدِيعٍ: وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَزَادَ فِيهِ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ

لَأَبِيهِ وَأُمِّهِ قَالَ وَأَخْبَرَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی ہتھیار کے ذریعے اپنے بھائی کی طرف

اشارہ کرے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

2088- أخرجه أحمد (۲/۲۵۶/۵۰۵) ومسلم (۸/۵۸۵- ابی) كتاب البر والصلة والآداب: باب: النسب عن الإشارة بالسلاح إلى مسلم
أهبيت (۲۶۱۶/۱۲۵) من طريق محمد بن سيرين عن ابی هريرة به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔
خالد حذاء کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر اسے غریب قرار دیا گیا ہے۔
ایوب نامی راوی نے اس کو محمد بن سیرین کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
تاہم انہوں نے اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔
تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی کیوں نہ ہو
یہی روایت اور ایک سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

ہتھیار سے اپنے مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کرنے کی وعید

اپنے بھائی کو ہتھیار کے ذریعے مرعوب و خوفزدہ کرنا حرام و ممنوع ہے مثلاً اپنے چاقو سے اشارہ کرتے ہوئے یوں کہا: تمہیں مار دوں گا! یا پستول تان کر کہا: تمہیں اڑا دوں گا۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ خواہ ظاہری طور پر یہ ایک ڈرامہ کی شکل ہے لیکن بعض اوقات شیطان اسے حقیقت یا واقعہ کا رنگ بھی دے دیتا ہے جو فتنہ کا باعث بن سکتا ہے۔ ایسی فبیح حرکت کے مرتکب شخص کی وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی مذموم اور قابل نفرت حرکت سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُولا

باب 5: بے نیام تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے آنا

2089 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ

اسناد دیگر: وَرَوَى ابْنُ لَهْيَعَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ بَنَةِ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عِنْدِي أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے: بے نیام تلوار کے ساتھ ایک

دوسرے کے سامنے آیا جائے۔

2089-أخرجه أحمد (۳/۳۶۰، ۳۰۰/۳) وأبو داود (۲۷/۲)؛ كتاب الجهاد: باب: في النهي ان يتعاطى السيف مسلولا حديث (۲۵۸۸) من طريق حماد بن سلمة عن أبي الزبير عن جابر به-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن“ ہے اور حماد بن سلمہ کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر غریب ہے۔ ابن لہیعہ نے اس حدیث کو ابو زبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت بنہ جہنیکے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔۔۔ میرے نزدیک حماد بن سلمہ سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

بے نیام ہتھیار لے کر کسی کے سامنے آنے کی ممانعت

جب کسی کو ہتھیار پیش کرنا مقصود ہو تو وہ بے نیام یا سونتا ہوا نہیں ہونا چاہیے بلکہ بند کر کے دیا جائے مثلاً چاقو بند کر کے تیر نیام میں ڈال کر اور تلوار میان میں بند کر کے پیش کی جائے۔ سونتا ہوا یا بغیر پردے کے کسی کو ہتھیار پیش کرنا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ننگا ہتھیار کسی فتنہ یا واقعہ کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ

باب 6: جو شخص صبح کی نماز ادا کرے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے

2090 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّجَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يُتَبَعَنَّكُمْ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذِمَّتِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدَبٍ وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح کی نماز ادا کرے وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں

ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی پناہ کے بارے میں کوئی حساب نہ لے (یعنی تم اس کا خیال رکھو)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جندب اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل ہونا

اللہ تعالیٰ بندے کی ہر نیکی کا اجر و ثواب عطا کرتا ہے اور کسی معمولی عمل خیر کے اجر سے محروم نہیں کرتا۔ نماز وہ عبادت ہے جو

2090- الترمذی بروایة من اصحاب الكتب الستة من طريق ابی هريرة واخرجه ابن ماجه (۱۳۰/۲): كتب الفتن: باب: المسلمون في ذمة الله عز وجل: حديث (۲۹۶۵) من طريق ابی بكر الصديق (۲۹۶۶) من طريق سمره بن جندب فذكره بنحوه۔

ایک دن میں کم از کم پانچ بار کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے احکام لامکان پر نافذ فرمائے۔ زبان نبوت سے اسے مؤمن کی معراج قرار دیا گیا اور جنت کے تالا کی چابی بھی۔ دنیا سے جانے کے بعد انبیاء و صالحین کا بہترین وظیفہ نماز ہے۔ جو مسلمان باقاعدگی سے فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی پناہ میں رکھتا ہے۔ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا یا فجر کی نماز باجماعت نہیں پڑھتا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و پیمانہ نہیں ہے بلکہ اسے بطور سزا امتحان سے گزرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے فتنوں بالخصوص اپنی نافرمانی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الْجَمَاعَةِ

باب 7: جماعت کے ساتھ رہنا

2091 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: حَظَبْنَا عُمَرَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قُمْتُ فِيكُمْ كَمَقَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا فَقَالَ أَوْصِيكُمْ بِأَصْحَابِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكُذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ إِلَّا لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِأَمْرَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْإِثْنَيْنِ أَبَعْدُ مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزِمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكُمْ الْمُؤْمِنُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عُمَرَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! میں تمہارے درمیان کھڑا ہوا ہوں اس طرح جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ

نے ارشاد فرمایا تمہیں ساتھیوں کے بارے میں تلقین کرتا ہوں پھر ان کے بعد میں آنے والوں کے بارے میں پھر ان کے بعد آنے

والوں کے لیے اس کے بعد جھوٹ رواج پکڑ جائے گا یہاں تک کہ ایک آدمی قسم اٹھالے گا حالانکہ اس سے قسم نہیں لی گئی ہوگی۔

ایک گواہ گواہی دے گا، لیکن اس سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی۔ خبردار کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے ورنہ ان کے ساتھ

تیسرا شیطان ہوگا۔ تم جماعت کے ساتھ رہنا اور علیحدگی سے بچنا کیونکہ شیطان ایک شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے وہ

زیادہ دور ہوتا ہے۔ جو شخص جنت کے وسط میں رہنا چاہتا ہو وہ جماعت کے ساتھ رہے، جس شخص کو نیکی اچھی لگتی ہو اور برائی بری لگتی

ہو وہی مؤمن ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو محمد بن سوہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

2092 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دست رحمت جماعت پر ہوتا

ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے صرف اسی سند کے

حوالے سے جانتے ہیں۔

2093 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللَّهِ مَعَ

الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شَدَّ إِلَى النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَسُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ هُوَ عِنْدِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَأَبُو

عَامِرِ الْعَقَدِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَتَفْسِيرُ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ هُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ وَالْحَدِيثِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ ابْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ مَنِ

الْجَمَاعَةُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قِيلَ لَهُ قَدْ مَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ فَلَانَ وَفُلَانٌ قِيلَ لَهُ قَدْ مَاتَ فَلَانٌ وَفُلَانٌ

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَأَبُو حَمْزَةَ السُّكْرِيُّ جَمَاعَةٌ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَأَبُو حَمْزَةَ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا وَإِنَّمَا قَالَ هَذَا فِي

حَيَاتِهِ عِنْدَنَا

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو اکٹھا نہیں کرے

گا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو گراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت ”جماعت“ پر

ہے۔ جو شخص اس سے الگ ہو وہ الگ ہو کر جہنم کی طرف چلا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ میرے خیال میں سلیمان مدنی نامی راوی سلیمان بن سفیان ہیں۔ امام ابوداؤد طیالسی، ابو عامر عقدی اور دیگر اہل علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل علم کے نزدیک اس روایت میں مذکور ”جماعت“ سے مراد فقہاء، علماء اور محدثین ہیں۔ جارود بن معاذ، علی بن حسن کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: ”جماعت“ سے مراد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ ان سے کہا گیا یہ دونوں حضرات اب اس دنیا میں نہیں ہیں، انہوں نے فرمایا: فلاں اور فلاں صاحب (اس سے مراد ہو سکتے ہیں) ان سے کہا گیا: فلاں اور فلاں بھی انتقال کر چکے ہیں، تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے زمانے کے ایک عالم کے بارے میں) فرمایا: ابو حمزہ سکری ”جماعت“ (کے مصداق لوگوں میں شامل) ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیخ ابو حمزہ (سکری) کا نام محمد بن میمون تھا۔ یہ ایک نیک بزرگ تھے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں شیخ عبداللہ بن مبارک نے یہ بات اپنی زندگی کے حوالے سے کی تھی (یعنی ہمارے زمانے میں یہ بزرگ اس کا مصداق ہیں)۔

شرح

جماعت واجتماعیت کے فوائد

دنیا دار الامتحان اور دارالفتن ہے۔ ان سے بچنے اور دارین کی فوز و فلاح کا طریقہ لزوم جماعت ہے۔ فرد واحد کی قوت و طاقت کا عدم ہو سکتی ہے لیکن جماعت کی قوت و طاقت مسلمہ ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو لزوم جماعت کا درس بایں الفاظ دیا ہے: **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** اور تم اللہ تعالیٰ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنا، نماز جمعہ المبارک کی ادائیگی، نماز عیدین اور حج بیت اللہ کا عالمگیر اجتماع بھی مسلمانوں کو اجتماعیت اور لزوم جماعت کا درس دیتا ہے۔

بلک شام کا مشہور گاؤں ”جابیہ“ جو دمشق سے جنوب کی طرف ۵۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ زمانہ قدیم سے فوجی لشکر کی چھاؤنی رہا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی اسلامی فوج کا مرکز تھا۔ آپ نے اسلامی لشکر کے سامنے پہلی حدیث باب بیان کی، جس میں پانچ امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ وہ امور خمسہ درج ذیل ہیں:

۱- خیر القرون تین زمانے ہیں: تین زمانوں کو خیر القرون قرار دیا گیا ہے:

(۱) صحابہ کا زمانہ

(۲) تابعین کا زمانہ

(۳) تبع تابعین کا زمانہ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ لوگ تھے جنہوں نے براہ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے

فیوض و برکات ایمان و ایقان اور اصلاح اعمال کی دولت حاصل کی۔ یہ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ۱۱ھ سے شروع ہو کر

۱۱۰ھ تک ہے۔ تابعین وہ خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے براہ راست کسب فیض کیا۔ تبع تابعین وہ خوش قسمت لوگ تھے جنہوں نے صحابہ کے فیض یافتہ بزرگوں سے کسب فیض کیا۔ یہ تینوں ادوار خیر القرون ہیں۔

۲- عورت کے ساتھ تنہا ہونے کی ممانعت: اس روایت میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اجنبی عمارت سے تنہائی میں ہرگز ملاقات نہ کرے کیونکہ اس صورت میں تیسرا شیطان موجود ہوتا ہے جو کسی وقت بھی دونوں کو گناہ میں مبتلا کر سکتا ہے۔ زنا گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا ذلت و خواری، کوڑے یا سنگ ساری اور آخرت کا عذاب ہے۔

۳- لزوم جماعت: اس حدیث میں تیسرا درس لزوم جماعت کا دیا گیا ہے۔ فرمایا: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ یعنی تم پر لزوم جماعت واجب ہے۔ جماعت کی برکات ہوتی ہیں اس کے برعکس انفرادیت شکست و ریخت اور ذلت و خواری کا نام ہے۔ شیطان تین اشخاص کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا دو کو پہنچا سکتا ہے اور دو سے زیادہ نقصان فرد واحد کو پہنچا سکتا ہے کیونکہ فرد واحد لقلیل کا معدوم کے مطابق کالعدم ہوتا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی لہذا درس دیا جا رہا ہے کہ ہر معاملہ میں جماعت و اجتماعیت کو پیش نظر رکھا جائے تو انسان بے شمار قباحتوں اور پریشانیوں سے بچ سکتا ہے۔

۴- طالب جنت لزوم جماعت کرے: حدیث باب میں ایک قاعدہ یہ بیان کیا گیا ہے جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اسے وسط جنت میں جگہ میسر آئے تو وہ دائمی طور پر التزام جماعت کرے کیونکہ انفرادیت کی وہ برکت ہرگز نہیں ہو سکتی جو جماعت و اجتماعیت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔

۵- نیکی سے خوشی اور برائی سے تکلیف ہونا معیار ایمان: معیار ایمان کا ضابطہ یہ بیان کیا گیا کہ جس شخص کو نیکی کے بعد خوشی اور برائی کے بعد تکلیف محسوس ہو وہ مؤمن ہے۔ جب کسی کے مؤمن ہونے کے بارے میں فیصلہ کرنا ہو تو اس کا کوئی ذاتی ضابطہ ہرگز کارگر ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا فیصلہ اسی معیار کے مطابق کرنا ہوگا۔ جو اس ضابطہ پر پورا اترے گا وہ مؤمن ہے ورنہ نہیں۔

دوسری حدیث باب میں بھی لزوم جماعت کا درس دیا گیا ہے: يَسُدُّ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے جماعت میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی نیکی کی طرف مائل رہتے ہیں۔ اس کے برعکس فرد واحد کا گمراہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی کیونکہ اس کے ساتھ شیطان موجود ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جماعت میں صالحین موجود ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور فرد واحد اس سے محروم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد و نصرت اور حمایت جماعت کے لیے ہوتی ہے۔

تیسری حدیث باب میں لزوم جماعت کے علاوہ دو مزید مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(الف) امت محمدیہ اک گمراہ نہ ہونا: اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بے شمار خصوصیات سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ سابقہ امتوں کی طرح گمراہ نہیں ہوگی۔ قرآن کریم نے اسے خیر الامم اور امت وسطہ کے القاب سے نوازا ہے اور اسی کا اجماع حجت ہو سکتا ہے۔ قیامت کے دن سب سے قبل حساب اسی امت کا لیا جائے اور سب سے قبل جنت میں بھی یہی داخل ہوگی۔

(ب) جماعت سے علیحدگی گمراہی ہونا: قرآن و احادیث میں جہاں جماعت و اجتماعیت کے لزوم کا درس دیا گیا ہے اور اس کی اہمیت و افادیت بیان کی گئی ہے وہاں اس سے علیحدگی کے ناسور کی مذمت و وعید بھی بیان کی گئی ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

يَدْخُلُ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شُدَّ فِي النَّارِ - اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد جماعت کے ساتھ ہے جو شخص جماعت سے الگ ہو وہ جہنم میں داخل کیا گیا۔ جماعت میں شامل ہونا یا اس کا فرد ہونا کامیابی کی علامت ہے اس کے برعکس اس سے علیحدگی و انفرادیت صرف گمراہی نہیں ہے بلکہ دخول جہنم کا باعث ہے۔

الغرض جماعت سے علیحدگی فتنہ اور گمراہی کا سبب ہے جس سے احتراز و اجتناب از بس ضروری ہے۔

فائدہ نافعہ: ہم الحمد للہ! اہل سنت و جماعت ہیں۔ ہمارا یہ نام احادیث باب سے ماخوذ ہے اور احادیث مبارکہ قرآن کی تفسیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کا التزام کرتے ہیں اور اس سے علیحدگی کو گمراہی و بے دینی قرار دیتے ہیں۔

سوال: امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد کون لوگ ہیں؟

جواب: اس میں کئی اقوال ہیں: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۲) خیر القرون کے لوگ (صحابہ تابعین، تبع تابعین) مراد

ہوں۔ (۳) جماعت المجتہدین

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَزُولِ الْعَذَابِ إِذَا لَمْ يُغَيَّرِ الْمُنْكَرُ

باب 8: جب منکر کو ختم نہ کیا جائے تو عذاب کا نازل ہونا

2094 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ

بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَأُونَ هَذِهِ الْآيَةَ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ

ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ) وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ

يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعْمَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَآمِ سَلَمَةَ وَالنُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

وَحَدِيثَهُ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهَكَذَا

رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ وَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ

﴿﴾ قیس بن ابوحازم بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو تم نے یہ آیت پڑھی

ہے۔

”اے ایمان والو تم اپنی فکر کرو جو شخص گمراہ ہو گیا ہو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو“

2094- اضر جہ ابوداؤد (۵۲۵/۲): کتاب الملاحم: باب: الامر والنہی حدیث (۴۳۳۸) و ابن ماجہ (۱۳۳۷/۲): کتاب الفتن: باب:

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر حدیث (۴۰۰۵) و اصمد (۹۰۷۰۵/۱) و المنجدی (۴۰۳/۱) حدیث (۲) و عبد بن حمید (۲۹)

حدیث (۱) من طریق قیس بن ابی حازم مذکورہ۔

میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب لوگ ظالم شخص کو دیکھیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں روکیں گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔ دیگر راویوں نے اس روایت کو اسماعیل نامی راوی کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جو یزید سے منقول ہے۔ بعض راویوں نے اسمعیل نامی راوی کے حوالے سے مرفوع روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور بعض نے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

برائی سے نہ روکنا، نزول عذاب کا باعث ہونا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور آپ کی امت پر نیابت و دعوت کی خدمات انجام دینا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ بانی ہے: **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط** (آل عمران: ۱۱) تم بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لیے بھیجے گئے ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔“

لفظ: دعوت، کا لغوی معنی ہے: بلانا، پکارنا۔ اس کا شرعی معنی ہے کسی کو نیکی کی طرف راغب کرنا اور برائی سے روکنا۔ دعوت کی دو اقسام ہیں:

- (۱) اغیار کو دین کی طرف بلانا، دین کی خوبیوں سے آگاہ کرنا اور نواہی کے نقائص سے خبردار کرنا
- (۲) اپنوں کو دعوت دینا یعنی اپنے اہل خانہ، اعزاء و اقارب اور احباب کو دینی اصولوں پر کاربند رہنے کا پیغام دینا۔ اس آیت میں دونوں دعوتوں کا تذکرہ ہے۔ الفاظ: **أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** میں اغیار کو دعوت دینے کا ذکر ہے، کیونکہ الناس سے مراد غیر لوگ ہیں۔ اس کے بعد **تَأْمُرُونَ** سے لے کر تا آخر اپنوں کو دعوت دینے کا بیان ہے۔ دونوں دعوتوں میں سے دوسری دعوت کی اہمیت و افادیت زیادہ ہے، کیونکہ اپنوں کی اصلاح کرنے سے اغیار کو بھی پیغام پہنچ سکتا ہے اور اپنوں کے بگاڑ کی وجہ سے اغیار بھی متفکر ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں پہلی دعوت میں کوتاہی کے باعث نزول عذاب کا اندیشہ ہرگز نہیں ہے مگر دوسری دعوت میں سستی کے سبب نزول عذاب کی وعید بھی بیان کی گئی ہے۔

دوسرا ارشادِ بانی ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ط** (المائدہ: ۱۰۵) اے ایمان والو! جب تم راستہ میں چل رہے تو اپنی فکر و کرو جو شخص گمراہ ہو جائے اس سے تمہارا نقصان نہیں ہوگا۔“ اس آیت میں انسان کو دوسرے کے بجائے اپنے عمل کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

برائی سے روکنے کے حوالے سے ایک مشہور روایت ہے کہ جب تم کسی برائی کو دیکھو اسے اپنے ہاتھ سے روکو اگر اس کی طاقت

نہ ہو تو زبان سے منع کرو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو پھر اسے دل سے براتصور کرو۔ یہ ایمان کا کمترین درجہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر شخص مسلمانوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کرنے پھر خواہ اسے کامیابی نہ ہو اور لوگ نہ سنیں تو وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۳۳۱) دعوت کا سلسلہ جاری نہ رکھنے کے نتیجے میں جہالت و بے عملی کا فتنہ برپا ہو سکتا ہے۔ یہ عملی دعوت از بس ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

باب 9: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا

2095 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

الْأَنْصَارِيِّ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ

عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهِذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت

میں میری جان ہے تم لوگ ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے گا پھر تم اس سے دعا مانگو گے اور وہ تمہاری دعا قبول نہیں کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2096 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ

ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيُّ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ وَيَرْت

دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم جس کے دست

قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جس وقت تک تم اپنے امام کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی تلواروں سے لڑو گے نہیں۔ تمہاری دنیاوی معاملات کے نگران تمہارے بدترین لوگ ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ ہم اسے صرف عمرو بن ابو عمرو کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2097 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ ذَكَرَ الْجَيْشَ الَّذِي يُخَسَفُ بِهِمْ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَعَلَّ فِيهِمُ الْمُكْرَهُ قَالَ إِنَّهُمْ يَبْعَثُونَ

عَلَى نِيَاتِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس لشکر کا تذکرہ کیا جسے زمین میں

دھنسا دیا جائے گا، تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہو سکتا ہے ان میں کچھ ایسے لوگ ہوں جو مجبوری کے عالم میں آئے ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہیں ان کی نیتوں کے مطابق زندہ کیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یہی روایت نافع بن جبیر کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فریضہ امت

وہ عمل جسے کرنے سے انسان کو مسرت حاصل ہو اور عقل و شریعت اسے قبول کرے وہ معروف ہے۔ وہ عمل جس کو کرنے سے انسان کو راحت حاصل نہ ہو بلکہ دل میں کھٹکا پیدا ہو اور عقل و شریعت بھی اسے قبول نہ کرے وہ منکر (برائی) ہے۔ اغیار کو دعوت دینا ضروری ہے اور اپنوں کی اصلاح کرنا بھی دعوت دین کا حصہ ہے۔ اپنوں کی اصلاح کرنا اغیار کو پیغام دینے سے بہتر ہے اس میں کاہلی برتنے کی وجہ سے نزول عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ یہ وعید اصلاح معاشرہ نہ کرنے کے سبب وارد ہوئی ہے اور اغیار کو دعوت دینے میں سستی کی یہ وعید نہیں ہے، کیونکہ اہل اسلام کی عملی اصلاح سے اغیار کو دعوت دین کا پیغام پہنچ جائے گا۔

دوسری حدیث باب میں ایک فتنہ کو علامت قیامت قرار دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے، باہم جنگ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کریں گے اور جہلاء حکمران بن جائیں گے۔ اگر حدیث باب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے اور غور و فکر سے کام لیا جائے تو بلا مبالغہ دور حاضر اس کا مصداق بنتا ہے۔

اسی طرح تیسری حدیث باب میں بھی علامت قیامت بیان کی گئی ہے کہ واقعہ خسف یعنی زمین میں ایک لشکر دھنسا دیا جائے گا۔ پھر قیامت کے دن اس لشکر کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

فائدہ نافع: اگر اس بات کا ظن غالب ہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مثبت نتیجہ سامنے آئے گا تو امور واجبہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا واجب اور امور مستحبہ میں یہ خدمت انجام دینا مستحب ہوگا۔ اگر اس بات کا ظن غالب ہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا منفی نتیجہ سامنے آئے گا تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر امور واجبہ اور امور مستحبہ دونوں میں واجب نہیں ہے۔ تاہم

دعوت و اصلاح کی خدمت انجام دینا باعث اجر و ثواب ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ بِالْيَدِ أَوْ بِاللِّسَانِ أَوْ بِالْقَلْبِ

باب 10: منکر کو ہاتھ یا زبان یا دل کے ذریعے ختم کرنا

2098 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ

طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لِمَرْوَانَ خَالَفْتَ السُّنَّةَ فَقَالَ يَا فَلَانُ تَرِكَ مَا هُنَالِكَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَلْيُنْكَرْهُ بِيَدِهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِلِسَانِهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَوْعَفُ الْإِيمَانِ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

طریق بن شہاب بیان کرتے ہیں: سب سے پہلے (عید کے دن) مروان نے نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا تو ایک شخص کھڑا ہوا اس نے مروان سے کہا تم نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے تو اس نے جواب دیا: اے فلاں! جس سنت کی تم تلاش میں ہو اسے ترک کر دیا گیا ہے تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جہاں تک کہ پہلے شخص کا تعلق ہے تو اس نے اپنے فرض کو ادا کر دیا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی منکر کو دیکھے وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اسے ختم کرے جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا وہ اسے منہ کے ذریعے کہے جو اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو دل میں (اسے برا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور حصہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

منکر کو روکنے کے درجات ثلاثہ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تبلیغ کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر ایک یا چند افراد یہ فریضہ انجام دیں گے تو سب بری الذمہ ہوں گے ورنہ سب مکلفین گناہگار ہوں گے۔ تبلیغ کا یہ فریضہ حکمران طبقہ اور رعایا سب حسب علم و قدرت انجام دیں گے، کیونکہ قرون اولیٰ میں ہر شخص یہ فریضہ انجام دیتا تھا۔ تاہم جہلاء کی نسبت علماء کی ذمہ داری زیادہ ہے کہ وہ یہ خدمت انجام دیں۔

تاریخ میں مروان نے سب سے پہلے عیدین کا خطبہ نماز سے قبل دیا جب وہ خطبہ کے لیے کھڑا ہوا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یہ نماز سے قبل خطبہ درست نہیں ہے؟ مروان نے جواب دیا: اب وقت کی ضرورت ہے، کیونکہ لوگ خطبہ سے بغیر تیز رفتاری

2098- أخرجه مسلم (۱/۲۹۶-۲۹۷ - نووی): کتاب الایمان: باب: بیان کون النسبی عن المنکر من الایمان: حدیث (۷۸/۴۹) و ابوداؤد (۱/۲۶۶): کتاب الصلاة: باب: الخطبة يوم العيد: حدیث (۱۱۶۰) و النسائی (۸/۱۱۱-۱۱۲): کتاب الایمان و شرائعہ: باب: تفضل اهل الایمان: حدیث (۵۰۰۸-۵۰۰۹) و ابن ماجہ (۱/۶۰۶): کتاب اقامة الصلاة و السنة فیرا: باب: ما جاء فی صلاة العیدین: حدیث (۱۳۷۵) (۲/۱۳۳): کتاب الفتن: باب: الامر بالمعروف و النسبی عن المنکر: حدیث (۴۰۱۳) و احمد (۲/۱۰-۱۱/۴۹-۵۴-۹۲) من طریق قیس بن مسلم: عن طارق بن شهاب: فذکرہ۔

سے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مروان دونوں عید گاہ اکٹھے پہنچے۔ مروان منبر کی طرف بڑھنے لگا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تاکہ نماز عید کا خطبہ بعد میں پڑھنے کا مسئلہ انہیں سمجھا سکیں وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر منبر کی طرف بڑھ گیا اور اس نے کہا: جو بات آپ کہنا چاہتے ہیں اس کا زمانہ گزر گیا۔ اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تجھ سے بہتر جانتا ہوں آپ نے تین باریہ بات کہی پھر صرف میں بیٹھ گئے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۸۸۹)

حدیث باب میں منکر کو روکنے کے تین درجات بیان کیے گئے ہیں:

(۱) جو شخص منکر کو اپنے ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے۔

(۲) جو شخص منکر کو اپنے ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ اپنی زبان سے روکے۔

(۳) جو شخص منکر کو اپنی زبان سے نہیں روک سکتا وہ اسے اپنے دل میں برا تصور کرے یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

فائدہ نافعہ: ابتداء میں جمعۃ المبارک اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد تھا، کیونکہ اصل مقصود نماز ہے اور خطبہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر جمعۃ المبارک کے موقع پر کوئی اہم واقعہ پیش آنے پر اس کا خطبہ مقدم کر دیا گیا اور عیدین کا خطبہ اپنے اصل پر رکھا گیا۔

بَابُ مِنْهُ

باب 11: بلا عنوان

2099 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ

بَشِيرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْمُدَّهِنِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فِي الْبَحْرِ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَصْعَدُونَ فَيَسْتَقُونَ الْمَاءَ فَيَصُبُّونَ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا لَا نَدْعُكُمْ تَصْعَدُونَ فَتَوَذُّونَنَا فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا فَإِنَّا نَنْقُبُهَا مِنْ أَسْفَلِهَا فَتَسْتَقِي فَإِنِ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ فَمَنْعُوهُمْ نَجُوا جَمِيعًا وَإِنِ تَرَكَوهُمْ غَرِقُوا جَمِيعًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے والا اور اس معاملے میں سستی کرنے والا ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو ایک کشتی میں سوار ہو کر سمندر میں سفر کرتے ہیں، کچھ لوگ کشتی کے اوپر والے حصے میں چلے جاتے ہیں اور کچھ لوگ نیچے والے حصے میں چلے جاتے ہیں۔ نیچے والے لوگ پانی لانے کے لیے چڑھ کر اوپر جاتے ہیں تو وہ کچھ پانی اوپر والے لوگوں پر گرا دیتے ہیں تو اوپر والے یہ کہتے ہیں: اب ہم تمہیں اوپر نہیں آنے دیں گے کیونکہ تم ہمیں تکلیف پہنچاتے ہیں تو نیچے والے یہ کہیں ہم کشتی کے زیریں حصے میں سوراخ

2099- اخرجه البخاری (۵/۱۵۷): کتاب التوراة: باب: هل يقرع في القسوة والاسترام فيه: حدیث (۲۴۹۲) و طرفه فی: (۲۶۸۶)

واحد (۴/۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲) والمبیدی، (۶۰۹) حدیث (۲/۹۱۹) من طریق عامر الشعبي، فذكره-

کردیتے ہیں تاکہ (سمندر سے) پانی حاصل کر لیں۔ اب اگر وہ (اوپر والے) لوگ ان کا ہاتھ پکڑ لیں گے اور انہیں روک دیں گے تو وہ سب لوگ نجات پالیں گے لیکن اگر وہ (اوپر والے) لوگ ان (نیچے والے لوگوں) کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے تو وہ سب لوگ غرق ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

منکر کو دل سے برائ تصور نہ کرنے کی مثال

ما قبل باب کی روایت میں منکر کو روکنے کے تین درجات بیان کیے گئے تھے۔ آخری درجہ منکر کو دل سے برا خیال کرنا تھا اور اسے ایمان کا ادنیٰ درجہ قرار دیا گیا تھا۔ حدیث باب میں منکر کو دل سے برائ تصور نہ کرنے کی مثال بیان کی گئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو برقرار رکھنے والوں اور اس بارے میں کاہلی سے کام لینے والے لوگوں کی مثال اس طرح ہے کہ لوگ ایک کشتی میں سوار ہو کر سمندر کا سفر کرنا چاہتے ہیں، کشتی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ وہ لوگ قرعہ اندازی کے ذریعے کشتی کے اپنے اپنے حصہ پر سوار ہو جاتے ہیں۔ نیچے والے لوگوں کو پانی کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ اوپر والے حصہ میں جاتے ہیں بار بار ان کی آمد و رفت کی وجہ سے اوپر والے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے اور اوپر پانی گرنے کی وجہ سے کچھ بھٹی ہو جاتی ہے، جس وجہ سے اوپر والے لوگ انہیں اوپر آنے سے منع کرتے ہیں۔ نیچے والے لوگ بار بار اوپر جانے اور اوپر والوں کی فضول باتیں سننے کی وجہ سے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم پانی لینے کی غرض سے اوپر نہیں جائیں گے، بلکہ کشتی کے نیچے والے حصہ سے سوراخ کر کے پانی حاصل کر لیں گے۔ اگر اوپر لوگ نیچے والے لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اس حرکت سے روک دیں گے تو سب لوگ محفوظ رہیں گے ورنہ سب سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔

فائدہ نافعہ: منکر کو برائ تصور کرنا اور حسب طاقت اس کا سدباب کرنا ضروری ہے ورنہ اس کا نقصان سب لوگوں کو متاثر کر سکتا ہے۔ اسی طرح حدود الہی کی پاسداری سب کے لیے مفید ہے اور اس بارے میں تھوڑی سی سستی کثیر لوگوں کو متاثر کر سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةً عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

باب 12: سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق کی بات کہنا ہے

2100 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُصْعَبٍ أَبُو يَزِيدَ حَدَّثَنَا

إِسْرَائِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُهَادَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةً عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ

2100- أخرجه أبو داود (۲/۵۲۷، ۵۲۸): كتاب الملاحم: باب: الامر والنهي: حديث (۴۲۴۴) وابن ماجه (۲/۱۳۳۹): كتاب الفتن: باب:

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر: حديث (۴۰۱۱) من طريق محمد بن جهماد: عن عطية العوفى: فذكره-

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے عظیم جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا، جہاد اکبر ہونے کی وجہ

کتب حدیث میں مختلف روایات میں الفاظ بھی مختلف ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا جہاد اکبر ہے۔ دشمن سے جہاد کر نیوالا اگر دنیا سے رخصت ہو جائے تو وہ شہید ہوتا ہے اور اگر بچ جائے تو اسے غازی کہا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس جہاد کو جہاد اکبر کیوں نہیں کہا گیا اور سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کو جہاد اکبر کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب (۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ دشمن سے جہاد کرنے کی صورت میں ۱۵ فیصد شہادت کا امکان ہوتا ہے اور ۸۵ فیصد غازی بننے کا امکان ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے سے ۱۵ فیصد غازی بننے کا اور ۸۵ فیصد شہید ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ چونکہ سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے میں شہادت کا امکان زیادہ اور غازی بننے کا کم ہوتا ہے اس وجہ سے اس جہاد کو ”جہاد اکبر“ قرار دیا گیا ہے۔

(۲) دشمن سے جہاد کرنے سے سلطان جابر سے حق بات کہنا مشکل ہے۔

(۳) دشمن سے جہاد کی وجہ سے ایک دو یا چند دشمنوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور سلطان جابر سے حق بات کہنے کا فائدہ پوری قوم کو ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُؤَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فِي أُمَّتِهِ

باب 13: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے بارے میں تین مرتبہ سوال کرنا

2101 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً فَأَطَالَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ أَجَلُ إِنَّهَا صَلَاةٌ رَّغَبَةٌ وَرَهْبَةٌ إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ فِيهَا ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنْعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِسَنَةِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُدْبِقَ

2101-أخرجه النسائي (۲/۲۱۶: ۲۱۷)؛ كتاب قيام الليل وتطوع النوافل؛ باب: أميا الليل؛ حديث (۱۶۲۸) و احمد (۵/ ۱۰۸-۱۰۹) من طريق عبید الله بن عبد الله بن العمارت بن نوفل عن عبد الله بن خباب؛ فذكره۔

بَعْضُهُمْ بِأَسْبَغٍ فَمَنْعَهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُمَرَ

﴿﴾ عبد اللہ بن خباب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی آپ نے طویل نماز ادا کی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج آپ نے جس طرح نماز ادا کی تھی آج سے پہلے اس طرح پہلے ادا نہیں کی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسا ہی ہے یہ وہ نماز تھی جس میں کچھ امید بھی تھی اور کچھ خوف بھی تھا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس میں تین سوال کیے اس نے دو مجھے عطا کر دی اور ایک کے بارے میں منع کر دیا میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط سالی کی وجہ سے ہلاک نہ کرے اس نے یہ بات مجھے عطا کر دی۔ میں نے عرض کی: وہ ان پران کے دشمن کو پوری طرح مسلط نہ کرے تو اس نے مجھے یہ بھی عطا کر دیا میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں نہ لڑیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات قبول نہ کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

2102 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ

ثُوبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبُلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِي مِنْهَا وَأُعْطِيَتْ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لَأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةِ عَامَةٍ وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بِيضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يَرُدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لَأُمَّتِكَ أَنْ لَا أَهْلِكَهُمْ بِسَنَةِ عَامَةٍ وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بِيضَتَهُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بَاقَطَارِهَا أَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے زمین کر دی تو میں نے اس میں مشرق اور مغرب میں دیکھ لیا میری امت کی حکومت عنقریب اس حد تک پہنچ جائے گی جتنے حصے کو میرے سامنے کیا گیا تھا اور مجھے دو طرح کے خزانے عطا کیے گئے سرخ اور سفید پھر میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لیے سوال کیا کہ وہ قحط سالی کے ذریعے انہیں ہلاک نہ کرے اور ان کے دشمن کو ان پر مکمل طور پر مسلط نہ کرے جو انہیں سرے سے ختم کر دے تو میرے پروردگار نے ارشاد فرمایا اے محمد ﷺ میں نے فیصلہ کر دیا ہے ایسا فیصلہ جو واپس نہیں لیا جاتا اور میں نے تمہاری امت کے حوالے

2102- اخرجہ مسلم (۴/ ۲۲۱۵، ۲۲۱۶)؛ کتاب الفتن و اشراط الساعة؛ باب: لعلك هذه الامم بمفسوم من بعض حدیث (۱۹/ ۲۸۸۹) و ابوداؤد (۲/ ۴۹۹)؛ کتاب الفتن و السلاهم؛ باب: ذكر الفتن و دلائلها؛ حدیث (۴۲۵۲) و ابن ماجه (۲/ ۱۳۰۴)؛ کتاب الفتن؛ باب: ما يكون من الفتن؛ حدیث (۲۹۵۲) و احمد (۵/ ۲۷۸، ۲۸۴) من طريق ابو قلابة عن ابي اسماة؛ فذكره۔

سے یہ تمہیں عطا کر دیا کہ میں تمہاری امت کو قحط سالی کے ذریعے ہلاک نہیں کروں گا اور میں ان کے دشمن کو ان پر مسلط نہیں کروں گا کہ وہ ان کا سرے سے خاتمہ کر دے۔ اگرچہ دشمن تمام روئے زمین سے اکٹھا ہو کر ان کے مقابلے میں آجائے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) زمین کے تمام حصوں سے نہ آجائے۔ البتہ یہ لوگ خود ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور قیدی بنالیں گے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور ان کی قبولیت

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دعائیں مانگیں:

(۱) امت قحط سالی میں مبتلا نہ ہو

(۲) ان پر کوئی دشمن مسلط نہ ہو۔

(۳) امت آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو دعاؤں کو قبول فرمایا لیکن تیسری دعا

کو قبول نہیں فرمایا۔ تیسری دعا قبول نہ ہونے کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) بروقت قبول نہ ہوئی مگر بعد میں قبول کر لی گئی (۲) آخرت کے لیے ذخیرہ کر لی گئی (۳) یہ دعا قضاء مبرم سے متعلق تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي الْفِتْنَةِ

باب 14: فتنہ کے زمانے میں آدمی کیسے رہے؟

2103 سند حدیث: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

بْنُ جِحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْرِيَّةِ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيثٍ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ خَيْرُ

النَّاسِ فِيهَا قَالَ رَجُلٌ فِي مَا شِئْتَهُ يُوَدِّي حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهُ وَرَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ يُخِيفُ الْعَدُوَّ وَيُخِيفُونَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ مَبِشَّرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْرِيَّةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ سیدہ ام مالک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کا تذکرہ کیا اور اسے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا یہ

خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کون شخص بہتر ہوگا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جو اپنے

جانوروں میں ہو اور ان کے حق کو ادا کرنے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہو یا وہ شخص جو اپنے گھوڑے کے سر کو تھامے اور دشمن پر

حملہ کر دے اور دشمن اس پر حملہ کر دے۔

2103- اخرجه احمد (۱۹/۶) من طريق طاووس فذكره۔

اس بارے میں سیدہ امّ مبشر رضی اللہ عنہا، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
یہ روایت اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

لیث بن ابوسلم نے طاؤس کے حوالے سے سیدہ ام مالک رضی اللہ عنہا سے اسے نقل کیا ہے۔

2104 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجَمْعِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثِ بْنِ عَنَّا عَنْ طَاوُسٍ عَنْ

زِيَادِ بْنِ سَيْمِينَ كُوشٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنِ حَدِيثٍ: تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنَ السَّيْفِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِيِّ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ لَا يُعْرَفُ لِزِيَادِ بْنِ سَيْمِينَ كُوشٌ غَيْرُ هَذَا

الْحَدِيثِ رَوَاهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثِ بْنِ فَرْعَةَ وَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ فَاوَقَةَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایسا فتنہ آئے گا جو عربوں کو گھیر

لے گا اس میں مرنے والے لوگ جہنم میں جائیں گے اس فتنے کے دوران زبان تلوار سے زیادہ تیز ہوگی۔

میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق زیاد بن سیمین سے اس کے

علاوہ کوئی اور روایت منقول نہیں ہے۔

اس کو حماد بن سلمہ نے لیث کے حوالے سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

اس روایت کو حماد بن زید نے لیث کے حوالے سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

فتنہ کے زمانہ میں بہترین شخص کی نشاندہی

پہلی حدیث باب میں دو آدمیوں کو بہترین قرار دیا گیا ہے:

(۱) جو شخص سادہ زندگی گزارتا ہو اپنے جانوروں کی خدمت کرے گا ان کی زکوٰۃ ادا کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و

ریاضت میں مصروف رہے گا۔

(۲) وہ شخص ہے جو ہمہ وقت دشمن سے جہاد کرنے کے لیے اپنا گھوڑا تیار رکھتا ہو۔

دوسری حدیث باب میں جہنم میں جانے والے مقتولوں سے مراد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

مقتولین نہیں ہیں کیونکہ دونوں بزرگوں کے درمیان لڑائی غلط فہمی یا اجتہاد یا منافقین کی چال پر مبنی تھی اور جام شہادت نوش کرنے

والے بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو پوری امت کے مقتداء اور امام تھے لہذا ان کا جہنم میں جانا

ان کی شایان شان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تاہم مسلمانوں کو لڑانے والے منافقین اور یہودی مراد لیے جائیں تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ

2104- اضرحة ابوداؤد (۲/ ۵۰۶): کتاب الفتن و السلاہم: باب: فی کف اللسان: حدیث (۶۳۶۵) و ابن ماجہ (۲/ ۱۳۱۲): کتاب الفتن:

باب: کف اللسان فی الفتنہ: حدیث (۲۹۶۷) و احمد (۲/ ۲۱۷): من طریق لیث: عن طاؤس عن زیاد بن سبیب کوش: مذکورہ۔

یہ لوگ فتنہ انگیزی اور فساد برپا کرنے کی وجہ سے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَمَانَةِ

باب 15: امانت کا اٹھالیا جانا

2105 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ
متن حدیث: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ
حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا
عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةَ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظُلُّ أَثَرَهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتَقْبِضُ
الْأَمَانَةَ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظُلُّ أَثَرَهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجَلِّ كَجَمْرِ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَتَقْبِضُ فَتَرَاهُ مُتَبَرِّأً وَكَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ
ثُمَّ أَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلَى رِجْلِهِ قَالَ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدُهُمْ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ
فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَحَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجَلَدَهُ وَأَظْرَفَهُ وَأَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِمَّنْ
إِيمَانٍ قَالَ وَلَقَدْ أَتَى عَلِيٌّ زَمَانَ وَمَا أَبَالِي أَيْكُمْ بَايَعْتُ فِيهِ لَنْ كَانَ مُسْلِمًا لِيُرِدَّنَهُ عَلِيٌّ دِينَهُ وَلَنْ كَانَ يَهُودِيًّا
أَوْ نَصْرَانِيًّا لِيُرِدَّنَهُ عَلِيٌّ سَاعِيهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأَبَايَعِ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں سنائی تھیں ان میں سے ایک ہم دیکھ چکے
ہیں اور دوسری کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ہمیں یہ بتایا تھا: امانت لوگوں کے دلوں کے اندر نازل ہوئی پھر قرآن نازل ہوا تو
انہوں نے قرآن کے ذریعے علم حاصل کیا اور سنت کے ذریعے علم حاصل کیا پھر آپ نے ہمیں یہ بتایا کہ امانت کو اٹھالیا جائے گا
ایک آدمی سویا ہوا ہوگا تو اس کے دل سے امانت کو اٹھالیا جائے گا۔ اس کا اثر ایک داغ کی صورت میں رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا
تو اس کے دل سے امانت کو اٹھالیا جائے گا اور اس کا اثر آبلے کے نشان کی طرح رہ جائے گا۔ جیسے تم اگر انگارے اپنے پاؤں پر لڑھکا
دو تو چھالا بن جاتا ہے لیکن اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک کنکری اٹھا کر اپنے پاؤں پر لڑھکا دی پھر
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح ہوگی لوگ ایک دوسرے کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے، لیکن ان میں سے کوئی ایک ایسا نہیں ہوگا
جو امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کسی آدمی کے بارے میں یہ کہا جائے گا: وہ کتنا ذہین اور تیز طرار اور کتنا عقل مند ہے حالانکہ اس
کے دل میں رائی کے دانے جتنا ایمان موجود نہیں ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں: مجھ پر وہ زمانہ بھی آیا جب مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کی تھی کہ میں کس کے ساتھ سودا کر رہا ہوں؟
کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو (دھوکہ دینے سے) باز رکھتا اور اگر وہ کوئی یہودی یا عیسائی ہوتا تو سرکاری اہلکار اسے باز

2105- اضرجه البخاری (۱۱/۲۴۷): کتاب الرقاق: باب: رفع الامانة: حدیث (۶۶۹۷) و طرفاه فی: (۷۲۷۶، ۷۰۸۶) و مسلم (۱/۴۱۷-
اللبی): کتاب الایمان: باب: رفع الامانة و الایمان من بعض القلوب و عرض الفتن علی القلوب: حدیث (۱۶۲/۲۳۰) و ابن ماجہ
(۱۳۴۶/۲): کتاب الفتن: باب: نصاب الامانة: حدیث (۴۰۵۳) و احمد (۵/۳۸۲، ۳۸۴) و العبدی (۱/۲۱۱): حدیث (۴۴۶) من طریق
الاعمش عن زید بن وهب مذکرہ۔

رکھتے لیکن آج کے دور کا جہاں تک تعلق ہے تو میں تم لوگوں میں سے صرف فلاں فلاں شخص کے ساتھ خرید و فروخت کرتا ہوں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

امانت کا نزول و ارتقاع

لفظ: امانۃ، کا لغوی معنی ہے راست بازی، فرض منصبی، دیانتداری، ذمہ داری۔ اس کا شرعی و اصطلاحی معنی ہے: ایسی ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر عائد کی جاتی ہے یا بندوں کی جانب سے لازم کی گئی ہو۔ یہ لفظ اس ارشاد ربانی میں استعمال ہوا ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلٰی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط
(سورۃ الاحزاب: ۷۲)

بیشک ہم نے امانت آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان میں اس کی ذمہ داری اٹھانے کی ہمت نہیں تھی اور انسان نے اسے اٹھالیا۔
جس شخص میں امانت کا عنصر موجود نہ ہو اسے خائن کہا جاتا ہے۔ خائن کی وعید اور عہد و پیمان کی اہمیت احادیث مبارکہ میں یوں بیان ہے: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ (مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۳۵)
لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ (مشکوٰۃ الصالح، رقم الحدیث ۳۵) جو امانتدار نہیں، وہ ایماندار نہیں۔ جو وعدہ پورا نہیں کرتا، اس کا کوئی دین نہیں ہے۔

حدیث باب میں دو امور بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- نزول امانت: اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل پر امانت کو اتارا۔ پھر قرآن کریم اتارا گیا جس کے ذریعے لوگوں نے ہدایت کا راستہ سیکھا۔ لوگوں کے دلوں میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سیکھنے کا جذبہ بھی موجزن ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی فیضان حاصل کیا۔

۲- ارتقاع امانت: اس حدیث میں ارتقاع امانت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ انسان نوم و یقظہ کی حالت میں تھا کہ اس کے دل سے امانت کا ارتقاع کیا گیا اور بعد میں بھی اسی حالت میں انسان کے دل سے ارتقاع امانت کیا گیا جس کے نتیجے میں اس کے جسم پر اثر و نشان باقی رکھا گیا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے مسئلہ کو تفصیلاً ملاحظہ کیا لیکن دوسرے مسئلہ کو اجمالاً یا اشارۃً دیکھا۔
سوال: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے فرمایا تھا کہ میں نے دوسری بات ملاحظہ نہیں کی اور اب یوں فرما رہے ہیں کہ میں نے تبدیل شدہ زمانہ دیکھا ہے، اس طرح تو تعارض ہوا؟

جواب: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے قول سے مراد تفصیل ہے اور دوسرے قول سے مراد اجمال ہے یعنی آپ نفی تفصیل کی کر رہے ہیں اور اثبات اجمال کا فرما رہے ہیں لہذا دونوں اقوال میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

سوال: یہاں امانت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) ایمان مراد ہے (۲) عام امانت مراد ہے جس طرح اس ارشاد ربانی میں ہے: **إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** (۳) وہ پوشیدہ امور مراد ہیں جو انسان کے دل میں رکھے گئے ہیں اور انسان کو ان کا امین بنایا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَتَرَ كَبِّنٌ سُنَنٌ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

باب 16: تم لوگ ضرور پہلے لوگوں کے طریقوں پر عمل کرو گے

2106 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سِنَانِ بْنِ

أَبِي سِنَانٍ عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِينَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ يُعَلِّقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ إِلَهَةٌ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرَ كَبِّنٌ سُنَّةً مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو وَاقِدِ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابو واقد لیشی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب حنین کی طرف روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ ایک درخت کے پاس سے گزرے جو مشرکین کا تھا جس کا نام ”ذات انواط“ تھا لوگ اس پر اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ جس طرح ان لوگوں نے اپنے لیے ذات انواط کو مقرر کر لیا تھا اس طرح ہمارے لیے بھی آپ ذات انواط مقرر کر دیجئے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ یہ تو اسی طرح ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا: وہ ان کے لیے ایک معبود مقرر فرمادیں جس طرح ان لوگوں کا معبود ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر ضرور عمل کرو گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابو واقد لیشی کا نام حارث بن عوف ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

غلط طریقوں کو اپنانے کی ممانعت

لفظ: السنن بمعنی طرز، نمونہ، طریقہ عربی محاورہ ہے: اسْتَقَامَ فَلَانٌ عَلَى سُنَنِ وَاحِدٍ۔ فلاں شخص ایک طریقہ پر قائم رہا۔ دوسرا لفظ ہے: السُّنَّةُ: اس کی جمع سنن آتی ہے جس کا معنی ہے: سیرت، خاص طریقہ۔ یہ لفظ یہاں استعمال نہیں ہوا۔

حدیث باب میں زمانہ جاہلیت کی رسوم کی بیخ کنی کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ ”ذاتِ انواط“ اس درخت کا نام ہے جس پر زمانہ جاہلیت میں مشرکین و کفار اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جس طرح کفار و مشرکین ”ذاتِ انواط“ (نام درخت) پر اپنے ہتھیار وغیرہ لٹکاتے ہیں، آپ ہمارے لیے بھی کوئی ”ذاتِ انواط“ مقرر فرمادیں؟ اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ ناراضگی کیا اور فرمایا: تم لوگ بھی قوم بنی اسرائیل کی طرح مطالبہ کرتے ہو جس طرح قوم موسیٰ نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا: اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمُ الْإِلَهَةُ (الاعراف: ۱۳۸) دوسرے لوگوں کے خداؤں کی طرح آپ بھی ہمارے لیے کسی ایک خدا کا تعین کر دیں۔ ”مزید دوسری روایت میں اس مسئلہ کی صراحت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر بھی ایسا وقت آئے گا جیسا قوم بنی اسرائیل پر آچکا ہے حتیٰ کہ ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے ارتکابِ زنا کیا تھا تو میری قوم میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو یہ حرکت ضرور کریں گے۔

فائدہ نافعہ: زمانہ جاہلیت کی وہ رسوم جو شریعتِ مطہرہ سے متصادم ہوں، کی بیخ کنی کرنا، لوگوں کو ان سے احتراز کرنے کا درس دینا اور ان کے نقصانات سے آگاہ کرنا از بس ضروری ہے۔ اس طرح معاشرہ کئی فتنوں سے محفوظ ہو سکتا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ السَّبَاعِ

باب 17: درندوں کا کلام کرنا

2107 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا أَبُو نُزَيْرَةَ الْعَبْدِيُّ عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السَّبَاعُ الْإِنْسَ وَحَتَّى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذْبَةً

سَوِيَّةً وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَتُخْبِرَهُ فَيَحْذُهُ بِمَا أَحَدَتْ أَهْلُهُ مِنْ بَعْدِهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَثِقَةٌ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَّانِ وَعَبْدُ

الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دست

قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں کے ساتھ کلام نہیں کرنے لگیں گے۔

یہاں تک کہ آدمی کے چابک کی رسی اور اس کے جوتے کا تسمہ بھی اس کے ساتھ کلام کریں گے اور اسے اس کا زانو یہ بتا دے گا کہ

اس کے بعد اس کی بیوی نے کیا حرکت کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ہم اسے صرف قاسم بن فضل کے حوالے سے جانتے ہیں۔

قاسم بن فضل نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ اور مأمون ہیں۔

یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمن بن مہدی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

شرح

جانوروں کا گفتگو کرنا

مختلف روایات میں مختلف علامات قیامت بیان کی گئی ہیں۔ حدیث باب میں تین علامات قیامت بیان کی گئی ہیں:

(۱) جانوروں کا انسانوں سے باتیں کرنا

(۲) کوڑے کے کنارے اور جوتے کے تسمہ کا آدمی سے باتیں کرنا

(۳) آدمی کی ران کا گھر کے احوال سے مطلع کرنا۔ جب تک یہ علامات نہیں پائی جائیں گی، قیامت برپا نہیں ہوگی۔ سوال یہ

ہے کہ ان علامات میں سے کچھ ظاہر ہو چکی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم کچھ حقائق تاریخ کا حصہ

بن چکے ہیں جن پر غور و فکر کر کے اس کی حقیقت کو معلوم کیا جاسکتا ہے مثلاً کنکریوں کا کلمہ طیبہ پڑھنا۔ احد پہاڑ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے محبت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احد پہاڑ سے محبت کرنا۔ پتھروں کا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا وظیفہ

پڑھنا، شیر اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین مکالمہ ہونا، ستون حناہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا اور دریائے

نیل کا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی اطاعت سے جاری ہونا وغیرہ۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں پلاسٹک کے ٹی وی،

کمپیوٹر، لیپ ٹوپ اور موبائلز کی شکل میں انسان سے گفتگو کرنے نے اس مسئلہ کو سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

باب 18: چاند کا شق ہونا

2108 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ

عَمْرِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اشْهَدُوا

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

2108- اخرجه مسلم (۴/۲۱۵۹): کتاب صفات المنافقین و احکامہم: باب: انشقاق القمر: حدیث (۲۸۰۱)-

ارشاد فرمایا: تم گواہ ہو جاؤ۔

اس بارے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

معجزہ شق القمر کا ظہور

معجزات کا تعلق عجائبات عالم سے ہے، جن کا ظہور جہاں کچھ لوگوں کے ایمان و استقامت کا باعث بنتا ہے وہاں بعض لوگوں کی گمراہی کا باعث بھی بنتا ہے۔ قرآن و سنت میں معجزہ شق القمر کا تذکرہ ہے، جو اہل ایمان کے لیے باعث استحکام ایمان تو بنا لیکن کفار کے لیے باعث ایمان نہ بنا بلکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کا انکار کر دیا۔

معجزہ شق القمر کے ظہور پذیر ہونے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہجرت سے چند سال قبل مشرکین مکہ میں سے چند سرکردہ لوگ مثلاً ابو جہل، عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ، اسود بن مطلب، زمعہ بن الاسود، عاص بن ہشام اور نضر بن حارث وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے مطالبہ کرتے ہوئے کہا: اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی برحق ہیں تو ہمیں کوئی آسمانی معجزہ دکھائیں۔ آپ ہمیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ لوگ یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے اور میری نبوت کو تسلیم کر لیں گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں اسی لیے تو ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر تیرتے ہوئے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا تو وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین میں آ گیا، جس کا ایک ٹکڑا جبل ابی قیس پر اور دوسرا جبل قیقعان میں آگرا اور دونوں پہاڑ چمک اٹھے۔ کفار مکہ آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اَشْهَدُوا اَشْهَدُوا یعنی تم گواہ ہو جاؤ تم گواہ ہو جاؤ۔ آپ کا معجزہ دیکھ کر انہوں نے تسلیم کرنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو گر قرار دیا۔ کچھ لوگوں نے کہا: ہم اس معجزہ کی تصدیق بیرونی لوگوں سے کرائیں گے۔ جو لوگ مختلف اطراف عالم سے مکہ میں آتے تو وہ لوگ ان سے معجزہ شق قمر کے بارے میں دریافت کرتے اور وہ لوگ اس کی تائید و تصدیق کرتے لیکن مشرکین مکہ نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

معجزہ شق القمر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور میں کفار کے مطالبہ کے جواب میں ظہور پذیر ہوا۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے: اَنْشَقَّ الْقَمَرُ۔ چاند دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ حدیث باب بھی اس کی دلیل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرما رہے تھے: اَشْهَدُوا اَشْهَدُوا۔ تم گواہ ہو جاؤ، تم گواہ ہو جاؤ۔

سوال: چاند کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا محال ہے اور یہ واقعہ کسی تاریخی کتاب میں موجود نہیں ہے؟

جواب: معجزہ شق القمر ہی نہیں بلکہ ہر معجزہ عقلی طور پر ناممکن ہوتا ہے اور اس کا عقلی طور پر ممکن ہونا اس کے عدم معجزہ کی دلیل ہوتا ہے، کیونکہ معجزہ کا مطلب ہی یہی ہے کہ جو عقل میں نہ آسکے۔ گویا اس واقعہ کا استحالہ ہی اس کے وقوع کی دلیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم الشان معجزہ دنیا بھر میں دیکھا گیا۔ خواہ مطالبہ کرنے والے لوگ تو مسلمان نہ ہوئے لیکن ان کے علاوہ یہ معجزہ دیکھ کر

کثیر لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ قرآن و حدیث کے دلائل موجود ہوتے ہوئے کسی تاریخی کتاب کی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ ہزاروں امور ایسے ہیں جو تاریخ کی کتب میں محفوظ نہیں ہیں لیکن لوگ ان کو تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ نقلی دلائل کے ہوتے ہوئے ہمیں عقلی یا تاریخی دلائل کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ کئی بار سورج اور چاند گرہن کے واقعات پیش آتے ہیں لیکن دنیا کے تمام لوگ اسے ملاحظہ نہیں کرتے بلکہ ایک خطہ کے لوگ اسے ملاحظہ کرتے ہیں۔ پھر یہ معجزہ قلیل وقت یعنی از عصر تا مغرب جتنا وقت (گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ) ظہور پذیر رہا اور اتنے قلیل وقت میں کچھ لوگوں نے دیکھا اور کچھ محروم رہے۔ معجزہ شق القمر کا اقرار ایمان کا تقاضا اور استحکام ایمان کا باعث جبکہ اس کا انکار کفر ہی اور بے دینی ہے۔ گمراہی کا ناسور ایک فتنہ سے کم نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَسْفِ

باب 19: زمین میں دھنس جانا

2109 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَازِ عَنْ أَبِي

الطَّفِيلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غُرْفَةٍ وَنَحْنُ نَتَذَاكُرُ السَّاعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَرَوْا عَشْرَ آيَاتٍ طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَالذَّابَّةَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خُسُوفٍ بِالشَّرْقِ وَخُسُوفٍ بِالمَغْرِبِ وَخُسُوفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَنَارًا تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ أَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ فَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا

اختلاف روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ الدُّخَانَ

حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَازِ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ وَالمَسْعُودِيِّ سَمِعَا مِنْ فُرَاتِ الْقَزَازِ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُرَاتِ وَزَادَ فِيهِ الدَّجَالُ أَوِ الدُّخَانَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ الْحَكَمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْعِجْلِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ فُرَاتِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ وَالْعَاشِرَةَ أَمَّا رِيحٌ تَطْرُقُهُمْ فِي الْبَحْرِ وَأَمَّا نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ وَابِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَصَفِيَّةَ بِنْتِ حَبِي

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت حذیفہ بن اُسَید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے بالا خانہ میں سے دیکھا ہم اس وقت

قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جس وقت تک تم دس نشانیاں نہیں

2109- افرجہ مسلم (۴/۲۲۲۵): کتاب الفتن و اشراف الساعة: باب فی الآيات التی تكون قبل الساعة: حدیث (۲۹/۲۹۰۱) (۴/۲۲۲۶): کتاب الفتن و اشراف الساعة: باب فی الآيات التی تكون قبل الساعة: حدیث (۴۰/۴۱) (۲۹۰/۲۹۰) من طریق ابو الطفیل عن ابی سیرینہ و ابوداؤد (۲/۵۱۷): کتاب الملاحم: باب: امارات الساعة: حدیث (۴۳۱) و ابن ماجہ (۲/۱۲۴۱): کتاب الفتن: باب: اشراف الساعة: حدیث - (۴۰۴) و احمد (۴/۷۰۶) و المسبیدی برقم (۸۲۷) من طریق الفرات عن ابی الطفیل مذکرہ۔

دیکھ لو گے سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا یا جوج ماجوج، دابتہ الارض، زمین کا تین جگہ سے دھنس جانا، ایک مرتبہ دھنسا مشرق میں ہوگا، ایک مرتبہ دھنسا مغرب میں ہوگا اور ایک مرتبہ جزیرہ عرب میں ہوگا اور وہ آگ جو عدن کے ایک گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) لوگوں کو اکٹھا کر دے گی، تو وہ ان کے ساتھ رات رہے گی جہاں وہ رات بسر کریں گے اور ان کے ساتھ دو پہر کرے گی جہاں وہ دو پہر کریں گے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں لفظ ”دھواں“ زائد ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں دجال اور دھواں کا لفظ زائد ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ لفظ زائد ہیں دسویں چیز وہ ہوا ہے جو انہیں سمندر میں پھینک دے گی اور حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2110 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ أَبِي

إِدْرِيسَ الْمُرْهَبِيِّ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هَذَا الْبَيْتِ حَتَّى يَغْزَوْا جَيْشَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِيَدَاءِ مِنَ الْأَرْضِ خَسَفَ بِأَوْلِيهِمْ وَأَخْرَجَهُمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَنْ كَرِهَ مِنْهُمْ قَالَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ﴿﴾ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا یہ بات بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگ اس گھر پر حملہ کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ یہاں تک کہ ایک لشکر اس پر حملہ کرنے کے لیے آئے گا اور جب وہ ”بیداء“ کے مقام پر پہنچے گا۔ (یہاں پر راوی کو الفاظ میں شک ہے) تو ان کے ابتدائی اور آخری حصے کو دھنسا دیا جائے گا اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔ (یعنی وہ سب دھنس جائیں گے) میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے جو شخص اس بات کو ناپسند کرتا ہوں (یعنی زبردستی آیا ہو) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے حساب سے (یعنی ان کی نیتوں کے حساب سے) انہیں زندہ کرے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2111 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا صَيْفِيُّ بْنُ رَبِيعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2110- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۵۱): كتاب الفتن: باب: جيش البیداء: حدیث (۶۰۶۴) و اصلہ (۳۳۶-۳۳۷) من طریق مسلم بن صفوان فذكره۔

متن حدیث: يَكُونُ فِي آخِرِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْهَلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا ظَهَرَ الْخُبْتُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِّنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس امت کے آخر میں زمین میں دھنسا چہروں کا مسخ ہو جانا آسمان سے پتھروں کی بارش (کی طرح کے عذاب) ہوں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا ہم لوگ ہلاکت کا شکار کر دیے جائیں گے۔ جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ بھی ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب فسق عام ہو جائے گا (تو ایسا ہی ہوگا)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر نامی راوی کے بارے میں یحییٰ نے ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا۔

شرح

علامات قرب قیامت

علامات قیامت از قبیل عجائبات ہیں اور عجائبات لوگوں کے لیے فتنہ کا باعث بنتے ہیں۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار بھی علامات قیامت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت اور درمیانی دونوں انگلیوں کو ملا کر فرمایا: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ۔ میں اور قیامت دونوں متصل بھیجے گئے ہیں۔“

گزشتہ باب میں شق القمر کو علامات قیامت سے بتایا گیا تھا اور احادیث باب میں بارہ علامات قیامت بیان کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا: قرب قیامت کے وقت آفتاب مشرق کے بجائے مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔
۲- خروج یا جوج و ماجوج: علامات قیامت میں سے ایک یا جوج و ماجوج کا خروج ہے اس کا ذکر اس ارشاد ربانی میں موجود ہے: یہ امر ممکن ہے کہ مردہ لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں حتیٰ کہ یا جوج و ماجوج کھول دیئے جائیں۔ وہ بلندی سے پھسلنے آئیں گے اور سچا وعدہ آجائے گا۔ (الانبیاء: ۹۶)

۳- خروج دابة الارض: قیامت کے قریب مکہ مکرمہ کی مشہور پہاڑی ”صفا“ پھٹ جائے گی اور وہاں سے ایک جانور برآمد ہوگا جو لوگوں سے گفتگو کرے گا، قرب قیامت کی اطلاع دے گا اور نیک و بد لوگوں پر علامات امتیاز لگائے گا۔

۴- تین مقامات سے زمین نیچے کودھنس جائے گی: (۱) مشرق سے (۲) مغرب سے (۳) جزیرۃ العرب سے۔

۵- خروج نار: عدن شہر سے آتش برآمد ہوگی جو لوگوں کو ہنکا کر ملک شام لے جائے گی۔ وہ آگ ہمہ وقت لوگوں کے ساتھ

ہوگی۔

آئے ہوتے وہاں سے طلوع ہو جاؤ! تو یہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔
راوی بیان کرتے ہیں: پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت بیان کی۔
”اور اس کا مخصوص راستہ ہے۔“

راوی بیان کرتے ہیں: یہ قرأت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

اس بارے میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سورج کے مستقر کی توضیح

علامات قیامت میں سے ایک اہم علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ کچھ علامات قیامت سے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ آفتاب حکم خداوندی سے مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہو جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو کر مشرق کی طرف آتا ہے پھر طلوع ہو جاتا ہے۔ جب اسے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے کا حکم ہوگا تو مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔

سوال: آفتاب طلوع و غروب میں حکم خداوندی کا پابند ہے اس کا مستقر کیا ہے؟

جواب: آفتاب کے مستقر کے بارے میں متعدد اقوال ہیں:

(۱) جمہور کا موقف ہے کہ آفتاب کا مستقر عرش اعظم کے نیچے ہے۔ وہ طالب سجدہ ہوتا ہے اور اجازت ملنے پر سجدہ ریز ہوتا ہے پھر حسب حکم مشرق کی طرف آ کر طلوع ہوتا ہے۔ جب مشیت خداوندی ہوگی اور اسے سجدہ کی اجازت نہ ملے گی تو مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ نصف النہار تک آئے گا پھر مغرب کی طرف لوٹ جائے گا۔

(۲) مستقر الشمس سے مراد طویل ترین دن ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس دن آفتاب کو کالعدم ہو جانے کا حکم دیا

جائے گا وہی اس کا مستقر ہوگا۔

سوال: زمانہ قدیم کی سائنس کا یہ اعلان تھا کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ جس وجہ سے طلوع و غروب ہوتا اور شب و روز تیار ہوتے ہیں۔ جدید ماہرین فلکیات کا کہنا ہے کہ زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہے جس کے سبب شب و روز تیار ہوتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں سوال یہ ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد عرش الہی کے نیچے جا کر سجدہ ریز ہونے اور طلوع ہونے کی اجازت سے کیا مراد ہے؟

جواب: کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے اور اس کے حضور سجدہ ریز بھی ہوتی ہے لیکن آفتاب کا طلوع و غروب اور سجدہ ریز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے۔ جب اسے سجدہ ریز ہونے کی اجازت نہیں ملے گی اور مشرق کے بجائے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کا حکم ہوگا تو وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔ سورج کا سجدہ ریز ہونا ہماری طرح

نہیں ہے بلکہ اس سے مراد حکم خداوندی کی اطاعت ہے۔

سوال: خواہ آفتاب زمین کے گرد چکر لگاتا ہے یا زمین اپنے محور میں گھومتی ہے اس کا طلوع و غروب ہونا ہمارے سامنے ظاہر ہونے اور پوشیدہ ہونے کے لحاظ سے ہے۔ سوال یہ ہے آفتاب کس نقطہ سے واپس آئے گا اور دنیا کے کس خطہ میں مغرب سے طلوع کرے گا؟ نیز دوسرے ممالک کی صورتحال کیا ہوگی؟

جواب: قرب قیامت میں پیش آنے والے واقعات کو عصر حاضر میں مکمل طور پر سمجھنا اور سمجھانا ممکن نہیں ہے بلکہ جب پیش آئیں گے تو لوگ انہیں خود بخود سمجھ جائیں گے۔ تاہم عصر حاضر میں ان کا اجمالی خاکہ ہی پیش کر دینا کافی ہے جس طرح حدیث باب سے ثابت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ

باب 21: یا جوج ماجوج کا نکلنا

2113 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ

متن حدیث: اسْتَيْقِظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَوْمٍ مُحَمَّرًا وَجْهَهُ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَبُلُّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَعَقَدَ عَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْتُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: وَقَدْ جَوَّدَ سُفْيَانُ هَذَا الْحَدِيثَ هَكَذَا رَوَى الْحُمَيْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ مِنَ الْحُفَّاطِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ نَحْوَ هَذَا وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَفِظْتُ مِنَ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَرْبَعَ نِسْوَةٍ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبَةَ وَهُمَا رَبِيبَتَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشِ زَوْجِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَكَذَا رَوَى مَعْمَرٌ وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ حَبِيبَةَ وَقَدْ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ ابْنِ عُيَيْنَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ

﴿﴾ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ تھا اور آپ لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسے پڑھا پھر ارشاد فرمایا عربوں کے لیے اس شرکی وجہ سے

2113- اخرجه البخاری (۶/۴۴۰)؛ کتاب اہادیث الانبیاء؛ باب: قصہ یا جوج و ماجوج؛ حدیث (۲۲۶۶) مواظفہ فی: (۷۰۵۹، ۷۰۵۹، ۷۱۲۵) و مسلم (۴/۲۲۲۰، ۲۲۲۰، ۲۲۲۰)؛ کتاب الفتن و اشراط الساعة؛ باب: اقتراب الفتن؛ و فتح ردم یا جوج و ماجوج؛ حدیث (۲۸۸۰/۲) و ابن ماجہ (۱۳۰۵/۲)؛ کتاب الفتن؛ باب: ما یكون من الفتن؛ حدیث (۲۹۵۲) و احمد (۶/۴۲۸، ۴۲۹) و العیسی (۱/۱۶۷، ۱۶۸)؛ حدیث (۲۰۸) من طریق عروہ بن الزبیر؛ عن زینب بنت ام سلمة؛ عن ام حبیبة فذكرته لیس فیہ: حبیبة بنت ام حبیبة۔

بربادی ہے جو قریب آچکی ہے۔ آج یا جوج اور ماجوج کی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلی سے گول دائرے کا نشان بنا کر دکھایا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا ہم لوگ ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے؟ جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں گے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جب برائی زیادہ ہو جائے گی تو (سب ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے)۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سفیان نے اس روایت کو بہترین قرار دیا ہے۔

حمیدی نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: میں نے زہری رضی اللہ عنہ کی زبانی اس روایت کی سند میں چار خواتین کا نام یاد کیا ہے یعنی یہ سیدہ زینب بنت سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کی سوئلی صاحبزادیاں ہیں، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے یہ دو خواتین نبی اکرم ﷺ کی ازواج ہیں۔

معمرنے اس روایت کو زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے تاہم انہوں نے اس کی سند میں حبیبہ نامی خاتون کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

خروج یا جوج و ماجوج

علامات قیامت میں سے ایک یا جوج و ماجوج کا خروج ہے۔ قرب قیامت میں ان کا ظہور و خروج ہوگا۔ سوالیہ ہے کہ یہ کیسی مخلوق ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت سے ہیں۔ ان کی شکل و صورت اور اعضاء جسمانی انسانوں کی طرح ہیں (البدیۃ والناہیۃ ج ۲ ص ۱۱۰)

(۲) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یا جوج و ماجوج یافث بن نوح کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ دو قبائل پر مشتمل ہے۔

(۳) بعض محققین کی رائے ہے کہ یا جوج و ماجوج سے مراد منگولیا یعنی تاتار قوم ہے جو وحشی قبائل پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ امریکہ، یورپ اور روس کے خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے دو قبائل ہیں:

(۱) موگ (۲) یوچی

سوال: حدیث باب میں: ”استیغظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے الفاظ ہیں اور دوسری روایت میں دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بیدار ہوئے ہوں پھر گھر تشریف لائے ہوں لہذا دونوں روایات میں تعارض نہ رہا۔

سوال: ”وَعَقَدَ عَشْرًا“ سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب انگشت شہادت اور ابہام کو ملایا جائے تو دس کا عدد مراد ہوتا ہے اور ان کا سوراخ خواہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا جائے گا۔

سوال: وَيُلِّ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ فِي شَرِّ مَا مَرَادُ هِيَ؟

جواب: (۱) اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا اور آج تک باقی ہے (۲) قوم یا جوج و ماجوج کے ظہور کا فتنہ مراد ہو۔

سوال: عرب کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

جواب: مخاطب عرب تھے اس لیے ان کا ذکر کر دیا گیا ورنہ بالتبع عجم بھی اس میں شامل ہیں۔ قوم یا جوج و ماجوج کا تعارف: یہ قوم دو جماعتوں پر مشتمل ہے ایک کو یا جوج اور دوسری کو ماجوج کہا جاتا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے چار لاکھ افراد ہیں۔ ان میں سے کسی کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک اس کی ایک ہزار اولاد جوان نہیں ہو جاتی۔ ایک قول کے مطابق یہ لوگ اتنے کثیر ہیں کہ تمام انس و جنات اس کا دسواں حصہ ہیں۔ بعض نے کہا: ان کے بائیس (۲۲) قبائل ہیں جن میں سے ۲۱ دیوار میں محبوس ہیں اور ایک باہر ہے جو ترکی میں ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین صاحبزادے تھے:

(۱) سام یہ ابوالعرب تھے

(۲) حام یہ اہل سوڈان کے باپ تھے

(۳) یافث یا جوج و ماجوج اور ترکی ان کی اولاد ہیں۔ ان کے قد تین یا چار گز ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کے قد تین بالشت ہیں جب ان کا خروج ہوگا تو تمام پانی پی جائیں گے اور تمام چیزیں کھا جائیں گے۔ لوگ بھوک اور پیاس کی وجہ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے ان کے پاس خوراک کا انتظام نہیں ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو یا جوج و ماجوج ہلاک ہو جائیں گے۔ مرنے کے بعد ان کے جسموں میں کیڑے پڑ جائیں گے پھر بدبو اور وباء پھیل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش ہوگی جس سے ان کی بدبو کا خاتمہ ہو جائے گا۔

بَابُ فِي صِفَةِ الْمَارِقَةِ

باب 22: خارجی گروہ کی علامت

2114 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زُرِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَخْرُجُ فِي الْخَيْرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافٌ رَوَايَتٍ: وَقَدْ رُوِيَ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ وَصَفَ هَؤُلَاءِ

2114- اخرجه ابن ماجه (۱/۵۹): المقدمة: باب في ذكر الفواجح: حديث (۱۶۸) واصل (۱/۴۰۴) من طريق عاصم عن زرار بن عمرو -

النُّوْمَ الَّذِينَ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الَّذِينَ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ إِنَّمَا هُمُ الْخَوَارِجُ الْحَرُورِيَّةُ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْخَوَارِجِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کی عمریں کم ہوں گی اور عقل نہیں ہوگی وہ قرآن کی تلاوت کریں گے، لیکن وہ لفظ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا وہ سب سے بہترین (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے) اقوال بیان کریں گے، لیکن وہ دین سے یوں باہر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار (کے پار) ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس کے علاوہ دیگر روایات جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان میں ان لوگوں کی صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے: یہ وہ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا اور وہ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے باہر نکل جاتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں) اس سے مراد وہ خوارج ہیں جو حروری ہیں اور اس کے علاوہ دیگر خوارج ہیں۔

شرح

خوارج کا تعارف

مسلمانوں میں کثیر فتنوں نے جنم لیا جن میں سے ایک فتنہ خوارج ہے، ان کو سارقہ اور حروریہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت پیدا ہوا لیکن جنگ صفین کے موقع پر نمایاں طور پر سامنے آیا۔ جنگ صفین کے موقع پر جب مسئلہ تکمیل پیش آیا تو فریقین نے دو افراد پر مشتمل حکم بنایا اور خوارج نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”حکم“ کے لیے مجبور کیا تھا ورنہ انہیں تو اس مسئلہ کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ آپ جنگ جیت چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا نمائندہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن خوارج نے چال چل کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمائندہ مقرر کرنے کے لیے مجبور کیا۔ جب پنجائیت نے فیصلہ سنایا جو ان کے نظریہ کے خلاف تھا تو انہوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہ نعرہ بلند کر دیا: **إِنَّا لَنُحْكُمُ الْإِلَٰهَ**۔ فیصلہ کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ فریقین حکم خداوندی کی خلاف ورزی کر کے کافر ہو گئے ہیں۔ یہ باغی گروہ دس ہزار افراد پر مشتمل ”حروراء“ دیہات میں جمع ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہاں سے بھگا دیا۔ یہ فرقہ ۳۶ھ میں ظاہر ہوا پھر نہروان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا نظریہ تھا کہ مرتکب الکبائر کافر ہو جاتا ہے۔ خوارج دور اول کا بڑا فتنہ تھا۔ ان کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ اگر خلیفہ وقت کسی سنت کی خلاف ورزی کرے تو اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیزار تھے کیونکہ انہیں مسلمان تسلیم نہیں

کرتے تھے۔

حدیث باب میں خوارج کی چند علامات بیان کی گئی ہیں: (۱) نو عمر ہوں گے (۲) بیوقوف ہوں گے (۳) قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے اترے گا۔ (۴) اسلامی تعلیمات میں سے بعض کا انکار کریں گے اور بعض کو تسلیم کریں گے (۵) وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔

بَابُ فِي الْآثَرَةِ

باب 23: ترجیحی سلوک کرنا

2115 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَعْمَلْتُ فَلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي آثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ جس طرح آپ نے فلاں شخص کو سرکاری اہلکار مقرر کیا ہے اور آپ مجھے کیوں نہیں مقرر کرتے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ میرے بعد اپنے ساتھ ترجیحی سلوک دیکھو گے، تو صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ تمہاری ملاقات حوض پر مجھ سے ہو۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2116 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي آثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالَ فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ آدُوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگ میرے بعد اپنے ساتھ ترجیحی سلوک دیکھو گے اور کچھ ایسے امور دیکھو گے جو تمہیں ناپسند ہوں گے لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ان لوگوں کے حق ادا کرنا اور جو تمہارا حق ہے وہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔

2115- اضرجه البخاری (۷/۱۴۶): کتاب مناقب الانصار: باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانصار (اصبرو حتی تلقونی علی الموض) حدیث (۳۷۹۲) و طرفہ فی: (۷۰۵۷) والنسائی (۸/۲۲۴): کتاب آداب القضاة: باب: ترک استعمال من یمرض علی القضاة: حدیث (۵۲۸۲) و احمد (۴/۲۵۱-۲۵۲) من طریق شعبة عن قتادة عن انس فذكره۔

2116- اضرجه البخاری (۷/۱۳): کتاب الفتن: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (سترون بعدی امورا تنکرونہا) حدیث (۷۰۵۲) و مسلم (۲/۱۷۲): کتاب الامارة: باب: وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول حدیث (۱۸۴۳/۴۵)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اہل کو منصب پر فائز کرنا

لفظ: الاثر کا معنی ہے: ترجیحی دینا۔ بعض اوقات اہل کو منصب پر تعینات کرنا بھی فتنہ کا باعث بن جاتا ہے، کیونکہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ منصب ہمیں کیوں نہیں سونپا گیا۔ پھر کسی نااہل کو منصب پر فائز کرنا تو زیادہ باعث فتنہ ہوتا ہے۔ نااہل کو منصب پر فائز کرنا اور اہل کو محروم کرنا، ظلم و زیادتی کے علاوہ یہ علامات قیامت سے ہے۔ اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا وَسَّدَ الْأَمْرَ إِلَىٰ غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ** جب کسی نااہل کو ترجیح دی جائے اور اسے منصب سونپا جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔“

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیگر صحابہ کی نسبت علمی مجلس میں اپنے قریب بٹھاتے تھے جو کچھ لوگوں پر دشوار گزرا۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ سورۃ النصر کے نزول کا مقصد کیا ہے؟ سب نے جواب دیا: اس سورۃ میں غلبہ اسلام کی اطلاع دی گئی ہے۔ پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا: اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا بھی یہی خیال ہے۔ اس گفتگو کے بعد اہل مجلس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی برتری کو تسلیم کر لیا اور اپنی غلط فہمی پر نادم ہوئے۔ حدیث باب میں بھی اسی مسئلہ کی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو منصب پر تعینات کیا تو دوسرے نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی اس منصب پر تعینات فرمادیں لیکن آپ نے جواب دیا: تم لوگ میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے تو صبر سے کام لینا۔ دوسری حدیث باب میں ہے کہ آپ سے صحابہ کرام نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! جب آپ کے بعد ترجیحی سلوک ہوگا تو اس بارے میں ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے اپنا حق طلب کرنا اور لوگوں کا حق ادا کرنا۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

باب 24: نبی اکرم ﷺ کا اپنے اصحاب کو ان چیزوں کے بارے میں بتانا جو قیامت تک ہوں گی

2117 سند حدیث: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقُرَازِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ

جُدْعَانَ الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلَاةَ الْعَصْرِ بِنَهَارٍ ثُمَّ قَامَ خَطِيبًا فَلَمْ يَدْعُ شَيْئًا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا أَخْبَرَنَا بِهِ حِفْظُهُ مِنْ حِفْظِهِ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ وَكَانَ فِيهَا قَالَ إِنَّ الدُّنْيَا حُلُوةٌ خَصْرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ إِلَّا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَكَانَ فِيهَا قَالَ إِلَّا لَا

2117- أخرجه ابن ماجه (۱۳۲۵/۲) كتاب الفتن: باب: فتنه النساء: حديث (۴۰۰۰) من طريق علي بن زياد عن ابي نضرة-

يَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةَ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقِّي إِذَا عَلِمَهُ قَالَ فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ قَدْ وَاللَّهِ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهَبْنَا فَكَانَ
فِيمَا قَالَ أَلَا إِنَّهُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ وَلَا غَدْرَةَ أَعْظَمَ مِنْ غَدْرَةِ إِمَامٍ عَامَّةٍ يُرْكَزُ
لِوَأُوهُ عِنْدَ اسْتِهِ فَكَانَ فِيمَا حَفِظْنَا يَوْمَئِذٍ أَلَا إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلَى طَبَقَاتٍ شَتَّى فَمِنْهُمْ مَنْ يُوَلَّدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا
مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُوَلَّدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُوَلَّدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا
وَيَمُوتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُوَلَّدُ كَافِرًا وَيَحْيَا كَافِرًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ الْبَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعِ الْفِيءِ
وَمِنْهُمْ سَرِيعِ الْغَضَبِ سَرِيعِ الْفِيءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ سَرِيعِ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفِيءِ أَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيءُ
الْغَضَبِ سَرِيعِ الْفِيءِ أَلَا وَشَرُّهُمْ سَرِيعِ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفِيءِ أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ
وَمِنْهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ وَمِنْهُمْ حَسَنُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ السَّيِّئَ الْقَضَاءِ
السَّيِّئَ الطَّلَبِ أَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ أَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ أَلَا وَإِنَّ
الْغَضَبَ جَمْرَةً فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ أَمَا رَأَيْتُمْ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاحِ أَوْدَاجِهِ فَمَنْ أَحْسَبَ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ
فَلْيَلْصِقْ بِالْأَرْضِ قَالَ وَجَعَلْنَا نَلْتَفِتُ إِلَى الشَّمْسِ هَلْ بَقِيَ مِنْهَا شَيْءٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُدَيْفَةَ وَأَبِي مَرْيَمَ وَأَبِي زَيْدِ بْنِ أَحْطَبَ وَالْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ
وَذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ
كَمْسِدِ يَث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ابتدائی وقت میں پڑھادی
پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا پھر آپ نے قیامت تک واقع ہونے والی کسی چیز کو ترک نہیں کیا۔ آپ نے ہمیں اس کے بارے
میں بتادیا جس نے جو یاد رکھنا تھا وہ رکھا اور جو بھولنا تھا وہ بھول گیا۔ آپ نے اس میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ دنیا سرسبز و شاداب اور
میٹھی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں خلیفہ بنایا ہے تاکہ اس بات کو ظاہر کرے کہ تم کیا عمل کرتے ہو خبردار دنیا سے بچے رہنا اور
خواتین سے بچتے رہنا اور جو باتیں ارشاد فرمائی۔ اس میں یہ بات بھی ارشاد فرمائی: خبردار کوئی بھی شخص لوگوں کے ڈر کی وجہ سے کوئی
حق بات بیان کرنے سے باز نہ آئے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے کچھ
چیزیں دیکھی تھیں اور ہم ان سے خوفزدہ ہو گئے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی: ہر غداری کرنے والے شخص کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے
گا۔ جو اس کی غداری کے حساب سے ہوگا اور مسلمانوں کے حکمران سے غداری کرنے سے زیادہ اور کوئی غداری نہیں ہے ایسے شخص کا
جھنڈا اس کی سرین پر لگا دیا جائے گا۔

اس دن کی جو بات ہم نے یاد رکھی اس میں یہ بھی تھا: اولاد آدم کو مختلف طبقات میں پیدا کیا گیا ہے ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں

جو مؤمن پیدا ہوتے ہیں اور مؤمن کے طور پر زندہ رہتے ہیں اور مؤمن ہونے کی حالت میں مر جاتے ہیں ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو مؤمن پیدا ہوتے ہیں۔ مؤمن کے طور پر زندہ رہتے ہیں لیکن مرتے وقت کافر ہو جاتے ہیں ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں لیکن مرتے وہ مؤمن ہوتے ہیں۔

یاد رکھنا ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کو غصہ دیر سے آتا ہے اور ٹھنڈا جلدی ہو جاتا ہے اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہے اور ٹھنڈا بھی جلدی ہو جاتا ہے یہ دونوں برابر ہیں۔

یاد رکھنا ان میں سے کچھ وہ لوگوں ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہے اور ٹھنڈا دیر سے ہوتا ہے یاد رکھنا ان میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کو غصہ دیر سے آتا ہو اور ٹھنڈا جلدی ہو جاتا ہو اور یہ بھی یاد رکھنا کہ ان میں سب سے برے لوگ وہ ہیں جن کو غصہ جلدی آتا ہو اور ٹھنڈا دیر سے ہوتا ہے۔

یاد رکھنا ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو اچھے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں اور اچھے طریقے سے طلب کرتے ہیں ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو برے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں لیکن اچھے طریقے سے طلب کرتے ہیں ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو اچھے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں لیکن برے طریقے سے مطالبہ کرتے ہیں اور یہ سب برابر ہیں اور یاد رکھنا کہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو برے طریقے سے ادائیگی کرتے ہیں اور برے طریقے سے طلب کرتے ہیں اور یاد رکھنا ان میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو سب سے بہتر طریقے سے ادائیگی کرتے ہوں اور اچھے طریقے سے طلب کرتے ہوں اور ان میں سب سے برے وہ ہیں جو برے طریقے سے ادائیگی کرتے ہوں اور برے طریقے سے طلب کرتے ہوں۔

یاد رکھنا غصہ ابن آدم کے دل میں موجود ایک انگارہ ہے کیا تم نے اس کے آنکھوں کی سرخی اور رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھا تو جو شخص غصہ محسوس کرے وہ زمین پر لیٹ جائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے سورج کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، کہ کچھ باقی تو نہیں رہ گیا۔ (یعنی پورا غروب ہو چکا ہے)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گزرے ہوئے زمانے کے مقابلے میں دنیا صرف اتنی باقی رہ گئی ہے جتنے گزرے ہوئے دن کا حصہ باقی رہ گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابومریم رضی اللہ عنہ، حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔ ان سب حضرات نے یہ بات ذکر کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والی سب باتوں کے بارے میں انہیں بتا دیا تھا۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

تاقیامت پیش آنے والے واقعات کو بیان کرنا

انبیاء کرام علیہم السلام تلامذہ الہی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں تمام علوم سے نوازتا ہے اور وہ معلمون بن کر

اپنی اقوام میں بیٹھتے ہیں اور انہیں احکام الہی کا درس دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز عصر پڑھا کر اپنے صحابہ کو درس دینے کا آغاز کیا جو تا نماز مغرب جاری رہا اس مختصر وقت میں آپ نے تاقیامت پیش آنے والے واقعات بیان کر دیے۔ اس خطاب کا خلاصہ اور اہم امور درج ذیل ہیں:

۱- دنیا کے سبز باغ سے بچنا: دنیا انسان کو گمراہ کرنے کے لیے بہترین شکل میں آتی ہے لیکن اس سے بچنا کمال ایمان کی علامت ہے۔ اگر دولت اس مقصد کے لیے جمع کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی جائے گی محتاجوں کی معاونت کی جائے گی اور غرباء کی ضرورتوں پر خرچ کی جائے گی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲- غیر محرم عورتوں سے احتراز کرنا: دنیا کی طرح عورت بھی انسان کو گمراہ کرتی ہے اور اسے سبز باغ دکھا کر اپنے قریب کرتی ہے۔ غیر محرم عورتوں سے احتراز و اجتناب کرنا بھی کمال ایمان کی علامت ہے۔

۳- خلیفہ وقت کی بے وفائی کا جھنڈا: جو شخص خلیفہ کی مخالفت و بے وفائی پر کمر بستہ ہوگا، قیامت کے دن اس کی سرین کے گوشت میں جھنڈا گاڑا جائے گا جتنا بڑا وہ مخالف ہوگا اتنا بڑا جھنڈا ہوگا جو لہرا رہا ہوگا۔

۴- انسان کی پیدائش کے درجات: انسان کی پیدائش کے چار درجات ہو سکتے ہیں:

(۱) کوئی انسان مؤمن پیدا ہوتا ہے، مؤمن زندہ رہتا ہے اور ایمان کی حالت میں مرتا ہے

(۲) کوئی انسان کافر پیدا ہوتا ہے، کافر زندگی گزارتا ہے اور کفر کی حالت میں مرتا ہے

(۳) کوئی انسان مؤمن پیدا ہوتا ہے، مؤمن ہونے کی حیثیت میں زندگی گزارتا ہے اور کفر کی حالت میں مرتا ہے۔

(۴) کوئی انسان کافر پیدا ہوتا ہے، کفر کی حالت میں زندگی گزارتا ہے اور ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

(۵) غصہ کے اعتبار انسان کی حالتیں: غصہ کے اعتبار سے انسان کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں:

(۱) کسی شخص کو غصہ دیر سے آتا ہے اور جلدی ختم ہو جاتا ہے

(۲) کسی شخص کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی سے ختم ہو جاتا ہے

(۳) کسی شخص کو غصہ جلدی آتا ہے مگر دیر سے اترتا ہے۔ ان لوگوں میں سے بہترین وہ شخص ہے جسے غصہ دیر سے آتا ہے اور

جلدی سے اتر جاتا ہے۔ ان میں سے بدترین وہ شخص ہے جسے غصہ جلدی آئے اور دیر سے ختم ہو۔

۶- حق ادا کرنے کے اعتبار سے انسان کی اقسام: حق کی ادائیگی اور حق کا مطالبہ کرنے کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف اقسام

ہیں:

(۱) بعض لوگ بہتر طریقہ سے حق ادا کرتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرتے ہیں

(۲) بعض لوگ حق ادا کرنے میں برے ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بہتر ہوتے ہیں

(۳) بعض لوگ حق ادا کرنے میں بہتر ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں برے ہوتے ہیں

(۴) بعض لوگ حق ادا کرنے میں برے ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بھی برے ہوتے ہیں۔ لوگوں میں بہترین وہ

ہوتے ہیں جو حق ادا کرنے میں بہتر ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بھی بہتر ہوتے ہیں۔ لوگوں میں سے بدترین وہ لوگ ہیں

جو حق ادا کرنے میں برے ہوتے ہیں اور حق کا مطالبہ کرنے میں بھی برے ہوتے ہیں۔

۲- غصہ دور کرنے کا طریقہ: غصہ انسان کے دل میں چنگاری کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا اثر چہرے اور آنکھوں سے نمایاں ہوتا ہے جس شخص کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ اس طرح غصہ ختم ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّامِ

باب 25: اہل شام کا بیان

2118 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَدَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوَالَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَمْرٍو

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَأْمُرُنِي قَالَ هَاهُنَا وَنَحَا بِيَدِهِ نَحْوَ الشَّامِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ معاویہ بن قرہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اہل شام میں خرابی آئے گی تو تب تمہارے درمیان کوئی بھلائی نہیں رہے گی۔ میری امت کے ایک گروہ کو ہمیشہ مدد حاصل ہوتی رہے گی اور جو شخص انہیں رسوا کرنے کی کوشش کرے گا وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: علی بن مدینی نے یہ بات فرمائی ہے اس سے مراد محدثین ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عبداللہ بن حوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرف (چلے جانا) نبی اکرم ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کر کے یہ بات ارشاد فرمائی۔

2118- امرجہ ابن ماجہ (۱/۴): المقدمة: باب: اتباع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (6) واحمد (۲/۴۳۶) (۵/۲۴۰۲۵) من طريق شعبة عن معاوية بن قرة فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اہل شام کی فضیلت

ملک شام اب چار ریاستوں میں تقسیم ہو چکا ہے:

(۱) لبنان

(۲) سوریا: حمص، دمشق، حلب اور حماہ اس کے مشہور شہر ہیں

(۳) اردن: یہ ریاست خلیج عقبہ اور عمان پر مشتمل ہے

(۴) فلسطین: غزہ اور فلسطین اس میں شامل ہیں۔

ملک شام کی فضیلت کے حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ“ جب اہل شام میں فساد برپا ہو جائے گا تو تم میں بھی خیر باقی نہیں رہے گی۔ (اس فتنہ کا ظہور اول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہو چکا ہے)

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مُنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ“ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ کامیاب رہے گا، قیامت تک انہیں ضرر رسائی کے ذریعے لوگ ذلیل و خوار نہیں کر سکیں گے۔

۳- حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا میرے بارے میں کہاں کا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہاں آپ نے انگلی مبارک سے ملک شام کی طرف اشارہ کیا۔

۴- حضرت ابن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کا معاملہ ایسی صورت حال اختیار کر جائے گا کہ لوگ مختلف گروپوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک لشکر شام میں، دوسرا یمن میں اور تیسرا عراق میں ہوگا۔ راوی (ابن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں وہ زمانہ پالوں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: عَلَيْكَ بِالشَّامِ۔ تم شام کا التزام کرنا کیونکہ ملک شام بہترین مقام ہے اور نیک لوگ وہاں سمٹ جائیں گے۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۳۸۳)

سوال: طائفہ منصورین سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: اس طائفہ منصورہ سے مراد تمام اہل سنت و جماعت ہیں وہ محدثین، مفسرین، فقہاء، ارباب سیف و سنان اور ارباب

زواہد وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: پہلی حدیث میں خواہ اہل شام کے بگاڑ کا ذکر ہے اور باقیوں میں ان کی عظمت و فضیلت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ

اکثر روایات فضیلت پر مبنی ہیں لہذا ان کی فضیلت کا اعتبار ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

باب 26: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح ایک دوسرے کو قتل کرنا نہ شروع کر دینا

2119 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ

حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ عَمْرٍو وَكُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ

وَوَائِلَةَ وَالصَّنَابِيحِي

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد زمانہ کفر کی طرح ایک دوسرے کو قتل کرنا نہ شروع کر دینا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جریر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ، حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اور حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ناحق قتل کرنے کی مذمت

زمین پر ظاہر ہونے والے فسادات میں سے جو سب سے زیادہ قابل مذمت اور قابل وعید ہے وہ کسی شخص کو ناحق قتل کرنا ہے۔ ایک انسان کا قتل تمام انسانوں کے قتل کے برابر ہے۔ جو شخص قتل کو حرام تصور کرتا ہو اعدا کسی کو قتل کرتا ہے اس کا یہ اقدام (فعل) کافروں جیسا ہوگا۔ اگر کوئی شخص قتل کو حلال قرار دے کر کسی کو قتل کرتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ حدیث باب میں بھی قتل ناحق سے منع کیا گیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقَتَالُهُ كُفْرٌ۔ یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔ اس روایت میں بھی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرنے کا مسئلہ بیان ہوا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔ اسی اصول کے مطابق یزید ملعون جمہور علماء کے نزدیک فاسق ہے لیکن کافر نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ

باب 27: ایسا فتنہ آئے گا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا

2120 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ

2119- اضرمہ البخاری (۶۷۰/۲): کتاب الحج: باب: الفطبة ایام منی: حدیث (۱۷۲۹) وطرفه فی: (۷۰۷۹) من طریق عکرمہ مذکورہ۔

بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

متن حدیث: اَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَشْهَدُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي قَالَ اَفَرَايْتَّ اِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ اِلَيَّ لِيَقْتُلَنِي قَالَ كُنْ كَابْنِ اَدَمَ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَخَبَابِ بْنِ الْاَرْتِ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي وَاقِدٍ وَأَبِي مُوسَى وَخَرَشَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَزَادَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ رَجُلًا قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فتنے کے زمانے میں یہ بات ارشاد فرمائی: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات گواہی دے کر کہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: عنقریب ایسا فتنہ آئے گا کہ بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ انہوں نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ شخص میرے گھر آ جائے اور اپنا وہ ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لیے بڑھائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم آدم کے بیٹے کی مانند ہو جانا جو (اپنے بھائی کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا)۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خرشہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو لیث بن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اس کی سند میں ایک شخص کا اضافہ نقل کیا ہے۔

یہی روایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

شرح

فتنہ سے کنارہ کش ہونا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے جب دو مسلمان گروہ کسی غلط فہمی کی بنا پر لڑ رہے ہوں اور دونوں گروہ حق پر ہوں تو ان میں سے کسی کی معاونت یا مخالفت نہ کی جائے بلکہ اس لڑائی کو ختم کرنے کی اور مصالحت کرانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاہم جب اسلام اور کفر کی لڑائی ہو تو اسلامی مجاہدین کی معاونت کرنا ضروری ہے۔ فتنہ کے موقع پر اپنے دفاع کی اجازت ہے لیکن دفاع کرتے

2120- اضرہ ابو داؤد (۹۹/۴) احیاء التراث: کتاب الفتن والسلاہم: باب: فی البیروسی عن السعی فی الفتن: حدیث (۴۶۵۴)

واحد (۱/۱۶۸-۱۸۵) من طریقہ بکیر بن عبد اللہ، عن بسیر بن سعید، مذکورہ۔

ہوئے حملہ آور کونا قابل تلافی نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے ورنہ اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ سَتَكُونُ فِتْنٌ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

باب 28: عنقریب ایسا فتنہ ہوگا جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوگا

2121 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي

مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَحَدُهُمْ دِينَهُ بَعْرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: نیک اعمال میں جلدی کرو! اس سے پہلے کہ

تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنہ آجائے جس میں آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا اور جو شام کو

مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر ہو چکا ہوگا کوئی شخص دنیا کے تھوڑے سے سامان کے عوض میں اپنے ایمان کو فروخت کر دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2122 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ هِنْدِ

بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ

مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رَبِّ كَأَسِيَّةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان

اللہ! آج رات کتنے فتنے نازل ہوئے ہیں اور آج رات کتنے خزانے نازل ہوئے ہیں۔ کون ہے جو حجروں میں رہنے والیوں کو

بیدار کرے؟ دنیا میں لباس پہننے والی کتنی ہی عورتیں آخر میں برہنہ ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2123 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتْنٌ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا

2121- اضرجه مسلم (۱/۳۷۷ - نووی): کتاب الایمان: باب: الحمت علی المبادرة بالاعمال قبل تظاھر الفتن: حدیث (۱۸۶/۱۱۸)

واحد (۲/۳۰۲، ۳۷۲، ۵۲۳) من طریق العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ، فذکرہ۔

2122- اضرجه البخاری (۱/۲۵۲): کتاب العلم: باب: العلم و العظة باللیل: حدیث (۱۱۵) و اطرافہ فی: (۱۱۲، ۲۵۹۹، ۵۸۴۴، ۶۲۱۸، ۷۰۶۹، ۸۱۲۰، ۸۱۲۱)

واحد (۶/۲۹۷) و المسند (۱/۱۴۰) حدیث (۲۹۲) عن الزھری عن لھد بنت الحارث، فذکرته

وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَقْوَامَ دِينِهِمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجُنْدَبٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَبِي مُوسَى

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت سے پہلے کچھ ایسے فتنے ہوں گے جو تاریک رات کے ٹکڑے کی طرح ہوں گے ان میں آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا، تو شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا، اور جو شام کے وقت مؤمن ہوگا، تو صبح کے وقت کافر ہو چکا ہوگا لوگ دنیا ساز و سامان کے عوض میں اپنا دین فروخت کر دیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جندب رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2124 سند حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ عَنِ الْحَسَنِ

اختلاف روایت: قَالَ كَانَ يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا قَالَ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُحْرَمًا لِدَمِ أَخِيهِ وَعَرَضِهِ وَمَالِهِ وَيُمْسِي مُسْتَحِلًّا لَهُ وَيُمْسِي مُحْرَمًا لِدَمِ أَخِيهِ وَعَرَضِهِ وَمَالِهِ وَيُصْبِحُ مُسْتَحِلًّا لَهُ

﴿﴾ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اس حدیث کے اندر یہ بات نقل کرتے ہیں: آدمی صبح کے وقت مؤمن ہوگا، تو شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا اور جو شام کو مؤمن ہوگا وہ صبح کے وقت کافر ہو چکا ہوگا۔

انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی صبح کے وقت اپنے بھائی کی جان عزت اور مال کو حرام سمجھتا ہوگا، لیکن شام کے وقت اسے حلال سمجھے گا یا شام کے وقت اپنے بھائی کی جان عزت اور مال کو حرام سمجھتا ہوگا، تو صبح کے وقت اسے حلال سمجھتا ہوگا۔

2125 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ

حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أَمْرَاءُ يَمْنَعُونَا حَقَّنَا وَيَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حَمَلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حَمَلْتُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک شخص نے آپ سے سوال کیا وہ بولا: آپ کا کیا خیال ہے اگر ہم پر ایسے حکمران مقرر ہو جائیں جو ہمارا حق ادا نہ کریں اور ہم سے

2125- امرجہ مسلم (۲/۱۷۷۴): کتاب الامارة: باب: فی طاعة الامراء و ان منعوا المقوق: حدیث (۵۰/۱۸۶۷) من طریق شعبہ عن

سماک بن حرب عن علقمة بن وائل بن حجر قد ذکره-

اپنے حق کا تقاضا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا کیونکہ ان کا فرض ان کے ذمے اور تمہارا فرض تمہارے ذمے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

چند فتنوں کا ذکرہ

احادیث باب میں مختلف فتنوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ جب فتنے سراٹھاتے ہیں تو احوال میں تبدیلی یقینی ہو جاتی ہے۔ صبح کی حالت اور رات کی یکساں نہیں ہوتی۔ انسان اپنی جہالت یا دین سے دوری کی وجہ سے ”دین“ کو چند کوڑیوں کے عوض فروخت کر دیتا ہے۔ ”شب تار“ سے سنگین فتنے مراد ہیں جو پوری قوم کو متاثر کر سکتے ہیں مثلاً فتنہ دجال اور حضرت علی و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور کا فتنہ وغیرہ۔

نبی علیہ السلام کا خواب یقینی اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے جو تعبیر کا محتاج ہرگز نہیں ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں خزانوں کی شکل میں فتنوں کو اترتے ہوئے ملاحظہ کیا۔ مال و دولت فتنہ کا باعث ہے۔ کثرت مال کے سبب آدمی متکبر بن جاتا ہے۔ عیش و عشرت کا عادی بن جاتا ہے اور عبادات میں غفلت برتنے لگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش ظاہر کی کہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بیدار کیا جائے تاکہ فتنوں ظہور سے قبل وہ اپنے پروردگار کی عبادت و ریاضت کی عادی بن جائیں اور دنیا سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔ بعض اوقات ماڈرن ہونا اور فیشن بھی فتنہ کا باعث بن جاتا ہے۔ خواتین کپڑا تو زیب تن کرتی ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے آخرت میں عریانی حالت میں ہوں گی۔

کائنات میں ہر شخص کے فرائض و حقوق ہیں۔ اسے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ اپنے حقوق حاصل کرنا چاہیے۔ اپنے فرائض کی ادائیگی کے بغیر حقوق کے حصول کی کوشش کرنا ظلم و زیادتی ہے۔ ہر آدمی فرائض کو نظر انداز کر کے محض حصول حقوق کی طرف توجہ دیتا ہے جو قانون عدل و انصاف کے منافی ہے۔ والدین پر اولاد حکمرانوں پر رعایا، اساتذہ پر تلامذہ اور شوہر پر بیوی کے حقوق ہیں اور وہی ان کے فرائض بھی ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ اپنے فرائض کو ادھورا چھوڑ کر اپنے حقوق کا مطالبہ شروع کر دیا جاتا ہے جو انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا درس دیا ہے کہ اپنے فرائض انجام دینے میں کوتاہی نہ کی جائے اور حقوق کو بھی عدل کی بنیاد پر حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَرَجِ وَالْعِبَادَةِ فِيهِ

باب 29: ہرج کا بیان اور اس (زمانے میں) عبادت

2126 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ،

2126- أخرجه البخاری (۱۶/۱۳): کتاب الفتن: باب: ظہور الفتن حدیث (۷۰۶۳) و طرفاہ فی: (۷۰۶۵، ۷۰۶۶) و مسلم (۶/۲۰۵۷): کتاب المسلم: باب: رفع العلم و قبضہ حدیث (۱۰/۲۶۷۲) و ابن ماجہ (۲/۱۳۴۵): کتاب الفتن: باب: زهاب القراآت و العلم حدیث (۴۰۵۰، ۴۰۵۱) و احمد (۱/۳۸۹، ۴۰۲، ۴۰۵، ۴۵۰) (۴/۳۹۲، ۴۰۵) من طریق الاعمش عن شقیق بن سلمة عن أبي موسى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: --- الحديث - ليس فيه (ابو موسى) - ومن طريقه و اصله عن أبي وائل عن عبد الله - و قال في آخره: فقال ابو موسى -

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْهَرْجُ قَالَ

الْقَتْلُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم کو اٹھالیا جائے گا اور اس میں ہرج بکثرت ہوگا لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہرج کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قتل (وغارت گری)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

2127 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ رَدَّهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةٍ رَدَّهُ إِلَى

مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَدَّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَالْهَجْرَةِ إِلَى

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ

الْمُعَلَّى

﴿﴾ معلی بن زیاد نے اس روایت کو معاویہ بن قرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(نبی اکرم ﷺ) فرماتے ہیں: ”ہرج“ کے زمانے میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی مانند ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے ہم اسے صرف حماد بن زید کی معلی بن زیاد نامی راوی کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2128 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ قِلَابَةَ عَنِ أَبِي أَسْمَاءَ عَنِ ثَوْبَانَ

قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2127- اخرجه مسلم (۲۲۶۸/۴): كتاب الفتن واثراط الساعة: باب فضل العبادة في السرج: حديث (۱۲۰/۲۹۴۸) و ابن ماجه (۱۳۱۹/۲):

كتاب الفتن: باب: الوقوف عند التسميات: حديث (۲۹۸۵) و احمد (۲۵/۵) و عبد بن حميد (۱۵۲) حديث (۶۰۲) من طريق معاوية بن قرة: فذكره-

2128- اخرجه ابو داود (۴۹۹/۲): كتاب الفتن و الملاحم: باب: ذكر الفتن و دلائلها: حديث (۶۲۵۲) و ابن ماجه (۱۳۰۴/۲): كتاب

الفتن: باب: ما يكون من الفتن: حديث (۲۹۵۲) و احمد (۲۷۸/۵) (۲۸۴) من طريق ابو قلابه: عن ابى اسما:

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو وہ تلوار قیامت تک ان سے اٹھائی نہیں جائے گی (یعنی قیامت تک ان میں قتل و غارت گری ہوتی رہے گی) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

قتل و غارت کے زمانہ میں عبادت کرنے کی فضیلت

دنیا دار الامتحان ہے۔ لوگوں کی بد علمی، جہالت اور بے عملی کے نتیجے میں مختلف فتنے سر اٹھاتے رہتے ہیں۔ سب سے بڑا اور قابل مذمت فتنہ قتل و غارت ہے۔ احادیث باب میں خصوصیت سے اس فتنہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس فتنہ کا نام قتل و قتل و فتنہ و فساد ہرج مرج اور شورش و بلوئی ہے۔ اس کے نتیجے میں بے گناہ شہریوں کا قتل عام کیا جاتا ہے اور ان کی قیمتی جانوں اور اموال کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ایسے فتنہ کے زمانہ میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف ہونا اور اپنے پروردگار کی یاد میں وقت گزارنا بہت بڑا مجاہدہ اور جہاد سے کم نہیں ہے۔ حدیث باب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ایسے پر فتن دور میں لوگوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے ریاضت میں مصروف ہونے کا ہجرت کرنے کے برابر اجر و ثواب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ سَيْفٍ مِّنْ خَشَبٍ فِي الْفِتْنَةِ

باب 30: فتنے کے زمانے میں لکڑی سے تلوار بنانا

2129 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَدِيْسَةَ

بِنْتِ أَهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ الْغِفَارِيِّ

متن حدیث: قَالَتْ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى أَبِي قَدَعَاهُ إِلَى الْخُرُوجِ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي إِنَّ خَلِيلِي وَأَبْنَ عَمِّكَ عَهْدَ إِلَيَّ إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ أَنْ اتَّخِذَ سَيْفًا مِّنْ خَشَبٍ فَقَدِ اتَّخَذْتَهُ فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهِ مَعَكَ قَالَتْ فَتَرَكَهُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ

﴿﴾ عدیہ بیان کرتی ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس آئے اور انہیں اپنے ساتھ نکلنے کی دعوت دی

تو میرے والد نے ان سے کہا: میرے دوست اور آپ کے چچا زاد (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا: جب لوگوں کے

درمیان اختلاف ہوگا تو میں لکڑی سے تلوار بنا لوں گا وہ میں نے بنالی ہے اگر آپ چاہیں تو میں وہ لے کر آپ کے ساتھ نکل پڑتا ہوں۔

عدیہ نامی خاتون بیان کرتی ہیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ترک کر دیا۔

اس بارے میں حضرت محمد بن مسلمہ سے بھی روایت منقول ہے۔

2129- اضرحة ابن ماجه (۲/۱۲۰۹): كتاب الفتن: باب: التثبت في الفتن: حديث (۲۹۶۰) و احمد (۵/۶۹) (۶/۲۹۲) من طريق عدیسة، فذكره۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن عبید نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2130 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

جَحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ ثُرَوَانَ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرْحَبِيلَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ كَسِرُوا فِيهَا قَسِيكُمْ وَقَطَعُوا فِيهَا أوتاركم وَالزَّمُوا فِيهَا أجواف بيوتكم

وَكُونُوا كَابْنِ آدَمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثُرَوَانَ هُوَ أَبُو قَيْسِ الْأَوْدِيِّ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فتنے کے زمانے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم کمانوں

کو توڑ دینا اپنی تانتوں کو کاٹ دینا اور اپنے گھروں کے اندر بند ہو کر رہنا اور آدم (علیہ السلام) کے بیٹے کی مانند ہو جانا (جس نے

اپنے بھائی پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

عبدالرحمن بن ثروان نامی راوی ابو قیس اودی ہیں۔

شرح

قتل و غارت کے دور میں کنارہ کش ہونا

لفظ: القوس، کی جمع اقواس ہے۔ اس کا معنی ہے: کمان۔ لفظ الوتر، کی جمع اوتار ہے۔ اس کا معنی ہے: کمان کی تانت۔ ابن

آدم سے مراد ہے: حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ”ہابیل“۔

احادیث باب میں خاص درس یہ ہے کہ فتنے کے زمانہ میں کسی لڑائی میں حصہ نہ لیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حضرت عدیسہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے والد گرامی حضرت اُہبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی حمایت کے لیے لڑائی میں شامل ہونے کی دعوت

دی تھی تو انہوں نے جواب میں کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد و پیمان لیا تھا کہ فتنے کے دور میں میں اپنی تلوار کو

لکڑی کی بنا لوں یعنی میں کسی لڑائی میں شامل ہونے سے بالکل الگ تھلگ رہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی

اصراریاناراضگی کا اظہار کیے بغیر واپس تشریف لے گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

باب 31: قیامت کی علامات

2131 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

2130- اخرجہ ابو داؤد (۵۰۲/۲): کتاب الفتن والسلاہم: باب: النسخ عن السعی فی الفتنۃ: حدیث (۴۲۵۹) و ابن احمد (۱۳۰/۲):

کتاب الفتن: باب: التثبت فی الفتنۃ: حدیث (۳۹۶۱) و احمد (۴۱۶/۴) من طریق عبد الرحمن بن ثروان عن ہزئیل بن شرحبیل

فذكره۔

مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيُظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَفْشُو الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً قِيمٌ وَاحِدٌ فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَابِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں تمہیں ایسی حدیث سناتا ہوں جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے میرے بعد کوئی بھی تمہیں یہ حدیث نہیں سنا سکے گا۔ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ حدیث سنی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کی علامات میں یہ بات شامل ہے: علم کو اٹھا لیا جائے گا، جہالت ظاہر ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جائے گی، خواتین زیادہ ہو جائیں گی۔ مرد کم رہ جائیں گے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک مرد ہوگا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2132 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ

متن حدیث: قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَشَكَّوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ مَا مِنْ عَامٍ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقُوا رَبَّكُمْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں: ہم ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے ان کی خدمت میں حجج کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: ہر سال کے بعد آنے والا سال اس سے زیادہ برا ہوگا۔ یہاں تک کہ تم لوگ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ گے میں نے یہ بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2133 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2131- اخرجہ البخاری (۲۱۶/۱): کتاب العلم: باب: رفع العلم و ظهور الجہل حدیث (۸۱) و اطرافہ فی: (۵۲۳۱ ۵۵۷۷ ۶۸۰۸) و مسلم (۲۰۵۷/۴): کتاب المسلم: باب: رفع العلم و قبضہ و ظهور الجہل و الفتن حدیث (۲۶۷۷/۹) و احمد (۲/۹۸ ۱۷۶ ۲۷۳ ۲۸۹) و عبد بن حمید (۲۵۹) حدیث (۱۱۹۲) من طریق قتادہ، فذکرہ۔

2132- اخرجہ البخاری (۲۲/۱۳): کتاب الفتن: باب: لا یاتی زمان الا الذی بعدہ ثم منہ حدیث (۷۰۶۸) و احمد (۲/۱۱۷ ۱۲۳ ۱۷۷ ۱۷۹) من طریق الزبیر بن عدی، فذکرہ۔

2133- اخرجہ احمد (۲/۱۰۷ ۲۰۱) و عبد بن حمید (۱۱۴) حدیث (۱۴۱۲) من طریق حمید، فذکرہ۔

متن حدیث: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ اللَّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلاف روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ

وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب

تک زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا رہے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے تاہم اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا گیا۔

یہ روایت پہلی کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

2134 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ فَيَجِيءُ السَّارِقُ

فَيَقُولُ فِي مِثْلِ هَذَا قَطَعْتُ يَدِي وَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هَذَا

قَطَعْتُ رَحِمِي ثُمَّ يَدْعُوَنَّهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زمین اپنے خزانوں کو سونے اور چاندی

کے ستونوں کی طرح اگل دے گی، تو چور آئے گا اور کہے گا کہ اسی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا، قاتل آئے گا تو کہے گا اسی وجہ سے

میں نے قتل کیا تھا، رشتہ داری کے حقوق مال کرنے والا آئے گا تو کہے گا اسی وجہ سے میں نے رشتہ داری کے حقوق کو پامال کیا تھا،

پھر وہ اسے چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ نہیں لیں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 32: بلا عنوان

2135 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو قَالَ ح

وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

2134- اخرجه مسلم (۷۰/۲): كتاب الزكاة: باب: الترغيب في الصدقة قبل ان لا يؤجد من يقبلها، حديث (۱۰۱۳/۶۳) من طريق

محمد بن فضيل، عن ابيه، عن ابي حازم، فذكره-

2135- اخرجه احمد (۲۸۹/۵) من طريق عمرو بن ابي عمرو، عن عبد الله به-

الْأَنْصَارِيُّ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالْدُّنْيَا لُكْعُ ابْنِ لُكْعٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو

گی جب تک خاندانی احمق دنیا میں سب سے زیادہ سعادت مند نہیں سمجھے جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ہم اسے صرف عمرو بن ابو عمرو کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

علامات قیامت

احادیث باب میں بعض علامات قیامت بیان کی گئی جن میں سے کچھ کا ظہور ہو چکا ہے اور کچھ کا ظہور ابھی باقی ہے۔ مشہور علامات قیامت درج ذیل ہیں:

(۱) علم اٹھ جانا (۲) جہالت کا عام ہونا (۳) زنا عام ہونا (۴) شراب نوشی عام ہونا (۵) کثرت نساء (۶) قلت رجال (حتیٰ کہ ایک مرد کے حصہ میں پچاس عورتیں آئیں گی)

سوال: یکثر النساء سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) جہاد کی کثرت ہوگی جس میں مرد مارے جائیں گے

(۲) لوگوں میں تنازعات زیادہ ہوں گے جس میں مرد مارے جائیں گے۔

(۳) مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی پیدائش زیادہ ہوگی۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کی کثرت اتنی ہوگی کہ ایک مرد کے حصہ میں پچاس عورتیں آئیں گی اور دوسری

روایت میں ہے کہ ایک مرد کے حصہ میں چالیس عورتیں آئیں گی یہ تعارض ہوا؟

جواب: یہاں مخصوص تعداد مراد نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے لہذا تعارض نہ رہا۔

سوال: ما من عام الا والذی بعدہ شرمنہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: بعد والا زمانہ مسلسل برے سے برا آتا جائے گا مثلاً حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مجرم کی سزا سر

سے پگڑی اتارنا تھی بعد ازاں اس سزا میں اضافہ ہو گیا کہ کوڑوں کی سزا شروع ہو گئی اور حجاج بن یوسف کے دور میں مجرم کی سزا قتل

قرار دی گئی۔ مجرم کی سزا قتل ہونے پر لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اس

کے بعد اس (حجاج بن یوسف) سے بھی برے لوگ آئیں گے۔

سوال: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور تو برا نہیں تھا؟

جواب: (۱) لوگوں پر مسلسل سختی برتی جاتی تو لوگ اسلامی تعلیمات سے تنگ آجاتے۔ اس لیے اس دور میں نرمی برتی گئی۔
(۲) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اکیلے اچھے تھے جبکہ دوسرے لوگ (وزراء وغیرہ) برے تھے (۳) حجاج بن یوسف کا دور علوم و فنون کا دور تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور اس وصف سے خالی تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِلْمِ حُلُولِ الْمَسْخِ وَالْخَسْفِ

باب 33: (چہرے) مسخ ہو جانے (اور انسانوں کو زمین میں) دھنسائے جانے

(کا عذاب قریب آجانے) کی علامات کیا ہوں گی

2136 سند حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ أَبُو فَضَالَةَ الشَّامِيُّ عَنْ

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا فَعَلْتُ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ فَيُقْبَلُ وَمَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُولًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ وَعَقَى أُمَّهُ وَبَرَّ صَدِيقَهُ وَجَفَا أَبَاهُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأَكْرَمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَبَسَ الْحَرِيرُ وَاتَّخَذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَارِزُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ أَوْ خَسْفًا وَمَسْخًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ إِلَّا نَصَارِيَّ غَيْرَ الْفَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ
توضیح راوی: وَالْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَضَعْفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَقَدْ رَوَاهُ عَنْهُ وَكَيْعٌ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ مِنَ الْأَيْمَةِ

﴿﴾ حضرت علی ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب میری امت میں پندرہ خصلتیں پیدا ہو جائیں گی، تو ان پر بلائیں ٹوٹ پڑیں گی، عرض ہے: یا رسول اللہ! وہ کون سی ہوں گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مالِ غنیمت ذاتی دولت بن جائے گی، امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا، زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔ آدمی اپنی بیوی کی پیروی کرے گا، اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔ آدمی اپنے دوست کے ساتھ بہتری کرے گا، اور باپ کے ساتھ زیادتی کرے گا، مساجد میں اونچی آواز سے باتیں کی جائیں گی، ذلیل لوگ حکمران بن جائیں گے، کسی شخص کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے گی، شراب پی جائے گی، ریشمی کپڑا پہنا جائیگا، گانا بجانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان حاصل کیا جائے گا، اور اس امت کے آخر میں

2136- تفسرہ الترمذی من اصحاب الکتب السنۃ: ينظر: (تحفة الاشراف) (۷/ ۴۴۴، ۴۴۵) و اضرجه الخطيب البغدادي في (تاريخ بغداد): (۱۵۸/۳) (۲۹۶/۱۳)۔

آنے والے لوگ پہلے والوں پر لعنت کریں گے تو اس وقت وہ انتظار کریں یا تو سرخ آندھی آئے گی یا زمین میں دھنسنے کا عذاب ہوگا یا چہرے مسخ ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہونے کے حوالے کو صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق فرج بن فضالہ کے علاوہ اور کسی نے اسے یحییٰ بن سعید سے نقل نہیں کیا ہے۔
بعض محدثین نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس کے حافظے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
وکیع اور دیگر ائمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

2137 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْمُسْتَلِيمِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ رُمَيْحِ الْجَدَامِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا اتَّخَذَ الْفَيْءُ دُولًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَتُعَلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَى أُمَّهُ وَأَذْنَى صَدِيقَهُ وَأَقْصَى أَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ وَأَكْرَمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَارِزُ وَشَرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا فَلْيَسِّرْتَقَبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَأَيَاتٍ تَتَابَعُ كِنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ
﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب مالِ غنیمت کو ذاتی ملکیت سمجھا جانے لگے گا اور امانت کو غنیمت سمجھا جانے لگے گا، زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے اور دین کے علاوہ دیگر علوم حاصل کیے جائیں اور آدمی اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے اور ماں کی نافرمانی کرے وہ اپنے دوست کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور باپ کے ساتھ زیادتی کرے اور مساجد میں آوازیں بلند کی جائیں اور قبیلے کا سب سے گناہگار شخص ان کا سردار اور سب سے بدترین شخص قوم کا رہنما ہو اور اس کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے اور گانے بجانے والی لڑکیاں اور گانے بجانے کا سامان عام ہو جائے، شراب پی جائے، امت کے آخری زمانے کے لوگ پہلے کے لوگوں کو برا کہنا شروع کر دیں تو ان لوگوں کو اس وقت سرخ آندھی، زلزلے، زمین میں دھنسنے، چہرے مسخ ہو جانے یا آسمان سے پتھر نازل ہونے کا انتظار کرنا چاہیے، یہ نشانیاں اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے کسی ہار کا دھاگہ ٹوٹ جائے (تو دانے بکھر جاتے ہیں)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2138 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقَدُوسِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ

ہلال بن یساف عن عمران ابن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
متن حدیث: فی ہذہ الامۃ خسفٌ ومسحٌ وقذفٌ فقال رجلٌ من المسلمین یا رسول اللہ ومتی ذاک
قال اذا ظہرت القینات والمعازف وشربت الخمر

اختلاف روایت: قال ابو عیسیٰ: وقد روى هذا الحديث عن الاعمش عن عبد الرحمن بن سابط
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسلٌ وهذا حدیث غریب

﴿﴾ حضرات عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس امت میں زمین میں دھنسے
چہرے مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسائے جانے کا (عذاب ہوگا) مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ
کب ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور گانے کے آلات کا رواج ہو جائے گا اور شراب (عام) پی
جائے گی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت اعمش سے بھی عبد الرحمن بن سابط کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“
روایت کے طور پر منقول ہے۔ یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

علامات نزول عذاب

احادیث باب میں علامات نزول عذاب بیان کی گئی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پندرہ علامات جب پائی
جائیں گی تو میری امت پر (جزوی طور پر) نزول عذاب ہوگا۔ کسی کے دریافت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ علامات
بیان فرمادیں جو درج ذیل ہیں:

- (۱) بعض لوگ قوت و طاقت کی بنیاد پر دوسروں کے مال پر قابض ہو جائیں گے اور مال و دولت ایک قوم میں گھومتی رہے گی۔
- (۲) لوگ امانت کو مال غنیمت کی طرح حلال سمجھیں گے۔ (۳) لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کو ٹیکس (جرمانہ) خیال کریں گے۔
- (۴) شوہر اپنی بیوی کا اطاعت گزار ہوگا۔ (۵) اولاد اپنے دوستوں سے احسان و نیکی کرے گی لیکن اپنے باپ کی حق تلفی اور نافرمانی
کرتے ہوئے دور بھاگے گی (۶) لوگ مساجد میں اپنی آوازیں بلند کریں گے (۷) قوم کے پیشوا (لیڈر) بدترین لوگ ہوں گے۔
- (۸) خوف کی وجہ سے بعض لوگوں کی عزت کی جائے گی۔ (۹) شراب نوشی عام ہوگی۔ (۱۰) بغیر کسی عذر کے ریشم کا استعمال عام
ہوگا۔ (۱۱) گانے باجے والی عورتوں کو لوگ اپنے گھروں میں رکھیں گے۔ (۱۲) بعد میں آنے والے لوگ اپنے پہلے والے لوگوں پر
لعنت کریں گے۔ (۱۳) آلات لہو و لعب کو پسند کیا جائے گا۔ لوگ دنیوی تعلیم کو دینی تعلیم پر ترجیح دیں گے۔ لوگ دینی تعلیم حاصل
کرنے کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔

فائدہ نافعہ: سابقہ امتوں کی طرح کلی طور پر امت محمدیہ پر عذاب نازل نہیں ہوگا لیکن خسف، مسح، زلزلہ، گرانی، وباء اور قنہ و

فساد کی شکل میں جزوی طور پر عذاب آتا رہے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُعْتَثُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى

باب 34: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”مجھے اور قیامت کو ان دو (انگلیوں) کی طرح بھیجا گیا ہے“

یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی

2139 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجِ الْأَسَدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْأَرْحَبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادِ الْفِهْرِيِّ رَوَى
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: يُعْتَثُ فِي نَفْسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقْتُ هَذِهِ هَذِهِ لِأَصْبَعِيهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں اور قیامت ایک ساتھ مبعوث
کیے گئے ہیں۔ لیکن میں اس سے اس طرح پہلے ہوں جیسے یہ انگلی اس سے پہلے ہے نبی اکرم ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی
انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت مستورد بن شداد کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر غریب ہے۔ ہم
اسے صرف اس سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

شرح

بعثت نبوی اور قیام قیامت قریب ہونا:

احادیث نبوی میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ بعثت نبوی اور قیامت قائم ہونے میں اتنا قریب زمانی ہے کہ دونوں کے درمیان
نیابتی پیدا نہیں ہو سکتا، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قیام قیامت کا زمانہ دور نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ مسئلہ ایک مثال کے ذریعے بھی واضح فرمایا کہ جس طرح انگشت شہادت اور درمیان والی انگشت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے
بلکہ دونوں متصل ہیں اسی طرح زمانہ قیامت بھی قریب ہے۔

سوال: الفاظ حدیث: بعثت انا فی نفس الساعة، اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ بعثت نبوی اور قیامت قائم ہونے کا زمانہ
ایک ہے حالانکہ بعثت نبوی ہو چکی ہے اور قیامت قائم نہیں ہوئی؟

جواب: ۱- الفاظ حدیث: بعثت انا فی نفس الساعة سے مراد قریب قیامت کا زمانہ ہے، کیونکہ بعثت نبوی علامات
قیامت یا شرائط قیامت میں سے ہے اور شرط پہلے ہوتی ہے جبکہ مشروط بعد میں ہوتا ہے۔ ۲- ابہام کی جانب سے انگشتان دست کو

شمار کیا جائے تو انگشت سبابہ پہلے اور انگشت وسطیٰ بعد میں ہے، اسی طرح بعثت نبوی پہلے اور قیامت کا قیام بعد میں ہے۔ ۳- ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (الکوثر، ۱۸) کا معنی ہے: جین ظہرت آثار طلوع، یعنی قیامت قائم ہونے کی علامات کا ظاہر ہونا۔ اسی طرح اس حدیث سے مراد ہے یعنی بعثت نبوی کے بعد علامات قیامت ظاہر ہونا شروع ہو جائیگی۔

سوال: الفاظ حدیث: کھاتین، کا مطلب کیا ہے؟

جواب: ۱- جس طرح انگشت سبابہ اور انگشت وسطیٰ کی منوالت میں زیادہ فرق نہیں ہے، اسی طرح بعثت نبوی اور قیامت قیامت میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ ۲- جس طرح انگشت سبابہ اور وسطیٰ کے مابین زیادہ فاصلہ نہیں ہے، بالکل اسی طرح بعثت نبوی کے بعد قیامت قائم ہونے میں زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ (تحفة الاحوزی ج ۶ ص ۳۶)

2140 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنبَانًا شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مِثْنُ حَدِيثٍ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ أَبُو دَاوُدَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى فَمَا فَضَّلَ إِحْدَاهُمَا عَلَى

الْأُخْرَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اور قیامت کو ان دو کی طرح مبعوث کیا

گیا ہے۔

ابوداؤد نامی راوی نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر کیا

فضیلت حاصل ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِتَالِ التُّرْكِ

باب 35: تُرْكَوْنَ كَ سَاتِهْ جَنَگْ كَرْنَا

2141 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مِثْنُ حَدِيثٍ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا نَعَالَهُمُ الشَّعْرُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا كَانَتْ

2140- اخرجہ احمد (۲/۱۲۳، ۱۲۴، ۲۷۴) و عبد بن سعید (۲۵۳) (۱۱۶۷) و اخرجہ مسلم (۹/۳۱۶ - نووی) کتاب الفتن و اشراط الساعة:

باب قُرب الساعة: حدیث (۱۳۴/۲۹۵۱) من طریق شعبه عن قتادة عن انس به- و اخرجہ البخاری (۱۱/۲۵۵) کتاب الرقاق: باب: قول النبي

صلى الله عليه وسلم --- حدیث (۶۵۰۴) من طریق شعبه عن قتادة و ابی التیاج عن انس-

2141- اخرجہ البخاری (۶/۱۲۳): کتاب الجهاد و السير: باب: قتال الذين ينتقلون السفرة: حدیث (۲۹۲۹) و مسلم (۹/۳۱۶ - نووی)

کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتى يجر الرجل بغير الرجل: حدیث (۶۲ - ۲۹۱۲) و ابوداؤد (۲/۵۱۵): کتاب

الملاحم: باب: في قتال الترك: حدیث (۴۲۰۴) و ابن ماجه (۲/۱۲۷۱): کتاب الفتن: باب الترك: حدیث (۴۰۹۶) و اخرجہ احمد (۲/۳۲۹)

(۲۷۱) و الصیبری (۲/۴۶۹) حدیث (۱۱۰۰) من طریق الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابی هريرة به-

وَجُوهَهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ

وَمَعَاوِيَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم اس قوم کے ساتھ جنگ نہیں کرو گے، جن کے جوتے بالوں سے بنے ہوتے ہیں اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم کے ساتھ جنگ نہیں کرو گے، جن کے چہرے ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ترکوں سے قتال کرنا:

حدیث باب میں علامات قیامت میں سے ایک بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ عرب ترکوں سے قیام قیامت سے قبل جنگ کریں گے۔ عرب اور رومیوں کے درمیان خلفاء راشدین کے زمانہ میں معرکے پیش آئے تھے۔ عربوں اور ترکوں کے درمیان چنگیز خان اور ہلاکوں خان کے زمانہ میں جنگیں ہوئیں اور ترکوں کے ہاتھ خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے وہ اسلام کے پاس بن گئے۔ اور خلافت عثمانیہ کی شکل سے اس کی نشاط ثانیہ ہوئی۔

ترک کا اصل اور علامات:

اصل ترک کے بارے میں پانچ اقوال ہیں:

۱- قنطوراء کی اولاد ہیں جن کا تعلق قوم ابراہیم علیہ السلام سے ہے،

۲- یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔

۳- یاجوج و ماجوج کے عم زاد ہی، جب حضرت ذوالقرنین نے دیوار بنائی اور یاجوج و ماجوج کو اس میں بند کیا تو کچھ لوگ باقی رہ گئے جو بند نہ ہو سکے تو انہیں ترک کیا جانے لگا، ان کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔

۴- سلطان تیج کی اولاد سے ہیں،

۵- افریدون بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ (فتح القدر ج ۶ ص ۱۲۲)

صحیح یہ عرب سام بن نوح کی اولاد ہیں جبکہ ترک و روم یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ حدیث باب میں ان کے مابین جنگوں اور معرکوں کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔ یہ لڑائیاں اور معرکے خلفائے راشدین اور مابعد ادوار میں پیش آچکے ہیں۔ ترکوں کی دو

علامات بیان کی گئی ہیں:

- ۱- لڑائی کے وقت وہ اون کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے،
- ۲- ان کے چہرے گول اور تہہ بہ تہہ چمڑا چڑھائی ڈھالیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا ذَهَبَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ

باب 36: جب کسری رخصت ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا

2142 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَتَنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسری ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی دوسرا کسری نہیں ہوگا۔ جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہوگا اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

کسری کے خاتمہ کا اعلان:

دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دو سپر پاور حکومتیں قائم تھیں:

۱- شام و فارس پر مشتمل جس کے بادشاہ کا لقب کسری تھا۔

۲- عراق و روم پر مشتمل جس کے سلطان کا لقب قیصر تھا۔ ان دونوں حکومتوں نے دنیا بھر کو باہم تقسیم کر رکھا تھا۔ قریش تجارت

پیشہ لوگ تھے، وہ بغرض تجارت عراق اور شام جاتے تھے۔ جب وہ مسلمان ہو گئے تو ان کے لیے شام و عراق دشوار ہو گیا۔ اس بارے

میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے انہیں تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: کسری و قیصر کی حکومتیں ختم ہو جائیں گی اور ان

کے بعد نہ کوئی قیصر باقی رہے گا اور نہ کسری، اور ان کی دولت اللہ کی راہ میں خرچ ہوگی۔ بظاہر ایسا ہونا مشکل تر تھا لیکن زبان نبوت

سے نکلے ہوئے الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں پورا کر دکھایا۔ نہ تو یہ دونوں حکومتیں باقی رہیں اور نہ

کسری و قیصر باقی رہے۔

2142- اضرجه البخاری (۷۲۲/۶): کتاب المناقب: باب: علامات النبوة: حدیث (۳۶۱۸) و مسلم (۹/۲۶۷ - نووی) کتاب الفتن و

اشراف الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقر الرجل: حدیث (۷۵ - ۲۹۱۸) و اضرجه احمد (۲/۲۳۳ - ۲۴۰ - ۲۷۱) و

المسبیدی (۲/۳۶۷) حدیث (۱۹۰۴) من طریق الزهري عن سعيد بن المسيب عن ابي هريره به۔

سوال: فارسیوں اورومیوں کی حکومتیں کسی نہ کسی شکل میں تو باقی رہ گئی تھیں؟
جواب: ۱۔ پہلے جیسی ان کی حکومتیں باقی نہیں رہیں گی، کسریٰ کی مکمل طور پر ختم ہوئی اور قیصر کی بھی عراق سے ختم ہو گئی تھی۔ ۲۔
القاب کا خاتمہ مراد ہو تو اس کے بعد قیصر و کسریٰ کے القاب والے لوگوں کا بالکل خاتمہ ہو گیا تھا۔

سوال: کسریٰ کی حکومت مکمل طور پر ختم ہو گئی اور قیصر کی حکومت کسی حد تک باقی رہی اور اس کی وجہ کیا ہے؟
جواب: اس کی مشہور وجہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر قاصد قیصر کے پاس پہنچا تو اس نے ادباً پہلے تو اسے بوسا دیا پھر ایمان لانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ جب قاصد کسریٰ کے پاس نامہ مبارک لے کر پہنچا تو اس نے بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے پھاڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی کرتے ہوئے فرمایا: جس طرح کسریٰ نے ہمارے خط کے ٹکڑے کیے ہیں اسی طرح اس کے اور اس کی حکومت کے ٹکڑے کیے جائیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ قِبَلِ الْحِجَازِ

باب 37: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک حجاز کی سمت سے آگ نہیں نکلے گی

2143 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَخْرُجُ نَارٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْنَا بِالشَّامِ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حضرموت سے

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرموت کے سمندر کی طرف سے قیامت سے پہلے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کر

دے گی، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم شام چلے جانا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے یہ احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

حضرموت کی جانب سے خروج آتش:

حدیث باب میں ایک علامت قیامت بیان کی گئی ہے کہ حضرموت کی جانب سے خروج آتش ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم ملک شام چلے جانا۔
سوال: حدیث باب ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ ترجمۃ الباب میں حجاز کا ذکر ہے اور حدیث میں حضرت موت یا اس کے سمندر کا ذکر ہے؟

جواب: ۱- جامع ترمذی میں جو فرمایا گیا ہے: وفي الباب عن فلان، ان کی روایات میں حجاز مقدس کا ذکر موجود ہے۔
۲- بعض روایات میں یمن کا ذکر ہے جبکہ یمن اور حضرت موت دونوں حجاز کی جہت میں واقع ہیں۔ خروج کے بعد آتش یمن جائے گی پھر حضرت موت سے گزرتی ہوئی حجاز مقدس میں پہنچے گی لہذا کوئی تضاد نہیں ہے۔

سوال: آتش سے مراد حسی ہے یا چکی ہے؟

جواب: روایت میں لفظ نار سے مراد آتش حسی و حقیقی ہو سکتی ہے اور آتش حکمی یعنی فتنہ وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

سوال: خروج آتش کے وقت اس سے تحفظ کی غرض سے ملک شام جانے کا تعین کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: ملک شام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ملک ہے اور اس کی راہوں پر اللہ کی طرف سے فرشتے تعینات ہیں جس وجہ سے وہ آگ ملک شام میں داخل نہیں ہو سکے گی۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۶ ص ۶۶۳)

بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ كَذَّابُونَ

باب 38: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کذاب ظاہر نہیں ہوں گے

2144 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْبَعِثَ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِينَ كُلَّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کذاب اور فریب دینے والے لوگ جو تقریباً تیس ہوں گے، ظاہر نہیں ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2145 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ

ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2144- اضرجه البخاری (۷۱۲/۶): کتاب المناقب: باب: علامات النبوة فی الاسلام: حدیث (۳۶۰۹) و مسلم (۴/۲۳۲۹): کتاب الفتن و اشراف الساعة: باب: لانقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی ان یتكون مكان البيت من البلاد: حدیث (۱۵۷/۸۴) و احمد (۲۱۳/۲) من طریق معمر عن همام بن منبه، فذكره۔

متن حدیث: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل نہیں جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا نہیں کریں گے اور عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ظاہر ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جھوٹے نبیوں کا پیدا ہونا:

احادیث باب میں جھوٹے نبیوں کے پیدا ہونے کے فتنوں کو بیان کیا گیا ہے اور یہ فتنے علامات قیامت سے شمار ہوتے ہیں: دوسری حدیث باب میں فتنہ ارتداد کا بھی ذکر ہے، حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض لوگ مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملے اور انہوں نے بتوں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ کے خلاف جہاد کیا اور اسے منطقی انجام تک پہنچایا۔ جھوٹے نبیوں کا فتنہ مسیلمہ کذاب سے شروع ہوا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اور کفر کردار تک پہنچایا لیکن یہ فتنہ وقتی نہیں تھا بلکہ تا قیامت جاری رہنے والا تھا۔ جھوٹی نبوت کے دعویٰ داروں کی تعداد تیس ہے۔ یہ وہ ہیں جن کی شہرت ہوگی لوگ انہیں پہچانیں گے ان کی جماعتیں ہوں گی اور ان کے جانشینوں کا سلسلہ چل نکلے گا۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کو شہرت حاصل نہیں ہوگی اور وقتی طور پر اعلان نبوت کر کے ذلت و خوار کی موت مر جائیں گے ان کی تعداد کثیر ہوگی بلکہ ان میں کچھ عورتیں بھی ہوں گی جو نبوت کا دعویٰ کریں گی۔

سوال: پہلی حدیث باب میں جھوٹی نبوت کا ذکر کرنے والوں کی تعداد تیس کے قریب بتائی گئی ہے، دوسری حدیث باب میں تعداد تیس بتائی ہے، ایک روایت میں ستائیس کا ذکر ہے اور چوتھی روایت میں تعداد ستر (۷۰) کی گئی ہے۔ اس طرح تعداد کے حوالے سے روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: ۱- دعویٰ نبوت کرنے والے جو لوگوں میں مشہور ہوں گے ان کی تعداد تیس ہے اور باقی غیر مشہور ہوں گے۔ ۲- تیس جھوٹے ہوں گے اور نبوت کا دعویٰ بھی کریں گے لیکن دوسرے محض جھوٹے ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے مگر دعویٰ نبوت نہیں کریں گے۔ (تحفۃ الاجزی، ج ۶ ص ۳۶۶)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اس عقیدہ کا منکر مرتد اور واجب القتل

ہے۔

2145- اضرجه ابو داؤد (۲/ ۴۹۹): کتاب الفتن و السلاہم: باب: ذکر الفتن و دلائلہا: حدیث (۴۲۵۲) و ابن ماجہ (۲/ ۱۲۰۶): کتاب الفتن: باب: ما یكون من الفتن: حدیث (۲۹۵۲) و احمد (۵/ ۲۷۸) من طریق ابو جوفلابہ عن ابی اسامہ الرجمی مذکرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْيِيفِ كَذَّابٍ وَمُبِيرٍ

باب 39: ثقیف قبیلے میں جھوٹے شخص اور خونریزی کرنے والے کا ظہور ہونا

2146 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَصْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ فِي تَقْيِيفِ كَذَّابٍ وَمُبِيرٍ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: يُقَالُ الْكَذَّابُ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَالْمُبِيرُ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلَمٍ الْبَلْخِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفَ قَتِيلٍ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ وَشَرِيكٌ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَصْمٍ وَأَسْرَائِيلُ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَصْمَةَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ثقیف قبیلے میں ایک جھوٹا شخص اور ایک خون بہانے والا شخص (پیدا ہوگا)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق کذاب سے مراد مختار بن ابوعبید ہے اور خون بہانے والے سے مراد حججاج بن یوسف ہے۔

ہشام بیان کرتے ہیں: تم ان لوگوں کی گنتی کرو جن کو حججاج نے قتل کیا تو ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچے گی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

عبدالرحمن بن واقد نے بھی شریک کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

ہم اسے صرف شریک نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔ شریک نامی راوی نے دوسرے راوی کا نام عبداللہ بن عصم نقل

کیا ہے۔

اسرائیل نامی راوی نے اس کا نام عبداللہ بن عصمہ نقل کیا ہے۔

شرح

قبیلہ ثقیف میں جھوٹا نبی اور ہلا کو پیدا ہونا:

ثقیف: یہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے، طائف اور حنین میں اس کے لوگ موجود ہیں۔ لفظ کذاب: یہ مبالغہ واحد مذکر کا صیغہ ہے۔

2146- اخرجه احمد (۲/۲۶۷، ۸۷، ۹۱، ۹۲) من طريق شريك عن عبد الله بن عاصم وذكره-

اس کا معنی ہے: بہت جھوٹا، بڑا جھوٹا، جھوٹا مدعی نبوت۔ لفظ: مہیر یہ ثلاثی مزید فیہ باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: ہلاک کرنے والا۔ کذاب: کا مصداق مختار بن ابی عبید ثقفی اور مہیر کا مصداق حجاج بن یوسف ثقفی ہے۔ دونوں کا تعارف درج ذیل ہے:

1- مختار بن ابی عبید ثقفی کا تعارف: یہ قبیلہ ثقیف کا مشہور شخص تھا جو 01 ہجری میں پیدا ہوا، طائف کا باسی تھا اور اس کی شجاعت و بہادری مسلمہ تھی۔ اس نے بنو امیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ اس کی ہمشیرہ صفیہ بن عبید ثقیفہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ 61ھ میں سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت بدلہ لینے کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلیفہ تعینات ہوئے تو ان سے مل گیا۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا تھا۔ 67ھ میں ابن زیاد کے ہاتھوں قتل ہوا۔

2- حجاج بن یوسف ثقفی کا تعارف: قبیلہ ثقیف کا مشہور شخص تھا۔ 4 ہجری کو طائف میں پیدا ہوا۔ شام میں پرورش پائی۔ بڑا بہادر و دلیر تھا۔ عبدالملک نے اسے امیر لشکر بنایا تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں جنگی مقابلہ کیا۔ قرآن کریم پر اعراب لگوانے کی خدمت انجام دی، کوفہ اور بصرہ کے درمیان ”واسط“ شہر کی بنیاد رکھی اور اسے آباد کیا۔ اس نے محمد بن قاسم سے ملکر ہندوستان کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خواہ اس نے بعض قابل داد کارنامے انجام دیے لیکن اس کے مظالم کی طویل فہرست ہے۔ جنگ کے علاوہ ایک لاکھ بیس ہزار بے گناہ لوگوں کو شہید کیا جن میں جلیل القدر تابعین، صالحین اور اولیاء کرام شامل تھے۔ 95ھ میں وہ مارا گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُرْنِ الثَّالِثِ

باب 40: تیسری صدی کا بیان

2147 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُونَ وَيُجْبُونَ السِّمْنَ يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوا

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ فَضَيْلٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَاطِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَكَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَيْلٍ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں

میں سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر اس کے بعد کا زمانہ پھر اس کے بعد میں آنے والوں کا زمانہ ہے پھر ان کے بعد میں وہ لوگ آئیں گے جو موٹا ہونا چاہیں گے اور وہ موٹاپے کو پسند کریں گے۔ وہ گواہی دیں گے اس سے پہلے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے۔ محمد بن عقیل نے اس روایت کو اسی طرح اعمش کے حوالے سے علی بن مدرک کے حوالے سے ہلال بن یساف کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

دیگر راویوں اعمش کے حوالے سے ہلال بن یساف کے حوالے سے نقل کیا ہے انہوں نے اس کی سند میں علی بن مدرک کا تذکرہ نہیں کیا۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

میرے نزدیک محمد بن فضیل سے منقول روایت کے مقابلے میں یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2148 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ وَلَا أَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثُ أَمْ لَا ثُمَّ

يَنْشَأُ أَقْوَامٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں سب سے بہتر

وہ زمانہ ہے جس میں مجھے مبعوث کیا گیا پھر اس کے بعد کا زمانہ ہے (راوی کہتے ہیں) مجھ علم نہیں (یعنی یاد نہیں) نبی اکرم ﷺ نے

تیسری دفعہ یہ فرمایا تھا (یا کہا تھا) پھر وہ لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں مانگی جائے گی اور وہ خیانت

کریں گے اور انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور ان کے درمیان موٹا پاپھیل جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

تین ادوار کا تذکرہ:

احادیث باب میں تین ادوار کو بہترین قرار دیا گیا ہے:

1- صحابہ کا دور: خیر الناس قرنی سے مراد دور صحابہ ہے، یہ دور 110ھ تک ہے کیونکہ آخری صحابی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا وصال بر قول صحیح 110ھ میں ہوا تھا۔

2- تابعین کا دور، تابعین کا دور 180ھ تک ہے کیونکہ آخری تابعی کا وصال 180ھ میں ہوا تھا۔

2148- اضرجه مسلم (۲/۱۹۶۵): کتاب فضائل الصحابة: باب: فضل الصحابة: ثم الذين يلونهم: ثم الذين يلونهم: حديث (۲۱۵/۲۵۲۵) و ابوداؤد (۲۵۲۵/۶۲۵۲): کتاب السنة: باب: فی فضل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حديث (۶۲۵۷) و احمد (۴/۴۳۶) من طرق قنادة: عن زرارة بن اوفی: فذکرہ۔

3- تبع تابعین کا دور: اکثر اقوال مورخین کے مطابق یہ دور 220ھ میں ختم ہوا، کیونکہ آخری تبع تابعی کا وصال 220ھ میں

ہوا تھا۔ (تحفة الاحوذی ج 6 ص 470)

تینوں ادوار کی عظمت و فضیلت صحبت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی وجہ سے تھی۔ درحقیقت تینوں ادوار کا عرض و طول ایک ساتھ چلتا رہا یعنی دور رسالت میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سب موجود تھے۔ علیٰ ہذا القیاس دور صحابہ، دور تابعین اور دور تبع تابعین میں بھی ایسا ہی تھا۔ آفتاب نبوت کی نورانی کرنیں تینوں ادوار کے لوگوں پر پڑیں لیکن اپنی قسمت اور حصہ کے مطابق فیضان حاصل کیا۔ بارش کا فیض عام ہوتا ہے مگر زمین کا ہر خطہ اپنی قوت کے مطابق اس سے استفادہ کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلَفَاءِ

باب 41: خلفاء کا بیان

2149 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِيسِيِّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ

حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَكُونُ مِنْ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمُهُ فَسَأَلْتُ الَّذِي يَلِينِي فَقَالَ

كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ يُسْتَفْرَبُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي

مُوسَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے

راوی کہتے ہیں پھر آپ نے کوئی بات ارشاد فرمائی جو میں سمجھ نہیں سکا میں نے ساتھ والے سے دریافت کیا تو اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے: وہ سب قریش سے تعلق رکھتے ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے اسے ابو بکر بن موسیٰ نامی راوی کی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

سے منقول ہونے کی وجہ سے غریب قرار دیا ہے۔

2149-المرجہ مسلم (۱۴۵۲/۲): کتاب الامارۃ: باب: الناس تبع لقریش والخلافة فی قریش: حدیث (۱۸۲۷/۷) - و احمد (۵/۹۰/۹۰) -

۱۰۸۹۰۶ من طریق سیماک بن حرب: مذکورہ۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

2150 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ

كَسِيبِ الْعَدَوِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بَكْرَةَ تَحْتَ مَنبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُ رِقَاقٍ فَقَالَ أَبُو بَلَالٍ
انظروا إلى أميرنا يلبس ثياب الفساق فقال أبو بكره رضي الله عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول: من آهان سلطان الله في الأرض آهان الله

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◄◄ زیاد بن کسیب عدوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے نیچے تھا وہ خطبہ دے رہا تھا اس نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے تو حضرت ابو بلال نے فرمایا: ہمارے اس امیر کو دیکھو جو فساق کے کپڑے پہنے ہوئے ہے، تو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش رہو! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو زمین پر اللہ کے (نامزد) حکمران کی توہین کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

خلفاء کا تذکرہ:

لفظ: خلفاء: خلیفۃ کی جمع ہے، جس سے مراد ہے: اسلوب نبوت پر حکومت کرنا، اصل حاکم اللہ تعالیٰ کو خیال کرنا، حکومت کو اس کی امانت تصور کرنا، خود کو اس کا نائب و امین سمجھنا، حکومت سے ذاتی فائدہ حاصل نہ کرنا۔ سب خلفاء قریش سے متعلق ہوں گے اور قیامت سے قبل ان کی تعداد بارہ (12) مکمل ہو جائے گی۔

پہلی حدیث باب میں بارہ امراء کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے تو ان کے درمیان کوئی فرق نہیں بلکہ مترادف ہیں۔ بارہ خلفاء سے مراد کون لوگ ہیں؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

1- خلفاء اربعہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے بعد باقی خلفاء عادل آچکے ہیں یا ابھی آئیں گے۔

2- ان سے مراد بنو امیہ کے خلفاء ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد گزرے ہیں۔

3- جمہوری کا موقف ہے کہ ان سے مراد وہ خلفاء ہیں جن پر لوگ متفق تھے، جو یہ ہیں:

1- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

2- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

3- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

4- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

5- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

6- یزید،

7- عبدالملک بن مروان (اس کے چار بیٹے)

8- ولید،

9- سلمان،

10- یزید،

11- ہشام بن ولید،

12- حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ خلیفہ وقت کا ادب و احترام ضروری ہے کیونکہ جس کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا اکرام تو اس سے بھی مقدم ہے، ورنہ اس کے لیے حکومت کرنا دشوار ہو جائے گا۔ تاہم اس کے غیر شرعی حکم کی پیروی ضروری نہیں ہے۔ اولی الامر کے تحت جو شخص خلیفہ وقت کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی وعید و مذمت بھی فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز ذلیل و خوار کرے گا۔

سوال: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدت خلافت تیس سال بیان کی گئی ہے، اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا۔ تیس سال خلفاء اربعہ کے ادوار حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ماہ شامل کر کے مکمل ہو جاتے ہیں اور بارہ خلفائے پورے نہیں ہوتے؟

جواب: حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلفاء جن کی خلافت علی منہاج النبوت ہوگی ان کی مدت تیس سال ہے۔ باقی خلفاء بعد میں بھی آسکتے ہیں، ان کا متصل ہونا ضروری نہیں ہے، منفصل بھی آسکتے ہیں اور قیامت قائم ہونے سے قبل ان کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خلفاء اربعہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور شامل کر کے خلافت علی منہاج النبوت کے تیس سال مکمل ہو گئے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ما بعد عادل خلفاء آچکے ہیں یا آتے رہیں گے۔ اس طرح روایات میں تعارض باقی نہیں رہا۔ (تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی، ج 6، ص 472)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِلَافَةِ

باب 42: خلافت کا بیان

2151 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَوْ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ إِنْ اسْتَخْلِفْتُ فَقَدْ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ لَمْ

2151- اخرجہ مسلم (۱۶۵۵/۲): کتاب الامارۃ: باب: الاستخلاف وترکہ: حدیث (۱۸۳۲/۱۲) وابو داؤد (۱۶۸/۲): کتاب الفرائض و

الفی والامارۃ: باب: فی الخلیفۃ يستخلف: حدیث (۲۹۳۹) واهمد (۴۷/۱) من طریقہ سالم عن ابن عمر فذکرہ۔

اَسْتَخْلِفَ لَمْ يَسْتَخْلِفْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ ابْنِ
 عَمْرٍو

﴿﴾ سالم بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ کہا گیا اگر آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں (تو یہ مناسب ہوگا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا جانشین مقرر کیا تھا، اگر میں کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کرتا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ اس حدیث میں طویل قصہ بیان کیا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے۔

2152 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

جُمُهَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَفِينَةُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مَلَكَ بَعْدَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ أَمْسِكَ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ وَخِلَافَةَ عُمَرَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ لِي أَمْسِكَ خِلَافَةَ عَلِيٍّ قَالَ فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً قَالَ سَعِيدٌ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيهِمْ قَالَ كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ قَالَا لَمْ يَعْهَدِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخِلَافَةِ شَيْئًا

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمُهَانَ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ

سَعِيدِ بْنِ جُمُهَانَ

﴿﴾ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی اس کے بعد بادشاہت آجائے گی۔

راوی کہتے ہیں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے ایک اور بار کہا: تم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو پھر انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو پھر انہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت شمار کرو (راوی کہتے ہیں) جب ہم نے شمار کیا تو اسے تیس سال پر مشتمل پایا۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا بنو امیہ یہ کہتے ہیں خلافت ان کے درمیان ہے، تو انہوں نے فرمایا: بنو زرقانے غلط کہا ہے یہ لوگ بادشاہ ہیں اور بدترین بادشاہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ احادیث منقول ہیں ان دونوں نے یہ بات

2152- ازہرہ ابو داؤد (۲/۶۲۲): کتاب السنۃ: باب: فی الخلفاء: حدیث (۶۶۶، ۶۶۷) و احمد (۵/۲۲۰، ۲۲۱) من طریق سعید بن جبرمان مذکرہ۔

بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے کسی شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔
یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

کئی راویوں نے اسے سعید بن جہان نامی راوی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق یہ صرف ان سے ہی منقول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْخُلَفَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ

شرح

مدت خلافت کا ذکر:

احادیث باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(1) خلافت علی منہاج النبوت کی مدت،

(2) انعقاد خلافت کا طریقہ کار، اس کی تفصیل سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

1- خلافت علی منہاج النبوت کی مدت: پہلی حدیث باب میں خلافت علی منہاج النبوت کی مدت تیس سال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو جائے گا، خلفاء اربعہ مع حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجموعی دور خلافت تیس سال کا عرصہ بنتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت دو سال چند ماہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 10 سال چھ ماہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 13 سال، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت 6 سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور 6 ماہ۔ (تحفۃ الاحوذی جلد 6 ص 478)

2- انعقاد خلافت کے مشہور چار طریقے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

i- اصحاب علم و فضل اور ارباب تقویٰ و ورع کسی کو خلیفہ تعینات کریں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا ہے۔

ii- خلیفہ وقت دنیا سے رخصت ہوتے وقت کسی شخصیت کو اپنا خلیفہ مقرر کر دے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اسی طریقہ سے انعقاد پذیر ہوئی۔

iii- خلیفہ وقت خلافت کو ایک جماعت میں دائر کر دے اور اعلان کر دے کہ ان میں سے لوگ جسے چاہیں خلیفہ متعین کر لیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اسی نوعیت کی تھی۔

iv- بر سبیل تغلب یعنی ایسا شخص جو شرائط خلافت کا جامع ہو، وہ عوام الناس پر غلبہ حاصل کرے۔ خلافت پر قبضہ جمالے اور لوگ بھی اطاعت قبول کر لیں۔ (تحفۃ الاحوذی ج 6 ص 477)

سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کس طرح انعقاد پذیر ہوئی تھی؟

جواب: 1- مدینہ طیبہ میں موجود مہاجرین و انصار کے بیعت کرنے سے خلیفہ بنے۔ 2- مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ان کی خلافت منعقد ہوئی تھی۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ، ج 5 ص 262)

باب 43: قیامت تک خلفاء کا تعلق قریش سے رہے گا

2153 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي الْهَدَيْلِ يَقُولُ
متن حدیث: كَانَ نَاسٌ مِّنْ رَّبِيعَةَ عِنْدَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَاثِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ أَوْ لَيَجْعَلَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ فِي جُمْهُورٍ مِّنَ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ فَقَالَ عَمْرٍو بْنُ الْعَاصِ كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قُرَيْشٌ وَّلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ
حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عبد اللہ بن ابو ہذیل بیان کرتے ہیں: ربیعہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ حضرت عمرو بن عاص کے پاس موجود تھے تو بکر بن واثل قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے کہا: یا تو قریش (اپنی زیادتیوں) سے باز آ جائیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ اس حکومت کو دیگر عربوں کے سپرد کر دے گا تو حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا: تم نے غلط کہا ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بھلائی اور برائی (ہر طرح کی صورتحال میں) قیامت کے دن تک قریش لوگوں کے حکمران رہیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

2154 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک غلاموں سے تعلق رکھنے والا ایک شخص حکمران نہیں بن جائے گا جس کا نام جہجہا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2153- اضر جہ اصمد (۲۰۲/۴) من طریق حبيب بن الزبير قال: سمعت عبد الله بن ابي الزبير: فذكره-

2154- اضر جہ مسلم (۴/۲۲۲۲): كتاب الفتن و اشرط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتى يبر الرجل بقبر الرجل: حديث (۲۹۱۱/۶۱)

من طريق عبد الحميد بن جعفر: به-

شرح

تاقیامت خلافت قریش کا حق ہونا:

احادیث باب میں ایک اہم مسئلہ کا حل پیش کیا گیا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ خلافت و امارت کا زیادہ حقدار کون ہے؟ ہر دور میں ہر قبیلہ یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ خلافت و امارت ہمارا حق ہے؟ اگر اس مسئلہ کا حل پیش نہ کیا جاتا تو مختلف قبائل میں قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ و فساد کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کرتے ہوئے خلافت و امارت کا تعین فرمادیا کہ قبیلہ قریش تاقیامت اس منصب و خدمت کا زیادہ حقدار ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص استیلاء و تغلب کی بناء پر خلافت پر قابض ہو جاتا ہے تو یہ الگ بات ہے ورنہ خلافت قریش کا حق ہے۔ چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ روایت منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آلائمة من القریش۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج 7 ص 32)

سوال: ایک طرف تو امارت و خلافت کا حقدار قریش کو قرار دیا گیا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ، حضرت اسامہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو امارت عنایت فرمائی، یہ تعارض فی الروایات ہوا؟
جواب: 1- والی اعظم قریش سے ہوگا لیکن ماتحت وزراء دیگر قبائل کے بھی ہو سکتے ہیں۔

2- امارت و خلافت حق قریش ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، 3- حضرت اسامہ، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت و فضیلت بیان کرنا مقصود تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَيْمَةِ الْمُضِلِّينَ

باب 44: گمراہ کرنے والے حکمران

2155 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَيْمَةَ الْمُضِلِّينَ

حدیث دیگر: قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَن يَخْدُلُهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قول امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ وَذَكَرَ هَذَا

2155- اخرجہ مسلم (۱۵۲۲/۲): کتاب الامارة: باب: قواد صلی اللہ علیہ وسلم: (لا تزال طائفة من امتی ظالمن ---) حدیث (۱۷۰/۱۹۲۰) و ابوداؤد (۴۹۹/۲): کتاب الفتن و الملاحم: باب: ذکر الفتن و دلائلہا: حدیث (۴۲۵۲) و ابن ماجہ (۵/۱): المقدمة: باب: اتباع سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (۱۰) (۱۳۰۴/۲): کتاب الفتن: باب: ما يكون من الفتن: حدیث (۲۹۵۲) و احمد (۵/۲۷۸-۲۷۹) (۲۸۰۴) و السارمی (۷۰/۱): المقدمة: باب: فی کراهية اخذ الراي (۳۱۱/۲): کتاب الرقائق: باب: فی الائمة المضلین من طریق ابی اسماء الراجی: مذکرہ۔

الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَقَالَ عَلِيُّ هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا اندیشہ ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: میری امت کا ایک گروہ حق پر ثابت قدم رہے گا اور ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے گا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے علی بن مدینی کو سنا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی: ”میری امت کا ایک گروہ حق پر ثابت قدم رہے گا“۔ پھر علی بن مدینی نے فرمایا: اس سے مراد محدثین ہیں۔

شرح

گمراہ کن حکمرانوں کا ذکر:

لفظ: الائمة: امام کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے: پیشوا، رہنما، حکمران۔ لفظ: الْمُضِلِّينَ، فعل ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا اسم فاعل جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ یعنی گمراہ کن لوگ۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کا بت پرستی کی طرف جانا تو مشکل ہے، تاہم اگر کسی ملک کا حکمران گمراہ و بے دین ہوگا تو وہ عوام کے لیے فتنہ عظیمہ سے کم نہیں ہوگا۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی پوری قوت استعمال کرے گا، لیکن اہل ایمان اس کے جال میں نہیں پھنس سکیں گے۔ اس طرح حکمرانوں اور رعایا کے درمیان کھینچا تانی ہوگی تو علم بغاوت بلند ہونا یقینی ہے۔ جس کے نتیجے میں وطن عزیز کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ گمراہ اور نا اہل حکمرانوں نے معتزلہ کی مشاورت سے خلق قرآن کا مسئلہ کھڑا کیا تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ حق کو کامرانی حاصل ہوئی اور باطل اپنی موت آپ مر گیا۔ ہندوستان میں اکبر بادشاہ نے گمراہ کن خانہ ساز دین الہی نافذ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آواز حق بلند کرنے کے لیے اس کے سامنے کھڑا کر دیا، اکبر بادشاہ صدائے مجددی کی تاب نہ لاتے ہوئے دنیا سے آنجہانی ہوا اور عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی شکل میں اسلام کو بت خانہ سے پاسان میسر آ گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَهْدِيِّ

باب 45: (امام) مہدی کا تذکرہ

2156 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيِّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زُرِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2156- اخرجه ابو داؤد (۵۰۸/۲): كتاب المهدى: باب: اول كتاب المهدى: حديث (۴۲۸۲) و احمد (۱/۳۷۶-۴۴۸) من طريق عاصم بن

ابى النجود عن زرين حبیبی فذكره۔

متن حدیث: لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِي أَسْمُهُ اسْمِي
 فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ
 حَكْمٌ حَدِيثٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص عرب کا حکمران نہیں بن جائے گا اس کا نام میرے نام کی طرح ہوگا۔
 امام ترمذی ﷺ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2157 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ
 عَنْ زُرَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: يَلِي رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِي أَسْمُهُ اسْمِي

حدیث دیگر: قَالَ عَاصِمٌ وَأَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللَّهُ
 ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَلِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا ختم ہونے میں اگر ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کو طویل کر دے گا یہاں تک کہ وہ شخص حکمران بن جائے گا۔
 امام ترمذی ﷺ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2158 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا الْعَمِّيَّ
 قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الصِّدِّيقِ النَّاجِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: خَشِينَا أَنْ يَكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَّثَ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ فِي أُمَّتِي
 الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا زَيْدُ الشَّاكِّ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِينَ قَالَ فَيَجِيءُ إِلَيْهِ رَجُلٌ
 فَيَقُولُ يَا مَهْدِيَّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ فَيَحْتَبِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2158- اضرجه ابن ماجه (۲/ ۱۳۶۶): كتاب الفتن: باب: خروج المهدي حديث (۴۰۸۲) واحمد (۲/ ۲۶۰۲۱) من طريق زيد العمي ابي
 الموارى عن ابي الصديق فذكره-

توضیح راوی: وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ
 ﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد بے دینی ہو جائے گی تو
 ہم نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مہدی آئے گا وہ پانچ یا سات یا نو
 سال تک رہے گا۔
 یہ شک زید راوی نامی کو ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے دریافت کیا: اس سے مراد کیا ہے؟ تو فرمایا: اس سے مراد سال ہیں۔
 نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور کہے گا: اے مہدی! ہمیں آپ عطا کیجئے آپ مجھے عطا
 کیجئے تو مہدی اس کے کپڑے میں (ساز و سامان) بھرنے کا حکم دیں گے اتنا کہ جتنا وہ شخص اٹھا سکتا ہو۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔
 یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔
 ابوصدیق نامی راوی کا نام بکر بن عمرو ہے اور ایک قول کے مطابق بکر بن قیس ہے۔

شرح

حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد:

احادیث باب میں مزید ایک علامت قیامت بیان کی گئی ہے وہ ہے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد۔ لفظ: مہدی:
 ثلاثی مجرد ناقص یائی باب ضَرْبٌ يَضْرَبُ سے اسم مفعول واحد مذکر کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: ہدایت یافتہ، رشد و ہدایت ان کی
 گھٹی میں رچی بسی ہوگی، اس لیے اسے لفظ ”مہدی“ کے ساتھ پکارا جاتا ہے۔ یہ اسم صفت خلفاء راشدین کے لیے بھی استعمال ہوا
 ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، تمسکوا بها وعضوا
 علیہا بالنواجذ، تم پر میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ لازم ہے، تم اس طریقے کو مضبوطی سے تھام لو اور ان کے طریقے کو
 دانتوں سے پکڑ لو۔ لفظ: مہدی: خلفاء راشدین کے علاوہ بھی خلفاء کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ احادیث باب میں آخری خلیفہ
 حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ آپ کا اصل کا نام محمد، باپ کا نام عبداللہ، والدہ کا نام آمنہ، بنو ہاشم
 سے متعلق ہوں گے۔ باپ کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی سید ہوں گے۔ (سنن ابی داؤد، راقم الحدیث 429)
 حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے چھ ماہ بعد حکومت ترک کر دی تھی۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ
 حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکومت عطا کرے گا۔ آپ پانچ یا سات یا نو سال تک حکومت کریں گے۔ روئے زمین کو عدل
 و انصاف سے بھر دیں گے۔ اس بارے میں راوی کو اشتباہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین میں سے ایک عدد کا ذکر کیا۔

(المینار المہیف ص 151)

کچھ فرقوں نے لفظ: مہدی: اپنے پیشوا کے لیے جھوٹی شہرت کی بناء پر بھی استعمال کیا ہے۔ مثلاً قادیانی لوگ مرزا غلام احمد
 قادیانی کے لیے یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے اسے ’مہدی‘ قرار دیتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: بعض فرقوں کا خیال ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہو چکے ہیں، لیکن اہلسنت وجماعت کا موقف ہے کہ آپ ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ ظہور امام مہدی، نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خروج دجال اور خروج یاجوج و ماجوج کا زمانہ ایک ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب 46: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول

2159 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسَطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَقْبِضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے عنقریب تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں، جزیہ کو ختم کر دیں گے اور مال اتنا تقسیم کریں گے، اس کو لینے والا کوئی نہیں بچے گا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نزول عیسیٰ علیہ السلام:

علامات قیامت میں سے ایک نزول عیسیٰ علیہ السلام سے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب دجال کا فتنہ عروج پر ہوگا تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے زمین پر لائے گا۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ خلیفہ بنیں گے۔ عدل و انصاف قائم کریں گے۔ سولی جو آپ کے نام پر بطور علامت ایجاد کی گئی ہے، کو آپ توڑنے کا حکم دیں گے۔ خنزیر جس کی حلت کی نسبت بھی آپ کی طرف کی جاتی ہے، آپ اسے قتل کرنے کا حکم دیں گے۔ مال و دولت اس قدر وافر ہوگی کہ کوئی وصول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا اور جزیہ کو ختم کرنے کا اعلان کریں گے یعنی کوئی غیر مسلم، مسلمان حکومت کے تحت شہری بن کر نہیں رہے گا۔ صرف دوراستے ہوں گے یا تو جنگ کے لیے تیار ہو جائے یا اسلام قبول کر کے مسلمان حکومت کا شہری بن جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے، نزول کے وقت آپ زرد کپڑوں میں ملبوس ہوں

2159- اخرجہ البخاری (۴/۴۸۲): کتاب البیوع: باب: قتل الخنزیر حدیث (۲۳۲۲) و اطرافہ فی: (۱۷۶۷۱۰۳۴۴۸۰۳۴۴۹) و مسلم (۱/۴۶۶/۱)

۴۶۷ - نووی: کتاب الایمان: باب: نزول عیسی ابن مریم حکما لتسریة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث (۱۵۵/۲۴۲) و ابن

ساجہ (۲/۱۳۶۲): کتاب الفتن: باب: فتنۃ الدجال و خروج عیسی ابن مریم، حدیث (۴۰۷۸) و احمد (۲/۲۴۰-۲۷۲-۵۲۸) و الحمیدی

(۲/۴۶۸) حدیث (۱۰۹۷) من طریق ابن شہاب الزہری: قال: اخبرني سعيد بن المسيب: فذكره-

گے، جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اس عالم میں اتریں گے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے، وہ اپنا سر نیچے کریں گے تو ان کے بالوں سے پانی کے قطرات گریں گے۔ چالیس سال تک حکومت کریں گے، آپ شادی کریں گے اور اولاد ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوں گے اور آپ کی طرف سے حج و عمرہ کرنے کا حکم ہوگا، آپ حج و عمرہ ادا کریں گے، آپ کا وصال ہوگا۔ مسلمان تجہیز و تکفین کریں گے، نماز جنازہ پڑھیں گے اور روضہ رسول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خالی جگہ میں تدفین عمل میں لائی جائے گی۔

سوال: نزول کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟ حالانکہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی موجود ہیں؟

جواب: 1- نزول عیسیٰ علیہ السلام سے یہود کی تردید مقصود ہے، کیونکہ ان کے خیال کے مطابق انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تھا۔ 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کا وقت قریب آجائے گا کہ وفات کے بعد آپ کا مزار زمین میں بن سکے، کیونکہ زمین کے جس حصہ سے کسی کا جسم تیار ہوتا ہے وہاں اس کی تدفین عمل میں لائی جاتی ہے۔ 3- جب انہوں نے امت محمدی کی عظمت و شان ملاحظہ کی تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی: یا اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو جامہ قبولیت عطا فرمایا۔ (تحفۃ الاحوذی، ج 6 ص 489)

فائدہ ہونا فہم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لا کر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ فی الارض قرار پائیں گے، عدل و انصاف قائم کریں گے، شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلے کریں گے اور آپ بعض امور کی تہہ بہ تہہ فرمائیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّجَالِ

باب 47: دجال کا بیان

2160 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجَمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَّاقَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَالَ قَوْمَهُ وَإِنِّي أَنْذِرُكُمْ لَهُ فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّهُ سَيُذْرِكُهُ بَعْضُ مَنْ رَأَى أَوْ سَمِعَ كَلَامِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ مِثْلَهَا يَعْنِي الْيَوْمَ أَوْ خَيْرٌ

فی الباب: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزَيْيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

2160- اگرچہ ابوداؤد (۲/ 604): کتاب السنہ: باب: فی الدجال: حدیث (۴۷۵۶)، و احمد (۱/ ۱۹۵) من طریق عبد اللہ بن شقیق: عن عبد اللہ بن سراقہ: مذکورہ۔

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

﴿﴾ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تم لوگوں کو اس سے ڈرا رہا ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اس کا حلیہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہو سکتا ہے: جس نے مجھے دیکھا یا میرے کلام کو سنا ان میں سے کوئی ایک اسے پالے لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس وقت ہمارے دلوں کی کیا کیفیت ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح ہوں گے (راوی کہتے ہیں: جیسے آج ہیں) یا اس سے بہتر ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے ہم اسے صرف خالد حذاء نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الدَّجَالِ

باب 48: دجال کی نشانی

2161 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي لَأُنذِرُكُمْ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ وَلَقَدْ أَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ لِلنَّاسِ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدًا مِنْكُمْ رَبَّهُ حَتَّى يَمُوتَ وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَفٍ رِيقُهُ مِنْ كَرِهَةِ عَمَلِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثناء بیان کی ہے اور دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میں تم لوگوں کو اس سے ڈرا رہا ہوں ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا ہے لیکن میں تم کو اس بارے میں ایک ایسی بات بتا رہا

2161- اضرمہ البخاری ۱۹۹/۶: کتاب الجہاد و السیر: باب: کیف یمرض الاملا م علی الصبی: حدیث (۲۰۵۷) و اطرافہ فی: (۳۳۲۷) ۴۴۰۲ ۶۱۷۵ ۶۱۷۳ ۷۱۲۷ ۸۴۰۷ ۱ مسلّم (۲۲۴۵/۴): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذکر ابن صبیاد: حدیث (۲۹۳۶/۱۶۹) و ابوداؤد (۶۵۶/۲): کتاب السنة: باب فی الدجال: حدیث (۴۷۵۷) و احمد (۱۶۹/۲) و البخاری فی (الادب المفرد) (۹۶۷) من طرق الزہری عن سالم بن عبد اللہ: فذکرہ۔

ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تم لوگ یہ بات جان لو کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن لوگوں کو دجال کے فتنے سے ڈراتے ہوئے یہ فرمایا: تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ کوئی بھی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کی زیارت نہیں کر سکتا (اور دجال کو تم دنیا میں دیکھ لو گے) اور اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا اسے وہ شخص پڑھ سکے گا جو اس کے عمل کو ناپسند کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2162 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: تَقَاتِلُكُمْ الْيَهُودُ فَتُسَلِّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجْرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلْهُ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور تم

ان پر غالب آ جاؤ گے یہاں تک کہ پتھر یہ کہے گا: اے سلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے تم اسے قتل کر دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دجال کا فتنہ اور اس کی نشانی:

لفظ: دجال، بروزن فعال مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: انتہائی فریب کار، دھوکا باز، دغا باز۔ یہ شخص آخری زمانہ میں بطور علامت قیامت ظاہر ہوگا، مسیح کذاب اس کا لقب ہے اور یہ خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا، یہ مسیح ضلالت ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت ہوں گے۔ یہود کا خیال ہے کہ انہوں نے مسیح ضلالت کو ہلاک کر دیا ہے اور مسیح ہدایت کی آمد کے منتظر ہیں، حالانکہ آنے والا مسیح ضلالت ہوگا اور اس کی آمد پر وہ فوراً اس کی پیروی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاتم النبیین ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل کے خاتمہ ہیں اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتمہ ہیں۔ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور ایک ابرو بالکل نہیں ہوگی۔ ہر نبی علیہ السلام نے دجال فتنہ سے اپنی قوم کو ڈرایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس فتنہ سے اپنی قوم کو نگاہ کیا اور اس کی علامات بھی بتائیں۔

2162- اخرجه البخاری (۶/۶۹۹): کتاب المناقب: باب: علامات النبوة فی الامم من حمیت (۲۵۹۲) و مسلم (۴/۲۳۲۹): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتسنى ان يكون مكان الميت حمیت (۸۱/۲۹۲۱) و احمد (۲/۱۲۱/۱۲۱) ۱۲۱۰ (۱۶۹/۱۲۵) من طريق الزهري عن سالم بن عبد الله فذكره-

بَابُ مَا جَاءَ مِنْ آيِنَ يَخْرُجُ الدَّجَالُ

باب 49: دجال کا خروج کہاں سے ہوگا؟

2163 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي التِّيَاحِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: الدَّجَالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضِ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتَّبِعُهُ أَقْوَامٌ كَانُوا وَجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَوْذَبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي التِّيَاحِ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي

التِّيَاحِ

﴿﴾ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ بات بتائی ہے: دجال مشرق کی سرزمین میں سے نکلے گا اس جگہ کا نام خراسان ہوگا کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوں گے۔ جن کے چہرے چپٹی ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

عبداللہ بن شوذب نے اس روایت کو ابوتیاح راوی سے نقل کیا ہے اور یہ روایت صرف ابوتیاح سے ہی منقول ہے۔

شرح

خروج دجال کا مقام:

خروج دجال کے دو معانی ہو سکتے ہیں:

1- دجال کا ہم پر نکلنا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں آنا۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ سرزمین مشرق سے نکلے گا، جسے ”خراسان“ کہتے ہیں۔ اس کی تصریح حدیث باب میں ہے۔ خراسان ایک خطہ کا نام ہے جس میں نیشاپور، مرو، طوس، بلخ، سرخس، طالقان، فاریاب اور انبار وغیرہ شہر موجود ہیں۔

2- اس کا مطلقاً نکلنا اور ظاہر ہونا۔ اس معنی کے اعتبار سے دجال کا شام و عراق کے مابین گھائی سے خروج ہوگا۔ سوال:

2163- اضرجه ابن ماجه (۱۲۵۲/۲): كتاب الفتن: باب: فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ ابن مریم حدیث (۴۰۷۲) و احمد (۷۱۴/۱) و عبد بن حمید (۲۰) حدیث (۴) من طریق المغیرة بن سبیب عن عمرو بن مرثد فذكره۔

روایات میں خروج دجال کے چار مقامات بتائے گئے ہیں:

1- شام و عراق کے مابین گھائی۔

2- اصہبان میں مقام یہودیہ،

3- سرزمین مشرق یعنی خراسان۔

دریافت طلب یہ بات ہے کہ ان مقامات اربعہ سے خروج میں تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟

جواب: ابتداء دجال کا خروج شام و عراق کے مابین گھائی سے ہوگا، لیکن اس وقت اس کا کسی کو علم نہ ہوگا جبکہ مقام یہودیہ پر اس کے انصار و معاونین موجود ہوں گے جو اس کے منتظر ہوں گے۔ وہ وہاں پہنچ کر انہیں اپنے ساتھ لے کر حوزہ کرمان میں جائے گا جہاں پہلا پڑاؤ کرے گا، مسلمانوں کے خلاف اس کا خروج خراسان سے ہوگا جبکہ یہودی مقام یہودیہ میں اس کے منتظر ہوں گے۔ اور وہ ترک نسل سے ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِلَامَاتِ خُرُوجِ الدَّجَالِ

باب 50: دجال کے خروج کی علامات

2164 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي بَحْرِيَةَ صَاحِبِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ

فی الباب: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: زبردست خوزریزی، قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج (یہ تینوں علامات) سات مہینوں کے اندر ظاہر ہو جائیں گی۔

اس بارے میں حضرت مصعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2165 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ

2164- اخرجہ ابوداؤد (۵۱۲/۲): کتاب الملاحم: باب: فی تواری الملاحم: حدیث (۴۲۹۵) و ابن ماجہ (۱۳۷۰/۲): کتاب الفتن: باب: الملاحم: حدیث (۴۰۹۲) و احمد (۲۳۴/۵) من طریق یزید بن قطیب السکونی عن ابی بھریرة فذکرہ-

آثار صحابہ: قَالَ فَتَحَ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ

قَالَ مَحْمُودٌ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةُ هِيَ مَدِينَةُ الرُّومِ تَفْتَحُ عِنْدَ خُرُوجِ الدَّجَالِ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةُ قَدْ فُتِحَتْ فِي زَمَانِ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قسطنطنیہ کی فتح قیامت قائم ہونے کے قریب ہوگی۔

محمود نامی راوی بیان کرتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور قسطنطنیہ روم کا ایک شہر ہے جو دجال کے خروج کے وقت فتح ہوگا۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قسطنطنیہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کے زمانے میں فتح ہو گیا تھا۔)

شرح

خروج دجال کی علامات:

حدیث باب میں تین امور کا ذکر ہے جو سات ماہ میں نمایاں ہوں گے:

1- جنگ عظیم،

2- قسطنطنیہ کا فتح ہونا،

3- خروج دجال شہر قسطنطنیہ روم کا دار الحکومت ہے اور قسطنطین سلطان کا نام ہے جس نے یہ شہر آباد کیا تھا اور اس نے اپنے نام پر اس کی بنیاد رکھی تھی۔

سوال: حدیث باب میں سات ماہ کا ذکر ہے اور شرح السنہ میں سات سال کا ذکر ہے لہذا روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: جامع ترمذی کی روایت قوی ہے جس میں سات ماہ کا ذکر ہے اور شرح السنہ کی روایت ضعیف ہے جس میں سات سال کا ذکر ہے، لہذا قوی روایت کو لیں گے اور ضعیف روایت کو ترک کر دیں گے۔

قسطنطنیہ شہر دو بار فتح ہو چکا ہے۔ 1- 50ھ میں۔ 2- 800ھ میں۔ پھر تیسری بار بالکل قرب قیامت کے زمانہ میں فتح ہو گا۔ پہلی مرتبہ یزید کی کاوش سے فتح ہوا تھا۔ پھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا، اور دوسری بار سلطان محمد فاتح نے فتح کیا تو اس کا نام ”استنبول“ تجویز کیا تھا۔ فی الحال مسلمانوں کے قبضہ میں ہے لیکن روایات کے مطابق اس کا مسلمانوں کے قبضہ سے نکلنا اور قرب قیامت میں پھر فتح ہونا یقینی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فِتْنَةِ الدَّجَالِ

باب 51: دجال کا فتنہ

2166 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ

جَابِرٍ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيثِ الْآخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِبِيِّ

2166- اخرجه نسلم (۴/ ۲۲۵): كتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: ذكر الدجال وصفته و ما معه: حديثه (۱۱۱۱۱/ ۲۱۳۷) و ابو داود (۲/ ۵۲۰): كتاب السلام: باب: ذكر خروج الدجال: حديثه (۴۲۲۱) و ابن ماجه (۲/ ۱۲۵۶): كتاب الفتن: باب: فتنة الدجال و خروج عيسى ابن مريم و خروج ياجوج و ماجوج: حديثه (۴۰۷۶، ۴۰۷۵) و احمد (۴/ ۱۸۱) من طريق عبد الرحمن بن جبير بن نفير- قال حدثني ابي فذکرہ۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ
متن حدیث: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَضَ فِيهِ وَرَفَعَ حَتَّى ظَنَّاهُ
فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَيْهِ فَعَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ
مَا شَأْنُكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَكَرْتَ الدَّجَالَ فَخَفَضْتَ فِيهِ وَرَفَعْتَ حَتَّى ظَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ
غَيْرُ الدَّجَالِ أَخَوْفُ لِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجُ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَأَمْرُو
حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابُّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَائِفَةٌ شَبِيهَةٌ بِعَبْدِ الْعَزَى بْنِ قَطَنِ فَمَنْ رَأَاهُ
مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ سُورَةَ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَالَ يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَشِمَالًا يَا عِبَادَ اللَّهِ
اثْبُتُوا قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لَبِثُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا يَوْمًا كَسَنَةٍ وَيَوْمًا كَشَهْرٍ وَيَوْمًا كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ
أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِي كَالسَّنَةِ اتَّكُفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ اقْدُرُوا
لَهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا سُرْعَتُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ كَالغَيْثِ اسْتَدْبَرْتَهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ
فَيَكْذِبُونَهُ وَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَتَتَّبِعُهُ أَمْوَالُهُمْ وَيُصْبِحُونَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ
فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ وَيُصَدِّقُونَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرُ وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ
عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ كَأَطْوَلِ مَا كَانَتْ ذُرًّا وَأَمْدَهُ خَوَاصِرَ وَأَدْرَهُ ضُرُوعًا قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْخَرِبَةَ فَيَقُولُ لَهَا
أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَيَنْصَرِفُ مِنْهَا فَيَتَّبِعُهُ كَيْعَاسِيبِ النَّخْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا شَابًّا مُمْتَلِنًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسِّيفِ
فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيَقْبَلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهَهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هَبَطَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِشَرْقِي دِمَشْقَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضْعًا يَدِيهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَينِ إِذَا طَاطَأَ رَأْسُهُ قَطْرًا وَإِذَا
رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّوْلُؤِ قَالَ وَلَا يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ يَعْنِي أَحَدًا إِلَّا مَاتَ وَرِيحُ نَفْسِهِ مُنْتَهَى بَصَرِهِ قَالَ
فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ قَالَ فَيَلْبَسُ كَذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ ثُمَّ يُوحِي اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ حَوِّزْ عِبَادِي إِلَى
الطُّورِ فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ قَالَ وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ
(مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ) قَالَ فَيَمُرُّ أَوْلَهُمْ بِبَحِيرَةِ الطَّبْرِيةِ فَيَشْرَبُ مَا فِيهَا ثُمَّ يَمُرُّ بِهَا اخِرَهُمْ فَيَقُولُ لَقَدْ
كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلٍ بَيْتِ مَقْدِسٍ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ فَهَلُمَّ
فَلَنَقْتُلَ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُونَ بِنُشَابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نُشَابَهُمْ مُحْمَرًا دَمًا وَيُحَاصِرُ عِيسَى ابْنُ
مَرْيَمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّورِ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا لِأَحَدِهِمْ مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ قَالَ فَيَرْغَبُ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى اللَّهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ فَيُرْسِلُ اللَّهُ إِلَيْهِمُ النَّعْفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرَسِي مَوْتِي كَمَوْتِ نَفْسِي
وَاحِدَةٍ قَالَ وَيَهْبِطُ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَلَا يَجِدُ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا وَقَدْ مَلَأَتْهُ زَهْمَتُهُمْ وَنَتْنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ قَالَ
فَيَرْغَبُ عِيسَى إِلَى اللَّهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ قَالَ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ

بِالْمُهْلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيهِمْ وَنَشَابِيهِمْ وَجَعَابِيهِمْ سَبْعَ سِنِينَ قَالَ وَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لَا يَكُنُ مِنْهُ بَيْتٌ وَبَرٌّ وَلَا مَدْرٍ قَالَ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ فَيَتْرُكُهَا كَالزَّلْفَةِ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَخْرِجِي ثَمْرَتِكَ وَرُدِّي بَرَكَتَكَ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقُحْفِهَا وَيُبَارِكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّىٰ إِنَّ الْفَنَامَ مِنَ النَّاسِ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْإِبِلِ وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْبَقَرِ وَإِنَّ الْفَحْدَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْغَنَمِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا فَقَبِضَتْ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمْرُ فَعَلَيْهِمْ تَقَوْمُ السَّاعَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت نواس بن سمران کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے دس چیزوں کو بیان کیا تو ہم نے یہ سمجھا کہ وہ کھجوروں کے جھر مٹ میں ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر واپس چلے گئے پھر جب ہم (اگلے دن) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری پریشانی کو محسوس کر لیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا پریشانی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے کل دجال کا تذکرہ کیا تھا۔ اس کی اونچ نیچ کو بیان کیا تھا یہاں تک کہ ہم تو یہ سمجھے کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال کی بجائے دوسری چیز کا تمہارے بارے میں زیادہ خوف ہے۔ اگر وہ دجال نکلا اور اس وقت میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں تمہارے لیے رکاوٹ ہوں گا اور اگر وہ اس وقت نکلا جب میں تمہارے درمیان موجود نہ ہوا تو ہر شخص اپنی طرف سے مقابلہ کرے گا اور ہر مسلمان کا میری جگہ اللہ تعالیٰ نگہبان ہوگا۔ دجال ایک جوان آدمی ہوگا اس کے بال گھنگھریالے ہوں گے اس کی آنکھ کانی ہوگی۔ اس کی شکل عبدالعزی بن قطن (زمانہ جاہلیت کے شخص) سے ملتی ہوگی تم میں سے جو شخص اسے دیکھ لے وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے۔

وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور دائیں بائیں خرابی پیدا کرے گا اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا۔

راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس دن ان میں سے ایک دن ایک سال جتنا ہوگا۔ ایک دن ایک مہینے کی طرح ہوگا ایک دن ایک ہفتے کی طرح ہوگا اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نماز پڑھنا کافی ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! تم اندازے کے ساتھ نماز پڑھ لینا ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے حرکت کرے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس طرح وہ بادل حرکت کرتے ہیں جسے تیز ہوا چلاتی ہے وہ لوگوں کے پاس آئے گا انہیں دعوت دے گا لوگ اسے جھٹلائیں گے اور اس کی بات کو مسترد کر دیں گے جب وہ ان کے پاس سے واپس جائے گا تو ان لوگوں کے اموال بھی اس کے ساتھ چلے جائیں گے اور ان لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا پھر وہ دوسری قوم کے پاس آئے

گا انہیں دعوت دے گا وہ لوگ اس کی دعوت قبول کریں گے اس کی بات کی تصدیق کریں گے وہ آسمان کو حکم کرے گا کہ بارش نازل کر! تو آسمان بارش نازل کر دے گا وہ زمین کو حکم دے گا کہ پھل اُگاؤ! تو وہ اگا دے گی شام کے وقت ان لوگوں کے جانور (چراگا ہوں سے) جب واپس آئیں گے تو ان کے کوہان لمبے ہوں گے، کوہے چوڑے اور پھیلے ہوئے ہوں گے، تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے پھر دجال ایک ویران جگہ آ کر یہ کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دو تو جب وہ وہاں سے واپس آئے گا تو وہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے آئیں گے پھر دجال ایک بھر پور جوان شخص کو بلا کر تلوار کے ذریعے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا پھر وہ اسے بلائے گا تو وہ زندہ ہو کر ہنستا ہوا اس کی طرف آئے گا۔

اسی دوران حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے جامع دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اس عالم میں اتریں گے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے جب وہ اپنا سر نیچے کریں گے تو ان کے بالوں میں سے پانی کے قطرات ٹپکیں گے وہ اسے اوپر اٹھائیں گے تو وہ (قطرات) یوں چمکتے ہوئے محسوس ہوں گے جیسے موتی ہوتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو جس کا فرنگ پہنچے گی وہ مر جائے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک جائے گی جہاں تک نگاہ جاتی ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے ”اور“ کے دروازے کے پاس اس کو پا کر اسے قتل کر دیں گے پھر اللہ تعالیٰ کو جب تک منظور ہو گا وہ زمین پر قیام کریں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر اکٹھا کرو کیونکہ میں ایک ایسی مخلوق کو اتارنے والا ہوں جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اس وقت اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور وہ بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔“

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ان کا پہلا گروہ طبرستان کے سمندر کے پاس سے گزرے گا اور اس کے پورے پانی کو پی جائے گا اور جب دوسرا گروہ وہاں سے گزرے گا تو وہ یہ سوچیں گے کہ کیا یہاں پر پانی بھی ہوا کرتا تھا؟ پھر وہ لوگ آگے آئیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ کے پاس پہنچ جائیں گے اور یہ کہیں گے ہم نے زمین میں بسنے والے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور اب ہم آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں گے پھر وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو جب لوٹا ئے گا تو وہ خون آلود ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے اس وقت ان کی یہ کیفیت ہوگی کہ ان کے نزدیک گائے کا ایک سر ایک سو دیناروں کی طرح قیمتی ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کی گردن میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہ لوگ بیک وقت قتل ہو جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (پہاڑ سے نیچے اتریں گے تو) ان لوگوں کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں پائیں گے تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ سختی اونٹوں کی طرح کے پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر ویران جگہ پر پھینک دیں گے پھر مسلمان ان لوگوں کے تیروں، کمانوں اور ترکشوں کو سات سال تک ایندھن کے طور پر

استعمال کریں گے پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل کرے گا جو ہر گھر اور ہر خیمے تک پہنچے گی وہ تمام زمین کو اس طرح صاف کر دے گی جیسے شیشہ ہوتا ہے پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے اندر سے پھل باہر نکال اور اپنی برکتیں واپس لے آؤ! اس وقت ایک انار کئی لوگ کھالیں گے اور لوگ اس کے درخت کے سائے میں آرام کریں گے دودھ میں اتنی برکت ہو جائے گی کہ ایک اونٹنی کے دودھ سے ایک جماعت سیر ہو جائے گی ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلہ سیر ہو جائے گا ایک بکری کے دودھ سے ایک کنبہ سیر ہو جائے گا وہ لوگ اسی طرح زندگی بسر کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجے گا وہ ہر اس شخص کی روح کو قبض کرے گی جو ایمان والا ہوگا اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو راستے میں سر عام یوں صحبت کریں گے جیسے گدھے کرتے ہیں انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے ہم اسے صرف عبدالرحمن بن یزید بن جابر نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الدَّجَالِ

باب 52: دجال کا حلیہ

2167 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الدَّجَالِ فَقَالَ لَا إِنْ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ إِلَّا وَآنَهُ أَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَحَدِيقَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَسْمَاءَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي بَكْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْفَلْتَانَ بْنَ عَاصِمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ سے دجال کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: یاد رکھنا! تمہارا پروردگار ”کانا“ نہیں ہے اور دجال ”کانا“ ہوگا اس کی دائیں آنکھ یوں ہو گی جیسے پھولا ہوا انگور ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2167- اخرجہ البخاری (۵۵۰/۶): کتاب احادیث الانبیاء: باب قوله تعالى: (واذکر فی الکتب مریم اذی انتزعت من الفلح) (مریم: ۱۶) حدیث (۲۴۲۹) و مسلم (۴/۲۳۲۷-۲۳۲۸): کتاب الفتن و امراط الساعة: باب: ذکر الدجال و صفته و عامه حدیث (۱۰۰/۱۶۹) و احمد (۲/۳۳۰۲۷-۳۳۰۲۸) من طریق نافع: مذکورہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّجَالِ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ

باب 53: دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا

2168 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ،

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي الدَّجَالُ الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَأَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ

وَمُحَجَّبٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا وہ فرشتوں کو پائے گا کہ وہ اس (مدینہ منورہ) کی حفاظت کر رہے ہیں، اگر اللہ نے چاہا تو دجال اور طاعون (کبھی بھی) یہاں (مدینہ منورہ) میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت محجب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2169 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْإِيمَانُ يَمَانُ وَالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ لِأَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلُ الْخَيْلِ وَأَهْلُ الْوَبْرِ يَأْتِي الْمَسِيحُ إِذَا جَاءَ دُبْرُ أَحَدٍ صَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلِ الشَّامِ وَهَذَا لَكَ يَهْلِكُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان یمنی ہے اور کفر مشرق کی طرف سے ہوگا، بکریاں چرانے والوں میں سکینت پائی جاتی ہے جب کہ گھوڑے پالنے والوں میں تکبر، غرور اور کھٹکی پائی جاتی ہے۔ دجال جب ”احد“ پہاڑ کے پاس آئے گا تو فرشتے اس کا رخ موڑ کر شام کی طرف کر دیں گے اور وہیں وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2168- اخرجہ البخاری (۱۳/ ۱۰۹): کتاب الفتن: باب: لا يدخل الدجال المدينة، حدیث (۷۱۳۴) و (۴۵۶/ ۱۲): کتاب التومید: باب: فی الشیئة والارادة، حدیث (۲۴۷۳) و احمد (۳/ ۱۲۳، ۲، ۳، ۶، ۲۲۹، ۲۷۷) من طریق قنادة، عن انس، فذكره۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الدَّجَالِ

باب 54: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنا

2170 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبِيدَةَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ

الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَمِي مَجْمَعُ ابْنَ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَالَ بِبَابِ لُدٍّ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَنَافِعِ ابْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي بَرَزَةَ وَحَدِيفَةَ بْنِ أَبِي

هُرَيْرَةَ وَكَيْسَانَ وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ وَجَابِرِ وَأَبِي أُمَامَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو وَسَمُرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ وَالتَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَدِيفَةَ بْنِ الْيَمَانَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت مجع بن جارجہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

حضرت ابن مریم علیہ السلام دجال کو ”باب لد“ کے پاس قتل کر دیں گے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ حضرتعثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت سمرہبن جندب رضی اللہ عنہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2171 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ

أَنَسًا قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِلَّا أَنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ

بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَفَرٌ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہر نبی نے اپنی امت کو ”جھوٹے کانے“ سے

ڈرایا ہے یا درکھنا وہ ”کانا“ ہوگا اور تمہارا پروردگار ”کانا“ نہیں ہے اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوا

2170- اخرجه احمد (۴۲۰/۳) (۲۹۰/۴) و الميبدی (۳۶۵/۲) حدیث (۸۲۸) من طريق عبد الله بن يزيد، قال: سمعت مجمع بن جارية، فذكره۔

2171- اخرجه البخاری (۹۷/۱۳)؛ كتاب الفتن: باب: ذكر الدجال: حدیث (۷۱۳۱) لوطرفه فی: (۷۴۰۸) و مسلم (۴/۲۲۴۸)؛ كتاب الفتن و

اشراط الساعة: باب: ذكر الدجال و صفته و ما معه، حدیث (۱۰۲۱۰۱/۱۰۲۹۲۳) و ابوداؤد (۲/۵۱۹)؛ كتاب السلاهم: باب: ذكر خروج الدجال: حدیث (۴۳۱۶) و احمد (۲/۱۰۳۱۷۳) (۲۹۰/۲۳۳) من طريق قتادة، فذكره۔

ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دجال کے فتنہ کی تفصیل:

دجال قوم یہود کا ایک شخص ہے جو فی الحال اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریائے طبرستان کے جزیرہ میں مقید ہے۔ ایک وقت آئے گا یہ وہاں سے پہاڑ کی بلندی پر آئے گا اور وہاں سے اپنی آواز بلند کرے گا، اس کی دوسری صدا پر بد قسمت لوگ اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ یہ لشکر عظیم کے جھرمٹ میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا۔ یہ ایک آنکھ سے کاٹا ہوگا اور دوسری آنکھ کا ابرو موجود نہیں ہوگا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا اور اس کے ساتھ یہودی افواج ہوں گی۔ اس کی پیشانی پر لفظ ”کافر“ تحریر ہوگا جو مسلمان تو پڑھ سکے گا مگر کافر نہیں پڑھ سکے گا۔ اس کا وجود فتنہ عظیمہ کا سبب ہوگا۔ اس دور میں پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینہ کے مساوی، تیسرا دن ایک ہفتہ کی مثل ہوگا اور باقی عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ تیز رفتار بادل کی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا، خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا، اس کے ساتھ باغ ہوگا جس کا نام جنت اور آگ ہوگی جس کا نام دوزخ ہوگا۔ وہ دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی لیکن حقیقت میں آگ ہوگی اور آگ دیکھنے میں دوزخ معلوم ہوگی، مگر درحقیقت راحت ہوگی، بادل اس کے حکم سے بارش برسائے گا، زمین کو حکم دے گا تو واحد میں اس سے کھیتی اُگ آئے گی، جو لوگ اسے نہ مانیں گے انہیں چھوڑ کر دوسرے مقام میں چلا جائے گا، وہ میدان میں جائے گا تو شہد کی مکھیوں کی طرح دینے اس کے پاس جمع ہوں گے۔ اس طرح کے وہ لوگوں کو شعبدے دکھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ تمام واقعات جادو کا کرشمہ ہوں گے۔ قحط کا دور ہوگا۔ مسلمانوں کی خوراک تسبیح و تہلیل کا وظیفہ ہوگا۔ ذکر الہی کرنے سے ان کی بھوک پیاس ختم ہو جائے گی۔ چالیس دن میں وہ دنیا بھر کا چکر پورا کرے گا۔ وہ حرمین شریفین (مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ) میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ وہ جب حرمین شریفین میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا، تو فرشتے اسے روک دیں گے۔ جب دجال دنیا بھر کا چکر مکمل کر کے ملک شام پہنچے گا تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

جب دجال ملعون کا فتنہ عروج کو پہنچ جائے گا، اہل عرب بھی شام میں جمع ہو چکے ہوں گے جن میں بائیس ہزار جنگجو مرد اور ایک لاکھ عورتیں ہوں گی۔ یہ سب کا محاصرہ کیے ہوئے ہوگا؟ مسلمانوں کو یہ آواز سنائی دے گی کہ پریشان مت ہوں، فریادیں آنے والا ہے، صبح کا وقت ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینار سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے۔ نماز فجر کی اقامت کہی جا چکی ہوگی، حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کرانے کا کہیں گے۔ آپ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کے لیے آگے کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول امام عادل اور مجدد ملت کی حیثیت سے ہوگا۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے۔ اس جانب ستر ہزار یہودیوں کی معیت میں دجال موجود ہوگا۔ مجاہدین اسلام لشکر دجال پر حملہ آور ہوں گے، دونوں فوجوں کے مابین گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نظر دجال پر پڑے گی، تو وہ پانی میں نمک کی طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا۔ پھر

وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا، آپ اس کا تعاقب فرمائیں گے، بیت المقدس کے پاس مقام ”لُد“ میں اسے پکڑ لیں گے اور اس کی پشت میں نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے۔ اس طرح فتنہ دجال اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصلاحات قوم میں مصروف ہو جائیں گے۔ اس طرح فتنہ دجال کا خاتمہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امارت و حکومت کا منصب سنبھالیں گے اور زمین پر عدل و انصاف قائم کریں گے۔

سوال: فتنہ دجال اتنا بڑا ہونے کے باوجود اس کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں؟

جواب: ارشاد باری ہے: **يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ**، یہاں آیات سے مراد طلوع الشمس، نزول عیسیٰ اور خروج دجال ہیں۔ 2۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ**۔ اس آیت میں جہاں نزول عیسیٰ اور آمد مسیح الہدیٰ علامات قیامت سے ہیں وہاں ان کا مقابل مسیح الدجال کا بھی علامات قیامت سے ثابت ہوتا ہے۔

سوال: فتنہ دجال جب قرب قیامت میں ظہور پذیر ہوگا تو انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اقوام کو اس سے کیسے ڈرایا؟

جواب: بے شک فتنہ دجال کا ظہور قرب قیامت میں ہوگا، لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کو تلامیذ خداوندی ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اس فتنہ عظیمہ کے بارے میں خوب جانتے تھے، لہذا حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء نے اپنی اپنی امت کو اس سے ڈرایا تا کہ دجال کے فتنہ سے وہ محفوظ رہ سکیں۔

سوال: مدینہ طیبہ میں دجال کیوں نہیں داخل ہو سکے گا؟

جواب: دجال دنیا بھر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا لیکن حرمین شریفین میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ ان کے راستوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تعینات کر رکھا ہے جو اسے داخل نہیں ہونے دیں گے۔ بالخصوص مدینہ طیبہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: **اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ**۔ ”اے اللہ! تو اہل مدینہ کو برکات سے نواز“۔ اس شہر میں نہ طاعون مرض داخل ہوگا اور نہ فتنہ دجال۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ ابْنِ صَائِدٍ

باب 55: ابن صائد کا تذکرہ

2172 سند حدیث: **حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ**

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ صَحْبِنِي ابْنُ صَائِدٍ أَمَا حُجَّاجًا وَأَمَا مُعْتَمِرِينَ فَاَنْطَلَقَ النَّاسُ وَتَرَكْتُ أَنَا وَهُوَ فَلَمَّا خَلَصْتُ بِهِ أَفْشَعَرْتُ مِنْهُ وَأَسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ فِيهِ فَلَمَّا نَزَلْتُ قُلْتُ لَهُ ضَعْ مَتَاعَكَ حَيْثُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ قَالَ فَأَبْصَرَ غَنَمًا فَأَخَذَ الْقَدْحَ فَاَنْطَلَقَ فَاسْتَحَلَبَ ثُمَّ أَتَانِي بِلَبَنٍ فَقَالَ لِي يَا أَبَا سَعِيدٍ اشْرَبْ فَكِرِهْتُ أَنْ أَشْرَبَ مِنْ يَدِهِ شَيْئًا لِمَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا الْيَوْمُ يَوْمٌ صَائِفٌ وَإِنِّي أَكْرَهُ فِيهِ اللَّبَنَ قَالَ لِي يَا أَبَا سَعِيدٍ هَمَمْتُ أَنْ أَخْذَ حَبْلًا فَأَوْثَقَهُ إِلَى شَجَرَةٍ ثُمَّ أَخْتَبِقُ لِمَا يَقُولُ النَّاسُ لِي وَفِي آرَائِكَ مَنْ

2172۔ اضرجه مسلم (۴/۲۲۴۲-۲۲۴۳): کتاب الفتن و اشرط الساعة: باب: ذکر ابن صائد حدیث (۹۱۰۹۰/۲۹۲۷) و احمد (۳/۲۶۰۲۶-۲۶۰۲۷) ۹۷ من طریق ابو نضره فذکره۔

خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيثِي فَلَنْ يَخْفَى عَلَيْكُمْ اَلَسْتُمْ اَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ
الْاَنْصَارِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ كَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنَّهُ عَقِيمٌ لَا يُوَلَّدُ لَهُ وَقَدْ خَلَفْتُ وَاَلَدِي بِالْمَدِيْنَةِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ اَوْ
لَا تَحِلُّ لَهُ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ اَلَسْتُ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ ذَا اَنْطَلِقُ مَعَكَ اِلَى مَكَّةَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيءُ بِهَذَا
حَتَّى قُلْتُ فَلَعَلَّهُ مَكْذُوبٌ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ لَا خَبْرَتَكَ خَبْرًا حَقًّا وَاللّٰهُ اِنِّي لَا اَعْرِفُهُ وَاَعْرِفُ وَالِدَهُ
وَاَعْرِفُ ابْنَ هُوَ السَّاعَةَ مِنَ الْاَرْضِ فَقُلْتُ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حج یا شاید عمرے کے سفر میں ابن صائد بھی میرے ساتھ تھا لوگ آگے بڑھ گئے میں اور وہ پیچھے رہ گئے جب میں اس کے ساتھ تہارہ گیا تو میرا دل خوف کی وجہ سے تیزی سے دھڑکنے لگا اور مجھے اس سے وحشت محسوس ہونے لگی کیونکہ لوگ اس کے بارے میں (دجال ہونے کا) کہا کرتے تھے جب میں نے پڑاؤ کیا تو میں نے اس سے کہا: تم اپنا سامان اس درخت کے پاس رکھ دو! حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس نے پیالہ لیا اور دودھ دوہنے کے لیے چلا گیا پھر وہ میرے پاس دودھ لے کر آیا اور بولا: اے ابوسعید! آپ اسے پی لیجئے تو مجھے اس کے ہاتھ سے لی ہوئی کوئی چیز لینا ناپسند ہوا کیونکہ لوگ اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کیا کرتے تھے میں نے اس سے کہا: آج گرمی کچھ زیادہ ہے اور میں اس موسم میں دودھ پینا پسند نہیں کرتا وہ بولا: اے ابوسعید! لوگ میرے بارے میں جو باتیں کرتے ہیں اس وجہ سے میں نے یہ پختہ ارادہ کیا ہے: ایک رسی لے کر اس درخت کے ساتھ باندھوں اور خود کشی کر لوں آپ کا کیا خیال ہے؟ میرا معاملہ کسی دوسرے سے پوشیدہ رہ سکتا ہے لیکن آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا کیونکہ آپ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو دیگر تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں اے انصار کے گروہ! کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ (دجال) کافر ہوگا جبکہ میں مسلمان ہوں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ بانجھ ہوگا اس کی اولاد نہیں ہوگی جبکہ میرے بچے مدینہ منورہ میں موجود ہیں۔ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: وہ مکہ اور مدینہ میں نہیں آسکے گا تو کیا میرا تعلق مدینہ منورہ سے نہیں ہے؟ اور اب میں آپ کے ساتھ مکہ جا رہا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ اس طرح کی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگ اس کے بارے میں غلط کہتے ہیں پھر وہ بولا: اے ابوسعید! اللہ کی قسم میں آپ کو صحیح بات بتاتا ہوں اللہ کی قسم میں دجال کو جانتا ہوں اور اس کے باپ کو بھی جانتا ہوں اور وہ اس وقت زمین میں کہاں ہے؟ (یہ بھی جانتا ہوں) میں نے کہا: تمہارا ہمیشہ ستیاناس ہو (تم نے میرے دل میں خوش گمانی پیدا کر دی تھی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2173 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَفِيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ قَالَ

2173- أخرجه مسلم (4/2241): كتاب الفتن و اشرط الساعة: باب: ذكر ابن صيار: حديث (87/2925) واهب (2/97-96) من طريق

ابى نضرة. فذكره-

متن حدیث: لَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ صَائِدٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَاحْتَبَسَهُ وَهُوَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ وَلَهُ ذُوَابَةٌ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَى قَالَ أَرَى عَرْشًا فَوْقَ الْمَاءِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ فَوْقَ الْبَحْرِ قَالَ فَمَا تَرَى قَالَ أَرَى صَادِقًا وَكَاذِبِينَ أَوْ صَادِقِينَ وَكَاذِبًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عُمَرَ وَابِي ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحَفْصَةَ عِلْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک راستے میں ابن صائد سے ملے تو آپ نے اسے روک لیا وہ ایک یہودی لڑکا تھا اس کے سر پر لمبے بال تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو وہ بولا: کیا آپ یہ گواہی دیتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے اس فرشتوں، کتابوں، اس کے (سچے) رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: تم کیا دیکھتے ہو اس نے جواب دیا: میں ایک تخت دیکھتا ہوں جو پانی پر موجود ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ سمندر پر ابلیس کے تخت کو دیکھتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم اور کیا دیکھتے ہو اس نے جواب دیا: میں ایک سچے اور دو جھوٹے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دو سچے اور ایک جھوٹے (قاصد) کو دیکھتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ معاملہ اس پر مشتبہ ہو گیا ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2174 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَمُكُّ أَبُو الدَّجَالِ وَأُمُّهُ ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُوَلَّدُ لَهُمَا وَلَدٌ ثُمَّ يُوَلَّدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَعْوَرٌ أَضْرُ شَيْءٍ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٍ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ ثُمَّ نَعَتْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُويهِ فَقَالَ أَبُوهُ طَوَالَ ضَرْبِ اللَّحْمِ كَانَ أَنْفَهُ مَنَقَارًا وَأُمُّهُ فَرُضَاخِيَّةٌ طَوِيلَةُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبُويهِ فَإِذَا نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمَا فَقُلْنَا هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَكَّنَا ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُوَلَّدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدْنَا غُلَامًا أَعْوَرًا أَضْرُ شَيْءٍ وَأَقْلَهُ مَنَفَعَةٍ تَنَامُ عَيْنَاهُ

2174- أخرجه احمد (۵/۴۹۰۶/۵) من طريق حماد بن سلمة عن علي بن زيد عن عبد الرحمن بن أبي بكر عن أبيه به-

وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجِدٌ فِي الشَّمْسِ فِي قِطِيفَةٍ لَهُ وَلَهُ هَمَّهُمَةٌ فَتَكَشَّفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتُمَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ

﴿﴾ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دجال کے ماں باپ کے ہاں تیس سال تک اولاد نہیں ہوگی پھر ان کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو ”کانا“ ہوگا جو سب سے زیادہ نقصان دہ ہوگا اور سب سے کم نفع بخش ہوگا اس کی آنکھیں سو جائیں گی، لیکن اس کا ذہن بیدار رہے گا، راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کے ماں باپ کا حلیہ ہمارے سامنے بیان کیا آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے باپ کا قد لمبا اور دبلا پتلا ہوگا اس کی ناک مرغ کی چونچ کی طرح ہوگی جبکہ اس کی ماں لمبے پستان والی عورت ہوگی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سنا کہ مدینہ منورہ میں یہودیوں کے ہاں ایک بچہ ہوا ہے تو میں اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما وہاں گئے ہم ان کے ماں باپ کے ہاں پہنچے تو وہ نبی اکرم ﷺ کے بیان کردہ حلیہ کے مطابق تھے ہم نے دریافت کیا: کیا تمہاری پہلے بھی کوئی اولاد ہے انہوں نے جواب دیا: نہیں تیس سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اب ہمارے ہاں ایک ”کانا“ لڑکا ہوا ہے جو سب سے زیادہ نقصان دہ ہے اور سب سے کم نفع بخش ہے اس کی آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن ذہن بیدار رہتا ہے راوی بیان کرتے ہیں: ہم ان دونوں کے ہاں سے نکلے تو وہ لڑکا ایک چادر لے کر دھوپ میں لیٹا ہوا تھا اور کچھ بڑ بڑا رہا تھا اس نے اپنے سر سے چادر کو ہٹایا اور دریافت کیا: تم دونوں کیا کہتے ہو ہم نے دریافت کیا: ہم نے جو کہا، کیا وہ تم نے سن لیا؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا ذہن بیدار رہتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2175 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمِ بْنِ

عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَّامَانِ عِنْدَ أُطْمِ بْنِ مَغَالَةَ وَهُوَ غَلَامٌ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأَمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَأْتِيكَ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا وَخَبَا لَكَ (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنًا فَلَنْ تَعُدُّوا قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّدُنْ لِي فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَكُ حَقًّا فَلَنْ تَسْلُطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَا يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَعْنِي الدَّجَالَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ چند صحابہ کرام کے ہمراہ ابن صیاد کے پاس سے گزرے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ اس وقت بنو مغالہ کے گھر کے پاس کچھ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ بھی ان دنوں بچہ تھا۔ اسے پتا نہیں چلا نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کی پشت پر مارا اور کہا: تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ابن صیاد نے نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھا اور بولا: میں یہ گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کیا آپ یہ گواہی دیتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے (سچے) رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: تمہارے پاس کیا چیز آئی ہے ابن صیاد نے کہا: میرے پاس ایک سچا (خبر دینے والا آتا ہے) اور ایک جھوٹا آتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا معاملہ تم پر مشتبہ ہو گیا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک بات سوچی ہے۔

”جس دن آسمان دھواں لے کر آئے گا“

ابن صیاد بولا یہ درخ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دفعہ ہو جاؤ! تم اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے حکم دیجئے، میں اس کی گردن اڑا دوں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو یہ حقیقی طور پر (دجال ہے) تو تم اس پر قابو نہیں پاسکو گے اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اسے قتل کرنے میں تمہارے لیے کوئی بھلائی نہیں ہے۔

امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں: اس سے مراد دجال ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

فتنہ ابن صیاد کا تعارف:

احادیث باب میں فتنہ ابن صیاد کا تذکرہ ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن صیاد یا ابن صائد مدینہ طیبہ کے ایک یہودی کا بیٹا تھا جس کے دجال ہونے میں لوگوں کو اشتباہ تھا۔ تاہم اس کے اقوال و افعال اور صفات دجال والی تھیں، یہ دجال تیس مشہور دجالوں میں سے نہیں تھا۔ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مختلف اقوال تھے: بعض اسے دجال قرار نہیں دیتے تھے، لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے حلفاً دجال قرار دیتے تھے۔ بعض اسے دجال نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ مدینہ طیبہ کا باسی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ، اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں لیکن تجھ پر ایمان نہیں رکھتا، کیونکہ تو نبی نہیں ہے کیا تو بھی میرے نبی ہونے پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا: جب آپ میری نبوت کے قائل نہیں ہیں تو میں بھی آپ کی نبوت کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں۔ اس نے مزید آپ سے کہا: آپ امیوں (جہلاء) کے نبی ہیں۔

دوران سفر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے دجال ہونے پر اشتباہ پیدا ہوا، اس نے آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا تو آپ نے نفرت کی وجہ سے قبول نہ فرمایا۔ اس نے دوران گفتگو اپنے دجال ہونے کی نفی پر دلائل دیے کہ میں مدینہ طیبہ کا

باسی ہوں جبکہ دجال قطعاً مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ میں دجال اور اس کے باپ کے بارے میں جانتا ہوں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی وجوہات کی وجہ سے اسے قتل نہ کیا تھا:

- 1- وہ نابالغ تھا،
- 2- شہر کا دفاع کرنے کا اس سے معاہدہ تھا،
- 3- اگر دجال نہ ہو تو اسے قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔
- 4- اگر دجال ہو تو اسے قتل کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے خود قتل کریں گے۔
- 5- دجال کی اولاد نہیں ہوگی جبکہ اس کی اولاد موجود تھی۔
- 6- دجال کا حرمین شریفین میں داخلہ ممنوع تھا لیکن یہ مدینہ طیبہ کا رہائشی اور مکہ کی طرف حج یا عمرہ کی غرض سے عازم سفر بھی تھا۔

ابن صیاد اپنے آپ کو نبی قرار دیتا تھا۔ نزول وحی اور فرشتوں کی آمد کا بھی اعلان کرتا تھا۔ اس نے اعلان کیا، میرے پاس دو آتے ہیں:

1- ایک صادق، 2- ایک کاذب۔

ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے اسے مشتبه قرار دیا اور دفع ہونے کا فرمایا تھا۔

2176 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا عَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنفُوسَةٌ يَعْنِي الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةٌ سَنَةً

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَبُرَيْدَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس وقت روئے زمین پر موجود ہر زندہ

فخض (زیادہ سے زیادہ) سو سال تک زندہ رہے گا (اس وقت تک ضرور فوت ہو جائے گا)

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2177 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنٍ حُمَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ وَأَبِي بَكْرٍ بْنِ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَثْمَةَ

2176- اخرجه مسلم (۱۹۶۷/۴): کتاب فضائل الصحابة: باب: قوله صلى الله عليه وسلم الاتاني مائة سنة و على الارض --- (حدیث

(۲۵۲۹/۲۴۰) من طريق ابى نصره فذكره-

2177- ينظر مسلم (۱۹۶۵/۴): کتاب فضائل الصحابة: باب: قوله صلى الله عليه وسلم (الاتاني مائة سنة و على الارض ---) (حدیث

(۲۵۲۷/۲۱۷) و ابو داود (۵۲۸/۲): کتاب الملاحم: باب: قيام الساعة: حدیث (۴۲۴۸) - من طريق عبد الرزاق عن معمر عن الزهري

عن سالم و ابى بكر بن سليمان بن ابى حثمة كلاًهما عن ابن عمر به-

متن حدیث: اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلِ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَأَنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذَلِكَ الْقَرْنُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اپنی ظاہری حیات کے آخری زمانے میں عشاء کی نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا تو آپ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو آج کی اس رات کے ٹھیک ایک سو سال بعد کوئی ایسا شخص باقی (یعنی زندہ) نہیں رہے گا جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو نقل کرنے میں غلطی کی ہے اور اسے اس مفہوم میں نقل کیا ہے: ایسا تقریباً ایک سو سال تک ہوگا جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا: آج روئے زمین پر جو شخص موجود ہے اس سے مراد یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ٹھیک ایک صدی گزرنے کے بعد (موجودہ زندہ لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

احادیث باب کا مفہوم:

احادیث باب کا بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ دنیا کی زندگی صرف ایک سو سال ہے اور اس کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی، ان کی یہ بات درست نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ زمین پر موجود ہیں یہ ایک سو سال کے اندر اندر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں بچے گا، تاہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ضابطے سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ السلام آسمان پر ہیں اور فرشتے بھی فضا اور آسمانوں میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ابلیس بھی اس ضابطے سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس کا تخت زمین پر نہیں ہے بلکہ پانی پر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پورا ہوا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صحابی حضرت ابوالطفیل ہیں جن کا وصال 110ھ میں ہوا تھا۔

حضرت خضر علیہ السلام کے مستثنیٰ ہونے کے بارے میں قطعی علم نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص مسجد میں گفتگو کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو بھیجا کہ انہیں جا کر کہوں کہ وہ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں! جب ان تک آپ کا پیغام پہنچا تو انہوں نے جواب میں کہا وہ تو امام الانبیاء ہیں۔ خادم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون شخص تھا جس کے پاس آپ نے مجھے دعا کرانے کے لیے

روانہ کیا تھا؟ فرمایا: وہ خضر علیہ السلام تھے، مزید ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک شخص جارہا تھا، کسی خادم نے دیکھ لیا اور عرض کیا: حضور! آپ کے ساتھ کون شخص تھا؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے بھی نہیں دیکھ لیا تھا؟ عرض کیا: حضور: جی ہاں! اسی لیے تو میں نے ان کے بارے میں آپ سے دریافت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم تو پھر بہت نیک آدمی ہو، وہ خضر علیہ السلام تھے۔ یہ واقعات بھی ایک صدی کے اندر کے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عربی وغیرہ علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بقید حیات نہیں ہیں اگر وہ بقید حیات ہوتے تو عہد میثاق کے مطابق غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت کے لیے شامل ہوتے۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا تھا: اے اللہ! اگر اس موقع پر تو نے ہماری معاونت و مدد نہ کی تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی موجود نہیں رہے گا۔ اگر حضرت خضر علیہ السلام بقید حیات ہوتے تو آپ نے یہ کیوں فرمایا: زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی موجود نہیں رہے گا؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ سَبِّ الرِّيَّاحِ

باب 56: ہوا کو برا کہنے کی ممانعت

2178 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ ذَرِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اَبِي عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَسُبُّوا الرِّيَّاحَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيَّاحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا اَمْرَتْ بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيَّاحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا اَمْرَتْ بِهِ
فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابِي هُرَيْرَةَ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ وَاَنَسٍ وَاَبْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”ہوا کو برا نہ کہو جب تم ایسی صورتحال دیکھو جو ناپسندیدہ ہو تو تم یہ کہو:

”اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس میں موجود بھلائی کا اور اس کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے اس ہوا کے شر اور اس میں موجود شر اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔“

اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ہوا کو برا کہنے کی ممانعت اور اس سے تحفظ کی دعا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ہوا طوفانی یا گرم یا سرد چلنے کی وجہ سے طیش میں آ کر اسے برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ یہ برائی اس کے خالق کی طرف عود کرتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس طرح زمانہ کی گردش کی وجہ سے زمانہ کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ زمانہ خود ذات باری تعالیٰ ہے۔ تاہم ہوا کے حوالے سے جب بھی کوئی فتنہ برپا ہو تو اس سے تحفظ کے لیے یہ دعا کرنی چاہیے: **اللَّهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا اَمْرَتْ بِهِ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذَا الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا اَمْرَتْ بِهِ**۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ہوا کی بھلائی، اس میں موجود بھلائی اور اس کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی بھلائی طلب کرتے ہیں۔ ہم تجھ سے ہوا کے شر، اس میں موجود شر اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

2179 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

متن حدیث: اَنَّ نِسَاءَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَضَحِكَ فَقَالَ اِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ فَفَرِحْتُ فَاحْبَبْتُ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِي اَنْ نَاسًا مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِيْنَ رَكِبُوا سَفِيْنَةً فِي الْبَحْرِ فَجَالَتْ بِهِمْ حَتَّى قَذَفْتَهُمْ فِي جَزِيْرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَاِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَبَّاسَةٍ نَاشِرَةٍ شَعْرَهَا فَقَالُوا مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوا فَاخْبِرِيْنَا قَالَتْ لَا اُخْبِرُكُمْ وَلَا اسْتَخْبِرُكُمْ وَلَكِنْ اَنْتَوُا اَقْصَى الْقَرْيَةِ فَاِنْ لَمْ يَخْبِرْكُمْ وَيَسْتَخْبِرْكُمْ فَاتَيْنَا اَقْصَى الْقَرْيَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُوثِقٌ بِسِلْسِلَةٍ فَقَالَ اَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ قُلْنَا مَلَاى تَدْفُقُ قَالَ اَخْبِرُونِي عَنِ الْبَحِيْرَةِ قُلْنَا مَلَاى تَدْفُقُ قَالَ اَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ الَّذِي بَيْنَ الْاَرْدَنِ وَفِلَسْطِيْنَ هَلْ اطْعَمَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَخْبِرُونِي عَنِ النَّبِيِّ هَلْ بُعِثَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَخْبِرُونِي كَيْفَ النَّاسُ اِلَيْهِ قُلْنَا سِرَاعٌ قَالَ فَنَزَى نَزْوَةً حَتَّى كَادَ قُلْنَا فَمَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الدَّجَالُ وَاِنَّهُ يَدْخُلُ الْاَمْصَارَ كُلَّهَا اِلَّا طَيْبَةَ وَطَيْبَةَ الْمَدِيْنَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسَى: وَهَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ

وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

﴿﴾ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسکراتے ہوئے منبر پر چڑھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تميم داری نے مجھے ایک واقعہ سنایا ہے جو مجھے اچھا لگا میں یہ چاہتا ہوں وہ تمہیں بھی سنادوں، فلسطین سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی موجوں میں گھر گئی اور اس نے انہیں سمندر میں موجود ایک جزیرے تک پہنچا دیا۔

2179- اخرجہ مسلم (۴/۲۲۶۱): کتاب الفتن و اشراف الساعة: باب: قصة الجساسات: حدیث (۱۱۹/۱۲۱-۱۲۲/۲۹۴۲) و ابو داؤد (۲/۲۵۲-۲۵۳): کتاب الصلاة: باب: فی غیر الجساسات: حدیث (۴۳۵-۴۳۶/۶۲۳۲) و ابن ماجہ (۲/۱۳۵۱): کتاب الفتن: باب: فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم: حدیث (۴۰۷۴) و احمد (۲۷۳/۲۷۳۶۲-۲۷۳/۱۱۳۰۱۳-۱۱۳۰۱۳) و المسندی (۱/۱۷۷-۱۷۸) حدیث (۳۶۴) من طریق عام الشعبی: مذکورہ۔

وہاں ایک عورت تھی جس کے بال اتنے لمبے تھے کہ وہ بال ہی لباس کا کام دے رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں جساسہ ہوں، لوگوں نے کہا تم ہمیں کچھ بتاؤ وہ بولی میں کچھ نہیں بولوں گی اور نہ ہی تم سے کچھ پوچھوں گی تم اس بستی کے دوسرے کنارے کے پاس چلے جاؤ وہاں وہ شخص موجود ہوگا، جو تمہیں بتائے گا بھی اور تم سے دریافت بھی کرے گا۔

راوی کہتے ہیں: ہم اس بستی کے انتہائی کنارے تک گئے تو وہاں زنجیروں میں بندھا ہوا ایک شخص موجود تھا وہ بولا: تم لوگ مجھے بتاؤ کہ زغر کے چشمے کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا وہ بھرا ہوا ہے اور چھلک رہا ہے وہ بولا: مجھے بحیرہ کے بارے میں بتاؤ، ہم نے کہا وہ بھی بھرا ہوا ہے اور جوش مار رہا ہے۔ وہ بولا: اردن اور فلسطین کے درمیان بیسان کے نخلستان کے بارے میں بتاؤ کیا وہ ابھی بھی پھل دیتا ہے۔ ہم نے جواب دیا: جی ہاں۔ وہ بولا: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بتاؤ کیا وہ مبعوث ہو گئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں۔ وہ بولا: تم لوگ مجھے بتاؤ کہ تم لوگوں کا ان کی طرف رجحان کیا ہے؟ ہم نے جواب دیا: بڑی (تیزی کے ساتھ جارہے ہیں) راوی کہتے ہیں: وہ تیزی سے اچھلا یہاں تک کہ قریب تھا: وہ (زنجیروں سے آزاد ہو جاتا) ہم نے کہا تم کون ہو وہ بولا: میں دجال ہوں۔

(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال ”طیبة“ کے علاوہ ہر ایک شہر میں داخل ہو جائے گا۔

(راوی کہتے ہیں) طیبة سے مراد مدینہ منورہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور قتادہ کی شععی کے حوالے سے روایت کرنے کے طور پر غریب ہے۔

دیگر راویوں نے اسے امام شععی کے حوالے سے اور سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

شرح

جزیرہ میں مقید دجال اور جساسہ کی نفی:

حدیث باب جامع ترمذی کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی مختلف اسناد سے موجود ہے۔ اس روایت میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ایک جہاد میں جام شہادت نوش کر گئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ام شریک انصاریہ کے ہاں عدت گزارنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ ایک مہمان نواز خاتون ہے اور لوگوں کی اس کے پاس کثرت سے آمد و رفت ہے وہ اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں عدت پوری کریں۔

2- اس روایت میں صراحت ہے کہ دجال ایک جزیرہ میں قید تھا، لوگ وہاں اچانک پہنچ گئے وہ پہلے جساسہ عورت سے ملے پھر دجال سے ملاقات ہوئی اور آپس میں ان کی باتیں بھی ہوئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرات احناف نے دونوں مسائل کو خارجی اور داخلی تناقضات کی وجہ سے مسترد کر دیا تھا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- ایک روایت کے مطابق عورت کے شوہر حضرت ابو عمر بن حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں یمن گئے وہاں سے انہوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تیسری طلاق بھی ارسال کر دی، جو ابھی تک باقی تھی، شوہر کی طرف سے قاصد نے عورت کے اخراجات فراہم کرنے کی کوشش کی جو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ حضو

راقس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نان و نفقہ کے بارے میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیس لک علیہ نفقہ۔ ان کے ذمہ تمہارا نفقہ نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 148) دوسری روایت کے مطابق حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوہر ابتداء اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ایک غزوہ میں شامل ہو کر شہید ہو گئے تھے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 2942) دونوں روایات میں تعارض و تناقص موجود ہے۔

2- ایک روایت کے مطلقہ کی عدت پوری ہونے پر انہیں حضرت ابو جہم اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پیغام نکاح بھیجا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پیغام نکاح بھیجا تھا۔

3- ایک روایت کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقہ کی عدت پوری ہونے کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منگنی کی تھی اور دوسری روایت کے مطابق اس سے قبل منگنی کی تھی۔

4- ایک روایت کے مطابق دجال سے ملاقات حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوئی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا اور دوسری روایت میں ہے یہ سفر حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی نے بیان کیا تھا اور اسے یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

5- یہ قصہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا یا حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا تھا؟ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیان فرمایا تھا لیکن مسند ابویعلیٰ کی روایت کے مطابق حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بیان کیا تھا۔

6- ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: انطلقوا الی هذا الرجل بالدير۔ میں ”الدير“ سے مراد ہے: پادریوں کی خانقاہ، راہب خانہ۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں: اذهب الی ذلك القصر (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 4325)

7- حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں دور فاروقی میں جمعہ سے قبل بیان کی اجازت تھی اور دور عثمان میں بروز ہفتہ بھی بیان کی اجازت تھی۔ اگر حدیث باب کا واقعہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے تو اسے کسی مرد کی طرف سے بیان کرنے کے بجائے عورت (حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا) کیوں بیان کرتی ہے؟

8- جس جزیرہ میں لوگوں نے دجال اور جاسہ سے ملاقات کی تھی، اس میں ایک پورا گاؤں آباد تھا۔ فی الحال ذرائع معلومات وسیع ترین ہونے کے باوجود اس جزیرہ کی نشاندہی کیوں نہیں کی گئی وہ کہاں واقع ہے؟

2180 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُدِلَّ نَفْسَهُ قَالُوا وَكَيْفَ يُدِلُّ نَفْسَهُ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: کسی بھی مومن کے لیے اپنے آپ کو ذلیل

2180-المرجه ابن ماجه (۱۳۳۱/۲): كتاب الفتن: باب: قوله تعالى: (يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم) (المائدة: ۱۰۵) حديث (۴۰۶) و احمد (۴۰۵/۵) من طريق حماد بن سلمة عن علي بن زيد عن الحسن عن جندب فذكره-

کرنا مناسب نہیں ہے، لوگوں نے دریافت کیا: کوئی شخص اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنے آپ کو اس آزمائش میں پیش کر دے جس کا سامنا کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

خود کو ذلیل و خوار کرنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ انسان کو تکلیف مالا یطاق میں مبتلا نہیں کرتا، کیونکہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا. (البقرہ 286) ”اللہ تعالیٰ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ نہیں ڈالتا“۔ فقہاء نے حدیث باب سے یہ ضابطہ اخذ کیا ہے کہ اگر انسان خود اپنی ذات کو تکلیف مالا یطاق میں مبتلا کر لے خواہ کسی امر جائز میں ہو جس سے ذلت و رسوائی اور خواری ہوتی ہو تو جائز نہیں ہے۔ مثال کے طور پر: 1- بجلی چوری کرنا۔ 2- بغیر ٹکٹ کے ریل کار کا سفر کرنا۔ 3- ٹیکس چوری کرنا۔ 4- بلیک میں چیک کیش کرانا۔ جب کوئی شخص ان قومی جرائم میں پکڑا جائے تو اس کی ذلت و خواری اور ندامت و پریشانی کی انتہا نہیں رہتی۔ مسلمان کو ایسے امور سے احتراز کرنا چاہئے، کیونکہ یہ اس کی شایان شان ہرگز نہیں ہیں۔

2181 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتَبِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ

الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَصْرَتُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ أَنْصَرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَكْفُهُ عَنِ الظُّلْمِ فَذَاكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اپنے بھائی کی مدد کرو! چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو، عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کر لوں گا، اگر وہ ظالم ہو تو میں اس کی کیسے مدد کروں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کو ظلم سے روکو یہ تمہارا اس کی مدد کرنا ہوگا۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2181- اخرجہ البخاری (۵/ ۱۱۷): کتاب السطالم: باب: اعن اخاک ظالما او مظلوما، حدیث (۲۶۴۳) و طرفہ فی: (۶۹۵۲، ۲۶۴۴) و احمد (۲۰۱/۵) و عبد بن حمید (۴۱۱) حدیث (۱۶۰۱) من طریق حمید، فذکرہ۔

شرح

ظالم و مظلوم کی مدد کرنے کا مفہوم:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنی چاہیے۔ صحابہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا جاتا ہے کہ یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد کرنا تو ہماری سمجھ میں آتا ہے کہ اس کا دفاع کیا جائے اور اس پر کیے جانے والے ظلم کا تدارک کیا جائے لیکن ظالم کی معاونت کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکیمانہ انداز میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ظالم کو ظلم سے روکنے کی کوشش کرنا اس کی معاونت ہے، تاکہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر زیادتی سے باز آجائے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 2444)

2182 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتَنَّ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص نے جنگل میں سکونت اختیار کی وہ سخت مزاج اور بد اخلاق ہو گیا اور جس شخص نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہو گیا جو شخص حکمران کے دروازے پر آیا وہ آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے طور پر ”غریب“ ہے ہم اسے ثوری نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

قرب سلطان باعث فتنہ ہونا:

سلطان وقت کے پاس اس غرض سے جانا کہ اسے حق بات کہتے ہوئے اس کے فرائض منصبی سے آگاہ کیا جائے اور ظلم و زیادتی سے احتساب کرنے کا درس دیا جائے، یہ جہاد اکبر ہے، کیونکہ اس میں سلطان سمیت تمام قوم کا فائدہ ہے۔ تاہم اپنے ذاتی مفاد کے لیے یا کسی ناجائز بات میں ہاں سے ہاں ملانے کی غرض سے سلطان عصر کے پاس جانا باعث ذلت و فتنہ ہے۔ حدیث باب میں تین اہم امور پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

2182- اضر جہ ابو داؤد (۱۲۴/۲): کتاب الصید: باب: فی اتباع الصید: حدیث (۲۸۵۹) من طریق وھب بن منبہ، مذکورہ۔

1- مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا۔ جنگل میں رہائش اختیار کرنا ظلم ہے۔ اس ظلم کی وجہ ترک جماعت، ترک جمعہ، اہل علم کی محفل سے محرومی، مکار اخلاق سے دوری اور خدمت خلق کے جذبہ کا معدوم ہونا ہے۔

2- وَمَنْ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، جو شکار کا عادی ہو وہ غفلت میں پڑ گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شکار کرنے کا عادی بن جاتا ہے وہ اسی کام کا ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ دیگر تمام امور کو نظر انداز کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اہم اور ضروری کاموں کے انجام دینے سے بھی غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔

3- وَمَنْ اتَى ابواب السلطان افتتن۔ سلطان وقت کے دروازہ کا چکر لگانا باعث فتنہ ہے۔ اس کی توضیح اوپر گزر چکی ہے۔

2183 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنبَانًا شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِنَّكُمْ مَنْصُورُونَ وَمُصِيبُونَ وَمَفْتُوحٌ لَكُمْ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾﴾ عبد الرحمن بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم لوگوں کی مدد کی جائے گی تم لوگوں کو مال و دولت ملے گا تم لوگوں کے لیے کشادگی ہو گی تو تم میں سے جو شخص ایسی صورت حال کو پائے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے نیکی کا حکم دے برائی سے منع کرے اور جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

خوشحالی باعث فتنہ ہونا:

جس طرح بعض اوقات فقر و فاقہ اور غربت و افلاس بے دینی اور گمراہی کا باعث بن جاتی ہے اسی طرح بعض اوقات خوشحالی بھی دین سے دوری اور غفلت و فتنہ کا سبب بن جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں خوشحالی کی خوشخبری سنائی وہاں اس کی خرابیوں اور نقائص کی بھی نشاندہی فرمادی ہے۔ بعض اوقات انسان خوشحالی کی وجہ سے اس قدر غفلت کا شکار ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اپنے ذاتی مفادات کے لیے احادیث گڑھنے سے بھی باز نہیں آتا۔ خود ساز احادیث بیان کرنے اور احادیث گھڑنے کی وعید و مذمت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَمَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَبِئْرَ

2183- أخرجه ابن ماجه (۱/۱۳): المقدمة: باب: التفلیط فی تعدد الكذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (۲۰) من طریق سمارک فذکرہ۔

مقعدہ من النار۔ (مسند امام احمد، ج اول 398) جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

2184 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَانَا شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَحَمَادٍ وَعَاصِمِ

بْنِ بَهْدَلَةَ سَمِعُوا أَبَا وَائِلٍ عَنِ حُذَيْفَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ عُمَرُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا

قَالَ حُذَيْفَةُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكْفِرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ

وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَسْتُ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ وَلَكِنْ عَنِ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيرَ

الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ عُمَرُ أَيَفْتَحُ أَمْ يُكْسِرُ قَالَ بَلْ يُكْسِرُ قَالَ إِذَا لَا يُغْلَقُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

قَالَ أَبُو وَائِلٍ فِي حَدِيثِ حَمَادٍ فَقُلْتُ لِمَسْرُوقٍ سَلَّ حُذَيْفَةَ عَنِ الْبَابِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ

حَكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کے بارے میں جو

ارشاد فرمایا تھا وہ کس شخص کو یاد ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے یاد ہے پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی:

آدمی کی بیوی اس کا مال اس کی اولاد اور اس کا پڑوسی آزمائش ہوتے ہیں اور نماز، روزہ، صدقہ کرنا نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اس کا

کفارہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تم سے اس بارے میں دریافت نہیں کیا میں نے تم سے اس فتنے کے بارے میں

دریافت کیا ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح ہوگا، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آپ کے اور اس کے

درمیان ایک بند دروازہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا اسے کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: اسے توڑ دیا جائے گا، تو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تو وہ اس لائق ہے کہ قیامت تک بند نہ ہو۔

ابو وائل نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے مسروق سے کہا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیجئے؟ اس دروازے

کے بارے میں انہوں نے دریافت کیا، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

سمندر کی طرح فتنہ کا موجزن ہونا:

فتنہ کی متعدد اقسام ہیں:

1- انسان کے اندر کا فتنہ، یہ وہ فتنہ ہے جس سے آدمی کے احوال بگڑ جاتے ہیں اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اسے عبادت و

2184- اخرجہ البخاری (۱۱/۲): کتاب اسواقیت الصلاة: باب: الصلاة كفارة: حديث (۵۲۵) - واطرافه في: (۷۰۹۶، ۳۵۸۶، ۱۸۹۵، ۱۴۳۵) و مسلم (۴/۲۳۱۸، ۲۳۱۹): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: في الفتن التي تموج كموج البحر: حديث (۱۴۴/۲۷، ۲۶) و ابن ماجه (۱۲۰۵/۲): کتاب الفتن: باب: ما يكون من الفتن: حديث (۲۹۵۵) و احمد (۴۰۱/۵) من طريق الفتن: مذكرة-

ریاضت میں حلاوت محسوس نہیں ہوتی۔

2- نظام خانہ داری کا فتنہ، یہ وہ فتنہ ہے جس کی وجہ سے گھر کا امن و سکون تباہ ہو جاتا ہے اور گھر کے تمام افراد پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

3- اولاد میں فتنہ: یہ وہ فتنہ ہے جس کی وجہ سے والدین اور اولاد باہم متنفر ہو جاتے ہیں یعنی والدین اپنے فرائض اور حقوق اولاد نظر انداز کر دیتے ہیں اور اولاد والدین کے حقوق اور اپنے فرائض سے غفلت برتنا شروع کر دیتی ہے۔

4- مال و دولت کا فتنہ: یہ وہ فتنہ ہے کہ انسان ہمہ وقت دنیا اور دولت طلبی میں مصروف ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اہم اور دینی اور انجام دینے سے غافل ہو جاتا ہے۔

5- سمندر کی طرح موجزن فتنہ یہ وہ فتنہ ہے جس کی وجہ سے حکمران طبقہ اور رعایا سب متاثر ہوتے ہیں۔ یہ نظام سلطنت کے بگاڑ کا فتنہ ہے۔ حدیث باب میں اسی فتنے کا ذکر ہے۔ جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں (آپ کی شہادت سے) شروع ہوا اور تا حال اس کا سدباب نہ ہو سکا۔

فائدہ نافعہ: فتنوں کا علم ہونا اس لیے ضروری ہے تاکہ ن کا دفاع کیا جاسکے ان سے بچا سکے۔ گھریلو یا خاندانی فتنوں کا تدارک صداقت، امانت اور اپنے حقوق و فرائض کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر کیا جاسکتا ہے، مالی فتنوں کا خاتمہ مال کو حلال طریقہ سے حاصل کر کے، صدقات و خیرات ادا کر کے اور حلال و جائز امور میں خرچ کر کے کیا جاسکتا ہے۔ والدین اور اولاد کا باہم فتنہ بھی اپنے فرائض و حقوق کو پورا کر کے کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح پڑوسی کی پریشانی کا فتنہ اس کے دکھ درد میں شامل ہو کر ختم کیا جاسکتا ہے۔

2185 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ اسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ

أَبِي حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ عَاصِمِ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ

متن حدیث: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ خَمْسَةٌ وَأَرْبَعَةٌ أَحَدُ الْعَدَايَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْآخَرُ مِنَ الْعَجَمِ فَقَالَ اسْمَعُوا هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكُذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَكَيْسَ بَوَارِدٍ عَلَى الْحَوْضِ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعْنَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكُذِبِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَى الْحَوْضِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مِسْعَرٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: قَالَ هَارُونُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمِ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ هَارُونُ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَكَيْسَ بِالنَّخَعِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ

2185- اضرجه النسائی (۱۶۰/۷): کتاب البيعة: باب: ذكر الوعيد لمن اعان اميرا على الظلم: حديث (۴۲۰۷) واحمد (۴۴۳/۴) وعبد بن حميد (۱۴۵) حديث (۲۷۰) من طريق ابو حصين عثمان بن عاصم عن عامر الشعبي، فذكره-

مِسْعَرٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُدَيْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت نو آدمی تھے جن میں سے پانچ عرب تھے اور چار عجمی تھے یا شاید پانچ عجمی تھے اور چار عرب تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غور سے سنو! کیا تم نے یہ بات سنی ہے: میرے بعد مراد ہوں گے۔ جو شخص ان کے پاس جائے ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے۔ ان کے جھوٹ میں ان کی مدد کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا حوض پر مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا، جو شخص ان کے پاس نہیں جائے گا ان کے ظلم میں ان کی مدد نہیں کرے گا ان کی تصدیق نہیں کرے گا وہ مجھ سے متعلق ہے اور میں اس سے متعلق ہوں اور وہ حوض پر میرے پاس آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے، ہم اسے صرف مسعر نامی راوی کی روایت کے طور پر اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت کعب بن عجرہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند منقول ہے۔ اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

ظالم حکمرانوں کی معاونت کرنے کی وعید:

خدا ترس اور نیک حکمرانوں کی معاونت کرنا اور ان کی اطاعت گزاری بہت بڑی نیکی ہے، اللہ ورسول کے باغی اور ظالم حکمرانوں کی معاونت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ان کی غلط پالیسیوں کی حمایت کرنا اور اصلاح کی کوشش نہ کرنے کی وعید مذمت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے اظہار ناراضگی کیا اور انہیں حوض کوثر سے محروم قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلم و ستم اور برائی میں کسی کی معاونت کرنا بھی ظلم و زیادتی ہے، جو کسی مسلمان کی شایان شان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تاہم ظالم حکمرانوں کی اصلاح کرنا، ظلم و زیادتی سے روکنا اور ان کے سامنے حق بات کہنا، جہاد اکبر سے کم نہیں ہے۔ اس صورت میں حکمرانوں سے لے کر عوام تک سب کا فائدہ ہے اور سلطنت کے ہر فرد کی ترجمانی ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2186 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السَّيِّدِي الْكُوفِي حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنِي عَنِ النَّاسِ زَمَانَ الصَّابِرِ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْصِيحُ رَاوِي: وَعُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ شَيْخٌ بَصْرِيُّ قَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا، جب دین پر قائم رہنے والا شخص اس طرح ہوگا جس طرح اس نے اپنی مٹھی میں انگارہ رکھا ہوا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

عمر بن شاکر بصرہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ ہیں، کئی اہل علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

فتنوں کے دور میں دین پر قائم رہنے کی فضیلت:

جب فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا تو دین پر قائم رہنا انتہائی درجہ کا دشوار ہوگا بلکہ جس طرح اپنی مٹھی میں آگ کا انگار پکڑنا دشوار ہوتا ہے۔ تاہم اس دور میں دین پر قائم رہتے ہوئے کوئی عمل صالح انجام دینے کا اجر و ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: للعامل فیہن اجر خمسين رجلاً یعملون مثل عملہ۔ (مکتوٰۃ الصالح، رقم الحدیث 5144) اس زمانہ میں دینی امور کو انجام دینے کا ثواب پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا، جو اس جیسا عمل کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا: ان میں سے پچاس آدمیوں کا مطلب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: تم لوگوں کے پچاس آدمیوں کا اجر و ثواب مراد ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ پر فتن زمانہ عصر حاضر ہے۔ کیونکہ عربیانی و فحاشی، قتل و غارت، ظلم و زیادتی، شراب نوشی اور زنا کاری جیسے گناہ شب و روز کیے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں اسلامی اصولوں پر کار بند رہنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے، لہذا مسلمان کو چاہیے کہ شیطانی حربوں سے بچتے ہوئے اسلامی اصولوں پر عمل پیرا رہے۔

فائدہ نافعہ: جس طرح مسلم و غیر مسلم، عالم و جاہل، اور نیک و بد شخص کی نیکی میں فرق ہے، اسی طرح صحابی اور غیر صحابی کے عمل خیر میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے، صحابی ایک مٹھی جو اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس کا اجر و ثواب غیر صحابی سے زیادہ ہے جو احد پہا کے برابر سونا اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہے۔ اس بات سے صحابی رسول کی عظمت و فضیلت کا پتہ چلتا ہے۔

2187 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى

بْنُ عَبِيدَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي بِالْمُطَيْطِيَاءِ وَخَدَمَهَا أَبْنَاءُ الْمُلُوكِ أَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّومِ سُلْطَ شِرَارُهَا عَلَى

خِيَارِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَا يُعْرَفُ لِحَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ

سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَصْلُ إِنَّمَا الْمَعْرُوفُ حَدِيثُ مُوسَى بْنِ عَبِيدَةَ وَقَدْ رَوَى مَالِكُ بْنُ

انسِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكَرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
 ﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میری امت کے لوگ اکڑ کر چلنا
 شروع کریں گے اور بادشاہوں کی اولاد ان کی خدمت کرے گی اور فارس اور روم کے لوگ ان کی خدمت کریں گے تو ان کے بد
 ترین لوگ ان کے بہترین لوگوں پر مسلط کر دیے جائیں گے۔

ابومعاویہ نامی راوی نے اسے یحییٰ بن سعید انصاری سے نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن دینار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید کے حوالے سے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ابومعاویہ کی اس روایت کی کوئی
 اصل نہیں ہے۔ معروف یہی ہے: اسے موسیٰ بن عبیدہ سے نقل کیا گیا ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے ”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے
 اس کی سند میں عبداللہ بن دینار اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

لوگوں کا تکبر و غرور کرنا اور ان پر بدترین حکمرانوں کا تسلط ہونا:

علامات قیامت میں سے دو علامتیں حدیث باب میں بیان کی گئی ہیں:

1- لوگوں کا تکبر و غرور کرنا: مرور وقت کے ساتھ جب لوگوں میں اکل حلال اور صدق مقال صفات کا خاتمہ ہو جائے گا تو لوگ
 تکبر و غرور کا شکار ہو جائیں گے اور یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ناپسندیدہ ہوگی، کیونکہ تکبر و غیرہ شیطان کی طرف سے ہوتا
 ہے۔

2- بدترین حکمرانوں کا تسلط ہونا۔ جب لوگوں میں بے عملی، بد کرداری اور تکبر و غرور کا ناسور پھیل جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے انتقامی طور پر ان پر ظالم و جابر حکمران مسلط کر دیے جائیں گے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بعید از قیاس نہیں ہے کہ جیسی عوام ہوتی
 ہے ویسے ہی ان پر حکمران مسلط کیے جاتے ہیں اور حکمران ان پر عذاب و قہر الہی بن کر چھا جاتے ہیں۔

2188 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنِ الْحَسَنِ

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ

مَثَلُ حَدِيثٍ: عَصَمَنِي اللَّهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَلَكَ كِسْرِيُّ قَالَ
 مَنْ اسْتَخْلَفُوا قَالُوا ابْنَتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَتْ
 عَائِشَةُ يَعْنِي الْبَصْرَةَ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَنِي اللَّهُ بِهِ

2188- اضرجه البغاري (۷/۷۲۲): كتاب المغازي: باب: كتاب النبي صلى الله عليه وسلم الى كسرى وقيصر: حديث (۴۴۲۵) وطرفه
 في: (۷۰۹۹) والنسائي (۸/۲۲۷): كتاب آداب القضاة: باب: النهي عن استعمال النساء في الحكم: حديث (۵۲۸۸) واهمد (۵/۴۷۰۶۲):
 (۵۱/۵) - من طريق الحسن فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی ایک بات سنی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا (نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں) جب کسریٰ مر گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: لوگوں نے اپنا امیر کسے بنایا ہے، تو لوگوں نے بتایا: کسریٰ کی بیٹی کو، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جن کی حکمران ایک عورت ہو۔
راوی بیان کرتے ہیں: جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں، یعنی بصرہ آئیں، تو مجھے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مجھے یاد آ گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے مجھے بچالیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

عورت کی حکمرانی قوم کی ناکامی ہونا:

جس طرح جہلاء، بے دین اور فاسق و فاجر لوگوں کی حکمرانی رعایا کے لیے عذاب ثابت ہوتی ہے، بالکل اسی طرح عورت کی حکمرانی بھی عذاب الہی کا مظہر، قیامت کی علامت اور عوام کی ناکامی کا باعث ہوتی ہے۔ کسریٰ کے بعد شیرویہ ایران کا سلطان مقرر ہوا تو وہ چھ ماہ بعد زہر کھا کر آنجمانی ہوا۔ پھر اس کی بیٹی بوران حکمران تعینات ہوئی، کیونکہ شیرویہ زینہ اولاد سے محروم تھا جبکہ وہ اپنے بھائیوں کو پہلے ہی قتل کر چکا تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شیرویہ کی بیٹی کے بارے میں عرض کیا گیا کہ وہ ”ایران“ کی حکمران بن چکی ہے تو آپ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: لَنْ يَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ وَأَمْرًا (صحیح بخاری، رقم الحدیث 4425) جس قوم نے عورت کو اپنی حکمران بنایا وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نہ عورت کامیابی کے ساتھ حکومت کر سکتی ہے اور نہ قوم ترقی کر سکتی ہے بلکہ ناکامی کے علاوہ انہیں کوئی چیز میسر نہیں ہوگی۔

سوال: کیا شرعی طور پر عورت ملک کی سربراہ بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب، اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے: جمہور کے نزدیک عورت ملک کی حکمران ہرگز نہیں بن سکتی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جن امور میں عورت گواہ بن سکتی ہے ان میں وہ امیر بھی بن سکتی ہے اور جن معاملات میں وہ گواہ نہیں بن سکتی ان میں امیر نہیں بن سکتی۔

فائدہ نافعہ: جب کوئی عورت استعلاء و تغلب کی بنیاد پر کسی ملک کی سربراہ بن جائے تو اس صورت میں بالاجماع اس کی امارت منعقد ہو جائے گی اور اس کی اطاعت لازم و ضروری ہو جائے گی۔ یاد رہے! ووٹنگ، پارٹی الیکشن اور اکثریت بھی تغلب کی شکل ہے، کیونکہ جمہوری نظام میں دیگر تمام امور کو نظر انداز کر کے محض سروں کی گنتی کی جاتی ہے۔

2189 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَىٰ أَنَسِ بْنِ جُلُوسٍ فَقَالَ: لَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ كُمْ

مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكْتُوا فَقَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبَرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجَى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں کے پاس ٹھہرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو تمہارے اچھے اور تمہارے برے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ راوی بیان کرتے ہیں: لوگ خاموش رہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی تو ایک صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں بتائیں کہ اچھے لوگ کون سے ہیں اور ہم میں سے برے لوگ کون سے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جن سے بھلائی کی امید کی جائے اور ان کے شر سے محفوظ رہا جائے اور برے لوگ وہ ہیں جن سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور ان کے شر سے محفوظ نہ رہا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سب سے بدتر اور بہتر لوگوں کا معیار:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے تین بار یہ بات دریافت کی کہ سب سے بہتر کون شخص ہے اور بدتر کون؟ انہوں نے بیک زبان عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بہتر جانتے ہیں اور آپ ہی اس بارے میں بیان فرمائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقدہ کا حل پیش کرتے ہوئے اور خیر و شر کا معیار مقرر کرتے ہوئے جواب دیا: بہتر وہ آدمی ہے جس سے خیر کی امید واثق ہو اور اس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں اس کے برعکس سب سے برا وہ شخص ہے جس سے خیر کی امید نہ کی جاسکتی ہو اور اس کے شر سے بھی بے خوف ہونے کا تصور پیدا نہ ہو۔

2190 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَمْرَائِكُمْ وَشَرِّ أَمْرَائِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتَدْعُونَ لَهُمْ وَيَدْعُونَ لَكُمْ وَشَرِّ أَمْرَائِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَ لَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ تَوْصِيحَ رَاوِي: وَمُحَمَّدٌ يُضَعَّفُ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین حکمرانوں اور برے حکمرانوں کے بارے میں بتاؤں؟ ان میں سے بہترین وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کریں تم ان کے

لیے دعا کرو وہ تمہارے لیے دعا کریں اور تمہارے حکمرانوں میں سے بدترین وہ ہیں جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں تم لوگ ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے محمد بن ابو حمید نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں اور محمد نامی راوی کو ان کے حافظے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔

شرح

بہترین اور بدترین امراء:

حدیث باب میں بہترین اور بدترین حکمرانوں کی رہنمائی کی گئی ہے۔ بہترین حکمران وہ ہیں جو قوم سے محبت کرتے ہیں اور قوم ان سے محبت کرتی ہے۔ وہ قوم کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور قوم ان کے حق میں دعا کرتی ہے۔ بدترین امراء وہ ہیں جن سے تم عداوت رکھتے ہو اور وہ تم سے عداوت رکھتے، تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ اس روایت میں بھی خیر و بھلائی کا معیار باہم محبت کرنے کو اور برائی کا معیار حکمرانوں کے بارے میں لوگوں کا اظہار نفرت کرنا ہے۔

2191 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنِ

شرح

خیر و بد عمل حکمرانوں کے ساتھ مسلمان لوگوں کا طرز عمل:

جن حکمرانوں کے بعض اعمال خیر ہوں اور بعض برے ہوں تو ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا جائے؟ اس کا جواب حدیث میں

2191- اخرجہ مسلم (۲/۱۴۸۰): کتاب الامارة: باب: وجوب الانكاف على الامراء فيما يخالف الشرع. حدیث (۶۳/۶۴/۱۸۵۴) و
ابوداؤد (۲/۶۵۰/۶۵۶): کتاب السنة: باب: الخوارج. حدیث (۴۷۶۰/۴۷۶۱) و احمد (۶/۲۹۵/۲۹۶) من طریق الحسن عن ضبة
فذكره۔

پیش کیا گیا ہے:

- 1- جس شخص نے انہیں برا قرار دیا وہ یقیناً کامران ہوگا۔
 - 2- جو شخص دل سے انہیں برا خیال کرتا ہے۔ وہ ان کے شر سے محفوظ رہے گا، جس شخص نے دلی طور پر انہیں پسند کیا تو اس نے گویا ان کی پیروی کی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ ان سے جہاد نہ کریں؟ آپ نے جواب دیا: جب تک وہ نماز ادا کرتے ہیں ان سے لڑائی درست نہیں ہے۔
- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم ان لوگوں سے تعلقات منقطع نہ کر لیں؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! جب تک وہ نماز ادا کرتے رہیں۔ خبردار! جس شخص پر کوئی حکمران مقرر کیا گیا اس نے اسے معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا تو وہ اس کی معصیت کو پسند نہ کرے اور اس کی اطاعت کو بھی ترک نہ کرے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1855)

دوسری روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمران طبقہ سے لڑائی کرنے سے منع کیا اور فرمایا: تاہم اگر تم انہیں کفر کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھو، جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی دلیل موجود ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 3666)

فائدہ نافعہ: جب خلیفہ وقت ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرے مثلاً فرضیت صلوٰۃ وغیرہ کا انکار کرے تو اس سے جنگ کرنا واجب ہے، کیونکہ خلیفہ کے تقرر کے مقاصد میں سے ایک اقامت دین ہے جبکہ اس نے اس کا انکار کر کے اپنا مقصد فوت کر دیا۔ ایسا حکمران خود ڈوبے گا اور قوم کو بھی لے ڈوبے گا۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ، ج 5 ص 228)

2192 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا حَدَّثَنَا صَالِحُ الْمُرِّيُّ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا كَانَ أَمْرًاؤُكُمْ خِيَارًاؤُكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ وَسَمَحَاتِكُمْ وَأُمُورُكُمْ سُورِي بَيْنَكُمْ فَظَهَرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أَمْرًاؤُكُمْ سُورًاؤُكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاتِكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَالِحِ الْمُرِّيِّ

توضیح راوی: وَصَالِحُ الْمُرِّيِّ فِي حَدِيثِهِ غَرَائِبٌ يَنْفَرُ بِهَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تمہارے حکمران اچھے لوگ ہوں مالدار ہوں مہربان ہوں اور تمہارے معاملات آپس میں مشورے کے ذریعے طے ہوتے ہوں تو زمین کا ظاہری حصہ تم لوگوں کے لیے باطنی حصے سے بہتر ہوگا اور جب تمہارے حکمران تمہارے بدترین لوگ ہوں خوشحال ہوں لیکن بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپر ہوں تو زمین کا باطنی حصہ تمہارے لیے اوپر والے حصے سے زیادہ بہتر ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف صالح مری نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔
صالح کی روایات غریب ہوتی ہیں، جنہیں نقل کرنے میں وہ منفرد ہوتے ہیں، ان کی متابعت نہیں کی جاتی ویسے وہ نیک آدمی تھے۔

شرح

جینے اور مرنے کا معیار:

حدیث باب میں بہتر جینے اور بہتر مرنے کا معیار بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حکمران طبقہ اچھا ہو، مال دار لوگ سخی ہوں اور معاملات مشاورت سے حل ہوتے ہوں تو جینا مرنے سے بہتر ہے۔ اگر حکمران بدترین لوگ ہوں، اغنیاء بخیل بن جائیں اور معاملات عورتوں کے سپرد کیے گئے ہوں تو زندہ رہنے سے مرنا بہتر ہے، کیونکہ ایسی صورت میں زندگی کا کوئی مزہ نہیں رہے گا۔ زندگی یا موت کے بہتر ہونے کا معیار حکمران ہیں۔ اگر وہ نیک ہوں تو زندگی موت سے ہے بہتر اور اگر وہ برے ہوں تو موت زندگی سے بہتر۔

2193 سند حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجَوْزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا نَعِيْمُ بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ مِّنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عَشْرًا مَا اَمْرٌ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ مِّنْ عَمِلَ مِنْكُمْ بِعَشْرٍ مَا اَمْرٌ بِهٖ نَجَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ نَعِيْمِ بْنِ حَمَادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ وَاَبِي سَعِيْدٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے جس شخص کو حکم دیا گیا ہے اگر وہ اس کا دسواں حصہ ہی ترک کر دے تو ہلاکت کا شکار ہو جائے گا، پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب لوگ دیے گئے حکم کے دسویں حصہ پر عمل کر لیں گے، تو بھی نجات پالیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف نعیم بن حماد نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں جو انہوں نے سفیان بن عیینہ سے نقل کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔

شرح

پرفتن دور میں احکام دین پر عمل کرنے کی فضیلت:

دور رسالت وہ مبارک زمانہ تھا جس میں ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی ذات باری تعالیٰ سے علمی فیضان حاصل

کر رہے تھے اور دوسری طرف اصحاب صفہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فیض یاب فرما رہے تھے۔ اس مقدس دور میں دین کے دسویں حصہ پر عمل نہ کرنا بھی ہلاکت کے مترادف تھا۔ تاہم بعد والا دور جو ان فیوض و برکات سے خالی ہو، اس میں دین کے دسویں حصہ پر عمل کرنا بھی غنیمت اور باعث نجات تھا۔ ثابت ہوا بابرکت دور میں قلیل بے عملی بھی قابل مواخذہ جرم ہوتی ہے اور بے برکت دور میں عمل قلیل بھی باعث فلاح ثابت ہو سکتا ہے۔

فائدہ نافع: کہیں قلیل ہے علمی جرم بنا اور کس قلیل عمل باعث نجات بنتا، یہ بابرکت اور پر فتن زمانہ کی وجہ سے ہے۔

2194 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ هَاهُنَا أَرْضُ الْفِتَنِ وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ يَعْنِي حَيْثُ يَطْلُعُ جَذَلُ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّيْطَانِ
حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس طرف فتنوں کی سرزمین ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا (اور فرمایا تھا): یہاں سے شیطان کا سینک طلوع ہو گا۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جہاں سے سورج کا کنارہ نکلتا ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

فتنہ مشرق کی وضاحت:

علامات قیامت میں ایک جانب مشرق سے فتنہ کا ظہور ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے برسر منبر مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس فتنہ عظیمہ کی نشاندہی کی، خواہ یہ حدیث عام ہے لیکن اس سے مخصوص مفہوم مراد ہے۔ مشرق کی جانب سے شیطان کا سینک طلوع ہوگا اس سے متعدد فتنے مراد ہو سکتے ہیں۔

1- مسیلمہ کذاب مراد ہے جو یمامہ کا باشندہ تھا اور یمامہ نجد کے علاقہ میں واقع ہے جو مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب واقع ہے۔

2- محمد بن عبد الوہاب نجدی مراد ہے جو مشہور گستاخ رسول گزرا ہے اور اس نے باقاعدہ اپنے عقائد و نظریات پر کار بند فرقہ چھوڑا تھا۔ جس نے باطل عقائد کی خوب اشاعت کی تھی۔

3- خروج دجال کا فتنہ مراد ہوگا کیونکہ وہ بھی اسے علاقہ سے برآمد ہوگا۔

2194- أخرجه البخاری (۱۳/۴۹): کتاب الفتن: باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الفتنة من قبل المشرق) حدیث (۷۰۹۲) و مسلم (۴/۲۲۹): کتاب الفتن و اشراط الساعة: باب: الفتنة من المشرق من حيث یطلع قرنا الشیطان حدیث (۷۲۹) من طریقہ سالم بن عبد اللہ فذکرہ۔

2195 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيِّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنِ حَدِيثٍ: تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے انہیں کوئی واپس نہیں کر سکے گا یہاں تک کہ وہ بیت المقدس میں نصب کر دیے جائیں گے۔

یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

خروج دجال پر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب کرنا:

جب خراسان سے دجال کا خروج ہوگا تو حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آپ کا جھنڈا ہوگا جو سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل ہوگا اور یہ تعاقب کسی رکاوٹ کے بغیر ایللیاء یعنی بیت المقدس تک ہوگا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: اِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ، قَدْ جَاءَتْ مِنْ قَبْلِ خُرَاسَانَ فَانْتَوَهَا . فَاِنْ فِيهَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيَّ - (مسند امام احمد، ج 5 ص 277) جب تم خراسان کی طرف سے جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو اس لشکر میں شامل ہو جانا، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ امام مہدی موجود ہوں گے۔

الغرض خروج دجال اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بیت المقدس تک اس کا تعاقب ہونا بھی علامات قیامت سے اہم علامات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم



کِتَابُ الرُّؤْيَا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

خوابوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل سے ربط: کتاب الفتن میں علامات قیامت بیان کی گئی ہیں، جن میں سے بعض غیب ہوتی ہیں اور خواب سے بھی غیبی خبر معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح ان دونوں ابحاث میں مطابقت پائی جاتی ہے اور دونوں کو ایک ساتھ لیکن تقدیم و تاخیر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

انسان کے خیالات خمسہ:

لفظ الرؤیا: فعل ثلاثی مجرد، رای یری کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے: دل سے دیکھنا، آنکھ سے دیکھنا۔ یہاں بطور اسم استعمال ہو رہا ہے۔ اسم مقصورہ کے سبب لفظ: الدنیا، کی مثل غیر منصرف ہے اور اس کی جمع لفظ: دُنْیٰ کی مثل راٰی آتی ہے۔ اس کا معنی ہے: خواب وہ چیز جو انسان خواب میں دیکھتا ہے۔

خیالات انسان کے دل و دماغ پر منڈلاتے رہتے ہیں بلکہ بارش کے قطروں کی طرح اترتے رہتے ہیں۔ وہ قصد و ارادہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور اس کے عملی نتیجہ میں فعل وجود میں آتا ہے۔ انسان کے دل و دماغ میں اترنے والے خیالات کے پانچ اسباب ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- جبلت و فطرت: اس سے مراد انسان کی اصلی حالت ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کرتا ہے۔ ہر انسان کی جبلت و تخلیق کا اسلوب الگ ہے۔ چنانچہ ایک مشہور قول ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے جبلت بنائی ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی شخص کسی کی جبلت تبدیل ہو جانے کا بتائے تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔

2- انسان کا مادی مزاج: انسان کا مادی مزاج اشیاء خورد و نوش کے نتیجہ میں تیار ہوتا ہے، یہ لوگوں میں مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔ اچھے اور برے لوگوں کے پاس نشست و برخاست سے بھی اس میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اچھوں کی صحبت سے اچھی اور بروں کی صحبت سے بری صحبت جنم لیتی ہے۔

3- مالوف و عادت: جس چیز کے ساتھ انسان کا قلبی تعلق و علاقہ ہوتا ہے اس کے قلب و ذہن میں اس کا تصور بار بار آتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص سگریٹ نوشی کا عادی ہو تو اس کے ذہن میں سگریٹ کا تصور آئے گا اور اگر وہ شراب نوشی کا عادی ہو تو اس کے ذہن میں شراب نوشی کا میلان ابھرے گا۔

4- اچھے، برے تصورات: بد اخلاق شخص کسی ایسی محفل میں شامل ہو جائے جس میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا درس دیا جا رہا ہو، تو وہ گفتگوں کرنا نہیں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے تو وہ یقیناً نیک بن جائے گا۔ اسی طرح اگر نیک شخص

کسی بری محفل میں بیٹھ گیا، جس میں اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو وہ بھی برا بن جائے گا۔

5- خیر و شر کی تاثیر: بعض اوقات انسان پر ابلیس یا شیاطین الانس یا شیاطین الجن کے شرکاء کا رنگ غالب آجاتا ہے اور وہ اعمال سیدھے شروع کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس بعض اوقات انسان پر اچھے لوگوں اور فرشتوں کی تاثیر غالب آجاتی ہے تو وہ اعمال صالحہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔

خوابوں کی کیفیت:

انسان کے دل و دماغ پر تاثیر، خیالات اور اسباب و طرح کے مسلط ہو سکتے ہیں:

1- خیر،

2- شر، خواب میں خیر کا غلبہ ہو تو وہ اچھا ہوتا ہے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اچھے خواب دوسروں کو بتانے کی اجازت ہے اور شر کا غلبہ ہو تو وہ برا ہوتا ہے۔ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خوابوں کے بارے میں خاموشی اختیار کرنے کا حکم ہے۔

بَابُ أَنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوَّةِ

باب 1: مؤمن کے خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہیں

2196 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّهَابِ النَّقْفِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكْذُرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبٌ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوَّةِ وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنَ اللَّهِ وَالرُّؤْيَا مِنْ تَحْزِينِ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيَتَّقِلْ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ

قَالَ وَأَحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب زمانہ قریب ہو جائے گا (یعنی

قیامت کے قریب ہو جائے گا) تو مؤمن کا خواب عام طور پر جھوٹا نہیں ہوگا اور لوگوں میں سب سے زیادہ سچا خواب اس شخص کا ہوگا جو سب سے زیادہ سچ بولتا ہوگا مؤمن کے خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہیں خواب تین طرح کے ہوتے ہیں اچھے خواب اللہ تعالیٰ

2196- اضرجه البخاری (۱۳/ ۴۲۲): کتاب التعمیر: باب: القید فی المنام: حدیث (۷۰۱۷) و مسلم (۴/ ۱۷۷۳): کتاب الروایا: حدیث (۶/ ۲۲۲۲) و ابوداؤد (۲/ ۷۲۲): کتاب الادب: باب: ما جاء فی الروایا: حدیث (۵۰۱۹) و ابن ماجہ (۲/ ۱۲۸۵): کتاب تعبیر الروایا: الروایا ثلاث: حدیث (۲۹۰۶) (۲/ ۱۲۸۹): کتاب تعبیر الروایا: باب: اصدق الناس رؤیا اصدقهم حدیث (۲۹۱۷) (۲/ ۱۲۹۴): کتاب تعبیر الروایا: باب: تعبیر الروایا: حدیث (۲۹۲۶) و احمد (۲/ ۲۹۵۰۳۶۹) و الحمیدی (۲/ ۴۸۶): حدیث (۱۱۴۵) و الدارمی (۲/ ۱۲۵): کتاب الروایا: باب: الروایا ثلاث: اصدق الناس رؤیا اصدقهم حدیث (۲/ ۱۲۰): کتاب الروایا: باب: فی رؤیة الرب تعالیٰ فی النوم: من طریق محمد بن سیرین: فذکرہ۔

کی طرف سے خوشخبری ہوتے ہیں۔ کچھ خواب شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کے لیے ہوتے ہیں اور کچھ خواب وہ ہیں جس میں آدمی اپنے آپ سے بات کرتا ہے، تو جب کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو، تو وہ اٹھے اور تھوک دے اور اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔

(محمد بن سیرین نامی راوی بیان کرتے ہیں) مجھے خواب میں زنجیر دیکھنا پسند ہے اور میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2197 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يُحَدِّثُ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النَّبُوَّةِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي رَزِينِ الْعُقَيْلِيِّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ

بْنِ مَالِكٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ قَالَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: وَحَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عباد بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مؤمن کے خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”صحیح“ ہے۔

بَابُ ذَهَبِ النَّبُوَّةِ وَبَقِيَّتِ الْمُبَشِّرَاتِ

باب 2: نبوت ختم ہو چکی ہے، البتہ (خوابوں میں ملنے والی) بشارتیں باقی ہیں

2198 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّغْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي

ابْنَ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْمُخْتَارُ ابْنُ فُلْفُلٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ قَالَ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لَكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النَّبُوَّةِ

2197- اخرجه البخاری (۱۲/۲۸۹): کتاب التسمیر: باب: الرویا الصالحة جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة: حدیث (۶۹۸۷) و مسلم (۱۷۷۴/۴): کتاب الرویا: حدیث (۷/۲۲۶۴) و ابو داؤد (۲/۷۲۳): کتاب الادب: باب ما جاء فی الرویا: حدیث (۵۰۸) و احمد (۳/۱۸۵) (۵/۳۶۹) و الدارمی (۲/۱۲۲): کتاب الرویا: باب: فی رؤیا المسلم جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة- من طریق قتادة: قال سمعت انس بن مالك فذكره-

2198- اخرجه احمد (۲/۲۶۷)- من طریق عبد الواحد بن زياد: قال: حدثنا المختار: فذكره-

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيثِ بْنِ أَبِي عُبَّاسٍ وَأُمِّ كُرَيْزٍ وَأَبِي أُسَيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فَلْفَلٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہیں میرے بعد کوئی رسول یا کوئی نبی نہیں ہوگا راوی بیان کرتے ہیں: یہ بات لوگوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: البتہ مبشرات باقی ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مبشرات سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مؤمن کو نظر آنے والے خواب یہ نبوت کا ایک جز ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے جو مختار بن فلفل سے منقول ہیں۔

شرح

مؤمن کے خواب کی اہمیت و فضیلت:

مؤمن کا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور سچا ہوتا ہے اور اسے کمالات نبوت کا چھیا لیسواں حصہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ پہلی حدیث باب میں چند اہم امور بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- زبان نبوت سے یہ الفاظ نکلے: اذا اقترب الزمان لم تكذبوا يا المومن تكذب - قیامت قریب آنے پر مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔

لفظ اقتراب: ثلاثی مجرد باب سماع اور گرم، دونوں سے آسکتا ہے، اس کا معنی ہے: مل جانا، الگ ہونا، قریب ہونا۔ اگر ثلاثی مزید فیہ باب افتعال سے ہو تو اس کا معنی ہے: نزدیک ہونا۔ اقتراب الزمان کے متعدد مفاہیم بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- زمانہ قیامت قریب آنا: اس مفہوم کی تائید حدیث کے ان الفاظ سے ہوتی ہے، فی آخر الزمان (جامع ترمذی، رقم الحدیث 2286) قیامت کے قریب ایسا ہوگا۔

2- طمی زمانی مراد ہونا: جس طرح طمی الارض ہوتا ہے، اسی طرح طمی الزمان بھی ہوتا ہے یعنی طویل زمانہ کو سمیٹ کر بیان کرنا مثلاً سال ایک مہینے کی طرح، مہینہ ایک ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح گزر جاتا ہے۔

3- رات دن کا یکساں ہونا: رات اور دن دونوں کا مساوی ہونا مراد ہو، کیونکہ جب شب و روز مساوی ہوتے ہیں تو عموماً خواب سچے ہوتے ہیں۔ جب رات طویل ہوتی ہے تو انسان ضرورت سے زیادہ سوتا ہے اور خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں اور خواب بھی اچھے نہیں آتے۔ جب راتیں بالکل چھوٹی ہوتی ہیں تو انسان کی نیند پوری نہیں ہوتی تو خواب بھی اچھی طرح یاد نہیں رہتے۔

4- صبح کا قریب ہونا: جس شخص کو رات کے آخری حصہ بالخصوص صبح صادق کے وقت خواب آتا ہے۔ وہ اکثر حقیقت پر مبنی اور سچا ہوتا ہے، کیونکہ وہ وقت بابرکت اور قبولیت کا ہوتا ہے۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وصدقہم رؤیا اصدقہم حدیثا۔ جو شخص بات میں سچا ہوتا ہے اس کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔ خوابوں کے سچا ہونے میں صدق مقال اور اکل حلال کو بہت بڑا عمل و دخل ہے۔ جو آدمی حلال و طیب روزی کھاتا ہے تو اس کی تاثیر صداقت کی شکل میں نمایاں ہوتی ہے اور اس کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔

3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رؤیا المسلم جزء من ستة واربعین جزء من النبوة، مسلمان کا خواب کمالات نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔

اس ارشاد گرامی کا شان و رود یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو گیا ہے، لہذا نہ نیا نبی آسکتا ہے اور نہ رسول آسکتا ہے، یہ بات سن کر صحابہ کرام کو تشویش لاحق ہوئی کہ اب خیر کی باتیں معلوم کرنے کا ذریعہ ختم ہو گیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ لوگ پریشانی کا اظہار مت کریں، کیونکہ خیر کی باتیں معلوم کرنے کا ایک طریقہ باقی ہے۔ عرض کیا گیا، وہ کونسا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ روئے صادقہ ہیں۔ مسلمان کا خواب کمالات نبوت میں سے ایک کمال ہے۔ یہ جواب سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مطمئن ہو گئے۔

سوال: احادیث باب میں مسلمان کے خواب کو کمالات نبوت کا چھیا لیسواں حصہ، دوسری روایت میں چوبیسواں حصہ، تیسری روایت میں 76 کا عدد بھی استعمال ہوا ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہے؟

جواب: 1- روایات میں تعداد مراد نہیں ہے، بلکہ مطلق خواب مراد ہے کہ مسلمان کا خواب کمالات نبوت میں سے چھیا لیسواں حصہ ہوتا ہے۔

2- خواب دیکھنے والوں کی صلاح و تقویٰ کے مختلف ہونے کی وجہ سے نسبتیں بھی مختلف ہو جاتی ہیں، لیکن عدد چھوٹا ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب کمالات نبوت میں سے چوبیسواں حصہ ہے، جبکہ دوسرے صدیقین پچیسواں یا چھیسواں یا ستائیسواں حصہ ہوں گے۔

سوال: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو مسلمان کے خواب کو نبوت کا چھیا لیسواں وغیرہ حصہ قرار دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

جواب: ان روایات سے نبوت کا حصہ مراد نہیں ہے، بلکہ کمالات نبوت کا حصہ مراد ہے، اگر اچھے خواب کی یہ خوبی بیان کی جاتی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ اعتراض ہے۔

4- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب کی تین اقسام ہیں:

1- اچھا خواب: جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری پر مبنی ہوتا ہے۔

2- وہ خواب ہے جس کے ذریعے شیطان انسان کو غمگین کرتا ہے۔

3- ایسا خواب ہے جس میں انسان اپنے دل سے باتیں کرتا ہے۔

روئے صالحہ کی دو اقسام ہیں:

1- وہ خواب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدمی کو دکھایا جاتا ہے اور وہ مؤمن کے لیے باعث مسرت ہوتا ہے۔ اس کی تائید

دوسری روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: یراھا المسلم اور تری لہ، یعنی جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ حضرت ام العلاء الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے لیے ایک چشمہ بہ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ چشمہ ان کا عمل خیر ہے جو جاری ہے۔

ii- ملکوئی خواب: یہ خواب ہے جو آدمی اپنی خوبیوں اور خامیوں پر مشتمل دیکھتا ہے۔ خوبی بشارت کی علامت اور خرابی متمثل اور تنبیہ کی نشانی ہے۔

فائدہ نافعہ: خوابوں کی تعبیر معلوم کرنے کا مخصوص طریقہ نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات مسمی بول کر اسم مراد لیا جاتا ہے، کبھی لازم بول کر ملزوم مراد لیا جاتا ہے، کبھی صفت بول کر موصوف مراد لیا جاتا ہے، کبھی حقیقت بول کر مجاز مراد لیا جاتا ہے اور کبھی اس کا برعکس مفہوم مراد ہوتا ہے۔

5- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاذا را احدکم مایکرہ فلیقم ویستفل ولا یحدث بہ الناس۔ پس تم میں سے جب کوئی شخص برا خواب دیکھتے وہ خواب سے بیدار ہو جائے وہ تھوک دے اور لوگوں کو اپنا خواب نہ بتائے۔

اچھا خواب نظر آنے کی صورت میں تین کام کیے جائیں:

1- حمد و ثناء کی شکل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

2- اظہار مسرت و فرحت کرے۔

3- اپنے دوست و احباب سے اپنا خواب بیان کرے اور مخالفین سے ہرگز بیان نہ کرے۔

برا خواب دیکھنے کی صورت میں چھ امور کو پیش نظر رکھا جائے:

1- برے خواب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے۔

2- شر شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے۔

3- بیدار ہونے کے بعد بائیں طرف تین بار تھو کے۔

4- اپنا خواب کسی سے ہرگز بیان نہ کرے۔

5- دونوں اہل ادا کرے پہلو بدل کر پھر سو جائے۔

6- مجھے خواب میں بڑی بیڑی پسند ہے اور طوق ناپسند ہے، کیونکہ بیڑی دین کی مضبوطی کا باعث ہے۔

اس عبارت کے بارے میں تین اقوال ہیں:

1- یہ ارشاد نبوی ہو، اور حدیث مرفوع ہو۔

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہو۔

3- حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہو۔ بخاری کی روایت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خواب میں

بیڑی دیکھ کر اظہار مسرت کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ (لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا)

باب 3: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ”ان کے لیے دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے“

2199 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ

رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ

متن حدیث: سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) فَقَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ أَنْزَلَتْ هِيَ الرُّوْيَا الصَّالِحَةَ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ عطاء بن یسار مصر سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات بیان کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا: ”لَهُمُ الْبُشْرَى“ تو انہوں نے فرمایا: اس وقت سے لے کر اب تک تمہارے علاوہ صرف ایک شخص نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا (جب میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے اس وقت سے لے کر اب تک تمہارے علاوہ کسی نے مجھ سے یہ دریافت نہیں کیا اس سے مراد سچے خواب ہیں جو مسلمان دیکھتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اسے دکھائے جاتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2200 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَصْدَقُ الرُّوْيَا بِالْأَسْحَارِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (عام طور پر) زیادہ سچے خواب وہ ہوتے

ہیں جو سحری کے وقت دیکھے جائیں۔

2201 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ وَعِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ

يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ نُبْتُ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

2199- اضرجه احمد (۶/۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۵۲) و العیسیٰ (۲/۱۹۲) حدیث (۲۹۱، ۲۹۲) - من طریق عطاء بن یسار عن رجل من أهل مصر

فذكره-

2200- اضرجه احمد (۲/۳۸، ۳۸) و الساری (۲/۱۳۵): کتاب الرُّوْيَا بِالْأَسْحَارِ و عبد بن حمید (۲۸۹) حدیث (۹۲۷)

متن حدیث: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ (لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ أَوْ تَرَى لَهُ

قَالَ حَرْبٌ فِي حَدِيثِهِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ ابو سلمہ بیان کرتے ہیں: مجھے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات بتائی گئی ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا۔

”ان لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہوگی۔“

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ سچے خواب ہیں جو مومن دیکھتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔

حرب نامی راوی نے اپنی سند میں یحییٰ بن ابو کثیر کا تذکرہ کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

”لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا“ کا مفہوم:

یہ الفاظ اس ارشاد خداوندی کا حصہ ہیں: اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۗ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو (دنیا میں) نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہوں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری، اللہ تعالیٰ کے کلمات (وعدہ) تبدیل نہیں ہوں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

علاوہ ازیں اس ارشاد ربانی میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۙ اَلَّا يَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشُرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۗ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدْعُوْنَ ۝ نَزَّلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (حم سجدہ، ۳۰ تا ۳۲) بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، پھر وہ ثابت قدم رہے تو ان پر یہ خوشخبری لے کر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو، ڈرو مت اور تمہارے لیے جنت کی خوشخبری ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ خوشخبری بخشنے والے مہربان کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ربانی: لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا الخ

2201- اضرجه ابن ماجه (۱۲۸۲/۲): كتاب تفسير الرويا: باب: الرويا الصالحه قبلها المسلم او ترى له: حديث (۲۸۹۸) والدارمي (۱۲۲/۲): كتاب الرويا: باب: في قوله تعالى: (لهم البشرا في الحياة الدنيا) (يونس: ۶۴) واحمد (۳۱۵/۵) من طريق يحيى بن ابي كثير: عن ابي سلمة: فذكره-

کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: اس سے مراد مسلمانوں کے اچھے خواب ہیں، اچھے خوابوں کے ذریعے مومنوں کو اچھے احوال معلوم ہو جاتے ہیں اور علماء و مشائخ کو اپنے تلامذہ اور مریدین کے احوال سے آگاہی ہو جاتی ہے۔

علماء، مشاء، صالحین، اولیاء اور اصحاب تقویٰ لوگوں کے خواب اچھے اور حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ بالخصوص وہ خواب جو رات کے آخری حصہ اور سحری کے وقت دیکھا جائے وہ حقیقت کے قریب ترین ہوتا ہے۔ تاہم خوابوں سے احکام ثابت نہیں ہوتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى

باب 4: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے درحقیقت مجھے ہی دیکھا“

2202 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ

عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي

في الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي مَالِكٍ

الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي جُحَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے

حقیقت میں مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت جابر

رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابومالک اشجعی رضی اللہ عنہ کی ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ

سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فی المنام کا مسئلہ:

خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے حوالے سے جامع ترمذی کے علاوہ صحیح مسلم و صحیح بخاری میں بھی دو

روایات موجود ہیں۔ پہلے تینوں روایات پیش کی جاتی ہیں پھر ان کی توضیحات و تشریحات کی جائیگی تاکہ مسئلہ عیاں ہو جائے۔

1- حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رآنی فی المنام فقد رآنی فان

الشيطان لا يتمثل بي، جس نے خواب میں مجھے دیکھا پس بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت نہیں

2202- اضرجه ابن ماجه (۱۲۸۶/۲): کتاب تفسیر الروایا: باب: روية النبي صلى الله عليه وسلم في المنام: حديث (۲۹۰۰) والدارمی

(۱۲۴/۲): کتاب الروایا: باب: فی روية النبي صلى الله عليه وسلم في المنام: واهمد (۱/۳۷۵، ۴۰۰، ۴۴۰، ۴۵۰) من طريقه أبي اسحاق عن

أبي الأخوص: فذكره۔

اختیار کر سکتا۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رانی فی المنام فسیرانی فی اليقظة ولا يتمثل الشيطان بي۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، کیونکہ شیطان میری تشبیہ نہیں اختیار کر سکتا۔

3- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رانی فی المنام فقد رانی، فان الشيطان لا يتمثل بي، جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری تشبیہ اختیار نہیں کر سکتا۔

اگر ان روایات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی پر محمول کیا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ جو نیک بخت شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا تھا، تو وہ بہت جلد بیداری میں بھی آپ کی زیارت سے مستفیض ہو جاتا تھا۔

اگر ان روایات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پر محمول کیا جائے تو اس میں تفصیل ہے جو درج ذیل ہے۔ اکثر فقہاء متقدمین کا موقف یہ ہے کہ جو شخص خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری زندگی والی حالت میں دیکھتا ہے تو اس نے آپ کو دیکھا ہے۔ وہ خواب دیکھنے والے سے اس کی تفصیل دریافت کرتے تھے اگر وہ آپ کی آخری زندگی والا حلیہ بتاتا تو اسے صحیح قرار دیتے تھے ورنہ اس کا انکار کر دیتے تھے۔

بعض فقہاء متقدمین کی رائے یہ ہے جس شخص نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا خواہ زندگی کی ابتدائی حالت میں یا درمیانی حالت میں یا آخری حلیہ میں اس نے آپ کی زیارت کی کیونکہ شیطان آپ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

فقہاء متاخرین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا خواہ کسی حلیہ میں اس نے آپ کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ہرگز نہیں اختیار کر سکتا۔ (تحفة الاحوذی شرح سنن ترمذی، ج ۶ ص ۵۵۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ تو بہت بلند و بالا ہے۔ آپ کے غلاموں بالخصوص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ سے بھی شیطان دوڑتا تھا۔

بَابِ إِذَا رَأَى فِي الْمَنَامِ مَا يَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ

باب 5: جب کوئی شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کیا کرے

2203 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ

أَبِي قَتَادَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ: الرَّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُتْ عَنْ

يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2203- أخرجه مالك في (موطأ) (۹۵۷/۲): كتاب الرويا: باب: ما جاء في الرويا: حديث (۴) و البخاري (۲۱۹/۱۰): كتاب الطب: باب: النفث في الرقية: حديث (۵۷۴۷) (۲۸۹/۱۲): كتاب التفسير: باب: الرويا الصالحة جزء من ستة و اربعين جزءا من النبوة: حديث (۶۹۸۶) و مسلم (۱۷۷۱/۴) (۱۷۷۲): كتاب الرويا: حديث (۲۳۶۱/۴) و ابوداؤد (۷۲۴/۲): كتاب الادب: باب: ما جاء في الرويا: حديث (۵۰۲۱) و ابن ماجه (۱۲۸۶/۲): كتاب تفسير الرويا: باب: من رأى رويًا بكر لصرًا: حديث (۲۹۰۹) و احمد (۲۹۶/۵) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۹) (۲۱۰) و الدرر السنية (۱۲۴/۲): كتاب الرويا: باب: فيمن يرى رويًا بكر له- من طريقه ابى سلمة بعد عبد الرحمن فذكره-

﴿﴾ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کچھ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں جب کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے بائیں طرف تین دفعہ تھوک دینا چاہیے اور اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے تو وہ خواب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

برا خواب دیکھنے کے نتیجے میں کرنے کے کام:

لغوی اعتبار سے الفاظ: الرویا اور الحکم عام ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے دونوں میں لطیف سا فرق بھی ہے۔ لفظ الرویا اچھے خوابوں کے لیے اور لفظ الحکم، برے خوابوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اچھے خواب منجانب اللہ ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی جگہ میں استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو اسے تین کام کرنا چاہیے۔

1- بیدار ہونے کے بعد تین بار تھوک دے۔

2- وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔

3- وہ اپنا خواب کسی کو نہ بتائے۔ (تحفۃ الاحوذی ج 6 ص 557)

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا

باب 6: خواب کی تعبیر بیان کرنا

2204 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَانَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ

قَالَ سَمِعْتُ وَكَيْعَ بْنَ عُدْسٍ عَنْ أَبِي رَزِينِ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَ بِرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ طَائِرٍ مَا لَمْ يَتَحَدَّثْ بِهَا فَإِذَا

تَحَدَّثَ بِهَا سَقَطَتْ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ وَلَا يُحَدَّثُ بِهَا إِلَّا لَيْبًا أَوْ حَبِيًّا

﴿﴾ حضرت ابو زرین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مؤمن کے خواب نبوت کا

چالیسواں حصہ ہیں اور یہ آدمی کے لیے اڑنے والی چیز کی مانند ہوتے ہیں جب تک انسان اسے بیان نہ کر دے جب اسے بیان کر دیا جائے تو یہ گر پڑتے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: تم اس خواب کو صرف عقل مند شخص کو (راوی کو شک

2204- اخرجہ ابوداؤد (۲/۷۲۲-۷۲۶): کتاب الادب: باب: ما جاء في الرويا حديث (۵۰۲۰) وابن ماجه (۲/۱۲۸۸): كتاب تعبیر الرويا:

باب: الرويا اذا عبرت وقعت فلا يفهمها الا على واد: حديث (۲۹۱۶) واهمد (۱/۱۱۰۱۱۰-۱۱۰۱۱۰) ودارمی (۲/۱۳۶): كتاب الرويا: باب:

الرويا لا تقع م لم تعبیر من طريق و كيع بن عدس فذكره-

ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے دوست کو سناؤ۔

2205 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ

عَطَاءٍ عَنْ وَكَيْعِ بْنِ عُدْسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: رُوِيَ الْمُسْلِمُ جُزْءًا مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ
بِهَا فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو رَزِينٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهُ لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ

اسناد دیگر: وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ فَقَالَ عَنْ وَكَيْعِ بْنِ حُدْسٍ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ

وَهَشِيمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكَيْعِ بْنِ عُدْسٍ وَهَذَا أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت ابو زین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مؤمن کا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہیں ا

ور یہ آدمی کے لیے پرندے کی طرح ہوتے ہیں جب تک انسان اس کو بیان نہ کرے جب وہ اس کو بیان کر دے تو یہ گر جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابو زین رضی اللہ عنہ عقیلی رضی اللہ عنہ کا نام لقیط بن عامر ہے۔

حماد بن سلمہ نے یعلیٰ بن عطاء کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: وکیع بن حدس نے یہ بات بیان کی ہے:

شعبہ ابو عوانہ اور ہشیم نے یعلیٰ بن عطاء کے حوالے سے وکیع بن عدس کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور یہ درست ہے۔

شرح

خوابوں کی تعبیر کا اسلوب:

جب کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو اسے تین کام کرنا چاہیے:

1- حمد و ثناء کی شکل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

2- اظہار مسرت کرنا۔

3- کسی صاحب عقل دوست سے خواب بیان کرنا۔ اگر خواب برا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس کا اظہار بالکل نہ

کرے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرے اور تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے۔

سوال: پہلی روایت میں مسلمان کے خواب کو کمالات نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے اور دوسری روایت میں

چھیا لیسواں حصہ بتایا گیا ہے۔ یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: یہاں تعداد ہرگز مقصود نہیں ہے بلکہ مطلقاً خواب مراد ہے یعنی مؤمن کا خواب کمالات نبوت میں سے ایک کمال ہے۔

الغرض! روایت میں اچھایا برا خواب دیکھنے کے بعد اس کی تعبیر معلوم کرنے کا اسلوب بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ فِي تَأْوِيلِ الرُّؤْيَا مَا يُسْتَحَبُّ مِنْهَا وَمَا يُكْرَهُ

باب 7: خواب کی کون سی تعبیر پسندیدہ ہے اور کون سی ناپسندیدہ ہے؟

2206 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ اللّٰهِ السَّلِيمِيُّ البَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَرُؤْيَا حَقٌّ وَرُؤْيَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ

رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَكَانَ يَقُولُ يُعْجِنِي الْقَيْدُ وَآكْرَهُ الْغُلُّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ

حدیث دیگر: وَكَانَ يَقُولُ مَنْ رَأَى فَاتِيًّا أَنَا هُوَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي

وَكَانَ يَقُولُ لَا تَقْصُ الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ

فی الباب: وَفِي البَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَآمِ الْعَلَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي مُوسَى وَجَابِرٍ وَأَبِي

سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں کچھ

خواب سچے ہوتے ہیں کچھ خواب ایسے ہیں جن میں آدمی اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے اور کچھ خواب وہ ہیں جو شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کے لیے ہوتے ہیں جو شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اٹھے اور نماز ادا کرے۔

(محمد بن سیرین) بیان کرتے ہیں: مجھے (خواب میں) زنجیر دیکھنا پسند ہے اور میں طوق دیکھنا ناپسند کرتا ہوں کیونکہ زنجیر سے

مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: جو شخص مجھے خواب میں دیکھے تو وہ میں ہی ہوں گا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار

نہیں کر سکتا۔

آپ نے فرمایا ہے: خواب صرف کسی صاحب علم یا خیر خواہ کے سامنے بیان کرو۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سیدہ ام علاء رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے

احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

برے خواب کا تدارک و علاج:

اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اچھے خواب دیکھ کر انسان خوش ہوتا

ہے اور دوسروں کو بتانا بھی پسند کرتا ہے۔ برے خواب سے انسان کو پریشانی لاحق ہوتی ہے اور دوسروں کو بتانے کی بھی اجازت نہیں ہے، کیونکہ اس کی تشہیر باعث ندامت ہوتی ہے۔ برا خواب دیکھنے کی صورت میں انسان کو پریشان نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی وہ کسی کو بتانا چاہیے بلکہ اس کا تدارک و علاج حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ بیدار ہو کر نماز ادا کرے۔ نماز ادا کرنے سے اسے پریشانی لاحق نہیں ہوگی اور نہ آئندہ اسے برے خواب آئیں گے بلکہ اچھے خواب آئیں گے۔ خواب تین قسم کے ہو سکتے ہیں:

- 1- اچھے خواب جو من جانب اللہ ہوتے ہیں۔
- 2- وہ خواب جو انسان کے اچھے اور برے ملے جلے خیالات پر مشتمل ہوتے ہیں۔
- 3- پریشان کن اور ڈروانے خواب جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔

بَابُ فِي الَّذِي يَكْذِبُ فِي حُلْمِهِ

باب 8: جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے

2207 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهِ كُفِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيرَةٍ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي شَرِيحٍ وَوَائِلَةَ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے) انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر اس بات کو نقل کیا ہے: جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے اس کو قیامت کے دن جو کے دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو شریح، حضرت وائلہ بن اسقع سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت پہلی کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

2208 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

2207- از جہ احمد (۱/۷۶، ۹۰، ۹۱، ۱۰۱) و عبد اللہ بن احمد فی (نعائد المسند) (۱/۱۲۹، ۱۳۱) و عبد بن حمید (۵۸) حدیث (۸۶) من طریق عبد الاعلی بن عامر التلعلیبی عن ابی عبد الرحمن السمی، فذکرہ۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ تَحَلَّمَ كَاذِبًا كَلَّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَعْقِدَ بَيْنَهُمَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنی طرف سے جھوٹا خواب بیان کرے گا،

قیامت کے دن اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ جو کے دودانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ ان کے درمیان گرہ نہیں لگا سکے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ صداقت و امانت اور دیانت کو پسند کرتا ہے، اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے انسان دیکھتا ہے اور ان کو بیان کرنے کی بھی اجازت ہے۔ برے خواب شیطان تاثیر کا نتیجہ ہوتے ہیں جن سے انسان پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بتانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ جھوٹے یا گھڑے ہوئے خواب بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤمن کا خواب کمالات نبوت میں سے ایک کمال ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور نبوت بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔ جس طرح جھوٹی نبوت قابل وعید ہے اسی طرح جھوٹا خواب بیان کرنا بھی قابل مذمت ہے۔ مصنوعی خواب اس لیے قابل مذمت ہے کہ جھوٹ پر مشتمل ہوتا ہے اور جھوٹا شخص قابل وعید و مذمت ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھی کی گئی ہے۔ حدیث باب میں جھوٹا خواب بیان کرنے کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اس سے اس بات کا مطالبہ کیا جائے گا کہ جو کے دودانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ ایسا ہرگز نہیں کر پائے گا جس کے نتیجہ میں اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ثابت ہوا کہ جھوٹا خواب بیان کرنا قابل مذمت حرکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّبَنَ وَالْقُمُصَ

باب 9: نبی اکرم ﷺ کا خواب میں دودھ اور قمیص دیکھنا

2209 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمَزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ حَدَّثَنَا: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ بِقَدَحٍ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالُوا

2208- أخرجه البخاري (٤٤٦/١٣): كتاب التفسير: باب: من كذب في حلمه حديث (٧٠٤٢) و أبو داود (٧٢٤/٢): كتاب اللادب: باب: ما جاء في الرؤيا حديث (٥٠٢٤) و ابن ماجه (١٢٨٩/٢): كتاب التفسير الرؤيا: باب: من تحلم حلمًا كاذبًا حديث (٢٩١٦) و احمد (٢١٦/١) و ٢٥٩ و البخاري في (الادب المفرد) (١١٦٢) و الحميدي (٢٤٢/١) حديث (٥٣١) و الدارمي (٢٩٨/٢): كتاب السرقاوس: باب: في حفظ السمع من طريقه عكرمة فذكره-

2209- أخرجه البخاري (٢١٦/١): كتاب المسلم: باب: فضل العلم حديث (٨٢) و اطرافه في: (٧٠٢٢ ٧٠٠٧ ٧٠٠٧ ٧٠٢٢) و مسلم (١٨٥٩/٤): كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل عمر رضي الله عنه حديث (٢٢٩١/١٦) و احمد (١٠٨٠٨٢/٢) و احمد (١٥٤٠١٣) و الدارمي (١٢٨/٢) كتاب الرؤيا: باب: القمص والبير في النوم من طريقه ابن شهاب الزهري: عن حمزة بن عبد الله فذكره-

فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمُ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَخُزَيْمَةَ
وَالطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک مرتبہ میں سویا
ہوا تھا میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس میں سے پی لیا اور پھر باقی بچا ہوا ”عمر“ کو دے دیا لوگوں نے عرض کی: یا رسول
اللہ آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت
خزیمہ رضی اللہ عنہ، حضرت طفیل بن سخر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ”صحیح“ ہے۔

2210 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَرِيرِيُّ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمْصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ
أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَعَرَضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْرُهُ قَالُوا فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْدِّينَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنِي حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ
بِمَعْنَاهُ قَالَ وَهَذَا أَصَحُّ

﴿﴾ ابو امامہ بن سہل، نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں
سویا ہوا تھا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہیں میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے انہوں نے قمیص پہنی ہوئی تھی کچھ کی قمیص سینے تک تھی اور
کچھ کی اس سے نیچے تک تھی میرے سامنے ”عمر“ کو لایا گیا، تو وہ اپنی قمیص کو گھسیٹ رہے تھے (یعنی وہ زیادہ لمبی تھی) لوگوں نے عرض
کی: یا رسول اللہ آپ ﷺ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی
اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

دودھ کی تعبیر سے علم اور طویل قیص کی شرح تعبیر دین سے کرنے کی وجوہات:

مختلف خوابوں کی تعبیر مختلف امور سے کی جاتی ہے۔ پہلی حدیث باب میں دودھ کی تعبیر علم سے کی گئی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں؛ جس طرح دودھ کثیر الفوائد ہے مثلاً بچے کی غذا اور اعضاء جسم کی نشوونما کا سبب بنتا ہے، اسی طرح علم بھی کثیر الفوائد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، مثلاً اس سے ایمان، عقائد، روح اور اعمال وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ جس طرح دودھ اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت کی دلیل بنتا ہے کہ ایک طرف گوبر ہے دوسری طرف خون ہے اور درمیان میں دودھ ہے، جس پر نہ خون کا رنگ غالب ہے اور نہ گوبر کی تاثیر، اسی طرح علم بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے مثلاً ایک طرف جہالت ہے اور دوسری طرف ظلمات و اوصاف مذمومہ ہیں جبکہ درمیان میں نورانیت یعنی علم ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح دودھ جسمانی غذا بنتا ہے تو اسی علم بھی انسان کے لیے روحانی غذا بنتا ہے؛ جس کے نتیجے میں انسان دیگر حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

دوسری حدیث باب میں قیص کی تعبیر دین سے بیان کی گئی ہے۔ مختلف لوگ مختلف قیصوں میں پیش کیے گئے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیص سب سے طویل تھی۔ قیص کی تعبیر دین سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح قیص جسم انسان کی محافظ ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے جسم پر گرمی و سردی اور مٹی وغیرہ کے آثار نمایاں نہیں ہوتے، اسی طرح دین بھی جسم انسان کی جہنم سے حفاظت کرتا ہے اور اس سے بچاتا ہے۔ جس طرح کپڑا زمین پر گھسیٹنے کی وجہ سے نشان نمایاں ہو جاتا ہے، اسی طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات اور فتوحات کے آثار آپ کی شہادت کے بعد بھی نمایاں رہے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِيزَانَ وَالذَّلْوُ

باب 10: نبی اکرم ﷺ کا خواب میں میزان اور ذول (دیکھنے کی تعبیر بیان کرنا)

2211 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ أَبِي بَكْرَةَ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا رَأَيْتُ كَانَ
مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوَزِنْتُ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ وَوَزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ
وَوَزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم میں سے کسی شخص نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا: میں نے میں نے دیکھا گویا ایک ترازو ہے جو آسمان سے نیچے نازل ہو رہا ہے اس میں آپ ﷺ کا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، تو آپ ﷺ کا پلڑا بھاری تھا ابو بکر کے مقابلے میں، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

پڑا بھاری تھا پھر اس ترازو کو اٹھالیا گیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے تاثرات دیکھے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2212 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَتْ سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَرَقَةَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِجَةُ إِنَّهُ كَانَ صَدَقَكَ
وَلَكِنَّهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَيْتُ فِي الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٌ وَلَوْ كَانَ
مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذَلِكَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

تَوْضِیحُ رَاوِی: وَعُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِالْقَوِيِّ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ سے ورقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے
آپ ﷺ کو بتایا کہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی تھی اور آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا تھا تو نبی
اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ خواب میں دکھایا گیا ہے۔ اس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اگر وہ جہنمی ہوتا تو اس کے جسم پر
دوسرا لباس ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

عثمان بن عبد الرحمن نامی راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

2213 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُوْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَفَزَعَ أَبُو بَكْرٍ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ فِيهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ

عُمَرُ فَفَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرَبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِئُ فَرِيَهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ

فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خواب میں نظر آنے کے

بارے میں بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اکٹھے ہوئے پھر ابو بکر نے ایک یا شاید دو

2212- اضرجه احمد (60/6) من طريق عروة، فذكره-

2213- اضرجه البخاری (50/7): كتاب فضائل الصحابة: باب: مناقب عمر بن الخطاب ابي حفص، حديث (382) (12/423): كتاب

التعبير: باب: نزع الذنوب و الذنوبين من البشر بضعف، حديث (700) و مسلم (1862/4): كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل عمر

رضي الله تعالى عنه، حديث (2392/19) و احمد (104098/27/2) من طريق سالم بن عبد الله، فذكره-

ڈول نکالنے کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ ان کی مغفرت کرے پھر ”عمر“ اٹھا۔ اس نے اسے پکڑا تو وہ ایک بڑا ڈول بن گیا میں نے اس جیسا محنتی شخص کوئی نہیں دیکھا، اس نے لوگوں کو سیراب کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنی آرام گاہوں میں چلے گئے۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے طور پر ”غریب“ ہے۔

شرح

خواب میں ترازو کے وزنی اور ڈول نکالنے میں قوت نمایاں ہونے کی تعبیر:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسلب ہے کہ باب کے اختتام میں کچھ احادیث مبارکہ ”باب بلا ترجمہ“ کا عنوان قائم کر کے وارد کرتے ہیں، تاہم مترجمیں اور شارحین ان کے مناسب عنوان قائم کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ پہلی اور تیسری حدیث ترجمہ الباب سے مطابقت کرتی ہیں لیکن دوسری حدیث باب کا ترجمہ الباب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

پہلی اور تیسری حدیث میں بالترتیب خلفاء اربعہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ ترازو میں وزن زیادہ ہونا اور ڈول نکالنے میں قوت کا مظاہرہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالترتیب خلیفہ بنیں گے، ان کے بعد ملوکیت کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پہلے خلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے، پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے اور ان کے دور میں خوب فتوحات ہوئیں جس کے نتیجے میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ شہادت فاروقی کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے لیکن ان کے دور میں بعض فتنوں نے جنم لیا تھا۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو مختلف فتنوں نے مزید سراٹھانا شروع کر دیے، ان کی شہادت کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو گیا اور فتنے نمایاں طور پر سامنے آ گئے۔

سفید لباس کی اہمیت:

سفید لباس مرد کی وقار کی علامت ہے، اس سے حسن شخصیت نمایاں ہو جاتا ہے اور بعض روایات میں مرد کی زینت قرار دیا گیا ہے۔ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سفید لباس اہل جنت کی علامت ہے جس طرح عربی زبان اہل جنت کی علامت ہے، اسی طرح سفید لباس اہل جنت کی نشانی ہے۔ تاہم بعض روایات میں سبز لباس کو بھی اہل جنت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

2214 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْبِيعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ
وَأَوْلَتْهَا وَبَاءَ الْمَدِينَةَ يُنْقَلُ إِلَى الْجُحْفَةِ

2214- اخرجہ البخاری (۱۳/۴۴۲): کتاب التفسیر: باب: اذا رای انه اکرجه الشیعی من کوة: حدیث (۷۰۳۸) و طرفاه فی: (۷۰۳۹) ابن ماجہ (۲/۱۳۹۲): کتاب تفسیر الروایا: باب: تعبیر الروایا: حدیث (۲۹۲۴) واحد (۲/۱۰۷-۱۱۷-۱۳۷) من طریق موسی بن عقبه: قال: اخبرني سالم بن عبد الله فذكره-

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک خواب نقل کرتے ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے وہ مدینہ سے نکلی اور ”مہیہ“ جا کر کھڑی ہوگی (راوی کہتے ہیں اس سے مراد ”حجفہ“ ہے)

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے: اس سے مراد مدینہ کی وبا ہے جو ”حجفہ“ کی طرف منتقل ہوگئی

ہے۔

یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2215 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ

سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثُ الْحَسَنَةُ بُشْرَى مِنَ اللَّهِ وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُحَدِّثُ بِهَا أَحَدًا وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَآكْرَهُ الْغُلُّ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ قَالَ

حدیث دیگر: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبْوَةِ

اختلاف روایت: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا

وَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَوَقَفَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: آخری زمانے میں مؤمن کے خواب بہت کم

جھوٹے ہوں گے لوگوں میں سب سے زیادہ سچے خواب وہ دیکھے گا جو بات کرنے میں سب سے زیادہ سچا ہوگا۔ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی خوشخبری ہوتی ہے۔ کچھ خواب وہ ہوتے ہیں جس میں آدمی اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے اور کچھ خواب وہ ہوتے ہیں جو شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کے لیے ہوتے ہیں تو جب کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے بلکہ اٹھ کر نماز ادا کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے خواب میں زنجیر دیکھنا پسند ہے اور میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ زنجیر سے مراد دین

میں ثابت قدمی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: مؤمن کے خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عبدالوہاب ثقفی نے اس حدیث کو ایوب کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا

ہے۔

حماد بن زید نے اسے ایوب کے حوالے سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

یثرب سے مدینہ طیبہ بننا:

منصور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ کا نام ”یثرب“ تھا، جس کا معنی ہے: امراض و وباؤں کا گھر لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس شہر میں قدم رنجہ ہوئے تو آپ کی برکت سے یہ شہر تمام امراض سے پاک ہو گیا اور اس کا نام ”یثرب“ کے بجائے ”مدینہ منورہ“ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس شہر کو بھی ”حرم مدینہ“ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ سیاہ فام عورت سے مراد وباء ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وباء کے ناسور سے پاک کر کے اسے اپنی خصوصی رحمتوں کا محور بنا دیا۔ یہی وہ مقدس شہر ہے جس میں حضور اقدس نے قیام فرمایا بلکہ آج بھی محو استراحت ہیں، ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک ہزار ہزار فرشتے شام سے صبح تک مسلسل حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ مسجد نبوی اسی مقدس شہر میں ہے جس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر دیا جاتا ہے۔ اسی شہر میں مسجد ”قبا“ ہے جس میں دونوں ادا کرنے سے عمرہ ادا کرنے کے مساوی ثواب ملتا ہے۔

نوٹ: دوسری حدیث باب کی توضیح گزر چکی ہے۔

2216 سند حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدِ الْجَوْهَرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ وَهُوَ ابْنُ اَبِي حَمَزَةَ عَنْ ابْنِ اَبِي حُسَيْنٍ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اَبِي حُسَيْنٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدَيَّ سَوَارِينَ مِنْ ذَهَبٍ فَهَمَّنِي شَانُهُمَا فَأَوْحَى إِلَيَّ أَنْ اَنْفُخَهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوْلَتْهُمَا كَاذِبِينَ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي يُقَالُ لَأَحَدِهِمَا مُسَيْلِمَةٌ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعُنْسِيُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں میں ان کی وجہ سے بڑا پریشان ہوا پھر میری طرف یہ بات وحی کی گئی کہ میں انہیں پھونک ماروں میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے: میرے بعد دو ”جھوٹے نبی“ ظاہر ہوں گے ان میں سے ایک کا نام مسیلمہ ہوگا اور وہ یمامہ کا رہنے والا ہوگا اور ایک ”عنسی“ ہوگا جو صنعاء کا رہنے والا ہوگا۔

یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے۔

2216- اضرجه ابن ماجه (۱۲۹۲/۲): کتاب تعبیر الرویا: باب: تعبیر الرویا: حدیث (۲۹۲۴) و احمد (۲/۲۳۸-۲۴۴) من طریق نافع بن جبیر عن ابن عباس۔

شرح

سونے کے کنگنوں کی تعبیر جھوٹی نبوت کے دعویدار:

حدیث باب میں دو کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹی نبوت کے دعویدار سے نکالی گئی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام مسیلمہ کذاب اور دوسرے کا نام اسود غنسی کذاب تھا۔ دونوں کا تعارف سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

1- مسیلمہ کذاب کا تعارف: اس کا اصل نام ”مسلمہ“ تھا جو یمامہ کا باشندہ تھا، یہ قبیلہ بنو حنیفہ سے متعلق تھا۔ فتح مکہ کے بعد اس قبیلہ کا وفد مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہوا۔ مسیلمہ اس وفد میں شامل تھا لیکن مدینہ طیبہ پہنچ کر سامان کی حفاظت کا بہانہ بنا کر خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا اور نہ قبول اسلام کیا بلکہ وفد میں شامل ہو کر جوں کا توں واپس آ گیا۔ یمامہ پہنچنے کے بعد مسیلمہ کذاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بایں الفاظ خط لکھا: من مسلمة رسول الله الى محمد رسول الله، سلام عليك، اما بعد! فاني قدر اشركت في الامر معك، وان لنا نصف الارض ولقریش نصفها، ولكن قریشان يعتدون، الله کے رسول مسلمہ کی طرف اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام، آپ پر سلامتی، اما بعد: آپ کے بھائی مجھے بھی رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ نصف زمین ہماری ہے اور نصف زمین قریش کی ہے لیکن قریش حد سے بڑھنے والے ہیں۔

مسیلمہ کذاب کی طرف سے یہ خط موصول ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس خط کا جواب بایں الفاظ تحریر کیا گیا تھا: بسم الله الرحمن الرحيم، من محمد رسول الله الى مسيلمة الكذاب، السلام على من اتبع الهدى، اما بعد فان الارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين، اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیلمہ کذاب کے نام، سلام اس شخص پر جو ہدایت پر ہے۔ اما بعد! پس زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور آخرت پر ہیزگار لوگوں کے لیے ہے۔

چونکہ خط میں اس کا نام حقارت کی وجہ سے صیغہ تصغیر سے استعمال کیا گیا تھا اس لیے وہ اس کے ساتھ مشہور ہو گیا تھا۔

10ھ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا، یہ فتنہ ابھی مکمل طور پر اٹھا نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی جہاں منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا وہاں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی اور مقابلہ بھی کیا۔ آپ کی خواہش اور حکم کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسیلمہ کذاب کے درمیان سخت معرکہ ہوا، جس میں بارہ سو مسلمان جام شہادت نوش کر گئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا اور حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب واصل جہنم ہوا۔ اس طرح یہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا۔

2- اسود غنسی کذاب کا تعارف: اس کا لقب ذوالخمار اور اصل نام عیملہ یا عیملہ تھا، بہت بڑا شعبدہ باز تھا۔ قبیلہ مذحج سے

متعلق تھا، یمن کے مشہور شہر ”صنعا“ کا باشندہ تھا، اہل یمن کے ساتھ مل کر مسلمان ہوا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں یہ مرتد ہو گیا تھا بلکہ تاریخ اسلام میں یہ پہلا مرتد ہے۔ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، اپنی قوم کے لوگوں کو شعبدہ اور کرتب دکھا کر اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اور پورا قبیلہ اس کا تابع فرمان ہو گیا۔ صنعا اور نجران پر بھی وہ قابض ہو گیا۔ اس کی فوج سات سو افراد پر

مشتعل تھی لیکن اس فتنہ کی آگ تیزی سے ہر طرف پھیل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامیان یمن کے نام خط ارسال فرمایا جس میں اس فتنہ کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ 10ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسود غسی کو واصل جہنم کیا۔

زمانہ جاہلیت میں سلاطین وقت اپنی شان و شوکت اور قدر و منزلت کے اظہار کے لیے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن استعمال کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خواب میں اپنی یہی کیفیت ملاحظہ کی تو پریشان ہوئے تو حالت خواب میں آپ پر وحی نازل ہوئی کہ ان کنگنوں پر پھونک ماریں چنانچہ آپ کے پھونک مارنے پر وہ کنگن فضاء میں اڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹی نبوت کے دعویداروں سے کی تھی اور اس کی تصریح حدیث باب میں موجود ہے۔

سونے کے کنگنوں سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ جھوٹی نبوت کے فتنے زور کے بل بوتے پر رونما ہوتے ہیں لیکن جب زور و بازو سے ان کا مقابلہ کیا جائے تو ان کے ختم ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔

2217 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ ظِلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَسْتَقُونَ بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْبِرُ وَالْمُسْتَقِيلُ وَرَأَيْتُ سَبِيًّا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَارَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَتْ بِهِ فَعَلَوْتُ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ فَقَطَعَ بِهِ ثُمَّ وَصَلَ لَهُ فَعَلَا بِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللَّهِ لَتَدْعَنِي أَعْبُرُهَا فَقَالَ أَعْبُرُهَا فَقَالَ أَمَا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَمَا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهُوَ الْقُرْآنُ لِينُهُ وَخَلَاوَتُهُ وَأَمَا الْمُسْتَكْبِرُ وَالْمُسْتَقِيلُ فَهُوَ الْمُسْتَكْبِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِيلُ مِنْهُ وَأَمَا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِهِ فَيُعَلِّكَ اللَّهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ رَجُلٌ آخَرَ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ رَجُلٌ آخَرَ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهُ فَيَعْلُو أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ لَتَحَدِّثَنِي أَصَبْتُ أَوْ أَخْطَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتُ بَعْضًا وَأَخْطَأْتُ بَعْضًا قَالَ أَقْسَمْتُ بِبَابِي أَنْتَ وَأُمِّي لَتُخْبِرَنِي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْسِمُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں نے خواب میں ایک بادل دیکھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کے ذریعے اس کو پی رہے تھے کچھ لوگ زیادہ لے رہے تھے کچھ کم لے رہے تھے پھر میں

2217- أخرجه أبو داود (۲/ ۲۶۶): كتاب الایمان و الشفعة: باب: فی القسم هل یكون یمینا: حدیث (۲۳۶۸) (۲/ ۶۱۸): كتاب السنة: باب: فی الخلفاء: حدیث (۴۶۳۳) و ابن ماجه (۲/ ۱۲۸۹): كتاب تعبیر الرویا: باب: تعبیر الرویا: حدیث (۲۹۱۸) من طریق الزهري: عن عبید الله بن عبد الله: عن ابن عباس: فذكره-

نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین کی طرف آئی ہوئی تھی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو دیکھا یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ ﷺ نے اس کو پکڑا اور آپ اوپر چڑھ گئے۔ ایک اور شخص نے اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر اس کے بعد ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر وہ مل گئی پھر وہ شخص اوپر چڑھ گیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! آپ مجھے موقع دیجئے کہ میں اس کی تعبیر بیان کروں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی تعبیر بیان کرو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے: بادل سے مراد اسلام کا بادل ہے اس سے شہد منگنے سے مراد مطلب ہے یہ قرآن ہے اس کی نرمی اور اس کی حلاوت ہے اور زیادہ لینے اور تھوڑا لینے سے مراد یہ ہے: کچھ لوگ قرآن کا علم زیادہ حاصل کریں گے اور کچھ کم حاصل کریں گے۔ آسمان سے لے کر زمین تک آنے والی رسی سے مراد وہ حق ہے جس پر آپ ﷺ گامزن ہیں آپ ﷺ نے اسے تھا ما اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے آپ کو بلندی عطا کی اور پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو تھامے گا وہ بھی اس کے ذریعے بلندی حاصل کرے گا پھر ایک اور شخص اس کے ذریعے بلندی حاصل کرے گا پھر ایک شخص اس کو پکڑے گا تو وہ رسی ٹوٹ جائے گی پھر وہ مل جائے گی اس طرح وہ بھی بلندی حاصل کرے گا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ٹھیک تعبیر بیان کی ہے یا غلط کی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کچھ ٹھیک ہے اور کچھ غلط کی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو قسم دیتا ہوں آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قسم نہ دو!

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ایک صحابی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اس کی تعبیر:

حدیث باب میں صحابی رسول کا خواب مذکور ہے جس کی تعبیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی تھی۔ ارشاد نبوی کے مطابق خواب کی تعبیر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کچھ خطا بھی ہوئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ وہ خطا کیا ہے؟ اس بارے میں محدثین کے متعدد اقوال ہیں۔

- 1- یہ تعبیر قرآن و حدیث سے بیان کرنے کی ضرورت تھی، لیکن صرف قرآن سے بیان کی گئی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث چونکہ قرآن کے تابع اور اس کی تفسیر ہے، لہذا جب قرآن کا ذکر کیا گیا تو بالاتباع حدیث کا ذکر از خود ہو گیا۔
- 2- خواب کی تعبیر بتانے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پیش قدمی کی ہے دراصل یہی خطا ہے۔ یہ بھی خطا نہیں ہو سکتی کیونکہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر تعبیر بیان کی تھی۔
- 3- یکے بعد دیگرے رسی پکڑنے والوں کی تعیین نہ کرنا خطا تھی۔ یہ بھی خطا نہیں ہو سکتی کیونکہ ایسے کلام کو مجمل کہہ سکتے ہیں، لیکن خطا نہیں کہہ سکتے۔

4- خواب دیکھنے والے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: ثم اخذ به رجل فقطع به ثم وصل له فعلا به۔ کے

الفاظ وضاحت طلب تھے لیکن ان کو جوں کا توں چھوڑ دیا گیا۔ یہی خطا ہے۔

قَالَ وَهَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ مُخْتَصَرًا

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب ہمیں صبح کی نماز پڑھا لیتے تھے تو آپ اپنا چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کرتے تھے اور دریافت کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی شخص نے گزشتہ رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ روایت عوف اور جریر بن حازم کے حوالے سے ابورجاء کے حوالے سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے طویل حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

محمد بن بشار نے یہی روایت اسی طرح ہمارے سامنے بیان کیا ہے۔ جو وہب بن جریر کے حوالے سے مختصر طور پر منقول ہے۔

شرح

خواب بیان کرنے یا سننے کی اہمیت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ فجر کی نماز کے بعد چہرہ انور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف کر کے تشریف فرما ہو جاتے، اگر خود خواب دیکھا ہوتا تو خدام کو سنا تے ورنہ حکم فرماتے کہ تم لوگوں میں سے کسی نے تازہ خواب دیکھا ہے تو وہ بیان کرے۔ پرانا خواب اپنی اہمیت و افادیت کھودیتا ہے لیکن خواب جدید سے مستقبل کے لیے بھی بعض امور میں رہنمائی مل جاتی ہے۔ مثلاً غزوہ احد سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا، جس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ اس غزوہ میں پہلے شکست سے دوچار ہونا پڑے گا پھر نصرت و فتح حاصل ہوگی۔ چنانچہ غزوہ احد کا نتیجہ ایسے ہی سامنے آیا۔ اس سے خوابوں کی بیان کرنے، ان کو سننے، ان کی تعبیر بیان کرنے اور سننے کی اہمیت و افادیت واضح ہو جاتی ہے۔



کتاب الشہادات عن رسول اللہ ﷺ

گواہی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ أَيُّهُمْ خَيْرٌ

باب 1: کون سے گواہ بہتر ہیں؟

2219 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشَّهَادَةِ الَّذِي يَأْتِي بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا

اختلاف سند: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ نَحْوَهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَقُولُونَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ وَاخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ فَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي عَمْرَةَ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَهَذَا أَصَحُّ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ وَلَهُ حَدِيثُ الْغُلُولِ وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَقُولُونَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں سب سے بہتر گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو گواہی دینے کے لیے خود ہی آجاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ اس سے مطالبہ کیا جائے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

ابن ابو عمرہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ اکثر راویوں نے ان کا نام عبد الرحمن بن ابو عمرہ بیان کیا ہے۔ اس روایت کے حوالے سے امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے میں راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے اسے ابو عمرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے جبکہ بعض نے اسے ابن ابو عمرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ صاحب عبد الرحمن بن ابو عمرہ انصاری ہیں۔

2219- أخرجه مالك في (الموطأ) (٧٢٠/٢)؛ كتاب الاقضية؛ باب: ما جاء في الشهادات حديث (٢) و مسلم (١٢٤٤/٣)؛ كتاب الاقضية؛ باب: بيان خير الشهود حديث (١٧١٩/١٩) و ابوداؤد (٢٠٤/٢)؛ كتاب الاقضية؛ باب: في الشهادات حديث (٢٥٩٦) و ابن ماجه (٧٩٢/٢)؛ كتاب الاحكام؛ باب: الرجل عنده الشهاده لا يعلم بها صاحبه حديث (٢٣٦٤) و احمد (١١٥/٤) (١٩٢/٥) من طريق ابن ابي عمرة الانصاري فذكره-

ہمارے نزدیک یہی درست ہے، کیونکہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر حوالوں سے یہ روایت عبدالرحمن بن ابو عمرہ کے حوالے سے، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے اور یہی مستند ہے۔

ابو عمرہ نامی صاحب حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

انہوں نے مال غنیمت میں خیانت سے متعلق روایت بھی نقل کی ہے۔ اکثر حضرات نے ان کا نام عبدالرحمن بن ابو عمرہ ذکر کیا

ہے۔

2220 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَدَمَ ابْنُ بِنْتِ أَزْهَرَ السَّمَانِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ

عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: خَيْرُ الشَّهَدَاءِ مَنْ آدَى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سب

سے بہتر گواہ وہ ہوتا ہے جو گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے گواہی دے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

بہترین گواہی اور بہترین گواہ:

احادیث باب میں بہترین گواہی اور بہترین گواہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے ساتھ تعارض ہے، جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین زمانہ وہ ہے جس میں موجود ہو، پھر اس کے ساتھ متصل زمانہ ہے اور پھر اس کے ساتھ ملا ہوا زمانہ ہے۔ احادیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ بہترین وہ لوگ ہیں جو بغیر مطالبہ کے درست گواہی پیش کرتے ہیں؟ جواب: گواہی دو قسم کی ہے:

1- ایسی سچی گواہی جو کسی کے پاس کسی کے لیے موجود ہو، خواہ وہ ایسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، صاحب معاملہ کے مطالبہ سے قبل یا

بعد میں پیش کر دے، ایسی گواہی خوب اور گواہ خوبتر ہے۔

2- ایسی گواہی ہے جو ناپسندیدہ ہو اور گواہ اسے پیش کرنے کے لیے بے تاب ہو، ایسی گواہی عموماً جھوٹی اور گواہ جھوٹا ہوتا

ہے۔ اس کی تفصیل یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ایسا شخص جو کسی معاملہ میں گواہ بن سکتا ہو لیکن صاحب معاملہ کو اس کا علم نہ ہو، ایسے

مسئلہ میں اگر گواہ گواہی پیش نہ کرے تو مسلمان اپنے حق سے محروم ہو جائے گا، تو ایسی صورت میں قاضی کی عدالت میں خود گواہی پیش

کرنی چاہیے۔ اگر ایسی گواہی کا صاحب معاملہ کو علم ہو وہ گواہی دینے کی درخواست بھی کرے کہ قاضی کی عدالت میں گواہی پیش

کرے گواہ گواہی پیش کرنے میں ٹال مٹول سے کم نہ لے۔ تو وہ گواہی پسندیدہ ہے۔

حدیث کے الفاظ: قل ان یساء لہا (بصورت مضارع مجہول) اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

1- صاحب معاملہ کے مطالعہ کے بغیر گواہی پیش کرنا اور صاحب معاملہ اس گواہی سے واقف بھی نہ ہو۔

2- صاحب معاملہ کے مطالبہ کے بعد فوراً گواہی پیش کرنا جبکہ صاحب معاملہ اس بارے میں جانتا بھی ہو۔ یہ دونوں صورتیں

حدیث باب کا مصداق ہو سکتی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ

باب 2: کس کی گواہی قبول نہیں ہوگی؟

2221 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ وَلَا مَجْلُودٍ حَدًّا وَلَا مَجْلُودَةٍ وَلَا ذِي غَمْرٍ لِأَخِيهِ وَلَا

مُنْجَرَّبٍ شَهَادَةٍ وَلَا الْقَانِعِ أَهْلَ الْبَيْتِ لَهُمْ وَلَا ظَنِينٍ فِي وَلَايٍ وَلَا قَرَابَةِ قَالَ الْفَزَارِيُّ الْقَانِعُ التَّابِعُ هَذَا حَدِيثٌ

غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ وَيَزِيدُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يُعْرَفُ هَذَا الْحَدِيثُ

مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ

حکم حدیث: وَقَالَ وَلَا نَعْرِفُ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ وَلَا يَصِحُّ عِنْدِي مِنْ قَبْلِ إِسْنَادِهِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هَذَا أَنَّ شَهَادَةَ الْقَرِيبِ جَائِزَةٌ لِقَرَابَتِهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي

شَهَادَةِ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَالْوَلَدِ لِوَالِدِهِ وَلَمْ يُجْزِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ شَهَادَةَ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَلَا الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَقَالَ بَعْضُ

أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا كَانَ عَدْلًا فَشَهَادَةُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ جَائِزَةٌ وَكَذَلِكَ شَهَادَةُ الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَلَمْ يَخْتَلَفُوا فِي شَهَادَةِ

الْأَخِ لِأَخِيهِ أَنَّهَا جَائِزَةٌ وَكَذَلِكَ شَهَادَةُ كُلِّ قَرِيبٍ لِقَرِيبِهِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ لِرَجُلٍ عَلَى الْآخِرِ

وَإِنْ كَانَ عَدْلًا إِذَا كَانَتْ بَيْنَهُمَا عَدَاوَةٌ

وَذَهَبَ إِلَى حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

حدیث دیگر: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ إِحْنَةٍ

قول امام ترمذی: يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ وَكَذَلِكَ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ حَيْثُ قَالَ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ

غَمْرٍ لِأَخِيهِ يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خیانت کرنے والے مرد خیانت کرنے

والی عورت (جس مرد یا عورت کو) حد قذف میں کوڑے مارے گئے ہوں، جس کی ذاتی دشمنی ہو جو جھوٹا گواہ ہو کسی گھرانے کے

ملازم کی ان کے حق میں ولاء یا قرابت میں تہمت زدہ شخص (ان سب کی) گواہی قبول نہیں ہوگی۔

فزاری نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ”القانع“ سے مراد پیروی کرنے والا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف یزید بن زیاد دمشقی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے

ہیں اور یزید کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے اور یہ حدیث زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صرف یزید سے ہی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

ہمیں اس حدیث کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک سند کے اعتبار سے بھی یہ مستند نہیں ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ اس حوالے سے کہ کوئی رشتہ دار اپنے رشتہ دار کے بارے میں گواہی دے سکتا ہے۔

لیکن والد کی اپنی اولاد کے لیے یا اولاد کی اپنے والد کے لیے گواہی کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ اکثر اہل علم

کے نزدیک اولاد والد کے حق میں گواہی نہیں دے سکتی اور والد اولاد کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ عادل ہوں، تو والد کی گواہی اولاد کے حق میں درست ہوگی۔ اسی طرح اولاد کی

گواہی والد کے حق میں درست ہوگی۔

اہل علم کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے: بھائی، اپنے بھائی کے حق میں گواہی دے سکتا ہے اور ایسا کرنا جائز

ہے۔

اسی طرح ہر رشتہ دار اپنے رشتہ دار کے بارے میں گواہی دے سکتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف قبول نہیں ہوگی، اگرچہ

وہ عادل ہی کیوں نہ ہو۔

انہوں نے عبدالرحمن اعرج کی نقل کردہ ”مرسل“ حدیث کو اختیار کیا ہے جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

دشمن کی گواہی درست نہیں ہوتی۔

اسی طرح ایک حدیث میں یہ مفہوم بھی منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: صاحب غم یعنی دشمنی رکھنے والے شخص کی گواہی

جائز نہیں ہے۔

شرح

مردود الشہادت لوگ:

قبولیت شہادت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے: **مِمَّنْ تَسْرُضُونَ مِنَ الشَّهَادَةِ** (البقرہ: 282) ”گواہ ایسے ہونے

چاہیے جن کو تم پسند کرتے ہو“، چند اہم اوصاف کی وجہ سے گواہ پسندیدہ و ہتے ہیں وہ یہ ہیں:

1- مسلمان ہونا۔ 2- عاقل ہونا۔ 3- بالغ ہونا۔ 4- گفتگو پر قدرت حاصل ہونا۔ 5- دیندار ہونا، 6- بامروت ہونا۔

7- متہم نہ ہونا وغیرہ، گواہوں کی گواہی معتبر ہونے کے لیے ان اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی خبر میں دو احتمال

ہو سکتے ہیں۔ وہ سچی ہوگی یا جھوٹی ہوگی، صدق و کذب معلوم کرنے کے لیے کوئی قرینہ ہوگا۔ وہ قرینہ بیان کرنے والے میں ہوگا یا

بیان کی ہوئی بات میں ہوگا یا ان دونوں کے غیر میں موجود ہوگا، لیکن مخبر کے علاوہ کسی میں یہ صفات مدار شرعی نہیں بن سکتیں۔

حدیث: باب میں مردود الشہادت لوگوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- خائن ہونا: عورت اور مرد جو امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہو کیونکہ جو شخص امانت میں خیانت کر سکتا ہے وہ گواہی میں بھی خیانت کر سکتا ہے۔

2- محدود ہونا: وہ مرد وزن جس پر حد شرعی نافذ کی گئی ہو کی گواہی بھی غیر معتبر ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے حد نافذ ہوتی ہے، مثلاً شراب نوشی، زنا کاری اور کسی پر الزام عائد کرنا وغیرہ۔ چونکہ مرتکب کبائر فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی گواہی معتبر نہیں ہوتی۔

سوال: مرتکب الکبائر کی گواہی ناقابل قبول ہونے کی وجہ اس کا فاسق ہونا ہے، کیا توبہ سے قبل یا توبہ کے بعد یا دونوں صورتوں میں اس کی گواہی غیر معتبر ہوگی؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ توبہ سے قبل اور توبہ کے بعد اس کی گواہی ناقابل قبول ہوگی۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: **وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ** (النور: 4) وہی لوگ فاسق ہیں، دیگر آئمہ کا نقطہ نظر ہے کہ توبہ سے قبل تو اس کی گواہی ناقابل ہوگی لیکن توبہ کے بعد قابل قبول ہوگی۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے، **إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا** (النور: 5) مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی۔

3- عداوت ہونا: فریقین میں عداوت و دشمنی ہو تو ان کی باہم گواہی ناقابل قبول اور غیر معتبر ہوگی۔ کیونکہ عداوت کی وجہ سے گواہی حقیقت اور صداقت پر مبنی نہیں ہوگی۔

4- جھوٹی گواہی کا عادی ہونا: وہ مرد یا عورت جسے بات بات پر جھوٹ بولنے کی عادت ہو اس کی گواہی غیر معتبر ہوگی۔ کیونکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اس کی گواہی بھی جھوٹ کا پلندہ ہوگی۔

5- خاندان کا خادم ہونا: کسی خاندان کا خادم یا نوکر ہو تو اس کی گواہی متعلقہ خاندان کے حق میں غیر معتبر ہوگی۔ کیونکہ اس کے مفادات خاندان سے وابستہ ہوتے ہیں اور یہ گواہی دیتے وقت خاندان کی رعایت و تائید کو پیش نظر رکھے گا۔

6- ولاء یا رشتہ میں متہم ہونا: وہ مرد یا عورت جو ولاء یا رشتہ میں متہم ہو اس کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ

باب 3: جھوٹی گواہی دینے (کا وبال)

2222 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ فَاتِكِ

بِنِ فَضَالَةَ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ إِشْرَاطًا بِاللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَاجْتَنِبُوا الرَّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ)

2222- اخرجه احمد (178/4) من طريقه سفیان بن زیاد عن فاتك بن فضالة فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَآخَتَلَفُوا فِي رِوَايَةِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَلَا نَعْرِفُ لِأَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ایمن بن خریم بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! جھوٹی گواہی دینا کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے جتنا جرم ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف سفیان بن زیاد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

محدثین نے اس حدیث کی روایت میں سفیان بن زیاد سے منقول ہونے میں اختلاف کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق ایمن بن خریم نامی راوی نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

2223 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ الْعُصْفَرِيُّ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانَ الْأَسَدِيِّ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكِ الْأَسَدِيِّ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ

عَدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ (وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ) إِلَى الْآخِرِ الْآيَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا عِنْدِي أَصَحُّ وَخُرَيْمُ بْنُ فَاتِكٍ لَهُ صُحْبَةٌ وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ وَهُوَ مَشْهُورٌ

حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور

تین مرتبہ ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی دینے کو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینے (کی طرح بڑا) گناہ قرار دیا گیا ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

”اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔“ یہ آیت آخر تک ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ روایت درست ہے۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں اور یہ بات مشہور

ہے۔

2224 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ

وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ قَالَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

2223- اخرجه ابوداؤد (۲/۲۰۵): كتاب الاقضية: باب: في الشهادة الزور: حديث (۲۵۹۹) و ابن ماجه (۲/۷۹۴): كتاب الامكام: باب:

شهادة الزور: حديث (۲۳۷۲) و احمد (۴/۲۳۱/۴) من طريق سفیان المصفری عن ابیه عن حبيب فذكره۔

2224- اخرجه البخاری (۵/۲۰۹): كتاب الشهادات: باب: ما قيل في شهادة الزور رقم (۲۶۵۴) و اطرافه في (۵۹۷۶، ۶۲۷۲، ۶۲۷۴، ۶۹۱۹) و

مسلم (۱/۲۵۹ - نووی): كتاب الايمان: باب: بيان الكبائر و اکبر لها: حديث (۸۷/۱۴۲)۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ عبد الرحمن بن ابوبکر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جھوٹی بات کہنا۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اس بات کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی: کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 4: بلا عنوان

2225 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

مُدْرِكٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ مِنْ بَعْدِهِمْ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحْبُونَ السِّمْنَ يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ

اسناد دیگر: وَأَصْحَابُ الْأَعْمَشِ إِنَّمَا رَوَوْا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضِيلٍ

مذاهب فقہاء: قَالَ وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوا إِنَّمَا يَعْنِي شَهَادَةَ الزُّورِ يَقُولُ يَشْهَدُ أَحَدُهُمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسْتَشْهَدَ

وَبَيَانُ هَذَا فِي حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حَدِيثٌ وَغَيْرُ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكُذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ وَيَحْلِفُ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَ هُوَ عِنْدَنَا إِذَا أُشْهِدَ الرَّجُلُ عَلَى الشَّيْءِ أَنْ يُؤَدِّيَ شَهَادَتَهُ وَلَا يَمْتَنِعَ مِنَ الشَّهَادَةِ هَكَذَا وَجْهُ الْحَدِيثِ

عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿ ﴿ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے، پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے۔ یہ بات آپ نے تین زمانوں کے بارے میں ارشاد فرمائی۔ (پھر فرمایا) پھر ان کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو موٹے ہوں گے اور موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ شہادت کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے ہی گواہی دیں گے۔

یہ حدیث اعمش سے منقول ہونے کے اعتبار سے ”غریب“ ہے۔

اعمش کے شاگردوں نے اسے اعمش کے حوالے سے ہلال بن یساف کے حوالے سے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

یہ روایت محمد بن فضیل کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے: وہ لوگ گواہی دیں گے اس سے پہلے کہ ان سے گواہی کا مطالبہ کیا جائے، یعنی وہ جھوٹی گواہی دیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان یہ ہے: ان سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی، لیکن وہ پھر بھی گواہی دے دیں گے۔

اس مفہوم کا بیان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد والوں کا ہے، پھر اس کے بعد والوں کا ہے، پھر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔ یہاں تک آدمی گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی نہیں مانگی گئی ہوگی اور آدمی قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہیں لی گئی ہوگی۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”سب سے بہتر گواہ وہ ہے جو گواہی کا مطالبہ کیے جانے سے پہلے گواہی دے“ اس سے مراد یہ ہے: جب کسی شخص کو کسی چیز پر گواہ بنا لیا جائے، تو وہ گواہی کو ادا کرے اور گواہی دینے سے انکار نہ کرے۔ بعض اہل علم کے نزدیک حدیث کا یہی مفہوم ہے۔

شرح

جھوٹی گواہی کی مذمت و وعید:

خلاف واقع اور ظلم پر مبنی بات کو جھوٹ کہا جاتا ہے، اسی طرح خلاف واقع اور عدم انصاف پر مبنی گواہی کو ”جھوٹی گواہی“ قرار دیا گیا ہے۔ جس کی وعید و مذمت احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ پہلی اور دوسری حدیث باب میں جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے کے برابر جرم قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا جرم ہے، اسی طرح جھوٹی گواہی بھی گناہ عظیم ہے۔ یہ دونوں امور (شرک اور جھوٹی گواہی) گناہ کبیرہ ہیں۔ تاہم دونوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ شرک ناقابل معافی گناہ ہے اور جھوٹی گواہی ایسا جرم ہے جو توبہ سے معاف ہو سکتا ہے۔

تیسری حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکبر الکبار تین گناہ بیان کیے ہیں جن میں ایک جھوٹی گواہی پیش کرنا ہے۔ وہ تین گناہ یہ ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔

2- والدین کی نافرمانی کرنا۔

3- جھوٹی گواہی پیش کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی بھی اشراک باللہ اور والدین کی نافرمانی کے برابر جرم ہے جس سے اجتناب و احتراز از بس ضروری ہے۔

احادیث باب میں جھوٹی گواہی کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے: **فَاَجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ** (الحج: 30) پس تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور تم جھوٹی بات (جھوٹی گواہی) سے بچو۔ بتوں کی پوجا اور جھوٹی گواہی دونوں یکساں جرم اور گناہ کبیرہ ہیں اس لیے ان سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ چوتھی حدیث کا بظاہر باب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تاہم اس کی وضاحت گزشتہ ابواب کے ضمن میں گزر چکی ہے۔



کِتَابُ الزُّهْمِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

زُہد کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

لفظ: الزہد: فعل ثلاثی مجرد صحیح باب سَمِعَ کا مصدر ہے، جس کا لغوی معنی ہے: الگ ہونا، ترک کرنا۔ اس کا شرعی یا اصطلاحی معنی ہے: بے رغبتی یا پریشانی یا حقارت کی بناء پر کسی چیز کو ترک کر دینا۔ چنانچہ یوں کہا جاتا ہے۔ زَهْدٌ فِي الدُّنْيَا۔ فلاں شخص نے دنیا کو حقارت کی وجہ سے حرام چیزوں کو مؤاخذہ کے خوف سے اور حلال چیزوں کو محاسبہ کے اندیشہ سے ترک کر دیا۔

لفظ: زہد کے ساتھ لفظ: الرقاق، بھی استعمال کیا جاتا ہے، یہ الرقیق کی جمع ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے: لطیف، باریک۔ اس کا اصطلاح معنی ہے: ایسی باتیں جن سے دل دنیا سے بے رغبت ہو جائے اور آخرت کی طرف مائل ہو جائے۔

اہم امور کی نشاندہی:

موقع کی مناسبت سے پانچ اہم امور ہیں جن کی نشاندہی اور ان کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ وہ امور خمسہ درج ذیل

ہیں:

1- دنیوی دولت کا برابر نہ ہونا، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیوی دولت بنفسہ بری نہیں ہے، یہ دولت بری اس وقت ہوگی جب ناجائز طریقہ سے حاصل کی جائے یا ناجائز امور میں خرچ کی جائے۔ قرآن کریم میں بیت اللہ اور دولت کو لوگوں کا سہارا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْيُبَيَّتِ الْحَرَامَ قِيَمًا لِلنَّاسِ (المائدہ: 97)

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عزت کی جگہ ہے لوگوں کے قیام کا سبب بنایا۔

دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے:

وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا (النساء: 5)

تم یتیموں کو اپنے وہ اموال فراہم نہ کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ”سرمایہ زندگی“ بنا رکھا ہے۔

مزید ایک مقام پر فرمایا گیا ہے:

كُلُّوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (اعراف: 31)

”تم کھاؤ، پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

یہی مال و متاع اور خیر میں خرچ کیا جائے تو عبادت بن سکتا ہے۔

2- دولت آخرت سنوارنے کا ذریعہ ہونا: اللہ تعالیٰ نے دنیوی دولت کے جو مصارف بیان کیے ہیں ان میں خرچ کی جائے تو

اخروی زندگی سنوارنے کا ذریعہ بھی ہے۔ انسان ذاتی مفادات یا دنیوی فوائد کے لیے دولت خرچ کرتا ہے، تو اس کا دنیا میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جب یہی دولت بطور زکوٰۃ و خیرات، حج و عمرہ میں اور یتیم و بے سہارا لوگوں کی کفالت کے لیے خرچ کی جائے تو آخرت سنوارنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

3- دنیا کی زینت کفر اور آخرت کی زینت ایمان ہونا: عام طور پر مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار و مشرکین کی مالی حالت بہتر ہوتی ہے، کیونکہ دنیا ان کے لیے جنت اور مفاد گاہ قرار دی گئی ہے۔ مسلمانوں کے لیے دنیا امتحان گاہ اور آخرت کی زندگی کو راحت و آرام سے مزین کیا گیا ہے۔ غیر مسلموں کے لیے کفر دنیا کی زینت ہے اور مسلمانوں کے لیے ایمان آخرت کی زینت ہے۔ مسلمان دنیوی دولت کے بجائے اپنے ایمان کی دولت پر ناز کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

4- دنیا کے حوالے سے اہل تصوف کا طرز عمل: بعض اہل تصوف نے ترک دنیا کو پسند کیا اور لوگوں سے مکمل طور پر علیحدہ ہو کر زندگی گزارنا شروع کر دی۔ بعد میں انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اپنے موقف کی اصلاح کر لی۔ جمہور اہل تصوف نے ہمیشہ لوگوں سے میل جول رکھتے ہوئے اور ان کی اصلاح و تربیت کرتے ہوئے زندگی گزارنا پسند کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت غوث اعظم، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار، حضرت داتا گنج بخش، حضرت حاجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم اسلاف کی حیات مبارکہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔

5- ناداری و غربت رحمت ہونا: مسلمان کے افلاس و غربت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

- 1- اختیاری: اختیاری ناداری پسندیدہ اور قابل ستائش ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نازل کرتے ہوئے فرمایا تھا: الفقر فخری، غربت میرا فخر ہے۔ یہ دولت اللہ تعالیٰ کی خصوصی عطا ہے جو اس کے مخصوص بندوں کو میسر آتی ہے۔
- 2- اضطراری: اضطراری غربت قابل تعریف چیز نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات انسان کو کفر کے قریب کر دیتی ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: کاد الفقر ان یكون کفرا۔ یعنی غربت انسان کو کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے، ایسی غربت سے نجات حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کسب حلال ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا: کسب الحلال فریضة بعد الفریضہ۔ حلال کمائی بعض فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔

بَابُ الصَّحَّةِ وَالْفَرَاعِ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ

باب 1: صحت اور فراغت ان دو نعمتوں کے حوالے سے بہت سے لوگ نقصان کا شکار ہیں

2226 سند حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَسُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ صَالِحٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ وَالْفَرَاعُ

2226۔ اضرجه البخاری (۱۱/۲۲۲): کتاب الرقاق: باب: ما جاء فی الرقاق: حدیث (۶۶۱۲) و ابن ماجہ (۱۲۹۶/۲): کتاب الزکوٰۃ: باب: العکة: حدیث (۴۱۷۰) و احمد (۱/۲۵۸/۲۴۴) و الدارمی (۲/۲۹۷): کتاب الرقاق: باب: فی الصحۃ و الفراع و عبد بن حمید (۲۲۹) حدیث (۶۸۵) من طریق عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند: انه سمع اباہ فذکرہ۔

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ
فِي الْبَابِ: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
اِخْتِلَافٌ رَوَيْتُ: وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ فَرَفَعُوهُ وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو طرح کی نعمتوں کے بارے میں
بہت سے لوگ نقصان کا شکار ہیں۔ ایک صحت اور دوسری فراغت۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
کئی راویوں نے اسے عبد اللہ بن سعید کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے جبکہ بعض راویوں نے اسے
عبد اللہ بن سعید کے حوالے سے ”موقوف“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

خواب غفلت سے بیدار ہونا:

آج کا انسان دنیوی امور کو نہایت دلچسپی سے انجام دیتا ہے، صحت و تندرستی کے زمانہ میں اپنے امور تیزی سے نمٹا لیتا ہے اور
فرصت کے لمحات سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے، مصروفیت کے زمانہ کا کام پیشگی کرنا اس کے معمولات میں شامل ہے۔ البتہ اخروی یا
دینی معاملات میں دلچسپی نہیں ہے بلکہ وہ خیال کرتا ہے کہ ابھی زندگی طویل ہے، عیش و عشرت سے لطف اٹھالیا جائے اور جب
بڑھاپے کا آغاز ہوگا تو دینی امور میں لگ جائیں گے۔ اس طرح دینی اور اخروی امور کو نظر انداز کیا جاتا ہے حتیٰ کہ موت کا پیغام
آجاتا ہے۔ حدیث باب میں اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ صحت و تندرستی اور فراغت دونوں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن کو غنیمت
تصور کرتے ہوئے دینی امور انجام دینا چاہیے تاکہ حیات اخروی و دائمی میں کامیابی حاصل سکے۔ اس بارے میں کاہلی و سستی اور عدم
توجہ کے سبب آخرت میں ندامت و پریشانی کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی۔

بَاب مَنِ اتَّقَى الْمَحَارِمَ فَهُوَ أَعْبَدُ النَّاسِ

باب 2: سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو حرام چیزوں سے سب سے زیادہ بچتا ہو

2227 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي طَارِقٍ عَنِ
الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2227- أخرجه أحمد (۲/۲۶۰) قال العجلوني في (كشف الغم) (۱۱/۴۴) رواه أحمد و الترمذی عن ابی ہریرۃ بسند ضعیف۔

متن حدیث: مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هُوَ لَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يَعْلَمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ
أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ حَمْسًا وَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ عَبْدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَكَ تَكُنْ
أَغْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنُ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَآحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ
فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَسَنِ
لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا

اختلاف روایت: هَكَذَا رَوَى عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِيَّ بْنِ زَيْدٍ قَالُوا لَمْ يَسْمَعْ الْحَسَنُ مِنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ وَرَوَى أَبُو عُبَيْدَةَ النَّاجِيُّ عَنِ الْحَسَنِ هَذَا الْحَدِيثَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكَرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کون شخص ہے جو مجھ سے ان کلمات کو سیکھ
کر ان پر عمل کرے اور ان لوگوں کو ان کی تعلیم دے جو اس پر عمل کریں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: میں
یا رسول اللہ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے پانچ چیزیں گنوائیں۔ آپ نے ارشاد
فرمایا: حرام کاموں سے بچنا تم سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو تمہارا مقدر کیا ہے اس سے راضی رہنا
سب سے بڑے بے نیاز بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کامل مومن ہو جاؤ گے۔ لوگوں کے لیے اسی چیز کو پسند
کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، کامل مسلمان ہو جاؤ گے اور زیادہ نہ ہنسنا کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف جعفر بن سلیمان کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے
ہیں۔

حسن نامی راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا۔

یہی روایت ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید کے حوالے سے بھی منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: حسن نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی حدیث کا سماع نہیں کیا۔

ابو عبیدہ ناجی نے اسے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

حرام و ممنوع امور سے احتراز عبادت ہونا:

احکام دین دو قسم کے ہو سکتے ہیں:

۱- اوامر: جن کا بجالانا ضروری ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔

2- نواہی: وہ امور ہیں جن سے احتراز و اجتناب کرنا از بس ضروری ہے۔ مثلاً قتل، زنا، چوری، کذب بیانی، الزام عائد کرنا، غیبت کرنا، چغلی کھانا اور ملاوٹ وغیرہ۔ دونوں میں سے نواہی سے اجتناب کرنا زیادہ دشوار ہے اور ان میں سستی یا عدم توجہ کا شکار ہو جانے کا نقصان بھی زیادہ ہے۔ اس بارے میں ایک مشہور ضابطہ ہے کہ بعض گناہوں کی وجہ سے نیکیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ ارشاد گرامی ہے: **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ**۔ (القرآن) بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مشہور ارشاد گرامی ہے: **وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ** (الحجرات 2) ”تم عام لوگوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکارو کہ اس سے تمہارے اعمال تباہ ہو جائیں گے اور تمہیں اس کا علم بھی نہ ہوگا“۔

حدیث باب میں چند اہم امور کی تعلیم دی گئی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- **إِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ**: تم محارم و ممنوعات سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے اور امر پر عمل کرنے کی نسبت نواہی و محارم سے بچنا مشکل ہے اور اس کے فوائد و منافع کثیر ہیں لہذا انسان کو چاہیے جو بھی کام ہو اس کی شرعی حیثیت کو ضرور پیش نظر رکھے تاکہ اسے ناقابل تلافی نقصان سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

2- **وَأَرْضِ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ**: اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہارے حصہ میں لکھ دی ہے اس پر راضی ہو جاؤ، تو تم لوگوں سے زیادہ مالدار بن جاؤ گے۔ صحت و مرض، کشادگی و تنگدستی، غربت و فراوانی اور تکلیف و شادمانی سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جب مسلمان اللہ تعالیٰ پر ہر معاملے میں خوش ہوتا ہے اور اس کی رضا کو پیش نظر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی کا محتاج نہیں کرتا بلکہ پوری مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

3- **وَإِحْسِنَ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا**: تو اپنے ہمسائے سے حسن سلوک کر تو مؤمن بن جائے گا۔ انسان پر حقوق اللہ کے بعد والدین کے حقوق عائد ہوتے ہیں اور والدین کے بعد سب سے زیادہ حقوق ہمسائے کے ہیں۔ ہمسایہ وہ ہے جو چوبیس گھنٹے بلکہ تاحیات کا ساتھی ہوتا ہے۔ کسی خوشی یا غمی کے موقع پر سب سے پہلے اس سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ جو شخص اپنے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایمان کامل کی دولت سے نوازتا ہے۔

4- **وَإِحْبَابِ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا**: اور تو لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو کامل مسلمان بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، انسان اس کے کنبے کا اہم فرد ہے۔ جو شخص لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور نواہی سے احتراز تو انسان کامل مسلمان کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔

5- **وَلَا تُكْثِرِ الضَّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ**۔ تم زیادہ نہ ہنسو، بیشک زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ انسان بعض اوقات اخلاقیات کے دائرہ سے نکل کر مذاق، لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے جو اس کی شایان شان ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ حدیث باب میں ایسی حرکات سے انسان کو منع کیا گیا ہے۔ یہ ارشاد نبوی اس ارشاد خداوندی کا مصداق ہے: **لَسْمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ**؟ جو کام تم خود نہیں کرتے اس کا دوسروں کو کیوں حکم کرتے ہو؟

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حرام و ممنوعہ امور سے اجتناب کرنا، بہت بڑی عبادت ہے اور انسان کی تخلیق کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَادَرَةِ بِالْعَمَلِ

باب 3: نیک عمل میں جلدی کرنا

2228 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنْ مُحْرِزِ بْنِ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُونَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًّا أَوْ غِنًى مُطْفِئًا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا أَوْ

هَرَمًا مُفْنِدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوْ الدَّجَالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوْ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ

مُحْرِزِ بْنِ هَارُونَ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى بِشْرُ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحْرِزِ بْنِ هَارُونَ هَذَا وَقَدْ رَوَى مَعْمَرٌ هَذَا الْحَدِيثَ

عَمَّنْ سَمِعَ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَالَ تَنْتَظِرُونَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سات (طرح کی صورتحال) ظاہر

ہونے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کر لو۔ کیا تم لوگ بھلا دینے والی غربت، سرکش کر دینے والی خوشحالی، فاسد کر دینے والی بیماری، مجبوط الحواس کر دینے والے بڑھاپے، جلد رخصت کر دینے والی موت یا دجال کا انتظار کر رہے ہو؟ جو غیر موجود چیزوں میں سب سے برا ہے، جن کا انتظار کیا جاتا ہے یا پھر قیامت کا انتظار کر رہے ہو اور قیامت تو نہایت ہی سخت اور کڑوی ہے۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اعرج کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کے طور پر

جانتے ہیں جسے محرز بن ہارون نامی راوی نے روایت کیا ہے۔

بشر بن عمر اور دیگر راویوں نے اسے محرز بن ہارون سے روایت کیا ہے۔

معمر نامی راوی نے اس حدیث کو ایک شخص سے نقل کیا ہے جس نے اسے سعید مقبری سے سنا ہے اور یہ ان کے حوالے سے،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند منقول ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں: ”تم انتظار کر رہے ہو“۔

شرح

نیکی کے کاموں میں جلدی کرنا:

انسان کو نیکی کے معاملہ میں کاہلی و سستی نہیں بلکہ عجلت سے کام لینا چاہیے۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: فَاسْتَبِقُوا

الْخَيْرَاتِ (القرآن) ”تم نیکی کے معاملہ میں سبقت کرنے کی کوشش کرو“۔ حدیث باب میں بھی یہ درس دیا گیا ہے کہ سات امور میں

عوارض آنے سے قبل جلدی سے کر لو۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- انسان خوشحال ہو تو غربت آنے سے قبل نیکی کا کام کر۔

2- اگر حالت صحت میں ہو تو سرکش بننے سے قبل نیکی کر۔

- 3- جب کوئی تنگ دست ہو تو مزید مرض کا شکار ہونے سے قبل نیکی کر۔
 4- اگر کوئی جوان ہو تو بڑھاپا آنے سے قبل کوئی نیکی کا کام کر۔
 5- زندہ شخص موت آنے سے قبل نیکی کر۔
 6- اگر کسی کو ظہور دجال کا انتظار ہو تو اس کے ظاہر ہونے سے قبل نیکی کا کام کر۔
 7- اگر کسی شخص کو قیام قیامت کا انتظار ہو تو اس کے قائم ہونے سے قبل نیکی کر۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ الْمَوْتِ

باب 4: موت کو یاد کرنا

2229 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَكْثِرُوا ذِكْرَ هَازِمِ اللَّذَاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز کو یاد کرو۔
 راوی کہتے ہیں اس سے مراد موت ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2230 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحِيرٍ

أَنَّهُ سَمِعَ هَانِنًا مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ

متن حدیث: كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرِ بَكِي حَتَّى يَبْلُغَ لِحَيْتَهُ فَيَقِيلُ لَهُ تَذَكُّرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا الْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ يُوسُفَ

﴿﴾ ہانی بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس ہوتے تو اتارویا کرتے تھے کہ آپ کی ڈاڑھی

2229- اخرجہ النسائی (۴/۴): کتاب الجنائز: باب: كثرة ذكر الموت: حديث (۱۸۲۴) و ابن ماجه (۱۶۲۳/۲): كتاب الزهد: باب: ذكر الموت والاستعداد له: حديث (۴۲۵۸) من طريق محمد بن عمرو عن ابي سلمة: فذكره-

2230- اخرجہ ابن ماجه (۱۶۲۶/۲): كتاب الزهد: باب: ذكر القبر و البلى: حديث (۴۲۶۷) و احمد (۶۲/۱) من طريق هانئ: مولى عثمان: فذكره-

مبارک تر ہو جایا کرتی تھی۔ ان سے دریافت کیا گیا: (آپ کے سامنے) جنت اور جہنم کا تذکرہ کیا جاتا ہے لیکن آپ نہیں روتے لیکن قبر پر آ کر آپ رونے لگتے ہیں تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اگر آدمی نے اس سے نجات پالی تو بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جتنے بھی گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والے منظر دیکھے ان میں سب سے زیادہ سخت گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والا منظر قبر ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف ہشام بن یوسف کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

موت کو بکثرت یاد کرنا:

زندگی پر تو شک ہو سکتا ہے مگر موت ایک اٹل حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔ ارشادِ باری ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ بعض لوگ اپنی زندگی اس انداز سے گزرتے ہیں کہ ان کے طرز حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موت سے مکمل طور پر غافل ہیں اور دنیا میں مستقل طور پر دل لگا بیٹھے ہیں۔ موت کو یاد رکھنے کے کثیر فوائد ہیں کہ انسان گناہوں سے بچتا ہے، ہمہ وقت نیکیوں کی طرف مائل رہتا ہے اور کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔

دوسری حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ آخرت کی منازل میں سے قبر پہلی منزل ہے، اگر یہ منزل آسان ہوگی تو دوسری منازل بھی آسان ہو جائیں گی ورنہ سب منازل مشکل سے مشکل تر ہوتی جاتی ہیں۔ انسان کی موت کے بعد عالم برزخ کا آغاز اور جزاء و سزاء کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ قبر مقام خوف ہے اور وہاں پہنچنے کے بعد مختلف احوال پیش آتے ہیں۔ وہاں منکر و نکیر کے سوالات کے جوابات دینا پڑتے ہیں۔ اسی مقام کے حوالے سے زبان نبوت سے بیان کردہ احوال پر غور و فکر کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنسو بہاتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَائَهُ

باب 5: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرے

اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے

2231 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا

2231۔ اخرجه البخاری (۱۱/۳۶۶): کتاب الرقاق: باب: من احب لقاء الله احب الله لقاءه: حدیث (۶۵۰۷) و مسلم (۴/۲۰۶۵): کتاب الذکر و الدعاء و التوبہ و الاستغفار: باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه: حدیث (۲۶۷۲/۱۴) و النسائی (۱۰/۴): کتاب الجنائز: باب فیمن احب لقاء الله حدیث (۱۸۳۶/۱۸۳۷) و احمد (۵/۳۳۱، ۳۳۶) و عبد بن حمید (۹۴) حدیث (۱۸۴) و الدارمی (۲/۲۱۲): کتاب الرقاق: باب: فی من احب لقاء الله من طریق قنادة عن انس مذکرہ۔

يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَائَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي مُوسَى

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ حَدِيثٌ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاضری کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی جاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاضری کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی جاضری کو ناپسند کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا:

اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی بارگاہ میں جاضری وہ شخص پسند کرتا ہے جو اپنی زندگی اس کے احکام کے مطابق گزارتا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہے اور ہر معاملہ میں اس کی رضا و خوشنودی چاہتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی نہیں گزارتا بلکہ آزاد اور باغی کی حیثیت سے زندہ رہنا پسند کرتا ہے تو وہ مرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین رکھتے ہیں اس کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں تو وہی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اس کے برعکس جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان نہ ہو وہ نہ مرنا پسند کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ الحاصل! مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو پہلے گروہ میں شامل کرے اور دوسرے گروہ سے احتراز کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذْخَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمَهُ

باب 6: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ڈرانا

2232 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ الْعَجَلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

الطَّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَائَهُ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا بِنْتِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

2232- أخرجه أحمد (۱۳۶/۶) و مسلم (۶۲۳۱ - الألبانی)؛ كتاب الأيمان باب: في قوله تعالى: (وأنذر عشيرتک الاقربین) رقم (۲۵۰/۶) والنسائی فی الكبرى (۶۲۲/۶) كتاب التفسیر باب (وأنذر عشیرتک الاقربین) رقم (۱/۱۱۳۷۶)۔

سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسَى وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اختلاف سند: هَكَذَا رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ نَحْوَ هَذَا وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

”تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ“

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے فاطمہ بنت محمد! اے عبدالمطلب کی اولاد! میں اللہ تعالیٰ

کے مقابلے میں تمہارے لیے کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوں تم مجھ سے میرے مال میں سے جو کچھ چاہو مانگ سکتے ہو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث

کے طور پر اس کی مانند نقل کیا ہے۔ انوں نے اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور اصلاح اپنی امت کو ڈرانا:

مشائخ اپنے مریدین، مدرسین اپنے تلامذہ اور والدین اپنی اولاد کی تربیت و اصلاح کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، تاکہ

مستقبل میں تربیت یافتہ لوگ اپنے فرائض منصبی انجام دینے میں سرخرو ہو سکیں۔ بلاشبہ اسی طرح نبی علیہ السلام اپنی قوم کی تربیت

کرتا ہے کہ قوم اپنے فرائض و خدمات انجام دینے میں غافل نہ ہو سکے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی قوم کی تربیت

کرتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرایا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا:

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ (اشعراء: 214) اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو

ڈراتے ہوئے فرمایا: اے صفیہ بنت عبدالمطلب! (آپ کی پھوپھی محترمہ) اے فاطمہ بنت محمد! (آپ کی صاحبزادی) اور اے اولاد

عبدالمطلب! میں ذاتی طور پر تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ تاہم تم مجھ سے مال و متاع جتنا چاہو حاصل کر سکتے ہو۔ مطلب یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کرنے، اس کی متعین کردہ حدود کو پھلانگنے اور نافرمانی سے اجتناب نہ کرنے کی وجہ سے جب تم اللہ

تعالیٰ کے عذاب کی گرفت میں آگئے تو تمہیں کوئی بھی نہیں بچا سکے گا بلکہ ذاتی طور پر میں بھی نہیں بچا سکوں گا لہذا تم اس کی نافرمانی

اور گناہوں کے ارتکاب کرنے سے باز آ جاؤ۔ خواہ اس روایت کے مخاطب چند لوگ ہیں لیکن اس کا حکم عام ہے جو تمام امت کو شامل

ہے۔

سوال، اس روایات سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عام آدمی کی طرح کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے، تو پھر آپ

سے وسیلہ و شفاعت کی امید وابستہ کرنا بھی جائز نہیں ہے؟

جواب: اس بات میں شک نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی طور پر نہ کسی کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اسی روایت کے آخری الفاظ: سلونی من مالی ما شئتم، سے بھی اسی عقیدہ کی تائید ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت خداوندی کے با اختیار وزیر ہیں جسے آپ جو بھی چیز چاہیں عنایت کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ

باب 7: اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ رونے کی فضیلت

2233 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَنُ حَدِيثٍ: لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانٌ جَهَنَّمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رونے والا شخص جہنم میں اس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی یہ عملی طور پر ناممکن ہے) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں (انسان کے جسم پر لگنے والا) غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اس بارے میں حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

محمد بن عبد الرحمن نامی راوی آل طلحہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور مدنی اور ثقہ ہیں۔

شعبہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

شرح

خوف خدا سے رونے کی فضیلت:

خوف خداوندی، صالحین کی زینت ہے۔ وہ اس کے سبب ہمیشہ خوف زدہ رہتے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو بہاتی رہتی ہیں۔

2233- اضرجه النسائي (۱۲/۶): کتاب الجهاد: باب: فضل من عمل في سبيل الله على قدمه: حديث (۳۱۰۸) و ابن ماجه (۹۲۷/۲): کتاب الجهاد: باب: الفروج في النفير: حديث (۲۷۷۴)۔

اسی وصف کی وجہ سے انہیں ایسا قرب خدا حاصل ہو جاتا ہے کہ ان کی زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں پورا کر دیتا ہے۔
حدیث باب کے موضوع کی مناسبت سے وارد ہونے والی روایات میں تین شخصوں کی عظمت و فضیلت بیان کرتے ہوئے انہیں جنتی قرار دیا گیا ہے۔ وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:

1- وہ شخص جس کی آنکھ نے خشیت باری تعالیٰ کی وجہ سے آنسو بہائے۔

2- وہ شخص جس کی آنکھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے بیدار رہی۔

3- وہ شخص جس کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے خاک آلود ہوئے۔

فائدہ نافعہ: تلاوت قرآن کے وقت، دوران نماز، بیت اللہ کا طواف کرتے وقت، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سوانح اولیاء اور حالات صالحین کا مطالعہ کرتے وقت مسلمان کو آنسو بہانے چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمَ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا

باب 8: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ”مجھے جو علم ہے اگر وہ تمہیں علم ہو تو تم لوگ تھوڑا ہنسو“

2234 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مُورِقٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٍ: إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَنْطَ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعِ إِلَّا وَمَلَكَ وَأَضْعُ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمَ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَكَبَيْتُمْ كَثِيرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرْشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعْدَاتِ تَجَارُونَ إِلَى اللَّهِ لَوَدِدْتُ إِنِّي كُنْتُ شَجْرَةً تُعْضَدُ

فِي الْبَابِ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

آثار صحابہ: وَيُرْوَى مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ قَالَ لَوَدِدْتُ إِنِّي كُنْتُ شَجْرَةً تُعْضَدُ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں وہ چیز دیکھ لیتا ہوں جسے تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ چیز سن لیتا ہوں جسے تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چرچر رہا ہے اور اسے اس بات کا حق ہے: وہ چرچر اتار ہے، کیونکہ اس کے اندر چار انگلیاں رکھنے کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے: جہاں کسی فرشتے کا سر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اگر تم لوگ جان لو تو تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ اور تم پچھونوں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو بلکہ تم ویرانوں کی طرح نکل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ میری تو یہ خواہش ہے: کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ لیا جاتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2234- أخرجه ابن ماجه (۲/۱۶۰۲): كتاب الزهد: باب: العز و البكاء: حديث (۶۱۹۰) و احمد (۵/۱۷۳) من طريق مجاهد عن مورق العجلي: فذكره

حضرت ابو ذر غفاری فرماتے ہیں: میری یہ خواہش تھی کہ کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ لیا جاتا۔

2235 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: لَوْ تَعَلَّمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جان لو تو تم

لوگ تھوڑا ہنسنا اور زیادہ روؤ۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔)

شرح

حقائق معلوم ہونے پر لوگ ہنسنا ترک کر دیں:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور زمین پر عدل و انصاف قائم کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ کچھ حقائق انسان کی نظر سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں اگر وہ اس پر منکشف کر دیے جائیں تو پریشانی کا شکار ہو کر ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ قیامت کے لرزہ خیز مناظر اور قبر و دوزخ کے عذاب کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے لیکن معراج کی رات ان تمام حقائق کا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ امت کو چاہیے کہ آپ کی بتائی ہوئی حقیقت پر مبنی باتوں پر اعتماد و اعتبار کرتے ہوئے اپنی دنیا اور آخری کو سنوارنے کی کوشش کرے۔ ان حقائق کے بارے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر لوگ معلوم کر لیں تو ان کا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا زیادہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی عبادت کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کیونکہ ارض و سماء میں بے شمار فرشتے موجود ہیں جو ہر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف ہیں۔ انسان اگر عبادت کرتا ہے تو اپنے فائدہ کے لیے کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کا محتاج نہیں ہے۔

بَابُ فِيمَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُضْحِكُ بِهَا النَّاسَ

باب 9: جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی بات کہے

2236 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی ایک بات کہتا ہے جس کی وہ کچھ

2235. اخرجه احمد (۵۰۲/۲) من طريق محمد بن عمرو عن ابي سلمة، فذكره۔

2236. اخرجه ابن ماجه (۱۳۱۲/۲)؛ كتاب الفتنين؛ باب: كف اللسان في الفتنه؛ حديث (۲۹۷۰)۔

پروا نہیں کرتا حالانکہ اس کی وجہ سے وہ جہنم میں ستر برس کی مسافت جتنی گہرائی میں گر جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2237 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

جَدِّي قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے

ہوئے سنا ہے: اس شخص کے لیے بربادی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی جھوٹی بات کہتا ہے۔ اس شخص کے لیے بربادی ہے۔ اس شخص کے لیے بربادی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

لوگوں سے ہنسی مذاق کرنے کی مذمت:

بعض اوقات انسان برسر محفل ایسی گفتگو کرتا ہے جس کا حقیقت کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔ وہ لایعنی فضول اور سراسر لغویات پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایسی گفتگو قابل مذمت ہوتی ہے۔ اگر ایسی گفتگو جھوٹی نہ ہو نہ اس سے کسی کی دل آزاری ہو تو جائز ہے۔ اگر گفتگو جھوٹی ہو یا اس سے کسی کی دل آزاری ہو تو وہ حرام اور قابل جرم ہے۔ اس کی وعید احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ ایسی گفتگو کے نتیجے میں انسان ستر سال کے مسافت کے برابر دوزخ کی گہرائی میں چلا جاتا ہے۔ دوسری روایت باب میں اس شخص کے لیے زبان نبوت سے ہلاکت کی دعا کی گئی ہے جو ہنسی مذاق کرتا ہو لوگوں سے جھوٹ بولتا ہے۔

فائدہ نافع: جنت اور جہنم میں مقامات ہیں، جنت کے مقامات کو درجات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ان کی ترتیب نیچے سے اوپر کو آتی ہے۔ جہنم کے مقامات کو ”درکات“ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس میں نیچے والے درجہ میں زیادہ عذاب ہوتا ہے۔ دوزخ میں ستر سال کی مسافت کی گہرائی کا مطلب یہ ہے کہ مسخرہ شخص کو جہنم کی اتنی گہرائی میں دھنسا دیا جائے گا جتنا سفر ستر سال میں طے کیا جاتا ہے۔

2238 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَنَسِ

متن حدیث: قَالَ تُوْقِي رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَعْْنِي رَجُلًا أَبْشُرُ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

2237۔ اخرجہ ابو داؤد (۲۹۷/۶)؛ کتاب اللذیہ؛ باب فی التمدید فی الذنب؛ حدیث (۱۹۹۰) و احمد (۷۰۵/۵)۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لَا تَدْرِي فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيمَا لَا يَعْنِيهِ أَوْ بِنَحْلِ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کا انتقال ہو گیا تو ایک شخص نے (مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا: تمہیں جنت مبارک ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی ایسی بات کہی ہو جس کی اس نے پروا نہ کی ہو یا اس نے اس حوالے سے بخل سے کام لیا ہو جس سے اس کا کوئی نقصان نہ ہوتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

2239 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ النَّيْسَابُورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی کے اسلام کی اچھائیوں میں یہ

بات بھی شامل ہے: وہ لایعنی چیزوں کو ترک کر دے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اس کے ابو سلمہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے

سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونے کے بارے میں صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2240 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ إِنْ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ

حُسَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ مُرْسَلًا وَهَذَا عِنْدَنَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَعَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

﴿﴾ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی کے اسلام کی خوبیوں

میں یہ بات بھی شامل ہے: وہ لایعنی چیزوں کو ترک کر دے۔

2239- اضرجه ابن ماجه (۱۳۱۵/۲): كتاب الفتن: باب: كف اللسان في الفتنه حديث (۲۹۷۶) من طريق محمد بن شعيب عن

الاذاعي به-

زہری رحمہ اللہ کے کئی شاگردوں نے اسے زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے، امام زین العابدین رحمہ اللہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے جیسے امام مالک رحمہ اللہ نے ”مرسل“ طور پر نقل کیا ہے۔
حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما (یعنی حضرت امام زین العابدین) نے حضرت علی بن ابوطالب کا زمانہ نہیں پایا۔

شرح

فضول باتوں کو ترک کرنا مسلمان کی خوبی ہے:

مسلمان کسی شخص کے مسلمان ہونے یا کافر ہونے کا فیصلہ تو کر سکتا ہے لیکن کسی کلمہ گو کے جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا، کیونکہ بعض اوقات معمولی نیکی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاتا ہے مثلاً کتے کو پانی پلانے اور کانٹے دار چھڑی کو راستہ سے ہٹانے کے سبب۔ بعض اوقات معمولی گناہ کی پاداش میں جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک عورت محض بلی کو پیسا رکھنے کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دی گئی۔ احادیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ لایعنی، فضول اور بے مقصد گفتگو سے مکمل احتراز کرنا چاہیے۔ تاہم بامقصد، بافائدہ اور اصلاح و تربیت پر مبنی گفتگو کرنی چاہیے۔

بَابُ فِي قَلَّةِ الْكَلَامِ

باب 10: کم گوئی کا بیان

2241 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُرَزِيِّ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِنْ أَحَدُكُمْ لِيَتَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ وَإِنْ أَحَدُكُمْ لِيَتَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ

في الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: وَهَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَهُ هَذَا قَالُوا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ جَدِّهِ

﴿﴾ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہما جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ یہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

2241۔ اضرجه مالك في (الوظا) (٩٨٥/٢): كتاب الكلام: باب: ما يورث به من التعمق في الكلام: حديث (٥) و ابن ماجه (٢/١٣١٢) كتاب الفتن: باب: كف اللسان في لفته: حديث (٢٩٦٩) و احمد (٢/٤٦٩) و الصبيدي (٢/٤٥٥) حديث (٩١١) و عبد بن حميد (١٤٥) حديث (٢٥٨) من طريق علقمة بن وقاص: فذكره۔

کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سے متعلق کوئی بات کہتا ہے حالانکہ اسے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ اس کے نتیجے میں اسے کیا کچھ مل جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس کے لیے اس دن تک کی رضا مندی لکھ دیتا ہے جب وہ شخص اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے متعلق کوئی بات کہتا ہے حالانکہ اسے یہ اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کا وبال کتنا ہو سکتا ہے؟ لیکن اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دن تک کے لیے اس سے ناراضگی لکھ دیتا ہے جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اس بارے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

کئی راویوں نے اسے محمد بن عمرو کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ محمد بن عمرو کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے عمار کے دادا کے حوالے سے، حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو محمد بن عمرو کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے، حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں ان (محمد بن عمرو) کے دادا کا تذکرہ نہیں کیا۔

شرح

کم گوئی کی فضیلت:

گفتگو دو قسم کی ہو سکتی ہے:

۱۔ کثیر گفتگو: یعنی ہمہ وقت گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنا خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز، ایسی گفتگو کا اکثر حصہ لغویات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قابل مذمت اور قابل مواخذہ ہوتا ہے لہذا طویل، ہمہ وقت اور لغویات پر مشتمل گفتگو سے احتراز کرنا از بس ضروری ہے۔

2۔ قلیل گفتگو: اگر با مقصد اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو تو اس کا اجر و ثواب تا قیامت بھی جاری رہ سکتا ہے مثلاً سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا، ایسی نیکی نہی جسے جہاد اکبر سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ اس گفتگو کا فائدہ سلطان وقت اور قوم سب کو ہو سکتا ہے۔ یہ گفتگو تا قیامت نیکی کا باعث بن سکتی ہے۔ اگر مختصر گفتگو لغویات کی ناراضگی پر مشتمل ہو تو اس کا وبال تا قیامت جاری رہ سکتا ہے مثلاً ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور کہہ دیا، میں ان سے افضل ہوں اور افضل مفضول کو سجدہ نہیں کر سکتا اس نافرمانی اور فضول گفتگو کے نتیجے میں تا قیامت اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا۔ (تحفۃ الاحوذی ج 7 ص 25)

حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کو با مقصد اور مختصر گفتگو کے لیے استعمال کرے، مختصر مگر جامع اور با مقصد گفتگو مفید ثابت ہو سکتی ہے، جبکہ طویل و بے مقصد اور لغویات پر مشتمل گفتگو قابل مواخذہ بھی ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب 11: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا کا بے حیثیت ہونا

2242 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا کی حیثیت چھبر کے پر جتنی ہوئی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2243 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِينَ وَقَفُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّخْلَةِ الْمَيْتَةِ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُونَ هَذِهِ هَانَتْ عَلَى أَهْلِهَا حِينَ الْقَرَاهَا قَالُوا مِنْ هَوَانِهَا الْقَرَاهَا يَا

رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَالِدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ عَلَى أَهْلِهَا

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْمُسْتَوْرِدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں کچھ سواروں کے ساتھ تھا جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مردہ

بکری کے پاس سے گزرے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کے مالک نے جب اسے پھینکا تھا اس وقت یہ

اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت تھی؟ لوگوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! اس کے بے حیثیت ہونے کی وجہ سے ہی تو لوگوں نے

اسے پھینکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جتنی یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے

زیادہ بے حیثیت ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 12: بلا عنوان

2244 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ الْمُكْتَبِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتٍ

2243- اخرجہ ابن ماجہ (۱۳۷۷/۲): کتاب الزکوٰۃ: باب: مثل الدنیا: حدیث (۴۱۱۱) و احمد (۴۲۹/۴) من طریق مجالد عن قیس بن

ابن حازم السجستانی: مذکورہ۔

بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ ابْنَ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ ضَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذَكَرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: دنیا ملعون ہے اور اس میں موجود ہر چیز ملعون ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کا ذکر کرنے والا اور عالم طالب علم (ملعون نہیں ہیں) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 13: بلا عنوان

2245 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا

قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا أَخَانِي فِهْرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَاذَا يَرْجِعُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ يُكْنَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَوَالِدُ قَيْسِ بْنِ حَازِمٍ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَوْفٍ وَهُوَ

مِنَ الصَّحَابَةِ

﴿﴾ قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں: میں نے بنو فہر سے تعلق رکھنے والے حضرت مستورد رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے

سنا ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آخرت کے مقابلے میں دنیا کی صرف یہی حیثیت ہے جس طرح کوئی شخص سمندر میں

انگلی ڈال کر اس بات کا جائزہ لے کہ اس نے کتنا پانی نکالا ہے؟

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اسماعیل بن ابو خالد کی کنیت ”ابو عبد اللہ“ ہے۔ قیس کے والد ابو حازم کا نام عبد بن عوف ہے اور یہ صحابی رسول ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

باب 14: دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے

2244- اخرجه ابن ماجه (۱۳۷۷/۲): كتاب الزهد: باب: مثل الدنيا: حديث (۴۱۱۲) عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان عن عطاء بن قرة

عن عبد الله بن ضميرة عن ابي هريرة به-

2245- اخرجه مسلم (۲۱۹۲/۴): كتاب الجنة والنار و صفة تعبيرها و الصلوات: باب: فناء الدنيا و بيان المشرك يوم القيامة: حديث

(۲۸۵۸/۵۵) و ابن ماجه (۱۳۷۶/۲): كتاب الزهد: باب: مثل الدنيا: حديث (۴۱۰۸) و احمد (۴/۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰) و الهيبى (۲/۲۷۸-۲۷۹)

حديث (۸۵۵) من طريق قيس بن ابي حازم: فذكره-

2246 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر

کے لیے جنت ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دنیا کا حقیر و بے حیثیت ہونا:

آخرت کے مقابلے میں دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر و بے حیثیت ہے، یہ زوال پذیر اور آخرت جاودانی ہے۔ اس کی نعمتیں عارضی اور آخرت کی نعمتیں حقیقت پر مبنی ہیں۔ ایک حدیث میں اس کی حقارت کے بارے میں یوں فرمایا گیا ہے: إِنَّ الدُّنْيَا جِيفَةٌ وَطَالِبُوهَا كِلَابٌ، ”بے شک دنیا مردار ہے اور اسے حاصل کرنے والے کتے ہیں“۔ (اوکما قال علیہ السلام) اس روایت کا تقاضا ہے کہ انسان دنیا کے لذائذ اور کشش سے اپنے دامن کو بچائے تاکہ اس کی گندگی سے آلودہ ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

احادیث باب میں مثالوں کے ذریعے دنیا کی حقارت اور اس کا بے حیثیت ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ آج جو کفار و مشرکین کو دنیا میں وقار و حکومت دی گئی ہے یہ اس کی حقارت کی وجہ سے ہے، کیونکہ آخرت کی تمام نعمتیں مسلمانوں کے لیے ہیں۔ دنیا کفار و مشرکین کے لیے جنت کی حیثیت رکھتی ہے اور آخرت قید خانہ و عقوبت خانہ ثابت ہوگی۔ اس کے برعکس دنیا مسلمانوں کے لیے قید خانہ اور آخرت آرام گاہ ہوگی۔ اگر دنیا کی قدر و قیمت مجھڑ کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح مالک کے نزدیک مردہ بکری بے حیثیت ہوتی ہے، اس کی حقارت کے سبب پھینک دی جاتی ہے اور کوئی شخص اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا، بالکل دنیا کی حیثیت اس سے ہرگز مختلف نہیں ہے، بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ تیسری حدیث باب میں حقارت و ذلت کی وجہ سے دنیا اور اس کی اشیاء کو ملعون قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور ذکر سے غافل کرتی ہے۔

تاہم ذکر الہی، ذکر، معلم اور متعلم کو استثنائی حاصل ہے۔ چوتھی حدیث باب میں مزید دنیا کی حقارت و ذلت اور بے حیثیت

2246۔ اخرجه مسلم (۴/۲۲۷۲): كتاب الزهد و الرقائق: ص ۱ (۲۹۵۶/۱) و ابن ماجه (۲/۱۲۷۸): كتاب الزهد: باب: مثل الدنيا

ص ۱ (۴۱۱۳) و احمد (۲/۳۳۲-۳۸۵) من طريق العلاء بهذا الاسناد۔

ہونے کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ جس طرح سمندر میں انگلی ڈالنے سے اسے لکنے والا پانی سمندر کے پانی کے سامنے بے حیثیت ہے، اسی طرح دنیا آخرت کے مقابلہ میں اس سے بھی زیادہ بے حیثیت ہے۔ پانچویں حدیث باب میں دنیا کو کافر کے لیے جنت اور مؤمن کے لیے قید خانہ قرار دے کر اس کی بے ثباتی، حقارت اور خواری بیان کی گئی ہے۔ جس طرح کافر دنیا میں طویل زمانہ زندہ رہنا پسند کرتا ہے بالکل اسی طرح مؤمن آخرت کو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

فائدہ نافعہ: قیدی، قیدی خانہ میں دو امور کو پیش نظر رکھتا ہے۔

1- جو چیز کھانے پینے کے لیے دی جاتی ہے وہی کھاتا پیتا ہے، جہاں کھڑا ہونے یا بیٹھنے کے لیے حکم دیا جاتا ہے وہاں کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے۔

2- قیدی، قید خانہ کو اپنا گھر تصور نہیں کرتا جس وجہ سے اس میں اس کا دل نہیں لگتا اور ہمہ وقت وہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔

باغ میں بھی دو امور پیش نظر رکھنا پڑتے ہیں:

1- اگر باغ میں گھومنے یا چہل قدمی کرنے کی پابندی نہ ہو تو آدمی جہاں چاہے گھوم پھر سکتا ہے۔ اگر اسے پابندی ہو تو باغ میں گھومنے یا چہل قدمی کا مزہ باقی نہیں رہتا۔

2- اگر باغ حسین جمیل ہو تو وہاں آدمی کا دل لگ جاتا ہے اور وہاں سے واپسی کو نہ ناپسند کرتا ہے تاہم کسی مجبوری کی وجہ سے وہاں سے واپسی ممکن ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ

باب 15: دنیا کی مثال چار آدمیوں کی طرح ہے

2247 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ خَبَابٍ عَنْ سَعِيدِ الطَّائِبِيِّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: ثَلَاثَةٌ أَقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأَحَدُهُنَّكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظَلَمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَأَحَدُهُنَّكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحْمَهُ وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فَلَانٍ فَهُوَ بِنَيْتِهِ فَاجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ يَرزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحْمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ يَرزُقْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فَلَانٍ فَهُوَ بِنَيْتِهِ فَوَزُرُهُمَا سَوَاءٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تین چیزوں کے بارے میں میں قسم دیتا ہوں اور تمہیں ایک بات بتانے لگا ہوں تم انہیں یاد رکھنا۔ صدقہ کرنے کی وجہ سے آدمی کے مال میں کوئی کمی نہیں ہوتی جس بندے کے ساتھ کوئی زیادتی ہو وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جب کوئی شخص مانگنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غربت کا دروازہ کھول دیتا ہے یا اس کی مانند آپ نے کوئی بات ارشاد فرمائی۔ (پھر فرمایا) میں تم لوگوں کو ایک بات بتانے لگا ہوں۔ اسے یاد رکھنا! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں چار طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا کیا ہو اور وہ اس بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہو۔ رشتہ داری کے حقوق کا خیال رکھتا ہو اور اسے اس بات کا علم ہو کہ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے؟ یہ سب سے زیادہ فضیلت والے مقام پر ہوگا۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا ہے لیکن اسے مال عطا نہیں کیا لیکن وہ نیت کا سچا ہے اور یہ کہتا ہے: اگر مجھے مال مل جاتا تو میں بھی فلاں شخص کی طرح عمل کرتا اسے اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا لہذا ان دونوں کا اجر برابر ہوگا۔ ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے لیکن اسے علم عطا نہیں کیا۔ وہ اپنے مال کو اس جگہ خرچ کرتا ہے (جو درست نہیں ہے) اور ایسا علمی کی وجہ سے کرتا ہے اور اس کے بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتا نہیں ہے۔ اس کے حوالے سے رشتہ داری کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حق کا خیال نہیں رکھتا اور ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ مال عطا کیا ہے نہ علم عطا کیا ہے لیکن وہ یہ کہتا ہے: اگر مجھے مال مل جاتا تو میں بھی اس فلاں کی طرح اسے (غلط راستے پر) خرچ کرتا تو اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا اور ان دونوں کا گناہ برابر ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دنیا کے حوالے سے لوگوں کی چار اقسام:

حدیث باب میں اصل مضمون بیان کرنے سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی قسم کھائی ہے جو درج ذیل ہیں:

- 1- اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دولت کم نہیں ہوتی بلکہ اس میں برکت کے باعث اضافہ ہوتا ہے۔
 - 2- جب کوئی شخص کسی پر ظلم و ستم کرتا ہے، اسے ستاتا ہے اور دل آزاری کرتا ہے تو مظلوم کے صبر کرنے کے سبب اس کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔
 - 3- جب کوئی شخص اپنے لیے گداگری کا راستہ اختیار کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے کا عادی بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔
- دنیا سے تعلق کی بناء پر لوگ چار قسم کے ہیں جو درج ذیل ہیں:
- 1- وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت اور علم دونوں سے نوازا ہو۔ وہ (غیر محل میں) دولت خرچ کرنے سے ڈرتا ہو، وہ

دولت کے ذریعے اعزاء و اقارب سے حسن سلوک کرتا ہو اور وہ اس دولت میں اللہ تعالیٰ کا حق (زکوٰۃ و صدقہ) ادا کرتا ہو، تو وہ اعلیٰ منصب پر فائز ہوگا۔

2- وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے سرفراز فرمایا ہو لیکن دولت سے محروم رکھا ہو وہ دل میں قصد کرتا ہے کہ اگر اسے دولت حاصل ہو جائے تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مصارف میں دولت مند شخص کی مثل خرچ کرتا، ان دونوں کا مرتبہ برابر ہوگا اور اجر و ثواب کے اعتبار سے دونوں مساوی ہوں گے۔

3- وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی ہو لیکن علم سے محروم رکھا ہو۔ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے اپنی دولت صحیح مصارف میں استعمال نہیں کرتا۔ لایعنی مصارف میں دولت خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، وہ صلہ رحمی نہیں کرتا اور دولت سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا، تو یہ برے مقام پر موجود ہوگا۔

4- وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا ہو۔ وہ دل میں ارادہ کرتا ہے کہ اگر اسے دولت میسر ہو تو وہ فلاں شخص (جو عیاش و فضول خرچ ہے) کی طرح اڑاتا، دونوں شخص برابر ہوں گے یعنی تیسرے شخص کی طرح گناہگار ہوں گے۔
فائدہ نافعہ: عمل خیر اور عمل سیئہ کی جزاء و سزا کا نتیجہ اس وقت مرتب ہوتا ہے جب عزم کے درجہ میں ہو لیکن کسی عذر کی وجہ سے انجام نہ دے سکا۔ ایک رائے یہ ہے کہ نیکی کا عزم کرنے سے اس کا اجر و ثواب مل جاتا ہے لیکن برائی کی سزا کا نتیجہ محض عزم سے مرتب نہیں ہوتا بلکہ ارتکاب سے مرتب ہوتا ہے۔

پہلی رائے کی تائید میں متعدد روایات موجود ہیں، جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ جس شخص نے کسی عمل خیر کا ارادہ کیا پھر وہ اسے انجام نہ دے سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر وہ عمل خیر کر لیتا ہے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (مسند امام احمد، ج اول ص 361)

2۔ جب دو آدمی تلواریں لے کر لڑتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! قاتل کا جہنمی ہونا تو عقل میں آتا ہے، کیونکہ وہ ظالم ہے لیکن مقتول کا جہنم میں جانا سمجھ میں نہیں آتا جبکہ وہ مظلوم بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کان حریصاً علی قتل اخیہ، وہ اپنے گھر سے تلوار لے کر مرنے کے لیے نہیں بلکہ مارنے کے قصد سے نکلا تھا، پھر اتفاق سے وہ مارا گیا، اسے بھی عزم صمیم کی وجہ سے سزا دی جائے گی۔ (مسند امام احمد، ج اول ص 279)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَمِّ فِي الدُّنْيَا وَحُبِّهَا

باب 16: دنیا کے بارے میں غمگین ہونا اور اس سے محبت کرنا

2248 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَشِيرِ أَبِي

إِسْمَاعِيلَ عَنْ سَيَّارِ بْنِ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَانزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتَهُ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَانزَلَهَا بِاللَّهِ فَيُوشِكُ

2248۔ اضرجه ابو داؤد (۱۲۲/۲): کتاب الزکوٰۃ: باب: فی الاستغفار: حدیث (۱۶۶۵) واحد (۱/۲۸۹-۴۴۲) من طریق سیار ابی حمزہ

عن طارق بن شهاب، فنذكره۔

اللَّهُ لَهُ بَرِّزُقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو فاقہ لاحق ہو اور وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کر دے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہو جائے گا اور جس شخص کو فاقہ لاحق ہو اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے تو عنقریب اللہ تعالیٰ جلد یا بدیرا سے رزق عطا کر دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2249 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ

عَنْ أَبِي وَائِلٍ

متن حدیث: قَالَ جَاءَ مُعَاوِيَةَ إِلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ يَعُودُهُ فَقَالَ يَا خَالُ مَا يَبْكِيكَ أَوْجَعُ يُشِيرُكَ أَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كُلُّ لَأَ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا إِلَيَّ عَهْدًا لَمْ أَخْذُ بِهِ قَالَ إِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَجِدُنِي الْيَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَقَدْ رَوَى زَائِدَةُ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ قَالَ دَخَلَ مُعَاوِيَةَ عَلَى أَبِي هَاشِمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ ابودائل بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو مریض تھے اور وہ ان کی عیادت کرنے کے لیے آئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ماموں! آپ کیوں رورہے ہیں؟ کیا تکلیف آپ کو تنگ کر رہی ہے یا دنیا کی محبت پریشان کر رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا: دونوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا جس پر میں عمل نہیں کر سکا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: مال جمع کرنے کے حوالے سے تمہارے لیے ایک خادم اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانے کے لیے ایک سواری کافی ہے لیکن آج میں یہ محسوس کر رہا ہوں میں نے مال جمع کیا۔

زائدہ اور عبیدہ بن حمید نے اسے منصور کے حوالے سے ابودائل کے حوالے سے، سرہ بن سہم سے نقل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔ اس بارے میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث منقول ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 17: بلا عنوان

2250 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَمْرِ بْنِ

2249- اضرجه النسائي (218/8): كتاب الضحايا: باب: اتخاذ الخادم والمركب: حديث (5272) و ابن ماجه (1374/2): كتاب الزهد: باب: الزهد في الدنيا: حديث (1103) و احمد (444/3) و (444/3) و (290/5) من طريق تقييبي و ائبل-

عَطِيَّةٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْأَخْرَمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرَّغَبُوا فِي الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: باغات اور کھیتیاں غیرہ نہ بناؤ ورنہ تم دنیا

ہی کے ہو کر رہ جاؤ گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

دنیا پر عدم اعتماد کرنا:

کیا دنیا سے محبت اور آخرت پر عدم اعتماد ہے یا آخرت سے محبت اور دنیا پر عدم اعتماد ہے؟ مؤمن دنیا پر عدم اعتماد کرتا ہوا آخرت سے محبت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس سلسلے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: حب الدنيا رأس كل خطيئة (مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث 5213) دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

پہلی حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ اپنے فقر و فاقہ کا مسئلہ مخلوق کے سامنے پیش کرنے سے نجات حاصل نہیں ہوگی بلکہ یہ التجا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے سے مقصد حاصل ہوگا۔ دوسری حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی ہو تو اس کا اصراف بھی اسی کے احکام کے مطابق ہونا چاہیے ورنہ مال و بال جان بن جائے گا۔ دنیا کی محبت باعث غم ہے۔ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت باعث نجات ہے اور آخرت کی محبت باعث راحت ہے۔ تیسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ دنیا طلبی اور جمع دولت باعث وبال ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کی جائے۔ دولت فی نفسہ بری چیز نہیں ہے بلکہ اس کے حصول اور اصراف کا مقصد دنیا ہو تو وبال جان بن سکتی ہے ورنہ نہیں۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ دنیاوی کاروباری کرتے تھے اور دینی خدمات بھی خوب انجام دیتے تھے لیکن دولت کو دین کے اور دنیا کو آخرت کے تابع رکھتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَوْلِ الْعُمَرِ لِلْمُؤْمِنِ

باب 18: مؤمن کی لمبی عمر

2251 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ

2250- اخرجه احمد (۱/۳۳۷، ۴۲۶، ۴۴۳) والعميد (۱/۶۷) حديث (۱۲۲) من طريق الاعمش عن شمر بن عطية عن المغيرة بن سعد

بن الاخرم عن ابيه فذكره-

2251- اخرجه احمد (۱۹۰/۴) و عبد بن حميد (۱۸۲) حديث (۵۰۹) من طريق عمرو بن قيس فذكره-

متن حدیث: اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسَنَ عَمَلُهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے عرض کی: یا رسول اللہ! سب سے بہتر شخص کون سا ہے؟

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر طویل ہو اور عمل اچھا ہو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

طویل العمر نیکو کار شخص کی فضیلت:

طویل عمر نیکو کار شخص کی فضیلت زیادہ ہے کیونکہ عرصہ دراز تک وہ نیک اعمال کرتا رہا جس کا اجر و ثواب اسے آخرت میں دیا جائے گا۔ اس کے برعکس جو طویل العمر شخص اعمال سیدہ کرتا رہا ہو، وہ سب سے برا ہے۔ کیونکہ طوالت عمر کے سبب اس کی برائیوں میں اضافہ ہوتا رہا ہے، جس کی سزا سے آخرت میں بھگتنا ہوگی۔ وہ طویل العمر شخص جو اعمال خیر کرتا رہا ہو وہ سب سے افضل ہے۔ اس کے برعکس جو شخص طویل العمر ہو اور وہ اعمال سیدہ انجام دیتا رہا ہو وہ سب سے برا ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 19: بلا عنوان

2252 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسَنَ عَمَلُهُ قَالَ فَأَيُّ

النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عبدالرحمن بن ابوبکرہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا

شخص سب سے بہتر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس شخص نے دریافت کیا: کون سا شخص سب سے برا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر طویل

ہو اور عمل برا ہو۔

2252- اضرحة المازنی (۲/۲۰۸): کتاب الرقائق: باب: ای المؤمنین خیرا و احسن (۵/ ۴۳، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰) من طریق علی بن زید بن جدهان عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ فذکرہ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَنَاءِ أَعْمَارِ هَذِهِ الْأُمَّةِ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى السَّبْعِينَ

باب 20: اس بات کا بیان کہ اس امت کے (افراد کی) عمریں عام طور پر

ساتھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی

2253 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ

أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: عُمُرُ أُمَّتِي مِنْ سَبْعِينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ رُوِيَ

مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (عام طور پر) میری امت کی عمریں

ساتھ سے لے کر ستر سال تک ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے

طور پر ”غریب“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

أمت محمدی کی عمومی عمروں کا اعلان:

شکم مادر میں جب بچے میں روح پھونکی جاتی ہے تو فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اس کا رزق، عمر اور مقام وفات لکھ دیتا

ہے۔ اس نوشتہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام عالم ہے۔ حدیث باب میں امت محمدی کی عمومی عمر کا اعلان کیا

گیا ہے کہ وہ ساٹھ سال سے ستر سال تک ہے۔ تاہم یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اس مدت سے کم یا زیادہ عمر بھی ہو سکتی ہے۔ ایک

روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی منقول ہے: وَأَقْلَهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 4236) بہت کم لوگ ہیں جن کی عمر

اس سے زائد ہوتی ہے۔

جب آدمی کی عمر ساٹھ سال ہو جائے یا بڑھاپے کے بال نمایاں ہو جائیں یا عمر ستر سال مکمل ہو جائے تو انسان کو آخرت کی فکر

اور موت کی تیاری کے لیے کوشاں رہنا چاہیے مثلاً کثرت عبادت، قرضہ سے فراغت، خدمت خلق اور اعمال صالحہ میں مشغولیت

وغیرہ۔

فائدہ نافعہ: قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، ہر ذی نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ موت کا

عمر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے وہ کسی وقت بھی آسکتی ہے لہذا آدمی کو ہمہ وقت آخرت اور موت کی فکر دامن گیر ہونی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقَارُبِ الزَّمَانِ وَقِصْرِ الْأَمَلِ

باب 21: زمانے کا سمٹ جانا اور امیدوں کا کم ہو جانا

2254 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ

الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنِ حَدِيثٍ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُونُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونُ

الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُونُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْصِيحِ رَاوِي: وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو

گی جب تک زمانہ سمٹ نہیں جائے گا۔ سال مہینے کی طرح ہو جائے گا مہینہ ہفتے کی طرح ہوگا۔ ہفتہ ایک دن کی طرح ہوگا اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح ہوگا اور ایک گھڑی یوں ہوگی جیسے آگ کا انگارہ ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

سعد بن سعید، یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔

شرح

طی زمانی کا کرشمہ:

اس حدیث میں علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ طی زمانی کا کرشمہ پیش آئے گا کہ سال مہینہ، مہینہ

ہفتہ، ہفتہ دن اور دن گھنٹے کی شکل اختیار کرے گا جبکہ گھنٹہ فوراً ختم ہو جائے گا۔ اس حدیث کے دو مطالب ہو سکتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- لوگ غفلت کا شکار ہو جائیں گے۔ وقت میں تیزی آجائے گی اس کی برکت ختم ہو جائے گی اور لوگ آج کل کا وظیفہ

کرتے رہیں گے حتیٰ کہ وقت اجل آجائے گا۔

2- طی ارض کی طرح طی زمانی کا کرشمہ پیش آئے گا۔ اجزاء زمانہ سمیٹ لیے جائیں گے زمانہ کی نبض میں تیزی آجائے گی

اور زندگی کا وقت بڑی تیزی سے ختم ہو جائے گا۔ وہ وقت آچکا ہے لہذا موت و آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِصْرِ الْأَمَلِ

باب 22: امیدوں کا کم ہونا

2255 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ

ابن عمر قال أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ببعض جسدي فقال كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعَدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ غَدًا

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے میرے جسم کو پکڑا اور ارشاد فرمایا: تم دنیا میں یوں رہو جیسے اجنبی ہو یا مسافر ہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: جب تم صبح کرو تو شام کا خیال ذہن میں نہ رکھو اور جب شام ہو جائے تو تم صبح کا خیال ذہن میں نہ رکھو اور بیماری سے پہلے صحت کو اور مرنے سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھو۔ اے اللہ کے بندے! تم نہیں جانتے کل تمہارا کیا انجام ہوگا۔ (یعنی زندہ ہوگے یا مر جاؤ گے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو اعمش نے مجاہد کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

2256 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: هَذَا ابْنُ آدَمَ وَهَذَا أَجَلُهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَهَا فَقَالَ وَتَمَّ أَمَلُهُ وَتَمَّ أَمَلُهُ وَتَمَّ أَمَلُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہ آدم کا بیٹا ہے اور یہ اس کی موت ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی گدی کے پاس ہاتھ رکھا اور پھر اسے پھیلا یا اور فرمایا: یہ اس کی امیدیں ہیں۔ یہ اس کی امیدیں ہیں اور یہ اس کی امیدیں ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2255. اضرحة البخاری (۱۱/۲۳۷): کتاب الرقاق: باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: (کن فی الدنیا۔۔۔۔۔) حدیث (۶۶۱۶) و ابن ماجہ (۱۳۷۸/۲): کتاب الزہد: باب: مثل الدنیا: حدیث (۶۱۱۶) و احمد (۴۱۰۶۴/۲) من طریق مجاہد: مذکرہ۔

2256. اضرحة ابن ماجہ (۱۶۱۶/۲): کتاب الزہد: باب: الامل و الاجل: حدیث (۶۲۳۳) و احمد (۲۵۷۰۱۶۲/۲) من طریق حماد بن سلمة: عن عبید اللہ بن ابی بکر: مذکرہ۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2257 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

متن حدیث: قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْنَا قَدْ وَهَى فَنَحْنُ نُصَلِّحُهُ قَالَ مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذَلِكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو السَّفَرِ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ يُحْمَدَ وَيُقَالُ ابْنُ أَحْمَدَ الثَّوْرِيُّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے ہم اپنے مکان کے لیے گارا بنا رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کس لیے ہے۔ ہم نے عرض کی: مکان پرانا ہو گیا ہے۔ ہم اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے: معاملہ (یعنی قیامت) اس سے جلدی آجائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوسفرنامی راوی سعید بن محمد ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ سعید بن احمد ثوری ہیں۔

شرح

دنیا سے امیدیں وابستہ نہ کرنا:

دنیا کی حیثیت درخت یا سرائے کی ہے جس کے سائے میں مسافر ٹھہر کر اپنی راہ لیتا ہے اور چند سالوں میں ان کا وجود کا عدم ہو جاتا ہے۔ انسان کی حیثیت مسافر کی ہے، جو اس صورت کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس زیادہ سامان نہ ہو۔ دنیا و مافیہا سے امیدیں وابستہ کرنا، انسان کو آخرت اور موت سے غافل کر دیتا ہے جبکہ آخرت کی زندگی مستقل اور دنیا کی عارضی ہے۔ آدمی کو دنیا کی نسبت آخرت کی زندگی کی فکر زیادہ کرنی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انسان کو رہائش کے لیے مکان تعمیر نہیں کرنا چاہیے یا بوسیدہ مکان درست نہیں کرنا چاہیے۔ تاہم انسان کو حد سے زیادہ دنیا و مافیہا سے امیدیں وابستہ کرنا منع ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں: **الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ** (اوکما قال علیہ السلام) دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی دنیوی زندگی میں اعمال خیر و سیدہ کی جزاء و سزا آخرت میں ملے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فِتْنَةَ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي الْمَالِ

باب 23: اس امت کی آزمائش مال ہے

2258 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا كَيْتُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

2257۔ اضرجه ابوداؤد (۳۶۰/۴)؛ کتاب الادب: باب: ما جاء في البناء: حديث (۵۲۷۰ ۵۲۷۵) و ابن ماجه (۱۲۹۲/۲)؛ کتاب الزهد: باب: في البناء و الغراب: حديث (۴۱۶۰) و احمد (۱۶۱/۲) و البخاری فی (الادب المفرد) (۱۲۴) حديث (۴۵۱) من طريق الاعمش عن ابی السفر: فذکرہ۔

2258۔ اضرجه احمد (۱۶۰/۴) من طريق عبد الرحمن بن جبیر بن جبیر عن ابیه فذکرہ۔

صَالِحٌ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ

صَالِحٍ

﴿﴾ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر امت کی مخصوص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی مخصوص آزمائش ”مال“ ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف معاویہ بن صالح کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

کثرت دولت امت محمدی کی آزمائش ہونا:

لفظ فتنہ کا معنی ہے: گمراہی، معصیت، آزمائش، امتحان؟ قرآن کریم نے مال اور اولاد دونوں کو فتنہ قرار دیا ہے۔ دونوں کے حصول اور دونوں کی حفاظت کے لیے انسان ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں آدمی کے لیے دودھاری تلوار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر ان کے استعمال میں بے احتیاطی سے کام لیا جائے تو اپنا نقصان کرتی ہیں اور اگر احتیاط برتی جائے تو دشمن کا سر کاٹتی ہیں۔ اگر دولت جائز طریقہ سے کمائی جائے اور جائز امور میں صرف کی جائے تو آخرت میں یہ نافع ہوگی۔ اگر ناجائز ذرائع سے دولت کمائی جائے اور اس کا صرف بھی شریعت کے قانون کے مطابق نہ ہو تو یہ آخرت میں قابل مواخذہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اولاد کی اچھے طریقہ سے پرورش کی جائے دینی تعلیم سے آراستہ کی جائے اور نیک و صالح بنائی جائے تو صدقہ جاریہ بن جائے گی۔ اگر اس کی اچھے طریقہ سے پرورش نہ کی جائے اس کی تعلیم و تربیت نہ کی جائے اور صالح و نیک نہ بنایا جائے تو آخرت میں قابل مواخذہ اور وبال جان بن جائے گی۔

حدیث باب میں خصوصیت سے یہ درس دیا گیا ہے کہ گزشتہ امتوں کی مختلف امور میں آزمائش ہوتی تھی لیکن امت محمدی کی آزمائش کثرت دولت سے کی جاتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ دولت کے حصول میں احتیاط اور جائز ذرائع کو پیش نظر رکھیں۔ مثلاً تجارت و مزدوری وغیرہ۔ اسی طرح دولت کے خرچ کرنے میں بھی احتیاط کریں اور جائز کاموں میں خرچ کریں تاکہ دارین میں نافع بن سکیں مثلاً تعمیر مساجد، قیام مدارس اور دینی کتب پر مشتمل لائبریریوں کا قیام وغیرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ لَوْ كَانَ لَابْنِ آدَمَ وَآدِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا بُتْغَىٰ ثَالِثًا

باب 24: اگر بندے کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی آرزو کرے گا

2259 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ

بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
متن حدیث: لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ ثَالِثٌ وَلَا يَمْلَأُ فَاهُ إِلَّا التُّرَابَ
 وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَبِي وَاقِدٍ وَجَابِرٍ وَابْنَ عَبَّاسٍ
 وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر آدمی کے پاس سونے کی ایک
 وادی ہو تو وہ یہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس دوسری بھی ہو۔ اس کا پیٹ صرف مٹی بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی
 توبہ کو قبول کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ،
 حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

انسان کا تاحیات حریص ولا چلچی ہونا:

انسان تاحیات دولت کا عاشق اور اس کی کثرت کا خواہاں رہتا ہے۔ اگر اس کے لیے ایک میدان سونے کا ہو تو دوسرے
 میدان کی خواہش کرے گا، جس کا ایک گھر ہو تو وہ دوسرے گھر کی تمنا کرے گا، جس کا ایک بیٹا ہو دوسرے کی کوشش کرے گا اور جس
 کی آمدنی ایک لاکھ ماہانہ ہو وہ ڈیڑھ دو لاکھ ماہانہ ہو جانے کی کوشش کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت
 کے الفاظ ہیں: لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَا يَتَغْنَى ثَالِثًا. اگر حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا دولت کے دو میدانوں کا
 مالک ہو تو وہ تیسرے میدان کی تمنا کرے گا۔ الغرض انسان کثرت دولت سے سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اگر وہ ایک ملک کا بادشاہ بن
 جائے تو دوسرے ملک کو ساتھ ملانے کی تمنا کرے گا۔

وہ انسان جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوص فضل و کرم ہو یا اس نے صبر و قناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہو یا اس کی عمر ستر سال سے
 زائد ہو چکی ہو یا کوئی شخص ولی کامل کا فیض یافتہ ہو یا کوئی آدمی اس قدر فیاض و جواد ہو کہ مخلوق پر دولت خوب خرچ کرتا ہو تو ان لوگوں
 میں دنیا طلبی اور جمع دولت کا حرص ولا چلج باقی نہیں رہتا۔

2259۔ اضرجه البخاری (۱۱/۲۵۸): کتاب الرقاق: باب: ما يتقى من فتنه المال: حدیث (۶۴۳۹) و مسلم (۲/۷۲۵) ای کتاب الزکاة: باب:
 لو ان لابن آدم و ابیہن لا يتقى ثالثا: حدیث (۱۱۷/۱۰۴۸) و احمد (۳/۱۰۰/۱۶۸-۱۳۳۶-۲۴۷) من طریق الزهري: فذكره و لفظ البخاری و
 مسلم: لو كان لابن آدم واد من ذهب----- و اضرجه مسلم (۲/۷۲۵): کتاب الزکاة: باب: لو ان لابن آدم و ابیہن لا يتقى ثالثا:
 حدیث (۱۱۶/۱۰۴۸) و احمد (۳/۱۲۲/۱۷۶-۲۷۲) و الدارمی (۲/۳۱۸-۳۱۹): کتاب الرقاق: باب: لو كان لابن آدم وادیان من مال من
 طریق قتادة: بلفظ (لو كان لابن آدم وادیان من ذهب-----)

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَلْبِ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ

باب 25: دو چیزوں کی محبت کے بارے میں بوڑھے شخص کا دل بھی (ہمیشہ) جوان رہتا ہے

2260 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولِ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو چیزوں کی محبت میں بوڑھے شخص کا

دل بھی (ہمیشہ جوان) رہتا ہے۔ ایک لمبی زندگی اور دوسرا مال زیادہ ہونا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2261 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشَبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ لیکن دو

طرح کی حرص اس میں جوان رہتی ہے ایک (لمبی) زندگی کی اور دوسرا مال کی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

بڑھاپے میں بھی دو خواہشات کا باقی رہنا:

یہ بات مشاہدہ و تجربہ کی ہے کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے اس کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، عقل و دانش کمزور ہو جاتی ہے اور

موت کا وقت بھی قریب آ جاتا ہے لیکن اس کے دل میں دو چیزوں کی محبت عالم شباب کی طرح باقی رہتی ہے:

1۔ لمبی زندگی،

2۔ دولت کی حرص۔ انسان کے سن شعور کو پہنچتے ہی یہ دونوں چیزیں اس کے دل میں گھر کر لیتی ہیں، جو تاحیات باقی رہتی

ہیں۔ تاہم علماء ربانیین، صالحین اور اولیاء اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی اصلاح کر لی ہوتی ہے جس وجہ سے ان

2260۔ اخرجه احمد (۲/۳۷۹-۳۸۰) من طريق ابن عجلان عن القعقاع بن حكيم عن ابي صالح فذكره۔

2261۔ اخرجه البخاري (۱۱/۲۴۳): كتاب الرقاق: باب: من بلغ ستين سنة فقد اعند الله اليه في العمر: حديث (۱۶۲۱) و مسلم (۲/۷۳۴):

كتاب الزكاة: باب: كراهة حرص على الدنيا: حديث (۱۱۵/۱۰۴۷) و ابن ماجه (۲/۴۱۵): كتاب الزهد: باب: الامل والاجلم حديث

(۴۲۳۴) و احمد (۲/۱۱۵-۱۱۹-۱۶۹-۱۹۲-۲۵۷) من طريق قتادة فذكره۔

کے قلوب واذہان پر طول حیات اور متاع دنیا کی محبت تسلط نہیں جماسکتی بلکہ وہ دنیا سے نفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات و حاضری کو پسند کرتے ہیں۔

فائدہ نافعہ: الفاظ حدیث: طوال الحیات وکثرة المال، پر تینوں حرکات پڑھی جاسکتی ہیں:

- 1- کسرہ: اس صورت میں ماقبل یعنی اشین سے بدل کی بناء پر۔
- 2- رفع: مبتداء محذوف کی خبر ہونے کے سبب اور مبتداء، احدھا و ثانیھا ہیں۔
- 3- نصب: اس صورت میں فعل محذوف کا مفعول بہ ہوں گے اور وہ فعل اَعْنَى ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا

باب 26: دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا

2262 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلَكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْ تَقَى مِمَّا فِي يَدِي اللَّهِ وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ إِذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِيهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَائِدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دنیا سے بے رغبتی سے مراد یہ نہیں ہے: حلال چیز کو حرام قرار دے دیا جائے۔ مال کو ضائع کر دیا جائے بلکہ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اس سے زیادہ قابل اعتماد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جب تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہو تو تم اس کے ثواب میں زیادہ رغبت رکھو اور یہ خواہش ہو کہ یہ میرے لیے باقی رہتی (یعنی مجھے مسلسل اس کا اجر ملتا رہتا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابو ادریس خولانی نامی راوی کا نام عائذ اللہ بن عبد اللہ ہے۔

عمر و بن واقد نامی راوی منکر الحدیث ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 27: بلا عنوان

2263 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُرَيْثُ بْنُ السَّائِبِ

2262۔ اضرجه ابن ماجه (۱۳۷۲/۲): کتاب الزهد: باب: الزهد فی الدنيا: حدیث (۱۱۰۰) من طریق یونس بن مبررة بن حلبس عن ابی ادريس الخولانی، فذکرہ۔

قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنِي حُمْرَانُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ

الْخَبْرِ وَالْمَاءِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ الْحُرَيْثِ بْنِ السَّائِبِ وَسَمِعْتُ
أَبَا دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَلَمٍ الْبَلْخِيَّ يَقُولُ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ جِلْفُ الْخَبْرِ يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ إِدَامٌ

﴿﴾ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ابن آدم کو صرف انہی چیزوں کا حق ہے۔ ایک گھر
جس میں وہ رہتا ہو، ایک لباس جس کے ذریعے وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانپتا ہو۔ صرف روٹی اور پانی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ حدیث حریث بن سائب سے منقول ہے۔ میں نے ابوداؤد سلیمان بن سلم بلخی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ فرماتے
ہیں: نضر بن شمیل نے یہ بات بیان کی ہے۔ حدیث کے الفاظ ”حلف الخبز“ کا مطلب وہ روٹی جس کے ساتھ سالن نہ ہو۔

بَابُ مِنْهُ

باب 28: بلا عنوان

2264 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَطْرِفٍ

عَنْ أَبِيهِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ يَقُولُ ابْنُ
آدَمَ مَالِي مَالِي وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبَسْتَ فَأَبْلَيْتَ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ مطرف اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

تو آپ یہ پڑھ رہے تھے۔

”کثرت تمہیں غافل کر دے گی۔“

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدم کا بیٹا میرا مال، میرا مال کہتا رہتا ہے، تمہارا مال تو درحقیقت صرف
وہی ہے جسے تم صدقہ کر کے آگے بھیج دو یا کھا کر فنا کر دو یا پہن کر پرانا کر دو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2263- أخرجه أحمد (٦٢/١) و عبد بن حميد: (٤٦) حديث (٤٦) من طريق حمران بن أبان، فذكره-

2264- أخرجه مسلم (٤/٢٢٧٢): كتاب الزهد والرقائق، حديث (٢٩٥٨/٢) والنسائي (٦/٢٢٨): كتاب الوصايا، باب: الكراهية في

تأخير الوصية، حديث (٢٦١٢) و أحمد (٤/٢٦٠٢٤) و عبد بن حميد (١٨٤، ١٨٤) حديث (٥١٤، ٥١٥) من طريق مطرف بن عبد الله بن
الشفير، فذكره-

بَابُ مِنْهُ

باب 29: بلا عنوان

2265 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ هُوَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ يَقُولُ

متن حدیث: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ إِذَا تَبَدَّلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَإِنْ تَمَسَّكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تَلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَأَبْدًا بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَشَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُكْنَى أَبَا عَمَّارٍ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اے آدم کے بیٹے! تمہارا اضافی مال کو خرچ کر دینا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور تمہارا اسے اپنے پاس روک کر رکھنا تمہارے لیے برا ہے۔ البتہ ضرورت کے مطابق مال اپنے پاس رکھنے پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور خرچ کرتے ہوئے تم اپنے زیر کفالت لوگوں سے آغاز کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شداد بن عبد اللہ نامی راوی کی کنیت ابوعمار ہے۔

شرح

دنیا سے عدم رغبت اور آخرت کو ترجیح دینا:

پہلی حدیث باب کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ انسان حیات دنیا میں ہمیشہ مصیبت اور تکلیف کا خواہشمند رہے تاکہ اسے آخرت میں اجر و ثواب کی دولت حاصل ہو، کیونکہ دوسری روایت میں اللہ تعالیٰ سے عافیت و راحت طلب کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ اس روایت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مصیبت و تکلیف پہنچے تو دنیا سے عدم رغبت کا تقاضا ہے کہ انسان اجر و ثواب کی نیت سے اسے راحت و عافیت سے بہتر سمجھے کیونکہ راحت و عافیت کا تعلق دنیا کے ساتھ اور اجر و ثواب کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے۔ آخرت کا تعلق بہر حال افضل و بہتر ہے۔ یہ تعلق مستقل و دائمی بھی ہے اور ایمان کا بھی تقاضا ہے کہ چند روزہ چیز سے عینہ عدم رغبت کرتے ہوئے مستقل چیز سے رغبت کی جائے اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

باب

دوسری حدیث میں تین چیزوں کی اہمیت کے پیش نظر انسان کا استحقاق قرار دیا گیا ہے۔

1- مکان جو رہائش کے لیے ہو،

2- کپڑا جوسترپوشی کے لیے ہو۔

ل ہے۔ وہ

مت ہو اس کے

2265۔ اخرجه مسلم (۷۱۸/۲): کتاب الزکاة: باب: بیان ان افضل الصدقة صدقة الصمیع الشمیع: حدیث (۱۰۳۶/۹۷) من (۲۹۷) والمیبری یونس الیمامی عن عکرمة بن عمار: عنه به۔

3- سادہ کھانا جو بھوک مٹانے کے لیے ہو۔

یہ امور ثلاثہ نہایت اہم نہیں جن کے بغیر زندگی گزرنا دشوار ہے۔ جس شخص کو یہ اشیاء میسر ہوں، اسے دنیا کی مزید حرص نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان پر قناعت و صبر کرتے ہوئے زندگی گزارنا چاہیے۔

فائدہ نافعہ: انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا محتاج رہنا چاہئے، کیونکہ روٹی، کپڑا اور مکان وہی عنایت کرتا ہے۔ جو شخص سیاسی مقاصد کے لیے عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا اعلان کرتا ہے یا نعرہ دیتا ہے وہ گمراہ، بے دین اور ظالم ہے۔

تیسری حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ کثرت دولت سے انسان کو احتراز کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے احکام الہی پر عمل کرنے میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ انسان تو اپنی ذات کا بھی مالک نہیں ہے۔ پھر یہ دولت دنیوی کے پیچھے کیوں دوڑتا ہے؟ تاہم تین قسم کے اموال ہیں جن کا اسے فائدہ ہو سکتا ہے:

1- صدقہ و خیرات کی شکل میں جو اس نے آگے بھیج دیا۔

2- جو کچھ اس نے کھا لیا۔

3- وہ کپڑا جو پہن کر بوسیدہ کر دیا۔

تاہم وہ مال و متاع جو انسان جمع کرتا ہے اور اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد (زکوٰۃ و خیرات) ادا نہیں کرتا، وہ آخرت میں قابل مواخذہ و عذاب ہوگا۔ علاوہ ازیں ایسی دولت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت سے انسان کو غافل کر دیتی ہے۔ چوتھی حدیث بات سے چند اہم مسائل ثابت ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ بقدر ضرورت مال و دولت اپنے پاس رکھنا جائز ہے، کیونکہ جمع شدہ مال پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔

☆ ضرورت سے زائد دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا انسان کے لیے نافع ہے۔

☆ مال کو خرچ کرتے وقت اس کے مصارف کو پیش نظر رکھا جائے تاکہ مستحقین کے پاس مال پہنچ جائے۔

☆ خرچ کرنے میں اس قدر بھی سخاوت کا مظاہرہ نہ کیا جائے کہ دوسرے ہی لمحہ میں دوسروں کے سامنے دست

سوال دراز کرنا شروع کر دے۔

بَابُ فِي التَّوَكُّلِ عَلَى اللَّهِ

باب 30: اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا

2266 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ

عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَكُمْ لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا

2266- اضرجه ابن ماجه (۱۳۹۴/۲): كتاب الزهد: باب: التوكل و اليقين: حديث (۴۱۶۴) و احمد (۵۲۰۳۰/۱) و عبد بن حميد (۲۳) حديث (۱۰) من طريق عبد الله بن هبيرة عن ابي تميم الجيشاني، فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكٍ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جیسے اس پر توکل کرنے کا حق ہے، تو تمہیں اسی طرح رزق عطا کیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابو تميم جيشاني نامی راوی کا نام عبد اللہ بن مالک ہے۔

2267 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ أَحْوَانِ عَلِيٍّ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَاَ الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ بُرِّزْتُ بِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا۔ محنت مزدوری کرنے والے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں اپنے بھائی کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہو سکتا ہے تمہیں بھی اسی کی وجہ سے رزق ملتا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2268 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَمَحْمُودُ بْنُ خَدَّاشِ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُمَيْلَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِحْصَنِ الْخَطْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَتْ

لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ أَمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافَى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوَّةٌ يَوْمَهُ فَكَانَ مَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ

بِوَحْيِزْتِ جُمِعَتْ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَحْوَهُ وَفِي الْبَابِ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ

﴿﴾ سلمہ بن عبید اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ

فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ خوشحال ہو۔ جسمانی طور پر تندرست ہو اس کے

2268۔ اضرعہ ابن ماجہ (۲/۱۳۸۷): کتاب الزہد: باب: القناعة: حدیث (۴۱۶۱) و البخاری فی (الادب المفرد) (۲۹۷) والمصید

(۲۰۸) حدیث (۴۲۹) من طریق عبد الرحمن بن ابی شعیبہ الانصاری عن سلمة بن عبید اللہ بن معصن مذکورہ۔

پاس اس دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کے لیے دنیا سمیٹ دی گئی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف مروان بن معاویہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ ”حِیْزَتْ“ کا مطلب ”جمع کر دی گئی“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی اہمیت:

احادیث باب میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی اہمیت و فضیلت بیان کی گئی ہے اور ایمان کا بھی تقاضا ہے کہ انسان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہو ایہ عقیدہ رکھے کہ جو بھی اسے راحت و غم لاحق ہوتا ہے وہ من جانب اللہ ہوتا ہے۔

پہلی حدیث باب میں بتایا گیا ہے جب آدمی اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین کر لیتا ہے تو اسے ایسے مقام سے روزی میسر آتی ہے جس کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ پھر ایک مثال کے ذریعے بھی اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح پرندے اپنے گھونسلوں سے صبح کے وقت روزی کی تلاش میں خالی پیٹ نکلتے ہیں تو جب شام کے وقت واپس پلٹتے ہیں تو ان کے پیٹ خوراک سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

دوسری حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پیش نظر رکھتا ہو اپنی دولت صحیح مصارف میں خرچ کرتا ہے تو غرباء، مساکین اور مسافر وغیرہ لوگ اس کے حق میں دعاء خیر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے مال و دولت میں برکت فرماتا ہے، یا کوئی شخص کسی عالم ربانی یا مرد صالح یا ولی کامل سے دعا کراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دولت میں اضافہ فرماتا ہے۔

فائدہ نافعہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ تو سل و وسیلہ برحق ہے اور اولیاء و صالحین کا اپنے متعلقین کی امداد و نصرت کرنا برحق ہے۔ مزید اس سلسلے میں صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: **هَلْ تُنْصَرُونَ وَ تَرْزُقُونَ إِلَّا بِضَعَائِفِكُمْ**۔ تمہارے کمزور کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔

تیسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تین چیزوں سے نوازتا ہے تو گویا اسے دنیا کی ہر چیز میسر ہوگئی۔ وہ اشیاء ثلاثہ یہ ہیں:

1- مکان جو رہائش کے لیے ہو۔ 2- صحت و تندرستی۔ 3- کم از کم اس دن کا رزق ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ روزمرہ زندگی کے لیے زیادہ ضروری یہی اشیاء ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ

باب 31: ضروریات کے مطابق (رزق ہونا) اور اس پر صبر کرنا

2269 أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ

عَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ أَبِي أَمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنْ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لِمُؤْمِنٍ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةِ رَبِّهِ
 وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشْرُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلَيَّ ذَلِكَ ثُمَّ نَقَرَ
 بِيَدِهِ فَقَالَ عَجَلْتُ مَنِيَّتَهُ قَلْتُ بَوَاكِيهِ قَلَّ تَرَاتُهُ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، میرے دوستوں میں سب سے زیادہ قابل رشک وہ شخص ہے جس کے پاس مال کم ہو۔ نماز میں اس کا حصہ زیادہ ہو وہ اپنے پروردگار کی اچھی طرح عبادت کرتا ہو اور خفیہ طور پر بھی اس کی فرمانبرداری ہی کرتا ہو۔ اس کا رزق اس کی ضروریات کے مطابق ہو اور وہ اس پر صبر سے کام لیتا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک زمین پر مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس کو موت جلدی آجائے اور اس پر رونے والے کم ہوں۔ اس کے وارث کم ہوں۔

2270 وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بِطَحَاءِ مَكَّةَ ذَهَبًا قُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلَكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ
 يَوْمًا وَقَالَ ثَلَاثًا أَوْ نَحْوَ هَذَا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ
 حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَالْقَاسِمِ هَذَا هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيُكْنَى أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 وَيُقَالُ أَيْضًا يُكْنَى أَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَّةٌ وَعَلِيُّ
 بْنُ يَزِيدَ ضَعِيفٌ الْحَدِيثِ وَيُكْنَى أَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ

﴿﴾ اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے:

”میرے پروردگار نے میرے سامنے یہ پیش کش کی کہ مکہ کا میدانی علاقہ میرے لیے سونا بن جائے تو میں نے عرض کی:
 نہیں۔ اے میرے پروردگار! بلکہ میں ایک دن پیٹ بھر کر رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں۔“ (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں)
 تین دنوں کے بارے میں آپ نے ایسا کہا یا اسی کی مانند کوئی اور بات ارشاد فرمائی۔ (پھر فرمایا)

”جب میں بھوکا ہوں تو تیری بارگاہ میں گریہ و زاری کرو اور تیرا ذکر کروں اور جب میں شکم سیر ہوں تو تیرا شکر ادا کروں
 اور تیری حمد بیان کروں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اس بارے میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

قاسم نامی راوی قاسم بن عبد الرحمن ہیں اور ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی کنیت ”ابو عبد الملک“

ہے۔ یہ صاحب ’عبد الرحمن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے غلام ہیں اور یہ شامی ہیں اور ثقہ ہیں۔

2269- أخرجه أحمد (۵/ ۲۵۲، ۲۵۵) من طريق عبید اللہ بن زہر عن علی بن یزید عن القاسم و الحمیدی (۱۰۴) حدیث (۹۰۹) من طریق عبید اللہ بن زہر عن القاسم، فذكره، ليس فيه (علی بن یزید)۔

علی بن یزید نامی راوی کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کنیت ابو عبد الملک ہے۔

2271 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِي حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ

عَنْ شُرْحَبِيلِ بْنِ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللَّهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام

لایا۔ اسے ضروریات کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت عطا کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2272 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِي أَخْبَرَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ

أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءِ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكِ الْجَنْبِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَّعَ

تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ وَأَبُو هَانِيءٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِيءٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص

کے لیے بشارت ہے جسے اسلام کی طرف رہنمائی دی گئی اور اس کی زندگی اس کی ضروریات کے مطابق ہو اور وہ اس پر قناعت کرے۔

ابو ہانی خولانی نامی راوی کا نام حمید بن ہانی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

فقرو زہد کی فضیلت:

احادیث باب میں فقرو زہد کی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث باب میں فقرو زہد کی بہترین شکل یہ بیان کی گئی

ہے کہ آدمی کے پاس بقدرے ضرورت رزق ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کرے، بحالت احسان ریاضت کرے۔ لوگوں میں

2271۔ اخرجہ مسلم (۷۳۰/۲): کتاب الزکاة: باب: فی الکفاف و القناعة: حدیث (۱۲۵/۱۰۵۴) ابن ماجہ (۱۳۸۶/۲): کتاب الزکاة: باب:

القناعة: حدیث (۴۱۳۸) و احمد (۱۶۸/۲) و عبید بن حمید (۱۳۶) حدیث (۲۴۱) من طریق ابو عبد الرحمن الجلی: مذکورہ۔

2272۔ اخرجہ احمد (۱۹/۶) من طریق ابو علی عمرو بن مالک الجنبی اخبرہ: مذکورہ۔

گھل مل کر رہنے کے باوجود عجز و انکسار کا مجسمہ ہو، اس کی بزرگی و زہد کی وجہ سے اس کی طرف لوگوں کی انگشت نمائی نہ ہو اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو اپنا قابل رشک دوست قرار دیا ہے۔

دوسری حدیث باب میں کفاف و زہد اور قناعت کا اعلیٰ درجہ بیان کیا گیا ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔ آپ نے دنیا کے سونا چاندی وغیرہ کو پسند کرنے کے بجائے فقر و فاقہ کو پسند فرمایا ہے۔ وہ یوں کہ ایک دن کھانا تناول فرمائیں اور ایک دن فاقہ سے رہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور صبر و شکر کو کمال طریقہ سے انجام دیں۔

تیسری اور چوتھی حدیث باب میں ایسے شخص کو کامیاب مسلمان قرار دیا گیا ہے جو بقدرے ضرورت روزی پر قناعت اختیار کرتا ہے یعنی قسمت میں لکھی گئی روزی پر صابر اور شاکر ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد کرتا ہے اور سجدہ شکر بجالاتا ہے وہ حقیقت میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کامران و کامیاب ہے۔ لفظ: طُوبَى، فعل ثلاثی مجرد اجوف وادی سے اسم تفضیل واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ یہ جنت کے درخت کا نام ہے لیکن یہاں اس کا معنی ہے: آخرت کی خوشی، سعادت، بھلائی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفَقْرِ

باب 32: غربت کی فضیلت

2273 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ نَبَّهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا رُوْحُ بْنُ أَسْلَمَ

حَدَّثَنَا شَدَّادُ أَبُو طَلْحَةَ الرَّاسِبِيُّ عَنْ أَبِي الْوَازِعِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنِّي لِأُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا

تَقُولُ قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لِأُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لِأُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي

فَاعِدْ لِلْفَقْرِ تَجْفَافًا فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَيَّ مِنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّبِيلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شَدَّادِ أَبِي طَلْحَةَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

تَوْحِيحُ رَاوِي: وَأَبُو الْوَازِعِ الرَّاسِبِيُّ اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ بَصْرِيُّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مقفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ!

میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس بات کا جائزہ لو جو تم کہہ رہے ہو۔ اس نے عرض کی: اللہ کی قسم!

میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ یہ بات اس نے تین مرتبہ کہی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو غریب

رہنے کے لیے تیار رہو کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے، غربت اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتی ہے۔ جتنی تیزی سے

سیلابی پانی اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابو اوزاع را سبى نامى راوى کا نام جابر بن عمرو ہے اور یہ صاحب بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

شرح

فقر وفاقہ کی فضیلت:

فقر کی دو اقسام ہیں:

1- فقر اختیاری: یہ وہ ہے جسے انسان اپنی خواہش سے اختیار کرے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اسے پسند کیا تھا۔ گزشتہ باب میں حدیث گزری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کھانا تناول فرماتے، پھر کئی ایام تک فاقہ ہوتا تھا۔ حدیث باب میں بھی فقر وفاقہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ صحابی رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا بالاصرار دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کی طرف سے انہیں فقر وفاقہ کے تسلط اور اسے برداشت کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ محبت کا تقاضا ہے کہ جس کے ساتھ محبت کی جائے اس کی حالت کو اختیار کیا جائے۔ افسوس، صد افسوس! ہم صالحین اور اولیاء کرام سے محبت و عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے فقر وفاقہ اور حالت کو پسند کرنے سے گھبراتے ہیں۔

2- فقر اضطراری: یہ وہ حالت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافذ ہوئی ہو اور بندے کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اغْنِيَائِهِمْ

باب 33: غریب مہاجرین جنت میں خوشحال مہاجرین سے پہلے داخل ہوں گے

2274 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اغْنِيَائِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: غریب مہاجرین، خوشحال

مہاجرین سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2275 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَابِدِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا

الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانَ اللَّيْثِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اللَّهُمَّ أَحْسِنِي مَسْكِينًا وَأَمْتِنِي مَسْكِينًا وَأَحْسِرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَتْ

2274- أخرجه ابن ماجه (۱۳۸۱/۲): كتاب الزكوة: باب: منزلة الفقراء: حديث (۴۱۳۳) من طريق عطية العرفي: فذكره-

عَائِشَةُ لَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بَارْبَعِينَ خَرِيفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمَسْكِينِ
وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ أَحَبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ يُقَرِّبُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دعا کی۔

”اے اللہ! مجھے (ظاہری طور پر) غریب حالت میں زندہ رکھ اور اسی حالت میں موت دینا اور مجھے قیامت کے دن غریبوں کے ساتھ زندہ کرنا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: وہ کس وجہ سے؟ یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اس لیے کہ یہ لوگ خوشحال لوگوں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! تم کسی مسکین کو واپس نہ بھیجنا، خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہو (تم وہ ہی اسے دے دینا) اے عائشہ! تم غریبوں سے محبت رکھنا، انہیں اپنے قریب رکھنا، اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنے قریب رکھے گا۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

2276 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ
حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غریب لوگ خوشحال لوگوں سے پانچ سو سال پہلے (یعنی قیامت کے) نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2277 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ نِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ
حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غریب مسلمان خوشحال مسلمانوں سے (قیامت کے) نصف دن، جو پانچ سو سال کا ہوگا، پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔
(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

2278 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ

2276- أخرجه ابن ماجه (۱۳۸۰/۲): كتاب الزهد: باب: منزلة: الفقراء: حديث (۴۱۲۲) من طريق محمد بن عمرو عن أبي سلمة فذكره-

2277- أخرجه احمد (۱/۶۶۶: ۲۹۶، ۲۴۲، ۴۱۳، ۴۵۱، ۵۱۲، ۵۱۹، ۵۱۰) وابن ماجه (۱۳۸۰/۲): كتاب الزهد: باب: منزلة الفقراء رقم (۴۱۲۲) وابن حبان (۴۵۷/۲): كتاب الرقائق: باب: العقد والزهد القناعة رقم (۶۷۶)-

عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَثْنٌ حَدِيثٌ: يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: غریب مسلمان جنت میں خوشحال مسلمانوں سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔
(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

شرح

فقراء و غرباء کی فضیلت:

امارت و امیری کی نسبت غربت و غریبی کی اہمیت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ ہے، اسی طرح امراء اور اہل دول کی نسبت غرباء و فقراء کی فضیلت زیادہ ہے۔ احادیث باب میں غرباء و فقراء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ غرباء اور فقراء امراء سے پانچ سو سال یا چالیس سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امراء اپنی عیش و عشرت میں گزاری ہوئی زندگی کا پہلے حساب و کتاب دیں گے (جس میں تاخیر ہونا یقینی بات ہے) پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کے برعکس فقراء اور غرباء مختصر حساب کتاب چکانے کے بعد یا بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی: اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مسکینی کی حالت میں مجھے دنیا سے اٹھا اور قیامت کے دن مسکینوں میں میرا حشر کرنا۔

سوال: ایک روایت میں امیروں کے مقابلے میں غریبوں کے جنت میں جانے کا پانچ سو سال قبل کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں چالیس سال قبل دخول جنت کا بیان ہے، یہ تو روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: 1- یہاں سالوں میں عرصہ دراز نہیں بلکہ طویل مراد ہے، 2- غرباء درجہ بدرجہ مراد ہوں یعنی جو زیادہ درجہ کے غرباء ہوں گے وہ امراء سے پانچ سو سال قبل جنت میں جائیں گے، اور جو کم درجہ کے غریب ہوں وہ چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ 3- مہاجرین مسلمان پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور عام مسلمان چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔ 4- ابتداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کا ذکر کیا ہو پھر پانچ سو سال کا ذکر کیا ہو۔ (تحفة الاحوذی شرح ترمذی ج 7 ص 67)

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآهْلِهِ

باب 34: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہل خانہ کا طرز زندگی

2279 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَادٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَدَعَبْتُ لِي بِطَعَامٍ وَقَالَتْ مَا أَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَأَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ إِلَّا بَكَيْتُ

2278- اخرجه احمد (۲/۲۲۶) و عبد بن مسعود (ص ۲۳۶) - رقم (۱۱۱۷) من طريق سعيد بن ابي ايوب عن عمرو بن جابر الحضرمي

فذكره-

قَالَ قُلْتُ لِمَ قَالَتْ أَذْكَرُ الْحَالِ الَّتِي فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْرٍ وَلَحْمٍ مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴿ مسروق بیان کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا پھر انہوں نے فرمایا: میں جب بھی سیر ہو کر کھانا کھاتی ہوں تو مجھے رونا آجاتا ہے۔

مسروق بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: وہ کس وجہ سے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے وہ حالت یاد آجاتی ہے جس حالت میں نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے کبھی بھی ایک دن میں دو مرتبہ سیر ہو کر روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2280 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنبَانَا شُعْبَةَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مِثْرًا حَدِيثًا: مَا شَبِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْرٍ شَعِيرٍ يَوْمَئِذٍ مُتَتَابِعِينَ حَتَّى قُبِضَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴿ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی لگا تار دو دن تک جو کی بنی ہوئی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2281 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ

مِثْرًا حَدِيثًا: مَا شَبِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ ثَلَاثًا تَبَاعًا مِنْ خُبْرٍ الْبَرِّ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا

فِي الْبَابِ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی مسلسل تین دن تک گیہوں کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

2280۔ اخرجه مسلم (۴/۲۲۸۲): كتاب الزهد و الرقائق، حديث (۲۴/۲۹۷۰) و ابن ماجه (۲/۱۱۱۰): كتاب الاطعمة: باب: خبز الشعير،

حديث (۲۳۴۶) من طريق محمد بن جعفر عن شعبة عن ابي اسحاق عن عبد الرحمن بن يزيد به۔

2281۔ اخرجه مسلم (۴/۲۲۸۴): كتاب الزهد و الرقائق، حديث (۲۳۳۲/۲۹۷۶) و ابن ماجه (۲/۱۱۱۰): كتاب الاطعمة: باب: خبز البر،

حديث (۲۳۴۲) من طريق مروان بن معاوية به۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2282 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أبا أَمَامَةَ يَقُولُ

مِثْنِ حَدِيثٍ: مَا كَانَ يَفْضَلُ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْرَ الشَّعِيرِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْصِيْحِ رَاوِي: وَيَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ هَذَا كُوْفِيُّ وَأَبُو بُكَيْرٍ وَالِدُ يَحْيَى رَوَى لَهُ سُفْيَانُ الثُّورِيُّ وَيَحْيَى بْنُ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ مِصْرِيُّ صَاحِبُ اللَّيْثِ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے لیے جو کی روٹی کبھی بھی ضرورت سے زیادہ

نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یہ والے یحییٰ بن ابوبکیر، کوفی ہیں۔ یحییٰ کے والد ابوبکیر سے سفیان ثوری نے احادیث نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، مصری ہیں۔ اور لیث بن سعد کے شاگرد ہیں۔

2283 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجَمْعِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَابٍ عَنْ

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مِثْنِ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيْتُ اللَّيَالِي الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًّا وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ

عِشَاءً وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْرِهِمْ خُبْرَ الشَّعِيرِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی راتوں تک مسلسل بھوکے

رہتے تھے کیونکہ آپ کے گھر والوں کے پاس رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا۔ ویسے بھی عام طور پر ان کی خوراک جو کی بنی ہوئی روٹی ہوتی

تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کا گزراوقات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی غربت اختیاری تھی، کیونکہ یہ حالت ان کے نزدیک محبوب

2282۔ اضرحة احمد (۵/۲۵۲، ۲۶۰، ۲۶۷) من طريق سليمان بن عامر، عن ابى امامة، فذكره ليس فيه ابو غالب۔

2283۔ اضرحة ابن ماجه (۲/۱۱۱۱) كتاب الاطعمة: باب: خبز الشعير، حديث (۲۳۴۷) و احمد (۱/۳۷۳، ۳۵۵) و عبد بن حميد (۲۰۴) حديث (۵۹۲) من طريق هلال بن خباب، عن عكرمة فذكره۔

تر تھی، باغات اور کھیتوں کی آمدنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سال بھر کا نفقہ عنایت فرمادیتے تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اپنے نفقات غرباء، مساکین، یتیموں اور مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ کر کے نادار ہو جاتی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک مہینہ تک چولہا نہیں جلتا تھا، کیونکہ پکانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں ہوتی تھی۔ آپ سے دریافت کیا گیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ لوگوں کو سال بھر کے اخراجات فراہم کیے جاتے تھے وہ کہاں خرچ ہوتے تھے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ سب کچھ مسلمانوں کی ضرورت پر صرف ہو جاتا تھا۔

پہلی حدیث کے مطابق جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیٹ بھر کر کھانا تناول فرماتیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ناداری کو یاد کر کے آنسو بہایا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں: بخدا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر ایک دن میں دوبارہ شکم سیر ہو کر گوشت نہیں کھایا۔ اس روایت سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ آخری سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراوانی حاصل ہو گئی تھی۔

سوال: پہلی حدیث باب میں ایک دن کا ذکر ہے، دوسری حدیث میں دو دن کا تذکرہ ہے اور تیسری روایت میں تین دن کا بیان ہے، یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: ہر راوی نے اپنی دانست و علم کے مطابق بیان کر دیا، لہذا روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔ چوتھی حدیث بیان میں جو کی روٹی نہ بچنے کا ذکر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کئی ایام تک گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا تو ضرورت سے زائد ایک روٹی پکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ جب ضرورت سے زائد روٹی پکتی نہیں تھی تو بچنے کی بھی صورت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ پانچویں حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناداری کا مضمون بیان ہوا ہے۔ جس گھر میں ایک مہینہ تک چولہا نہ جلتا ہو، تو اس میں مسلسل کئی راتوں میں کھانا میسر نہ آنا بعد از قیاس نہیں ہوگا۔

2284 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

”اے اللہ! محمد کے گھر والوں کو ان کی خوراک جتنا رزق عطا کر“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2285 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخِرُ شَيْئًا لِعَدِ

2284۔ اخرجه البخاری (۱۱/۲۸۷): کتاب الرقاق: باب: کیف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه وتخليصهم عن الدنيا: حدیث (۶۶۰) و مسلم (۲/۷۳۰): کتاب الزکاة: باب: فی الکفاف والقناعة: حدیث (۱۰۵۵/۱۳۶) (۴/۲۲۸۱): کتاب الزهد والرقائق: حدیث (۱۰۵۵/۱۹۰۸) و ابن ماجه (۲/۱۳۸۷): کتاب الزهد: باب: القناعة: حدیث (۴۱۳۹) من طريق و كيع: به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کل کے لیے کوئی چیز سنبھال کر نہیں رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

یہ روایت جعفر بن سلیمان اور ثابت کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

2286 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْوَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ وَلَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی میز پر رکھ کر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی آپ نے کبھی نرم

چپاتی کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور سعید بن ابو عروبہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“

ہے۔

2287 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنْفِيُّ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ دِينَارٍ أَخْبَرَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ يَعْنِي الْحُوَارِي فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ فَقِيلَ لَهُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ قِيلَ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِالشَّعِيرِ قَالَ كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نُنْثِرُهُ فَنَعْمُجْنُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

﴿﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ ان سے دریافت کیا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے کبھی

میدے کی روٹی کھائی ہے تو حضرت سہل نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے تک کبھی بھی چھنے

2286- اخرجه البخارى (۲۷۸/۱۱): كتاب الرقاق: باب: فضل الفقر: حديث (۶۴۵۰) و ابن ماجه (۱۰۹۵/۲): كتاب الاطعمة: باب: الاكل

على الضوان و السفره: حديث (۲۲۹۲)-

2287- اخرجه البخارى (۴۶۰/۹): كتاب الاطعمة: باب: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه ياكلون: حديث (۵۴۱۳)- و ابن

ماجه (۱۱۰۷/۲): كتاب الاطعمة: باب: الحواري: حديث (۲۲۳۵) و احمد (۲۲۳/۵) و عبد بن مسعود (۱۶۹): حديث (۴۶۱) من طريق

ابو هازم: فذكره-

ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھائی۔ ان سے دریافت کیا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں آپ کے پاس چھاننی نہیں ہوتی تھی۔ تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے پاس چھاننی نہیں ہوتی تھی ان سے دریافت کیا گیا: پھر آپ جو کا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: ہم اس پر پھونک مارتے تھے جو چیز اڑنی ہوتی تھی وہ اڑ جاتی تھی پھر ہم اس میں پانی ڈال کر اسے گوندھ لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابو حازم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

معیشت نبوی اور اہل بیت اطہار:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناداری اختیار پسند تھی اس لیے اپنے اہل بیت اطہار کے لیے بھی اسے پسند کیا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی: **اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوَّتًا** اے اللہ! تو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بقائے زندگی کے لیے رزق عطا کر۔ بقاے زندگی کے رزق سے مراد: قوت لایموت، ہے یعنی ایسی روزی جو صرف زندہ رہنے کے لیے کافی ہو۔ یہ نہ ضرورت زائد رزق ہوتا ہے اور نہ اتنا کم ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرتا پھرے۔ لفظ آل کے کئی معانی ہیں:

1- گھر کے افراد یعنی بیوی بچے۔

2- تبعین،

3- اہل تقوی امتی۔

یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے افراد مراد ہیں۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ دوسرے دن کے لیے کھانا نہیں رکھا تھا، جب حسب ضرورت بلکہ ضرورت سے کم کھانا تیار ہوتا ہو تو دوسرے دن کے لیے رکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ جب پیٹ بھر کر کھانا کھایا نہ ہو تو دوسرے روز کے لیے کھانا جمع کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ دوسرے دن کے لیے کھانا رکھنا ناداری کے منافی ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر وفاقہ اور ناداری پسند تھی۔

تیسری حدیث باب میں دو امور کا ذکر ہے:

1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میز یا ٹیبل وغیرہ پر کھانا تناول نہیں فرمایا تھا، آپ دسترخوان پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ٹیبل پر یا کھڑے ہو کر تناول کرنا خلاف سنت ہے۔ عصر حاضر میں ہماری تقاریب میں عموماً میز پر اور کھڑے ہو کر کھانا تناول کیا جاتا ہے جو سراسر سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ 2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاحیات چپاتی تناول نہیں فرمائی، دراصل چپاتی اس باریک روٹی کو کہا جاتا ہے جو گندم کا آٹا چھلنی سے چھاننے کے بعد تیار کی جاتی ہے۔ آپ کے زمانہ میں چھلنی نہیں ہوتی تھی تو چپاتی بھی نہیں پکتی تھی اور آپ نے تناول بھی نہیں کی تھی۔ چوتھی حدیث باب میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں چھلنی نہیں ہوتی تھی لیکن جو وغیرہ کا کجا پوست پھونک کے ذریعے دور کیا جاتا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 35: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کا طرز زندگی

2288 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدٍ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ بَيَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي

حازم **متن حدیث:** قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ أَهْرَاقَ دَمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَإِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَغْرُو فِي الْعِصَابَةِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَأْكُلُ إِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةَ حَتَّىٰ إِنَّا أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ أَوْ الْبَعِيرُ وَأَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعْزِرُونِي فِي الدِّينِ لَقَدْ حَبْتُ إِذَا وَضَلَّ عَمَلِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ بَيَانَ

﴿﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (دشمن کا) خون بہایا اور میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا۔ مجھے اپنے بارے میں اچھی طرح یاد ہے: نبی اکرم ﷺ کے کچھ اصحاب کے ہمراہ میں ایک جنگ میں شریک ہوا ہم لوگ صرف درختوں کے پتے اور خاردار جھاڑیوں کے پھل کھا کر گزارا کیا کرتے تھے اور ہم میں سے ہر شخص اسی طرح پاخانہ کرتا تھا جیسے بکری یا اونٹ بیٹگنی کرتے ہیں۔ اب اگر بنو اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگ دین کے حوالے سے مجھ پر اعتراض کریں تو پھر تو میں رسوا ہو گیا اور میرا عمل ضائع ہو گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور بیان نامی راوی سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2289 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا

قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ

متن حدیث: يَقُولُ إِنِّي أَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْرُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْحُبْلَةُ وَهَذَا السَّمْرُ حَتَّىٰ إِنَّا أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعْزِرُونِي فِي الدِّينِ لَقَدْ حَبْتُ إِذَا وَضَلَّ عَمَلِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ

2288- اضرجه البخاری (۱۰۴/۷): کتاب فضائل الصحابة: باب: مناقب سعد بن ابی وقاص الزهري: حديث (۲۷۲۸): و طرفاه فی: (۵۴۱۲)

۶۴۵۲) و مسلم (۲۲۷۸/۴): کتاب الزهد و الرقائق: حديث (۱۳۱۲/۲۹۶۶) و ابن ماجه (۴۷/۱): المقدمة: باب: فی فضائل اصحاب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حديث (۱۳۱) و احمد (۱۸۶۱۸۱/۱۷۴) و الحمیدی (۴۲/۱) و المنذری (۷۸) و الدارمی (۲۰۸/۲) کتاب الجهاد

باب: ما اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم فی مفازهم من الشدة: من طريق قيس بن ابی حازم: فذكره-

2289- اضرجه البخاری (۴۶۰/۹): کتاب الاطعمة: باب: ما كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابه یا کلون: حديث (۵۴۱۲) (۲۸۶/۱۱)

(۲۸۷): کتاب الرقاق: باب: کیف كان عيش النبي صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابه: حديث (۶۴۵۲) - من طريق مسدد: عن يحيى القطان-

﴿﴾ قیس بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں عربوں میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا تھا۔ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنگ میں شریک ہوئے۔ ہماری خوراک صرف درختوں کے پتے تھے اور خاردار درختوں کے پھل تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی ایک شخص اس طرح پاخانہ کرتا تھا جیسے بکری میٹگنی کرتی ہے۔ اب اگر بنو اسد دین کے حوالے سے مجھ پر اعتراض کریں تو پھر تو میں خسارے کا شکار ہو گیا اور میرا عمل ضائع ہو گیا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عتبہ بن غزو ان سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معیشت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور رائل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معیشت بھی فقر و ناداری پر مشتمل تھی۔ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق صادق تھے اور عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ اسلوب محبوب اختیار کیا جائے۔ دونوں احادیث میں اس مسئلہ کی تصریح ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور جو سات افراد پر مشتمل سب سے پہلے ایک سر یہ روانہ کیا گیا تھا اس کے روح رواں تھے اور سب سے پہلے انہوں نے دشمن کو واصل جہنم کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں انہیں ”کوفہ“ کا گورنر تعینات کیا تھا۔ بنو اسد نے ان کے خلاف خلیفہ وقت کی خدمت میں شکایات ارسال کیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ یہ صحیح طریقہ سے نماز نہیں پڑھا سکتے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکایات سن کر انہیں کوفہ سے طلب کیا اور ان کی جگہ پر کوفہ کا نیا حاکم مقرر کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد دو آدمیوں کو حکم دیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ لے جائیں اور وہاں کی ہر مسجد میں کھڑا کر کے لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ انہیں ان سے کیا شکایات ہیں؟ چنانچہ ہر مسجد میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑا کر کے لوگوں سے ان کے بارے میں شکایات کا جائزہ لیا گیا تو کسی نے کوئی شکایت نہ کی۔ البتہ ایک شخص نے آپ کے بارے میں تین شکایات پیش کیں تو آپ نے ان کے حق میں تین دعائیں کیں جو بعد میں وہ بد دعائیں بن گئیں۔ یہ لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں واپس آئے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے وہ گفتگو کی جو روایات باب میں مذکور ہے۔ یعنی روز اول سے ہم نے قبول اسلام کیا، عسرونگی کی حالت میں ترقی اسلام کی خدمات انجام دیں اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں جہاد کی خدمات انجام دیں پھر بھی اگر میں نے کوئی خدمات دین نہیں کی اور نماز پڑھانے کا مجھے طریقہ نہیں آیا تو میری تمام زندگی کی محنت ضائع ہو گئی! آپ کی یہ سرد گرم گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے آپ کے بارے میں پہلے ہی اچھا گمان تھا لیکن شکایات کی چھان بین کرنا میرے فرائض میں شامل تھا۔

2290 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

متن حدیث: قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فْتَمَخَّطُ فِي أَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ بَخِ بَخِ يَتَمَخَّطُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخْرُ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُجْرَةَ عَائِشَةَ مِنَ الْجُوعِ مَغْشِيًا عَلَيَّ فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَيَّ عُنُقِي يَرَى أَنَّ بِي الْجُنُونَ وَمَا بِي جُنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا الْجُوعُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس میں سے ایک کپڑے کے ذریعے ناک صاف کیا اور پھر بولے بہت اچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت اچھے آج تم اس کپڑے سے ناک صاف کر رہے ہو۔ ایک وہ زمانہ تھا جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو کر گر گیا تھا اور گزرنے والے شخص یہ سوچ کر میری گردن پر پاؤں رکھنے لگے شاید مجھے جنون لاحق ہو گیا ہے حالانکہ بھوک کی وجہ سے میری یہ حالت تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2291 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو

هَانِي الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرُو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ يَخْرُجُ رَجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخِصَاصَةِ وَهُمْ أَصْحَابُ الصَّفَةِ حَتَّى يَقُولَ الْأَعْرَابُ هُوَلَاءِ مَجَانِينُ أَوْ مَجَانُونَ فَإِذَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً قَالَ فَضَالَةُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ بھوک کی شدت کی وجہ سے گر جاتے تھے۔ یہ اصحاب صفہ تھے۔ یہاں تک کہ دیہاتی لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ لوگ شاید پاگل ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی اور آپ نے ان کی طرف رخ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہاری کیا حیثیت ہے تو تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہارے فاتے میں اور ضروریات میں مزید اضافہ ہو۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان دنوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

2290- اخرجه البخارى (٢١٦/١٣): كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: باب: ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم وعض: على اتقوا اهل

العلم وما اجتمع عليه الصرمان مكفو المدينة: حديث (٧٢٢٤) من طريق حماد بن زيد عن ايوب عن محمد بن سيرين: فذكره-

2291- اخرجه احمد (١٨/٦)- من طريق عبد الله بن يزيد ابى عبد الرحمن المقرئ قال: حدثنا حيوة بن شريح قال: اخبرنى ابو هانى

القولانى ان ابا على عمرو بن مالك الجنبى اخبره فذكره-

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کی حالت ناداری:

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک کونے میں ایک چبوترہ بنوایا تھا جس پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعلیم و تربیت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرنے والے صحابہ کو ”اصحاب صفہ“ کہا جاتا تھا جن کی تعداد عموماً ساٹھ سے ستر ہوتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بھی ”اصحاب صفہ“ میں ہوتا تھا۔ آپ عموماً بھوک کی وجہ سے مسجد نبوی اور حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان پڑے رہتے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا ال بیت اطہار کی طرف سے کھانا وغیرہ میسر آئے تو بھوک مٹا سکیں۔ عموماً اصحاب صفہ بھوک سے دوچار ہو کر حالت نماز میں زمین پر گر پڑتے تھے۔ اس مضمون کی تفصیل احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

2292 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَاعَةٍ لَا يَخْرُجُ فِيهَا وَلَا يَلْقَاهُ فِيهَا أَحَدٌ فَاتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ خَرَجْتُ أَلْقَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْظُرُ فِي وَجْهِهِ وَالتَّسْلِيمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ قَالَ الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذَلِكَ فَانْطَلِقُوا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيْهَانِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَدَمٌ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَالُوا لِامْرَأَتِهِ أَيْنَ صَاحِبُكَ فَقَالَتْ انْطَلِقْ يَسْتَعِذِبْ لَنَا الْمَاءَ فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو الْهَيْثَمِ بِقَرْبَةٍ يَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَدِّمُ بِأَيْدِيهِ وَأَمَّهُ ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ إِلَى حَدِيقَتِهِ فَبَسَطَ لَهُمْ بَسَاطًا ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلَةٍ فَجَاءَ بِقِنْوٍ فَوَضَعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا تَنْقِيتَ لَنَا مِنْ رُطْبِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَخْتَارُوا أَوْ قَالَ تَخَيَّرُوا مِنْ رُطْبِهِ وَبُسْرِهِ فَآكَلُوا وَشَرَبُوا مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَرُطْبٌ طَيِّبٌ وَمَاءٌ بَارِدٌ فَانْطَلِقْ أَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ قَالَ فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ جَدْيًا فَاتَاهُمْ بِهَا فَآكَلُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا آتَانَا سَبِيٌّ فَآتِنَا فَآتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَاتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْتُمُنِي فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اخْتَرْتُ

2292- أخرجه مالك في (الموطأ) (۲/ ۹۳۳): كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (۲۸) مطولاً، و أبو داود (۴/ ۱۲۳۳): كتاب

الادب: باب: في المشورة، حديث (۵۱۲۸) وابن ماجه (۲/ ۱۲۳۳): كتاب الادب: باب: المستشار موثق، حديث (۲۷۶۵) مختصراً من طريق ابوسلمة، فذكره.

لِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هَذَا فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي وَاسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوفًا
فَانْطَلِقْ أَبُو الْهَيْثَمِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ مَا أَنْتَ بِبَالِغِ مَا
قَالَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنْ تَعْتَقَهُ قَالَ فَهُوَ عَتِيقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ
يَعْتَ نَبِيًّا وَلَا خَلِيفَةً إِلَّا وَلَهُ بَطَانَتَانِ بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبَطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا وَمَنْ
يُوقِ بَطَانَةَ السُّوءِ فَقَدْ وَقِيَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَذَكَرْنَا نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ
يَذْكَرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيثِ شَيْبَانَ أَمْ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَأَطُولُ وَشَيْبَانَ ثِقَةٌ عِنْدَهُمْ صَاحِبُ كِتَابٍ
وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ وَرَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں گھر سے باہر تشریف لائے جس میں
عام طور پر آپ تشریف نہیں لاتے تھے اور ان اوقات میں کوئی آپ سے ملاقات بھی نہیں کرتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آپ سے
ملاقات ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے ابو بکر! تم کس وجہ سے گھر سے باہر ہو۔ انہوں نے عرض کی: میں اللہ کے رسول
سے ملاقات کے لیے اور ان کی زیارت کے لیے اور انہیں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی
آگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: عمر! تم کس وجہ سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی بھوک محسوس ہو رہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر یہ حضرات، حضرت ابو ہشیم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ ان
صاحب کے کھجوروں کے باغات تھے اور بکریاں بھی تھیں تاہم ان کا کوئی خادم نہیں تھا۔ ان حضرات نے ان صاحب کو گھر نہیں پایا تو
ان کی اہلیہ سے دریافت کیا: تمہارے میاں کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا: وہ ہمارے لیے بیٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد
حضرت ابو ہشیم رضی اللہ عنہ آگئے۔ انہوں نے ایک مشکیزہ اٹھایا ہوا تھا۔ انہوں نے اس مشکیزے کو رکھا اور آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گلے ملے
اور اپنے ماں باپ کو ان پر فدا کرنے لگے پھر وہ ان حضرات کو لے کر اپنے باغ میں گئے۔ ان کے لیے چٹائی بچھائی۔ پھر وہ ایک کھجور
کے درخت کی طرف بڑھے اور وہاں سے کھجور کا ایک خوشہ لا کر آپ کے آگے رکھ دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اس میں
سے چن کر تازہ کھجوریں کیوں نہیں لیں۔ انہوں نے عرض کی: میں اس وجہ سے تازہ اور نیم پختہ کھجوریں لایا ہوں تاکہ آپ جو چاہیں
وہ کھالیں۔ ان حضرات نے کھجوریں کھائیں بیٹھا پانی پیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت
میں میری جان ہے یہ ان نعمتوں میں شامل ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے حساب لیا جائے گا۔ ٹھنڈا سایہ، پاکیزہ
کھجوریں، ٹھنڈا پانی۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر حضرت ابو ہشیم چلے گئے تاکہ ان حضرات کے لیے کھانا تیار کریں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم ہمارے لیے دودھ دینے والی کوئی بکری ذبح نہ کرنا پھر حضرت ابوہشیم نے ان حضرات کے لیے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور اسے تیار کر کے ان کے پاس لائے تو ان حضرات نے اسے کھا لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے۔ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں گے تو تم ہمارے پاس آنا پھر (کچھ عرصے بعد) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دو قیدی پیش کیے گئے۔ ان کے ساتھ کوئی تیسرا قیدی نہیں تھا تو حضرت ابوہشیم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان دونوں میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ میرے لیے جسے چاہیں اختیار کر لیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہوتا ہے تم اسے لے لو کیونکہ میں نے اسے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہشیم اپنی اہلیہ کے پاس گئے اور انہیں نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے بارے میں بتایا تو ان کی اہلیہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں جو بات ارشاد فرمائی ہے: آپ اس وقت تک اس پر حقیقی طور پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے جب تک اسے آزاد نہ کر دیں تو حضرت ابوہشیم نے فرمایا: یہ آزاد ہے۔

(بعد میں) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی یا جس بھی شخص کو بھیجا اس کے ساتھ دو طرح کے رفقاء ہوتے ہیں۔ ایک اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے تو جس شخص کو برے رفیق سے بچالیا گیا اسے (خرابی سے) بچالیا گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ابوسلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ تشریف لائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔ تاہم اس روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

شیبان نامی راوی کی نقل کردہ روایت ابو عوانہ کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مکمل اور زیادہ طویل ہے۔

شیبان نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں اور صاحب تصنیف ہیں۔

یہی روایت دوسری سند کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناداری:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناداری اور پسندیدہ تھی۔ اس کا مقصد تا قیامت آنے والے لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی اور طلب دنیا سے احتراز کرنے کا پیغام دینا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گرمیوں کے موسم میں خلاف معمول دوپہر کے وقت کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے ہیں تو دروازے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں۔ دریافت فرمایا: اے صدیق! اس وقت آنے کا مقصد؟ جواب میں عرض کیا: آپ کی زیارت اور سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ ادھر حضرت فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر ہو جاتے ہیں۔ فرمایا: اے عمر! اس وقت آنے کا مقصد؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! بھوک نے مجبور کیا تو میں کاشنہ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مجھے بھی بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ دونوں صحابہ کو لے کر آپ حضرت ابو یثیم بن تیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے جو کثیر کھجوروں اور بکریوں والے تھے۔ وہ معزز مہمانوں کی تشریف آوری پر بہت خوش ہوئے اپنے ساتھ کھجوروں کے باغ میں لے گئے اور پکی ہوئی کھجوریں نہایت عقیدت و محبت سے پیش کیں۔ پھر واپسی پر انہیں بکری کا بچہ ذبح کر کے کھانا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعاؤں سے خوب نوازا پھر اپنے دونوں یاروں سمیت واپس تشریف لے آئے۔ حدیث باب میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ناداری عیاں ہو جاتی ہے۔

2293 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ حَاتِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

أَبِي مَنْصُورٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ

متن حدیث: شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بَطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے (پیٹ پر موجود) پتھر سے کپڑا ہٹایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا ہٹایا تو وہ دو پتھروں پر تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2294 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

متن حدیث: قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ أَلَسْتُ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُمْ نَبِيَكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقْلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ

حکم حدیث: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَرَوَى أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي

الْأَحْوَصِ وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عُمَرَ

﴿﴾ سماک بن حرب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: کیا اب تم لوگ جو چاہو وہ کھاپی نہیں سکتے؟ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے: آپ کے پاس کھانے کے لیے معمولی قسم کی کھجوریں اتنی بھی نہیں ہوتی تھیں جو آپ کے پیٹ کو بھر لیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی روایت ابو عوانہ اور دیگر راویوں نے سماک بن حرب کے حوالے سے اسی طرح نقل کی ہے

جیسے ابواحوص نے نقل کی ہے۔ شعبہ نے اس روایت کو سماک کے حوالے سے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرز زیست:

بھوک مٹانے کے اہل عرب کے ہاں دو طریقے تھے:

- 1- کوئی چیز کھانا: کھجور رو روٹی وغیرہ کھانے سے بھوک ختم ہو جاتی ہے۔
- 2- شکم پر پتھر باندھنا: بھوک کی حالت میں شکم پر پتھر باندھنے سے بھی قدرے بھوک سے نجات مل جاتی ہے۔ غزوہ خندق کے موقع پر ”خندق“ کھودنے کے دوران جب صحابہ بھوک سے نڈھال ہو کر گرنے لگے تو انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے شکم پر باندھے ہوئے پتھر بھی دکھائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بھوک کی وجہ سے تم لوگوں نے اپنے پیٹ پر ایک باندھا ہوا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم پر دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔ یہ جواب سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حیران رہ گئے۔ دوسری روایت باب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناداری کی حالت یہ تھی کہ بعض اوقات گھر میں کھجور تک میسر نہ ہوتی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

باب 36: اصل خوشحالی دل کی ہوتی ہے

2295 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمِ الْأَسَدِيُّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: خوشحالی ساز و سامان زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی، بلکہ اصل خوشحالی دل کی خوش حالی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو حصین نامی راوی کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

2295- اضرحة البخاری (۱۱/۲۷۶): کتاب الرقائق: باب: الفنى غنى النفس: حدیث (۶۴۶) واحد (۲/۲۸۹) والبخاری فی (الادب

المفرد) (۲۷۲) من طریق ابو صالح، فذکرہ۔

شرح

غنی دل کے استغناء کا نام ہے:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ غناء دنیا طلبی اور دولت جمع کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ دل کے استغناء کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو دنیا کی دولت اور دل کی بے نیازی سے نوازا ہو وہ استغناء کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتا ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کو پیش نظر رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کی زندگی پر سکون اور مصائب و مشکلات سے مامون ہوتی ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اکثر تابعین، علماء ربانیین، اولیاء اور صوفیاء کی حیات طیبہ اس صفت سے متصف ہوتی تھی۔ اگر ان دونوں چیزوں کو الگ الگ تصور کیا جائے تو استغناء کا درجہ بلند ہوگا، کیونکہ اس کے مقابلے میں دولت کی فراوانی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اخِذِ الْمَالِ بِحَقِّهِ

باب 37: حق کے ہمراہ مال حاصل کرنا

2296 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ قَيْسٍ وَكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: اِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلُوَةٌ مَنْ اَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُوْرَكَ لَهُ فِيهِ وَرُبَّ مُتَجَوِّضٍ فِيْمَا شَاءَتْ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ مَالِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ لَيْسَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا النَّارُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْوَلِيدِ اسْمُهُ عُبَيْدُ سَنُوَطِي

﴿﴾ سیدہ خولہ سے قیس بنی تمیمہ جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ مال سرسبز اور مزیدار ہے جو شخص اس مال کو اس کے حق کے ہمراہ حاصل کرے گا اس کے لیے اس میں برکت رکھی جائے گی کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مال سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرتے ہیں۔ ان کے لیے قیامت کے دن صرف آگ ہوگی۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوالولید نامی راوی کا نام عبید سنوطی ہے۔

شرح

حلال طریقہ سے حاصل شدہ مال کی فضیلت اور حرام ذرائع سے مال حاصل کرنے کی وعید:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حلال ذرائع سے کمائی جانے والی دولت مثلاً تجارت، مزدوری اور اشراف نفس کے بغیر ہدیہ

2296۔ اضرجه اميد (6 / 378) و المسيد (171) حدیث (252) و عبد بن حميد (659) حدیث (1588) من طريق عبید سنوطی

ابی الولید: مذکورہ۔

وغیرہ میں برکت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس حرام ذرائع سے کمائی جانے والی دولت مثلاً سود، اشراف نفس کا ہدیہ قبول کرنا اور دھوکا وغیرہ سے دولت حاصل کرنا قیامت کے دن قابل مواخذہ ہوگی۔

مال کو جانوروں سے متعلق ہونے کی وجہ سے سرسبز قرار دیا گیا ہے؛ کیونکہ جانور بے تحاشا سبز گھاس وغیرہ کھاتے ہیں۔ دولت کو انسانوں کی نسبت سے شیرین قرار دیا گیا ہے؛ کیونکہ انسان میٹھی اشیاء کھاتا ہی جاتا ہے؛ لہذا ضروری ہے کہ دولت حلال ذرائع سے حاصل کی جائے اور حرام ذرائع سے مکمل طور پر احتراز کیا جائے۔

فائدہ نافعہ: سربرہان مالک، اداروں کے صدور اور مدارس کی انتظامیہ کو قومی فنڈز بے جایا ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے یا خیانت کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن حساب دینا ہوگا۔

2297 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ هَلَالِ الصَّوَّافِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لِعَنْ عَبْدِ الدِّينَارِ لِعَنْ عَبْدِ الدَّرْهِمِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا أَيْضًا مِنْ هَذَا وَأَطْوَلَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے درہم کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مقابلے میں زیادہ مکمل اور طویل روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

شرح

زندگی کا مقصد جمع دولت قرار دینے کی وعید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگر یہ دنیا طلبی یا دولت جمع کرنے کو اپنا مقصد حیات قرار دے تو اس کا یہ فیصلہ قابل مذمت ہوگا۔ حدیث باب میں ایسے انسان کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔ اشراف المخلوقات ہونے کی وجہ سے انسان کی شایان شان یہی تھا کہ یہ عبد درہم یا عبد دینار نہ بنے بلکہ عبد معبود حقیقی بنے تاکہ اپنا مقصد حیات حاصل کر سکے۔ عبد درہم و دینار سے مراد یہ ہے کہ انسان حلال و حرام کا امتیاز کیے بغیر دولت جمع کرنے میں لگ جائے اور احکام شرعیہ کو نظر انداز کر دے۔ عبد معبود حقیقی سے مراد یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پیش نظر رکھے، اسے مسبب الاسباب اور رازق حقیقی سمجھے۔

2298 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكْرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

2298۔ أخرجه أحمد (۲/۴۵۷، ۶۶۰) والدارمی (۴/۲۰۶)؛ کتاب الرقاق؛ باب: ما نذبان جانتان من طریق محمد بن عبد الرحمن بن سعد

بن زرارۃ عن ابن کعب بن مالک، فذکرہ۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا ذُبَّانٍ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بَأْفَسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَيُرْوَى فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصِحُّ اسْنَادُهُ

﴿﴾ حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر دو بھوکے بھیڑیوں کو بکریوں پر چھوڑ دیا جائے تو وہ انہیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا مال اور مرتبے کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی گئی ہے تاہم اس کی سند مستند نہیں ہے۔

شرح

دنیا طلبی، دین کی تباہی ہونا:

حدیث باب میں ”ما“ نافیہ ہے۔ ذبَّان موصوف ہے۔ جائعان صفت اول ہے اور اُرْسِلَا جملہ صفت ثانی ہے۔ لفظ: لدینہ، جار مجرور ملکر شرف سے متعلق نہیں ہے بلکہ اَفْسَدَ سے متعلق ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کے ریوڑ پر حملہ آور بھیڑیے اتنا نقصان نہیں کر سکتے جتنا دولت کا حریص و لالچی شخص دین کا نقصان کرتا ہے، کیونکہ دنیا کے نقصان کی تلافی ممکن ہوتی ہے لیکن دین کے نقصان کی تلافی ناممکن ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دنیا کا نقصان عارضی ہوتا ہے اور دین کا نقصان مستقل ہوتا ہے۔

2299 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

متن حدیث: نَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَصِيرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

لَوْ اتَّخَذْنَا لَكَ وَطَاءً فَقَالَ مَا لِي وَمَا لِلدُّنْيَا مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو گئے جب آپ اٹھے تو

اس کا نشان آپ کے پہلو پر موجود تھا ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ اپنے لیے کوئی بچھونا استعمال کر لیں (تو مناسب ہوگا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا دنیا کے ساتھ کیا واسطہ؟ میں دنیا میں صرف ایک سوار کی طرح ہوں جو ایک درخت کے نیچے سائے میں آتا ہے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے اور اسے وہیں چھوڑ جاتا ہے۔

2299- أخرجه ابن ماجه (۱۳۷۶/۲): کتاب الزهد: باب: مثل الدنيا: حدیث (۴۱۰۹) احمد (۱/۲۹۱، ۴۴۱) - من طريق المسعودی عن عمرو بن مرة عن ابراهيم النخعی عن علقمة، فذكره-

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دنیا سے مؤمن کے تعلق کا معیار:

دنیا میں مؤمن کو کس انداز اور کس حیثیت سے رہنا چاہیے؟ اس اہم اور قیمتی سوال کا تفصیلی جواب حدیث بیان میں دیا گیا ہے۔ ایک دفعہ چٹائی پر آرام کرنے کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر نشانات نمایاں ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنسو بہاتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! سلاطین عالم راحت و آرام سے زندگی گزارتے ہیں اور آپ ایسی مشقت میں؟ اگر اجازت ہو تو آپ کے لیے آرام دہ بستر کا انتظام کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ہمارا دنیا سے اس سے زیادہ تعلق نہیں ہے جتنا مسافر کا دوران سفر درخت کے سایہ سے استفادہ کرنے کا ہوتا ہے۔ مسافر درخت کے سایہ سے استفادہ کرتے وقت کسی راحت کا اہتمام نہیں کرتا بلکہ چند لمحات آرام کر کے اپنی راہ لیتا ہے اور ہمہ وقت اس کے دل و دماغ پر منزل مقصود تک رسائی کا تصور چھایا رہتا ہے۔ اسی طرح اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مسلمان کا دنیا سے نہایت معمولی تعلق ہونا چاہیے۔ جتنا بھی وقت دنیا میسر آئے وہ دین کی خدمت، آخرت کی تیاری اور مسلمانوں کی فلاح کے لیے گزرنا چاہیے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے طویل زندگی پائی، ہزار سال سے زیادہ آپ کی عمر تھی، ساڑھے نو سو سال تک صرف اپنی امت کو تبلیغ فرماتے رہے۔ آپ سے آپ کی کثرت عمر کی لذت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ ایک حویلی کے دو دروازے ہوں، میں اس کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل آیا ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کا دنیا سے تعلق ہے تو عام مؤمن کا تعلق تو اس سے بھی کم ہونا چاہیے۔

2300 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اپنے دوست کے دین (یعنی اخلاقیات) پر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر شخص کو یہ چاہیے کہ وہ اس بات کا جائزہ لے لے کہ اس کا دوست کون ہے؟
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2300- المرجعہ ابو داؤد (۲۵۹/۴)؛ کتاب اللذیہ؛ باب: من یومر ان یجالس حدیث (۴۸۲۳) واصلہ (۲/۲۳۴) و عبد بن حمید (۲۱۸) حدیث (۲۱۶۳) من طریق موسی بن وردان مذکورہ۔

شرح

تاثیر صحبت:

ایک دوست دوسرے دوست کے عقائد و افکار سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اگر دوست اچھا ہو تو یہ بھی اعلیٰ اخلاق کا مالک ہو گا اور اگر دوست بد اخلاق ہو گا تو یہ بھی بد زبان و بد اخلاق ہو گا۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: *عن المرء لا تسئل واسئل عن قرینہ*۔ کسی شخص سے براہ راست نہ پوچھو بلکہ اس کے احوال اس کے ساتھی سے دریافت کرو۔ یعنی اس کا ساتھی حسن اخلاق کا پیکر، دین دار، نمازی و صاحب تقویٰ اور صادق و امین ہو گا تو یہ بھی ان صفات کا جامع ہو گا ورنہ نہیں۔ حدیث باب میں بھی یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

بقول شاعر:

- 1- صحبت صالح ترا صالح کند
2- یک زمانہ صحبت باولیاء
3- گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
- صحبت طالح ترا طالح کند
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
چوں صاحب دل رسی گوہر شوی

بَابُ مَا جَاءَ مَثَلُ ابْنِ آدَمَ وَأَهْلِيهِ وَوَالِدِهِ وَمَالِهِ وَعَمَلِهِ

باب 38: انسان اس کے اہل و عیال، مال اور عمل کی مثال

2301 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: *يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ يَتَّبِعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ*

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں۔ ان میں سے دو واپس آجاتی ہیں اور ایک ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے اہل خانہ، اس کا مال اور اس کا عمل ساتھ جاتے ہیں۔ اہل خانہ اور مال واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2301- اخرجه البخاری (۱۱/۳۶۹): کتاب الرقاق: باب: بکرات الموت: حدیث (۶۰۱۴) و مسلم (۴/۲۲۷۳): کتاب الزهد و الرقائق: حدیث (۵/۲۹۶) و النسائی (۴/۵۲): کتاب الجنائز: باب: النسوی عن سب الاموات: حدیث (۱۹۲۷) و احمد (۲/۱۱۰) و الحمیدی (۲/۵۰۰) حدیث (۱۱۸۶) - من طریق عبد الله بن ابي بكر بن عمرو بن حزم فذكره -

شرح

اعمال صالحہ کی اہمیت:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جب آدمی فوت ہوتا ہے تو تین چیزیں قبر تک اس کے ساتھ جاتی ہیں، جن میں سے دو واپس آجاتی ہیں ایک ساتھ جاتی ہے۔ وہ تین اشیاء یہ ہیں:

1- دوست و احباب اور اعزاء و اقارب، یہ جیسے ساتھ جاتے ہیں ویسے ہی واپس آجاتے ہیں۔

2- مال و دولت یعنی چار پائی اور کفن سے زائد کپڑے بھی واپس آجاتے ہیں۔

3- اعمال صالحہ ساتھ جاتے ہیں جو واپس نہیں آتے۔

دنیا کا کوئی بھی معاملہ مثلاً تعمیر گھر، اولاد کی پرورش اور بیوی کی ناز برداری وغیرہ امور ایک حد تک ہونے چاہیے۔ مسلمان کو دنیوی زندگی میں ہمہ وقت خدمات دین، آخرت کی تیاری، اولاد کو صالح بنانے، انہیں دینی تعلیم دلانے اور خود اعمال صالحہ میں مشغول و مصروف رہنا چاہئے، کیونکہ یہی امور آخرت میں نافع و مفید ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْأَكْلِ

باب 39: زیادہ کھانا مکروہ ہے

2302 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْجَمْمُصِيُّ وَحَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَا مَلَأَ الدَّمِيَّ وَعَاءٌ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاتُ يُقْمَنُ صَلْبُهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَكُلْتَ لِبَطْنِهِ وَتَلْتَ لِشَرَابِهِ وَتَلْتَ لِنَفْسِهِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ نَحْوَهُ وَقَالَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمَ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عِيَّاشٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آدمی پیٹ سے زیادہ بڑے کسی برتن کو نہیں بھرتا۔ آدم کے بیٹے کے لیے چند لقمے کافی ہوتے ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ ہی کھانا ہو تو (پیٹ کا) ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے، ایک تہائی حصہ پانی کے لیے اور ایک تہائی حصہ سانس لینے کے لیے رکھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ اس میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

بسیار خور کی مذمت:

جب کسی برتن کو پورا بھر دیا جائے تو وہ چھلکتا ہے لہذا وہ برتن کو پورا بھرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ پیٹ بھی ایک برتن کی حیثیت رکھتا ہے لہذا اسے بھی پورا بھرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسے پورا بھرنا صحت کے منافی اور مرض کا سبب ہے۔ انسان کو درس دیا گیا ہے کہ ”قوت لایموت“ کے مطابق اپنی خوراک بنائے۔ خوراک کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ پیٹ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے کہ ایک حصہ خوراک سے بھرا جائے، ایک حصہ پانی کے لیے استعمال کیا جائے اور ایک حصہ ہوا کی آمد و رفت کے لیے خالی رکھا جائے۔ حدیث باب میں بسیار خوری کو ناپسند قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس صورت میں انسان اور حیوان میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں حفظان صحت کا ایسا اصول بیان کیا گیا ہے جس کا نعم البدل اطباء کے پاس ہرگز نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّيَاءِ وَالسَّمْعَةِ

باب 40: ریاء کاری اور شہرت کا بیان

2303 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ وَمَنْ يُسْمَعُ يُسْمَعِ اللَّهُ بِهِ

قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللَّهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدَبٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص دکھاوے کی کوشش کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اس کے دکھاوے کو ظاہر کر دے گا، جو شخص شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی (مشہور ہونے کی خواہش) کو ظاہر کر دے گا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم

نہیں کرے گا۔

اس بارے میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2303- اضرجه اصمد (۴۰/۳) والبخاری فی (الادب المفرد) (۹۵) مختصراً- من طريقه شيبان عن فراس عن عطية، فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2304 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ أَخْبَرَنَا

الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ أَبُو عُمَانَ الْمَدَائِنِيُّ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ شُفِيًّا الْأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ

مَنْ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالُوا أَبُو هُرَيْرَةَ
فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ أَنْشُدْكَ بِحَقِّي وَبِحَقِّ لَمَّا
حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَفَعَلُ لَأَحَدٍ نَكَ
حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ ثُمَّ نَشَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ
فَقَالَ لَأَحَدٍ نَكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ
نَشَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لَأَحَدٍ نَكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَنَا وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ وَمَسَحَ
وَجْهَهُ فَقَالَ أَفَعَلُ لَأَحَدٍ نَكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَهُ
أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًا عَلَى وَجْهِهِ فَاسْنَدْتُهُ عَلَى طَوِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ
حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ
بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَائِيَةٌ فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَرَجُلٌ يَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ
فَيَقُولُ اللَّهُ لِلْقَارِي أَلَمْ أَعْلَمَكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي قَالَ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عَلَّمْتُ قَالَ
كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللَّهُ بَلْ
أَرَدْتُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ فَلَانًا قَارِيٌّ فَقَدْ قِيلَ ذَلِكَ وَيُوتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَمْ أُوسِّعْ عَلَيْكَ حَتَّى لَمْ
أَدْعَكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ قَالَ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتَكَ قَالَ كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ
فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى بَلْ أَرَدْتُ أَنْ يُقَالَ فَلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ
قِيلَ ذَلِكَ وَيُوتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ فِي مَاذَا قُتِلْتَ فَيَقُولُ أُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ
فَقَاتَلْتُ حَتَّى قُتِلْتُ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللَّهُ بَلْ أَرَدْتُ أَنْ يُقَالَ
فَلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ذَلِكَ ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أُولَئِكَ
الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللَّهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ الْوَلِيدُ أَبُو عُمَانَ فَأَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ شُفِيًّا هُوَ
الَّذِي دَخَلَ عَلَيَّ مُعَاوِيَةَ فَأَخْبَرَهُ بِهَذَا قَالَ أَبُو عُمَانَ وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ كَانَ سَيِّفًا لِمُعَاوِيَةَ
فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ بِهَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ فَعِلَ بِهَذَا هَذَا فَكَيْفَ بَمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ

2304- اخرجہ ابن خزیمہ فی (صمیمہ) (۱۱۵/۴) حدیث (۲۴۸۲) من طریق الولید بن ابی الولید ابو عثمان المدنی ان عقبة بن مسلم

مدنہ ان شفیبا الاصبحی مدنہ فذکرہ۔

ثُمَّ بَكَى مُعَاوِيَةَ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى ظَنَّنَا أَنَّهُ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هَذَا الرَّجُلُ بِشَرِّ نَمِّ آفَاقٍ مُعَاوِيَةَ وَمَسَحَ عَن وَجْهِهِ وَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوفِيَ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُنْحَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت شفی اصبھی بیان کرتے ہیں: وہ مدینہ منورہ آئے تو وہاں ایک صاحب تھے جن کے پاس لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ شفی بیان کرتے ہیں: میں ان کے قریب ہو گیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے سے ایک سوال کرتا ہوں۔ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جسے آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہوا سے سمجھا ہو اس کا علم حاصل کیا ہو تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسا کرتا ہوں میں تمہیں ایسی حدیث سناؤں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سنائی تھی۔ میں نے اسے سمجھا اور اس کو جان لیا (یعنی محفوظ رکھا) پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ان کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا میں تمہارے سامنے ایسی حدیث بیان کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اس گھر میں بیان کی تھی۔ اس وقت میرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ گھر میں اور کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری جو زیادہ زوردار تھی اور بے ہوش ہو گئے پھر انہیں ہوش آیا تو انہوں نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا۔ میں تمہارے سامنے ایسی حدیث بیان کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے بیان کی تھی۔ اس وقت میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں موجود تھے۔ میرے اور آپ کے علاوہ ہمارے ساتھ اور کوئی شخص نہیں تھا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے زوردار چیخ ماری اور منہ کے بل آگے کی طرف گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر سہارا دیے رکھا پھر ان کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے بتایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی: ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سامنے نزول کرے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ سب لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ سب سے پہلے اس شخص کو بلایا جائے گا جس نے قرآن پاک جمع کیا (یعنی اس کا علم حاصل کیا) اور اس شخص کو بلایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا گیا اور اس شخص کو بلایا جائے گا جس کے پاس مال بہت زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے عالم سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں اس چیز کا علم نہیں دیا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی۔ وہ جواب دے گا: جی ہاں! اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں رات دن اس کے ساتھ مصروف رہتا تھا (یعنی اس کی تلاوت کرتا تھا یا اس کی تعلیم دیتا تھا) تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے: تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تمہارا مقصد یہ تھا: یہ کہا جائے فلاں صاحب بڑے عالم ہیں تو وہ کہہ دیا گیا۔

پھر مال دار شخص کو بلایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں فراخی عطا نہیں کی تھی۔ اتنی کہ تم کسی کے محتاج نہیں ہوئے؟ وہ جواب دے گا: جی ہاں، اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے جو تمہیں دیا تھا اس بارے میں تم نے کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے رشتہ داری کے حقوق کا خیال رکھا اور صدقہ و خیرات کی۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تم نے غلط

کہا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارا مقصد یہ تھا: یہ کہا جائے: فلاں شخص اتنا سخی ہے تو وہ کہہ دیا گیا۔

پھر اس شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تمہیں کس وجہ سے قتل کیا گیا، تو وہ جواب دے گا: تو نے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا، تو میں نے جنگ میں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ مجھے قتل کر دیا گیا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے۔ فرشتے بھی اس سے کہیں گے تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارا مقصد یہ تھا: یہ کہا جائے فلاں شخص کتنا بہادر ہے تو وہ کہہ دیا گیا۔

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابو ہریرہ! یہ وہ تین لوگ ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ان کے ذریعے سب سے پہلے جہنم کو بھڑکایا جائے گا، عقبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: شفی نامی راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس حدیث کے بارے میں بتایا۔

ابو عثمان نامی راوی بیان کرتے ہیں: علاء بن ابی حکیم نے یہ بات بیان کی ہے: وہ صاحب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جلا دتھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ان کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں اس حدیث کے بارے میں بتایا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: اگر ان تینوں کے ساتھ یہ سلوک ہوگا، تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے۔ یہاں تک کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ ہلاک ہو جائیں گے، تو ہم نے کہا: یہ شخص ہمارے پاس شرلے کر آیا ہے، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت سنبھلی تو انہوں نے اپنے چہرے کو پونچھا اور بولے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش و زیبائش کا طلب گار ہوگا، ہم دنیا میں اس کے اعمال کا پورا بدلہ اسے دیں گے اور اس بارے میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں حصہ صرف آگ ہو گی اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ ضائع ہو جائے گا اور جو کچھ انہوں نے اعمال کیے تھے وہ باطل ہوں گے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2305 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنِي الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفِ الضَّبِّيِّ عَنْ أَبِي مُعَانَ الْبَصْرِيِّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَزِنَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ حُبِّ الْحَزَنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا حُبُّ الْحَزَنِ قَالَ وَادِّ فِي جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَدْخُلُهُ قَالَ الْقُرَاءُ الْمُرَاتُونَ بِأَعْمَالِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”حُبِّ حزن“ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو!

2305۔ اخرجه ابن ماجه (۱/۸۴): المقدمة: باب: الانتفاع بالعلم والعمل به، حدیث (۲۵۶) من طریق عمارة بن سيف الضبي عن ابی معان البصری عن ابن سيرين، فذكره۔

لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! حُب حزن“ کیا چیز ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ ایک سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کی گئی: اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اس میں داخل کون ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دکھاوے کے طور پر قرآن مجید پڑھنے والے لوگ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

ریا کاری اور شہرت سے اعمالِ صالحہ کا تباہ ہونا:

وہ اعمالِ صالحہ جو نام و نمائش، شہرت اور ریا کاری سے پاک بلکہ محض رضائے الہی، خلوص اور حسن نیت سے انجام دیے جائیں وہ آخرت میں مفید و نافع ہوں گے ورنہ وبال جان بن جائیں گے۔ قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے سب سے قبل ایک عالم دین کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے قرآن کی دولت سے نہیں نوازا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے اس پر عمل کیا اور نمازیں اہتمام کے ساتھ اپنے اوقات میں ادا کرتا رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے یہ سب کچھ شہرت اور ریا کاری کے لیے کیا ہے جو تجھے مل گئی پھر حکم ہوگا تو فرشتے اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔

پھر حساب کتاب کے لیے ایک مالدار شخص کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے کثیر دولت سے نہیں نوازا تھا؟ وہ عرض کرے گا: یا اللہ! ہاں، ایسا ہی ہے۔ فرمائے گا: پھر تو نے وہ مال کہاں خرچ کیا؟ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! میں نے اس سے زکوٰۃ و خیرات اور حقوق العباد پر خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے وہ دولت اپنی شہرت اور ریا کاری کے لیے خرچ کی تھی جو تجھے مل گئی پھر فرشتوں کو حکم ہوگا تو وہ اسے گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔

پھر حساب کتاب کے لیے شہید کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: اے میرے بندے میں نے تجھے جان جیسی عزیز چیز عطا کی تھی تو نے وہ کس مقصد کے لیے ضائع کی تھی؟ شہید عرض کرے گا: یا اللہ! میں نے اپنی جان عزیز تیری رضا کے لیے قربان کر دی اور جام شہادت نوش کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے محض شہرت کے لیے جان دی تھی جو تجھے حاصل ہو گئی۔ فرشتوں کو حکم ہوگا تو وہ اسے گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیں گے۔

حضرت علاء بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ حدیث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا: جب ان لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائے گا تو دوسرے لوگوں کا کیا ہوگا؟ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب روئے۔ آنسو صاف کرنے کے بعد آپ نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا ہے: کیونکہ ارشادِ ربانی ہے: مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُنْخَسِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلَّ ۝ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (ہود، 15-16) جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے ہم اسے اس میں پورا پورا بدلہ دے دیں گے اور اس میں ہم کمی نہ دیں گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کے لیے آخرت میں عذاب ہے۔ تباہ ہو گیا جو کچھ وہ کرتے ہیں اور ختم ہو گئے ان کے اعمال۔ جب الحزن سے مراد دوزخ کا ایسا کٹا ہے، جس سے

ایک دن میں جہنم بھی سو بار پناہ مانگتی ہے۔

فائدہ نافعہ: دوسری حدیث باب کا ترجمہ الباب کے ساتھ بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی تشریح گزر چکی ہے، قرون اولیٰ میں جو لوگ قاری ہوتے تھے وہ علماء بھی ہوتے تھے اور جو علماء ہوتے تھے وہ قراء بھی ہوتے تھے۔ اسی مناسبت سے لفظ ”عالم“ کے بجائے لفظ ”قاری“ استعمال کیا گیا ہے۔ بعد میں عمدہ تلاوت کرنے والے کو قاری اور احکام دین سمجھنے والے کو عالم کہا جانے لگا۔

باب عمَلِ السِّرِّ

باب 41: پوشیدہ طور پر عمل کرنا

2306 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ

أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيَسِرُّهُ فَإِذَا أُطْلِعَ عَلَيْهِ أَعْجَبَهُ ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ أَجْرَانِ أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى الْأَعْمَشُ وَغَيْرُهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَرْسَلًا وَأَصْحَابُ الْأَعْمَشِ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ إِذَا أُطْلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ فَإِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنْ يُعْجِبَهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ بِالْخَيْرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ فَيُعْجِبُهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ لِهَذَا لِمَا يَرْجُو بِنَاءِ النَّاسِ عَلَيْهِ فَأَمَّا إِذَا أَعْجَبَهُ لِيَعْلَمَ النَّاسُ مِنْهُ الْخَيْرَ لِيُكْرِمَ عَلَيْهِ ذَلِكَ وَيُعْظَمَ عَلَيْهِ فَهَذَا رِيَاءٌ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا أُطْلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ رَجَاءٌ أَنْ يَعْمَلَ بِعَمَلِهِ فَيَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِمْ فَهَذَا لَهُ مَذْهَبٌ أَيْضًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک شخص جب کوئی عمل کرتا ہے اور اسے چھپانے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب وہ ظاہر ہو جائے تو اسے یہ بات اچھی لگتی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کو دو گنا اجر ملے گا۔ ایک چھپانے کا اجر اور ایک اس کے ظاہر ہونے کا اجر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اعمش اور دیگر راویوں نے اسے حبیب بن ابوثابت کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کی وضاحت کی ہے: جب وہ ظاہر ہو جائے اور اسے اچھا لگے اس کا مفہوم یہ ہے: لوگوں کا

بھلائی کے حوالے سے اس کی تعریف کرنا اسے اچھا لگے اس کی وجہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:
”تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو“

تو لوگوں کا تعریف کرنا اسے اس لیے اچھا لگتا ہے۔

لیکن اگر اسے یہ تعریف اس لیے اچھی لگے کہ لوگوں کو جب اس کی بھلائی کا پتہ چلے تو لوگ اس کی تعظیم و تکریم اس بنیاد پر کریں تو یہ چیز دکھاوا شمار ہوگی۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب اس کا عمل ظاہر ہو اور اسے یہ بات پسند آئے اس سے مراد یہ ہے: اسے یہ امید ہو کہ لوگ اس کے عمل کو دیکھ کر عمل کریں گے اور اس طرح اس کے اجر میں اضافہ ہوگا تو یہ اس کے لیے فائدے کی چیز ہوگی۔

شرح

نادانستہ طور پر عمل خیر نمایاں ہونے کی فضیلت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ کوئی شخص پوشیدہ طور پر عمل صالح کرتا ہے پھر اچانک اس پر لوگ مطلع ہو جاتے ہیں تو کیا یہ ریا کاری کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ جواب دیا گیا اس کے لیے دو گنا اجر ہے، ایک پوشیدہ رکھنے کا اور دوسرا اس کے نمایاں ہونے کا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی شخص کا کسی عمل خیر کو نمایاں کرنے کا ارادہ نہ ہو پھر بھی دوسرے لوگ اس پر مطلع ہو جائیں تو وہ عمل صالح ریا کاری کے زمرے میں نہیں آتا۔

تشریح دیگر احادیث سے بھی کی جاسکتی ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ! کوئی شخص عمل صالح کرتا ہے اور لوگ اس کی وجہ سے اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہیں تو کیا یہ ریا کاری نہیں ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ، یہ مؤمن کو جلدی ملنے والی خوشخبری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات کو یہ واقعہ پیش آیا کہ میں گھر میں چھپ کر نماز ادا کر رہا تھا، اس دوران اچانک ایک صاحب گھر میں داخل ہوئے اور انہوں نے مجھے حالت نماز میں دیکھ لیا جو مجھے اچھا لگا، تو کیا یہ ریا کاری تو نہیں ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: رَحِمَكَ اللَّهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! لَكَ أَجْرَانِ، أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ، اے ابو ہریرہ! تیرے لیے دو اجر ہیں ایک اجر عمل صالح (نماز) کو پوشیدہ رکھنے کا اور دوسرا اسے آشکارا کرنے کا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 5322) عمل خیر کے نمایاں ہونے سے دوسرے لوگوں کو عمل خیر کا درس ملتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

باب 42: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرے گا

2307 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ فَقَامَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ آيْنَ السَّائِلُ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَمَا رَأَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَذَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے جب آپ نے نماز مکمل کی تو آپ نے دریافت کیا: قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کی: میں ہوں یا رسول اللہ! آپ نے دریافت کیا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اس کے لیے کوئی زیادہ نمازیں اور روزے تیار نہیں کیے، لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت رکھے گا اور تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسلام قبول کرنے کی خوشی کے بعد میں نے مسلمانوں (یعنی صحابہ کرام کو) سب سے زیادہ اس بات پر خوش ہوتے دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

2308 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَوَلَهُ مَا اكْتَسَبَ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسَى
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا اور اسے وہی اجر ملے گا جو اس نے عمل کیا ہوگا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

2309 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ

حُبَيْشٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيٌّ الصَّوْتِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ

﴿﴾ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی شخص آیا جس کی آواز بلند تھی۔ اس نے دریافت کیا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آدمی کسی قوم سے محبت رکھتا ہے حالانکہ وہ خود ان کا حصہ نہیں ہوتا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ جیسا کہ محمود نامی راوی نے اسے روایت کیا ہے۔

شرح

جس شخص کو کسی سے محبت ہوگی آخرت میں اس کی رفاقت حاصل ہونا:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ آخرت یا جنت میں محبت اور محبوب کی ملاقات کا سلسلہ جاری رہے گا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جنت میں دونوں کا ایک درجہ ہوگا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ درجات تو مختلف ہوں گے لیکن ملاقات کا موقع میسر رہے گا اور درجہ ملاقات کے لیے مانع نہیں بن سکے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت ہے۔ محبت کے باب میں میری حالت یہ ہو چکی ہے کہ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں آپ یاد آتے ہیں تو میرا دل بے قرار ہو جاتا ہے اور اس وقت تک مجھے قلبی سکون حاصل نہیں ہوتا جب تک میں حاضر خدمت ہو کر آپ کی زیارت نہیں کر لیتا۔ جب میں اپنے مرنے اور آپ کے وصال کا سوچتا ہوں تو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے کہ آپ کے دنیا سے جانے کے بعد جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی بلند مقام پر تشریف فرما ہوں گے، مجھے اپنے بارے میں علم نہیں ہے کہ میں جنت میں جاؤں گا یا نہیں؟ اگر جنت میں داخل بھی ہوا تو نچلے درجہ میں ہوں گا اور آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا۔ پس یہ بات سوچ کر پریشان ہو جاتا ہوں؟ صحابی کے اس سوال کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا، حتیٰ کہ یہ ارشاد بانی نازل ہو گیا: وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ

الصَّالِحِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلِيكَ رَفِيقًا ۚ ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝ (النساء 69-70) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہوگا۔ وہ انعام یافتہ لوگ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والا ہے۔

فائدہ نافعہ:

اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے، زندگی کے ہر شعبہ میں اسوۂ حسنہ کو اپنایا جائے اور کسی معاملہ میں بھی نافرمانی نہ کی جائے۔ افسوس ہماری حالت یہ ہے کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن نہ نماز کا اہتمام، نہ چہرے پر ڈاڑھی کی سنت، نہ زبان پر صداقت اور نہ شکم میں رزق حلال۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں شیطان کی پیروی کے بجائے اپنی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ

باب 43: اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا

2310 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ذات باری تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنا:

حدیث باب، حدیث قدسی ہے۔ حدیث قدسی وہ ہوتی ہے جس کا مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

2310- اخرجه مسلم (۴/۲۰۶۷): كتاب الذكر والدعاء والتوبة والافتقار باب: فضل الذكر والدعاء والتقرب الى الله تعالى حديث (۱۹/۲۶۷۵) و (۲/۵۳۵/۴۴۵) والبغاري في (الادب المفرد) (۶۲۰) - من طريق جعفر بن برقان عن يزيد بن الاصم فذكره.

اس حدیث قدسی میں دو مضمون بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- خوف و امید کی کیفیت کا نام "ایمان" ہے لیکن دونوں میں غالب امید ہوتی ہے۔ زندگی اور موت کے وقت اگر بندے کا یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ چھوٹی غلطیوں کو معاف کر دے گا تو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ اگر زندگی یا موت کے وقت بندے کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ گمان ہو کہ وہ معمولی معصیات کا مواخذہ کرے گا تو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ وہ بندہ زندگی بھر حتیٰ کہ وفات کے وقت بھی پریشان رہتا ہے لہذا ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن و ظن رکھنا چاہیے تاکہ اس کی رحمت و مہربانی ہمہ وقت بندے کے شامل حال رہے۔

2- جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے یا اسے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ (البقرہ: 186) اے محبوب! اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (تو آپ ان سے فرمادیں) بے شک میں قریب ہوں جب کوئی شخص مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث قدسی چند الفاظ کے اضافہ سے یوں بیان کی گئی ہے:

اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے مجمع عام میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث 745)

فائدہ نافعہ: حضرت امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گناہوں پر اصرار اور غفور و درگزر کی امید تو دھوکا ہے، یہ فرقہ مرجعہ کا عقیدہ ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج 13 ص 386) مشہور مقولہ ہے رحمت حق بہانہ می جوید، بہانہ می جوید (یعنی رحمت خداوندی بہانہ تلاش کرتی ہے مگر بہاؤ تلاش نہیں کرتی) یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب سلطان جابر حجاج بن یوسف ثقفی مرض وفات میں مبتلا ہوا تو انہوں نے شدید تکلیف محسوس کی ان کی والدہ نے کہا: یہ تکلیف لوگوں پر زندگی بھر کے مظالم کا نتیجہ ہے۔ والدہ کی یہ بات سن کر وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر اپنی والدہ سے انہوں نے دریافت کیا: اماں جان! آخرت میں میرا فیصلہ آپ کے سپرد کر دیا جائے تو آپ مجھے جنت میں بھیجیں گی یا دوزخ میں؟ والدہ ہونے جواب دیا: بیٹا! میں تو آپ کے بارے میں جنت کا فیصلہ کرنا پسند کروں گی۔ اس پر حجاج بن یوسف ثقفی نے کہا: اماں جان! میرا پروردگار مجھ پر آپ سے زیادہ مہربان ہے۔ یہ بات جب حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے اعلان فرمایا: کوئی شخص حجاج بن یوسف ثقفی کو برانہ کہے کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِرِّ وَالْإِثْمِ

باب 44: نیکی اور گناہ کا بیان

2311 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ

2311- ازہرہ مسلم (۱۹۸۰/۴): کتاب البر و الصلۃ و اللادب: باب: تفسیر البر و اللائم: حدیث (۱۵۰۱۶/۲۵۵۳) و احمد (۱۸۲/۴) و البخاری فی (الادب المفرد) (۲۹۹، ۲۹۹) و الدارمی (۲/۲۳۲): کتاب الرقاق: باب: البر اللائم من طریق عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر الحضرمی عن ابيه فذكره۔

بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ
انسار و دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ
قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے من میں کھلے اور تمہیں یہ بات ناپسند ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

نیکی اور گناہ کی پہچان کرنا:

کسی شخص نے ”بر“ اور ”اثم“ کی حقیقت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: البر حسن الخلق، اچھے اخلاق کا نام نیکی ہے۔ لفظ البر، کا اطلاق ہر نیکی پر ہوتا ہے۔ مثلاً عبادت، طاعت، خوف اور لوگوں سے حسن خلق وغیرہ۔ ممکن ہے کہ سائل میں حسن خلق کی صفت معدوم ہو تو حسب حال اس کے لیے یہ جواب تجویز فرمایا گیا ہو ورنہ ہر نیکی کو ”بر“ کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ط وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ (آل عمران: ۹۲) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے اس وقت تک نیکی کو نہیں پاسکتے اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو بیشک اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

سوال کے دوسرے حصے کا جواب یوں دیا گیا ہے: وَلَا تُؤْتُوا مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ . اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھلے اور تو ناپسند کرے کہ لوگ اس سے باخبر ہو سکیں۔ گناہ کی دو اقسام ہیں:

1- گناہ صغیرہ: یہ وہ گناہ ہے جو بغیر توبہ کے محض نیکیوں کے سبب بخش دیا جاتا ہے۔

2- گناہ کبیرہ: یہ وہ گناہ ہے جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُبِّ فِي اللَّهِ

باب 45: اللہ تعالیٰ کے لیے (کسی سے) محبت رکھنا

2312 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغِيْطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَوْبٍ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری ذات کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے (قیامت کے دن) نور کے منبر ہوں گے، انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔

اس بارے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ ابو مسلم خولانی نامی راوی کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔

2313 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكُ عَنْ حُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ فَاجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ

2312- اخرجہ احمد (۲۳۶/۵، ۲۳۷، ۲۳۹) و عبد اللہ بن احمد فی (زوائد المسند) (۲۳۸/۵) - من طریق عطاء بن ابی رباح عن ابی مسلم الخولانی، فذكره۔

2313- اخرجہ مالک فی (الموطأ) (۹۵۲/۲، ۹۵۳)؛ کتاب النسرة: باب: ما جاء فی المتحابين فی اللہ، حدیث ۶۱۴ و مسلم (۷۱۶/۲)؛ کتاب الزکاة: باب: فضل اخفاء الصدقة، حدیث (۱۰۳۱/۹۱) من طریق حبيب بن عبد الرحمن عن حفص بن عاصم۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: وَهَكَذَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ مِثْلِ هَذَا وَشَكَ فِيهِ وَقَالَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَوَاهُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَمْ يَشْكُ فِيهِ يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي خُبَيْبٌ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِمَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسَاجِدِ وَقَالَ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا شاید حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سات طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا خاص سایہ نصیب کرے گا۔ اس دن جب اس کے اس سایہ رحمت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا، عادل حکمران، وہ نوجوان جس کی نشوونما اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے ہوئی ہو۔ وہ شخص جس کا دل ہمیشہ مسجد میں لگا رہتا ہو جب وہ وہاں سے نکلے یہاں تک کہ دوبارہ اس میں چلا جائے۔ دوائیے افراد جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں اس کی وجہ سے ملتے ہوں اور جدا ہوتے ہوں۔ ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے، تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور ایک وہ شخص جسے کوئی صاحب حیثیت اور خوبصورت عورت گناہ کی دعوت دے تو وہ یہ جواب دے: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ شخص جو کوئی صدقہ کرے، تو اسے اتنا خفیہ رکھے کہ بائیں ہاتھ کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہ روایت اسی طرح مالک بن انس کے حوالے سے دوسری سند کے ہمراہ نقل کی گئی ہے۔ تاہم اس میں راوی کو شک ہے: وہ بیان کرتے ہیں: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے یا شاید حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔ عبید اللہ بن عمر نے یہ خبیب بن عبد الرحمن کے حوالے سے نقل کی ہے اور اس میں یہ شک نہیں ہے وہ یہ فرماتے ہیں: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں: جیسے امام مالک بن انس نے نقل کی ہے۔

اس کا مفہوم یہی ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: اس شخص کا دل مسجد سے متعلق رہتا ہو اور اس میں یہ الفاظ ہیں: کوئی منصب والی اور خوبصورت عورت۔

شرح

رضائے الہی کے لیے محبت کرنے کی فضیلت:

انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے، اس کا دوسرے لوگوں سے تعلق ہوتا ہے، تعلق کا اعلیٰ معیار محبت ہے، جس کی بنیاد پر دوسروں سے افادہ و استفادہ ممکن ہو سکتا ہے اور باہم مانوس ہو سکتے ہیں۔ انسانوں کی باہمی محبت کا مدار بھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ پہلی

حدیث باب میں بھی اسی بات کا درس دیا گیا ہے جو لوگ محض رضائے الہی کے لیے محبت کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ایسے منصب پر فائز کرے گا کہ ان کے عالی مقام پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک روایت میں ان کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے کہ بندوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل محبت ہے، جو محض اللہ تعالیٰ کے ہو اور وہ ناراضگی بھی پسند ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ دوسری روایت میں ہے میری محبت ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جو میری وجہ سے باہم محبت کرتے ہیں، میری وجہ سے جمع ہوتے ہیں میری وجہ سے ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ ان روایات میں حسد مراد نہیں ہے جو حرام ہے بلکہ غبطہ مراد ہے جو جائز ہے۔

دوسری حدیث باب میں ان سات خوش نصیب لوگوں کا ذکر ہے جنہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسے سایہ میں جگہ میسر آئے گی جبکہ اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان نیک بخت لوگوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- انصاف پسند پیشوا۔

2- وہ شخص ہے جو بعد از بلوغت تا حیات اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہا ہوگا۔

3- وہ شخص ہے جس کا دل ہمہ وقت مسجد سے انکار ہوتا ہے،

4- وہ دو آدمی جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرتے ہیں، اسی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر جدا ہوتے

ہیں۔

5- وہ شخص ہے جس کی ایک یادوںوں آنکھیں یاد الہی میں آنسو بہاتی ہیں۔

6- وہ شخص ہے جسے حسین و جمیل عورت نے دعوت جماع دی لیکن خوف خدا کی وجہ سے اس نے انکار کر دیا ہوگا،

7- جس شخص نے نہایت خفیہ طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خیرات کی ہوگی جس کا لوگوں کا علم نہ ہوگا۔

سوال: دوسری روایات میں ان سات قسم کے لوگوں کے علاوہ کا ذکر ہے جنہیں اس سایہ میں ٹھہرنے کی سعادت حاصل ہو

گی۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: حدیث باب میں سات قسم کے لوگوں کا تذکرہ حصر کی بناء پر نہیں ہے بلکہ بطور مثال بیان کیا گیا ہے، لہذا روایات میں

تعارض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْلَامِ الْحُبِّ

باب 46: محبت کی اطلاع دینا

2314 سند حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدِ

عَنِ الْمُقَدَّامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعَلِّمَهُ آيَاهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَنْسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ الْمِقْدَامِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَالْمِقْدَامُ يُكْنَى أَبَا كَرِيمَةَ
 ﴿﴾ حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنے بھائی سے محبت کرے تو وہ اسے اس بارے میں بتادے۔

اس بارے میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔
 حضرت مقدم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔
 حضرت مقدم رضی اللہ عنہ کی کنیت ”ابو کریمہ“ ہے۔

2315 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمِ الْقَصِيرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ نَعَامَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
 مَثْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا أَخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنِ اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَإِنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ
 وَلَا نَعْرِفُ لِيَزِيدَ بْنِ نَعَامَةَ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا وَلَا يَصِحُّ اسْنَادُهُ

﴿﴾ حضرت یزید بن نعامہ ضعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھائی چارگی قائم کرے تو اس سے اس کا نام اور اس کے والد کا نام اور اس کے قبیلے (یا علاقے) کا نام دریافت کر لے، کیونکہ اس طرح محبت زیادہ ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔
 ہمارے علم کے مطابق یزید بن نعامہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت نہیں ہے۔
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند روایت نقل کی گئی ہے تاہم اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

شرح

محبت کا محبوب کو محبت سے مطلع کرنا:

محبت قلبی، درحقیقت محبت اصلی کا معیار ہے۔ اس کی مثال تخم کی آبیاری سے پیش کی جاسکتی ہے۔ بعض اوقات تخم کی آبیاری نہ کرنے کی وجہ سے وہ اگتا ہی نہیں اور بعض اوقات تخم سے پودا تو نکل آتا ہے لیکن عدم التفات اور آبیاری نہ کرنے کی وجہ سے وہ مرجھا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح محبت کو چاہیے کہ محبوب کو اپنی محبت سے خبردار کرے تاکہ اس کی طرف سے التفات کی وجہ سے اس میں اضافہ ہو اور یہ پروان چڑھ سکے ورنہ وہ از خود ختم ہو جائے گی۔

سوال: محبت اور عقیدت کی تعریف کرتے ہوئے ان کے فرق کو واضح کریں؟

جواب: محبت اس جذبہ قلبی کا نام ہے کہ محبت کو محبوب کے بغیر چین نہیں آتا بلکہ ہمہ وقت اس کی یاد اور خیال دل میں موجزن رہتا ہے۔ عقیدت محض خوبیوں کے اعتراف کا نام ہے۔ محبت اور عقیدت کے درمیان من وجہ کی نسبت ہے، جس میں ایک اجتماعی

اور دو افتراقی مادے ہوتے ہیں۔ مثلاً مریدین کو اپنے مرشد سے محبت ہوتی ہے اور عقیدت بھی۔ کبھی صرف محبت ہوتی ہے مگر عقیدت نہیں ہوتی مثلاً اولاد کو والدین سے محبت ہوتی ہے لیکن عقیدت نہیں ہوتی۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ محبت کو محبوب کے نام، ولدیت اور قبیلہ سے آگاہ ہونا چاہیے تاکہ محبت میں اضافہ ہو۔ اس سلسلے میں مشہور روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملاحظہ کیا کہ وہ کس طرف ملتفت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم کس کی طرف متوجہ ہو؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: میں نے اس شخص کو اپنا بھائی بنایا ہے، آپ نے فرمایا: تم جب کسی سے محبت کرو تو اس کا نام دریافت کر لیا کرو۔ اسی طرح اس کے باپ کا نام بھی۔ اس سے تین فوائد حاصل ہوں گے۔

1- اس کی غیر موجودگی میں تم اس کی حفاظت کرو گی۔

2- وہ علیل ہو جائے تو تم اس کی عیادت کرو گے۔

3- اس کے وفات پانے کی صورت میں تم اس کی نماز جنازہ میں شامل ہو سکو گے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج 6 ص 492)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمَدْحَةِ وَالْمَدْحِ

باب 47: تعریف اور تعریف کرنے والوں کا ناپسندیدہ ہونا

2316 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ

أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَامَ رَجُلٌ فَأَثْنَى عَلَى أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَجَعَلَ الْمَقْدَادُ يَحْتَوِي فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ وَقَالَ أَمْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْتَوِيَ فِي وَجْهِهِ الْمَدْحِ حِينَ التُّرَابِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى زَائِدَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَدِيثُ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ أَصَحُّ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو مَعْمَرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْبَرَةَ وَالْمَقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ هُوَ الْمَقْدَادُ بْنُ عَمْرِو الْكِنْدِيُّ

وَيَكْنَى أَبَا مَعْبُدٍ وَأَنَّمَا نُسِبَ إِلَى الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ لِأَنَّهُ كَانَ قَدْ تَبَنَاهُ وَهُوَ صَغِيرٌ

﴿﴾ ابو معمر بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے ایک امیر کی تعریف کرنا شروع کی تو حضرت مقداد بن

اسود رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکنا شروع کی اور فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے: ہم تعریف کرنے والوں

کے چہروں پر مٹی پھینکیں۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2316- اضرجه مسلم في (الصحيح) (٢٢٩٧/٤): كتاب الزهد والرقائق: باب: النهي عن المدح اذا كان فيه افراط: حديث (٢٠٠٢/٦) و

ابن ماجه (١٢٢٢/٢): كتاب الادب: باب: المدح: حديث (٢٧٤٢) و احمد (٥/٦) و البخاري في (الادب المفرد) (٢٢٥) من طريق حبيب

بن ابي ثابت: عن مجاهد عن ابي معمر: مذكرة-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

زائدہ نامی راوی نے یزید بن ابوزیاد کے حوالے سے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔
مجاہد نے ابو معمر کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے۔
ابو معمر نامی راوی کا نام عبداللہ بن سجرہ ہے۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مراد حضرت مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو معبد ہے۔ ان کی نسبت اسود بن عبد یغوث کی طرف کی گئی ہے، کیونکہ جب یہ کم سن تھے تو اس نے انہیں منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔

2317 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمِ الْخَيْطِ عَنِ

الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْنُو فِي أَفْوَاهِ الْمَدَّاحِينَ الشَّرَابَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے: ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت:

لفظ: مدح، مصدر ہے، جس کا معنی ہے: تعریف، وصف، ستائش، خوبی بیان کرنا۔ لفظ: مداح، مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔

کسی کے منہ پر خوبیوں کا اعتراف کرنا اور کلمات تحسین پیش کرنا جائز ہے، لیکن مبالغہ آرائی کرنا اور تعریف کے پل باندھنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کسی کے منہ پر تعریف کرنا باعث فتنہ ہے۔ کسی شخص نے امیر کے سامنے اس کی تعریف کی، تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی لے کر اس کے منہ پر ڈالنا شروع کر دی اور کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا کرنے حکم دیا تھا۔ کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنے سے کئی قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

1- تعریف کرنے سے مدوح تکبر و غرور کا شکار ہو جاتا ہے۔

2- منہ پر تعریف کرنا منافقت ہے، کیونکہ مداح دوسرے ہی لمحہ میں اس کی تنقیص کا مرتکب ہوتا ہے۔

3- یہ ظلم ہے، کیونکہ ستائش کی وجہ سے مدوح دوسروں کو حقیر تصور کرے گا اور ظلم کرے گا،

4- اس میں مداح کی اپنی ذلت و رسوائی ہے، کیونکہ اس کے منہ پر مٹی ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے۔

5- خوش آمد کرنے والے کی توصیف کے بجائے تذلیل کی جائے تاکہ تکبر پیدا نہ ہو۔

منہ پر کسی کی تعریف میں رطب اللسان ہونا، مدوح کی تذلیل و ہلاکت کے مترادف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَتَلْتَ أَخِيكَ، تو نے اپنے بھائی کو ہلاک کر دیا ہے۔ یعنی تو نے اپنے بھائی کو خود فریبی میں مبتلا کر دیا ہے، تو ایسے ممدوح کے بارے میں یہ حکم ہے کہ وہ مٹی اٹھا کر مداح کے منہ پر پھینک دے اور یوں کہے: تیری تعریف کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس سے میری ذلت و خواری ہوئی ہے لہذا میرے ساتھ ایسی حرکت سے مکمل احتراز کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ

باب 48: مؤمن کے ساتھ رہنا

2318 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بِنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ

غَيْلَانَ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ قَيْسٍ التُّجَيْبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مِثْنُ حَدِيثٍ: لَا تُصَاحِبِ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم صرف

مؤمن کے ساتھ رہا کرو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار آدمی کھائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

صالحین کی صحبت اختیار کرنا:

صحبت خواہ اچھی ہو یا بری ہو، تاثیر رکھتی ہے۔ اگر عطاری کی دکان پر جائیں خواہ خوشبو نہ بھی خریدیں تو دل و دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لوہار کی دکان پر حاضری کی وجہ سے خواہ کوئی چیز نہ خریدیں تب بھی دھواں ضرور دماغ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

حدیث باب میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- لَا تُصَاحِبِ إِلَّا مُؤْمِنًا، تو صرف مؤمن کی صحبت اختیار کر۔ یہاں مؤمن سے مراد دیندار، صاحب تقویٰ اور سچا

مسلمان ہے۔ جب وہ ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پورا کرے گا تو تاثیر صحبت نمایاں ہوگی۔ یہاں مصاحبت سے مراد ہمہ وقت یا مستقل رفاقت ہے کیونکہ عارضی رفاقت تو کافر یا منافق سے بھی ہو سکتی ہے لیکن حسن تاثیر کا مقصد ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ علماء ربانیین، صالحین اور اولیاء کرام کی صحبت و رفاقت اپنا اثر دکھاتی ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

2318- اضرجه ابو داؤد (۲۵۹/۴): کتاب الادب: باب: من یومر ان یجالس: حدیث (۱۸۳۳) و احمد (۲۸/۲) و الدرمن (۱۶۲/۲): کتاب الاطعمه: باب: من کره ان یطعم طعامه الا الاتقیاء۔ من طریق سالم بن غیلان، عن الولید بن قیس، عن ابی سعید، او عن ابی الہیثم، مذکور۔ الشک من سالم بن غیلان۔

2- وَلَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا، تیرا کھانا صرف پرہیزگار شخص کھائے۔ یہاں دعوت سے مراد اخوت و مودت کا کھانا ہے جو محض رشتہ مودت و دین کے سبب کھلایا جاتا ہے۔ اس دعوت میں صرف صاحب تقویٰ، دیندار اور مخلص شخص کو مدعو کیا جائے۔ حسن سلوک خواہ غیر مسلموں سے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن خصوصی نشست طعام کا زیادہ حقدار کلمہ گو اور مسلمان ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ

باب 49: آزمائش پر صبر کرنا

2319 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمَسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُؤَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے اور جب کسی بندے کے بارے میں برائی کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری سزا دے گا۔

شرح

آزمائش پر صبر کرنے کی فضیلت:

انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے علاوہ ہر انسان سے ارتکاب معصیت ہو سکتا ہے، انسان چاہتا ہے کہ اس معصیت کا ازالہ ہو جائے۔ اس کے تدارک کے کئی طریقے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات، توبہ اور مسلسل اعمال صالحہ کرنا۔ ان میں سے اہم ترین چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے، جس پر صبر و تحمل کرنے سے معصیات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے۔

2320 وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عظیم آزمائش کے نتیجے میں عظیم جزاء ملتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کچھ لوگوں کو پسند کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے تو جو شخص اس سے راضی رہتا ہے اسے رضا نصیب ہوتی ہے اور جو اس پر ناراض ہوتا ہے اسے ناراضگی نصیب ہوتی ہے۔

2319۔ اخرجه ابن ماجه (۱۳۳۸/۲) كتاب الفتن: باب: الصبر على البلاء رقم (۶۰۳۶) ولم يذكر صدر الحديث بل روى عجزه۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2321 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

وَإِبِلٍ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ

متن حدیث: مَا رَأَيْتُ الْوَجَعَ عَلَى أَحَدٍ أَشَدَّ مِنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے کسی بھی شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شدید تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2322 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ مِصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ فَيَبْتَلِي الرَّجُلَ

عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَمَا يَبْرَحُ

الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُخْتِ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

حدیث دیگر: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ

﴿﴾ مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سب سے زیادہ شدید

آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء پھر اس کے بعد جو لوگ درجہ بدرجہ ان کے قریب ہوں آدمی کو اپنے

دین کے حساب سے آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر اس کے دین میں پختگی ہوگی، تو اس کو سخت آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا اور

اگر اس کا دین کمزور ہوگا، تو اسے اپنے دین کے حساب سے آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ آدمی مسلسل آزمائش میں مبتلا رہتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ آزمائش سے اس حالت میں چھوڑتی ہے جب وہ روئے زمین پر چلتا ہے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (یعنی وہ

گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی بہن سے بھی احادیث منقول ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، کون سے لوگ زیادہ شدید آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء

2321- اخرجہ البخاری (۱۱۵/۱۰): کتاب المرضی: باب: شدة المرض: حدیث (۵۶۶) و مسلم (۱۹۹/۴): کتاب البر والصلة والادب:

باب: ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض او حزن او نحو ذلك: حدیث (۲۵۷۰/۴۴) و ابن ماجہ (۵۱۸/۱): کتاب الجنائز: باب: ما جاء فی

ذکر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم: حدیث (۱۶۲۳) و احمد (۱۸۱۱۷۲/۶) - من طریق شعبة عن الاعمش: به-

2322- اخرجہ ابن ماجہ (۱۳۳۴/۲): کتاب الفتن: باب: الصبر علی البلاء: حدیث (۴۰۲۳) و احمد (۱۷۲/۱) و الدارمی (۱۸۵۰۸۰)

(۲۲۰/۲): کتاب الرقاق: باب: اشد الناس بلاء: و عبد بن حمید (۷۸) حدیث (۱۴۶) من طریق عاصم بن ابی بردة عن مصعب بن سعد

فذكره-

اور پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ (ان کے پیروکار)۔

2323 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي

سَلْمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مؤمن مرد اور مؤمن عورت آزمائش میں

بتلا رہتے ہیں جو ان کی جان، ان کی اولاد یا مال کے بارے میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے

ہیں تو ان کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوتا (ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

آزمائش کے درجات و مقاصد:

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اس کے تین درجات اور تین مقاصد ہیں:

1- گناہوں کی تلافی: عام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش میں مبتلا کر کے ان کے گناہوں کی تلافی کر دی جاتی ہے۔

2- جب آزمائش کی وجہ سے گناہوں کی تلافی ہو جاتی ہے، تو درجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد عام لوگ ہو سکتے

ہیں اور خواص یعنی صالحین وغیرہ بھی۔ عام لوگوں کے گناہوں کی تلافی کے بعد ان کے درجات بلند ہوتے ہیں جبکہ خواص لوگوں کے

مخض درجات میں اضافہ کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ معصیات سے محفوظ ہوتے ہیں۔

3- دوسرے لوگوں کے نمونہ بنانے کی آزمائش میں مبتلا کرنا، انبیاء کرام علیہم السلام کی آزمائش ہے، کیونکہ یہ لوگ گناہوں

سے معصوم ہوتے ہیں اور ان کی آزمائش کا مقصد دوسرے کے لیے نمونہ عمل ہونا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جتنا کسی کا بلند و بالا مقام ہوتا

ہے اسی قدر اس کی آزمائش زیادہ ہوتی ہے، چونکہ انبیاء علیہم السلام سب سے زیادہ معزز ہیں اس لیے ان پر آزمائش بھی زیادہ آتی ہے۔

چوتھی حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح آفتیں اور بلائیں انسان میں آتی ہیں اسی طرح اس کے متعلقات یعنی اولاد

اور دولت وغیرہ میں بھی آتی ہیں، جس سے اس کا حساب بے باق ہو جاتا ہے، لہذا آدمی کو عافیت کا طالب ہونا چاہیے لیکن بصورت

دیگر اجر و ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَهَابِ الْبَصْرِ

باب 50: بینائی کا رخصت ہو جانا

2324 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو ظَلَّالِ

2323- اخرجه احمد (۲/۲۸۷، ۴۵۰) من طريق محمد بن عمرو به۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ إِذَا أَخَذْتُ كَرِيمَتِي عَبْدِي فِي الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ جَزَاءٌ عِنْدِي إِلَّا الْجَنَّةُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو ظَلَالٍ اسْمُهُ هَلَالٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں دنیا میں اپنے بندے کی دو محبوب چیزیں (یعنی اس کی آنکھیں) سلب کر لیتا ہوں تو میری بارگاہ میں اس کی جزاء صرف جنت ہے۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ ابو ظلال نامی راوی کا نام ”ہلال“ ہے۔

2325 **سند حدیث:** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتِيهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کی دو محبوب (آنکھیں) میں لے جاتا ہوں اور وہ صبر سے کام لیتا ہے اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو میں اس کے لیے جنت سے کم کسی اور ثواب پر راضی نہیں ہوں گا۔ اس بارے میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

آنکھوں کی بینائی ختم ہونے کا اجر و ثواب:

انسان مختلف آفات اور مصائب کا شکار ہوتا ہے لیکن سب سے بڑی مصیبت آنکھوں سے محروم ہونا ہے، آنکھوں کی قیمت اور اہمیت بیٹا نہیں بلکہ نابینا جانتا ہے۔ جو معمولی سے معمولی امور میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ عموماً آدمی بڑھاپے کا شکار ہوتے ہی نابینا ہو جاتا ہے اور ہر کام میں دوسرے لوگوں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ تاہم اس حالت میں وہ صبر و تحمل اور بردباری سے کام لے تو اس

2324۔ اضرحة البخاری (۱۴۰/۱۰) کتاب (المرضى): باب: فضل من زكبت بصره تعليقا بعد حديث (۵۶۵۲)۔

2325۔ اضرحة احمد (۲۶۵/۲) و السارمی (۲۳۲/۲): کتاب الاضاحی: باب: ان الاضحية ليست بواجب۔

کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اپنی آنکھوں کا علاج نہ کرائے، علاج کرنا سنت ہے اور علاج کرانے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ پھر بھی آنکھوں کی بینائی بحال نہ ہو تو صبر و بردباری سے کام لینا چاہیے۔ احادیث باب میں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہونے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ پہلی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس شخص کی دونوں آنکھیں لے لیتا ہوں تو ان کے عوض اسے جنت عنایت کرتا ہوں۔ دوسری حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس بندے کی آنکھوں کی بینائی لے لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر و برداشت سے کام لے تو میں اس کے اجر و ثواب میں اضافہ کرتا ہوں اور اس سے اس کے عوض جنت میں عطا کرتا ہوں۔

2326 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَعْرَاءَ أَبُو زُهَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيطِ

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْدِ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصْرَفٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَوْلَهُ شَيْئًا مِنْ هَذَا

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن عافیت میں رہنے والے لوگ یہ آرزو کریں گے جب (دنیا میں) آزمائش کا شکار رہنے والے لوگوں کو اجر و ثواب عطا کیا جائے گا کہ کاش دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں کے ذریعے کاٹ دی جاتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔ بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے، طلحہ بن مصرف کے حوالے سے، مسروق سے اس روایت کا کچھ حصہ ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

مصیبت زدہ لوگوں کا ثواب قابل رشک ہونا:

انسان پر جو بھی آزمائش یا مصیبت آتی ہے اس کا دنیا اور آخرت میں فائدہ ہوتا ہے، دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے گناہوں کی دھلائی ہو جاتی ہے اور آخرت میں اجر و ثواب میں اضافہ ہو جائے گا۔ اہل عافیت، مصیبت زدہ لوگوں کو قیامت کے دن دیکھ کر ان کے اجر و ثواب پر رشک کریں گے اور اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش ان کے اجسام قینچی سے کاٹ دیے گئے ہوتے ان پر آزمائشیں آچکی ہوتیں اور ان پر مصیبتوں نے تسلط جما لیا ہوتا تاکہ ان کے ثواب میں بھی اضافہ ہو جاتا۔ حدیث باب سے خاص طور پر یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اگر دنیا میں انسان کسی آزمائش یا مصیبت وغیرہ کا شکار ہو جائے تو اسے خندہ پیشانی سے قبول کر لینا

چاہیے، تاکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعام کا زیادہ حقدار قرار پائے۔

2321 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا نَدِمَ قَالُوا وَمَا نَدَامَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونَ أَزْدَادًا وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونَ نَزَعًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ وَهُوَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبِ مَدَنِيٍّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مرنے والا ہر شخص ندامت کا شکار ہوگا، تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کی ندامت کس بات پر ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ نیکی کرنے والا ہوگا، تو اس بات پر ندامت کا شکار ہوگا کہ اس نے زیادہ نیکی کیوں نہیں کی اور اگر وہ گناہگار ہوگا، تو اس بات پر ندامت کا شکار ہوگا کہ اس نے گناہ چھوڑے کیوں نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یحییٰ بن عبید اللہ نامی راوی کے بارے میں شعبہ نے کچھ کلام کیا ہے۔ یہ یحییٰ بن عبید اللہ بن موهب مدنی ہیں۔

شرح

آخرت میں ہر آدمی کو پچھتاوا لاحق ہونا:

دنیا کی زندگی مختصر اور عارضی ہے جبکہ اس کے مقابل آخرت کی زندگی طویل اور مستقل ہے، آدمی خواہ نیک ہو یا بد آخرت میں ہر ایک کو پچھتاوا لاحق ہوگا۔ نیک کو یہ پچھتاوا ہوگا کہ کاش وہ اپنی نیکیوں میں اضافہ کر لیتا مثلاً نمازی تھا تو پنجگانہ نمازوں کے علاوہ مزید نوافل وغیرہ بھی ادا کر لیتا۔ بدکار شخص کو یہ پچھتاوا ہوگا کہ کاش وہ معصیات کو ترک کر کے اعمال صالحہ اختیار کر لیتا تاکہ اس کے پاس گناہوں کے بجائے نیکیاں ہوتیں۔ ایک روایت میں دنیا کی زندگی کو آخرت کی کھیتی قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے: الدنیا مزرعة الاخرة، یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ کھیت میں جس چیز کی تخم ریزی کی جاتی ہے، وہی پروان چڑھتا ہے، لہذا دنیا کی زندگی کو اعمال صالحہ کے لیے غنیمت تصور کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

2328 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتَلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الصَّانِ مِنَ اللَّيْلِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذَّنَابِ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَبِي يَغْتَرُونَ أُمَّ عَلِيٍّ يَجْتَرِيُونَ فَبِي حَلَفْتُ لَا بَعَثَنَّا عَلَى أَوْلِيكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدْعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ لوگ نکلیں گے جو دنیا کو دین کے عوض میں حاصل کریں گے۔ وہ لوگوں کے سامنے دنیوں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی، لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہو؟ میرے سامنے یہ جرأت کر رہے ہو۔ میں اپنی ذات کی قسم اٹھاتا ہوں، میں انہیں ایک ایسے فتنے میں مبتلا کروں گا جس میں ان کا سمجھدار ترین شخص بھی حیران رہ جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2329 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

أَخْبَرَنَا حَمَزَةُ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوبُهُمْ أَمْرٌ مِنَ الصَّبْرِ فَبِي
خَلَفْتُ لِأَيِّحَنَّتُهُمْ فِتْنَةٌ تَدْعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا فَبِي يَغْتَرُونَ أُمَّ عَلِيٍّ يَجْتَرِيُونَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے ایک مخلوق کو پیدا کیا ہے

ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں۔ میں اپنی ذات کی قسم اٹھاتا ہوں میں ان لوگوں کو ایسی آزمائش میں مبتلا کروں گا کہ جس میں ان کا سمجھدار ترین شخص بھی حیران رہ جائے گا، کیا یہ لوگ مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں یا میرے سامنے یہ جرأت کرتے ہیں؟

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“

ہے۔

ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دین کی آڑ میں دنیا کمانے کی وعید:

انسان دنیا میں باعزت زندگی گزارنے کے لیے مختلف نوعیت کے امور انجام دیتا ہے۔ کاروبار اچھے ہوتے ہیں اور برے بھی، اچھے دنیا و آخرت میں باعث عزت اور برے دنیا و آخرت میں قابل مواخذہ ہوتے ہیں۔ اعمال سیدھے ہیں۔ اعمال سیدھے میں ایک یہ ہے کہ آدمی دین کے پردہ میں دنیا کمانے کا دھندہ کرے۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ (آل عمران: 77) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے معاہدہ اور قسموں کا معمولی معاوضہ وصول کرتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

احادیث باب میں ان لوگوں کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے جو دین کے پردہ میں دنیا کو حاصل کرنے کا دھندہ کرتے ہیں،

اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور عتاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ ان لوگوں کی مشہور علامات درج ذیل ہیں:

1- یہ لوگ علامت قیامت کے طور پر آخری زمانہ میں نمایاں ہوں گے۔

2- یہ لوگ بھیڑنما بھیڑیے ہوں گے۔

3- یہ لوگ زبان کے ٹیٹھے اور دل کے کڑوے ہوں گے۔

فائدہ نافعہ: دینی مدارس کا قیام، تعمیر مساجد، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، ترجمہ و ترتیب اور اشاعت دین کا کوئی بھی پہلو ہو اس کا بنیادی مقصد رضائے الہی ہونا چاہیے تاکہ آدمی کے لیے دارین میں ذریعہ نجات اور صدقہ جاریہ بن سکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ

باب 51: زبان کی حفاظت کا بیان

2330 سند حدیث: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ح وَحَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
متن حدیث: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلَيْسَعَكَ بَيْتَكَ وَابْنِكَ عَلَى

خَطِيئَتِكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! نجات کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم

اپنی زبان قابو میں رکھو۔ اپنے گھر میں رہو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

زبان کو قابو میں رکھنا:

انسان کے جسم میں 360 اعضاء ہیں، جن کا سردار دل ہے اور تمام اعضاء کی ترجمان زبان ہے۔ زبان کی حفاظت سے دولت ایمان محفوظ رہتی ہے۔ اس کو کھلا چھوڑنے یا اس کے ذریعے کسی کی دل آزاری کرنے سے خرمن ایمان کا ناقابل تلافی نقصان ہو جاتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آخرت میں نجات حاصل

کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائیں جو درج ذیل ہیں؟

1- أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، تم اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی بات سے مکمل اجتناب کرو جس میں

بھلائی نہیں ہے۔ یعنی اپنی زبان کو غیر ضروری اور فضول باتوں میں استعمال نہیں کرو۔

2330- تفسرہ ترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۹۹۲۸) و ذکرہ (المنذری) فی (الترغیب) (۲/۵۰۵) و عزاء لابن ابی السنیاء فی (العزلة) و فی (الصمت) و البیہقی فی کتاب: (الزهد) وغیرہ من طریقہ ابو امامة-

2- وَكَيْسَعَكَ بَيْتِكَ: تمہارا گھر کشادہ ہونا چاہیے۔ عموماً گھر کے معاملہ میں یہ کمزوری ہے کہ لوگ زیادہ وقت محافل، چوراہوں اور ہولوں میں گزارتے ہیں جبکہ گھر میں بالکل قلیل وقت گزارتے ہیں، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیے تھا کہ لوگ زیادہ وقت گھر میں گزاریں اور برائے نام دیگر مقامات میں، کیونکہ اس طرح زبان کو قابو میں رکھنا آسان ہوگا اور انسان بہت سے گناہوں سے بچ سگے گا۔

3- وَابْنِكَ عَلِيَّ خَطِيئَتِكَ: تم اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہر آدمی سے غلطی کا ارتکاب اور گناہوں کا صدور ہو سکتا ہے۔ جب بھی انسان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اسے فوراً توبہ کی شکل میں رونا چاہیے، تاکہ اس کی دانستہ یا غیر دانستہ غلطی کا تدارک ہو سکے۔ انسان جب دل سے روتا ہے اور آنسو بہاتا ہے تو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور آئندہ اللہ تعالیٰ آدمی کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

2331 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكْفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ اتَّقِ اللَّهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنِ اسْتَقَمَّتْ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجَتْ اعْوَجَجْنَا حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ

اختلاف سند: وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَحْسِبُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کرتے ہیں۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صبح کے وقت ابن آدم کے تمام اعضاء زبان سے یہ التجا کرتے ہوئے کہتے ہیں: تم ہمارے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کیونکہ ہم تمہارے ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر تم ٹھیک رہو گی، تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے، اگر تم ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔ یہ اس روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے جسے محمد بن موسیٰ نے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف حماد بن زید کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ کئی راویوں نے اسے حماد بن زید کے حوالے سے نقل کیا ہے اور "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

زبان کی اعضاء جسم پر حکمرانی:

زبان اعضاء جسم کی سردار اور ان کی حکمران ہے، ہر روز اعضاء جسم زبان کے سامنے دست بستہ گزارش کرتے ہیں: اے زبان! تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر، کیونکہ تیرے سیدھا رہنے سے ہم بھی سیدھے رہیں گے اور تیرے ٹیڑھا ہونے سے ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ حدیث باب میں زبان کو اچھے کاموں میں استعمال کرنے کی تاکید اور لغویات، کذب بیانی اور چغلی کھانے سے احتراز کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

سوال: حدیث باب میں زبان کو رئیس الاعضاء اور ترجمان قرار دیا گیا ہے جبکہ دوسری مشہور روایت ہے کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح رہے گا، اگر وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے اس روایت میں مدار جسم دل کو قرار دیا گیا ہے لہذا روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: حقیقی و خفیہ مدار جسم دل ہے کہ جبکہ ظاہری مدار جسم اور ترجمان زبان ہے، اس طرح اپنے محل میں قلب اور زبان دونوں مدار اور ترجمان ہیں، لہذا روایات میں تعارض باقی نہ رہا۔

2332 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ يَتَكْفَلُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اتَّكَفَلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ سَهْلِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

﴿﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھے اس چیز کی ضمانت دے

جو دو داڑھوں کے درمیان ہے۔ (یعنی زبان) اور جو دو ٹانگوں کے درمیان (یعنی شرمگاہ) تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اس بارے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2333 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: أَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ

2332۔ اضرجه البخاری (۳۱۴/۱۱)؛ کتاب الرقاق؛ باب: حفظ اللسان؛ حدیث (۶۷۷۴) و طرفہ من: (۶۸۰۷) و احمد (۳۳۲/۵) من طریق

عمر بن علی، سمع ابا حازم، فذكره۔

2333۔ تفرده الترمذی، ينظر (تحفة الاشراف) (۱۳۴۳۹) و الحاکم (۲۵۷/۴) و ابن حبان (۲۴۰/۸) و ابی حازم (۲۵۴۶) و ابی یعلیٰ

(۶۴/۱۱) حدیث (۶۳۰۰) و قال: اسنادہ حسن۔

وَهُوَ كُوفِيٌّ وَأَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ هُوَ أَبُو حَازِمٍ الزَّاهِدُ مَدَنِيٌّ وَأَسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ
حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ دو جبروں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دونوں گلوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی شر سے محفوظ کر لے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ابو حازم نامی راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ ان کا نام سلمان ہے جو عذہ اشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور یہ صاحب کوفہ کے رہنے والے ہیں جو ابو حازم حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہیں۔ یہ ابو حازم زاہد مدنی ہیں ان کا نام سلمہ بن دینار ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

زبان اور شرمگاہ کو قابو میں رکھنے والے کے لیے جنت کی خوشخبری:

احادیث باب میں حصول جنت کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، زبان نبوت سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ دونوں کی حفاظت کرتا ہے، تو اس کے لیے جنت کی ضمانت ہے، جو شخص زبان کو غلط استعمال کرتا ہو کسی کی غیبت کرتا ہے تو اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، جو شخص اپنی شرمگاہ کو غلط طریقہ سے استعمال کرتا ہے، اسے زانی قرار دیا گیا ہے، زانی غیر شادی شدہ ہو تو اسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور اگر وہ شادی شدہ ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا، گویا زبان اور شرمگاہ کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے انسان جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو ان دونوں کی حفاظت کرتا ہے تو اس کے لیے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

2334 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ مَاعِزٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدَّثَنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ قُلْ رَبِّي اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَخَوْفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ هَذَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ

﴿﴾ حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے کسی ایسے معاملے کے بارے میں بتائیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ اعتراف کرو کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔

2334- اخرجہ ابن ماجہ (۲/۱۳۱۶): کتاب الفتن: باب: کف اللسان فی الفتن: حدیث (۲۹۷۲) و احمد (۲/۶۱۳) و الدارمی (۲/۲۹۸): کتاب الرقاع: باب حفظ اللسان من طریقہ الزہری عن محمد بن عبد الرحمن بن ماعز فذکرہ۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو میرے بارے میں سب سے زیادہ کس بات کا اندیشہ ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور ارشاد فرمایا: اس کا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رحمہ اللہ کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

زبان کا خطرہ، خطرہ اعظم ہونا:

حدیث باب میں دو اہم مضامین بیان کیے گئے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس پر ثابت قدم رہنا، اسلام کی اساس ہے، استقامت کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ توحید کے تقاضوں کو پورا کرنا، راہ ہدایت پر قائم رہنا اور تاحیات اس کی پیروی کرنا ہے۔ حدیث باب کا یہ مضمون اس ارشاد ربانی سے ماخوذ ہے: **إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** (الاحقاف: 13) بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یعنی وہ لوگ ایمان لانے کے بعد صراط مستقیم پر ثابت قدم رہے اس کے تقاضوں کو پورا کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کی۔

2- انسانی اعضاء میں سے آدمی کے حق میں سب سے زیادہ خطرناک زبان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کے ساتھ اسے پکڑ کر اس کی حفاظت کی تاکید فرمائی تھی۔ خواہ ایک صحابی کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی حفاظت کا درس دیا تھا لیکن یہ حکم عام ہے یعنی سب لوگوں کو شامل ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 52: بلا عنوان

2335 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي ثَلَجٍ الْبَغْدَادِيُّ صَاحِبُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

2335- ترمذی، بی نظر (تعفة الاشراف) (۷۱۲۳) و اخرجه البيهقي في (شعب الایمان) (۲۶۵/۴) حدیث (۴۹۵۱) و ذکره المنذرى في (الترغيب) (۵۲۰/۳) حدیث (۴۲۴۲)-

بن حاطب

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ بکثرت کلام نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ بکثرت کلام کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہوگا جس کا دل سخت ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن عبد اللہ نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

باب مِنْهُ

باب 53: بلا عنوان

2336 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسِ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ حَسَّانَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: كُلُّ كَلَامٍ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللَّهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ

﴿﴾ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کا ہر کلام اس پر بوجھ ہوتا ہے۔ اس کا اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے جو نیکی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن یزید نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

فضول گفتگو سے دل سخت ہونا اور اللہ کی رحمت سے دور ہونا:

کثرت ذکر الہی بہت بڑی عبادت، قرب الہی کا ذریعہ اور بخشش کا سبب ہے۔ ذکر اللہ میں ہر دینی بات پر شامل ہے مثلاً درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تلاوت قرآن وغیرہ۔ تاہم فضول گفتگو سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس طرح لغو گفتگو وبال جان بن جاتی ہے اور ایسی گفتگو سے اجتراز و اجتناب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ زبان کے مثبت استعمال سے آدمی جنتی اور منفی استعمال سے جہنمی بن جاتا ہے۔ ذکر اللہ اور ہر دینی گفتگو

2336۔ اخرجہ ابن ماجہ (۱۳۱۵/۲): کتاب الفتن: باب: کف اللسان فی الفتنۃ: حدیث (۲۹۷۴) و عبد بن حبیب (۴۴۸) حدیث (۱۵۵۴) من طریق سعید بن حسان المخزومی قال حدثتني أم صالح عن صفية بنت شيبة فذكرته۔

ریاضت ہے جبکہ اس کے برعکس غیبت کرنا، چغلی کھانا، کسی پر بے بنیاد الزامات عائد کرنا اور لغویات بکنا تمام امور گناہ کبیرہ اور رحمت باری تعالیٰ سے دوری کا باعث ہیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 54: بلا عنوان

2337 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي

جَحِيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: أَخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَبَيْنَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَرَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَدِّلَةً فَقَالَ مَا شَأْنُكَ مُتَبَدِّلَةً قَالَتْ إِنَّ أَخَاكَ أَبَا الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا قَالَ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِأَكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ قَالَ فَآكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِيَقُومَ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ لَهُ نَمْ فَنَامَ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ قَالَ لَهُ سَلْمَانُ قُمْ الْآنَ فَقَامَا فَصَلَّيَا فَقَالَ إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَآتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ صَدَقَ سَلْمَانُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْعُمَيْسِ اسْمُهُ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَسْعُودِيِّ

﴿﴾ عون بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے گئے تو انہوں نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو میلی کچیلی حالت میں دیکھا تو دریافت کیا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ میلی کچیلی کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کے بھائی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

پھر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے سامنے کھانا رکھا گیا، تو انہوں نے کہا: آپ کھالیں کیونکہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ نہیں کھائیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں، تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بھی کھانا کھالیا جب رات کا وقت ہوا تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے اٹھنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابھی سو جائیں۔ وہ سو گئے پھر وہ اٹھنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی سوتے رہیں پھر وہ سو گئے جب صبح کے قریب کا وقت ہوا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اب آپ اٹھ جائیں۔ ان دونوں حضرات نے اٹھ کر نماز ادا کی، پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی ذات کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ کے پروردگار کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ

2337- اضرجه البخاری (۴/۲۶۶): کتاب الصوم: باب: من اقسام علی اضیہ ليقطر فی التطوع، ولم یر علیه قضاء اذا كان اوفوه له، حدیث (۱۹۶۸) و طرفه فی (۶۱۳۹) و ابن خزیمه (۲/۳۰۹) حدیث (۲۱۴۴) من طریق ابی العیسی عن عون بن ابی جحیفه، مذکرہ۔

کے مہمان کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ کی بیوی کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ ہر حق دار کو اس کا حق دیں پھر یہ دونوں حضرات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سلمان نے ٹھیک کہا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

ابوالعمیس نامی راوی کا نام عتبہ بن عبد اللہ ہے اور یہ عبد الرحمن بن عبد اللہ مسعودی کے بھائی ہیں۔

شرح

حقوق کی ادائیگی بھی زہد کا حصہ ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے، لہذا اس کے لیے زیادہ راحت و آرائش کی ضرورت نہیں ہے۔ مہمان کے اصرار و اکرام میں نفلی روزہ توڑا جاسکتا ہے لیکن بعد میں اس کی قضا واجب ہے، کیونکہ نفلی عبادت شروع کرنے سے اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے۔ خواہ کثرت سے عبادت و ریاضت کرنا چاہیے لیکن اپنی صحت اور آرام کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

انسان پر مختلف حقوق عائد ہوتے ہیں، جن کی ادائیگی بھی زہد کا حصہ ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- اپنے نفس کا حق: آدمی کو اپنی صحت، خوراک اور راحت کو مد نظر رکھنا چاہیے، کیونکہ صحت کی وجہ سے تمام امور و حقوق ادا کر

سکے گا۔

2- اللہ تعالیٰ کا حق: بندے پر اللہ تعالیٰ کے حقوق یہ ہیں کہ اس کی ذات، صفات، احکام اور صفات کے تقاضوں میں اسے

وحدہ لا شریک تسلیم کیا جائے۔ اس کی عبادت و ریاضت کی جائے اور اس کے اوامر پر عمل کیا جائے اور نواہی سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

3- مہمان کا حق: مہمان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے۔ میزبان اپنی قوت کے مطابق اس کی تواضع کرے اور اس کی خدمت

کرنا مال کا ضیاع نہیں ہے بلکہ حق ہے جس کی ادائیگی واجب ہے۔ مہمان نوازی کو اہل خانہ سے مقدم رکھا جائے۔

4- اہل خانہ کا حق: آدمی پر اپنے اہل خانہ یعنی بیوی بچوں کے حقوق بھی عائد ہوتے ہیں۔ افراد خانہ پر صرف ہونے والی

دولت بھی صدقہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کا آخرت میں اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

5- عام لوگوں کا حق: مذکورہ حقوق کے علاوہ انسان پر دوسرے لوگوں کے بھی حقوق عائد ہوتے ہیں، مثلاً والدین، اعزاء و

اقارب اور ہمسائیوں وغیرہ۔

سوال: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ سے تھے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے اصرار پر وہ روزہ توڑ

کر کھانے میں شامل کیوں ہوئے تھے؟

جواب: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ نفلی تھا جو مہمان وغیرہ کے اصرار کی وجہ سے توڑنا جائز ہے لیکن بعد میں اس

کی قضا ضروری ہوتی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معزز مہمان کے اصرار پر نفلی روزہ توڑا تھا، جس کی بعد میں قضا

کر لی تھی۔

بَابُ مِنْهُ

باب 55: بلا عنوان

2338 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ عَنْ

رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ

متن حدیث: قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْ أَكْتُبِيَ إِلَيْكِ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ التَّمَسَّ رِضًا لِلَّهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللَّهُ مُؤَنَةَ النَّاسِ وَمَنْ التَّمَسَّ رِضًا لِلنَّاسِ بِسَخَطِ اللَّهِ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَتَبَتْ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ

﴿﴾ عبد الوہاب بن ورد مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خط میں لکھا کہ آپ مجھے خط میں کوئی نصیحت کریں جو زیادہ لمبی نہ ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا۔

تم پر سلام ہو! اما بعد! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی لوگوں کی ناراضگی میں تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کے غصے کو دور کر دے گا اور جو شخص لوگوں کی ناراضگی میں تلاش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کر دے گا۔“
تم پر سلام ہو۔

ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا۔ اس کے بعد انہوں نے اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے تاہم اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیش نظر رکھنا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے دو پہلو ہوں کہ ایک طرف لوگ ناراض ہوتے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہو، تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اختیار کرنا چاہیے اور لوگوں کی ناراضی کو

2338- تفریبه الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (١٦٩٢٠) و ذكره السيوطي في (مجمع الزوائد) (٢٢٨/١٠) وقال: رواه البزار من طريق قطبة بن العلاء عن ابيه و كلاله صميف و ابن حبان (٥١٠/١) حديث (٢٧٦) من طريق عروة عن عائشة و قال: اسناده حسن و السيد المبارك في (الزهد) (٦٦) حديث (١٩٩)۔

نظر انداز کر دینا چاہیے۔ آنے والے وقت میں لوگ اظہارِ ندامت کرتے ہوئے صحیح معاملہ کی تائید کریں گے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، آپ نے اعلان فرمایا: جو شخص دویر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور زکوٰۃ ایک رسی بھی دیتا تھا، اب اگر وہ رسی نہیں دے گا تو میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اگر وہ نماز ادا کرتا ہو تو آپ اس کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: بخدا! خواہ وہ نماز پڑھتا ہو لیکن زکوٰۃ نہ دے گا تو میں اس کے ساتھ ضرور لڑوں گا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو کھول دیا تو انہوں نے اپنے نظریہ کو غلط اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کو درست قرار دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مد نظر رکھنے میں دارین کی فلاح ہے۔



کتاب صفة القيامة والرقائق والورع

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قیامت کے تذکرے دل کو نرم کرنے والی باتوں اور پرہیزگاری کے بارے میں

نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب الزہد کے بعد کتاب صفة القيامة والرقائق والورع کا آغاز کر رہے ہیں، موقع کی مناسبت دواہم امور کا جاننا از بس ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- سلسلہ مضامین کا تعلق: کتاب صفة القيامة والرقائق والورع سے لے کر کتاب الایمان تک یعنی کتاب صفة الجنت اور کتاب صفت جہنم کے ضمن میں بیان ہونے والے تمام مضامین کا کتاب الزہد کے ساتھ گہرا تعلق ہے، کیونکہ ان کا مقصد دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف میلان پیدا کرنا ہے۔

2- انداز بیان کا لحاظ رکھنا: قیامت کے تفصیلی احوال آخرت میں پیش آئیں گے اور قیامت دنیا کا آخری دن ہے جو پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اس بارے میں ارشادِ باری ہے، تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (العارج 4) فرشتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔ اسی طرح جنت و دوزخ کے احوال کا تعلق قیامت کے نتیجے سے ہے۔ جو بعد میں پیش آئیں گے لیکن وہ عصر حاضر کی زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔ دوران مطالعہ ان کی مکمل حقیقت ذہن میں آنا دشوار ہے، لہذا گہرائی میں اترے بغیر سطحی طور پر ان مضامین کا مطالعہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ

باب 1: حساب اور قصاص (بدلہ لینے) سے متعلق روایات

2339 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْشَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ، قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2339- اخرجہ البخاری (۱۱/ ۴۰۸): کتاب الرقاق: باب: من نوقش عنده حديث (۶۵۲۹، ۶۵۴۰) بحرف كتاب التوحيد: باب: قول الله تعالى: (وجوه يومئذ ناظره التي ربهما ناظرة) حديث (۷۴۴۳) مسلم (۳/ ۴۷۹ - اللبى): كتاب الزكاة: باب: الممت على الصدقة ولو بشق تمره او كلمة طيبة؛ وانها حجاب من النار حديث (۱۰۱۶، ۶۸/ ۶۷) والنسائي (۵/ ۷۵): كتاب (الزكاة) باب: القليل من الصدقة: حديث (۲۵۵۲) وابن ماجه (۱/ ۶۶) المقدمة: باب: فيما انكرت المجرمية: وكتاب الزكاة: باب: فضل الصدقة: حديث (۱۸۴۳) والدارمي (۱/ ۲۹۰): كتاب الزكاة: باب: الممت على الصدقة: و اخرجہ احمد (۴/ ۲۵۶، ۲۵۸، ۲۷۷، ۲۷۹) وابن خزيمة (۴/ ۹۳) حديث (۲۴۲۸) -

متن حدیث: مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ إِلَّا سَيَكَلِمُهُ رَبُّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيَمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ أَشَامَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ حَرَّ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ يَوْمًا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْأَعْمَشِ فَلَمَّا فَرَغَ وَكَيْعٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ أَهْلِ خُرَّاسَانَ فَلْيَحْتَسِبْ فِي إِظْهَارِ هَذَا الْحَدِيثِ بِخُرَّاسَانَ لِأَنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُونَ هَذَا

توضیح راوی: اسْمُ أَبِي السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمِ بْنِ خَالِدِ بْنِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ الْكُوفِيِّ

﴿﴾ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک شخص کے ساتھ اس کا پروردگار اس طرح کلام کرے گا کہ اس شخص اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا پھر وہ شخص اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے صرف وہ چیز نظر آئے گی جسے اس نے آگے بھیجا تھا (یعنی اس کے اعمال نظر آئیں گے) پھر وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو وہ صرف اسی چیز کو دیکھے گا جسے اس نے اپنے آگے بھیجا تھا (یعنی اپنے اعمال کو دیکھے گا) پھر وہ اپنے سامنے کی طرف دیکھے گا تو اسے جہنم اپنے سامنے نظر آئے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تم میں سے جو بھی شخص اپنی ذات کو جہنم سے بچا سکتا ہو اسے ایسا کرنا چاہیے۔ خواہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی ایسا کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو سائب نامی راوی بیان کرتے ہیں: ایک دن وکیع نے یہ حدیث ہمیں اعمش کے حوالے سے بیان کی پھر انہوں نے یہ بتایا اگر یہاں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو خراسان سے تعلق رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ خراسان میں اس حدیث کو پھیلا کر ثواب حاصل کرے۔ کیونکہ ”جہمیہ“ اس کا انکار کرتے ہیں۔

2340 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ أَبُو مِحْصَنِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ قَيْسِ

الرَّحْبِيِّ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسَالَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمَرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ

وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ وَمَالِهِ مِنْ آيِنِ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ وَحُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرزَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ

2340. انفرد به الترمذی، ينظر (تحفة الاشراف) (۷/۷) حدیث (۹۳۴۶) واخرجه ابو عیسیٰ (۱۷۸/۹) حدیث (۵۲۷۱/۳۰۵) والطبرانی فی الصغیر (۲۶۹/۱) وقال: انفرد به حمید بن مسعدة، و الخطیب فی (تاریخ بغداد) (۱۲/۴۴۰)۔

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ قیامت کے دن کسی بھی آدمی کے پاؤں اپنے پروردگار کی بارگاہ سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں حساب نہیں لیا جائے گا۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اس شخص نے اسے کس کام میں صرف کیا؟ اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس شخص نے اسے کس میں گزارا اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے اس مال کو کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (اس بارے میں) کہ اس نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ حدیث کے طور پر صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے حسین بن قیس نے روایت کیا ہے۔

حسین نامی راوی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2341 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي بَرزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُرَيْجٍ هُوَ بَصْرِيُّ وَهُوَ مَوْلَى أَبِي بَرزَةَ وَأَبُو بَرزَةَ اسْمُهُ نَضْلَةُ بْنُ

عَبِيدٍ

﴿﴾ حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: بندے کے قدم (حساب کے دوران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے یہ حساب نہیں لے لیا جائے گا کہ اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں صرف کیا اور اس نے اپنے علم پر کس حد تک عمل کیا اور اس نے اپنے مال کو کہاں سے حاصل کیا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور اس نے اپنے جسم کو کن کاموں میں مصروف کیا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

سعید بن عبداللہ بن جریج نامی راوی حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حضرت ابو بزرہ اسلمی کا نام نضله بن عبید ہے۔

شرح

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ہر آدمی سے گفتگو:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر مؤمن آدمی سے براہ راست گفتگو کرے گا اور صدقہ و خیرات کی شکل میں بندے کے پاس اعمال صالحہ ہوں گے جو اسے آتش جہنم سے بچائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ آزمائش دوزخ سے نجات کے لیے صدقہ و خیرات کریں خواہ کھجور کا صدقہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس گفتگو کے دوران بندہ مؤمن سے پانچ سوالات کیے جائیں گے:

1- تو نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی؟

2- تو نے اپنی جوانی کہاں صرف کی تھی؟

3- تو نے مال کیسے حاصل کیا تھا؟

4- تو نے اپنا مال کہاں خرچ کیا تھا؟

5- تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا تھا؟

اسماء و صفات الہی کے بارے میں مذاہب:

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو تسلیم کرنے کے حوالے سے متعدد مذاہب ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- اہل سنت کا مذہب: اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ جو اسماء و صفات الہی، اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بیان کی گئی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان کی کیفیت مجہول ہونے کی صورت میں ہم ان کے بارے میں بحث نہیں کر سکتے۔ البتہ متقدمین اہلسنت کا موقف ہے ان پر بغیر تاویل کے ایمان لانا ضروری ہے۔ مثلاً یہ، وجہ اور استواء وغیرہ۔

2- جہمیہ کا مذہب: اسماء و صفات الہی کے بارے میں فرقہ جہمیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ کالعدم ہیں یعنی وہ ان کا انکار کرتے ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے اثبات کی صورت میں متعدد موصوف ثابت ہوں گے اور متعدد موصوف ثابت ہونے سے متعدد معبود ثابت ہوں گے جو ناممکن ہے لہذا اسماء و صفات الہی کا انکار کرنا ہی بہتر ہے۔

3- معتزلہ کا مذہب: فرقہ معتزلہ کے مذہب میں تفصیل ہے وہ اسماء کو تسلیم کرتے ہیں لیکن صفات کا انکار کرتے ہیں، روایات باب سے ان کی تردید ہوتی ہے کیونکہ ان سے اسماء و صفات کا اثبات ہوتا ہے۔

فائدہ نافعہ: 1- کائنات کی کسی بھی ذی روح چیز کے لیے اشیاء کی ملکیت کا تصور نہیں ہے، کیونکہ ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ تاہم انسان کے لیے ملکیت مجازی تسلیم کی گئی ہے، کیونکہ یہ اشرف المخلوقات ہے۔ اس بارے میں ارشاد ہے: **أَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَحْلِفِينَ فِيهِ (المدید: 7)** یعنی تم اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

فائدہ نافعہ: 2- انسان کے بچپن کا زمانہ کم عقلی اور عدم بلوغت کا ہوتا ہے، اس لیے اس میں اسے مکلف قرار نہیں دیا گیا۔ بڑھاپے میں بھی قوت کا زوال ہو جاتا ہے، اس لیے اس زمانہ میں بھی احکام میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ چونکہ جوانی میں عقل و توانائی

شاب پر ہوتی ہے، لہذا اس کے ایک ایک لمحہ کے بارے میں آدمی سے سوال ہوگا۔

2342 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَآكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے درمیان وہ شخص مفلس شمار ہوتا ہے جس کے پاس درہم یا کوئی سامان نہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت سے تعلق رکھنے والا مفلس شخص وہ ہوگا جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس عالم میں آئے گا کہ اس نے کسی شخص کو گالی دی ہوگی دوسرے پر جھوٹا الزام لگایا ہوگا اور کسی شخص کا مال کھایا ہوا ہوگا اور کسی شخص کا خون بہایا ہوا ہوگا۔ کسی شخص کو مارا ہوگا لہذا اسے بٹھالیا جائے گا اور اس کی نیکیاں بدلے کے طور پر وصول کر لی جائیں گی۔ یہ تو اس کی نیکیوں کا معاملہ ہے جب اس کی نیکیاں (ان گناہوں کا) حساب پورا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی جو اس کے ذمے تھے تو دوسرے لوگوں کے گناہ لے کر اس کے نامہ اعمال میں ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2343 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَنَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ

يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَيْسَةَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ فِي عَرَضٍ أَوْ مَالٍ فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ تَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ حَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2342- اخرجہ مسلم (۱۹۹۷/۴): کتاب البر والصلة والادب: باب: ترميم الظلم: حديث (۲۵۸۱) و اخرجہ احمد (۲/۲۰۲-۲۳۲)

(۳۷۱)

2343- انفرد به الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۹/۴۷۳): حديث (۱۲۹۵۸) اخرجہ البخاری (۱۱/۴۰۲): کتاب الرقاق: باب: (۴۸)

حديث (۶۵۳۴) و احمد (۲/۵۰۶)۔

نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرنے جس نے اپنے بھائی کے ساتھ اس کی عزت یا مال کے حوالے سے کوئی زیادتی کی ہو اور پھر وہ اپنے بھائی کے پاس جا کر اس سے اس زیادتی کو معاف کروالے اس سے پہلے کہ (قیامت کے دن) اس سے بدلہ وصول کیا جائے۔ اس جگہ دینا زیادہ ہم کام نہیں آئیں گے، اگر پہلے شخص کی کچھ نیکیاں ہوں گی تو اس شخص کی نیکیوں میں سے لے لیا جائے گا اور (دوسرے شخص کو بدلہ دیا جائے گا) اور اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو ان (دوسرے لوگوں) کے گناہوں کا وزن اس پر ڈال دیا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت سعید مقبری کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مانند نقل کی ہے۔

2344 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَتُوَدَّنَ الْحُقُوقَ إِلَىٰ أَهْلِهَا حَتَّىٰ يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنََاءِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حق داروں کو ان کے حقوق پورے پورے ادا کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری کی طرف سے بھی بدلہ دیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مفلس کی تعریف اور قیامت کے دن ظلم و زیادتی کا بدلہ چکانے کا طریق کار:

احادیث باب میں الفاظ: حساب وقصاص“ دونوں مترادف ہیں یعنی قیامت کے دن ظلم و زیادتی کا بدلہ دینا۔ مفلس وہ شخص نہیں ہے جس کے پاس مال و دولت نہیں ہے، بلکہ مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن اعمال صالحہ کے ساتھ آئے گا لیکن لوگوں پر ظلم و ستم کرنے کے سبب اس کی نیکیاں دوسروں کو دے دی جائیں گی اور اس کے پاس کوئی نیکی نہیں بچے گی۔

احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دنیا میں کسی پر ظلم و ستم کیا ہوگا تو قیامت کے دن اس کا بدلہ چکانے کے دو طریقے ہوں گے:

2344- اخرجہ البخاری فی (الادب المفرد) ص ۶۱ حدیث (۱۷۷) و مسلم (۱۹۹۷/۴): کتاب البر و الصلۃ و اللاداب: باب: ترہیم

الظلم! حدیث (۲۵۸۲) - و اخرجہ احمد (۲/۲۳۵ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱) عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ بہ۔

- 1- مظلوم اور اہل حقوق کو ظلم و زیادتی کرنے والوں کی نیکیاں دی جائیں گی۔
- 2- اگر ان کے پاس نیکیاں باقی نہیں رہیں گی تو مظلوم اور اہل حقوق کے گناہ ان پر ڈال دیے جائیں گے۔ تاہم اس دن مال کے ذریعے بدلہ نہیں چکایا جائے گا۔ کیونکہ اس دن مال و دولت موجود نہیں ہوگی۔

سوال: انسانوں کی طرح جانوروں سے بھی ظلم و ستم کا حساب لیا جائے گا یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں اختلاف ہے، جمعرات امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جانوروں سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور تیسری روایت میں محض علامتی تمثیل بیان کی گئی ہے۔ جمہور فقہاء کا موقف ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کی طرح جانوروں کو بھی زندہ کیا جائے گا اور ان سے ظلم و ستم کرنے کا بدلہ لیا جائے گا۔ وہ اپنے موقف پر تیسری حدیث پیش کرتے ہیں جس میں جانوروں سے بدلہ لینے کی صراحت ہے۔

2345 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا الْمُقَدَّادُ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ .

متن حدیث: إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُذِنَتْ الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ حَتَّى تَكُونَ قَيْدَ مِئِيلٍ أَوْ النِّينِ قَالَ سُلَيْمٌ لَا أَدْرِي أَيَّ الْمِئِيلَيْنِ عَنَى أَمْسَافَةَ الْأَرْضِ أَمْ الْمِئِيلُ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ فَيَكُونُونَ فِي الْعَرَقِ بِقَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى عَقْبِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْجَمَامًا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ أَيَّ يُلْجِمُهُ الْجَمَامًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ نبی اکرم ﷺ کے صحابی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب قیامت کا دن ہوگا تو سورج کو بندوں کے اتنا قریب کر دیا جائے گا کہ وہ ایک یا دو میل کے فاصلے پر رہ جائے گا۔ سلیمان بن عامر نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں ہے: اس سے مراد وہ میل ہے جو زمین کی مسافت کے لیے استعمال ہوتا ہے یا پھر اس سے مراد وہ سلائی ہے جس کے ذریعے سرمہ لگایا جاتا ہے۔

(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا) سورج ان لوگوں کو پکھلانا شروع کرے گا تو وہ لوگ اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوب جائیں گے۔ ان میں سے کسی کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا کسی کا گھٹنوں تک ہوگا کسی کا کمر تک ہوگا اور کسی کا منہ تک ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دست مبارک کے ذریعے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اس کے منہ میں اس کی لگام ڈالی جائے گی (یعنی پسینہ اس کے منہ تک ہوگا)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2345- اخرجه مسلم (۴/۲۱۶): کتاب الجنة- صفۃ نعيمها و الفسفا: باب: فی صفۃ یوم القیامۃ: حدیث (۲۸۶۴) و اخرجه احمد (۶/۶) عن عبد الرحمن بن بريد بن جابر عن سليمان بن عامر عن المقداد بن الاسود به-

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

2346 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو زَكْرِيَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَادٌ وَهُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ

متن حدیث: (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) قَالَ يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ أَدَانِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

حماد نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ حدیث ”مرفوع“ ہے۔

(روایت کے الفاظ یہ ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”جس دن لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔“

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وہ لوگ پسینے میں اتنے ڈوبے ہوئے ہوں گے کہ وہ ان کے نصف کانوں تک آ رہا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

قیامت کے دن لوگوں کا پسینے سے شرابور ہونا:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب آجائے گا اس کی حرارت اس قدر تیز ہوگی کہ لوگوں کا پسینہ جاری ہو جائے گا اور یہ پسینہ لوگوں کے حسب اعمال ہوگا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اس حالت سے مستثنیٰ ہوں گے، کیونکہ انہیں اس دن عرش الہی کے نیچے سایہ میسر ہوگا جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ لوگ اس دن بے حد پریشان ہوں گے۔ بعض لوگ اس دن ایڑیوں تک پسینہ میں ڈوبے ہوں گے، بعض سینے تک اور بعض منہ تک۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحَشْرِ

باب 2: حشر کی کیفیت کا بیان

2347 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2346- أخرجه البخاری (۱۱/۴۰۰): کتاب الرقاق: باب: قول اللہ تعالیٰ: (اللا بظن اولئک انہم مجنونون۔۔۔) حدیث (۶۵۳) و أخرجه مسلم (۴/۲۱۹۵): کتاب الجنة و صفة نعيمها و الصلوات: باب: فی صفة يوم القيمة: حدیث (۲۸۶۲) و ابن ماجہ (۲/۱۶۲۰): کتاب (الزهد) باب: ذکر البیت: حدیث (۴۲۷۸)۔ أخرجه (۲/۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶) و عبد بن حمید ص ۲۴۶ حدیث (۷۶۲) عن نافع عن ابن عمر۔

متن حدیث: یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا کَمَا خُلِقُوا ثُمَّ قَرَأَ (کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعْبُدُهُ وَعُدًّا عَلَيْنَا إِنَّا کُنَّا فَاعِلِینَ) وَأَوَّلُ مَنْ یُکْسَى مِنَ الْخَلَائِقِ إِبْرَاهِیمُ وَیُؤْخَذُ مِنْ أَصْحَابِی بِرِجَالِ ذَاتِ الْیَمِینِ وَذَاتِ الشِّمَالِ فَأَقُولُ یَا رَبِّ أَصْحَابِی فِیْقَالُ إِنَّکَ لَا تَدْرِی مَا أَحَدَثُوا بِعَدَکَ إِنَّهُمْ لَمْ یَزَالُوا مُرْتَدِّینَ عَلَیْ أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ)

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ پاؤں، برہنہ جسم اور ختنے کے بغیر اکٹھا کیا جائے گا جس طرح انہیں پہلے پیدا کیا گیا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

”جس طرح ہم نے انہیں پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہم ایسا ضرور کریں گے۔“

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) مخلوق میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا پھر میرے امتیوں میں سے کچھ لوگوں کو دائیں طرف لے جایا جائے گا اور کچھ کو بائیں طرف لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار! یہ تو میرے ماننے والے ہیں تو کہا جائے گا آپ نہیں جانتے۔ آپ کے بعد انہوں نے کون سی نئی چیز ایجاد کی تھی جب آپ ان سے جدا ہوئے تو یہ اڑھیوں کے بل پیچھے کی طرف پھر گئے تھے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) تو میں وہی بات کہوں گا جو نیک بندے نے کہی تھی (جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے)

”اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت کر دے تو بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔“

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ مغیرہ بن نعمان کے حوالے سے منقول ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2348 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ رِجَالًا وَرُكْبَانًا وَتُجْرُونَ عَلَيَّ وَجُوهَكُمْ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

2347- أخرجه البخاری (۵۵۱/۶): کتاب اہادیث الانبیاء: باب: قول اللہ (و اذکر فی الکتاب مریم ان انتخب من الصلوا) (مریم: ۱۶)

حدیث (۲۴۴۷) و أخرجه مسلم (۲۱۹۴/۴): کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا و الصلوا- باب: فناء النبیاء و بیان العشر یوم القیامۃ: حدیث

(۲۸۶/۵۸) والنسائی (۱۱۴/۴): کتاب الجنائز: باب: البعث: حدیث (۲۰۸۲) و باب: اول من یکسى: حدیث (۲۰۸۷) أخرجه احمد (۱/۲۲۰)

۲۲۹-۲۲۵-۲۵۲-۲۵۷) و الحمیدی (۲۲۶/۱): حدیث (۴۸۲)- عن سعید بن جبیر عن ابن عباس بہ-

2348- تقدم بحديث (۲۱۹۲) يراجع في رسم: أخرجه النسائی (۸۲/۵): کتاب الزکاة: باب: من سال بوجه اللہ عزوجل: حدیث (۲۵۶۸)

مختصراً: واحد (۴۴۶/۴) (۴۳/۵)- من طريق حکيم بن معاوية: فذكره-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن تم لوگوں کو پیدل اور سوار حالت میں اٹھایا جائے گا اور کچھ لوگوں کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرنا:

لفظ الحشر، فعل ثلاثی مجرد صحیح باب، ضَرَبَ يَضْرِبُ يَضْرِبُ یا نَصَرَ يَنْصُرُ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے: چلنا، جمع کرنا۔ لفظ: محشر، ظرف مکان ہے۔ جس کا معنی ہے: میدان حشر، وہ جگہ جہاں سب مخلوق کو جمع کیا جائے گا، جمع ہونے کی جگہ۔ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اپنی اپنی قبور سے اٹھایا جائے گا۔ ان کے اجسام اصلی حالت میں ہوں گے حتیٰ کہ ختنہ کی جگہ بھی موجود ہو گی۔ اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ جنت میں ختنہ شدہ داخل ہوں گے یا بغیر ختنہ کے۔ جد الا نبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو عظمت و فضیلت کے سب سے قبل لباس پہنایا جائے گا۔

لوگ حوض کوثر پر جائیں گے لیکن مرتدین کو وہاں سے دھکیل کر محروم کر دیا جائے گا یعنی وہ لوگ جو دور رسالت میں مسلمان ہوئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ مسلمہ کذاب وغیرہ کے حلقہ میں داخل ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور ان کی صحابیت باطل ہو گئی تھی۔

میدان حشر، شام کی سرزمین پر لگے، وہاں اکثر لوگ پیدل جائیں، کچھ لوگ سواری پر جائیں گے اور کچھ لوگوں کو منہ کے بل گھسیٹ کر وہاں لایا جائے گا، یہ لوگ کفار و مشرکین ہوں گے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ. (الفرقان: 34) وہ لوگ اوندھے منہ دوزخ میں پھینکے جائیں گے۔

فائدہ نافعہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر جلوہ افروز ہوں گے، اپنی امت کو سیراب فرمائیں گے اور دخول جنت تک لوگ پیاسے نہیں ہوں گے۔ یہ سعادت صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت کو حاصل ہوگی اور بد عقیدہ لوگ اس سے محروم رہیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَرَضِ

باب 3: پیشی کا بیان

2349 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَأَمَّا عَرَضَاتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَادِيرٌ وَأَمَّا الْعَرَضَةُ الثَّلَاثَةُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي فَأَخِذْ بِيَمِينِهِ وَأَخِذْ بِشِمَالِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَلَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ قَبْلِ أَنْ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَلِيِّ الرَّفَاعِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَلَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ قَبْلِ أَنْ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي مُوسَى

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ پہلی دو پیشیوں میں تفتیش ہوگی اور معذرتیں ہوں گی جبکہ تیسری پیشی کے وقت نامہ اعمال ہاتھوں میں دے دیے جائیں گے تو کوئی شخص دائیں ہاتھ میں اسے پکڑے گا اور کوئی بائیں میں پکڑے گا۔

یہ روایت اس سند کے حوالے سے مستند نہیں ہے کیونکہ حسن نامی راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

بعض راویوں نے اس روایت کو علی بن عبداللہ رفاعی کے حوالے سے، حسن کے حوالے سے، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 4: بلا عنوان

2350 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَنْ نُوْقِسَ الْحِسَابَ هَلَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ (فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا) قَالَ ذَلِكَ الْعَرَضُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ أَيُّوبُ أَيضًا عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے ساتھ حساب کتاب میں سختی کی گئی وہ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے۔

”جس شخص کے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔“

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد پیشی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح حسن“ ہے۔

اس روایت کو ایوب نامی راوی نے بھی ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2350- اخرجه البخاری (۱/۲۲۷): کتاب العلم: باب: من سمع شيئا فراجع حتى يعرفه، حديث (۱۰۴) و کتاب التفسیر: باب: (فسوف) - حساب حسابا يسيرا ۲ حديث (۴۹۳۹) و الحديث في (۶۵۳۶، ۶۵۳۷) و مسلم (۴/۲۲۰۵): کتاب الجنة و صفة نعيمها و القسوة: باب: اثبات الحساب، حديث (۲۸۷۶/۸۰) و ابوداؤد (۲/۱۸۴): کتاب الجنائز: باب: عبادة النساء: حديث (۲۰۹۲) و اخرجه احمد (۶/۴۷، ۹۱، ۱۰۸، ۱۲۷، ۲۰۶) من طريق عن عائشة به۔

بَابُ مِنْهُ

باب 5: بلا عنوان

2351 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يُجَاءُ بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَدَجٌ فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَعْطَيْتَكَ وَخَوَّلْتُكَ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَتَمَرْتُهُ فَتَرَكَتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَأَرْجِعْنِي إِلَيْكَ بِهِ فَيَقُولُ لَهُ أَرِنِي مَا قَدَّمْتَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهُ وَتَمَرْتُهُ فَتَرَكَتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَأَرْجِعْنِي إِلَيْكَ بِهِ كُلَّهُ فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيَمُضِي بِهِ إِلَى النَّارِ

قال أبو عيسى: وقد روى هذا الحديث غير واحد عن الحسن قوله ولم يسندوه وإسماعيل بن مسلم يضعف في الحديث من قبل حفظه

في الباب: وفي الباب عن أبي هريرة وأبي سعيد الخدري

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: قیامت کے دن ابن آدم کو اس طرح لایا جائے گا جیسے وہ بھیڑ کا بچہ ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہیں مال و دولت اور طرح، طرح کی نعمتیں عطا کیں اور تم پر اپنا انعام کیا، تو تم نے کیا کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے اسے اکٹھا کیا اور اس میں اضافہ شروع کیا اور اسے پہلے سے زیادہ کر دیا (اے میرے پروردگار) تو مجھے واپس (دنیا میں) بھیج تاکہ میں ان سب کو لے کر آؤں تو پروردگار اس سے زمانے گا: تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے آگے کیا بھیجا؟ تو وہ کہے گا: میں نے اسے جمع کیا اس کو بڑھایا اور پھر اسے (دنیا میں) پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑ دیا، تو مجھے واپس بھیج تاکہ میں اس سارے کو لے آؤں۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اگر اس شخص نے کوئی بھی بھلائی آگے نہیں بھیجی ہوگی، تو اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو کئی راویوں نے حسن بصری رحمہ اللہ کے حوالے سے ان کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے اور انہوں نے اس کی سند بیان نہیں کی۔ (یا انہوں نے اس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف نہیں کی ہے) اسماعیل بن مسلم نامی راوی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے "ضعیف" قرار دیا گیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2352 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ

2351- انفرجہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (۱/۲۹۹) حدیث (۱۱۴۱) اخرجه ابو يعلى (۷/۱۵۲) حدیث (۱۳۶۶/۴۱۳۱) وقال: فيه بدلسون و ابن جریر (المطالب العالیة) (۳/۱۸۵) حدیث (۳۲۰۲) و ابو نعیم فی (حلیة الاولیاء) (۶/۳۱۰) سن طریقہ بنزید الرقاشی عن انس۔

2352- اخرجه احمد (۲/۳۷۶) عن عبد الله بن المبارك عن سعيد بن ابی ایوب عن یحییٰ بن ابی سلیمان عن سعید المقبری عن ابی هريرة به۔

التَّمِيمِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: يُؤْتَى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا وَمَالًا وَوَلَدًا وَسَخَّرْتُ لَكَ الْأَنْعَامَ وَالْحَرْثَ وَتَرَكْتُكَ تَرَأْسُ وَتَتْرَبُعُ فَكُنْتَ تَظُنُّ أَنَّكَ مُلَاقِي يَوْمَكَ هَذَا قَالَ فَيَقُولُ لَا فَيَقُولُ لَهُ الْيَوْمَ أَنْسَاكَ كَمَا نَسَيْتَنِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ الْيَوْمَ أَنْسَاكَ يَقُولُ الْيَوْمَ أَتْرُكُكَ فِي الْعَذَابِ هَكَذَا فَسَرُوهُ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذِهِ الْآيَةَ (فَالْيَوْمَ نُنَسَاهُمْ) قَالُوا إِنَّمَا مَعْنَاهُ الْيَوْمَ نَتْرُكُهُمْ فِي الْعَذَابِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن بندے کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تمہیں سننے، دیکھنے کی قوت، مال اور اولاد نہیں دیے پھر میں نے تمہارے لیے جانوروں اور کھیتوں کو مسخر نہیں کیا تھا۔ میں نے تمہیں اس حالت میں نہیں رکھا تھا کہ تم بڑے بن گئے تھے اور تم لوگوں سے چوتھائی مال لینے لگے تھے کیا تم یہ گمان کرتے تھے کہ تم آج کے دن (میری بارگاہ میں) حاضر نہیں ہو گے تو وہ جواب دے گا: نہیں! تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: آج کے دن میں تمہیں اسی طرح تمہارے حال پر چھوڑ رہا ہوں جس طرح تم نے مجھے بھلا دیا تھا۔

یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ الْيَوْمَ أَنْسَاكَ کا مطلب یہ ہے: میں تمہیں عذاب میں چھوڑ رہا ہوں۔ بعض اہل علم نے اس درج ذیل کی اسی طرح وضاحت کی ہے۔

”آج کے دن ہم انہیں بھلا دیں گے“ وہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے: آج کے دن ہم انہیں عذاب میں چھوڑ دیں گے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 6: بلا عنوان

2353 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا) قَالَ اتَّذَرُونَ مَا أَخْبَارَهَا

قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا أَنْ تَقُولَ عَمِلَ

كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهَذِهِ أَخْبَارُهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ اس کے خبر دینے سے مراد کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کا اطلاع دینا یہ ہے: وہ ہر بندے اور کنیز کے بارے میں یہ گواہی دے گی جو اس نے اس زمین کی پشت پر عمل کیا تھا اور وہ یہ کہے گی: اس نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیا تھا۔ تو یہ اس کا اطلاع دینا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا:

احادیث ابواب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی، پہلی پیشی میں اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوگا، لوگ عرض کریں گے، یا اللہ العالمین ہم دین کے بارے میں بے خبر تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام نے ہمیں دین کے احکام نہیں بتائے تھے، اس پر انبیاء کرام علیہم السلام کو بلایا جائے گا، وہ ان کے سامنے بتائیں گے کہ ہم نے انہیں احکام دین بتا دیے تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے اس بارے میں گواہی طلب کی جائے گی تو امت محمدیہ گواہی پیش کرے گی کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے احکام دین پہنچا دیے تھے، اس پر کفار و مشرکین معترض ہوں گے کہ یہ لوگ تو ہمارے زمانہ کے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے گواہ کیسے بن سکتے ہیں؟ یہ سوال امت محمدیہ سے کیا جائے گا تو وہ یوں جواب دے گی یہ سب کچھ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دربار میں تشریف لائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض گزار ہوں گے، یا اللہ! میری امت درست کہتی ہے؟ میں نے یہ تمام باتیں انہیں بتائی تھیں کیونکہ قرآن کی شکل میں تو نے سب کچھ مجھ پر نازل کر دیا تھا، اس کے بعد کفار و مشرکین اور دیگر مجرموں کو اعتراف کرنا پڑے گا، دوسری پیشی میں نیک لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کا حساب کتاب آسانی سے لیا جائے گا۔ اس کے برعکس برے لوگوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کا حساب نہایت سختی سے لیا جائے گا۔

تیسری پیشی میں لوگوں کو ان کے اعمال کے بارے میں تفصیلات بیان کر دی جائیں گی اور انسان خود اس پر باخبر ہوگا، چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: **يُنَبِّئُ الْإِنْسَانَ بِمَا قَدَّمَ وَآخَرَ ۝ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۝** (القیامۃ: 13-15) اس دن انسان کو اگلا پچھلا سب کچھ بتا دیا جائے گا، بلکہ انسان خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہیں وہ سب لا ڈالے۔ اسی موقع پر لوگوں کے بارے میں جنتی اور جہنمی ہونے کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جن لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ جنت میں جائیں گے اور جن لوگوں کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا وہ دوزخ میں جائیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصُّورِ

باب 7: صور کا بیان

2354 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بَشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَا الصُّورُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَى غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دریافت کیا: صور کیا چیز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ ایک سینگ (یا باجہ) ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔
کئی راویوں نے اسے سلیمان تیمی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ہم اسے صرف انہی سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

2355 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقُرْنِ قَدْ التَّقَمَ الْقُرْنَ وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفَخُ فَكَانَ ذَلِكَ ثَقْلًا عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ قُولُوا أَحْسَبْنَا اللَّهَ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں کس طرح آرام سے رہ سکتا ہوں؟ جبکہ سینگ (صور والے) فرشتے نے اپنا منہ اس کے ساتھ لگایا ہوا ہے اور کان اس بات پر لگائے ہوئے ہیں کہ اسے کب پھونک مارنے کا حکم ملے؟ اور وہ پھونک مار دے۔

راوی بیان کرتے ہیں: یہ بات نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے

2354۔ اخرجه ابو داؤد (۲۳۶/۴)؛ كتاب السنة باب: في ذكر البعث و الصور حديث (۴۷۶۲) و الدارمي (۳۳۵/۲)؛ كتاب الرقائق؛ باب: في نفخ الصور؛ و اخرجه احمد (۱۹۲۰۶۲/۲) عن سليمان التميمي عن اسلم العجلي عن بشر بن شفاف عن عبد الله بن عمرو به۔
2355۔ اخرجه احمد (۷۳۰۷/۲) وفي (۳۷۶/۴) و الفي (۳۳۲/۲)؛ حديث (۷۵۶) و عبد بن حميد (۲۷۹)؛ حديث (۸۸۶)۔

فرمایا: تم یہ پڑھا کرو۔

”ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عطیہ نامی راوی کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

صور پھونکا جانا:

صور سینک یا بگل کی شکل کا ہے، جو حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنے منہ کے ساتھ لگائے کھڑے ہیں کہ کب انہیں حکم الہی ہوتا ہے تو وہ اسے پھونکتے ہیں، قیامت حق ہے اور اس کی آمد یقینی ہے۔ صور پھونکنے سے تمام عالم تہہ و بالا ہو جائے گا۔ فناہ ہو جائے گا، ستارے ٹوٹ کر گر جائیں گے۔ آسمان پھٹ جائے گا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اسی کا نام قیامت ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام دوبار صور پھونکیں گے۔ پہلی بار میں آواز سن کر تمام زندہ لوگ مر جائیں گے جسے نوحۃ اولیٰ اور نوحۃ امات کہا جاتا ہے۔ اس کے چالیس سال یا چالیس مہینے بعد دوسری بار صور پھونکا جائے گا جسے نوحۃ ثانیہ اور نوحۃ احياء بھی کہا جاتا ہے۔

نوحۃ اولیٰ کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے: **يُنْفِخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ** (انمل: ۸۷) جس دن صور پھونکا جائے گا۔ سو تمام آسمان و زمین والے گھبرا جائیں گے، لیکن جس کو خدا چاہے۔ دوسرے مقام پر یوں فرمایا گیا ہے: **وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ** (زمر: ۶۸) قیامت کے روز صور پھونکا جائے گا تو تمام آسمان اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے لیکن جس کو خدا پسند کرے گا وہ بے ہوشی سے محفوظ رہے گا۔ پھر چالیس سال کے وقفہ کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ چنانچہ نوحۃ ثانی یا نوحۃ احياء کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: **ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ** (زمر: ۶۸) پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو یک بار سب لوگ قبور سے زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں گے۔ مزید دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے: **وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ** (یسین: ۵۱) دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔ قیامت کی ہولناکی سے بچنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وظیفہ کی تعلیم دی۔ **حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا**۔

فائدہ نافعہ: نوحۃ اولیٰ سے لے کر حساب و کتاب کے بعد دخول جنت اور دخول نار تک کے زمانہ کو قیامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصِّرَاطِ

باب 8: پل صراط کا بیان

2356 **سند حدیث:** حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النَّعْمَانِ

بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: شِعَارُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پل صراط پر اہل ایمان کے لبوں پر

یہ جاری ہوگا۔

”اے میرے پروردگار! سلامتی رکھنا“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے، ہم اسے صرف عبد الرحمن بن اسحاق کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2357 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونِ

الْأَنْصَارِيُّ أَبُو الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

اللَّهِ فَإِنَّ أَطْلُبَكَ قَالَ أَطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبْنِي عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ

الْمِيزَانِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُحِطِي هَذِهِ الثَّلَاثِ الْمَوَاطِنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ نصر بن انس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ

قیامت کے دن میری شفاعت کیجئے گا، تو آپ نے فرمایا: میں ایسا کروں گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کو کہاں

تلاش کروں۔ آپ نے فرمایا: تم سب سے پہلے مجھے پل صراط کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی: اگر پل صراط کے پاس

میری آپ سے ملاقات نہ ہو سکی؟ تو آپ نے فرمایا: تم مجھے میزان کے قریب تلاش کرنا۔ میں نے کہا اگر میزان کے پاس بھی

میری آپ سے ملاقات نہ ہو سکی؟ تو آپ نے فرمایا: تم مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین جگہوں کے علاوہ اور کہیں

نہیں ہوں گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

2356- اخرجه عبد بن حميد (ص 151) حديث (294) عن عبد الرحمن بن اسحاق عن النعمان بن سعد بن المغيرة به-

2357- اخرجه احمد (3/178) عن حرب بن ميمون ابو الخطاب عن النضر ابن انس به-

شرح

لوگوں کا پل صراط پر گزرنا:

میزان عدل پر اعمال کو وزن کرنے کے بعد لوگوں کو قیامت کے دن ”پل صراط“ پر گزرنا ہوگا یہ پل جہنم کی پشت پر بچھایا جائے گا، مسلمان اس سے گزر کر جنت میں جائیں گے، کفار و مشرکین اس سے جہنم میں گر جائیں گے۔ یہ پل برحق و صادق ہے جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگا۔ اہل ایمان تیز رفتاری سے گزر جائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو لے کر اس سے گزر جائیں گے، کوئی مسلمان پلک جھپکنے سے گزر جائے گا، کوئی بجلی سی رفتار میں گزرے گا اور کوئی اونٹ رفتار میں، کوئی گھوڑے کی چال میں گزرے گا، پل صراط پر اندھیرا ہوگا لیکن اہل ایمان کے پاس ایمان کا نور ہوگا۔ چنانچہ یہ مضمون اس ارشاد ربانی میں بیان کیا گیا ہے، یَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ط فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ ط (القرآن) جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایمان والوں کو کہیں گے کہ تم ہماری طرف دیکھو تا کہ ہم تمہارے نور سے استفادہ کر سکیں، انہیں کہا جائے گا کہ تم واپس پلٹ جاؤ اور نور تلاش کرو ان کے درمیان ایک دیوار ہوگی جس میں دروازہ ہوگا۔

فائدہ نافعہ: قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی پریشانی دامن گیر ہوگی اور آپ تین مقامات میں سے کسی ایک مقام میں اپنی امت کی پریشانی دور کرنے کے لیے تشریف فرما ہوں گے۔ 1- پل صراط، 2- میزان عدل کے پاس۔ 3- حوض کوثر کے پاس اپنی امت کو سیراب کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ

باب 9: شفاعت کا بیان

2358 أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ

عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الدِّرَاعُ فَأَكَلَهُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُونَ لِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصْرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَبَلَغَ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ آلا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ آلا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى

2358- أخرجه البخاری (۶/ ۴۲۸): کتاب اصاریت للنبیاء: باب: قول الله عز وجل: (ولقد أرسلنا نوحا الى قومه) (هود: ۲۵) حدیث

(۲۳۴۰) و: باب: (يزفون: السلان في المشي) حدیث (۳۳۶۱) و کتاب التفسیر: باب: (نرية من حملنا مع نوح انه كان عبدا شكورا)

حدیث (۴۷۱۲) و مسلم (۱/ ۶۰۲ - اللبسی): کتاب الایمان: باب: ادنی قبل الجنة منزلة فیها حدیث (۳۲۷/ ۱۹۴) و ابن ماجه (۲/ ۱۰۹۹):

کتاب الاطعمة: باب: (اطيب اللحم) حدیث (۲۲۰۷) عن ابی هیان التیمی عن ابی هريرة به-

رَبِّكُمْ فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِأَدَمَ فَيَأْتُونَ أَدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ الْآ تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ الْآ تَرَى مَا قَدْ بَلَّغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ أَدَمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ الْآ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ الْآ تَرَى مَا قَدْ بَلَّغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ نُوحُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ الْآ تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَضَلَّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى الْبَشَرِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ الْآ تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَى عِيسَى فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ الْآ تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكَرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ قَالَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ الْآ تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ أَرَفَعُ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَرَفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مِصْرَاعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ وَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى

في الباب: وفي الباب عن أبي بكر الصديق وأنس وعقبة بن عامر وأبي سعيد

حكم حديث: قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح

توضیح راوی: و ابو حیان التیمی اسمہ یحیی بن سعید بن حیان کوفی و هو ثقة و ابو زرعة بن عمرو بن

جریر اسمہ هرم

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا آپ کے سامنے دستی رکھی گئی تو آپ نے اسے کھانا شروع کیا۔ وہ آپ کو پسند تھی آپ دانتوں کے ذریعے نوج کر اسے کھانے لگے پھر آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم لوگ یہ جانتے ہو ایسا کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ پہلے والے اور بعد والے سب لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا۔ اس طرح کہ ایک شخص ان سب تک اپنی آواز پہنچا سکے گا اور ان سب کو دیکھ سکے گا۔ سورج قریب آجائے گا۔ لوگ اتنے غم اور کرب کا شکار ہوں گے جو وہ طاقت نہیں رکھتے ہوں گے اور جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے ہوں گے تو لوگ ایک دوسرے سے یہ کہیں گے: کیا تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ تمہاری کیفیت کیا ہے؟ تم لوگ یہ جائزہ کیوں نہیں لیتے کہ کون شخص تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کر سکتا ہے تو کچھ لوگ ایک دوسرے سے یہ کہیں گے: تم لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے۔ وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور یہ عرض کریں گے: آپ بنی نوع انسان کے جد امجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت کے ذریعے پیدا کیا ہے۔ آپ میں اپنی روح کو پھونکا ہے اور اس کے حکم کے تحت فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا ہے۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے: ہم اس وقت کس پریشانی کا شکار ہیں اور کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ یہ کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ تو حضرت آدم علیہ السلام ان سے یہ کہیں گے: میرا پروردگار آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد بھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ اس نے مجھے درخت سے منع کیا تھا۔ میں نے اس کی بات نہیں مانی۔ اس لیے مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے۔ صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور یہ عرض کریں گے: اے حضرت نوح علیہ السلام! آپ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں روئے زمین والوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ”شکر گزار بندہ“ رکھا ہے۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہماری حالت کیا ہے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ یہ پریشانی کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ تو حضرت نوح علیہ السلام ان سے کہیں گے: میرا پروردگار آج اتنا غضب ناک ہے اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی قوم کے خلاف ایک دعا کی تھی اس لیے مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور یہ عرض کریں گے: اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام)! آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے: میرا پروردگار آج جتنا غضب ناک ہے اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور اس کے بعد کبھی اتنا غضب ناک نہیں ہوگا۔ میں نے تین مرتبہ ذومعنی کلام کیا تھا۔

ابو حیان نامی راوی نے ان کا تذکرہ اپنی روایت میں کیا ہے۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: مجھے اپنی فکر ہے۔ اپنی فکر ہے صرف اپنی فکر ہے۔ تم لوگ میری بجائے کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور یہ عرض کریں گے: اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

شرح

قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کی شفاعت کبریٰ کرنا:

لفظ: شفاعت کا معنی ہے: کسی معاملہ میں کسی کی سفارش کرنا، کسی کی سفارش کرنا، ایک شفاعت کبریٰ ہے اور دوسری سفارشیں صغریٰ ہوں گی۔ شفاعت کبریٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے، اس بحث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

قیامت کے دن جب سب لوگ جمع ہوں گے۔ پریشانی کے عالم میں ہوں گے۔ حساب و کتاب کا آغاز ہونے کے متمنی ہوں گے اور حساب و کتاب کا آغاز کرنے کی سفارش کرنے کے لیے یکے بعد دیگرے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ سب کی طرف سے جواب ملے گا۔ اذہبوا الی غیرہ یعنی تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ بالآخر لوگ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو آپ جواب میں فرمائیں گے۔ انالہا، یعنی شفاعت کے لیے میں ہوں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور حساب و کتاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

☆..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے مختلف گناہگاروں کے حق میں سفارش کریں گے، جو قبول کر لی جائے گی، اور امتیوں کو جہنم سے نجات حاصل ہوگی۔

☆..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے امتیوں کے حق میں ترقی درجات کی سفارش کی جائے گی جو اہل جنت کے حق میں قبول کر لی جائے گی۔

☆..... کچھ نیکو کار امتیوں کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے جس کے نتیجہ میں انہیں بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

☆..... بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے شفاعت کا عام دروازہ کھل جائے گا کہ علماء ربانیین اور صالحین اپنے متعلقین کے حق میں سفارش کریں گے۔ اسی طرح نو مولود اور معصوم بچے اپنے والدین کے حق میں سفارش کریں گے جو قبول کر لی جائے گی۔

☆..... سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران اپنے قارئین کے حق میں سفارش کریں گی اور اعمال صالحہ عاملین کے حق میں سفارش کریں گے۔

☆..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امت کے حق میں سفارش کریں گے، جو قبول کی جائیں گی۔

☆..... انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد بعض فرشتے بھی بعض انسانوں کے حق میں سفارش کریں گے جو قبول کی جائے گی۔

☆..... اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بعض نیک لوگوں کی سفارش کچھ گناہگار لوگوں کے حق میں قبول کرے گا۔

☆..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت پسند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جلدی پک جاتی ہے اور یہ آپ کو کبھی کبھار میسر آتی تھی ورنہ درحقیقت یہ گوشت آپ کو پسند نہیں تھا۔

☆..... قیامت کے دن جمع کر کے لوگوں کو چھوڑ دیا جائے گا، ان کے حق میں شفاعت کبریٰ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ زمین پر اپنی

شایان شان جلوہ افروز ہوگا اور فرشتے بھی نزول کریں گے تو قیامت کے حوالے سے معاملات کا آغاز ہوگا۔
☆..... ہر نبی کی طرف سے اذہبوا الی غیرہ کا لوگوں کو جواب ملے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اہل اپنی ذات کو قرار دیں گے۔

☆..... حضرت نوح علیہ السلام لوگوں سے یہ معذرت کرتے ہوئے سفارش کرنے سے انکار کر دیں گے کہ وہ اپنی مقبول دعا اپنے بیٹے کے حق میں استعمال کر چکے ہیں۔

☆..... جنت کے دروازوں میں سے دائیں جانب والا دروازہ امت محمدیہ کے دخول کے لیے مخصوص ہوگا جبکہ دوسرے دروازوں سے بھی یہ امت جنت میں داخل ہونے کی مجاز ہوگی۔

☆..... ہجر ایک بستی کا نام ہے جو بحرین کے قریب جزیرۃ العرب میں واقع ہے۔ بصری ملک شام میں دمشق کے پاس واقع ہے یہاں تجدید مقصود نہیں ہے بلکہ طویل فاصلہ مراد ہے۔

☆..... قیامت کے دن لوگوں کو پریشانی سے نجات دینے کے لیے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں یہ بات ڈالے گا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کے لیے جائیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 10: بلا عنوان

2359 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: شَفَاعَتِي لَأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے تاہم اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

2360 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ عَنْ

2359۔ انفرادیہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (۱/۱۵۲) حدیث (۴۸۱) و اخرجه البيهقي (۱/۲۸۷) حدیث (۳۱۰) و ابن حبان (۲۹۹/۸ - موارد) حدیث (۲۵۹۶) و ابو يعلى (۶/۴۰) حدیث (۲۳۸۴/۵۲۹) و المعالم في (المستدرک) (۱/۶۹) و قال: صحيح على شرط الشيخين و لم يخرجاه بهذا اللفظ۔

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ يَا مُحَمَّدُ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكِبَائِرِ فَمَا لَهُ وَاللِّشْفَاعَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ يُسْتَعْرَبُ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
 امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد (یعنی امام باقر)! جو لوگ کبیرہ گناہوں کے مرتکب نہیں ہوں گے ان کا شفاعت سے کیا تعلق؟ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن غریب“ ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے اسے ”غریب“ قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 11: بلا عنوان

2361 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ يَا مُحَمَّدُ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكِبَائِرِ فَمَا لَهُ وَاللِّشْفَاعَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ
 حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میرے پروردگار نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے: وہ میری امت کے ستر ہزار افراد کو اس طرح جنت میں داخل کرے گا کہ ان پر حساب دینا لازم نہیں ہوگا اور انہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے (اور میرا پروردگار) تین مرتبہ لپ بھر کر (لوگوں کو جہنم سے آزاد کرے گا)

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2362 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَهْطٍ بِأَيْلِيَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

2360- أخرجه ابن ماجه (١٤٤١/٢): كتاب الزهد: باب: ذكر الشفاعة: حديث (٤٣١٠) عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبد الله

2361- أخرجه ابن ماجه (١٤٣٢/٢): كتاب الزهد: باب: صفة آمة محمد صلى الله عليه وسلم: حديث (٤٢٨٦) وأخرجه احمد (٢٦٨/٥) عن اسماعيل بن عياش عن محمد بن زياد الالهاني عن صدى بن عجلان به-

متن حدیث: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سِوَاكَ قَالَ سِوَايَ فَلَمَّا قَامَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ أَبِي الْجَدْعَاءِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَابْنُ أَبِي الْجَدْعَاءِ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَانَّمَا يُعْرَفُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ .

﴿﴾ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں کچھ افراد کے ہمراہ ایلیاء کے مقام پر تھا۔ ان میں سے ایک صاحب بولے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میری امت کے ایک فرد کی شفاعت کی وجہ سے جنت میں بنو تميم سے زیادہ افراد داخل ہوں گے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے علاوہ کوئی ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) جب وہ صاحب چلے گئے تو میں نے دریافت کیا: یہ کون تھے؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ حضرت ابن ابی جدعاء رضی اللہ عنہ تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

حضرت ابن ابی جدعاء کا نام عبد اللہ ہے اور ان کے حوالے سے صرف یہی ایک روایت منقول ہے۔

2363 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ جِسْرِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَشْفَعُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ

﴿﴾ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن عثمان بن عفان ربیعہ اور مضر (قبیلوں کے افراد جتنی تعداد میں) لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

2364 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِتَامِ مِنَ النَّاسِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعَصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ایک بڑے گروہ کی شفاعت کریں گے۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایک قبیلے کی شفاعت کریں گے۔ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے اور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ایک شخص کی شفاعت کریں گے (اور ان کی شفاعت

2362- أخرجه ابن ماجه (١٤٤٣/٢): كتاب الزهد: باب: ذكر الشفاعة: حديث (٤٣٦٦) وأخرجه احمد (٤٦٩/٢) وفي (٣٦٦/٥): عن خالد العناء: عن عبد الله بن شقيق: عن عبد الله بن أبي الجعداء به-

2363- أخرجه الأجرى في (الشریفة) (٢٥١)-

2364- أخرجه احمد (٢٠/٢ - ٢٣) و عبد بن حميد ص ٢٨٢: حديث (٩٠٣) عن عطية عن ابي سعيد الخدري به-

کی وجہ سے) وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 12: بلا عنوان

2365 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنِي: آتَانِي ابْنٌ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيْرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ رَجُلٍ آخَرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے پروردگار کی طرف سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اس نے مجھے یہ اختیار دیا ہے: میں اپنی نصف امت کو جنت میں داخل کروادوں یا شفاعت کے حق کو اختیار کروں۔ تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا یہ شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اس عالم میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

یہی روایت ابوالحیام نامی راوی کے حوالے سے ایک اور صحابی کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اس میں یہ بات مذکور نہیں ہے: یہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس حدیث میں طویل قصہ مذکور ہے۔

یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے لیے شفاعت صغریٰ کرنا:

گزشتہ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کا ذکر تھا اور ان سات احادیث میں آپ کی شفاعت صغریٰ کا بیان ہے، جو اپنی امت کے لیے فرمائیں گے۔ گناہ دو قسم کے ہیں:

1- گناہ صغیرہ: یہ وہ گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اعمال صالحہ کے سبب معاف فرمادیتا ہے بشرطیکہ کوئی شخص کبیرہ گناہوں سے احتراز کرتا رہا ہوگا۔ اس بارے میں ارشاد بانی ہے: الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ۔

2365۔ اخرجہ احمد (۶/۲۲ - ۲۹) من طرف عن ابی الملیح عن عوف بن مالک الاشجعی عن عوف بن مالک بہ۔

(انجم: 32) وہ نیکو کار لوگ جن کو آخرت میں نیکیوں کا بدلہ دیا جائے گا، وہ لوگ ہیں جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں لیکن معمولی گناہ مستثنیٰ ہیں۔

2- کبیرہ گناہ: یہ وہ گناہ ہیں جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، ان کے عوض آدمی کو جہنم میں سزا بھگتنا ہوگی، اور بعد میں شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اس سے نجات ملے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی ہے جو شخص کبائر کا مرتکب نہیں ہوتا تو اس کے لیے شفاعت کی کیا ضرورت ہے؟ کا مفہوم یہی ہے جو ہم نے پیش کیا ہے۔ شفاعت کبریٰ اہل کبائر کے حق میں ہوگی اور شفاعت صغریٰ یا عمومی شفاعت اہل صغائر یا اہل تقویٰ کے حق میں ہوگی، جس کا مقصد بلندی درجات ہوگا۔

تیسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقابل فضیلت اور امت محمدیہ کا دیگر امتوں کے مقابل اکرام بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے ستر ہزار امتی بغیر حساب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار امتیوں کو بھی یہ اعزاز حاصل ہوگا اور تین لپوں کی مقدار امتیوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرنے کا وعدہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اس کے لپوں کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے۔

چوتھی حدیث باب سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کی عظمت و فضیلت اور قدر و منزلت بیان کی گئی ہے کہ ایک امتی کی سفارش کے باعث اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو تمیم کے لوگوں کی تعداد کے برابر امتیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ امتی جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ صحابی یا تابعی یا ولی یا غوث یا قطب یا عالم یا عمل وغیرہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ جب امتی کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ امت محمدیہ کے علماء ربانین، اولیاء، شہداء، صدیقین، صالحین اور نومولود بچے (اپنے والدین کے حق میں) وغیرہ اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق سفارش کریں گے جو قبول کی جائے گی،

فائدہ نافعہ: سفارش و شفاعت کے مختلف مراتب و درجات ہوں گے کہ کوئی ایک جماعت کی، کوئی ایک قبیلہ کی، کوئی ایک خاندان کی، کوئی چند افراد کی اور کوئی ایک فرد کی سفارش کرے گا اور متعلقہ لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْحَوْضِ

باب 13: حوض (کوثر) کا تذکرہ

2366 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنِي عَنْ حَوْضِي مِنَ الْبَارِئِ بِعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے حوض پر آسمان کے

ستاروں کی تعداد جتنے کوزے ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2367 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ نَيْزَكِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الدَّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا

سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَانَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةٌ وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ زَوَى الْأَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ سَمُرَةَ وَهُوَ أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ آپس میں اس

بات پر فخر کا اظہار کریں گے ان میں سے کس کے حوض پر زیادہ لوگ آئے ہیں؟ مجھے یہ امید ہے: میرے حوض پر سب سے زیادہ تعداد میں لوگ آئیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

اشعث بن عبد الملک نامی راوی نے اس حدیث کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“ حدیث کے

طور پر نقل کیا ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا اور یہ روایت درست ہے۔

شرح

حوض کوثر کی کیفیت:

حوض کوثر حق و ثابت ہے اس کے لیے بعض روایات میں نہر اور بعض میں حوض کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ حوض جنت میں واقع ہے یا جنت کے باہر؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں:

1- یہ حوض جنت میں واقع ہے۔

2- یہ حوض میدان محشر میں جنت کے باہر ہوگا۔

صحیح یہ ہے کہ اس کا مرکز و محور جنت ہے لیکن نہروں کی شکل میں اس کا پانی اس تالاب میں آ کر جمع ہوگا جو میدان محشر میں ہوگا۔ اس حوض کا ذکر قرآن کریم میں بایں الفاظ کیا گیا ہے: **إِنَّا آَعَطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ** (الکوثر: 1) بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس پر جلوہ افروہوں گے اور اپنے امتیوں کو حوض کوثر سے پانی پلائیں گے پھر دخول جنت تک پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ اس کا پانی صاف و شفاف اور شیریں ہوگا۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی کو حوض عطا ہوگا لیکن جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض عطا کیا جائے گا اس کا نام کوثر ہوگا۔ (اتحاف شرح احیاء العلوم ج 2 ص 39) ایک روایت کے مطابق حوض کوثر کا ایک کنارہ سے لے کر دوسرے کنارہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا عدن اور عمان کے درمیان ہے۔

2367- انفرد بہ الترمذی، ينظر (تحفة الاشراف) (۷۲/۴) حدیث (۴۶۰۳) أخرجه البخاری فی (التاریخ) (۴۴/۱) حدیث (۸۲) و الطبرانی فی (الکبیر) (۲۵۶/۷) حدیث (۶۸۸)۔

فائدہ نافعہ: آسمان پر جتنے ستارے موجود ہیں ان سب کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے، کیونکہ ان کی تعداد کے مطابق حوض کوثر پر صراحی دار لوٹے موجود ہوں گے۔ آسمانی ستاروں کی تعداد کے بارے میں کوئی عام آدمی نہیں جانتا لیکن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم کے مطابق جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الْحَوْضِ

باب 14: حوض (کوثر) کے برتنوں کا تذکرہ

2368 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنِ

الْعَبَّاسِ عَنِ أَبِي سَلَامٍ الْحَبَشِيِّ

متن حدیث: قَالَ بَعَثَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَحَمَلْتُ عَلَى الْبَرِيدِ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ مَرْكَبِي الْبَرِيدُ فَقَالَ يَا أبا سَلَامٍ مَا أَرَدْتُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ وَلَكِنْ بَلَّغْنِي عَنْكَ حَدِيثَ تَحَدَّثْتَهُ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ قَالَ أَبُو سَلَامٍ حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَانَ الْبُلْقَاءِ مِائَةٌ أَسَدُ بِيضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَكَأَوِيئُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا أَوَّلُ النَّاسِ وَرُودًا عَلَيْهِ فَقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْتُ رُؤْسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَنْكَحُونَ الْمُتَنَعِمَاتِ وَلَا تَفْتَحُ لَهُمُ السُّدُودُ قَالَ عُمَرُ لَكِنِّي نَكَحْتُ الْمُتَنَعِمَاتِ وَفَتِحَ لِي السُّدُودُ وَنَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا جَرَمَ إِنِّي لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتَّى يَشَعْتُ وَلَا أَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتَّى يَتَسَخَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیح راوی: وَأَبُو سَلَامٍ الْحَبَشِيُّ اسْمُهُ مَمْطُورٌ وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَّةٌ

﴿﴾ ابو سلام حبشی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا تو میں ڈاک والے جانور پر سوار ہو کر آیا

جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ نے ڈاک والے جانور پر سوار کر کے مجھے مشقت کا شکار کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: اے ابو سلام! میں آپ کو مشقت کا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث کا پتہ چلا جسے آپ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حوض کوثر کے بارے میں نقل کرتے ہیں تو میری یہ خواہش ہوئی کہ میں بالمشافہ طور پر آپ سے اسے سن لوں تو ابو سلام نے جواب دیا۔ مجھے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث سنائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

2368۔ اخرجه ابن ماجه (۱۶۲۸/۲): كتاب الزهد: باب: ذكر الحوض: حديث (۴۳۰۲) احمد (۲۷۵/۵) عن محمد بن المهاجر عن

العباس بن سالم اللخمي عن ابي سلام الحبشي عن ثوبان به-

”میرا حوض عدن سے لے کر عمان بلقاء تک بڑا ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اور اس کے برتن آسمان کے ستاروں جتنے ہوں گے جو شخص اس میں سے پی لے گا۔ اس کے بعد اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ سب سے پہلے اس حوض پر غریب مہاجرین آئیں گے جن کے بال بکھرے ہوئے ہوں گے۔ کپڑے میلے کچیلے ہوں گے۔ وہ لوگ جو صاحب حیثیت عورتوں کے ساتھ شادی نہیں کر سکتے تھے اور جن کے لیے بند دروازے کھولے نہیں جاتے تھے۔“

اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بولے میں نے تو صاحب حیثیت عورتوں کے ساتھ شادی بھی کی ہے اور میرے لیے بند دروازے کھولے بھی جاتے ہیں۔ میری شادی فاطمہ بنت عبدالمالک سے ہوئی ہے۔ اس لیے میں کم از کم یہ ضرور کروں گا کہ اپنے سر کو اس وقت تک نہیں دھوؤں گا جب تک وہ گرد آلود نہ ہو جائے اور اپنے کپڑے اس وقت تک نہیں دھوؤں گا جب تک وہ میلے کچیلے نہ ہو جائیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یہی روایت معدان بن ابوطحہ کے حوالے سے حضرت ثعبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔ ابوسلام جہشی نامی راوی کا نام مطور ہے۔ یہ شامی ہیں اور ثقہ ہیں۔

2369 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ

حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا آيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا آيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا فَنِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ مُصْحِيَةٍ مِّنْ آيَةِ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا شَرْبَةً لَّمْ يَظْمَأْ أَحْرَ مَا عَلَيْهِ عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ مَا بَيْنَ عُمَانَ إِلَى آيَةِ مَأْوَاهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي بَرزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَأَبْنِ عُمَرَ وَخَارِثَةَ بِنِ وَهَبٍ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ

حدیث دیگر: وَرَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حَوْضِي كَمَا بَيْنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْحَجْرِ الْأَسْوَدِ

◀◀ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! حوض (کوثر) کے برتن کیسے ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہوں گے۔ وہ ستارے جو ایسی اندھیری رات میں ہوتے ہیں جس میں بادل نہ ہوں۔ وہ جنت کے برتنوں سے تعلق رکھتے ہوں گے جو شخص اس حوض میں سے پی لے گا۔ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی اس کی لمبائی جتنی ہوگی اور اتنی

2369۔ اخرجه مسلم (۱۷۹۸/۴)؛ کتاب الفضائل: باب: اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و صفاته: حدیث (۲۶/۲۲۰۰)؛ اخرجه احمد (۱۶۹/۵)؛ عن ابی عبد الصمد العمی عب العزیز بن عبد الصمد قال: عن ابی عمران الجونی عن عبد اللہ بن الصامت عن ابی نربہ۔

ہوگی جتنا عمان اور ایلہ کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ، حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے۔ میرا حوض اتنا بڑا ہوگا جتنا کوفہ اور حجر اسود کے درمیان فاصلہ ہے۔

شرح

حوض کوثر کے برتنوں کا تذکرہ:

عمان ملک شام کا علاقہ ہے، بلقاء اس کی بستی کا نام ہے اور عدن مشہور شہر کا نام ہے جس کے موتی مشہور ہیں اور یہ سمندر میں واقع ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے آگے حوض ہے جیسے جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ، یہ دونوں ملک شام کی بستیاں ہیں اور دونوں کے مابین تین ایام کی مسافت ہے یعنی اڑتالیس میل کا فاصلہ ہوگا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث 2299) ان روایات سے مقصود متحدہ نہیں ہے بلکہ طوالت مراد ہے۔ اس حوض پر استعمال ہونے والے آنخوروں کی تعداد آسمان کے ستاروں سے زائد ہوگی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود حوض کوثر پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنے خدام (امتوں) کو فیضاب فرما رہے ہوں گے۔ سب سے پہلے پانی پینے والے عام لوگ ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوئے اور کپڑے میلے کپیلے ہوں گے یعنی انہیں سر میں ڈالنے کے لیے تیل اور کپڑے دھونے کے لیے صابن میسر نہیں ہوگا۔ یہ لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے تاہم ان کے تقویٰ و طہارت پر آسمان بھی ناز کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی قدر و منزلت قابل رشک ہوگی۔

2370 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَاصِبٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ كُوفِيٌّ حَدَّثَنَا عَبَثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا

حُصَيْنٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَمُرُّ بِالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّينَ وَمَعَهُمُ الْقَوْمُ وَالنَّبِيُّ وَالنَّبِيِّينَ وَمَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَالنَّبِيِّينَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ أَحَدٌ حَتَّى مَرَّ بِسَوَادٍ عَظِيمٍ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قِيلَ مُوسَى وَقَوْمُهُ وَلَكِنْ أَرْفَعُ رَأْسَكَ فَانظُرْ قَالَ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ قَدْ سَدَّ الْأَفُقَ مِنْ ذَا الْجَانِبِ وَمِنْ ذَا الْجَانِبِ فَقِيلَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَسِوَى هَؤُلَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَدَخَلَ وَلَمْ يَسْأَلُوهُ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَهُمْ فَقَالُوا نَحْنُ هُمْ وَقَالَ قَائِلُونَ هُمْ أَبْنَاؤُنَا الَّذِينَ وَلِدُوا عَلَى الْفِطْرَةِ وَالْإِسْلَامِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

2370۔ اخرجه البخاری (۱۰/۱۶۴): کتاب الطب: باب: من اتوی او کوی غیرہ، و فضل من لم یکتو: حدیث (۵۷۰۵) و باب: من لم یرق:

حدیث (۵۷۵۲) و کتاب الرقاق: باب: یدخل الجنة سبعون الفاً بغير حساب: حدیث (۶۵۴۱) و مسلم (۱/۶۲۷ - الی) کتاب الایمان:

باب: الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغير حساب ولا عذاب: حدیث (۲۷۴/۲۳۰) و اخرجه احمد (۱/۲۷۱ - ۲۳۱) من طرق

عن حصین بن عبد الرحمن عن سعید بن جبیر عن ابن عباس به۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتُمُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عَكَاشَةُ بْنُ مِحْصِنٍ فَقَالَ أَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ أَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کو معراج کروائی گئی تو آپ کا گزر کچھ ایسے انبیاء کے پاس سے جن کے ساتھ کافی لوگ تھے کچھ ایسے انبیاء کے پاس سے ہوا جن کے ساتھ چند لوگ تھے۔ کچھ ایسے انبیاء کے پاس سے ہوا جن کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ آپ کا گزر ایک بڑے گروہ کے پاس سے ہوا (تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ تو جواب دیا گیا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہیں لیکن آپ اپنا سر اٹھائیے اور ملاحظہ کیجئے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: تو وہاں ایک بڑی جماعت تھی جس نے افق کو اس طرف سے بھی اور اس طرف سے بھی بھر دیا تھا تو یہ بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور آپ کی امت کے ان افراد کے علاوہ ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو کسی حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) اس کے بعد نبی اکرم ﷺ گھر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کیا اور آپ نے بھی ان کے سامنے اس کی وضاحت نہیں کی۔ لوگوں نے یہ کہا: اس سے مراد ہم لوگ ہوں گے۔ (جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے) کچھ حضرات نے یہ کہا: اس سے مراد ہماری اولاد ہوگی جو دین فطرت اور اسلام پر پیدا ہوئے ہوں گے پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے یہ بتایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو داغ نہیں لگواتے۔ جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور فال نہیں نکالتے بلکہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت عکاشہ بن محسن کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں ان میں سے ہوں گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی: میں ان میں سے ہوں گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

توکل کرنے والے لوگوں کا بغیر حساب جنت میں جانا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو جھڑوانا جائز ہے، گرم لوہے سے دغوانا بھی جائز ہے اور نیک فال لینا بھی جائز ہے، تاہم یہ امور توکل کامل کے منافی ہیں، جو لوگ ان امور سے احتراز کرتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اس قدر خوش ہوتا ہے کہ انہیں بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔

سوال: جب زبان نبوت سے بغیر حساب جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہوا تو حضرت عکاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور اعلان فرمایا کہ تو ان لوگوں میں شامل ہے اور دوسرے شخص نے ان

لوگوں میں شامل ہونے کے لیے دعا کرنے کے بارے میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا: سبقك بها عكاشة (صحیح مسلم، رقم الحدیث 220)۔ عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے؟

جواب: حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دعا کے لیے عرض کیا تو وہ وقت قبولیت دعا کا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں دعا کی جو قبول کر لی گئی اور جب دوسرے شخص نے دعا کے لیے عرض کیا تو وقت قبولیت گزر چکا تھا، اس لیے آپ نے اس کے حق میں دعا نہ فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2371 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرَانَ الْجَوْنِيُّ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كُنَّا عَلَيْهِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَيْنَ الصَّلَاةُ قَالَ أَوْلَكُمْ تَصْنَعُوا فِي صَلَاتِكُمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي عَمْرَانَ الْجَوْنِيِّ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَنَسٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اب مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج ہوتی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: نماز کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اپنی نمازوں کے بارے میں تم لوگ جو کچھ کرتے ہو وہ تمہارے علم میں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ابو عمران جونی سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

تعلیمات دین پر صحیح طریقہ سے عمل پیرا ہونا:

اسلام دین فطرت ہے، اس کے احکام و اصول طبیعت انسانی کے عین مطابق ہیں اور ان پر عمل کرنا دشوار بھی نہیں ہے۔ تعلیمات دین پر صحیح طریقہ سے عمل پیرا ہونے کی تاکید کی گئی ہے۔ تعلیمات دین پر صحیح عمل کرنے کے حوالے سے صحابہ کرام رضوان اللہ جمیعین کی امت محمدیہ سے امتیاز حاصل تھا۔ عملی کو وہ زہر قاتل تصور کرتے تھے اور کاہلی و سستی ان کے پاس سے بھی نہ گزرتی تھی۔ یہی بات ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نظر آتی ہے۔ مشہور جابر و ظالم حکمران حجاج بن یوسف نے اپنے وقت سے نماز کو مؤخر کرنے کا قصد کیا تو آپ اس کی حرکت پر مذمت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے لیکن ان کے برادران نے اس کے مظالم سے بچنے کے لیے خاموشی اختیار کرنے کا مشورہ دیا، آپ اس کی اقتداء میں نماز ادا کیے بغیر اپنی سواری پر سوار ہو کر تشریف لے گئے، واپس ہوتے وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے، بخدا! میں جانتا ہوں کہ کوئی چیز اس میں سے جس پر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

2371۔ انفردیہ الترمذی: بنظر (تحفة الاشراف) (۱/۲۸۶) حدیث (۱۰۷۴) من طریق ابو عمران الجونی عن انس و الحدیث اخرجه

البخاری (۱۷/۲) کتاب مواقیب الصلاة: باب: نضیع الصلاة عن وقتها رقم (۵۲۹) من طریق غیلان عنه بہ۔

زمانہ میں عمل کیا کرتے تھے۔ کلمہ طیبہ کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ کسی نے عرض کیا: حضور! لوگ نماز تو پڑھتے ہیں؟ آپ نے پیش میں آکر جواب میں فرمایا: لوگ ظہر کی نماز، نماز مغرب کے وقت میں ادا کرتے ہیں تو کیا یہ نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ ایک روایت کے مطابق آپ نے جواب میں یوں فرمایا: اولم تصنعوا فی صلواتکم ما قد علمتم (صحیح بخاری، رقم الحدیث 529) کیا تم نے اپنی نماز میں نہیں کیا وہ جو تم جانتے ہو؟

2372 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَهُوَ ابْنُ سَعِيدِ الْكُوفِيِّ حَدَّثَنِي زَيْدُ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَيْسِ الْخَثْعَمِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيرَ الْمُتَعَالِ بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدَى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْأَعْلَى بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبَلِيَّ بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغَى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَأَ وَالْمُنْتَهَى بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتَلُ الدُّنْيَا بِالْدِّينِ بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتَلُ الدِّينَ بِالشُّبُهَاتِ بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعُ يَقْوَدُهُ بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوَى يُضِلُّهُ بِيْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ

◀◀ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ بندہ بہت برا ہے جو خود کو (دوسروں سے) اچھا سمجھے اور تکبر کرے اور ”کبیر متعال“ کو بھول جائے۔ اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو سختی کرے اور زیادتی کرے اور ”جبار“ اور ”اعلیٰ ذات“ کو بھول جائے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو بھول جائے اور لعلب میں مشغول ہو جائے اور قبر اور گل سڑ جانے کو بھول جائے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو سرکشی اور نافرمانی کرے اور اپنے آغاز اور انتہاء کو بھول جائے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو دین میں شبہات شامل کر دے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو لالچ کو رہنما بنا لے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جس کی خواہش نفس اسے گمراہ کر دے اور وہ بندہ بھی بہت برا ہے جس کی خواہشات اسے ذلیل کر دیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

شرح

برے لوگوں کی علامات:

انسان اپنی فطرت کے مطابق نہ نوری ہے اور نہ ناری ہے البتہ اس کے اچھایا برا ہونے کا مدار اعمال میں ہے۔ جو شخص اعمال صالحہ کرتا ہے وہ نیک ہے اور جو اعمال سیئہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ برا ہے۔ حدیث باب میں برے آدمی نوعاً امت بیان کی گئی ہیں جس کی

2372- انسردیہ الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۲۵۹/۱۱) حدیث (۱۵۷۵۵) و ذکر الریشی فی (مجمع الزوائد) (۱۰/۳۳۷) من حدیث نعیم بن ہشام الفظفانی و عزاء الی الطبرانی و فیہ طلحة بن زید الرقی و هو ضعیف۔

تفصیل ذیل ہے:

- 1- تکبر و غرور کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا شخص برا ہے، کیونکہ بڑا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنے آپ کو بڑا تصور کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا ہے۔
- 2- تکبر کی وجہ سے جو شخص کسی پر ظلم و زیادتی کرتا ہے وہ برا ہے، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کو نظر انداز کر دیا ہے جو اس کا مواخذہ بھی کر سکتا ہے۔
- 3- جو آدمی غفلت یا جہالت کی وجہ سے لہو و لعب میں مصروف ہونے کی وجہ سے آخرت کو بھلا دیتا وہ برا ہے، کیونکہ اس نے آخرت کی تیاری کا سامان جمع نہیں کیا۔
- 4- وہ آدمی جو شرعی و اخلاقی حدود کو عبور کرتا ہو خود کو بے مثال قرار دیتا ہے وہ برا ہے، کیونکہ اس نے اپنی اصلیت کو نظر انداز کر دیا ہے کہ وہ ایک گندے فطرہ سے پیدا ہوا ہے۔
- 5- جو شخص دین کے نام پر دنیا طلبی کرتا ہے وہ برا ہے، کیونکہ جمع دولت کے کثیر ذرائع موجود ہیں۔ اس نے ان سے صرف نظر کر کے دین کو ذریعہ آمدنی یا دنیا طلبی بنایا ہے۔
- 6- جو شخص حلال و حرام کا امتیاز کیے بغیر دولت طلبی میں مصروف رہتا ہے وہ برا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حلال و طیب اور مشتبہ امور سے اجتناب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ حرام اور مشتبہ کا شکار ہو کر اس نے اپنی آخرت تباہ کر لی ہے۔
- 7- جو شخص حرص و لالچ کا شکار ہو کر دنیا طلبی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے وہ برا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دین طلبی کے بجائے دنیا طلبی کے لیے حرص و طمع کیا ہے۔
- 8- جو شخص خواہشات دنیا کا غلام بن کر ان کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے وہ برا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا ارتکاب کیا ہے اور یہ عمل قابل ذلت و رسوائی ہے۔
- 9- جو شخص اپنے آپ کو دنیوی حرص و لالچ کا غلام بنا کر ہمہ وقت اس کی طلب میں مصروف رہتا ہے وہ برا ہے، کیونکہ اس نے اپنی حیات مستعار کو مستقل قرار دے کر اس کے لیے راحت و آرام کا سامان جمع کرنا شروع کر دیا۔

2373 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدَّبُ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارُودِ الْأَعْمَى وَاسْمُهُ زِيَادُ بْنُ الْمُنْدِرِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثَمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا عَلَى ظَمَأٍ سَقَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خَضِرِ الْجَنَّةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا عَنْ عَطِيَّةِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْقُوفًا وَهُوَ

أَصْحَحْ عِنْدَنَا وَأَشْبَهُ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی مومن کسی دوسرے مومن کو اس کی بھوک کے عالم میں کھانا کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس (پہلے مومن کو) قیامت کے دن جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مومن کسی پیاسے مومن کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مہر لگا ہوا خالص مشروب پلائے گا اور جو مومن کسی دوسرے مومن کی ضرورت کے وقت اسے لباس پہننے کے لیے دے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ یہی روایت عطیہ کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ”موقوف“ روایت کے طور پر منقول ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ مستند اور قرین قیاس ہے۔

شرح

غریب کو کھلانے، پلانے اور پہنانے کی فضیلت:

حدیث باب میں غریب اور مساکین کو کھانا کھلانے، مشروبات پیش کرنے اور کپڑے پہنانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کے پھلوں سے نوازے گا، جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی وغیرہ پلائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے شراب طہور پلائے گا اور جو شخص کسی حق دار مسلمان کو کپڑا زیب تن کرائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنتی لباس پہنائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں کسی مسلمان سے حسن سلوک کی شکل میں نیکی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے بہترین بدلہ عطا کرے گا۔

2374 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو فَرُوقَةَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانِ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ فَيْرُوزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَنْ خَافَ أَدْلَجَ وَمَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ إِلَّا إِنْ سَلَعَةَ اللَّهُ غَالِيَةً إِلَّا إِنْ سَلَعَةَ اللَّهُ الْجَنَّةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص خوفزدہ ہو وہ رات کے ابتدائی حصے میں سفر شروع کر دیتا ہے اور جو شخص رات کے ابتدائی حصے میں سفر شروع کر دے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کا سامان مہنگا ہے۔ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف ابونضر کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

مؤمن کے لیے جنت بیش قیمت چیز ہونا:

جنت مؤمن کے لیے بیش قیمت چیز ہے، جس کے حصول کے لیے بڑی محنت کی ضرورت ہے، مثال کے طور پر جو شخص کو دشمن کے شب خون مارنے کا خوف ہو تو وہ رات کے ابتدائی حصہ میں اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ دشمن کے نقصان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور منزل مقصود پر آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص رات کے آخری حصہ میں اپنا سفر شروع کرتا ہے تو وہ دشمن کی زد سے نہیں بچ سکتا اور وہ اپنی منزل مقصود تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس جنت کوئی معمولی چیز نہیں ہے کہ جو چاہے اسے راستہ میں گری ہوئی چیز کی طرح اٹھالے اور اس پر قبضہ جمالے بلکہ اس کو حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت کرنا پڑتی ہے پھر کہیں جا کر کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

2375 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَقِيلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ وَعَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةِ السَّعْدِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذْرًا لِمَا بِهِ الْبَأْسُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اس وقت تک پرہیزگاروں میں شامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ تاکہ وہ ان میں مبتلا ہونے سے بچ جائے جن میں حرج ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

آدمی کا پرہیزگار بننا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تقویٰ بننا کوئی معمولی کام نہیں ہے، بلکہ مشکل ترین مسئلہ ہے۔ وہ اس طرح کہ متقی بننے کے لیے محض حرام کو ترک کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے غیر مفید حلال کو ترک کرنا بھی از بس ضروری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لا یعنی حلال (غیر مفید) میں پڑنا بھی کمال تقویٰ کے منافی ہے۔

2376 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

2375۔ اضرجه ابن ماجه (۱۶۰۹/۲): کتاب الزهد: باب: الورع و التقوی حدیث (۴۲۱۵) و عبد بن حمید ص ۱۷۶ حدیث (۴۸۴) عن ابی النضر لقاسم بن القاسم عن ابی عقیل عن عبد اللہ بن یزید عن ربیعہ بن یزید عن عطیة بن قیس عن عطیة السعدی بہ۔

2376۔ اضرجه احمد (۲۴۶/۴) عن ابی داؤد الطیالسی عن عمران بن قنادة عن یزید عن حنظلة البصری بہ۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسِيدِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
متن حدیث: لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَأَظَلَّتْكُمْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ
غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسِيدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر تم لوگ (میرے پاس سے اٹھ کر بھی) اسی طرح رہو جیسے میری موجودگی میں ہوتے ہو تو فرشتے اپنے پروں کے ذریعے تم پر سایہ کر لیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔
یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ کے حوالے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔
اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

دین کا ولولہ ہمہ وقت قائم نہ رہنا:

عربی زبان میں لفظ قلب کی جمع قلوب آتی ہے، قلب کا مطلب یہ ہے کہ ایک حالت میں قائم نہ رہنا چونکہ دل ہمہ وقت ایک حالت میں قائم نہیں رہتا اس لیے اسے ”قلب“ کہتے ہیں قلب ہمہ وقت حرکت میں، الٹ پلٹ، میں اور اعمال صالحہ یا اعمال سیئہ کے تصور میں غرق رہتا ہے۔ جب اس کی توجہ اعمال صالحہ کی طرف ہو تو اس سے استفادہ کرنا چاہیے ورنہ سکوت بہتر ہے، حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت و جہنم کی تفصیل بیان کرتے تو ان کا نقشہ ہمارے سامنے آجاتا تھا لیکن جب گھر جا کر اپنے اہل خانہ اور امور دنیا میں مشغول ہوتے تو ان کا نقشہ ہمارے ذہنوں سے محو ہو جاتا تھا، ہم نے اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اگر تمہاری حالت وہی رہے جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے ضرور تم پر اپنے پروں سے سایہ لگن ہوتے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 15: بلا عنوان

2377 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ سَلْمَانَ أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ فَإِنْ كَانَ صَاحِبُهَا سَدَدًا وَقَارِبًا فَارْجُوهُ وَإِنْ أُشِيرَ إِلَيْهِ
بِالْأَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُشَارَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فِي دِينٍ أَوْ دُنْيَا إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللَّهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر چیز کی ایک مخصوص کشش ہوتی ہے اور ہر پُرکشش چیز سے بے رغبتی بھی ہوتی ہے۔ اگر وہ شخص سیدھا رہے اور میانہ روی اختیار کرے تو مجھے اس کے بارے میں (بھلے کی) امید ہے اور اگر انگلیوں کے ذریعے اس کی طرف اشارہ کیا جائے تو تم اسے کسی گنتی میں شمار نہ کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ دین یا دنیا کے کسی معاملے میں اس کی طرف انگلیوں کے ذریعے اشارہ کیا جائے ماسوائے اس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

شرح

دینی معاملات میں چستی کے بعد سستی آنا:

اعمال صالحہ انجام دینے کے جذبہ کے حوالے سے مسلمان کی حالت ہمہ وقت یکساں نہیں رہتی بلکہ بقول حکیم: ہر کمال راز و مال است کے مصداق انسان میں چستی کے بعد سستی کا آنا اس کی طبیعت کا حصہ ہے۔ بعض اوقات آدمی میں کسی دینی خدمات انجام دینے کا جذبہ ابھرتا ہے تو اس حالت کو غنیمت تصور کرتے ہوئے اعمال صالحہ کر لینے چاہیے تاکہ آخرت میں کامیابی کا سبب بن جائیں ورنہ کچھ عرصہ بعد اس معاملہ میں سستی آنا یقینی ہوتا ہے۔ اعمال صالحہ انجام دینے میں اعتدال کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے ورنہ سستی کا آنا شک و شبہ سے بالا نہیں ہے۔ لوگوں کی طرف سے انگلیاں اٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مختصر وقت تک حد سے زیادہ یعنی حالت اعتدال سے بلند تر ہو کر عبادت کرتا ہے تو لوگ اسے عابد قرار دیتے ہیں اور اسے صاحب تقویٰ شخصیت قرار دیتے ہیں لیکن ہانڈی کے ابال کی طرح دوسرے لمحہ میں وہ سست ہو کر اس سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔ کسی بھی معاملہ میں کامیابی کے لیے اعتدال و میانہ روی کو پیش نظر رکھنا از بس ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ پسند تھا جو دائمی طور پر کیا جائے اور اعمال میں استمرار صرف اعتدال سے آسکتا ہے۔ (مشکوٰۃ البصیح، رقم الحدیث 1242)

جو شخص کسی دینی معاملہ مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ میں حد اعتدال سے بڑھ جاتا ہے یا دنیوی معاملہ میں شہرت حاصل کرتا ہے مثلاً ریاکاری کی غرض سے ہسپتال تیار کرانا، برا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں جہالت اور دوسری صورت میں دنیا طلبی کا طمع ظاہر ہوتا ہے، یہ دونوں صورتیں شہرہ کی غمازی کرتی ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت درجہ کی قبیح و ناپسند ہے۔

2378 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي يَعْلَى

عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ خَثِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

2378- أخرجه البخاري (11/239): كتاب الرقاق: باب: في الامل وطوله: حديث (6617) وابن ماجه (2/1616): كتاب الزهد: باب: الامل والاهل: حديث (4231) والدارمي (2/204): كتاب الرقاق: باب: في الامل والاهل: وأخرجه احمد (1/285) عن يحيى بن سعيد عن سفیان عن أبيه عن ابن مسعود به۔

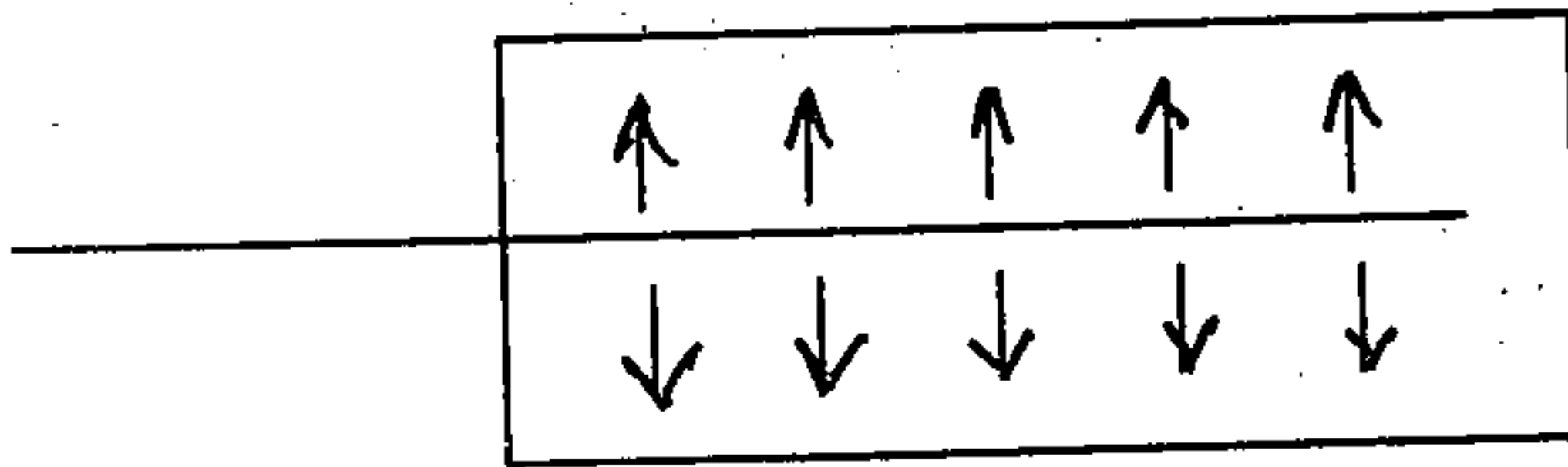
متن حدیث: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مَرْبَعًا وَخَطَّ فِي وَسْطِ الْخَطِّ خَطًّا وَخَطَّ خَارِجًا مِنَ الْخَطِّ خَطًّا وَحَوْلَ الَّذِي فِي الْوَسْطِ خُطُوطًا فَقَالَ هَذَا ابْنُ آدَمَ وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ وَهَذَا الَّذِي فِي الْوَسْطِ الْإِنْسَانُ وَهَذِهِ الْخُطُوطُ عُرُوضُهُ إِنْ نَجَا مِنْ هَذَا يَنْهَشُهُ هَذَا وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْأَمَلُ فِي الْبَابِ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے مربع کی شکل میں لکیریں کھینچیں اور پھر ان لکیروں کے درمیان میں ایک لکیر کھینچی پھر اس مربع کے باہر ایک لکیر کھینچی اور جو درمیان میں لکیر تھی اس کے ارد گرد کچھ اور لکیریں کھینچیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آدم کا بیٹا ہے۔ یہ اس کی زندگی ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو درمیان میں ہے یہ انسان ہے اور یہ جو لکیریں ہیں یہ اس کو لاحق ہونے والے حادثات ہیں اگر وہ ایک سے نجات پالے تو دوسرا سے اچک لیتا ہے اور یہ باہر والی لکیر اس کی امید ہے۔ (یعنی اس کی خواہشات ہیں)۔ (امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔)

شرح

دنیا سے طویل امید وابستہ نہ کرنا:

بعض اوقات آدمی کے ذہن سے دنیا کی بے ثباتی کا تصور محو ہو کر ثباتی کا تصور غالب آجاتا ہے، جس کے نتیجے میں حیات طویل کا خواب دیکھنے لگتا ہے جبکہ حیات دنیوی عارضی ہے اور حیات اخروی مستقل و طویل ہے۔ اس لیے اس کی تیاری کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دنیا کی بے ثباتی اور حیات دنیوی کے عارضی ہونے کو سمجھانے کی غرض سے مربع شکل میں خط کھینچا جو یوں ہو سکتا ہے۔



چوکھٹے کے اندر والی لکیر کے بارے میں فرمایا: یہ انسان ہے۔ چوکھٹے کے بارے میں فرمایا: یہ اس کی اجل (موت) ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور اوپر نیچے چھوٹی لکیریں آفات و بلیات ہیں۔ جب انسان ایک سے بچ جاتا ہے تو دوسری اسے ڈس لیتی ہے۔ چوکھٹے سے باہر آنے والا خطا طویل اس کی آرزو کو ظاہر کرتا ہے جس میں انسان مبتلا رہتا ہے۔

حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ انسان کو دنیا کے ساتھ طویل امیدیں وابستہ نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ یہ زندگی عارضی، بے ثباتی اور نہایت مختصر ہے جبکہ اس کے برعکس آخرت کی زندگی مستقل، طویل اور ثباتی ہے، لہذا حیات دنیوی سے طویل امیدیں وابستہ کرنے کے بجائے حیات اخروی کی تیاری میں کوشاں رہنا چاہیے۔

2379 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشْبُ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدم کا بیٹا بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کے ہمراہ دو چیزیں جوان رہتی ہیں۔ ایک مال کا لالچ اور دوسرا لمبی عمر کا لالچ۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

زندگی کے آخری حصہ میں دولت اور حیات طویل کا لالچ بڑھ جانا:

انسان اپنا بچپن، جوانی اور بڑھاپا گزار کر سفرِ آخرت کی تیاری میں مصروف رہتا ہے، تو اسے دولت و طویل زندگی سے نفرت ہونی چاہیے لیکن ان دونوں چیزوں میں اس قدر کشش ہے کہ ان لمحات میں بھی اسے ان دو چیزوں کی تمنا و حرص باقی رہتی ہے، حدیث باب میں یہ درس دیا گیا ہے کہ انسان کو زندگی کے ہر حصہ میں بالخصوص بڑھاپے کے بعد سفرِ آخرت اختیار کرتے وقت اسے حیات طویل اور جمع دولت کا لالچ ہرگز نہیں ہونا چاہیے بلکہ آخرت کو بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہونا چاہیے۔ الغرض آدمی کے بڑھاپے میں بھی دو امور جوان ہوتے ہیں۔

1- دنیا طلبی کا لالچ۔

2- طویل زندگی کی حرص۔

یہ شیطان و سوسہ اور حملہ ہے۔ اس سے احتراز کرتے ہوئے مسلمان کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھنا چاہیے جس میں دارین کی فلاح و کامیابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2380 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلَّمَ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو

الْعَوَّامِ وَهُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مِثْلَ ابْنِ آدَمَ وَالِى جَنْبِهِ تِسْعَةٌ وَتَسْعُونَ مِئَةً إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

2379- اخرجہ البخاری (۱۱/۲۴۳): کتاب الرقاق: باب: من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله اليه في العمر: حديث (۶۴۶) و اخرجہ مسلم (۲/۷۲۴): کتاب الزکاة: باب: كراهة الحرص على الدنيا: حديث (۱۱۳/۱۰۴۶ - ۱۱۵/۱۰۴۷) و ابن ماجه (۲/۱۴۱۵): کتاب الزهد: باب: الاصل والاهل: حديث (۴۲۳۴) و اخرجہ احمد (۲/۱۱۵ - ۱۱۹ - ۱۹۲ - ۲۵۶ - ۲۷۵) عن شعبه و ابى عوانة و هشام عن قتادة عن انس بن مالك

2380- انفرادہ الترمذی: ينظر (تحفة الانراف) (۴/۳۶۱): حديث (۵۲۵۲) - و اخرجہ ابو نعیم فی (العلية) (۲/۳۱۱) وقال: تفرد به عن قتادة عمران-

﴿﴿﴾ مطرف بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے کہ اس کے پہلو میں 99 آفات ہیں اگر ان میں سے کوئی بھی آفت اسے لاحق نہ ہو تو بھی وہ بڑھاپے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

انسان کا اسباب موت میں گھرا ہوا ہونا:

انسانی زندگی کی حیثیت ایک بلبلا سے زیادہ نہیں ہے، کیا علم کہ یہ ختم ہو جائے۔ آدمی ہمہ وقت ننانوے اسباب موت میں گھرا ہوا ہے۔ کسی گھڑی میں کوئی سبب بھی مسلط ہو کر چراغ زندگی گل کر سکتا ہے لہذا موت سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمہ وقت اس کی تیاری کے لیے کوشاں رہنا چاہیے، بعض اوقات انسان موت سے اس قدر غافل ہو جاتا ہے کہ وہ سوچتا ہے ابھی جوان ہوں بڑھاپا آئے گا اور اعمال صالحہ کرنے کا وقت ابھی کافی پڑا ہے۔ وقت آنے پر نیک اعمال کر کے آخرت کا سامان تیار کر لیا جائے گا لیکن ہم بھول گئے کہ بچوں کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر اور نوجوانوں کو کندھوں پر اٹھا کر قبور میں دفن کیا جبکہ بڑھاپے کا انتظار کسی نے کیا اور نہ ہم کرنے کے مجاز ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو مثبت عقل و دانش کی دولت سے سرفراز فرمائے۔

2381 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ بَعْنِ الطُّفَيْلِ

بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللَّهَ اذْكُرُوا اللَّهَ جَاءَتْ الرَّاجِفَةُ تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ قَالَ أَبِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قَالَ قُلْتُ الرَّبْعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ قُلْتُ فَالثُّلُثِينَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذَا تَكْفَى هَمَّكَ وَيَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴿﴾ طفیل بن ابی بن کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا: جب دو تہائی رات گزر جاتی تو آپ اٹھ کر کھڑے ہوتے اور ارشاد فرماتے: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ قیامت آرہی ہے جس کے بعد دوسری سختی ہے موت اپنی سختیوں سمیت آرہی ہے۔

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں تو میں آپ پر کتنا درود بھیجا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جتنا تم چاہو میں نے عرض کی: (میں اپنی عام نقلی عبادات کا) ایک چوتھائی کر لوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو تم چاہو لیکن اگر تم زیادہ کر لو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: پھر نصف کر لوں؟ آپ نے فرمایا: جو تم پسند کرو لیکن اگر

2381۔ اضرحة احمد (۱۳۷/۵) و عبد بن محمد ص ۸۹، حدیث (۱۷۰) عن سفیان عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن الطفیل عن ابی بن کعب بہ۔

زیادہ کر لو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی: پھر دو تہائی کر لوں؟ آپ نے فرمایا: جو تم پسند کرو لیکن اگر تم زیادہ کر لو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی: پھر میں (اپنی نفلی عبادات کے اوقات کا) سارا حصہ آپ ﷺ پر درود بھیجوں گا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس صورت میں یہ تمہاری تمام پریشانیوں کے حل کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

کثرت درود کی فضیلت:

حدیث بابی میں لفظ صلوة کا معنی نماز نہیں ہے بلکہ دعا ہے۔ اس لفظ کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو اس کا معنی دعا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو تو معنی درود اور فرشتوں کی طرف ہو تو مراد بلندی درجات ہے۔ حدیث باب میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود بھیجنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے وہ دیگر اوراد و وظائف کے علاوہ کثرت سے درود پاک کا ہدیہ بھی اہتمام سے پیش کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کتنی مقدار میں درود شریف پیش کیا کروں؟ آپ نے انہیں کثرت درود کی ترغیب دی، حتیٰ کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں تمام وظائف کی جگہ صرف درود شریف پیش کیا کروں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا: تب تو اللہ تعالیٰ تمہارے دنیوی کام درست کر دے گا اور آخرت میں بخشش و مغفرت بھی کر دے گا۔ عموماً دعا میں ان دو امور کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کثرت درود کی برکت سے آدمی کے دنیوی امور سنور جاتے ہیں، مغفرت کر دی جاتی ہے اور آخرت میں بھی کامرانی یقینی ہو جاتی ہے۔

فائدہ نافعہ: آدمی گھر میں ہو یا سفر میں اکیلا ہو یا مجمع عام میں اور خواہ خوشی میں ہو یا پریشانی میں، ہر حالت میں لغویات سے احتراز کرتے ہوئے کثرت سے درود شریف پیش کرنے کی عادت بنانا چاہیے۔ جس کے نتیجے میں ہر معاملہ میں کامیابی کا حصول یقینی ہو جاتا ہے اور مغفرت و بخشش بھی ہو جاتی ہے۔

2382 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ ابَانَ بْنِ اسْحَقَ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ

مُحَمَّدٍ عَنْ مَرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: اسْتَحْيُوا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ قَالَ لَيْسَ

ذَلِكَ وَلَكِنَّ الْإِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى وَالْبَطْنَ وَمَا حَوَى وَلَتَذْكُرَ الْمَوْتَ

وَالْبَلَى وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ اسْتَحْيَا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابَانَ بْنِ

اسْحَقَ عَنِ الصَّبَّاحِ ابْنِ مُحَمَّدٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو

جس طرح حیا کرنے کا حق ہے۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! الحمد للہ ہم لوگ حیا کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد وہ نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی طور پر حیا کرنے کا مطلب یہ ہے: تم اپنے سر کی اور جو کچھ اس میں ہے۔ (یعنی ناک، کان، آنکھ وغیرہ کی) حفاظت کرو اور اپنے پیٹ کی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کی حفاظت کرو اور موت کو یاد رکھو جو شخص آخرت چاہتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے جو شخص ایسا کر لے گا تو اس نے واقعی حیا کی (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کی جو حیا کرنے کا حق ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جسے ابان بن اسحاق نے صباح بن محمد سے نقل کیا ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ سے مکمل شرم و حیا کرنا:

لفظ: حیا کا لغوی معنی ہے کہ انسان کا ایسے امور سے احتراز کرنا ہے جنہیں عام طور پر لوگ برا خیال کرتے ہیں۔ اس کا شرعی مفہوم ہے نفس کی جچی ہوئی کیفیت، جس سبب نفس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسا پگھل جاتا ہے جس طرح نمل پگھل جاتا ہے۔ انسان اس کے احکام کی نافرمانی سے باز آ جاتا ہے۔ حیا تعمیر انسانیت کا اصل اور اس کا لباس و زینت ہے۔ آدمی اس وجہ سے افعال سیدہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اعمال صالحہ کا عادی بن جاتا ہے۔ حیا اور ایمان میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ ایک روایت میں شرم و حیا کو شجر ایمان کی شاخ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اس کے احکام کے خلاف کوئی اقدام نہ کرے اور اپنے اعضاء کو اس کے احکام کے تابع کرتے ہوئے استعمال میں لائے۔

اللہ تعالیٰ سے کمال درجہ کی شرم و حیا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے افکار، کانوں، آنکھوں، ناک، شہوت بطن اور شہوت فرج کو غلط استعمال سے محفوظ رکھے۔ علاوہ ازیں ہمہ وقت موت اور بوسیدہ ہونے کو پیش نظر رکھے۔ آدمی آخرت کو دنیا پر ترجیح دے کیونکہ حیات دنیوی عارضی اور حیات آخری مستقل ہے۔ آخرت کی کامرانی ہی درحقیقت کامیابی ہے۔

2383 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى

اللَّهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

قول امام ترمذی: قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ يَقُولُ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ

2383۔ اخرجه ابن ماجه (۱۴۲۳/۲): کتاب الزهد: باب: ذکر الموت والابتعاد له: حدیث (۴۲۶۱) و اخرجه احمد (۱۲۴/۴) عن ابی بکر بن ابی مریم عن ضمرة بن حبيب عن شداد بن اوس به۔

الْقِيَامَةِ

آثار صحابہ: وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ
وَأِنَّمَا يَخْفُفُ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا
وَيُرْوَى عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ لَا يَكُونُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتَّى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيكَهُ مِنْ أَيْنَ
مَطْعَمُهُ وَمَلْبَسُهُ

﴿﴾ حضرت شہاد بن عوف رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ عقل مند شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو عبادت
میں مصروف رکھے اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے اور بے وقوف شخص وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے اور
اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: مَنْ دَانَ نَفْسَهُ اس سے مراد یہ ہے: وہ شخص دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس سے پہلے کہ
قیامت کے دن اس سے حساب لیا جائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: تم لوگ اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے
حساب لیا جائے اور بڑی پیشی کے لیے تیار ہو جاؤ جو شخص دنیا میں اپنا محاسبہ کر لے گا اس کے لیے قیامت کے دن حساب دینا آسان
ہوگا۔

میمون بن مہران بیان کرتے ہیں: کوئی بھی شخص اس وقت تک پرہیزگار نہیں ہوتا جب تک اپنا محاسبہ نہ کرے بالکل اسی طرح
جیسے وہ اپنے شراکت دار کا محاسبہ کرتا ہے کہ اس کی خوراک کہاں سے آئی ہے؟ اس کا لباس کہاں سے آیا ہے؟ (یعنی اس کی آمدن
حلال ہے یا حرام ہے؟)

شرح

صاحب دانش اپنے نفس کا محاسبہ کر سکتا ہے:

ایسا عقلمند جس کی عقل نور ایمان سے روشن ہوتی ہے، وہ اپنے نفس کی نگرانی اور اعمال کی پڑتال کر سکتا ہے۔ وہ اپنے نفس کا
محاسبہ کرتا ہوا اپنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے، اعمالِ طالحہ سے احتراز کرتا ہے اور اعمالِ صالحہ میں ترقی کی کوشش کرتا ہے۔
حدیث باب میں اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ گویا عقلمند آدمی نفس کو احکامِ خداوندی کا تابع، اس سے آرزو
باندھنے اور اس کا فرمانبردار بناتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہوا اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی خواہش بھی رکھتا ہو
یہ انتہائی درجہ کی بیوقوفی ہے۔

اس بارے میں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دو آثار نقل فرمائے ہیں۔

۱- محاسبہ کیے جانے سے قبل اپنا محاسبہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی پیشی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرو اور جو دنیا میں اپنا

محاسبہ کرتا ہے قیامت کے دن اس کا محاسبہ آسان ہو جائے گا۔ (امام جلال الدین سیوطی، درمنثور، ج 6 ص 261)

2- حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے جزیرہ کے گورنر حضرت میمون بن مہران جزری کوئی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تک بندہ اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتا، اس وقت تک صاحب تقویٰ نہیں بن سکتا اور وہ محاسبہ بھی اپنے شریک کاروبار کی طرح ہونا چاہیے۔

2384 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَدْوَيْهِ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرْنِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ

بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

متن حدیث: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلًّا فَرَأَى نَاسًا كَانَتْهُمْ يَكْتَشِرُونَ قَالَ أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَازِمِ اللَّذَاتِ لَشَبَعَلَكُمْ عَمَّا أَرَى فَأَكْثَرُوا مِنْ ذِكْرِ هَازِمِ اللَّذَاتِ الْمَوْتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمًا إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ فَيَقُولُ أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ فَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَأَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتَ لِأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَى فَادِ وَلَيْتَكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرِي صَنِيعِي بِكَ قَالَ فَيَتَسَعُّ لَهُ مَدَّ بَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوْ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتَ لِأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَى فَادِ وَلَيْتَكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرِي صَنِيعِي بِكَ قَالَ فَيَلْتَمِسُ عَلَيْهِ حَتَّى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفُ أَضْلَاعُهُ

حدیث دیگر: قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِأَصَابِعِهِ فَادْخُلْ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيِّضُ اللَّهُ لَهُ سَبْعِينَ تَنِينًا لَوْ أَنْ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا فَيَنْهَشُنَّهُ وَيَخْدِشُنَّهُ حَتَّى يُفْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفْرِ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جائے نماز پر تشریف لائے آپ نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیز (یعنی موت کو) بکثرت یاد کرو تو یہ تمہیں اس چیز کی فرصت نہ دے جس میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی ہنسنے کا موقع نہ ملے) تو تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو! قبر روزانہ یہ کہتی ہے: میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں اکیلے رہنے کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں جب بندہ مؤمن کو اس میں دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی: تمہیں خوش آمدید ہے۔ میری (یعنی زمین کی) پشت پر جتنے بھی لوگ چلتے ہیں تم مجھے ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ اب تمہیں میرے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اب تم میرا حسن سلوک دیکھنا پھر وہ قبر اس شخص کے لیے حدنگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور اس شخص کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے لیکن جب کسی گناہگار بندے یا کافر شخص کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: تمہیں کوئی خوش آمدید نہیں ہے تم میری پشت پر چلنے والے ناپسندیدہ ترین شخص تھے۔ آج

2384- انصردیہ الترمذی ذکرہ السنندی فی (الترغیب) (۱۳۲/۶) حدیث (۴۸۸۴) و البیہقی فی (شعب الایمان) (۱/۲۹۸) حدیث

(۸۲۸)

تمہیں میرے حوالے کیا گیا ہے اور تم میرے پاس چلے آئے ہو۔ تو اب اپنے ساتھ میرا سلوک دیکھو گے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر وہ تنگ ہوتی ہے اور اسے بھینچ دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے اشارے کے ذریعے یہ بات بتائی۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: اس شخص پر 70 ایسے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک زمین پر پھونک مارے تو رہتی دنیا تک وہاں کبھی کوئی چیز نہ اُگے۔ وہ اس شخص کو کاٹتے ہیں اور نوچتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس مردے کو حساب کے لیے (قیامت کے دن) لے جایا جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

قبر کی مردے سے گفتگو:

قبر مختلف مواقع پر انسان سے مخاطب ہوتی ہے اور اس سے مختلف انداز سے گفتگو کرتی ہے۔ وہ ہر روز آدمی سے یوں مخاطب ہوتی ہے: میں مسافرت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔

جب مؤمن کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے یوں گفتگو کرتی ہے: تم کشادہ جگہ میں آئے ہو! تم اپنے گھر والوں میں آئے ہو! یہ بات سن لو کہ تم جب میری پشت پر تھے تو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ آج میں تمہاری ذمہ دار بنائی گئی ہوں تم خود دیکھ لو گے کہ میں کیا سلوک کرتی ہوں۔ قبر تا حدنگاہ اس کے لیے وسیع ہو جاتی ہے۔

اس کے برعکس کافر یا بدکار شخص کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے یوں مخاطب ہوتی ہے: تو نہ اپنے گھر والوں میں آیا ہے نہ تیرے لیے کشادگی ہے، یہ بات سن لے! جب تو میری پشت پر تھا تو میرے نزدیک سب سے مبغوض تھا۔ آج جب میں تیری ذمہ دار بنائی گئی ہوں تو بہت جلد اپنے ساتھ میرا برتاؤ دیکھ لے گا۔ پھر قبر اس پر مل جائے گی اور اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جائیں گی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو جنت کی کیاریوں میں ایک کیاری یا جہنم کے گڑھوں میں ایک گڑھا قرار دیا ہے۔ جنت کی کیاری مؤمن کے لیے اور جہنم کا گڑھا کافر کے لیے ہے۔

2385 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ

2385- أخرجه البخاری (۱/۲۲۲): کتاب العلم: باب: التناوب فی العلم: حدیث (۸۹) و الحدیث اطرافہ فی (۲۴۶۸ - ۴۹۱۲ - ۴۹۱۴ - ۴۹۱۵ - ۵۱۹۱ - ۵۲۱۸ - ۵۸۴۲ - ۷۲۵۶ - ۷۳۶۲) و البخاری فی (الادب المفرد) ص ۲۴۷ حدیث (۸۴۲) و مسلم (۲/۱۱۰۵): کتاب الطلاق: باب: فی الایام و اعتزال السنة و تخیر لمن و قوله تعالی: ان تظاہر علیہ- حدیث (۳۰/۱۴۷۹) و ابوداؤد (۴/۳۵۱): کتاب الادب: باب: فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاه ایسلم علیہ: حدیث (۵۲۰۱) و النسائی (۴/۱۲۷): کتاب الصیام: باب: کم الشهور: حدیث (۲۱۲۲) و ابن ماجہ (۲/۱۳۹۰): کتاب الزہد: باب: ضجاع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (۴۱۵۲) و أخرجه احمد (۱/۳۳ - ۳۶ - ۴۸ - ۱۷۴) و ابن خزیمہ (۲/۲۰۷): حدیث (۱۹۲۱) و حدیث (۲۱۷۸) عن عبید اللہ و عبید بن حنین و ابوزمیل و سعید عن ابن عباس بہ عن عمر بہ-

متن حدیث: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُتَكِيٌّ عَلَى رَمْلِ حَصِيرٍ فَرَأَيْتُ

اَثْرَهُ فِي جَنْبِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ

﴿﴾ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک چٹائی کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی میں نے اس کا نشان آپ کے پہلو پر دیکھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں) اس حدیث میں طویل قصہ موجود ہے۔

شرح

سادہ زندگی اختیار کرنا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عمل میں سادگی پسند تھی، آپ کی خوراک، لباس، راحت و آرام اور گھریلو ماحول وغیرہ میں سادگی کا عنصر غالب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سادہ اسوہ کو اپنانے کا امت کو درس دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوند تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (القرآن) بیشک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بہترین نمونہ عمل ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ افواہ عام گردش کرنے لگی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے سر کی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ آپ اپنا کرتا مبارک اتار کر کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ بیدار ہونے پر کھجور کے پھوں کے نشانات جسم مبارک پر ظاہر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنسو بہانے لگے، یہی وہ سادگی ہے جسے بطور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنانے کی تاکید کی گئی ہے۔

2386 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ وَيُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ

عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ

متن حدیث: أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ خَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَدِمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَسَمِعَتْ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافُوا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَاهُمْ ثُمَّ قَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَابْشُرُوا وَأَمَلُوا مَا يَسُرُّكُمْ

2386۔ اخرجه البخاری (۲۷۷/۷)؛ کتاب المغازی؛ باب: (۱۲) حدیث (۴۰۱۵) و مسلم (۴/۲۲۷۳)؛ کتاب الزهد و الرقاق؛ باب: --- حدیث (۲۹۶۱/۶) و ابن ماجہ (۱۳۲۴/۲)؛ کتاب الفتن؛ باب: فتن المال حدیث (۲۹۹۷) عن ابن شہاب الزہری عن عروة بن الزبير عن المسور بن مخرمة عن عمرو بن عوف به۔

فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَخْشَى أَنْ تَبْسُطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بَسِطَتْ عَلَيَّ مِنْ قَبْلِكُمْ فَتَنَافَسُوهَا
كَمَا تَنَافَسُوهَا فَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنو عامر بن لوی کے حلیف ہیں اور غزوہ بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے ہیں وہ یہ بتاتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو وہ بحرین سے کچھ مال لے کر آئے جب انصار کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کے بارے میں پتہ چلا تو وہ فجر کی نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کثیر تعداد میں شریک ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی تو یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرا دیے پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے: تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے: ابو عبیدہ کچھ ساز و سامان لے کر آیا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ یا رسول اللہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم خوشخبری قبول کرو اور امید رکھو اس چیز کی جو تمہیں خوش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تمہارے بارے میں مجھے غربت کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ تمہارے بارے میں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ دنیا تمہارے لیے کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں کے لیے کشادہ کر دی گئی تھی اور تم اس کی طرف راغب ہو جاؤ گے جس طرح وہ لوگ اس کی طرف راغب ہو گئے تھے اور وہ تمہیں بھی ہلاکت کا شکار کر دے گی۔ جس طرح اس نے ان لوگوں کو ہلاکت کا شکار کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

دنیوی معاملات میں مسابقت کرنے کی ممانعت:

لفظ: منافست سے مراد ہے کہ معاملات میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنا۔ دینی امور میں مسابقت کرنا تا کہ آخرت کی نعمتوں کا حقدار قرار دیا جائے تو یہ جائز ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے: وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (المطففين: 26) یعنی حرص کرنے والوں کو جنت کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے مسابقت کرنی چاہیے۔ دنیوی امور میں مسابقت سے نقصان کے علاوہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی۔ الغرض! دینی امور میں مسابقت جائز و مفید ہے لیکن دنیوی معاملات میں منع اور نقصان دہ ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرین سے بہت سا ساز و سامان لے کر مدینہ میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں جذبہ حصول مال دیکھ کر فرمایا: میں یہ مال ابھی تم میں تقسیم کروں گا۔ بخدا! مجھے تمہاری محتاجی کا خوف نہیں ہے لیکن مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا خوف ہے کہ دنیا تمہارے لیے اس طرح پھیلا دی جائے جس طرح تم سے قبل لوگوں کے لیے پھیلا دی گئی تھی۔ پھر تم میں مال کے بارے میں منافست پیدا ہو جائے جو تمہیں تباہ کر دے جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کر دیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیوی امور میں ذوق مسابقت و منافست نقصان کا موجب ہے لیکن دینی معاملات میں یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث رحمت ہے۔

2387 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَابْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ

حَكِيمَ بْنِ حِزَامٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى فَقَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرِزُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَقْبَلَهُ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ أَنِّي أَعْرَضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْتِي أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرِزْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوَفِّيَ

حَكِيمٌ حَدِيثٌ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے عطا کر دیا۔ میں نے آپ سے پھر مانگا تو آپ نے پھر عطا کر دیا۔ میں نے آپ سے پھر مانگا تو آپ نے پھر عطا کر دیا پھر ارشاد فرمایا: اے حکیم! یہ مال سرسبز و شاداب اور مزیدار ہے جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے۔ اس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص لالچ کے ذریعے اسے حاصل کرتا ہے اس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی اور اس کی مثال اس شخص کی طرح ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے آپ کے بعد اب میں کسی سے بھی مرتے دم تک کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا کرتے تھے تاکہ انہیں کچھ دیں تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تاکہ انہیں کچھ دیں تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی بھی چیز وصول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! میں حکیم کے بارے میں تم سب کو گواہ بنا رہا ہوں میں نے ان کا حق ان کے سامنے پیش کیا تھا جو اس مال غنیمت میں سے تھا لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(راوی بیان کرتے ہیں) حضرت حکیم بن حزام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندگی میں کبھی بھی کسی شخص سے کوئی چیز نہیں مانگی۔ یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

2387- اضرجه البخاری (۳/۲۹۲): کتاب الزکاة: باب: الاستغفار عن المسالة: حدیث (۱۶۷۲) و کتاب الوصایا: باب: تافیل قوله تعالى: (من بعد وصية يوصي بها أو دين) النساء: ۱۲: حدیث (۲۷۵۱) والحدیث فی (۳۱۶۲ - ۶۴۱) والنسائی (۵/۶۰): کتاب الزکاة: باب: اليد العليا: حدیث (۲۵۲۱) و باب: مسالة الرجل فی امر لا یدله منه: حدیث (۲۶۰۱ - ۲۶۰۲ - ۲۶۰۳) والدارمی (۱/۲۸۸): کتاب الزکاة: باب: النسوی عن المسالة و کتاب الرقاق: باب: الدنيا خضرة حلوة و اضرجه الامام احمد (۳/۴۲۶) و الحمیدی (۱/۲۵۲): حدیث (۵۵۲)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

باب برکت اور بے برکت مال:

انسان کے پاس جو دولت آتی ہے وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتی:

1- وہ دولت ہے جو ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو مثلاً گداگری کے ذریعے تو یہ بے برکتی ہوتی ہے، کیونکہ سوالِ ذلت و خواری کا باعث بنتا ہے۔

2- وہ دولت ہے جو حلال اور جائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو مثلاً محنت و مزدوری، زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت وغیرہ۔ یہ جائز ہے اور باعثِ برکت بھی ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلسل تین بار حصولِ دولت کے لیے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یہ انداز پسند نہ آیا۔ ان کی تادیب فرماتے ہوئے فرمایا: دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اس پر حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر لیا کہ وہ آئندہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کریں گے اور انہوں نے تاحیات اس وعدہ کو نبھایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ادوار میں انہیں وظیفہ پیش کرنے کی کوشش کی تو حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے وظیفہ وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

الحاصل! جو دولت حلال و طیب ذرائع سے حاصل کی جائے وہ بابرکت ہوتی ہے اور جو دولت ناجائز ذرائع سے حاصل کی جائے وہ بے برکتی اور ذلت و خواری کا باعث بنتی ہے۔

2388 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ

مَتَنُ حَدِيثٍ: ابْتُلِينَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالضَّرَّاءِ فَصَبَرْنَا ثُمَّ ابْتُلِينَا بِالسَّرَّاءِ بَعْدَهُ فَلَمْ نَصْبِرْ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تنگی میں مبتلا کیا گیا، تو ہم نے صبر

سے کام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں خوشحالی میں مبتلا کیا گیا، تو ہم صبر سے کام نہیں لے سکے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

خوشحالی میں آزمائش کا مشکل ہونا:

آدمی کو عموماً تین اشیاء زیادہ عزیز ہوتی ہیں:

1- جان، 2- اولاد، 3- دولت۔

ان امور ثلاثہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے امتحان لیتا رہتا ہے۔ جان اور اولاد کے حفظ و راحت کے لیے آدمی مال کماتا ہے۔ شب و روز اس کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے بلکہ اپنا آرام و راحت قربان کر کے غیر ممالک کا بھی سفر کرتا ہے۔ مالی بد حالی کی حالت میں آدمی سے امتحان لینا آسان ہے، کیونکہ اس کیفیت میں ثابت قدم رہنا کوئی دشوار نہیں ہوتا۔ تاہم خوشحالی میں امتحان دینا انسان کے لیے مشکل تر ہے، کیونکہ اس حالت میں ثابت رہنا دشوار ہے۔ حدیث باب میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حالتوں کے امتحان کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم لوگوں سے دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بد حالی میں امتحان لیا گیا تو ہم نے صبر و استقلال کا مظاہر کیا اور کامیاب ہوئے۔ اس کے برعکس بعد ازاں ہم سے خوشحالی میں امتحان لیا گیا جس میں ثابت قدم رہنا ہمارے لیے دشوار ہو گیا تھا اور ہمیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ تاہم جب اللہ تعالیٰ کی نصرت انسان کے شامل جاتی ہے تو آدمی خوشحالی میں بھی ثابت قدم رہ کر آزمائش میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

2389 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ ابَانَ وَهُوَ الرَّقَاشِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قَدَرَ لَهُ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس کی سوچ کا مرکز آخرت ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غناء ڈال دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو سمیٹ دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس سرنگوں ہو کر آتی ہے اور جس شخص کی سوچ کا مرکز صرف دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے فقر کو اس کے سامنے کر دیتا ہے۔ اس کے معاملات کو بکھیر دیتا ہے اور دنیا سے اتنی ہی ملتی ہے جو اس کا نصیب ہوتی ہے۔

شرح

طالب آخرت کا دل مطمئن ہونا اور طالب دنیا کا دل پریشان ہونا:

جو شخص اپنا مقصد حیات حصول آخرت قرار دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے اور فقر و فاقہ سے بھی نجات عطا کرتا ہے۔ وہ ہمہ وقت خوش و خرم رہتا ہے اور اس کا دل بھی مطمئن رہتا ہے۔ اس کے برعکس جو اپنا مقصد حیات محض حصول دنیا قرار دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے محتاج بنا دیتا ہے اسے راحت و سکون کی دولت میسر نہیں ہوتی اور وہ ہمہ وقت پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ افسردگی، پریشانی اور آزمائش کے بدنما آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں، وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے شب و روز کوشاں رہتا ہے مگر اسے کامیابی حاصل نہیں ہوتی، لہذا آدمی کو چاہیے کہ دنیا کا طالب بننے کے بجائے آخرت کا طالب بنے، کیونکہ حقیقی کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔

2389۔ انفسردہ الترمذی: بنظر (تحفة الاشراف) (۲۰۶/۲)۔ حدیث (۳۶۹۵) ذکر السنن فی (الترغیب) (۲۶/۴)۔ حدیث (۴۶۲۴)۔ وعزاه للبخاری بلفظ (من كانت نية الآخرة)۔ و ذكره البيهقي في (مجمع الزوائد) (۲۵۰/۱۰) وعزاه للبخاری۔

2390 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيطٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدْرَكَ غِنَى وَأَسَدًا فَقْرَكَ وَلَا تَفْعَلْ
مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسَدًا فَقْرَكَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو میری عبادت میں مشغول ہو جا۔ میں تیرے سینے کو بے نیازی سے بھر دوں گا۔ میں تیری محتاجی کو ختم کر دوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تجھے مصروف رکھوں گا اور تیری محتاجی کو ختم نہیں کروں گا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔
ابو خالد والیبی نامی راوی کا نام ہرمز ہے۔

شرح

رضائے الہی کے لیے عبادت کا صلہ:

جو شخص اپنی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کو بنا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی کا محتاج نہیں بناتا بلکہ اس کے تمام کام درست فرماتا ہے۔ حدیث باب میں یہی درس دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص حصول دنیا کو اپنا مقصد حیات قرار دیتا ہے تو اسے فقر و محتاجی کے علاوہ کوئی چیز میسر نہیں آتی۔ کاش! انسان اپنا مقصد حیات اور منشاء زیست معلوم کرے۔ اس دولت کا سراغ لگانے کے نتیجے میں آدمی دارین کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

2391 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: تُوْفِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَنَا شَطْرٌ مِّنْ شَعِيرٍ فَأَكَلْنَا مِنْهُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قُلْتُ لِلْجَارِيَةِ كَيْلِيهِ فَكَأَلَتْهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ فِينِي قَالَتْ فَلَوْ كُنَّا تَرَ كُنَاهُ لَا كَلْنَا مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهَا شَطْرٌ تَعْنِي شَيْئًا

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت ہمارے پاس کچھ جو تھے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا ہم اس میں سے کھاتے رہے۔ پھر میں نے ایک کنیر سے کہا: اے ماپ لو! جب اس نے ماپ لیا تو کچھ ہی

2390- اخرجه ابن ماجه (۱۳۷۶/۲): كتاب الزهد: باب: الرهم الدنيا: حديث (۶۱۰۷): و احمد (۲۵۸/۲)-

2391- اخرجه البخاري (۲۴۱/۶): كتاب فرض الغنم: باب: نفقة نساء النبي صلى الله عليه وسلم وبعد وفاته: حديث (۲۰۹۷) و كتاب

الرقائق: باب فضل الفقر: حديث (۶۵۱) و نسلم (۲۲۸۲/۴) كتاب الزهد و الرقائق: باب: ---: حديث (۲۹۷۲/۲۷) و ابن ماجه

(۱۱۱۰/۲): كتاب اللطمة: باب: خبر الشعير: حديث (۲۳۴۵) عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة به-

عرصے بعد وہ ختم ہو گئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اگر ہم اسے ایسے ہی رہنے دیتے تو اس سے زیادہ عرصے تک ایسے ہی کھاتے رہتے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔
لفظ شطر سے مراد ”کچھ“ ہے۔

شرح

نصف وسق جو پر کئی دنوں تک گزارہ کرنا:

لفظ: شطر کے کئی معانی ہیں:

1- کچھ حصہ، 2- نصف کے قریب، 3- نصف، 4- جہت۔

یہاں نصف وسق جو مراد ہیں۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع کا وزن تین کلو ایک سواڑتا لیس گرام کا ہوتا ہے۔

حدیث باب سے دو مسائل ثابت ہوتے ہیں:

1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت گھر میں اہل بیت کے لیے نصف وسق جو موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اہل خانہ کے لئے دراہم و دنانیر یا وافر مقدار میں خورد و نوش کی اشیاء نہیں چھوڑی تھیں۔ تاہم گھر میں نصف وسق جو موجود تھے، جو کئی ایام تک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے استعمال میں لاتی رہیں۔
2- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حکم کی تعمیل میں باندی نے جو ناپے جس کے بعد وہ جلدی ختم ہو گئے۔ اگر وہ نہ ناپے جاتے تو ان میں برکت باقی رہتی اور وہ مزید کئی ایام نکال سکتے تھے۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ غلہ ناپنے سے اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے لہذا غلہ ناپنا نہیں چاہیے، حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں غلہ ناپنے کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَيْلُوا طَعَامَكُمْ يَبَارِكْ لَكُمْ فِيهِ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث 4198) تم اپنا غلہ ناپو تو اس میں برکت پیدا ہوگی۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: 1- حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جو تولنے کا ذکر ہے اس سے خرچ کرتے وقت تولنا مراد نہیں ہے بلکہ خرید و فروخت کے وقت تولنا مراد ہے تاکہ بائع اور مشتری دونوں کو مقدار کے اعتبار سے نقصان نہ ہو۔ ایک مشہور روایت میں موجود ہے کہ کسی شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصف وسق جو عنایت فرمادے۔ وہ شخص اس کی زوجہ اور مہمان وغیرہ ایک عرصہ تک غلہ کھاتے رہے۔ پھر انہوں نے وہ غلہ وزن کیا تو چند ایام بعد ختم ہو گیا۔ اس بارے میں بارگاہ رسالت میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے نہ ناپتے تو اس سے تم مزید کھاتے یعنی مزید کئی ایام تک وہ غلہ استعمال میں لاتے رہتے۔

2- حدیث باب میں تمام غلہ تولنا مراد ہے جس سے بے برکتی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے وہ غلہ مراد ہے جو استعمال میں لایا جاتا ہے یعنی ناپ تول کر غلہ پکانا چاہیے، کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے اور

فضول خرچی سے بھی بچا جاسکتا ہے۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اہل خانہ کے لیے نصف وسق جو چھوڑے تھے اور حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت درہم و دینار، اونٹ، باندی اور غلام وغیرہ کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی، اس طرح روایات میں تعارض ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت جو جو گھر میں موجود تھے، وہ آپ کی ملکیت میں نہیں تھے بلکہ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں بطور نفقہ عطا کیے گئے تھے۔

2392 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ الْحَمِيرِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ لَنَا قِرَامٌ يَسْتُرُ فِيهِ تَمَائِيلُ عَلِيٍّ بَابِي فَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْزِعِيهِ فَإِنَّهُ يُذَكِّرُنِي الدُّنْيَا قَالَتْ وَكَانَ لَنَا سَمَلٌ قَطِيفَةٌ تَقُولُ عَلَمُهَا مِنْ حَرِيرٍ كُنَّا نَلْبَسُهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اپنے دروازے پر ایک ایسا پردہ لگایا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ نے فرمایا: اسے اتار دو! کیونکہ یہ مجھے دنیا کی یاد دلاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہمارے پاس ایک پرانی اونی چادر تھی جس پر ریشم سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے ہم اسے اوڑھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

دنیا کی پرکشش اشیاء سے احتراز کرنا:

جس طرح دنیا عارضی ہے اسی طرح اس کی اشیاء بھی عارضی ہیں اور ان سے قلبی احتراز مطلوب ہے۔ حدیث باب میں تین اہم امور کا درس دیا گیا ہے:

1- دنیا کی رنگینی، پرکشش اشیاء، حسن و جمال اور ٹھاٹھ کی زندگی آدمی کے دل کو اپنی طرف متوجہ کر کے آخرت کی یاد اور تیاری سے غافل کر دیتی ہیں، لہذا انسان کو دنیا و مافیہا سے اپنا دل لگانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور آخرت کی تیاری میں مشغول رکھنا چاہیے۔

2- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر، گھریلو اشیاء بالخصوص بستر مبارک کی سادگی سے ہمیں سادگی اختیار کرنے کا درس ملتا ہے۔

3- اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ تصویر سازی اور تصویر

2392۔ اخرجه مسلم (۱۶۶۶/۲): کتاب اللباس و الزينة: باب: تهریم تصویر صورة الميوان و تهریم اتخاذ ما فيه صورة غير مضمونة بالفرش و نحوہ۔۔۔ حدیث (۲۱۰۷/۸۸) و النسائي (۲۱۳/۸): باب: التصاوير: حدیث (۵۲۵۳) و اخرجه احمد (۴۹/۶ - ۵۳ - ۲۴۱) عن داود بن ابي هند عن عزره بن عبد الرحمن عن حميد بن عبد الرحمن عن سعد بن هشام عن عائشة به۔

والی اشیاء کا استعمال دونوں ممنوع و حرام ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا تقاضا ہے کہ تصویر سازی اور تصویر سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

2393 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ وَسَادَةَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَضْطَجِعُ عَلَيْهَا مِنْ آدَمَ حَشْوُهَا لَيْفٌ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ تکیہ جس سے آپ ٹیک لگایا کرتے تھے وہ چمڑے سے بنا ہوا تھا اور اس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

امت کو سادگی کا درس:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف لباس اور بستر سادہ تھا بلکہ خوراک بھی سادہ تھی۔ اس سے امت کے لیے یہ درس ہے کہ بے ثباتی، عارضی اور غیر مستقل زندگی میں سادگی کو اپنا کر آخرت کی منزل حساب کو آسان بنائیں۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت کا بھی تقاضا ہے کہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے۔

2394 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي

مَيْسَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا
قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو مَيْسَرَةَ هُوَ الْهَمْدَانِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ شَرْحَبِيلَ

﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ان لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں سے کیا باقی بچا ہے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: اس میں سے صرف ایک دستی بچی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دستی کے علاوہ باقی سب بچ گیا ہے۔ (کیونکہ اسے صدقہ کر دیا گیا تھا)
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔
ابو میسرہ نامی راوی ہمدانی ہیں اور ان کا نام عمرو بن شرحبیل ہے۔

شرح

اللہ کی راہ میں خرچ ہونے والی چیز کا محفوظ ہونا:

آدمی جو چیز کھاتا ہے، یا استعمال کر کے بوسیدہ کر دیتا ہے، وہ ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، وہی باقی رہتی ہے اور آخرت میں آدمی کے لیے کارآمد ہوگی۔ حدیث باب سے عیاں ہوتا ہے کہ اہل خانہ کی خدمت کرنا بھی صدقہ میں شامل ہے۔ اسی لیے تو فرمایا گیا ہے کہ شانہ کے علاوہ بکری کی ہر چیز بیچ گئی ہے یعنی صحیح جگہ میں وہ صرف ہوئی ہے۔ تاہم انسان کی نیت کا درست ہونا ضروری ہے، کیونکہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

2395 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

عَائِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: اِنْ كُنَّا اِلْ مُحَمَّدٍ نَمُكُّ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ اِنْ هُوَ اِلَّا الْمَاءُ وَالتَّمْرُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے کوئی مہینہ ایسے گزار دیتے تھے کہ اس دوران ہم آگ نہیں جلاتے تھے۔ صرف پانی اور کھجور پر گزارا ہوتا تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

ایک ماہ تک محض کھجور پانی پر گزارہ کرنا:

لفظ: آل کا اطلاق بیوی، بچوں اور تبعین پر ہوتا ہے لیکن اس روایت میں افراد خانہ مراد ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سادگی پسند تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ غرباء و مساکین میں فقر و فاقہ کی حالت میں رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ گھریلو فاقہ و سادگی کا یہ عالم تھا کہ مہینہ بھر گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، لیکن کھجوروں اور پانی پر گزارا کرتے تھے۔ محض کھجوروں اور پانی کے لیے آگ کا جلنا ضروری نہیں ہوتا۔ بقول شاعر

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی

والہانہ ہو گئے جو تیرے قدموں پر نثار سرور کون و مکان کی سادگی اچھی لگی

2396 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا

حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2395- أخرجه البخاری (۲۸۷/۱۱): کتاب الرقاق: باب: کیف عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ و تغلیبہم عن الدنیا حدیث

(۶۵۸) و مسلم (۲۲۸۲/۴): کتاب الزهد و الرقائق: باب: --- حدیث (۲۹۷۲/۲۶) و ابن ماجہ (۱۲۸۸/۲): کتاب الزهد: باب: معیشتہ آل

محمد صلی اللہ علیہ وسلم حدیث (۶۱۴۴) - و أخرجه احمد (۵۰/۶) عن هشام بن عروة عن ابیہ عن عائشہ بہ-

2396- أخرجه ابن ماجہ (۵۴/۱): المقدمہ (فضائل سلمان و ابی ذر و المقداد) حدیث (۱۵۱) و أخرجه احمد (۱۲۰/۲ - ۲۸۶) و عبد بن

حسب ص ۲۹۲: حدیث (۱۳۱۷) عن ہما ذین سلمة عن ثابت عن انس بن مالك بہ-

متن حدیث: لَقَدْ أَخْفَتْ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُودِيَتْ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ وَلَقَدْ آتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَكَأَيَّةٍ وَمَا لِي وَبِلَبَّالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُؤَارِيهِ ابْنُ بِلَالٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ حِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِنْ مَكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ إِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُهُ تَحْتَ إِبْطِهِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے جتنا خوفزدہ کیا گیا ہے۔ اتنا اور کسی کو نہیں کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجھے جتنی اذیت دی گئی ہے اتنی کسی کو اذیت نہیں دی گئی۔ مجھ پر تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ جب میرے اور بلال کے لیے اتنا بھی کھانا نہیں تھا کہ اسے کوئی ذی روح کھا سکے، ماسوائے اس چیز کے جو بلال کی بغل میں آجاتی۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تشریف لے گئے، تو آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس اتنا کھانا تھا جو بغل کے نیچے دبایا جاسکے۔

شرح

چند مٹھی توشہ پر ایک ماہ تک گزارہ کرنا:

اعلان نبوت سے لے کر تاجرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت نہایت صبر آزمائی، اسی دور میں چند مٹھی توشہ پر آپ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ماہ تک گزارہ کیا تھا۔

جس شخصیت کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جتنا زیادہ مقام و مرتبہ ہوتا ہے، اسی قدر اس پر آزمائش آتی ہے اور اس سے امتحان بھی زیادہ لیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء کے منصب پر فائز تھے لہذا دیگر انبیاء کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آزمائش بھی زیادہ آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا بھی زیادہ گیا تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقاصد کے لیے مختلف سفر اختیار فرمائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سفر زیادہ مشہور اور تاریخی نوعیت کے ہیں:

1- اعلان نبوت کے بعد تبلیغ و پیغام اسلام دینے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا سفر اختیار فرمایا اور اس سفر کے دوران حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھے۔

2- اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کیا، اس موقع پر رفیق سفر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھے بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سفر بیان ہوا ہے جس میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیق سفر تھے۔ وہ ان دو اسفار کے علاوہ کوئی تیسرا سفر ہو سکتا ہے۔ یہ سفر خواہ کوئی بھی ہو مگر روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چند مٹھی توشہ جو کسی آدمی کی بغل میں چھپ سکتا ہے، پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ماہ تک گزارہ کر لیا تھا۔

2397 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرْظِيِّ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ

متن حدیث: خَرَجْتُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَعْطُوبًا فَحَوَلْتُ وَسَطَهُ فَأَدْخَلْتُهُ عُنُقِي وَشَدَدْتُ وَسَطِي فَحَزَمْتُهُ بِخُوصِ النَّخْلِ وَإِنِّي لَشَدِيدُ الْجُوعِ وَلَوْ كَانَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ لَطَعِمْتُ مِنْهُ فَخَرَجْتُ التَّمِسُ شَيْئًا فَمَرَرْتُ بِيَهُودِيٍّ فِي مَالٍ لَهُ وَهُوَ يَسْقِي بَبْكَرَةً لَهُ فَأَطْلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثَلَمَةٍ فِي الْحَائِطِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَعْرَابِي هَلْ لَكَ فِي كُلِّ دَلْوٍ بَتْمَرَةٌ قُلْتُ نَعَمْ فَافْتَحَ الْبَابَ حَتَّى أَدْخَلَ فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ فَأَعْطَانِي دَلْوَهُ فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِي تَمْرَةً حَتَّى إِذَا امْتَلَأْتُ كَفَيْتُ أَرْسَلْتُ دَلْوَهُ وَقُلْتُ حَسْبِي فَأَكَلْتُهَا ثُمَّ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں: مجھے ان صاحب نے یہ بات بتائی ہے جنہوں نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی زبانی اسے سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن سردی کے موسم میں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلا میں نے ایک بودار چمڑا لیا اسے درمیان میں سے کاٹ کر اپنی گردن میں ڈال لیا اور اسے کھجور کے پتوں سے باندھ دیا اس وقت مجھے بہت شدید بھوک لگی ہوئی تھی اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو میں اسے کھا لیتا۔ میں نکلتا کہ کوئی چیز تلاش کروں۔ میرا گزر ایک یہودی کے پاس سے ہوا جو اپنی زمین میں موجود تھا اور کھجور کے درخت کو پانی دے رہا تھا۔ میں نے دیوار میں موجود سوراخ کے ذریعے جھانکا تو وہ بولا: اے دیہاتی! تمہارا کیا مسئلہ ہے۔ کیا تم ایک کھجور کے عوض میں ایک ڈول (کنویں میں سے پانی) نکالو گے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ تم دروازہ کھولتا کہ میں اندر آ جاؤں اس نے دروازہ کھولا میں اندر گیا۔ اس نے اپنا ڈول مجھے پکڑا دیا۔ میں جب بھی ایک ڈول نکالتا وہ مجھے ایک کھجور دے دیتا۔ یہاں تک کہ میری ہتھیلی بھر گئی۔ تو میں نے اس کا ڈول چھوڑ دیا۔ میں نے کہا: میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے ان کھجوروں کو کھا لیا اور وہ پانی پی لیا پھر میں مسجد میں آیا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں موجود پایا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2398 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسِ

الْجَرِيرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

2397- انصربہ الترمذی: ينظر (تمفة الاشراف) (٤٦٨/٧): حديث (١٠٢٢٨) ذكره البيهقي في (معجم الزوائد) (٣٧٧/١٠) مطولا و

قال: رواه ابو يعلى وفيه زائل لم يسم: وبقية رجاله ثقات-

2398- اخرجه البخاري (٤٦٠/٩): كتاب الاطعمة: باب: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه ياكلون: حديث (٥٤١١) وباب:

(٤٠): حديث (٥٤٤١ - ٥٤٤١م) و ابن ماجه (١٢٩٢/٢): كتاب الزهد: باب: مبيسة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: حديث (٤١٥٧) و اخرجه احمد (٧٨٦ - ٢٥٣ - ٤١٥) -

متن حدیث: اِنَّهٗ اَصَابَهُمْ جُوعٌ فَاعْطَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً
حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان لوگوں کو انتہائی بھوک لاحق ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ایک کھجوری۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2399 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ
اللّٰهِ قَالَ

متن حدیث: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثٌ مِّائَةً نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَنَبِيْ
زَادَنَا حَتّٰى اِنْ كَانَ يَكُوْنُ لِلرَّجُلِ مِمَّا كُلُّ يَوْمٍ تَمْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَاَيْنَ كَانَتْ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ
فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَكَدْنَاهَا وَاتَيْنَا الْبَحْرَ فَاِذَا نَحْنُ بِحُوتٍ قَدْ قَدَفَهُ الْبَحْرُ فَاكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ
يَوْمًا مَا احْبَبْنَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَتَمَّ
مِنْ هَذَا وَاَطْوَلَ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا ہم تین سو افراد تھے ہم نے اپنے کھانے
کا سامان اپنی گردن پر اٹھایا ہوا تھا ہمارا کھانے کا سامان ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ اے ابو عبد اللہ! ایک کھجور کے ساتھ آدمی کا کیسے گزارا ہو سکتا ہے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ہمیں جب وہ بھی نہیں ملی تو ہمیں اس کی قدر و قیمت کا احساس ہوا پھر ہم سمندر تک آ گئے۔ وہاں ایک مچھلی موجود تھی جسے سمندر نے
باہر پھینک دیا تھا ہم اٹھارہ دن تک اسے کھاتے رہے جتنا ہمارا جی چاہا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے وہب بن کیسان کے حوالے سے اسے مکمل اور طویل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناداری کی کیفیت:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا رشتہ تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، داماد
2399۔ اضرحة مالك (۹۳۰/۲): کتاب اصفة النبي صلى الله عليه وسلم باب: جامع ما جاء في الطعام والشراب حديث (۲۴) والبضري
(۱۵۲/۵): کتاب الشركة: باب: الشركة في الطعام والشراب والمروض حديث (۲۶۸۳) والحديث في (۲۹۸۳ - ۴۳۶۰ - ۴۳۶۱ - ۴۳۶۲ -
۵۴۹۴ - ۵۴۹۵) ومسلم (۱۵۳۵/۳): کتاب الصيد والذبائح: باب: اباحة ميتات البعير حديث (۱۹۳۵/۱۷) - والنسائي (۲۰۷/۷): کتاب
الصيد والذبائح: باب: ميتة البعير حديث (۴۳۵۱) وابن ماجه (۱۲۹۲/۲): کتاب الزهد: باب: معيشة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
حديث (۴۱۵۹) و اضرحة احمد (۲۰۶/۲)۔

اور گھر کے فرد تھے۔ انہیں خاطر خواہ نہ پہننے کے لیے کپڑا میسر تھا اور نہ کھانے کے لیے کوئی چیز دستیاب تھی۔ جب ان کے لیے کاشانہ نبوت میں کھانے کے لیے کوئی چیز موجود نہیں تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یقیناً فاقہ سے ہوں گے۔ فاقہ مستی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک یہودی کے ہاں مزدوری کرنے پر مجبور کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودی کے ہاں مزدوری کے صلہ میں کھجوریں کھا کر اور پانی نوش کر کے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشنگان علم کو سیراب کر رہے تھے۔

پہلی حدیث باب سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناداری اور فاقہ مستی عیاں ہوتی ہے، کاشانہ نبوت کی ناداری نمایاں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فاقہ کشی بھی معلوم ہوتی ہے۔ دوسری حدیث باب سے اصحاب صفہ کی ناداری کا حال معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض حصول علم لیں مشغولیت کی وجہ سے مزدوری یا تجارت نہ کر سکتے تھے لیکن ایک عظیم مشن کی خاطر فاقہ مستی کو اپنے گلے کا ہار بنائے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بطور خوراک ایک ایک کھجور عنایت فرماتے تھے۔ تیسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ مجاہدین اسلام کی خوراک صرف ایک کھجور تھی۔ غور فرمائیں کہ ایک کھجور کتنی بھوک مٹاتی ہوگی؟ علاوہ ازیں تین سو مجاہدین ایک مچھلی کو اٹھارہ ایام تک بطور خوراک استعمال میں لاتے رہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے معمولی خوراک کو برکات سے معمور کر دیا تھا، جو ان نفوس قدسیہ کے لیے کافی ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2400 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اسْحَقَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرْظِيِّ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ

متن حدیث: اَنَا لَجُلُوسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِي هُوَ الْيَوْمَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحَ فِي حُلَّةٍ وَوَضَعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرَفَعَتْ أُخْرَى وَسَتَرْتُمْ بِيُوتِكُمْ كَمَا تُسْتَرُّ الْكَعْبَةُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِمَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤَنَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ هُوَ ابْنُ مَيْسَرَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدَّمَشْقِيُّ الَّذِي رَوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ رَوَى عَنْهُ وَكَيْعٌ وَمَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ كُوفِيٌّ رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ مِنَ الْأَثَمَةِ

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی

دوران حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی جس پر فرو کے پیوند لگے ہوئے تھے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

2400- انصربہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (٤٦٨/٧) حدیث (١٠٢٣٩) و اخرجه لناد بن السرى فى الزهد: (٢٨٩/٢) حدیث (٧٥٨) و عزاه للابى يعلى مطولا-

نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے کیونکہ وہ پہلے کس طرح نعمتوں میں تھے اور اس وقت ان کی کیا حالت تھی؟ پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی کہ جب تمہیں صبح کے وقت ایک لباس پہننے کو ملے گا اور شام کے وقت ایک اور لباس پہننے کو ملے گا۔ تمہارے سامنے ایک برتن رکھا جائے گا، تو دوسرا اٹھالیا جائے گا۔ تم اپنے گھروں میں یوں پردے لٹکاؤ گے جس طرح خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے، تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس وقت ہم آج کے مقابلے میں بہتر حالت میں ہوں گے اور زیادہ توجہ کے ساتھ عبادت کر سکیں گے اور ہمیں محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ آج اس سے زیادہ بہتر حالت میں ہو، جس میں اُس دن ہو گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یزید بن زیاد نامی راوی ابن میسرہ ہیں اور مدنی ہیں۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

یزید بن زیاد دمشقی، جوزہری رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں، وکیع، مروان بن معاویہ، یزید بن ابوزیاد کوفی نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ سفیان، شعبہ، ابن عیینہ اور دیگر آئمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت ناداری:

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اجلہ صحابہ میں ہوتا ہے، آپ قدیم الاسلام اور اول الایمان تھے۔ قبول اسلام سے قبل شان و شوکت سے زندگی گزار رہے تھے اور قبول اسلام کے بعد امور دین کی خدمات دینا شروع کر دیں۔ ہجرت سے قبل اہل یشرب میں سے چند لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم اور احکام دین سیکھنے کے لیے کسی استاد کا مطالبہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور معلم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کیا اور انہیں مدینہ طیبہ روانہ کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے جب قباء میں تشریف لائے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو پیوند لگے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ ماضی کا ٹاٹھہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا: اے مصعب! ایک وقت آئے گا کہ حسب سابق تم صبح و شام لباس تبدیل کرو گے، تمہارے خورد و نوش میں نمایاں تبدیلی آئے گی اور کعبہ اللہ کی طرح اپنے گھروں پر پردے لٹکاؤ گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! تب تو ہم عبادت و ریاضت کے لیے فارغ ہوں گے، کیا وہ زمانہ ہمارے آج کے زمانہ سے بہتر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: نہیں! آج کا زمانہ اس زمانہ سے بہتر ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ زبان نبوت سے نکلنے والا ایک ایک لفظ پورا ہوا۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ حال کی طرح نگاہ نبوت زمانہ ماضی پر ہے اور زمانہ مستقبل پر بھی ہے۔ آپ عالم الغیب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تبدیلی و انقلاب کے

بارے میں فرمایا تھا، بالکل اسی طرح ہوا تھا۔

سوال: حدیث باب میں عصر حاضر کو زمانہ مستقبل سے افضل کیوں قرار دیا گیا ہے حالانکہ زبان نبوت سے اس زمانہ کی تعریف بھی بیان کی گئی ہے؟

جواب: مشہور روایت خیر القرون قرنی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری زمانہ تمام زبانوں سے افضل و اعلیٰ ہے اسی مناسبت سے عصر حاضر کو عصر مستقبل سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

2401 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ ذَرِّ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
متن حدیث: قَالَ كَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلِ وَلَا مَالٍ وَاللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَا أَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَأَشَدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ
يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ فِيهِ فَمَرَّ بِي أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي
فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ أَبُو
الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَأَيْتُ وَقَالَ أبا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْحَقُّ وَمَضَى
فَاتَّبَعْتُهُ وَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَاسْتَأْذَنَتْ فَأَذِنَ لِي فَوَجَدَ قَدْحًا مِنْ لَبَنٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ لَكُمْ قِيلَ أَهْدَاهُ لَنَا فَلَانَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَبَّيْكَ فَقَالَ الْحَقُّ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ وَهُمْ أَضْيَافُ
الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلِ وَلَا مَالٍ إِذَا آتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا آتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ
إِلَيْهِمْ فَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَأَلْتَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ مَا هَذَا الْقَدْحُ بَيْنَ أَهْلِ الصُّفَّةِ وَأَنَا رَسُولُهُ إِلَيْهِمْ
فَسَيَأْمُرُنِي أَنْ أُدِيرَهُ عَلَيْهِمْ فَمَا عَسَى أَنْ يُصَيِّبَنِي مِنْهُ وَقَدْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ أُصِيبَ مِنْهُ مَا يُغْنِينِي وَلَمْ يَكُنْ بَدًّا مِنْ
طَاعَةِ اللَّهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ فَاتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ فَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ فَقَالَ أبا هُرَيْرَةَ خُذِ الْقَدْحَ
وَأَعْطِهِمْ فَأَخَذْتُ الْقَدْحَ فَجَعَلْتُ أَنْوَلَهُ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرُوي ثُمَّ يَرُدُّهُ فَأَنَاوَلُهُ الْآخَرَ حَتَّى انْتَهَيْتُ بِهِ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدْحَ
فَوَضَعَهُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ أبا هُرَيْرَةَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ اشْرَبْ فَلَمْ أَزَلْ أَشْرَبُ
وَيَقُولُ اشْرَبْ حَتَّى قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا فَأَخَذَ الْقَدْحَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَسَمَّى ثُمَّ شَرِبَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”اصحاب صفہ“ اسلام کے مہمان تھے۔ ان کا کوئی گھر نہیں تھا۔ ان کی کوئی زمین نہیں تھی۔ اس اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ (بعض اوقات) میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنا کلیجہ زمین پر ٹیک دیا کرتا تھا (اور بعض اوقات) بھوک کی شدت کی وجہ سے میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں لوگوں کے

2401- اخرجه البخاری (۲۲/۱۱) کتاب الاستئذان: باب: اذا دعى الرجل فجاءه لعل يستأذن: حدیث (۶۶۶۶) واخرجه احمد (۲/۵۱۵) عن

عمر بن زید عن مجاهد عن ابي هريرة به-

راستے میں بیٹھا ہوا تھا جہاں سے وہ گزر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ (اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلائیں گے) لیکن وہ گزر گئے اور انہوں نے ایسا نہیں کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے ان سے صرف اس لیے سوال کیا تھا تا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے (اور اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلائیں گے) لیکن وہ گزر گئے۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا، پھر حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ گزرے آپ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا دیے۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ، میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ چلو! پھر آپ تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے آ گیا۔ آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے میں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت دی گئی۔ آپ نے (گھر کے اندر) دودھ کا ایک پیالہ پایا تو دریافت کیا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ تو آپ کو بتایا گیا: فلاں شخص نے اسے ہمارے لیے تحفے کے طور پر بھیجا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) یہ لوگ اسلام کے مہمان تھے۔ ان کا کوئی گھریار اور مال نہیں تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تھی تو وہ آپ ان لوگوں کو بھجوا دیا کرتے تھے اور خود اسے استعمال نہیں کرتے تھے لیکن جب آپ کے پاس کوئی چیز تحفے کے طور پر آتی تھی تو وہ آپ انہیں بھی بھجوا دیا کرتے تھے آپ اس کا کچھ حصہ خود استعمال کرتے تھے۔ اور انہیں اس چیز میں شریک کر لیتے تھے۔ (اب آپ نے انہیں بلوایا) تو مجھے یہ بات بہت بری لگی میں نے سوچا تمام اہل صفہ کے درمیان اس ایک پیالے کی کیا حیثیت ہوگی؟ کیونکہ میں ان لوگوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام رساں ہوں۔ اس لیے مجھے یہ حکم دیں گے کہ میں وہ پیالہ لے کر ان سب کے پاس جاؤں تو امید تو یہ ہے کہ مجھے اس میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا جبکہ میری تو یہ آرزو تھی کہ میں اسے اتنا پی لیتا جس سے میری تسلی ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس لیے میں ان لوگوں کے پاس آیا میں نے انہیں دعوت دی پھر وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اس پیالے کو پکڑو اور انہیں (پینے کے لیے) دو! میں نے پیالہ پکڑا اور اسے ایک شخص کی طرف بڑھایا۔ اس نے پی لیا۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا، تو اس نے اس پیالے کو واپس کر دیا۔ میں نے اسے دوسرے کی طرف بڑھایا (یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے تمام لوگوں نے اسے پی لیا) یہاں تک کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گیا، تو تمام حاضرین سیر ہو چکے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالے کو پکڑا اس پر اپنا دست مبارک رکھا پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور مسکرا دیے۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اب تم پیو! میں نے پی لیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اور پیو! (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں پیتا رہا اور آپ یہ فرماتے رہے: اور پیو یہاں تک کہ میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے۔ اب اسے پینے کی مزید گنجائش نہیں ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالے کو پکڑا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر اسے پی لیا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اصحاب صفہ کی ناداری:

جب مسجد نبوی شریف تعمیر کی گئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک کونہ میں چبوترہ بنوایا جس پر تشریف فرما کر اپنے صحابہ کو قرآن کریم اور احکام دین کی تعلیم سے آراستہ فرماتے تھے، علم حاصل کرنے والے لوگوں کو "اصحاب صفہ" کہا جاتا تھا۔ ان کی تعداد ساٹھ سے ستر تک ہوتی تھی۔ یہ معلمین مسلمانوں کے مہمان تھے جو نہایت غربت و ناداری کی حالت میں علم حاصل کرتے تھے۔ صحابہ کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھانا مہیا فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بھوک کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے راستہ میں پڑے ہوئے تھے کہ کوئی صحابی اپنے ساتھ اپنے گھر لے جائے اور کھانا کھلا دے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاس سے گزرے لیکن وہ اپنے ساتھ نہ لے کر گئے۔ بعد میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کا جائزہ لیا تو بطور ہدیہ ایک پیالہ دودھ موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اگر کوئی چیز بطور زکوٰۃ و صدقہ پیش کی جاتی وہ سب کی سب اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے اور اگر کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کی جاتی تو وہ خود بھی تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی عنایت فرماتے تھے۔

کاشانہ نبوت میں ایک پیالہ دودھ تھا جو بطور ہدیہ پیش کیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تمام اصحاب صفہ کو بلا لائیں۔ چنانچہ وہ حسب ارشاد سب معلمین صفہ کو بلا لائے آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ تھما دیا اور یکے بعد دیگرے سب کو پلانے کا حکم دیا، انہوں نے سب کو پیٹ بھر کر دودھ پلایا پھر حکم نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے خود بھی خوب نوش فرمایا اور سب کے آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دودھ نوش فرمایا۔ اس طرح ایک پیالہ دودھ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے کافی ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کا بایں الفاظ تذکرہ کرتے ہیں۔

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

فائدہ نافع: ایک پیالہ دودھ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے کافی ہو جانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ تھا، علاوہ ازیں ایک آدمی دوسرے کا جھوٹا مشروب نوش نہیں کرتا تا کہ اس طرح ایک کے جراثیم دوسرے میں منتقل ہو جائیں گے، جو مرض کا باعث بن سکتے ہیں لیکن یہاں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر افراد کا جھوٹا نوش فرما کر اس نظریہ کی تیخ کنی فرمادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اس بات کا درس دیا کہ جھوٹی چیز میں برکت ہے اور جھوٹا مشروب استعمال میں لانا میری سنت ہے۔

2402 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى

الْبُكَاءُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

2402۔ اضرحة ابن ماجه (۲/ ۱۱۱۷): كتاب الاطعمة: باب: الاقتصار في الاكل و كراهة الشبع: حديث (۲۳۵۰) عن عبد العزيز بن عبد الله ابي يحيى القرشي عن ابني البكاء عن ابن عمر به۔

متن حدیث: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُفَّ عَنَّا جُشَائِكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شَبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ڈکار لی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ڈکار کو ہم سے دور رکھو! کیونکہ دنیا میں پیٹ بھر کر کھانے والے لوگ قیامت کے دن زیادہ بھوکے ہوں گے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ اس بارے میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

دنیا میں شکم سیر کا آخرت میں بھوکا ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے گندم اور گوشت کا ٹرید پیٹ بھر کھایا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شکم سیری کی وجہ سے انہیں مسلسل ڈکاریں آرہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: كُفَّ عَنَّا جُشَائِكَ، تم اپنی ڈکاریں بند کرو اس لیے کہ جو شخص دنیا میں زیادہ شکم سیر ہو کر کھاتا ہے، وہ قیامت کے دن بھوکا رہے گا۔ بعد ازاں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاحیات شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ وہ اگر صبح کے وقت کھانا تناول کرتے تو رات کے وقت نہ کھاتے تھے اور اگر شام کے وقت کھانا تناول کرتے تو صبح کے وقت نہیں کھاتے تھے۔

کھانا کھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ شکم کے تین حصے کیے جائیں، ایک حصہ میں کھانا کھائیں، ایک حصہ میں پانی استعمال کریں اور ایک حصہ سانس کی آمد و رفت کے لیے خالی چھوڑ دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسے اپنایا تھا، اطباء نے اس طریقہ کی تحسین کی ہے اور یہ طریقہ اپنانے کی وجہ سے آدمی علالت کا شکار نہیں ہوتا۔

حدیث باب میں امت محمدی یہ درس دیا گیا ہے کہ شکم سیر ہو کر خوب کھانا تناول کرنا جس کے نتیجہ میں بدبودار ڈکاریں آنا شروع ہو جائیں۔ یہ حرکت قابل مذمت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص ایسی قبیح حرکت کو اپنے معمولات میں شامل کرتا ہے وہ آخرت میں کھانا کھانے سے محروم رہے گا۔ کاش! لوگ ”قوت لایموت“ کے ضابطہ پر عمل کر کے اپنے آپ کو امراض سے محفوظ کریں۔

2403 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ يَا بَنِي لُورَايْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصَابَتْنَا السَّمَاءُ لَحِيبَتْ أَنْ رِيحَنَا رِيحَ الضَّانِ

2403۔ اضرہ ابو داؤد (۴/۴۴): کتاب الطبائین: باب: فی لیس الصرف و الشمر: حدیث (۴۰۳۳) و ابن ماجہ (۲/۱۱۸۰): کتاب اللباس:

باب: لیس الصرف: حدیث (۲۵۶۲) و اضرہ احمد (۴/۴۰۷ - ۴۱۹): عن قتادة عن ابي بردة عن ابي موسى الاشعري به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ ثِيَابَهُمُ الصُّوفَ فَإِذَا أَصَابَهُمُ الْمَطَرُ يَجِيءُ مِنْ ثِيَابِهِمْ رِيحُ الضَّانِ

◀◀ ابو بردہ بن ابوموسیٰ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: اے میرے بیٹے! اگر تم نے ہمیں اس وقت دیکھا ہوتا جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم پر بارش نازل ہو جاتی تھی تو تم یہ سمجھتے کہ ہماری بو بھیر کی بو کی طرح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے: ان حضرات کے کپڑے اون سے بنے ہوئے تھے تو جب اس پر بارش نازل ہوتی تھی تو ان کے کپڑوں سے بھیر کی بو آتی تھی۔

شرح

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لباس کی کیفیت:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سادگی پسند تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تمام شعبہ ہائے زندگی میں سادگی اختیار فرمائی تھی۔ ان نفوس قدسیہ کے لباس سے لے کر خوراک تک اور رفتار سے لے کر گفتار تک سادگی ہی سادگی تھی۔ حدیث باب میں ان کے لباس کی سادگی بیان کی گئی ہے۔ قرونِ اولیٰ میں اونی کپڑے زیب تن کیے جاتے تھے، کیونکہ سوتی کپڑے میسر نہیں تھے اور اونی کپڑے بھی ضرورت کے مطابق دستیاب تھے، اگر بارش نازل ہوتی تو کپڑے تبدیل کرنے کے لیے مزید کپڑے دستیاب نہیں ہوتے تھے جس کے نتیجے میں بھیکے ہوئے کپڑوں میں بھیر جیسی بدبو آنا شروع ہو جاتی تھی جو کہ ناقابل برداشت تھی۔

2404 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي حَمْرَةَ

عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ

قَالَ الْبِنَاءُ كُلُّهُ وَبَالَ قُلْتُ ارَأَيْتَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ قَالَ لَا أَجْرَ وَلَا وَزْرَ

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ہر طرح کی تعمیر و بال ہوتی ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) جو عمارت ضروری ہو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا اور اس پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا۔

شرح

ضرورت سے زائد عمارت بنانے کی ممانعت:

شرعی نقطہ نظر سے ہر کام ضرورت کے تحت کرنے کی اجازت ہے اور ضرورت سے زائد کوئی بھی عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث باب میں تصریح ہے کہ ضرورت سے زائد عمارت تعمیر کرنا آدمی کے لیے وبال جان ہے۔ حضرت ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا، اس عمارت کا کیا حکم ہے جو ضرورت کے مطابق بنائی جائے، انہوں نے

جواب فرمایا: اس کا نہ ثواب ہے اور نہ گناہ۔

ہمارا وجدان کہتا ہے کہ ضرورت کے مطابق تعمیر کی جانے والی عمارت یقیناً قابل اجر و ثواب ہے، کیونکہ مدینہ طیبہ میں مسجد میں مسجد نبوی سے متصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے حجرات تعمیر کروائے تھے، یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم یا خواہش سے جو کام کیا گیا ہو وہ موجب ثواب نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رہائش پذیر ہونے کے لیے مکانات تعمیر کیے تھے۔

2405 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرَّبِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ تَرَكَ اللَّبَاسَ تَوَاضَعًا لِلَّهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤْسِ الْخَلَاقِ

حَتَّى يُخَيَّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهِ حُلَلِ الْإِيمَانِ يَعْنِي مَا يُعْطَى أَهْلَ الْإِيمَانِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ

﴿﴾ حضرت سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کی وجہ سے (قیمتی اور بہترین) لباس ترک کر دے گا حالانکہ وہ اس پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کی موجودگی میں بلوائے گا اور اسے یہ اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے حلوں میں سے جو چاہے پہن لے۔ یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں ایمان کے حلوں سے مراد جنت کے وہ حُلے ہیں جو اہل ایمان کو عطا کیے جائیں گے۔

شرح

عجز و انکسار کی سبب پر تکلف لباس ترک کرنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ عجز و انکسار کو پسند کرتا ہے اور تکبر و غرور کو ناپسند کرتا ہے۔ جو شخص عجز و انکسار کی وجہ سے دنیا میں پر تکلف کپڑے زیب تن کرنا ترک کر دیتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے طلب کرے گا اور اسے اہل ایمان کا جوڑا پہنائے گا۔ لوگوں کے سامنے اسے طلب کر کے اہل ایمان کا جوڑا پہنانے کی دو جوہات ہو سکتی ہیں۔

1- اس کی عزت و وقار اور فضیلت کو اجاگر کرنا،

2- اس کی خوبی عجز و انکسار کی تشہیر کرنا۔ حدیث میں انسان کو عجز و انکسار اختیار کرنے اور تکبر و غرور ترک کرنے کا دس دیا گیا

ہے۔

فائدہ نافعہ: عجز و انکسار کی صفت کے سبب حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنائے گئے اور اس کے برعکس تکبر و غرور کی وجہ سے قیامت ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق لٹکایا گیا۔

بقول حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ

تکبر عزایل را خوار کرد بزدان لعنت گرفتار کرد

2406 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا زَائِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ شَيْبِ بْنِ بَشِيرٍ هَكَذَا قَالَ شَيْبُ بْنُ بَشِيرٍ وَأَمَّا هُوَ شَيْبُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر طرح کا خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شمار ہوتا ہے۔ سوائے تعمیر کے اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

محمد بن حمید نے اسی طرح بیان کیا ہے: راوی کا نام شیب بن بشر ہے حالانکہ اس کا نام شیب بن بشر ہے۔

شرح

صحیح معارف میں خرچ کی جانے والی دولت کافی سبیل اللہ ہونا:

شریعت مطہرہ نے جس طرح صحیح ذرائع سے آدمی کو دولت کمانے کا درس دیا ہے بالکل اسی طرح دولت کو درست مصارف پر خرچ کرنے کی بھی تاکید کی ہے اور وہ مصارف بیان کر دیے گئے ہیں جب کوئی شخص حلال و طیب طریقہ سے مال کما کر اپنی ضروریات اہل خانہ کی ضروریات تکمیل اپنے والدین کی خدمت اور آنے والے لوگوں کی مہمان نوازی پر خرچ کرتا ہے تو یہ سب صدقہ و خیرات کی صورتیں ہیں ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جس طرح حرام طریقہ سے دولت کمانا ممنوع و حرام اور باعث ذلت و خواری ہے اسی طرح حلال و طیب دولت کو ممنوعہ امور میں صرف کرنا بھی قابل مواخذہ جرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2407 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ قَالَ

متن حدیث: أَتَيْنَا خَبَابًا نَعُوذُ وَقَدْ اِكْتَوَى سَبْعَ كَيَاتٍ فَقَالَ لَقَدْ تَطَاوَلَ مَرَضِي وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

لَا تَمْنُوا الْمَوْتَ لَتَمْنَيْتُ وَقَالَ يُوجِرُ الرَّجُلُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا إِلَّا التُّرَابَ أَوْ قَالَ فِي الْبِنَاءِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے سات داغ لگوائے تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: میری بیماری طویل ہو چکی ہے اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا ”تم لوگ موت کی آرزو نہ کرنا“ تو میں ضرور اس کی آرزو کرتا۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے جو مٹی پر خرچ کیا جائے (یعنی جو تعمیرات وغیرہ پر خرچ کیا جائے) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں مٹی میں (خرچ کیا جائے) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دنیوی مصائب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کرنے کی ممانعت:

انسان کی ہمہ وقت حالت یکساں نہیں رہتی، یہ کبھی نادار ہوتا ہے کبھی مالدار اور کبھی تندرست ہوتا ہے کبھی مریض۔ شدید علالت و مصیبت کی حالت میں شریعت اسے موت کی تمنا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، انہوں نے سات مرتبہ گرم لوہے سے اپنے جسم کو داغ لگوائے تھے۔ پھر انہوں نے پریشانی کی حالت میں کہا: میرا مرض طول پکڑ چکا ہے اگر میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نہ سنا ہوتا، تم موت کی آرزو نہ کرو، تو میں اپنی موت کی ضرورت تمنا کرتا، اس روایت کا خاص درس یہ ہے کہ کسی آدمی کا دنیوی مصائب و مشکلات کا شکار ہو کر موت کی تمنا کرنا حرام ہے اور شریعت مطہرہ اس کی اجازت نہیں دیتی۔

2408 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ أَبُو

الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ قَالَ

متن حدیث: جَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلْسَّائِلِ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَأَلْتِ وَلِلْسَّائِلِ حَقٌّ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نَصْلِكَ فَأَعْطَاهُ ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا إِلَّا كَانَ فِي حِفْظٍ مِنَ اللَّهِ مَا دَامَ مِنْهُ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حصین بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا (یعنی کچھ مانگا) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سوال کرنے والے سے دریافت کیا، کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: کیا تم لوگ رمضان کے روزے رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے مانگا ہے اور مانگنے والے کا حق ہوتا ہے، تو اس شخص کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے ایک کپڑا دیا اور پھر ارشاد فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

2408۔ انور دہ ترمذی: بنظر (تحفة الاشراف) (۲۷۹/۶) حدیث (۵۱۰۹)۔ و انور دہ العاکم (۱۹۶/۶) و قال: حدیث صحیح الاسناد و لم یضربہا۔ بلفظ من کسا مسلماً تو بالم بزل۔۔۔۔۔ و ذکرہ الترمذی فی الترغیب (۲/۴۴) حدیث (۲۱۱۰۰) بلفظ (ما من مسلم کسا مسلماً۔۔۔۔۔) و عزاه للترمذی و العاکم۔

کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو لباس پہناتا ہے تو وہ لباس اس دوسرے مسلمان کے جسم پر جب تک رہتا ہے وہ پہلا شخص اللہ تعالیٰ کی حفظ و ایمان میں رہتا ہے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

مسلمان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حصین بجلي کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک سائل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے توحید و رسالت کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے اثبات میں جواب دیا: پھر آپ نے اس سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا: ہاں میں روزے رکھتا ہوں، پھر آپ نے سائل کو کپڑا عنایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا زیب تن کراتا ہے تو جب تک اس کے جسم پر کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی باقی رہے گا، دینے والا اللہ کی حفاظت میں رہے۔

سوال: حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل سے روزے رکھنے کے بارے میں سوال کیوں کیا، حالانکہ نماز، حج اور زکوٰۃ بھی فرض ہیں؟

جواب: نماز کے بارے میں اس لیے دریافت نہ کیا کہ اس زمانہ میں ہر مسلمان نماز کا پابند ہوتا تھا، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں اس لیے دریافت نہ کیا کہ وہ غریب تھا اور غریب پر یہ دونوں عبادات فرض نہیں ہیں۔

سوال: ایک روایت کے الفاظ ہیں: للسائل حق ولو جاء علی فرس، اس حدیث سے گداگری کا جواز ثابت ہوتا ہے؟ حالانکہ اسلام نے گداگری سے منع کیا ہے؟

جواب: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سائل ضعیف و کمزور اور محتاج ہو جو پیدل نہ چل سکتا ہو اور اس کا حق ہے کہ اسے خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے کیونکہ وہ سوال کرنے کا اور خدمت کرانے کا حقدار ہے، اس مفہوم کے اعتبار سے اس روایت سے گداگری کا جواز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

فائدہ نافعہ: ہر انسان بلکہ جانور بالخصوص مسلمان سے حسن سلوک کرنے کی بہت فضیلت اور اجر و ثواب ہے، معاونت کی صورت میں جب تک کوئی دی ہوئی چیز سے استفادہ کرتا رہے گا دینے والا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

2409 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ

وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ

2409- اضرجه ابن ماجه (۱/۴۲۳): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيسرا: باب: ما جاء في قيام الليل: حديث (۱۳۲۴) و كتاب الاطعمة باب: اطعام الطعام: حديث (۳۲۵۱) و الدارمي (۱/۲۶۰): كتاب الصلاة: باب: فضل صلاة الليل و كتاب الاستئذان: باب: افشاء السلام و اضرجه احمد (۵/۴۵۱) و عبد بن حميد ص ۱۷۹: حديث (۴۹۶) عن عوف بن ابي جميلة الاعرابي عن زرارة بن اوفى عن عبد الله بن سلام به۔

متن حدیث: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَقِيلَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمُ بِهِ أَنْ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یعنی مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب یہ بتایا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں کے درمیان میں بھی آیاتا کہ آپ کی زیارت کروں جب میری نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہے۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

اے لوگو! (اپنے درمیان) سلام کو پھیلا دو (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ اور اس وقت (نفل) نماز ادا کرو جب لوگ سوچکے ہوں۔ (ایسا کرنے کے نتیجے میں) تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

جنت میں لے جانے والے اعمال:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے، ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جو یہود کے بہت بڑے پیشوا اور آسمانی کتب کے عالم تھے، جب ان کی پہلی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پڑی تو وہ پکاراٹھے: ان وجہہ لیس بوجہ کذاب، یعنی یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا، وہ آپ کا چہرہ انور دیکھ مسلمان ہو گئے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں لے جانے والے تین اعمال بیان فرمائے:

1- اسلام کو رواج دینا، 2- غریبوں کو کھانا کھلانا، 3- نماز تہجد ادا کرنا۔

مختلف روایات میں جنت میں لے جانے والے مختلف اعمال بیان کیے گئے ہیں مگر حدیث باب میں صرف تین اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ موقع محل کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں لے جانے والے مختلف نیک اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔

2410 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ الْمَدَنِيُّ الْغِفَارِيُّ حَدَّثَنِي

أَبِي عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2410- انفرد به الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۵۰۰/۹) حدیث (۱۳۰۷۳) اخرجه الماکم (۱۳۶/۴) وقال صحیح الاثر ولم یخرجاه و ابن حبان فی (صحیحه) (۱۶/۲) حدیث (۳۱۵) و البیہقی فی (السنن) (۳۰۶/۴) من طریق عمر بن علی عن معن عن المقبری و حظلة عن ابی هريرة-

متن حدیث: الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (کچھ) کھا کر شکر ادا کرنے والا صبر کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی مانند ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

کھا کر شکر بجالانا، روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی مثل ہے:

جو شخص کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہے، وہ اس روزہ دار کی مثل ہوتا ہے جو صبر بھی کرتا ہے، چونکہ صائم کوئی چیز کھانے اور پینے سے اجتناب کرتا ہے، جس کے اجر و ثواب سے اسے نوازا جاتا ہے۔ اسی طرح کھانا وغیرہ کھا کر جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہے، اسے بھی اجر و ثواب سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ الغرض! اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے اور صبر کرنے کا ثواب یکساں ہے۔

2411 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ

أَنَسٍ قَالَ

متن حدیث: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ آتَاهُ الْمُهَاجِرُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْنَا قَوْمًا أَبَدَلَ مِنْ كَثِيرٍ وَلَا أَحْسَنَ مَوَاسَاةٍ مِنْ قَلِيلٍ مِنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَةِ حَتَّى لَقَدْ خِفْنَا أَنْ يَذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَا دَعَوْتُمْ اللَّهَ لَهُمْ وَأَنْتُمْ عَلَيْهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم جن لوگوں کے مہمان بنے ہیں۔ ہم نے زیادہ مال کی موجودگی میں ان سے زیادہ خرچ کرنے والا اور کم مال ہوتے ہوئے ان سے زیادہ ہمدرد کوئی قوم نہیں دیکھی۔ یہ لوگ ہماری طرف سے کام کر لیتے ہیں اور ہمیں معاوضے میں شریک کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا ہے کہ یہ سارے کا سارا اجر حاصل کر لیں گے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں (ایسا اس وقت تک نہیں ہوگا) جب تک تم ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے رہو گے اور ان کی تعریف کرتے رہو گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

حسن سلوک کرنے والے لوگوں کے حق میں دعاء خیر کرنا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہو گئے تو

مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئے اور انصار مدینہ کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے کہ ان لوگوں نے اپنے گھروں، کھیتوں اور باغات وغیرہ میں ہمیں شامل کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور تمام ثواب کے حقدار قرار پا چکے ہیں اور ہم ان سے پیچھے رہ جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: اگر تم ان کے حسن سلوک کے جواب میں ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہے تو تمہیں ان کے برابر اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔ اس حدیث کا خاص درس یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے حسن سلوک کا جواب اس سے ملتا جلتا نہ دے سکتا ہو، وہ اس کے حق میں دعائے خیر کرے گا تو اسے بھی اس کے مساوی ثواب عطا کیا جائے گا۔

2412 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو جہنم پر حرام ہوگا اور جہنم اس پر حرام ہوگی؟ ہر وہ شخص جو ساتھ رہے تو آسانی فراہم کرے اور نرمی کرے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

نیک شخص پر آتش جہنم حرام ہونا:

کسی آدمی کا جہنم پر حرام ہونا یا جہنم کا اس پر حرام ہونا، دونوں فقرات کا ایک ہی مطلب ہے۔ یہ وہ خوش بخت آدمی ہے جس پر جہنم حرام اور جنت واجب ہے جس میں تین اوصاف پائے جائیں۔

1- لوگ اسے پسند کرتے ہوں اور اس سے محبت کرتے ہوں۔

2- وہ نہایت درجہ کا نرم خو ہو اور غصہ و ناراضگی اس کے قریب بھی نہ آتی ہو۔

3- وہ حسن اخلاق کا پیکر ہو اور لوگوں سے حسن سلوک کرتا ہو۔

فائدہ نافعہ: جامع ترمذی کے بعض نسخوں میں جواب سوال کے آغاز میں کلمہ ”علی“ موجود نہیں ہے۔ اس صورت میں حدیث باب کا مفہوم یہ ہوگا کہ جس پر آتش جہنم حرام ہے، وہ خوش نصیب شخص ہے جو لوگوں کی نظروں میں ہر دلعزیز، نرم مزاج اور عمدہ اخلاق کا مالک ہو۔

2413 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابِرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ فَصَلَّى

2412۔ اخرجه احمد (۱/۱۸۵) عن موسى بن عقبة عن عبد الله بن عمرو الاودى عن ابن مسعود به۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ اسود بن یزید بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تھے تو کیا کرتے تھے تو انہوں نے بتایا: آپ گھر کے کام کاج کر لیتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ اٹھ کر نماز ادا کرنے لگتے تھے۔ (یا نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

گھریلو امور میں حصہ لینا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عجز و انکسار کے پیکر اور معمولی امور انجام دینے میں عار محسوس نہیں فرماتے تھے بلکہ اہل خانہ کے امور میں عملی طور پر شریک ہو جاتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو گھریلو امور میں ہمارے ساتھ شریک ہو جاتے اور نماز کا وقت ہونے پر نماز کی ادائیگی کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کا دودھ اپنے دست اقدس سے دوہ لیتے، گھریلو ضروریات کا سودہ سلف بازار سے خرید لاتے، کپڑوں کو پیوند لگالیتے اور اپنے جوتوں کی مرمت خود کر لیتے تھے، ان امور میں آپ کا اسوہ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔

2414 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَيْدِ التَّغْلِبِيِّ عَنْ

زَيْدِ الْعَمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافِحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ يَنْزِعُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُهُ وَكَمْ يَرُّ مَقْدَمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تھا تو آپ اس سے مصافحہ کیا کرتے تھے اور آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہیں کھینچتے تھے بلکہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ کھینچتا تھا۔ آپ اپنا چہرہ اس کے چہرے سے نہیں پھیرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خود کسی اور طرف چلا جاتا تھا۔ آپ کو کبھی بھی سامنے بیٹھے ہوئے شخص کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

2413- اخرجه البخاری (۱۹۱/۲): کتاب الاذان: باب: من كان في حاجة الفله فاقبعت الصلاة فخرج: حديث (۶۷۶) و کتاب النفقات: باب: خدمة الرجل في الفله: حديث (۵۳۲) و کتاب الادب: باب: كيف يكون الرجل في الفله: حديث (۶۰۲۹) و البخاری فی الادب المفرد ص ۱۵۹: حديث (۵۳۷) و اخرجه احمد (۴۹/۶ - ۱۲۶ - ۲۰۶) - عن ثعبة - عن الحكم بن عتيبة - عن ابراهيم عن الامود بن يزيد عن عائشة به -

2414- اخرجه ابن ماجه (۱۲۴۴/۲): کتاب الادب: باب: اكرام الرجل جلسه: حديث (۲۷۱۶) عن ابي يعقوب الطويل عمران بن زيد: عن زيد العمى عن انس به -

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

ملاقات اور محفل کے آداب:

ہر نبی اللہ تعالیٰ کا شاگرد اور علمی و عملی طور پر اس کا تربیت یافتہ ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چند اخلاق حسنہ کا درس دیا گیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ جب کسی سے مصافحہ کیا جائے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ کھینچا جائے جب تک دوسرا شخص اپنا ہاتھ نہ چھڑا لے۔
☆ اپنا چہرہ اپنے بھائی کی طرف اس وقت تک متوجہ رکھا جائے جب تک وہ خود متوجہ رہے، مجلس میں بیٹھنے کے دوران اپنا پاؤں کسی بھائی کی طرف دراز نہ کیا جائے، کیونکہ یہ حالت ہمنشین پر شاق گزرے گی۔

2415 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: خَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَخْتَالُ فِيهَا فَأَمَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ فَهَوَّ بِتَجَلُّجٍ فِيهَا أَوْ قَالَ يَتَلَجَّلُجُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک شخص ایک حلہ پہن کر نکلا جس پر وہ تکبر کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا زمین نے اسے پکڑ لیا، تو وہ اس میں دھنستا رہے گا۔ (راوی کو شک ہے یا یہ الفاظ ہیں) وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

2416 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شَعِيبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يُخْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُورِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الدُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَيَسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْبِيَارِ يُسْقُونَ مِنْ عَصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

2415۔ اضرجه اميد (۲/۲۳۲) عن عطاء بن السائب عن ابيه به۔

2416۔ اضرجه البخاری فی (الادب المفرد) ص ۱۶۴ حدیث (۵۵۶) و اضرجه اميد (۲/۱۷۹) و الصیبری (۲/۲۷۲): حدیث (۵۹۸) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن عبد الله بن عمرو به۔

قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو آدمی کی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا اور ہر طرف سے ان پر ذلت مسلط ہو جائے گی اور انہیں جہنم میں ایک قید خانے کی طرف دھکیلا جائے گا جس کا نام بولس ہوگا۔ ان پر آگ چھا جائے گی اور انہیں جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی جو بد بودار کچھڑ کی شکل کی ہوگی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

متکبرین کا عبرتناک انجام:

پہلی حدیث باب میں فرعون کے وزیر خزانہ قارون کی ذلت و رسوائی کا عبرتناک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک دن یہ فاخرانہ لباس زیب تن کر کے تکبر و غرور سے نکلا، اللہ تعالیٰ کو اس کا اترانا پسند نہ آیا، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں زمین نے اسے پکڑ لیا اور بطور عذاب (حسف) نیچے دھنسا نا شروع کر دیا۔ قیامت وہ اس عذاب میں گرفتار رہے گا اور ہمیشہ زیر زمین دھنستا رہے گا۔
دوسری حدیث باب میں متکبرین کی ذلت و خواری بیان کی گئی ہے۔ متکبرین کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا، ان پر ذلت و خواری کا عذاب مسلط کیا جائے گا، جہنم کے مشہور قید و خانہ (بولس) میں پھینکے جائیں گے۔ آگ کے عذاب میں گرفتار کیے جائیں گے اور جہنمی لوگوں کا پسینہ پینے کے لیے انہیں میسر ہوگا۔ الحاصل! متکبرین دنیا میں ذلت و خواری اور آخرت میں عذاب الہی میں مبتلا ہوں گے۔

2417 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ

الْمُقَرِّي حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللَّهُ عَلَى رُؤْسِ الْخَلْقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى

يُنْخِرَهُ فِي آيِ الْحُورِ شَاءَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◄◄ سہل بن معاذ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص غصے کو پی جائے حالانکہ وہ اس کے اظہار کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی موجودگی میں اسے بلائے گا اور اسے یہ اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے اختیار کر لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

غصہ پی جانے کی فضیلت:

حدیث باب میں غصہ پی جانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بلا وجہ یا بات بات پر غصہ کرنا اور اظہار ناراضگی کرنا حرام ہے۔

البتہ دینی معاملات کی خلاف ورزی پر غصہ آنا یا اظہار ناراضگی کرنا جائز ہے۔ غصہ آنے پر اس پر قابو پانا اور اسے پی جانا صالحین کا طریقہ ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ - صالحین کی علامت یہ ہے کہ جب انہیں غصہ آتا ہے تو اسے پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کسی پر غصہ آجائے اور وہ غصہ اتارنے پر قادر بھی پھر وہ اپنا غصہ پی جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عوض لوگوں کے سامنے اسے جنت کی حور سے نوازے گا۔ جس شخص کو غصہ اتارنے کی قدرت حاصل نہ ہو بلکہ اس نے مجبوری کی وجہ سے غصہ پی لیا اسے یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی، مثلاً جس پر غصہ آیا ہو وہ عمر میں بڑا ہو یا مرتبہ و منصب میں بڑا ہو یا طاقتور ہو یا کسی حکومتی عہدہ پر متمکن ہو۔

2418 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْغِفَارِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

أَبِي بَكْرٍ بِنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ كُنَّ فِيهِ سِتْرَ اللَّهِ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رَفِقٌ بِالضَّعِيفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ

وَإِحْسَانٌ إِلَى الْمَمْلُوكِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو بَكْرٍ بِنِ الْمُنْكَدِرِ هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین چیزیں ایسی ہیں جو انہیں اختیار کر لے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنا خاص فضل کرے گا اور اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ کمزور شخص پر نرمی کرنا، والدین کے ساتھ شفقت سے پیش آنا اور غلام کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ابو بکر بن منکدر محمد بن منکدر کے بھائی ہیں۔

شرح

کمزور کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کی فضیلت:

نخیف و کمزور اور ماتحت کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ جنت عطا فرماتا ہے۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص میں تین اوصاف پائے جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کرے گا۔

1- کمزور یا ماتحت کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کرنا۔

2- والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کی خدمت و تواضع بجالانا۔

3- غلام یا نوکر سے حسن برتاؤ کرنا۔

2418. انفرد به الترمذی ينظر (تحفة الاشراف) (۲۹۱/۵) حدیث (۳۱۶۶) ذکرہ السنن فی (الترغیب) (۷۱۹/۱) حدیث (۱۳۹۷) و عزاء لا ہی السیخ فی النواب و ابی القاسم الاصبہانی: ۱۵۳

2419 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَسَلُونِي الْهُدَى أَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَعْنَيْتُ فَسَلُونِي أَرْزُقْكُمْ وَكُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ إِنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفِرْنِي غَفَرْتُ لَهُ وَلَا أَبَالِي وَلَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيَّتَكُمْ وَرَطَّبَكُمْ وَيَابَسَكُمْ اجْتَمَعُوا عَلَيَّ أَتَقَى قَلْبَ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِي مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَلَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيَّتَكُمْ وَرَطَّبَكُمْ وَيَابَسَكُمْ اجْتَمَعُوا عَلَيَّ أَشَقَى قَلْبَ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِي مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَلَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيَّتَكُمْ وَرَطَّبَكُمْ وَيَابَسَكُمْ اجْتَمَعُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْكُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِنْكُمْ مَا سَأَلَ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيهِ إِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا إِلَيْهِ ذَلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَا جِدَّ أَفْعَلُ مَا أُرِيدُ عَطَائِي كَلَامٌ وَعَدَائِي كَلَامٌ إِنَّمَا أَمْرِي لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْتَهُ أَنْ أَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو گے سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت مانگو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا تم سب غریب ہو ما سوائے اس کے جسے میں بے نیاز کر دوں تو تم مجھ سے مانگو میں تمہیں رزق دوں گا۔ تم سب گناہگار ہو ما سوائے اس کے جسے میں عافیت عطا کروں تو تم میں سے جو شخص یہ جانتا ہو کہ میں اس بات کی قدرت رکھتا ہوں کہ میں بخش دوں تو وہ مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں اس کی مغفرت کر دوں گا اور میں اس بات کی پروا نہیں کروں گا اور اگر تمہارے سب پہلے والے اور سب بعد والے، سب زندہ اور سب مرحومین سب تر اور خشک لوگ اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار بندے کی مانند ہو جائیں تو اس کے ذریعے میری بادشاہی میں چھھر کے پر جتنا اضافہ بھی نہیں کریں گے اور اگر تمہارے سب پہلے والے اور سب بعد والے سب زندہ اور سب مرحومین، سب تر اور سب خشک لوگ اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے بد بخت ترین بندے کی مانند ہو جائیں تو بھی میری بادشاہی میں ایک چھھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کریں گے اور اگر تمہارے سب پہلے والے اور سب بعد والے، سب زندہ اور سب مرحومین سب تر اور خشک لوگ ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور ان میں سے ہر شخص جو اس کی آرزو ہو سکتی ہے اسے مانگے تو میں تم میں سے ہر ایک مانگنے والے کو (اس کے سوال کے مطابق) عطا کروں گا اور اس سے میری بادشاہی میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی کہ جس طرح کوئی شخص سمندر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس میں سوئی ڈبوئے اور پھر نکال کر یہ دیکھے

2419- اخرجه ابن ماجه (۲/۱۶۲۲): كتاب الزهد: باب: ذكر التوبة- حديث (۶۲۵۷)- واخرجه احمد (۵/۱۵۴ - ۱۷۷) عن شهر بن

حوشب عن عبد الرحمن بن غنم عن ابي ذر الغفاري به-

کہ (اس نے سوئی کے ذریعے سمندر کا کتنا پانی کم کیا ہے) میں سخی ہوں میرے پاس سب کچھ ہے اور میں بزرگی کا مالک ہوں میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ میرا عطا کرنا حکم ہے اور میرا عذاب کلام (کے ذریعے واقع ہو جاتا) ہے کسی بھی شے کے بارے میں میرا حکم یہ ہے: جب میں اس کا ارادہ کر لوں تو اسے یہ فرماتا ہوں: ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو شہر بن حوشب کے حوالے سے، معدیکرب کے حوالے سے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

شرح

تمام نعمتوں کا اللہ تعالیٰ کے پاس ہونا اور اس کی بندہ نوازی:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق بالخصوص انسانوں کے لیے اتنی کثیر نعمتیں پیدا فرمائی ہیں کہ ان کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ دیگر نعمتوں کے علاوہ تین سو ساٹھ (360) اعضاء میں سے ہر ایک بے مثل نعمت ہے مثلاً زبان، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور دل وغیرہ۔

حدیث باب در اصل حدیث قدسی ہے، جس میں چھ اہم نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- ہدایت اللہ کے پاس ہونا: ہدایت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور انسانوں کو ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ انسان کو ہدایت حاصل کرنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بایں الفاظ دی گئی ہے: **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** (الفاتحہ: 5) اے اللہ! تو ہمیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت عطا فرمایا۔

2- دولت اللہ کے پاس ہونا: انسان بنیادی و فطری طور پر محتاج و غریب ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی و مالدار ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دولت کا طالب ہوتا ہے وہ اسے اتنی دولت سے نوازتا ہے کہ دوسروں سے بے نیاز کر دیتا ہے، ارشاد باری ہے: **وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا**۔ یعنی ہر جاندار کا رزق صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

3- معافی اللہ کے پاس ہونا: انسان فطرتی طور پر غیر معصوم اور گناہگار ہے۔ جب ارتکاب معصیت کے بعد انسان اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواست گار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بخوشی اسے معاف فرمادیتا ہے۔

4- انسانوں کی عبادت سے اللہ کی عزت میں اضافہ نہ ہونا: تمام انسان جمع ہو کر ہمہ وقت یعنی شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں لگ جائیں تو چھبر کے ایک پر کے مساوی بھی اللہ تعالیٰ کی عزت میں اضافہ نہیں کر سکتے۔

5- انسانوں کی نافرمانی سے اللہ کی عزت میں کمی نہ ہونا: اگر بالفرض تمام انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اتر آئیں اور اس کی عبادت و ریاضت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی عزت میں کمی نہیں آسکتی۔

6- انسانوں کو نوازنے سے اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہ ہونا: اگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ان کی خواہشات کے مطابق مختلف اشیاء سے نواز دے تو اس کے خزانوں میں بالکل کمی واقع نہیں ہو سکتی۔

2420 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيِّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بن عبد اللہ الرازی عن سعد مولى طلحة عن ابن عمر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يحدث حديثاً لو لم أسمعهُ إلا مرة أو مرتين حتى عد سبع مراتٍ ولكني سمعته أكثر من ذلك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:

متن حدیث: كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّينَ دِينَارًا عَلَى أَنْ يَطَّاهَا فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنْ امْرَأَتِهِ أُرْعَدَتْ وَبَكَتْ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ يَا كَرِهْتُكَ قَالَتْ لَا وَلَكِنَّهُ عَمِلُ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ وَمَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ إِلَّا الْحَاجَةُ فَقَالَ تَفْعَلِينَ أَنْتِ هَذَا وَمَا فَعَلْتِهِ إِذْ هَبِي فَهِيَ لَكَ وَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَعْصِي اللَّهَ بَعْدَهَا أَبَدًا فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَاصْبَحَ مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكَفْلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: قَدْ رَوَاهُ شَيْبَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَ هَذَا وَرَفَعُوهُ وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ فَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَرَوَى أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَأَخْطَأَ فِيهِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيُّ هُوَ كُوفِيُّ وَكَانَتْ جَدَّتُهُ سُرَيَّةَ لَعَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ عُبَيْدَةَ الصَّبِيِّ وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ كِبَارِ أَهْلِ الْعِلْمِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے اور میں نے آپ کو یہ بات ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں یہاں تک کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سات تک گنتی کی اور پھر فرمایا: اس سے بھی زیادہ مرتبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ”کفل“ نامی شخص کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا وہ کسی بھی گناہ کا ارتکاب کرنے سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت اس کے پاس آئی۔ اس نے اس عورت کو ساٹھ دینار دیے۔ اس شرط پر کہ وہ اس عورت کے ساتھ زنا کرے گا جب وہ اس کے ساتھ زنا کرنے لگا تو وہ عورت کا پننے لگی اور رونے لگی۔ اس نے دریافت کیا: تم کیوں رورہی ہو۔ کیا میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے۔ اس عورت نے جواب دیا: نہیں! لیکن یہ ایک ایسا عمل ہے جو میں نے کبھی نہیں کیا اور انتہائی مجبوری کے عالم میں میں اس پر مجبور ہوئی ہوں تو وہ بولا: تم یہ کام کر رہی ہو؟ حالانکہ تم نے پہلے کبھی یہ کام نہیں کیا: تم جاؤ! یہ دینار تمہارے ہوئے پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اب میں اس کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا پھر اسی رات اس کا انتقال ہو گیا تو صبح اس کے دروازے پر یہ لکھا ہوا تھا: اللہ تعالیٰ نے ”کفل“ کی مغفرت کر دی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شیبان اور دیگر راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے لیکن ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

ابوبکر بن عیاش نے اس حدیث کو اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں غلطی کی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن

عبداللہ کے حوالے سے، سعید بن جبیر کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مذکور ہے حالانکہ یہ سند محفوظ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے: عبداللہ بن عبداللہ رازی نامی راوی کوفہ کا رہنے والا ہے اور اس کی دادی حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی کنیز تھیں۔

عبیدہ ضعی، حجاج بن ارطاط اور دیگر اکابر اہل علم نے عبداللہ بن عبداللہ رازی کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

گناہگار کی مغفرت ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو ہر قسم کا گناہ کرتا تھا، ایک دفعہ اس کے ہاں ایک خاتون آئی تو اسے زنا کی غرض سے ساٹھ دینار دیے، جب کفل اس سے زنا کرنے لگا تو عورت لرز گئی، اور اس نے رونا شروع کر دیا، کفل نے پوچھا: تم کیوں روتی ہو، میں نے زبردستی تو نہیں کی بلکہ میں نے تو تمہاری رضا مندی سے معاملہ طے کیا ہے؟ عورت نے جواب دیا، یہ بات درست ہے لیکن آج تک میں نے یہ کام نہیں کیا اب تم یہ اپنے دینار لو اور میں یہ قبیح کام نہیں کر سکتی، کفل نے توبہ کی اور رقم بھی لینے سے انکار کر دیا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کیا، اسی رات اس کی وفات ہو گئی۔ صبح کے وقت اس کے دروازہ پر کاغذ دستیاب ہوا جس پر یہ عبارت تحریر تھی: إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لِكَفْلٍ، بیشک اللہ تعالیٰ نے کفل کی مغفرت فرمادی ہے۔

ایک مشہور روایت کے مطابق تین آدمی ایک غار میں پھنس گئے تھے، ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جس نے اپنی چچا زاد، ہمشیرہ کو سودینار دے کر زنا کے لیے آمادہ کیا تھا، لیکن اس نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 3743) ثابت ہوا کہ جب کوئی گناہ کر کے یا گناہ کرنے کا ارادہ کر کے سچے دل سے توبہ کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے اور گناہ معاف کر دیتا ہے۔

2421 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ

سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ بِحَدِيثَيْنِ أَحَدِهِمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ فِي أَصْلِ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى

ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ وَقَعَ عَلَى أَنْفِهِ قَالَ بِهِ هَكَذَا فَطَارَ

حدیث دیگر: وَقَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَللَّهِ أَفْرَحُ بِتُوبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ رَجُلٍ بَارِضٍ فَلَاةٍ دَوِيَّةٍ مَهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ فَاصْلَحَهَا فَنَجَّحَ فِي طَلَبِهَا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ قَالَ أَرْجِعْ إِلَى مَكَانِي الَّذِي أَصْلَحْتُهَا فِيهِ فَأَمُوتُ فِيهِ فَرَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَ رَأْسِهِ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2421- اخرجه البخاری (۱۱/۱۰۵): کتاب الدعوات: باب: التوبة: حدیث (۶۲۰۸) و اخرجه مسلم (۴/۲۱۰۲): کتاب التوبة: باب المص على التوبة و الفرج بها: حدیث (۲/۲۷۴۴) و اخرجه احمد (۱/۲۸۲)۔

فی الباب: وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالنُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ﴿﴾ حارث بن سوید بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے دو باتیں بیان کیں۔ ایک ان کا اپنا قول تھا
 اور دوسرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی: مومن اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے کوئی شخص پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہو
 اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ یہ پہاڑ اس پر گر پڑے گا اور گناہگار شخص اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے وہ مکھی ہے جو اس کی ناک پر آ کر
 بیٹھ گئی ہے اور وہ اسے ایسے کرے گا اور وہ اڑ جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کسی شخص کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک خطرناک بے آب و
 گیاہ میدان میں ہو اس کے ساتھ اس کی سواری ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان اور دیگر سامان موجود ہو اور وہ شخص اس
 سواری کو گم کر دے پھر وہ اس کی تلاش میں نکلے۔ یہاں تک کہ جب موت اس کے قریب پہنچ جائے تو وہ یہ سوچے کہ میں اب واپس
 اسی جگہ چلا جاتا ہوں جہاں میں نے سواری کو گم کیا تھا اور وہاں میں مر جاؤں گا۔ وہ واپس اس جگہ پر آئے وہاں اس کی آنکھ لگ جائے
 اور جب اس کی آنکھ کھلے تو اس کی سواری اس کے سر ہانے موجود ہو جس پر اس کا کھانے پینے کا سامان اور دیگر ضروریات کا سامان
 موجود ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حوالے سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔

2423 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا
 قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ
 ﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر انسان خطا کار ہے اور خطا کاروں میں سب سے بہتر
 وہ لوگ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف علی بن مسعدہ نامی راوی کی قنادہ سے نقل کردہ روایت
 کے طور پر جانتے ہیں۔

2423- اضرجه ابن ماجه (۲/۱۴۲۰): كتاب الزهد: باب: ذكر التوبة: حديث (۱۴۵۱) و الدرر (۲/۲۰۲): كتاب الرقاق: باب: التوبة و
 اضرجه احمد (۲/۱۹۸) و عبد بن حميد ص ۳۶۰: حديث (۱۱۹۷) عن زبي بن العباب و مسلم بن ابراهيم عن علي بن مسعدة عن قتادة عن
 انس به۔

شرح

ارتکاب گناہ کے وقت آدمی کی کیفیت اور توبہ کرنے سے اللہ کا خوش ہونا:

پہلی حدیث باب میں ارتکاب گناہ کے وقت نیک اور بدکار آدمی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- جب نیک آدمی کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اسے دلی طور پر پسند نہیں کرتا بلکہ دل میں نور ایمان کی برکت ہونے کی وجہ سے اسے پہاڑ کی طرح وزنی تصور کرتا ہے۔ جو کسی بھی وقت اس پر گر سکتا ہے۔ اس کے برعکس بدکردار آدمی کی گناہ کے وقت یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اس کی ناک پر مکھی بیٹھی ہو جو انگلی کے اشارہ سے اڑادی جاتی ہے۔ الغرض نیکوکار کی نظر برائی کے انجام پر ہوتی ہے اور بدکردار کی نظر گناہ سے لطف اندوز ہونے پر ہوتی ہے۔

۲- جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس خوشی کو ایک مثال کے ذریعے واضح کی گیا گیا ہے کہ ایک شخص دوران سفر دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے آرام کے لیے لیٹ جاتا ہے اور اس کی سواری مع سازو سامان کھڑی ہو جاتی ہے، کچھ دیر سونے کے بعد وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کی سواری مع اشیاء خورد و نوش غائب ہے۔ جس سے اسے نہایت درجہ کی پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ وہ سواری کی تلاش میں چند قدم چلتا ہے لیکن محرومی کی حالت میں پھر اسی درخت کے نیچے آکر سو جاتا ہے۔ اچانک اس کی آنکھ لگ جاتی ہے اور بیدار ہوتا ہے تو اس کی سواری مع اشیاء خورد و نوش موجود ہے۔ اب اس شخص کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہتی۔ جب کوئی گناہگار شخص اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

دوسری حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان معصوم نہیں ہے۔ تاہم صالحین اور اولیاء محفوظ تو ہو سکتے ہیں لیکن معصوم نہیں۔ جب انسان معصوم نہیں ہے تو اس سے عملاً یا سہواً گناہ کا صدور ہو سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی نہ کسی اعتبار سے انسان گناہگار ہوتا ہے۔ پھر بہترین گناہگار وہ شخص ہے جو گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد توبہ کر لیتا ہے کیونکہ جب کوئی گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لی جائے وہ مٹ جاتا ہے۔

فائدہ نافعہ: توبہ میں تین امور ہوتے ہیں:

۱- ارتکاب گناہ کا اقرار و اعتراف کرنا۔

۲- اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنا۔

۳- آئندہ گناہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہدہ و پیمانہ کرنا۔ جب بھی مسلمان کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قابل قبول ہوتی ہے کیونکہ تاقیامت توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

2424 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2424- أخرجه البخاری (۱۰/ ۵۴۸): کتاب الادب: باب: هو الضیف حدیث (۶۱۳۶) و کتاب الرقاق: باب: حفظ اللسان حدیث (۶۴۷۶) و مسلم (۱/ ۲۷۶ - الابی): کتاب الایمان: باب: العت علی کرام الجار و الضیف --- حدیث (۷۴/ ۴۷) و ابو داؤد (۴/ ۲۳۹): کتاب الادب: باب: فی هو الجوار حدیث (۵۱۵۴) و أخرجه احمد (۲/ ۲۶۷ - ۲۶۹) - عن ابن شہاب الزہری عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن ابی ہریرہ بہ۔

متن حدیث: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَيفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي شَرِيحٍ الْعَدَوِيِّ الْكَعْبِيِّ الْخَزَاعِيِّ وَأَسْمَةَ خُوَيْلِدِ بْنِ

عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے اپنے مہمان کی عزت افزائی کرنی چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے بھلائی کی بات کہنی چاہیے ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ، کعبی خزاعی ان کا نام خویلد بن عمرو ہے سے احادیث منقول ہیں۔

2425 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَاْفِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صَمَتَ نَجَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ

توضیح راوی: وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيُّ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيْدَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص خاموش رہے وہ نجات پاتا

ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ ابو عبدالرحمن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

شرح

خاموشی سے نجات ہونا:

اعضاء جسم کی ترجمان زبان ہے اس کے صحیح استعمال سے تمام اعضاء کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس کے ناجائز استعمال سے تمام اعضاء جسم کو پریشانی ہوتی ہے۔ ہر روز صبح کے وقت تمام اعضاء جسم زبان کے سامنے دست بستہ گزارش کرتے ہیں، تو نے ہماری صحیح ترجمانی کرنی ہے ورنہ ہم تیرے گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی

2425۔ اضرحة الدارمی (۲/۲۹۹): کتاب الرقاق: باب: الصمت و اضرحة احمد (۲/۱۵۹ - ۱۷۷) و عبد بن حمید ص ۱۲۷: حدیث (۲۶۵) عن عبد الله بن لهيعة بن عتبة عن يزيد بن عمرو المعافري عن ابي عبد الرحمن الحبلي عن عبد الله بن عمرو به۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے دو اعضاء کے صحیح استعمال کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں وہ دو اعضاء یہ ہیں:
1- زبان،

2- شرمگاہ، زبان کے صحیح استعمال (کلمہ طیبہ پڑھنے) سے آدمی جنتی ہو جاتا ہے اور اس کے غلط استعمال (کلمہ کفر بکنے یا ضرورت دیں کا انکار کرنے) سے انسان جہنمی بھی ہو سکتا ہے۔

پہلی حدیث باب میں مسلمان کو دو کاموں کا حکم دیا گیا ہے، 1- شب و روز مہمان کی تواضع کا اہتمام کرنا۔ 2- زبان سے اچھی بات کہنا چاہیے یا خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔

دوسری حدیث باب میں پہلی حدیث کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ انسان عدم توجہ کا شکار ہو کر یا جہالت کے نتیجہ میں یا عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی زبان کو مغالطات کے لیے خوب استعمال کرتا ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو آدمی بکثرت گفتگو کا عادی ہوتا ہے تو اس کے گناہ بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ زیر مطالعہ حدیث میں خصوصیت سے اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ مسلمان کی شایان شان یہی ہے کہ وہ با مقصد گفتگو کرے یا خاموشی اختیار کرے، کیونکہ خاموشی اختیار کرنا نجات کا سبب ہے۔

2426 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي حُدَيْفَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
متن حدیث: حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالَ مَا يَسْرُنِي أَنِّي حَكَيْتُ رَجُلًا وَأَنَّ لِي كَذًا وَكَذَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةً وَقَالَتْ بِيَدِهَا هَكَذَا كَانَتْهَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ مَزَجْتَ بِكَلِمَةٍ لَوْ مَزَجْتَ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ لَمْ يَزَجْ

◀▶ ابو حذیفہ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے: میں کسی شخص کی خامی کا تذکرہ کروں۔ اگرچہ مجھے یہ کچھ مل جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! صفیہ تو اس طرح کی عورت ہیں اور پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے یہ اشارہ کیا کہ ان کا قدم ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے ایسی بات شامل کی ہے اگر اسے سمندر کے پانی میں ملایا جاتا تو وہ بھی تبدیل ہو جاتا۔

2427 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي حُدَيْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: مَا أَحَبُّ إِلَيَّ حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِي كَذًا وَكَذَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأَبُو حُدَيْفَةَ هُوَ كُوفِيُّ مِّنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ صُهَيْبَةَ

◀▶ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں یہ نہیں چاہتا کہ میں کسی کا عیب بیان

2426- اخرجہ ابو داؤد (۶/۲۶۹): کتاب الادب: باب: فی ذی الوجہین حدیث (۴۸۷۵)۔ واخرجہ احمد (۶/۱۲۸-۱۲۶-۱۸۹-۲۰۶) عن سفیان بن علی بن الاقمر عن ابی حذیفه وکان من اصحاب ابن مسعود عن عائشة به۔

کروں۔ اگرچہ مجھے اس کے بدلے میں یہ یہ کچھ مل جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوحذیفہ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام سلمہ بن

صہیبہ ہے۔

شرح

کسی شخص کی نقل اتارنے کی ممانعت:

لفظ: حَكَيْتُ، صِيغَةُ وَاحِدٍ مُتَكَلِّمٍ، فِعْلٌ مَاضٍ مَعْرُوفٌ، مِثْلَانِي مَجْرُودٌ، نَاقِصٌ يَأْتِي أَيْزَابَ ضَرْبٍ يَضْرِبُ، كَسَى كَيْ بَاتٍ كَيْ نَقَلَ أَتَارَانَا، كَسَى كَيْ فِعْلٌ كَيْ نَقَلَ أَتَارَانَا۔

پہلی حدیث باب میں کسی کی نقل اتارنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی آدمی کی نقل اتاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: اگر مجھے اتنی دولت بھی دی جائے تو میں کسی کی نقل نہ اتاروں گا۔ یعنی دنیوی مفاد و منفعت کی خاطر جب نقل اتارنا غیر مفید ہے تو پھر بلا عوض کسی کی نقل اتارنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں عرض کیا: یا رسول اللہ! صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا ایک ایسی خاتون ہیں اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھگنی (پست قد) ہیں! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر فرمایا: تم نے اپنے عمل کے ساتھ ایسی بری بات ملائی ہے کہ اگر اس بری بات کے ساتھ سمندر کا پانی بھی ملایا جائے تو وہ خراب ہو جائے۔ یعنی ایسی بات کہنا پانی میں نجاست ملانے کے مترادف ہے۔

دوسری حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ خواہ مجھے اس کے عوض دنیا کی دولت دی جائے تو میں پھر بھی کسی کی نقل نہیں اتاروں گا۔

فائدہ نافعہ: دور حاضر قرب قیامت کا دور ہے، اس میں تلامذہ اساتذہ کی مریدین مشائخ کی، اولاد والدین کی، جہلاء و علماء کی، بے نمازی حضرات نمازیوں کی، تارک سنت باریش لوگوں کی اور بد کردار حضرات نیکو کار لوگوں کی نقل اتار کر اپنے اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کے ساتھ آداب کی دولت سے بھی سرفراز فرمائے۔ آمین

2428 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بَرِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي

بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ

لِسَانِهِ وَيَدِهِ

2428- أخرجه البخاري (۷۰/۱)؛ كتاب اللسان؛ باب: أي اللامم افضل؛ حديث (۱۱) و مسلم (۱/۲۳۷ - اللبس)؛ كتاب اللسان؛ باب: بيان تفاضل اللامم و أي اموره افضل؛ حديث (۴۲/۶۶) و النسائي (۱۰۶/۸)؛ كتاب اللسان و اثرائة؛ باب: أي اللامم افضل؛ حديث (۴۹۹۹) عن بزدة بن عبد الله بن ابي بزدة بن ابي موسى عن ابي بردة عن ابي موسى به۔

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کون سا مسلمان زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“

ہے۔

شرح

مسلمان کا کسی کو تکلیف نہ پہنچانا:

مسلمان کی شایان شان یہ ہر گز نہیں ہے کہ وہ دوسرے آدمی کو اذیت پہنچائے بلکہ شایان شان یہ ہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! بہترین مسلمان کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، بہترین مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

سوال: حدیث باب میں دو اعضاء جسمانی یعنی ہاتھ اور زبان کا ذکر ہے حالانکہ دیگر اعضاء بدن سے کسی کو اذیت پہنچانا بھی منع ہے تو دو اعضاء کی تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

جواب: حدیث میں دو اعضاء بدن کی تخصیص تحدید کے لیے نہیں ہے بلکہ جسم کے کسی بھی حصہ سے کسی کو اذیت پہنچانا حرام ہے، مثلاً پاؤں اور آنکھوں وغیرہ سے چونکہ عموماً کسی کو اذیت دینے کے لیے زبان اور ہاتھ استعمال ہوتے ہیں اس لیے ان کا ذکر دیا گیا ہے ورنہ مراد ہر عضو ہے۔

فائدہ نافعہ: ظالموں کو ظلم، مجرموں کو جرم، مفسدوں کو فساد، چوروں کو چوری اور زانیوں کو زنا کاری کی سزا دینا اذیت دینے کے زمرے میں ہرگز نہیں آتا۔

2429 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ

يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ قَالَ أَحْمَدُ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَكَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَرَوَى عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّهُ أَدْرَكَ سَبْعِينَ مِنْ

أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاتَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ رَوَى

2429۔ تفریبہ الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۲۹۹/۸) حدیث (۱۱۳۰): ذکرہ المنذری فی (الترغیب) (۲/۲۷۷) حدیث (۳۶۳۵)

و ابوالحسن الكنانی فی (تنزیہ التریفة) (۲/۳۹۵) و عزہ لابی الدنیا و الفطیب فی (تاریخ بغداد) (۲/۳۶۰) من طریق محمد بن

الحسن بن ابی یزید السهمانی عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن معاذ "مرفوع" آ۔

عَنْ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذٍ غَيْرِ حَدِيثٍ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے کسی بھائی کو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے عار دلانے تو وہ خود اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا ارتکاب نہیں کر لے گا۔
 امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ علماء نے یہ بات بیان کی ہے: اس سے مراد وہ گناہ ہے جس سے وہ دوسرا شخص توبہ کر چکا ہو۔
 امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے۔
 خالد بن معدان نامی راوی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے۔
 خالد بن معدان کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔
 حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا تھا۔
 خالد بن معدان نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے کئی شاگردوں کے حوالے سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے دیگر روایات نقل کی ہیں۔

شرح

کسی شخص کو گناہ پر عار نہ دلانا:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کسی گناہ پر عار دلا کر اس کی دل آزادی کرتا ہے تو مرنے سے قبل وہ بھی اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے

سوال: لفظ: ذنب، واحد ہے اور اس کی جمع ہے: دنوب۔ اس کا معنی ہے: غلطی، گناہ، جرم۔ کسی شخص کو گناہ پر عار دلانے سے یہ نتیجہ کیسے برآمد ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عار دلانے والے کو بھی اس گناہ میں مبتلا کرے گا؟ جبکہ نبی عن المنکر بھی ضروری ہے؟

جواب: 1- عار دلانے کا مفہوم ہے: وہو كل شيء الزم به عيب (القاموس، ج 3 ص 353) کسی بھی برے فعل کی شرم دلانا، عیب لگانا، طعنہ دینا جبکہ نبی عن المنکر میں ان میں سے کوئی چیز نہیں ہوتی کیونکہ اس میں خیر خواہی کی نیت سے کسی برائی کے ترک کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے۔ 2- حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معلم حضرت امام احمد بن منبج رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق حدیث باب میں لفظ ذنب سے مراد ایسا گناہ ہے جس کے ارتکاب کے بعد توبہ کر لی گئی ہو، پھر کوئی شخص اسے توبہ کے بعد گناہ پر عار دلاتا ہے تو وہ سزا کا حقدار ہوتا ہے اور اس کی سزا یہی ہے کہ مرنے سے قبل وہ بھی اس گناہ کا مرتب ہو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا مواخذہ کیا جائے۔

2430 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح قَالَ وَأَخْبَرَنَا

سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَدَّاءُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَا تَطْهَرُ السَّمَاتُ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ

2430- انصردبہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (۷۹/۹) حدیث (۱۱۷۶۹) اخرجه الطبرنی فی (الکبیر) (۵۲/۲۲) حدیث (۱۲۷) و

البنوی فی (شرح السنة) (۰۵/۸/۶) و ابو نعیم فی (الملیة) (۱۸۶/۵) عن مکحول عن وائلة به-

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَمَكْحُولٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي هِنْدٍ الدَّارِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَحَدٍ مِنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ وَمَكْحُولٌ شَامِيٌّ يُكْنَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ عَبْدًا فَأُعْتِقَ وَمَكْحُولٌ الْأَزْدِيُّ بَصْرِيُّ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَرَوِي عَنْهُ عُمَارَةُ بْنُ زَادَانَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ مَكْحُولًا يُسْئَلُ فَيَقُولُ نَدَانَمُ

﴿﴾ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو! ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

مکحول نامی راوی نے حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہند داری سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق انہوں نے ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور کسی سے بھی احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

مکحول شامی کی کنیت ابو عبد اللہ ہے یہ صاحب پہلے غلام تھے اور پھر آزاد کر دیے گئے۔

مکحول ازدی بصری نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان سے عمارہ بن زاذان نے احادیث روایت کی ہیں۔

تیمم بن عطیہ بیان کرتے ہیں: میں نے کئی مرتبہ مکحول کو سنا کہ ان سے کوئی سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ”ندانم“ (میں نہیں جانتا)

شرح

کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا:

تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ**، یعنی مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک روایت میں مسلمانوں کو باہم ایک جسم کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح جسم کے کسی حصہ کو بھی اذیت پہنچتی ہے تو پورا بدن تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان کو مصیبت پہنچے تو وہ تکلیف دوسرا بھائی بھی محسوس کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے غم اور خوشی میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ اس سے یہ بعید ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر تکلیف محسوس کرنے کے بجائے اظہار مسرت کرے۔ حدیث باب میں اس قبیح حرکت سے منع کیا گیا ہے۔ اگر بالفرض کوئی شخص اپنی جہالت یا شیطان کے اکسانے پر ایسی حرکت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے بچ نہیں سکے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی قوت رکھتا ہے کہ متاثر آدمی کو راحت و سکون کی دولت سے نواز دے اور اسے مصیبت میں مبتلا کر دے۔

2431 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ

2431. اخرجہ البخاری فی (الادب المفرد) ص ۱۱۷ حدیث (۲۸۸) و ابن ماجہ (۱۳۳۸/۲) کتاب الفتن: باب: الصبر علی البلاد

حدیث (۱.۳۳) و اخرجہ احمد (۱۲/۲) عن سليمان الاعمش عن يحيى بن وثاب عن ابن عمر به۔

الْأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَابٍ عَنْ شَيْخٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الْمُسْلِمُ إِذَا كَانَ مُخَالِطًا لِلنَّاسِ وَيَصْبِرُ عَلَى إِذَاهُمْ خَيْرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى إِذَاهُمْ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كَانَ شُعْبَةُ يَرَى أَنَّهُ ابْنُ عُمَرَ

﴿﴾ یحییٰ بن وثاب، نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک بزرگ صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو مسلمان دوسرے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے لاحق ہونے والی اذیت پر صبر سے کام لیتا ہے یہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ گھل مل کر نہیں رہتا اور اسے ان کی طرف سے کسی اذیت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ابن ابی عدی بیان کرتے ہیں: شعبہ کا یہ خیال تھا: وہ صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

شرح

لوگوں کی ایذا رسانی پر صبر کرنے کی فضیلت:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص لوگوں میں میل جول رکھتا ہو اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتا ہو وہ اس آدمی سے افضل ہے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہو اور ان کی ایذا رسانی کو برداشت نہ کرتا ہو، وجہ فضیلت یہ ہے کہ لوگوں میں میل جول رکھنے کے سبب وہ ان کی خوشی غمی میں شمولیت کرے گا، علاوہ ازیں لوگوں میں رہنے کی وجہ سے اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موقع بھی میسر آئے گا بخلاف اس شخص کے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہو۔ وہ یہ خدمات انجام دینے سے محروم رہے گا۔

سوال: لوگوں سے میل جول رکھنا بہتر ہے یا عزلت بہتر ہے؟

جواب: اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- بعض علماء کا موقف ہے کہ لوگوں سے میل جول رکھنا افضل ہے کیونکہ اس صورت میں ان کی کڑوی باتوں اور اذیت رسانی کو برداشت کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موقع میسر آئے گا۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں لوگوں کی ایذا رسانی کو برداشت کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

2- بعض علماء کے نزدیک لوگوں سے اختلاط کے بجائے عزلت افضل ہے انہوں نے اپنے نقطہ نظر پر اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجاہد کے بعد سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو کسی گھائی میں الگ رہتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہو۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1888)

فائدہ نافعہ: لوگوں کے احوال مختلف ہونے کی وجہ سے حکم بھی مختلف ہوتا ہے۔ جو شخص طبعی طور پر لوگوں کی اذیت رسانی کو برداشت کر سکتا ہو اور ان میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی خدمات انجام دے سکتا ہو، اس کے لیے اختلاط بالناس افضل ہے۔ جو شخص طبعی طور پر لوگوں کی ایذا رسانی کو برداشت نہ کر سکتا ہو اور نہ وہ ان میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی خدمات انجام دے سکتا

ہو اس کے لیے عزت کی صورت افضل ہے۔

2432 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الْمَخْرَمِيُّ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَيَاكُمْ وَسُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

قول امام ترمذی: وَمَعْنَى قَوْلِهِ وَسُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ إِنَّمَا يَعْنِي الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ وَقَوْلُهُ الْحَالِقَةُ يَقُولُ إِنَّهَا تَحْلِقُ الدِّينَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آپس کی عداوت سے بچو! کیونکہ یہ تباہ کن چیز ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ سُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ سے مراد عداوت اور دشمنی ہے۔ حدیث کے الفاظ: الْحَالِقَةُ سے مراد وہ چیز جو دین کو ختم کر دے۔

2433 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ

﴿﴾ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو روزہ رکھنے، نماز پڑھنے، صدقہ کرنے کے درجے سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: آپس میں محبت اور میل جول رکھنا کیونکہ آپس کا فساد ہلاکت کا شکار کر دیتا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

2432۔ انوردبہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (۴۸۲/۹) حدیث (۱۲۹۹۸)۔

2433۔ اخرجه البخاری فی (الادب المفرد) ص ۱۱۸ حدیث (۲۹۱) و اخرجه ابو داؤد (۴/۲۸۰): کتاب الادب: باب: فی اصلاح ذات البین حدیث (۴۹۱۹) و اخرجه احمد (۶/۴۴۴) عن معاوية عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن سالم بن ابي الجعد عن ام الدرداء عن عويمر ابي الدرداء به۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ موٹڈ نے والی چیز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو موٹڈ دیتی ہے بلکہ یہ دین کو موٹڈ دیتی ہے۔ (یعنی ختم کر دیتی ہے)

2434 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَرْبِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ

يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَعِيشَ ابْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ مَوْلَى الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْعَوَامَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَّمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا أَنْبَيْتُمْ بِمَا يُبَيِّنُ ذَاكُمْ لَكُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

قال أبو عيسى: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَعِيشَ ابْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ

◄◄ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سابقہ امتوں کی بیماری تمہارے اندر بھی آگئی ہے وہ حسد اور بغض ہے جو موٹڈ دیتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو موٹڈ دیتی ہے بلکہ یہ دین کو موٹڈ دیتی ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک مومن نہیں بن جاتے اور تم لوگ اس وقت کامل مومن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہیں رکھو گے کیا میں تمہیں وہ بات بتاؤں؟ جو تمہاری محبت کو پختہ کرے؟ تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔

شرح

باہمی معاملات میں بگاڑ کی وجہ سے دین میں بگاڑ پیدا ہونا:

عبارت: فساد ذات البین، سے مراد باہمی نفرت اور شدت عداوت و بغض ہے، احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب لوگوں میں باہم محبت کے بجائے عداوت، نفرت، بغض، کدورت، حسد، بدگوئی اور ایذا رسانی کا ناسور جنم لیتا ہے، تو اس کے نتیجے میں دین کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔ آخری حدیث میں صراحت ہے کہ گزشتہ امتوں نے باہم نفرت کرنے اور جلنے کے نتیجے میں دین کو برباد کیا تھا۔ نیز اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ دخول جنت کا پروانہ ایمان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایمان کے لیے محبت ضروری ہے اور محبت کے لیے فروغ اسلام لازم ہے۔

الحاصل! جس قوم میں محبت کی جگہ عداوت، حسد اور ایذا رسانی لے لیتی ہے، وہ قوم دین میں ترقی کے بجائے الٹا نقصان کر بیٹھتی ہے۔ جس کا تدارک و تلافی مدتوں نہیں ہو سکتی لہذا خصوصیت سے اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ محبت کو فروغ دے کر سلام کو عام کیا جائے تاکہ باہمی نفرت اور ایذا رسانیوں کا خاتمہ ہو سکے۔

2435 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيث: مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجَّلَ اللَّهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ

الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بغاوت اور رشتہ داری کے حقوق کی پامالی سے زیادہ کوئی گناہ اس لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں ہی سزا جلدی دیدے۔ اس کے علاوہ جو اس نے آخرت میں اس کے لیے سزا تیار رکھی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ظلم و زیادتی اور قطع رحمی کی مذمت:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان جو بھی گناہ کرتا ہے اس کی سزا دنیا میں دی جاتی ہے یا آخرت میں لیکن دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں بھی دی جاتی ہے اور آخرت میں بھی۔ وہ دو گناہ یہ ہیں:

1- ظلم و زیادتی

2- قطع رحمی

یہ دونوں گناہ متعدی ہیں جس وجہ سے ان کی سزا دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ تاہم پہلا گناہ عام ہے اور دوسرا خاص یعنی ظلم و زیادتی کا تعلق دوسروں اور اپنے اقارب سب سے ہو سکتا ہے لیکن قطع رحمی کا تعلق صرف اعزاء و اقارب کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2436 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ حَدِيث: خَصَلْتَانِ مَنْ كَانَتْ فِيهِ كِتْبَةُ اللَّهِ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ لَمْ تَكُنَا فِيهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللَّهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدَى بِهِ وَمَنْ نَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللَّهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاسِفَ عَلَى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللَّهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا

2435۔ اخرجه البخاري في (الادب المفرد) ص 18 حديث (29) و ابو داود (276/4): كتاب الادب: باب: النسيء عن البغى حديث (492) ابو ابن ماجه (1408/2): كتاب الزهد: باب: البغى حديث (4211) و اخرجه احمد (36/5) عن عبيدة بن عبد الرحمن عن ابيه عن نعيم ابو بكره به۔

2436۔ انفرد به الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (231/6) حديث (8778) اخرجه البغوي في (شرح السنة) (222/7) حديث (2997) وذكره ابن حجر في (المطالب العلية) (405/2) حديث (2589) وعزاه لابن المبرك في (الزهد)۔

أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ الرَّجُلُ الصَّالِحُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْمُتَشَّى
بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ
﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص
میں دو خوبیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ اسے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا لکھ دے گا اور جس شخص میں یہ دونوں نہیں ہوں گی اللہ تعالیٰ
اسے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا نہیں لکھے گا۔ وہ شخص جو اپنے دین میں اس شخص کی طرف دیکھے جو بلند ہے اور اس کی پیروی
کرتے اور جو اپنی دنیا میں اس شخص کی طرف دیکھے جو اس سے کمتر ہے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے
اسے اس دوسرے شخص پر فضیلت عطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا لکھ دیتا ہے اور جو شخص اپنے دین
میں اس شخص کی طرف دیکھے جو اس سے کمتر ہے اور دنیا میں اس شخص کی طرف دیکھے جو اس سے برتر ہے اور اس بات پر افسوس کرے
جو اسے نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ اسے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا نہیں لکھتا۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اس روایت میں سوید نامی راوی نے اپنے والد سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

2437 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: انظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا

نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کی طرف دیکھو! جو تم سے کمتر
حیثیت کا مالک ہے۔ اس شخص کی طرف نہ دیکھو! جو تم سے برتر حیثیت کا مالک ہے، کیونکہ ایسی صورتحال میں تم اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر
نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔)

شرح

صبر وقناعت پیدا کرنے والے امور:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص میں دو باتیں پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے اور

2437۔ اخرجه مسلم (۴/۲۳۷۵): كتاب الزهد الرقائق: باب --- حديث (۹/۲۹۶۳) وابن ماجه (۲/۱۳۸۷): كتاب الزهد: باب: القناعة.

حديث (۱۶۱۲) و اخرجه احمد (۲/۲۵۴ - ۴۸۱) - عن الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة -

جو ان دو باتوں سے محروم ہوا سے صابر و شاکر نہیں لکھتا۔ وہ دو باتیں یہ ہیں:

1- وہ آدمی جو دین کے معاملہ میں اپنے سے اعلیٰ کو دیکھے اور اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرے۔

2- وہ آدمی ہے جو دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھے اور اس سے اپنے آپ کو برتر تصور کرتا ہو اللہ تعالیٰ کا شکر

بجالائے۔

انسان میں یہ فطرتی کمزوری پائی جاتی ہے کہ جب وہ شکل و صورت، مال و دولت اور قدر و منزلت کے اعتبار سے دوسرے کو برتر دیکھتا ہے تو اس کے دل میں حرص و لالچ انگڑایاں لینے لگتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ کاش وہ اس سے برتر ہوتا، اس ناسور کا علاج احادیث باب میں پیش کیا گیا ہے کہ دینی معاملات میں آدمی اپنے سے اعلیٰ شخصیت کو دیکھ کر اس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ کا صبر و شکر بجالائے، اس کے برعکس دنیوی معاملات میں اپنے سے کم تر لوگوں پر نظر رکھے اور ان سے برتر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا صبر و شکر بجالائے، اس ضابطہ اخلاق پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے مسلمان کا دل دنیا سے اچاٹ ہو جائے گا اور دین میں اعلیٰ مقام حاصل کر لے گا۔

2438 سند حدیث: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ هَلَالٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ الْجَرِيرِيِّ قَالَ ح

وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَرَّازُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ الْجَرِيرِيِّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي عُمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسِيدِيِّ

متن حدیث: وَكَانَ مِنْ كُتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافِقٌ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأَى عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى الْأَزْوَاجِ وَالضَّيْعَةِ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَكَذَلِكَ أَنْطَلِقُ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافِقٌ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأَى عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَدْرُمُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحْتُكُمْ الْمَلَائِكَةَ فِي مَجَالِسِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَعَلَى فُرُشِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت تھے وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے تو انہوں نے دریافت کیا: اے حنظلہ! تمہیں کیا ہوا ہے؟ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے ابو بکر! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہوتے ہیں اور آپ ہمارے سامنے جہنم اور جنت کا تذکرہ کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے لیکن جب ہم واپس آتے ہیں تو اپنی بیویوں اور دنیاوی

2438۔ اخرجہ مسلم (۴/۲۱۶)؛ کتاب التوبۃ؛ باب: فضل دوام الذکر و الفکر فی امور الآخرة و المراقبة و جواز ترک ذلك فی بعض اللوقات و الاشتغال بالمنیاء۔ حدیث (۱۲/۲۷۵) و ابن ماجہ (۲/۱۴۱۶)؛ کتاب الزهد؛ باب: المداومة علی العمل حدیث (۴۲۲۹)۔ و اخرجہ احمد (۴/۱۷۸ - ۲۴۶) عن سعید الجریری عن ابی عثمان النهدی عن حنظلة بن الربیع به۔

معاملات کے اندر مشغول ہو کر اکثر چیزوں کو بھول جاتے ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میری بھی یہی کیفیت ہے تم میرے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو! تو ہم لوگ چل پڑے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو دریافت کیا: اے حظلہ! تمہیں کیا ہوا ہے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! حظلہ منافق ہو گیا ہے۔ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمارے سامنے جہنم اور جنت کا تذکرہ کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے لیکن جب ہم واپس جاتے ہیں تو بیویوں اور دنیاوی معاملات میں الجھ جاتے ہیں اور بہت سی چیزوں کو بھول جاتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم مستقل اسی حالت میں رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمہاری محفلوں میں آکر تمہارے ساتھ مصافحہ کریں۔ تمہارے پچھونوں پر آکر تمہارے راستوں میں آکر (تمہارے ساتھ مصافحہ کریں) لیکن اے حظلہ! وقت، وقت کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

احوال کی کیفیت دائمی نہ ہونا:

نفس کی عارضی کیفیت کو ”حال“ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کی مستقل کیفیت کو ”مقام“ کہا جاتا ہے۔ احوال عارضی ہوتے ہیں اور مقامات دائمی ہوتے ہیں۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر انسان کے احوال مستقل ہوں تو وہ اپنے آپ کو کبھی منافق تصور نہ کرے، جنت و دوزخ کا تصور کبھی اس کے ذہن سے محو نہ ہوتی کہ ملائکہ اس سے مجلسوں، بستروں اور راستوں میں مصافحہ کرتے۔

سوال: حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو منافق کیوں گردانا تھا؟

جواب: دین و آخرت کی فکر اور خوف و خشیت کی حالت انسان میں مستقل نہیں رہتی بلکہ اس میں تغیر آتا رہتا ہے۔ حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی ذات میں تعلیمات نبوت کی تاثیر مستقل نہ دیکھی تو اس تبدیلی کی بناء پر اپنے آپ کو منافق قرار دے لیا تھا لیکن بعد میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تشفی دی کہ یہ نفاق نہیں بلکہ ”حال“ ہے جو تغیر پذیر ہوتا رہتا ہے۔

حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف: حظلہ نام کے دو صحابہ ہیں، جن کا تعارف درج ذیل ہے:

1- حظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: یہ انصاری اوسی ہیں۔ ان کے باپ کا نام عامر راہب تھا، غزوہ احد میں شہید ہوئے اور فرشتوں نے انہیں غسل دیا تھا کیونکہ انہوں نے حالت جنابت میں جام شہادت نوش کیا تھا۔

2- حضرت حظلہ الکاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قبیلہ اسید کے چشم و چراغ تھے جو قبیلہ بنو تمیم کی مشہور شاخ ہے۔ باپ کا نام ربیع تھا اور یہ حکیم العرب اشم بن صیفی کے بھتیجے تھے۔ حدیث باب میں بیان کردہ واقعہ ان سے متعلق ہے۔

2439 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے اسی چیز کو پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

اپنی پسندیدہ چیز اپنے بھائی کے لیے پسند کرنا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ مؤمن وہ شخص ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرے۔

سوال: اس حدیث پر عمل ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے، کیونکہ انسان بہت سی اشیاء اپنی ذات کے لیے تو پسند کرتا ہے لیکن دوسروں کے لیے پسند نہیں کرتا مثلاً گھر، خوراک اور لباس وغیرہ۔ اس طرح تو اکثر لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے؟

جواب: اس حدیث میں نفس ایمان کی نفی مقصود نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی مراد ہے لہذا عبادات اور امور مباح میں جو چیز اپنی ذات کے لیے کوئی پسند کرتا ہے وہی دوسرے بھائی کے لیے بھی پسند کرنے کی کوشش کرے۔ اگر دل میں جذبہ حب اخوت موجزن ہو تو یہ بات دشوار نہیں ہے۔

2440 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْمَعْنِيُّ وَاحِدٌ عَنْ حَنْشِ الصَّنْعَانِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ إِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ أَحْفَظُ اللَّهُ يَحْفَظُكَ أَحْفَظِ اللَّهُ تَجِدَهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2439- اضرجه البخاری (۷۲/۱): کتاب الایمان: باب: من الایمان ان یحب لایخیه ما یحب لنفسه حدیث (۱۳) مسلم (۲۹۱/۱): کتاب الایمان: باب: الدلیل علی ان من خصمال الایمان ان یحب لایخیه المسلم ما یحب لنفسه من الخیر حدیث (۷۱/۴۵) والنسائی (۱۱۵/۸): کتاب الایمان وشرائعه: باب: علامة الایمان حدیث (۵۰۶ - ۵۰۷) وابن ماجه (۲۶/۱) المقدمة: باب: فی الایمان حدیث (۶۶) والدارمی (۲۰۷/۲): کتاب: الرقائق: باب: لا یؤمن احدکم حتی یحب لایخیه - و اضرجه احمد (۱۷۶/۲ - ۲۰۶ - ۲۵۱ - ۲۷۲ - ۲۷۸ - ۲۸۹) و عبد بن حمید ص ۲۵۵: حدیث (۱۱۷۵) عن قتاده عن انس بن مالك به -

2440- اضرجه الترمذی بنظر (تعفة الاشراف) (۲۸۲/۴) حدیث (۵۴۱۵) - اضرجه الماکم (۵۴۱/۳) من طریق عبد الملك بن عمير عن ابن عباس و ابو نعیم فی (العلیة) (۳۱۴/۱) -

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھا رہا ہوں۔

”اللہ تعالیٰ کا خیال رکھنا! وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنا! تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے، تم نے جب بھی کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور جب بھی مدد مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگنا یہ بات جان لو کہ اگر سب لوگ مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہیں تو وہ صرف تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب لوگ مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو تمہیں صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے۔ (تقدیر لکھنے کے بعد) قلم اٹھا دیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔“

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا حقیقی نافع اور ضار ہونا:

حقیقی طور پر محض اللہ تعالیٰ نفع یا نقصان رساں ہوتا ہے۔ تاہم اولیاء اور دیگر لوگ نفع و نقصان رساں کے اسباب مجازی بن سکتے ہیں۔ حدیث باب میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دفعہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پس پشت تھے تو آپ نے انہیں چند ارشادات سے نوازا جو درج ذیل ہیں:

- 1- اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم احکام خداوندی پر عمل پیرا ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیوی ممنوعات و مکروہات اور آخرت میں ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔
- 2- اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تَجَاهَكَ، تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرو تو تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ اس فقرے کا مفہوم بھی ما قبل فقرے جیسا ہے تاہم اس فقرے کو ما قبل فقرہ کی تاکید کہا جاسکتا ہے۔

3- وَاِذَا سَاَلْتَ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعْنَتْ فَاَسْتَعِنْ بِاللّٰهِ۔ جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو اور جب تم مدد حاصل کرو تو اللہ تعالیٰ سے حاصل کرو۔ اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقی طور پر سوال اللہ تعالیٰ سے کیا جاسکتا ہے اور حقیقی معاون و مدد گزار اللہ تعالیٰ ہے، مجازی طور پر انبیاء و صالحین اور اولیاء سے سوال کیا جاسکتا ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ حاجت برآری کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کرتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سوال کرنے کی ترغیب و تلقین کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حقیقی مدد رساں اللہ تعالیٰ ہے لیکن مجازی طور پر یہ قوت اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو بھی دے رکھی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ: ۱۵۳) اور تم صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کرو۔ غور فرمائیں کہ صبر اور نماز دونوں چیزیں غیر اللہ ہیں جن سے معاونت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

4- وَاَعْلَمَ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ اِلَّا قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، اور تمہیں اس بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ بیشک اگر لوگ اس بات پر اجماع کر لیں کہ وہ تمہیں کسی چیز کے بارے میں نفع پہنچائیں تو وہ تمہیں نفع

نہیں پہنچا سکتے مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تحریری فیصلہ کے خلاف لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

5- وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَيَّ أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، اور اگر لوگ اس بات پر اجماع کر لیں کہ وہ تمہیں کسی معاملہ میں نقصان پہنچائیں تو وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اتنا جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا۔

6- رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ، قلم فارغ ہو گئے اور کاغذ خشک ہو گیا۔ مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی تحریری فیصلہ میں تبدیلی اس وقت تک ممکن ہو سکتی ہے کہ قلم تحریر میں مصروف عمل ہو اور سیاہی تازہ ہو، لیکن جب قلم تحریر سے فارغ ہو جائے اور تحریر خشک ہو جائے تو اس تحریر میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مذکورہ امور میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے، جن میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

2441 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ أَبِي قُرَّةَ السَّدُوسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

متن حدیث: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْقِلْهَا وَاتَّوَكَّلْ أَوْ أُطْلِقْهَا وَاتَّوَكَّلْ قَالَ اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ
قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ يَحْيَى وَهَذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُنْكَرٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى عَنْ عَمْرُو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا
﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں (جانور کو) باندھنے کے بعد توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے باندھ کر پھر توکل کرو۔ عمرو بن علی بیان کرتے ہیں: یحییٰ نے یہ بات بیان کی ہے: میرے نزدیک یہ حدیث ”منکر“ ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے یہ روایت ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف سند اسی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح کی روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

تدبیر اور توکل میں منافات نہ ہونا:

تدبیر کا مطلب یہ ہے کہ اسباب حاصل کرے اور توکل کا مطلب ہے اسباب کے بغیر محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے۔ توکل کی دو اقسام ہیں:

1- اسباب اختیار کیے جائیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے، حدیث باب میں اسی توکل کا ذکر ہے۔ صحابی رسول اللہ عرض

2441۔ انفرادیہ الترمذی، ينظر (تحفة الاشراف) (۱/۱۱۰) حدیث (۱۶۰۲) اضرجه ابو نعیم فی (حلیة الاولیاء) (۸/۲۹۰) و ابن حبان (۲۴۲/۸ - موارد) حدیث (۲۵۶۹) من طریق جعفر بن عمرو بن امیة عن ابیہ قال: قال رجل للنبي صلى الله عليه وسلم -

کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! کیا میں اونٹ کا زانو باندھ کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کروں یا آزاد چھوڑ کر؟ آپ نے جواب میں فرمایا: پہلے اونٹ کا زانو باندھو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔

2- اسباب اختیار کیے بغیر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے، ان کے علاوہ توکل کا کوئی درجہ نہیں ہے، یعنی اسباب اختیار کرنا اور ان پر بھروسہ کرنا توکل نہیں ہے بلکہ اس کے منافی ہے۔

حدیث باب کا اہم درس یہ ہے کہ تدبیر اور توکل دونوں کو اختیار کیا جائے کیونکہ ان کے مابین کوئی منافات نہیں ہے، چنانچہ اس بارے میں قرآن کریم میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادگان کا واقعہ موجود ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کی حفاظت کے لیے عالم اسباب کے مطابق تدابیر ارشاد فرمائیں پھر فرمایا کہ حقیقی حفاظت اللہ تعالیٰ کی ہے اور تدابیر مشیت خداوندی کو نافذ ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتیں، یعنی مومن اسباب کے بعد توکل کا راستہ اختیار کرتا ہے، جس میں کامیابی یقینی ہوتی ہے۔

2442 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا مَا يَرِيكَ إِلَى مَا لَا يَرِيكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طَمَآنِينَةٌ وَإِنَّ الْكُذْبَ رِيْبَةٌ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ

توضیح راوی: قَالَ وَأَبُو الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ

حکم حدیث: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

﴿﴾ ابو حوراء سعدی بیان کرتے ہیں: میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا بات یاد ہے تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھا ہے: جو چیز تمہیں شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ کر اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں مبتلا نہ کرے۔ سچائی اطمینان ہے اور جھوٹ شک و شبہ کا نام ہے۔

اس حدیث میں ایک پورا واقعہ منقول ہے۔

ابو حوراء سعدی کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2442- اخرجه النسائي (۲۲۷/۸)؛ كتاب الاثرية؛ باب: الميت على ترك الشهوات؛ حديث (۵۷۱۱)؛ والمدامس (۲/۲۶۵)؛ كتاب البيوع؛

باب: دع ما يريك الى ما لا يريك- و اخرجه احمد (۱/۲۰۰)؛ وابن خزيمة (۴/۵۹)؛ حديث (۲۲۶۸ - ۲۲۶۹) عن بريد بن ابي

مريم عن ابي الحوراء عن الحسن بن علي به-

شرح

مشکوک بات ترک کرنا اور یقینی بات کو اختیار کرنا:

خدمت حدیث کے حوالے سے اہل بیت کی خدمات قابل تحسین ہیں، بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمات تو آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابو الخوراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی باتیں یاد ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں یاد ہیں:

1- ایک دفعہ میں نے صدقہ کی ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے تھوک سمیت وہ کھجور میرے منہ سے نکال کر کھجوروں کے ڈھیر پر پھینک دی، کسی صحابی نے عرض کیا: اگر بچہ کھجور کھا لیتا تو اس میں کیا حرج تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، بیشک ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: دَعِ مَا يُرِيْبُكَ اِلَى مَا لَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمْبَانِيَةٌ وَاِنَّ الْكِذْبَ رِيْبَةٌ۔ تم مشکوک چیز کو چھوڑ دو اور یقینی چیز کو اختیار کرو، بیشک سچائی اطمینان قلب کا نام اور جھوٹ شک کا نام ہے۔

3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز وتر میں پڑھنے کے لیے یہ دعا سکھائی تھی: اَللّٰهُمَّ اِهْدِنِيْ فِيمَنْ هَدَيْتَ، الخ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اہل بیت اطہار کے لیے زکوٰۃ و صدقہ ممنوع ہیں، کیونکہ ان کی حیثیت میل کچیل کی ہے جن کا کھانا اہل بیت کی شایان شان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مشکوک اشیاء سے احتراز ضروری ہے کیوں کہ ان میں پڑنے کی وجہ سے انسان حرام امور کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ علاوہ ازیں ان امور کی وجہ سے انسان کو اطمینان قلبی کی دولت حاصل نہیں ہو سکتی، تاہم یقینی امور سے انسان کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ ہر معاملہ میں آدمی کو یقینی اور صداقت پر مبنی صورت اختیار کرنی چاہیے کیونکہ اس سے قلبی طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

2443 سند حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ البَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

بْنُ جَعْفَرِ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نُبَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيْثٍ: ذَكَرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ وَذَكَرَ عِنْدَهُ اٰخِرُ بَرِيْعَةٍ فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْدَلُ بِالرِّعَةِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ مِنْ وُلْدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص کے بکثرت عبادت و ریاضت کرنے

کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کے مشتبہ چیزوں سے بچنے کا ذکر کیا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشتبہ چیزوں سے بچنے کی مانند (نفل عبادت و ریاضت) نہیں ہے۔

عبداللہ بن جعفر نامی راوی حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ مدنی ہیں اور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

ورع کا مقام عبادت سے بلند ہونا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمیوں کا ذکر ہوا، جن میں سے ایک عابد و زاہد تھا اور وہ عبادت بھی نہایت خلوص سے کرتا تھا اور دوسرا صاحب ورع تھا اور وہ مشکوک اشیاء سے احتراز کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحب ورع کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ لفظ ورع، ثلاثی مجرد مثال واوی کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: مشتبه امور سے بچنا، پرہیزگاری اختیار کرنا۔ چونکہ پرہیزگار شخص دین میں امتیازی مقام رکھتا ہے، لہذا بڑے سے بڑا عابد و زاہد بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

2444 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَأَبُو زُرْعَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ هَلَالِ بْنِ مِقْلَاصٍ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بِوَأَيْقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْيَوْمَ فِي النَّاسِ لَكَثِيرٌ قَالَ وَسَيَكُونُ فِي قُرُونٍ بَعْدِي
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الدُّورِيِّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ قَوْلِ إِمَامِ بَخَارِي: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَ أَبِي بَشِيرٍ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص حلال کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ چیز تو آج بہت سے لوگوں میں پائی جاتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ میرے بعد کے کچھ زمانوں میں بھی ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو اسرائیل نامی راوی سے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2444- انصربہ الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۲/۲۶۳) حدیث (۶۰۷۲) اخرجہ العاکم فی (المستدرک) (۱۰۶/۴) وقال: صحیح اللسان ولم یفر جاہ و ذکرہ المنذری فی (الترغیب) (۱/۹۶) حدیث (۶۱۱) وعزاه لابن ابی السنیان فی (الصمت) (۳۶)۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو وہ اس روایت کے اسرائیل سے منقول ہونے سے واقف نہیں تھے انہیں ابو بشر نامی راوی کے نام کے بارے میں بھی پتہ نہیں تھا۔

شرح

جنت میں لے جانے والے امور:

جنت میں لے جانے والے امور کی تعداد مختلف روایات میں مختلف بیان ہوئی ہے۔ حدیث باب میں جنت میں لے جانے والے تین امور بیان ہوئے ہیں:

۱- حلال و طیب کھانا، ۲- سنت رسول پر عمل کرنا۔ ۳- اس کے شر سے لوگوں کا محفوظ ہونا۔
یہ خوبیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کمال درجہ کی پائی جاتی تھیں، ہاں تابعین اور تبع تابعین میں بھی یہ خصوصیات موجود تھیں لیکن صحابہ کے مقابلہ میں کم درجہ کی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں بھی: خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم یلونہم بھی ملحوظ ہے۔ علاوہ ازیں ہر دور کے علماء ربانیین، اولیاء، صالحین، صوفیاء اور اصحاب تقویٰ لوگوں میں بھی یہ امور ثلاثہ پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ہمہ وقت جنت ان لوگوں کے لیے منتظر رہتی ہے۔

2445 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أُعْطِيَ لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ وَأَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَنْكَحَ لِلَّهِ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ إِيمَانَهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ

﴿﴾ سہل بن معاذ جہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی کو کچھ دے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی کو کچھ نہ دے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے محبت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے ناراضگی رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نکاح کرنے تو اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”منکر“ ہے۔

شرح

ایمان کی تکمیل کرنے والے امور:

وہ امور جن سے ایمان کی تکمیل و استحکام ہوتا ہے، متعدد ہیں۔ جن میں سے صرف پانچ حدیث باب میں بیان کیے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

۱- وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کی معاونت کرنا۔

2445- اخرجہ احمد (۲/۴۲۸ - ۴۴۰) عن رسول بن معاذ بن انس الجہنی عن معاذ بن انس بہ۔

- 2- اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کسی سے ہاتھ روکنا۔
 - 3- اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کسی سے محبت کرنا۔
 - 4- اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کسی سے بغض و عداوت رکھنا۔
 - 5- اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی کا نکاح کرنا۔
- الغرض! جو شخص ہر کام بالخصوص امور خمسہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو استحکام عطا کرتا ہے اور اسے جنت میں اعلیٰ درجہ پر فائز فرماتا ہے۔



کتاب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ

جنت کی صفات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

موضوع سے متعلق چند اہم باتیں:

- 1- عالم کی تعریف اور اس کی اقسام، لفظ عالم واحد ہے اور اس کی جمع العالمین ہے، عالم کی مشہود و اقسام ہیں:
 - 1- عالم دنیا، لفظ: الدنيا، الادنی کی مؤنث ہے۔ جس کا معنی ہے: الاقرب، یہ لفظ: لفظ الدار کی صفت واقع ہوتا ہے جو ہمیشہ موصوف کے قائم مقام ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح الفاظ: الدار الدنيا کا معنی ہے: قریبی دنیا یعنی وہ عالم جو ہمارے قریب ترین ہے۔ وہ عالم کتنا قریب ہے؟ وہ اتنا قریب ہے جتنا مچھلی پانی کے قریب ہے۔ اسی طرح ہم بھی دنیا میں سموئے ہیں اور ہمارے چاروں اطراف میں دنیا ہے۔
 - 2- عالم آخرت: لفظ الاخرت، الاخر کی مؤنث ہے، جو لفظ الدار کی صفت اور موصوف کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے۔ لفظ الاخر کا معنی ہے: اس جانب کی دنیا یعنی ہم سے دور کی دنیا۔
- اعتقادی طور پر دونوں عالم حادث ہیں یعنی ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ یہ دونوں موجود نہیں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ملہ سے انہیں وجود بخشا۔ ان دونوں عالم کی پیدائش کے بعد دونوں میں پردہ کی اہم ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے مابین عالم برزخ اور عالم قبر پیدا کیا۔
- عالم آخرت اپنے آخری حصہ کی طرف سے ابدی ہے، لہذا یہ ہمیشہ چلنے والا ہے۔ اسی طرح جنت و دوزخ، حور و قصور اور ملائکہ وغیرہ تمام اشیاء عالم آخرت سے متعلق ہیں۔ یہ اشیاء فی الحال موجود و محفوظ ہیں۔
- ہمارا عالم دنیا ختم ہو جائے گا، الیوم الاخر آجائے گا جس کا دوسرا نام ”یوم القیامہ“ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مخلوق حساب و کتاب کے لیے پیش ہوگی، پھر وہ عالم آخرت میں داخل ہو جائے گی اور عالم دنیا ختم ہو جائے گا۔
- 2- عالم آخرت کے حوالے سے وہ امور جن پر ایمان لانا ضروری ہے، عالم آخرت کے حوالے سے بہت امور ایسے ہیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کا انکار کفر ہے مثلاً جنت پر ایمان لانا۔ یہ مکان تخلیق ہو چکا ہے، جو سات آسمانوں کے اوپر ہے اور نیک لوگوں کی قیام گاہ ہے۔ اس کی نعمتوں کا تفصیلی تذکرہ و قرآن و سنت میں موجود ہے۔ اسی طرح دوزخ پر ایمان رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہ سات زمینوں کے نیچے ہے، فی الحال یہ بھی موجود ہے اور یہ برے لوگوں کی قیام گاہ بلکہ سزا گاہ ہے۔ اس کے عذات کے مختلف انداز ہیں جس کی تفصیل قرآن و سنت میں موجود ہے۔
- 3- اعتقادی طور پر قرآن و سنت میں جنت و دوزخ کے حوالے سے جو تفصیل بیان کی گئی ہے، فی الحال اس کی حقیقت سمجھ میں

نہیں آسکتی، کیونکہ ان کے دلر با اور عبرتناک مناظر دیکھے بغیر ان کی حقیقت عقل و دانش میں نہیں آسکتی۔ تاہم ان پر اجمالی ایمان کافی ہوگا۔

4- عالم آخرت کی حقیقت و تفصیلات بیان کرنے کے لیے، عالم دنیا سے الفاظ مستعار کیے گئے ہیں، خواہ اختصار کے ساتھ جنت و دوزخ کا نقشہ تو کھینچا گیا ہے لیکن ان کی تفصیلات عقل کے دائرہ میں نہیں آسکتیں، اسی طرح جہنم کے عذاب کی تفصیل بھی ہمارے ذہن میں نہیں آسکتی۔

5- ہر نبی اور رسول نے اپنی امت کے سامنے عالم آخرت کے احوال اور جنت و دوزخ کی تفصیل بیان فرمائی تھی، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اس بارے میں آگاہ کر دیا گیا تھا۔ تاہم ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جنت و دوزخ کے مناظر اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیدہ احوال اپنی قوم کے سامنے بیان فرمائے جو احادیث مبارکہ کی صورت میں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ

باب 1: جنت کے درختوں کا تذکرہ

2446 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجْرَةً يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جنت میں درخت اتنا بڑا ہوگا کہ ایک سوار اس کے سائے میں ایک سوسال تک چلتا رہے گا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

2447 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةٌ يَسِيرُ الرَّكَّابُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَقَالَ ذَلِكَ الظَّلُّ الْمَمْدُودُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ

2446- اخرجہ مسلم (۲۱۷۵/۴): کتاب الجنة و صفة نعمتها و الفلح باب: (۱) حدیث (۲۸۲۶/۶) و احمد (۴۵۲/۲) - من طریق سعید بن ابی سعید المقبری عن ابیہ فذکرہ۔

2447- ترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (۴۲۹۱، ۴۲۹۱) اخرجہ البخاری (۱۱/۴۲۴): کتاب الرقاق: باب: (۵۱) حدیث (۶۵۵۲) و مسلم (۲۱۷۶/۴): کتاب (۵۱): باب: (۱) حدیث (۲۸۲۸) من طریق النعمان بن ابی عیاش الزرقی قال: حدیثی ابو سعید۔

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جنت میں درخت (اتنا بڑا) ہوگا کہ ایک سوار اگر ایک سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے تو اسے پار نہیں کر سکے گا۔
(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) ”پھیلے ہوئے سائے“ سے یہی مراد ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2448 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْفُرَاتِ الْقَزَّازُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں موجود ہر درخت کا تنا سونے کا

ہوگا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

جنت کے درختوں کی کیفیت:

- جنت کے درختوں کی چند ایک خصوصیات ہیں جو دوسرے درختوں میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ خصوصیات درج ذیل ہیں:
- ☆ جنت کے درخت کے سایہ میں کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو کر سو سال تک بھی چلتا رہے تو اسے طے نہیں کر سکتا۔
 - ☆ جنت کے درخت کا تاج جس سے دوسری شاخیں نکلتی ہیں وہ سونے کا یعنی سرسبز ہے۔
 - ☆ جنت کے معین درخت سے مراد ”شجر طولی“ ہے ہر درخت کا یہ حال نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں ارشاد باری ہے:
فِي ظِلِّ مَمْدُودٍ (الواقعة 30) ہمیشہ کے سایہ میں۔
 - ☆ جنت میں شمس و قمر کا وجود نہیں ہوگا اور نہ معروف سایہ ہوگا لیکن افہام و تفہیم کی غرض سے سایہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا

باب 2: جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ

2449 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ حَمْزَةَ الزِّيَّاتِ عَنْ زِيَادِ الطَّائِيِّ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ

2448- تفریدہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (۱۳۶۱۸) افرجہ ابن حبان (۸/ ۲۶۵ - موارد) حدیث (۲۶۲۴) و ابو یعلیٰ الموصلی (۵۷/۱۱) حدیث (۶۱۹۵/۲۵۵)۔

2449- تفریدہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (۱۳۹۰۵) ذکرہ ابن ہمام الذہبی الترمذی فی (کنز العمال) ۴/ ۲۶۵ برقم (۱۰۳۶۲) و عزاء للترمذی و اللہدیت شوالہ عند ابن المبارک فی (الزهد) برقم (۱۰۷۵) من طریق سعد الطائی عن رجل عن ابی ہریرۃ و احمد (۳۰۵/۳۰۴/۷) من طریق الطائی ثنا ابو المدلہ سمع ابی ہریرۃ۔

متن حدیث: قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوبُنَا وَزَهَدْنَا فِي الدُّنْيَا وَكُنَّا مِنْ أَهْلِ
الْآخِرَةِ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَأَنْسْنَا أَهَالِينَا وَشَمَمْنَا أَوْلَادَنَا أَنْكُرْنَا أَنْفُسَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَوْ أَنْتُمْ تَكُونُونَ إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِي كُنْتُمْ عَلَى حَالِكُمْ ذَلِكَ لَزَارَتْكُمْ الْمَلَائِكَةُ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَوْ لَمْ
تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ كَمَا يُذْنِبُوا فَيَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا
الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ لَبَنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبَنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّوْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ
وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ دَخَلَهَا يَنْعَمُ لَا يَبَاسُ وَيَخْلُدُ لَا يَمُوتُ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنَى سَبَابُهُمْ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا
تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ
وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ وَعِزَّتِي لَا نُصْرَتِكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ الْقَوِيِّ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ وَقَدْ
رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ بِإِسْنَادٍ آخَرَ عَنْ أَبِي مُدَلَّةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے؟ جب ہم آپ کے پاس ہوتے
ہیں تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں اور ہم دنیا سے لائق ہو جاتے ہیں اور آخرت کی طرف زیادہ رجحان ہو جاتا ہے لیکن جب ہم
آپ کے پاس سے اٹھ کر جاتے ہیں اور اپنے گھر والوں سے ملتے جلتے ہیں، بچوں سے ملتے ہیں تو ہماری کیفیت تبدیل ہو جاتی
ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہو تو اگر اس وقت بھی تمہاری وہی کیفیت ہو جو میری
موجودگی میں ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کریں اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ نئی مخلوق لے
آئے گا تاکہ وہ لوگ گناہ کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مخلوق کو کس چیز کے ذریعے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ نے
ارشاد فرمایا: پانی سے۔ میں نے عرض کی: جنت کی تعمیر کس چیز سے ہوئی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے
اور ایک اینٹ سونے کی ہے اور اس کا گارا خوشبودار مشک کا ہے اور اس کے کنکر موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے جو
شخص اس میں داخل ہو جائے گا وہ نعمتوں میں رہے گا اور کبھی مایوس نہیں ہوگا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اسے کبھی موت نہیں آئے
گی۔ اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے۔ اس کی جوانی ختم نہیں ہوگی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین طرح کے لوگوں کی دعا مسترد نہیں ہوتی۔ عادل حکمران، روزہ دار شخص جب وہ افطار کرے
اور مظلوم شخص کی دعا وہ بادلوں پر بلند ہوتی ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
میری عزت کی قسم! میں تمہاری ضرورت مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد کروں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے اور میرے نزدیک یہ متصل بھی نہیں ہے۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

جنت کی نعمتوں کا تذکرہ:

- حدیث باب میں جنت کی چند نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:
- 1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے وقت اور گھر واپس جانے کے بعد لوگوں کی حالت یکساں رہے تو ان میں فرشتوں کی صفات پیدا ہو جائیں اور فرشتے ان کے گھروں میں ان سے ملاقات کے لیے آئیں۔
 - 2- تعمیر جنت میں چاندی استعمال ہوئی ہے، اس کے برتن چاندی کے ہیں ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے اور اس میں لوگ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔
 - 3- اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا مسترد نہیں کرتا بلکہ فوراً قبول فرمالتا:
 - 1- سلطان عادل کی دعا،
 - 2- روزہ دار کی افطاری کے وقت،
 - 3- مظلوم کی دعا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الْجَنَّةِ

باب 3: جنت کے بالا خانوں کا تذکرہ

2450 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسَهَّرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطَعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلَّى لِلَّهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ هَذَا مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ اثْبُتٌ مِنْ هَذَا

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایسے کمرے ہوں گے جن کا اندرونی منظر باہر سے اور بیرونی منظر اندر سے نظر آسکے گا۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! یہ کس کے لیے ہوں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس شخص کے لیے ہوں گے جو اچھی گفتگو کرے (دوسروں کو) کھانا کھلائے اور ہمیشہ (نفل) روزہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کے لیے رات کے وقت (نفل) نماز ادا کرے جب لوگ سوچکے ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

بعض محدثین نے عبد الرحمن بن اسحاق نامی راوی کے حافظے کے حوالے سے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ یہ صاحب کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

عبد الرحمن بن اسحاق قریشی مدنی ان سے زیادہ مستند ہیں۔

2451 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِيُّ عَنْ

أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ جَنَّتَيْنِ ابْتِهَمَا وَمَا فِيهِمَا مِنْ فِضَّةٍ وَجَنَّتَيْنِ ابْتِهَمَا وَمَا فِيهِمَا مِنْ ذَهَبٍ وَمَا

بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

حَدِيثٌ دِيكْرٌ: وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ دُرَّةٍ مُّجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُونَ مِثْلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخِرِينَ يَطُوفُ

عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوِيٌ: وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ أَحْمَدُ بْنُ

حَنْبَلٍ لَا يُعْرَفُ اسْمُهُ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ وَأَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ

طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ

◀◀ ابو بکر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ جنت میں دو باغ ہیں جن کے

برتن چاندی سے بنے ہوئے ہیں اور ان میں موجود ہر چیز چاندی سے بنی ہوئی ہے اور دو باغ ایسے ہیں جن کے برتن اور ان میں

موجود ہر چیز سونے سے بنی ہوئی ہے۔ لوگوں اور ان کے اپنے پروردگار کے دیدار کرنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہے جو

اس کی ذات پر جنت عدن میں ہے۔

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے: جنت میں ایسا خیمہ ہوگا جو ساٹھ میل چوڑے موتی سے تراشا گیا

ہوگا۔ اس کے ایک کونے کے لوگ دوسرے کونے والوں کو نہیں دیکھ سکیں گے (دوسرا) مومن شخص اس سے ملنے کے لیے آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو عمران جوئی نامی راوی کا نام عبد الملک بن حبیب ہے۔

ابو بکر بن ابو موسیٰ نامی راوی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن قیس ہے۔

ابو مالک اشعری کا نام سعد بن طارق بن اشیم ہے۔

شرح

جنت کے بالا خانوں کی کیفیت:

پہلی حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کے کمروں کی کیفیت یہ ہوگی کہ ان کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دکھائی دے گا۔

یہ کمرے ان لوگوں کے لیے ہوں گے جن میں چار صفات پائی جائیں گی:

2451۔ اخرجه البخاری (۸/۴۹۱): کتاب التفسیر: باب: (ومن دونہما جنتان) حدیث (۴۸۷۸) و طرفہ فی: (۶۸۸۰-۷۴۴۴)۔

1- جو حقیقت و صداقت پر مبنی گفتگو کرتے ہوں گے۔ یعنی جھوٹ سے احتراز کرتے ہوئے ہمیشہ سچ بولتے ہوں گے۔

2- غرباء اور مساکین کو کھانا کھلاتے ہوں اور ان کی مالی معاونت کرتے ہوں گے۔

3- بکثرت روزے رکھنے کے عادی ہوں گے یعنی فرض روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی رکھتے ہوں گے۔

4- نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد وغیرہ بھی باقاعدہ سے ادا کرتے ہوں گے۔

دوسری حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں دو جنتیں چاندی کی ہوں گی اور ان کے برتن وغیرہ سب کچھ سونے کے ہوں گے۔ ان میں رہنے والے لوگ اپنے پروردگار کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

جنت میں ایک خیمہ خالی ہوگا اس کی چوڑائی سات میل ہوگی اس کے ہر کونے میں افراد خانہ ہوں گے جو دوسرے ارکان خانہ کو نہیں دیکھ سکیں گے اور مومن کی اس کے پاس آمد و رفت جاری رہے گی۔

فائدہ نافعہ: ضعف بصر یا نابینا پن آخرت میں زیارت خداوندی کے لیے موانع نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرتے وقت جب اپنے چہرے سے عظمت و کبریائی کی چادر ہٹائے گا تو اہل جنت زیارت سے مشرف ہو سکیں گے۔

سوال: رداء کبریائی کیا چیز ہے، جو اللہ تعالیٰ کے چہرے پر پڑی ہوگی؟

جواب: یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، صفات نہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین ہیں اور نہ اس کا غیر ہیں۔ یہ صفت اس مشہور حدیث میں بھی استعمال ہوئی ہے: الکبریاء ردائی والعظمة ازاری، یعنی بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری لنگی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ

باب 4: جنت کے درجات کا تذکرہ

2452 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُعَادَةَ

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: فِي الْجَنَّةِ مِائَةٌ دَرَجَةٍ مَا يَبِينُ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةٌ عَامٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک سو درجے ہیں اور ہر دو

درجوں کے درمیان ایک سو برس کا فاصلہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2453 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ

زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ وَحَجَّ الْبَيْتَ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا إِلَّا كَانَ حَقًّا

2452- أخرجه احمد (۲۹۲/۲) من طريق شريك عن محمد بن جعاده عن عطاء فذكره-

2453- أخرجه ابن ماجه (۱۴۴۸/۲)؛ كتاب الزكاة؛ باب: صفة الجنة؛ حديث (۴۲۳۱)؛ و احمد (۲۴۲/۵) من طريق يزيد بن اسلم عن عطاء بن يسار فذكره-

عَلَى اللَّهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ إِنْ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مَكَتَ بِأَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ بِهَا قَالَ مُعَاذٌ أَلَا أُخْبِرُ بِهَذَا النَّاسِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرِ النَّاسَ يَعْْمَلُونَ فَإِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَفَوْقَ ذَلِكَ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَكَذَا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي اسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَهَذَا عِنْدِي أَصْحَحُ مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي اسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَعَطَاءٌ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَمُعَاذٌ قَدِيمُ الْمَوْتِ مَاتَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص رمضان کے روزے رکھے اور نماز ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے (راوی کہتے ہیں) مجھے علم نہیں ہے: انہوں نے زکوٰۃ کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں کیا تھا؟ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے میں یہ لازم ہے کہ اس کی مغفرت کر دے۔ خواہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے یا وہ اپنی اسی سرزمین پر ٹھہر رہے جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (انہوں نے عرض کی) کیا میں لوگوں کو اس بارے میں بتا دوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو جو وہ عمل کرتے ہیں، کرنے دو! کیونکہ جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور فردوس جنت کا بلند ترین اور بہترین درجہ ہے اور اس پر رحمن کا عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹی ہیں جب تم نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو جنت فردوس مانگنا۔

یہ روایت اسی طرح ہشام بن سعد کے حوالے سے، زید بن اسلم کے حوالے سے، عطاء بن یسار کے حوالے سے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

اور یہ روایت میرے نزدیک اس سے زیادہ مستند ہے جو ہمام کے حوالے سے، زید بن اسلم کے حوالے سے عطاء بن یسار کے حوالے سے، حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

عطاء نامی راوی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے، کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال پہلے ہو گیا تھا۔ ان کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا تھا۔

2454 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةٌ وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُونُ الْعَرْشُ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ

2454- أخرجه أحمد (۵/۳۶۶، ۳۶۷) وعبادة بن الصامت (۹۲) حديث (۱۸۲) من طريق زيد بن اسلم، قال: حدثنا عطاء بن يسار

فذكره-

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ نَحْوَهُ
 ﴿﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک سو درجے ہیں
 ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور فردوس جنت کا بلند ترین درجہ ہے۔ اسی سے جنت
 کی چار نہریں پھوٹی ہیں اور اس پر عرش ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو اس سے جنت فردوس مانگنا۔
 یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2455 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ أَنَّ الْعَالَمِينَ اجْتَمَعُوا فِي إِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت میں ایک سو درجے ہیں تمام جہان کے
 لوگ اگر اکٹھے ہو جائیں تو وہ ان (سو درجوں) میں سے کسی ایک میں بھی سما سکتے ہیں۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

جنت کے درجات کی کیفیت:

احادیث باب کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ لفظ: الدرجة، واحد ہے اور اس کی جمع درجات ہے، اس کا معنی ہے: مرتبہ، فضیلت، فضیلت کا درجہ اوپر کو جاتا ہے، سب
 سے کم فضائیچے والے کی اور سب سے زیادہ فضیلت اوپر والے درجہ کی ہے۔ لفظ درجات جنت کے لیے اور لفظ: درکات، جہنم کے
 لیے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے، إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ بیشک منافقین جہنم کے سب
 سے نیچے والے درجہ میں ہوں گے۔ لفظ: درجہ، عظمت و فضیلت کے لیے اور لفظ: درک، ذلت و رسوائی کے معنی میں استعمال ہوتا
 ہے۔

☆ جنت میں سو درجات ہیں، ہر دو درجات کے درمیان سو سال یا پانچ سو سال یا زمین و آسمان جتنی مسافت کا فاصلہ ہے اس
 سے تعارض لازم نہیں آتا، کیونکہ اس مسافت سے تحدید مقصور نہیں ہے، بلکہ مسافت طویل مراد ہے۔

☆ جنت کا سب سے افضل درجہ اوپر والا ہے، جسے فردوس کہا جاتا ہے۔ جہنم کے عذاب کا سب سے بڑا درجہ نیچے والا ہے۔
 جسے درجہ اسفل یا درک اسفل کہا جاتا ہے۔

☆ نجات اولیٰ کے لیے خمسہ ضروری ہیں:

1- توحید و رسالت پر ایمان۔

2- نماز ادا کرنا،

3- زکوٰۃ ادا کرنا،

4- رمضان کے روزے رکھنا،

5- بیت اللہ تعالیٰ کا حج کرنا۔

جو شخص امورِ خمسہ کو اختیار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی بخشش فرمادے اور اسے جنت میں جگہ عطا فرمائے۔
☆ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر کیا تھا یا نہیں؟ چونکہ یہ بھی اپنی شرط یعنی صاحب نصاب پر فرض ہے اور نماز و حج کی طرح یہ بھی ضروری و لازمی ہے، لہذا اس کو شمار کرنا از بس ضروری ہے۔ اس کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔

☆ جہاد اور ہجرت دونوں ارکانِ اسلام میں شامل ہیں یا نہیں؟ دور رسالت میں جہاد اور ہجرت دونوں ضروری تھیں لیکن بعد میں ان کی حیثیت فرض کی نہ رہی بلکہ اختیار کی ہو گئی۔

☆ جنت کے سو درجات ہیں، سب سے اعلیٰ درجہ جنت فردوس کا ہے اس لیے اس کو طلب کرنے کی تلقین و ترغیب دی گئی ہے۔ اس درجہ کے اوپر عرش الہی ہے، جنت کے درجات کی طرح اس کی اشیاء کے بھی مختلف درجات ہیں: بعض اعلیٰ اور بعض ادنیٰ ہیں۔

☆ جنت فردوس سے چار نہروں کا خروج ہوتا ہے، جس کی تفصیل قرآن میں موجود ہے۔ اس جنت کے حصول کے لیے دعا کرنے کے ساتھ عمل اور اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جس طرح اولاد ہونے کی دعا کے لیے اسباب یعنی شادی شدہ ہونا بھی لازم ہے۔ اس طرح فردوس اعلیٰ کے حصول کے لیے جہاد و ہجرت کرنا بھی لازمی ہے۔

سوال: ارکانِ خمسہ کی طرح جہاد و ہجرت بھی بڑی اہمیت کے حامل امور ہیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں لوگوں کو بتانے سے منع کیوں کیا تھا؟

جواب: اس بات میں شک نہیں ہے کہ ارکانِ خمسہ کی طرح ہجرت و جہاد بھی بڑی اہمیت کے حامل امور ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں بتانے سے منع اس لیے کیا تھا کہ لوگوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ نجات اولیٰ کے لیے ارکانِ خمسہ ہی کافی ہیں مگر فردوس اعلیٰ کے حصول کے لیے جہاد و ہجرت کا ہونا بھی ضروری ہے۔

☆ جنت کے سو درجات ہیں ہر درجہ کا طول و عرض بھی غیر محدود ہے اور اگر تمام جہانوں کے لوگ ایک درجہ میں جمع ہونا چاہیں تو ان کے لیے ایک درجہ ہی کافی ہوگا۔

بَابُ فِي صِفَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 5: جنت کی خواتین کا تذکرہ

2456 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا قُرُوبَةُ بْنُ أَبِي الْأَمْرَاءِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُرَى بَيَاضُ سَاقِهَا مِنْ وَّرَاءِ سَبْعِينَ حُلَّةً حَتَّى يُرَى مُخَهَا وَذَلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ (كَانَهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ) فَاَمَّا الْيَاقُوتُ فَاِنَّهٗ حَجَرٌ لَوْ اَدْخَلْتَ فِيْهِ سِلْكَا ثُمَّ اسْتَصْفَيْتَهُ لَا رَيْتَهُ مِنْ وَّرَائِهِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدَةَ بْنِ حُمَيْدٍ وَهَكَذَا رَوَى جَرِيرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَلَمْ يَرْفَعَهُ أَصْحَابُ عَطَاءٍ وَهَذَا أَصَحُّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت کی عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر جوڑوں میں سے بھی نظر آجائے گی۔ یہاں تک کہ اس کی ہڈی کا گودا بھی دکھائی دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ارشاد فرمایا ہے:

”گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں“

جہاں تک یاقوت کا تعلق ہے تو یہ ایک پتھر ہے اگر تم اس میں دھاگہ داخل کرو تو وہ اس کے اندر بھی تمہیں نظر آجائے گا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے تاہم یہ ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔

اور یہ روایت عبیدہ بن حمید کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

جریر اور دیگر راویوں نے اسے عطاء بن سائب کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

عطاء بن سائب کے شاگردوں نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا اور یہی درست ہے۔

2457 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءٌ وَجُوهُهُمْ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ السَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يُرَى مُخَّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے پہلا گروہ جو قیامت کے دن جنت

2456- تفسرہ الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۹۴۸۸) ذکرہ السنندی فی (الترغیب) (۴/۴۴۱) حدیث (۵۵۲۶) و عزاء لا بن ابی

المنیا، و ابن ہبان (۲۵۵/۸ - موارد) حدیث (۲۶۳۳)۔

2457- اخرجه احمد (۱۶/۳) من طریق عطیة، فذكره۔

میں داخل ہوگا وہ چمک کے اعتبار سے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے جو دوسرا گروہ ہوگا وہ آسمان میں موجود سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک شخص کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی کے ستر جوڑے ہوں گے اور ان کپڑوں کے پار سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2458 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ

فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالثَّانِيَةَ عَلَى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ

دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يَبْدُو مَخُ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ

چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے جو دوسرا گروہ ہے۔ وہ آسمان میں موجود سب سے بہترین ستارے کی مانند (چمکدار) ہوں گے۔ ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی نے ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوں گے اور ان کپڑوں کے پار سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اہل جنت کی عورتوں کی کیفیت:

احادیث باب میں اہل جنت کی عورتوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے، ان کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

☆ اہل جنت کی عورتیں اپنے حسن و جمال کے اعتبار سے بے مثال ہوں گی۔ ان کی پنڈلیاں یا قوت و مرجان کی مثل ہوں گی

بشرطیکہ ان میں دھاگا ڈالا گیا ہو اور ان کی پنڈلیوں کا گودا بھی صاف دکھائی دے گا۔

☆ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی نے ستر جوڑے زیب تن کر رکھے ہوں

گے لیکن اس کی پنڈلی صاف دکھائی دے گی۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی لیکن دوسری روایت میں ہے کہ جنتی کی بہتر بیویاں

ہوں گی۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: 1- دو بیویاں دنیا کی خواتین میں سے ہوں گی جبکہ باقی حوران جنت میں سے ہوں گی۔ حدیث باب میں صرف اول

کا تذکرہ ہے جبکہ دوسری روایت میں دونوں کا ذکر ہے۔

2- دو بیویاں اس قدر شفاف و صاف ہوں گی کہ ستر جوڑے پہننے کے باوجود ان کی پنڈلیاں شفاف ہوں گی اور باقی عام

عورتوں کی طرح ہوں گی۔

سوال: جنت میں داخل ہونے والی جماعت کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح اور دوسری جماعت کے چہرے آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے ہوں گے۔ یہ دونوں جماعتیں کن لوگوں پر مشتمل ہوں گی؟
جواب: جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوگی اور دوسری جماعت اولیاء و صالحین کی ہوگی۔ اس کے نورانی چہرے اپنے مرتبہ و مقام کی بناء پر روشن ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جَمَاعِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 6: اہل جنت کے صحبت کرنے کی کیفیت

2459 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ

عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةً كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجَمَاعِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ

يُعْطَى قُوَّةً مِائَةً

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا مِنْ

حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بندہ مؤمن کو جنت میں صحبت کرنے کے لیے اتنی، اتنی

قوت دی جائے گی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کیا وہ شخص اتنی طاقت رکھے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے سو آدمیوں جتنی طاقت دی جائے گی۔

اس بارے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف قتادہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت

کے طور پر جانتے ہیں جو عمران القطان سے منقول ہے۔

شرح

اہل جنت میں سے ہر ایک کو سو مردوں کے برابر قوت جماع حاصل ہونا:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر جنتی کو کئی عورتوں سے فراغت حاصل کرنے یا کئی عورتوں سے جماع کرنے کی طاقت حاصل ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مرد کو اتنی طاقت جماع کیسے حاصل ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایک جنتی کو سو مردوں کے برابر جماع کی قوت حاصل ہوگی۔ اہل کتاب میں سے ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے ابوالقاسم! آپ کا خیال ہے کہ اہل جنت کھائیں گے اور پیئیں گے؟ آپ نے جواب دیا:

2459۔ ترمذی، ينظر (تحفة الاشراف) (۱۳۲۲) ذکرہ صاحب (المسکاة) (۹/۶۰۰ - مرقاة) حدیث (۵۶۳۶) وعزاه للترمذی۔

ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ان میں سے ہر آدمی کھانے پینے اور جماع کرنے کی سو آدمیوں کی طاقت رکھے گی۔ اس نے پھر عرض کیا: ایاہ القاسم! کھانے پینے کی وجہ سے قضائے حاجت کی ضرورت بھی پیش آئے گی؟ جو جنت میں اہل جنت کے لیے تکلیف دے چیز ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: یہ چیز جنت میں تکلیف دے چیز نہیں ہو گی؛ بلکہ پسینہ کی شکل میں ان کی حاجت ان کے جسموں سے خارج ہو جائے گی اور ان کے پیٹ ہلکے پھلکے ہو جائیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 7: اہل جنت کا تذکرہ

2460 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامِ بْنِ مَنِيبَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْخُطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ انْتَبَهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ وَأَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْأَلْوَةِ وَرَشْحُهُمْ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مَخُّ سَوْقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَالْأَلْوَةُ هُوَ الْعُودُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار ہوگی۔ وہ لوگ اس میں تھوکیں گے نہیں۔ ناک صاف نہیں کریں گے۔ قضائے حاجت نہیں کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی جبکہ ان کی انگلیٹھیاں عود سے بنی ہوئی ہوں گی۔ ان کا پسینہ مشک (کی طرح خوشبودار) ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا گودا گوشت میں سے نظر آئے گا۔ یہ ان کے حسن کی وجہ سے ہوگا۔ ان لوگوں کے درمیان آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ ان کے دلوں میں کوئی بغض نہیں ہوگا اور یہ سب ایک جیسی قلبی کیفیت کے مالک ہوں گے۔ وہ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

لفظ ”الوہ“ سے مراد ”عود“ ہے۔

2461 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ

عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَوْ أَنَّ مَا يُقَلُّ ظَفْرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَأَ لَتَزَخَّرَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَوْ

2460۔ اخرجه البخاری (۶/۳۱۷)؛ کتاب بدء الخلق؛ باب: ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة؛ حدیث (۳۳۴۵)؛ واطرافہ فی: (۳۳۴۶)

۳۳۵۴۔ ۳۳۳۷)؛ و مسلم (۴/۲۱۸)؛ کتاب الجنة و صفة نعيمها و الفسحة؛ باب: فی صفات الجنة و الفسحة؛ حدیث (۲۸۲۴/۱۷)؛ و احمد

(۲/۳۱۶) من طریق معمر عن همام بن منبه؛ فذكره۔

2461۔ اخرجه احمد (۱/۱۶۹، ۱۷۱) من طریق داود بن عامر بن سعد بن ابی وقاص؛ عن ابیه؛ فذكره۔

أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطَّلَعَ فَبَدَأَ أَسَاوِرَهُ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَقَدْ
 رَوَى يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ وَقَالَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◀◀ داؤد بن عامر اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر
 ایک ناخن سے کم مقدار جتنی جنت کی کوئی چیز ظاہر کر دی جائے تو وہ آسمان اور زمین کے تمام کناروں کو روشن کر دے اور اگر جنت کا
 کوئی شخص جھانک لے اور اس کے ننگن ظاہر ہو جائیں تو وہ سورج کی روشنی کو مانند کر دیں۔ بالکل اسی طرح جیسے سورج ستاروں کی
 روشنی کو مانند کر دیتا ہے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے اور صرف ابن لہیعہ سے منقول ہے۔

یحییٰ بن ایوب نے اس روایت کو یزید بن ابو حبیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ عمر بن سعد بن ابی وقاص
 کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

اہل جنت کی کیفیت:

جس طرح جنت بے مثال ہے اسی طرح اہل جنت بھی بے مثال ہوں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں کثیر خوبیوں سے سرفراز کرے گا،
 جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- 1- ان کے چہرے چودھویں رات کی طرح روشن ہوں گے۔
- 2- انہیں تھوک کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔
- 3- ان کی ناک نہیں بہے گی۔
- 4- انہیں قضاء حاجت کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔
- 5- اہل جنت کے برتن سونے کے ہوں گے۔
- 6- ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی۔
- 7- ان کے لیے دھونی کی انگیٹھی خوشبودار ہوگی۔
- 8- ان کا پسینہ کستوری کی طرح خوشبودار ہوگا۔
- 9- ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا صاف نظر آئے گا۔
- 10- ان میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔
- 11- کسی کے دل میں بغض و عداوت نہیں ہوگی۔
- 12- ان کے دلوں میں اخوت و محبت کا غلبہ ہوگا۔

- 13- صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں گے،
 14- جنت کی کوئی چیز ناخن کے برابر دنیا میں ظاہر کی جائے تو پوری دنیا اس سے مزین ہو جائے۔
 15- کوئی جنتی دنیا میں جھانک لے تو اس کی وجہ سے سورج کی روشنی کم ہو جائے۔
 16- اگر جنت کا کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائے تو اس سے سورج کی روشنی ماند پڑ جائے جس طرح سورج نکلنے سے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ ثِيَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 8: اہل جنت کے لباس کا تذکرہ

2462 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ الْأَحْوَلِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتْنُ حَدِيثٍ: أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَا يَقْنِي شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہل جنت کے جسم اور چہروں پر بال نہیں ہوں گے۔ ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ ان کی جوانی کبھی ختم نہیں ہوگی اور ان کے لباس کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2463 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجِ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتْنُ حَدِيثٍ: فِي قَوْلِهِ (وَفُرْشٍ مَرْفُوعَةٍ) قَالَ ارْتِفَاعُهَا لِكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مَسِيرَةَ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينِ بْنِ سَعْدٍ
مذہب فقہاء: وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ إِنَّ مَعْنَاهُ الْفُرْشُ فِي الدَّرَجَاتِ وَبَيْنَ الدَّرَجَاتِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”اور پچھے ہوئے بچھونے ہوں گے“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس کی بلندی اس طرح ہے جس طرح آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے جو پانچ سو برس کی مسافت پر مشتمل ہے۔

2462- اضرجه الدارمی (۲/۳۳۵): کتاب الرفاع: باب: اهل الجنة و نعيمها من طريق معاذ بن هشام عن ابيه عن عامر الاحوال عن شهر بن حوشب فذكره-

2463- اضرجه احمد (۲/۷۵) من طريق ابراهيم بن محمد فذكره-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف رشدین بن سعد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر یہ بیان کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے: وہ بچھو نے مختلف درجات میں ہوں گے اور ان درجات کے درمیان اتنا فرق ہوگا جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

شرح

اہل جنت کے کپڑوں کا تذکرہ:

احادیث باب میں اہل جنت اور ان کے لباس کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- 1- اہل جنت کے اجسام بالوں سے پاک ہوں گے۔ 2- وہ بے ریش ہوں گے۔ 3- قدرتی طور پر ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ 4- ان کی جوانی مستقل ہوگی۔ جو کبھی بڑھاپے میں تبدیل نہیں ہوگی۔ 5- ان کا لباس نہ پرانا ہوگا اور نہ میلا کچھلا ہوگا۔ 6- ان کے لیے اونچے اونچے فرش ہوں گے۔ 7- ان کی اونچائی اتنی ہوگی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

سوال، قرآن کریم میں اہل جنت کے بستروں کی صفت مرفوعہ کیوں بیان کی گئی جبکہ وہ خود اونچے نہیں ہوں گے؟
جواب: اونچا ہونا محض بلندی میں نہیں ہوتا بلکہ مرتبہ میں بھی ہو سکتا ہے اور ظاہری بلندی میں بھی پانچ سو سال کی مسافت بستروں کی نہیں ہوگی بلکہ اس سے درجات جنت مراد ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ ثَمَارِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 9: جنت کے پھلوں کا تذکرہ

2464 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اسْحَقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَتْنٌ حَدِيثٌ: وَذَكَرَ لَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى قَالَ يَسِيرُ الرَّايِبُ فِي ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ أَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةَ رَاكِبٍ شَكَ يَحْيَى فِيهَا فِرَاشُ الذَّهَبِ كَانَ ثَمَرَهَا الْقَلالُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴿﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی سوار اس کی شاخوں کے سائے میں ایک سو سال تک چل سکتا ہے۔ (راوی کوشک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) کوئی سوار اس کے سائے میں (چلتے ہوئے) ایک سو سال تک رہ سکتا ہے۔ یہاں پر یحییٰ نامی راوی کوشک ہے۔

اس کا فرش (یا بچھو نے) سونے کے ہوں گے اور اس کے پھل منکوں کی مانند ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

جنت کے پھلوں کا تذکرہ:

دُنیا کے پھل جنت کے پھلوں کی نقل ہیں اور جنت کے پھل ذائقہ اور خوشبو کے اعتبار سے بے مثل و بے مثال ہوں گے۔ جنت کے پھلوں میں سے ایک بیری کا درخت ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: **عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى** (النجم: ۱۴) بیری کے درخت کے پاس۔ یہ مقام ساتویں آسمان کے اوپر اور عرش الہی کے نیچے ہے۔ اس مقام سے اوپر فرشتوں کی آمد و رفت ممنوع ہے۔ اس درخت کا سایہ اتنا کثیر ہے کہ سواراٹ سوار اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس درخت کی دو شاخوں کے درمیان سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اس درخت کے پھل یعنی پیر مقام ہجر کے منکوں کے برابر ہوں گے۔

فائدہ نافعہ: حدیث باب میں بطور تمثیل ایک پھل کا ذکر کیا گیا ہے۔ باقی پھلوں کی کیفیت اس سے مختلف نہیں ہوگی بلکہ ہر پھل کا ذائقہ دوسرے سے بہتر اور پرکشش ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ طَيْرِ الْجَنَّةِ

باب 10: جنت کے پرندوں کا تذکرہ

2465 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْكَوْثَرُ قَالَ ذَلِكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللَّهُ يَغْنِي فِي الْجَنَّةِ أَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ فِيهَا طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزْرِ قَالَ عُمَرُ إِنَّ هَذِهِ لَنَاعِمَةٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلْتُهَا أَحْسَنُ مِنْهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ أَخِي ابْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيِّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ

رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کوثر سے مراد کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ نہر جنت میں ہوگی۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہرہ سے زیادہ میٹھا ہے اور جنت میں پرندے ہوں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی۔ (یعنی ان کا حجم بڑا ہوگا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ تو بڑی زبردست نعمتیں ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہیں کھانے والے اس سے زیادہ نعمتوں میں ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

محمد بن عبداللہ نامی راوی ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔

عبید اللہ بن مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

جنت کے پرندوں کی کیفیت:

جنت میں مختلف شکلوں، مختلف ناموں اور مختلف ذائقوں کے پرندے ہوں گے۔ وہ پرندے آبی ہوں گے اور خشکی بھی۔ کوثر جنت سے برآمد ہونے والی نہر ہے جو جنت سے نکل کر میدان محشر میں جائے گی یہ نہر بہت بڑے تالاب کی شکل میں ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنے خدام کو سیراب کر رہے ہوں گے۔ اس نہر میں پرندے ہوں گے جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کی مثل ہوں گی۔ ان پرندوں کی خوبصورتی سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یہ نعمت تو بڑی خوشگوار ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوشگوار ہوں گے۔

یہ تو نہر کوثر کے آبی پرندوں کا تذکرہ تھا۔ ان کے علاوہ خشکی پرندے بھی ہوں گے۔ جن کا تذکرہ بائیں الفاظ کیا گیا ہے: ان طیر الجنة کا مثال البخت ترعی فی شجرة الجنة۔ بیشک جنت کے پرندے بختی اونٹوں کی مثل ہوں گے جو جنت کے درختوں میں چریں گے۔ اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان هذا الطیر ناعمة۔ یہ پرندے تو بڑے خوشگوار ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوشگوار ہوں گے اور مجھے یقین ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ خَيْلِ الْجَنَّةِ

باب 11: جنت کے گھوڑوں کا تذکرہ

2466 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ

عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ أَنْ تُحْمَلَ فِيهَا عَلَى فَرَسٍ مِنْ يَأْقُوتِيَّةٍ حَمْرَاءَ يَطِيرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ إِبِلٍ قَالَ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِصَاحِبِهِ قَالَ إِنْ يُدْخِلَكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَدَّتْ عَيْنُكَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْمَسْعُودِيِّ

﴿﴾ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا اس نے عرض کی:

یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب تمہیں جنت میں داخل کرے گا تو تم اس

میں سرخ یا قوت سے بنے ہوئے جس بھی گھوڑے پر سوار ہو کر جنت میں جہاں بھی جانا چاہو گے وہ تمہیں لے جائے گا۔
 راوی بیان کرتے ہیں: ایک اور شخص نے آپ سے سوال کیا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے۔
 راوی بیان کرتے ہیں: آپ نے اس شخص سے وہ نہیں فرمایا جو اس کے ساتھی سے فرمایا تھا۔ آپ نے یہ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں
 جنت میں داخل کیا تو اس میں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کا تمہارا نفس خواہش کرے گا اور جس سے تمہاری آنکھوں کو سرور ملے گا۔
 یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

یہ روایت مسعودی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

2467 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ الْأَحْمَسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ

السَّائِبِ عَنْ أَبِي سَوْرَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْبَبْتُ الْخَيْلَ فِي الْجَنَّةِ
 خَيْلٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ أُتِيتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَأْقُوتَةَ لَهُ جَنَاحَانِ فَحَمَلَتْ
 عَلَيْهِ ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ وَلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ إِلَّا مِنْ

هَذَا الْوَجْهِ

اسناد دیگر: وَأَبُو سَوْرَةَ هُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي أَيُّوبَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعْفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ جَدًّا

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ أَبُو سَوْرَةَ هَذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ يَرَوِي

مَنَاكِبَرَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا

﴿﴾ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی:
 یا رسول اللہ! مجھے گھوڑے بہت پسند ہیں۔ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں جنت میں داخل
 کیا گیا تو یا قوت کا گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے۔ پھر تمہیں اس پر سوار کیا جائے گا پھر وہ تمہیں لے کر جہاں تم چاہو گے
 وہاں چلا جائے گا۔

اس حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے اور ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے

طور پر جانتے ہیں۔

اس کے راوی ابو سورہ جو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں ان کو علم حدیث میں ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن
 معین نے انہیں انتہائی ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

میں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابو سورہ نامی راوی منکر الحدیث ہے اور اس نے حضرت ابو ایوب

انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں جن کا متابعت کوئی نہیں ہے۔

شرح

جنتی گھوڑوں کا تذکرہ:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ پرندوں کی طرح جنت میں خوبصورت گھوڑے بھی موجود ہوں گے، جو سرخ یا قوت کے ہوں گے اور اہل جنت کی خواہش کے مطابق انہیں اڑا کر وہاں پہنچادیں گے۔ یہ گھوڑے دنیا کے گھوڑوں سے مختلف ہوں گے کیونکہ ان کے دوپر ہوں گے اور وہ پیدل نہیں بلکہ پروں کے ذریعے اڑ کر سفر طے کر سکیں گے۔

کسی نے سوال کیا: یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے؟ آپ نے اسے جواب میں فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو وہاں تمہیں ہر وہ چیز میسر ہوگی جس کی تم خواہش کرو گے۔ اس جواب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں پرندے، گھوڑے اور اونٹ جس کی بھی خواہش کی جائے گی وہ موجود ہوں گے۔ اہل جنت اس سے استفادہ کریں گے۔

سوال: سائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں اونٹوں کے بارے میں سوال کیا تھا لیکن جواب اونٹوں کے بارے میں نہیں بلکہ عمومی دیا گیا۔ اس طرح جواب سوال کے مطابق نہ ہوا؟

جواب: ہر مریض کا مرض کے مطابق علاج تجویز کیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سائل کو ایسا جواب دیا گیا ہے، جو نہ صرف اس کے سوال کا جواب ہے بلکہ مزید کثیر سوالات کا بھی جواب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سِنِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 12: اہل جنت کی عمر کا بیان

2468 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكْتَحِلِينَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اختلاف روایت: وَبَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ رَوَوْا هَذَا عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يُسْنِدُوهُ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہل جنت جب جنت میں داخل

ہوں گے تو ان کے چہرے اور جسم پر بال نہیں ہوں گے۔ ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی اور (دیکھنے میں یوں محسوس ہوگا) کہ وہ 32 یا 33 سال کے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

قتادہ کے بعض شاگردوں نے اسے قتادہ کے حوالے سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور اس کی سند روایت نہیں کی ہے۔

2468- اخرجه احمد (۲۴۲/۵) من طريق شهر بن حوشب: عن عبد الرحمن بن غنم، فذكره (۲۲۹، ۲۳۲/۵) من طريق شهر بن حوشب عن معاذ، فذكره ليس فيه (عبد الرحمن بن غنم)۔

شرح

اہل جنت کی عمروں کا تذکرہ:

جب قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو پھر کسی کی موت واقع نہیں ہوگی۔ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے اجسام پر بال نہیں ہوں گے۔ وہ بے ریش ہوں گے اور ان کی آنکھیں قدرتی طور پر سرگمیں ہوں گی۔ ان کی عمریں یا تینتیس سال کی ہوگی۔

سوال: اہل جنت کی عمروں کے بارے میں مشکوک فقرہ ہے: وہ تیس یا تینتیس سال کی ہوں گی۔ تو دونوں میں قوی صورت کونسی

ہے؟

جواب: دونوں صورتوں میں سے تینتیس سال کی صورت زیادہ مناسب ہے، کیونکہ اس کی تائید حضرت ابو ہریرہ اور حضرت مقدم رضی اللہ عنہما کی روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں صراحت سے 33 کا عدد مذکور ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب 13: اہل جنت کی کتنی صفیں ہوں گی؟

2469 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الطَّحَّانُ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ ضِرَّارِ بْنِ مَرْثَدَةَ

عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةٌ صَفِّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَرْسَلًا وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ وَحَدِيثُ أَبِي سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَأَبُو سِنَانٍ اسْمُهُ ضِرَّارُ بْنُ مَرْثَدَةَ وَأَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ وَهُوَ بَصْرِيُّ وَأَبُو

سِنَانٍ الشَّامِيُّ اسْمُهُ عِيسَى بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْقَسْمَلِيُّ

ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں

ہوں گی جن میں سے 80 صفیں اس امت کی ہوں گی اور 40 باقی تمام امتوں کی ہوں گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت علقمہ کے حوالے سے سلیمان کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ روایت کے طور پر منقول ہے۔

بعض راویوں نے اسے سلیمان بن بریدہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابو سنان نے محارب بن دثار کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ حسن ہے۔

2469- أخرجه ابن ماجه (۱۴۳۳/۲): کتاب الزهد: باب: صفة امة محمد صلى الله عليه وسلم، حديث (۱۶۸۹) و احمد (۳۰۵۰۳۷/۵)

۲۳۱۱ و الدرعمي (۳۳۷/۲): کتاب الزقاہ: باب: صفوف اهل الجنة من طريق ابن بريده، فذكره-

ابو سنان نامی راوی کا نام ضرار بن مرہ ہے۔

ابو سنان شیبانی کا نام سعید بن سنان ہے۔ یہ صاحب بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

ابو سنان شامی کا نام عیسیٰ بن سنان ہے اور ان کا اسم منسوب ”قسملی“ ہے۔

2470 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَاءًا شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ

عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ مَا أَنْتُمْ فِي الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک قبہ میں موجود تھے۔ تقریباً ہم چالیس افراد تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو؟ بے شک جنت میں صرف مسلمان داخل ہوگا۔ مشرکین کے درمیان تمہاری حیثیت اسی طرح ہوگی جیسے کالی جلد والے بیل کے جسم پر سفید بال ہو یا سفید جلد والے بیل کے جسم پر کوئی کالا بال ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

اہل جنت کی صفوں کا تذکرہ:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک قیامت کے دن تمام امتوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی اور چالیس صفیں باقی امتوں کی ہوں گی۔ اس طرح اہل جنت میں سے کل تعداد کے دو ثلث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوگی اور ایک ثلث باقی امتیں ہوں گی۔

2470- اخرجه البخاری (۱۱/۲۸۵): کتاب الرقاق: باب: العشر: حدیث (۶۵۲۸) و طرفہ فی: (۶۶۶۲) و مسلم (۱/۶۶۲ - اللہبی): کتاب الایمان: باب: بیان کون هذه الامة نصف اهل الجنة: حدیث (۳۷۷-۳۷۸) و ابن ماجہ (۲/۱۶۳۲): کتاب الزهد: باب: صفة امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (۴۲۸۲) و احمد (۱/۳۸۶-۳۸۷-۴۴۵) من طریقہ ابواسحاق: عن عمرو بن ميمون: فذكره-

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل جنت کی تعداد میں اپنی امت کے بارے میں پہلے چوتھائی حصہ، پھر تہائی حصہ، پھر نصف حصہ کی خوشخبری سنائی۔ اس تدریجی ترقی کی وجہ کیا ہے؟

جواب: زبان نبوت سے اپنی امت کو اہل جنت میں سے تعداد کے بارے میں بتدریجی ترقی کی یہ خوشخبری نزول وحی کے مطابق سنائی گئی تھی۔ آخری خوشخبری وہ ہے جو آخری وحی کے مطابق سنائی گئی کہ دوثلث تعداد امت محمدیہ کی ہوگی اور ایک ثلث باقی امتوں کی۔

فائدہ نافعہ: جہنم میں داخل ہونے والے کفار و مشرکین کی تعداد کے مقابلہ میں جنت میں داخل ہونے والے مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل ہوگی جیسے سیاہ نیل کی کھال میں ایک سفید بال کی جو نسبت ہوتی ہے یہی نسبت اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان ہوگی۔ الحاصل! اہل جنت کی تعداد اہل جہنم کے مقابلہ میں بالکل قلیل ہوگی، کیونکہ اہل جہنم یعنی جہنم میں داخل ہونے والے مشرکین و کفار کی تعداد کثیر ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

باب 14: جنت کے دروازوں کا تذکرہ

2471 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عَيْسَى الْقُرَازِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: بَابُ أُمَّتِي الَّذِي يَدْخُلُونَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيرَةُ الرَّائِبِ الْمَجُودِ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّهُمْ لَيُضْفَعُونَ عَلَيْهِ حَتَّى تَكَادَ مَنَاكِبُهُمْ تَزُولُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قول امام بخاری: قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ لِخَالِدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مَنَاكِبُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

﴿﴾ سالم بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت کا وہ دروازہ جس سے وہ جنت میں داخل ہوں گے اس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی مسافت کوئی تیز رفتار سوار تین دن میں طے کرتا ہے لیکن اس کے باوجود ان لوگوں کا اس میں اتنا ہجوم ہوگا کہ یوں محسوس ہوگا کہ ان کے بازو اتر جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو وہ اس سے واقف نہیں تھے۔ انہوں نے فرمایا: خالد

بن ابوبکر سے منکر روایات منقول ہیں جو انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے نقل کی ہیں۔

2471- تفریبہ الترمذی: بنظر (تحفة الاشراف) (۷۲۰۸) ذکرہ صاحب (المسکاة) (۶۰۷/۹ - مرقاة) حدیث (۵۶۴۵) و صاحب

(کنز العمال X ۴۷۲/۱۴) حدیث (۲۹۳۱۱) وعزاه للترمذی-

شرح

جنت کے دروازہ کی کیفیت:

جنت کے مختلف دروازے ہوں گے، جن کی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے۔ ایک دروازہ ایسا ہوگا جس سے صرف امت محمدی داخل ہو سکے گی اور اس کی چوڑائی اتنی ہوگی کہ اونٹ تین سال تک تیز رفتاری سے جتنا فاصلہ طے کر سکتا ہے۔ جب امت محمدی اس دروازے سے گزرے گی تو ان کی کثرت کی وجہ سے باہم کندھے ملے ہوئے ہوں گے اور دروازہ چرچرانے لگے گا، یعنی وہ اپنی وسعت کے باوجود تنگ دامنی کا ثبوت فراہم کرے گا۔

سوال: حدیث باب میں دروازے کی طوالت تین سال کی مسافت بیان کی گئی ہے۔ دوسری روایت میں چالیس سال کی مسافت بھی بیان ہوئی ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: دونوں روایات میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سال کی مسافت بتائی گئی تو آپ نے اپنی امت کو یہ بیان کر دی پھر چالیس سال کی مسافت بذریعہ وحی آپ کو بتائی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بیان فرمادی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ

باب 15: جنت کے بازار کا بیان

2472 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ

أَبِي الْعَشْرِينَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ فَقَالَ

سَعِيدٌ أَفِيهَا سُوقٌ قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا

بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ ثُمَّ يُؤْذَنُ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا فَيُزَوَّرُونَ رَبَّهُمْ وَيَبْرُزُ لَهُمْ عَرْشُهُ وَيَتَبَدَّى لَهُمْ

فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَيُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ وَمَنَابِرُ مِنْ لَوْلُؤٍ وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ

وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ وَمَا فِيهِمْ مِنْ دَنِيٍّ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ وَمَا يَرَوْنَ

أَنَّ أَصْحَابَ الْكُرَاسِيِّ بِأَفْضَلٍ مِنْهُمْ مَجْلِسًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ نَرَى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ

تَسْمَرُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذَلِكَ لَا تَمَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقَى فِي ذَلِكَ

الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللَّهُ مُحَاضِرَةً حَتَّى يَقُولَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ يَا فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ اتَّذَكَّرُ يَوْمَ قُلْتُ كَذًا

وَكَذًا فَيَذَكَّرُ بَعْضُ غَدْرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي فَيَقُولُ بَلَى فَسَعَةَ مَغْفِرَتِي بَلَغَتْ بِكَ

2472- اخرجه ابن ماجه (١٤٥٠/٢): كتاب الزهد: باب: صفة الجنة: حديث (٤٢٢٦) من طريق عبد الرحمن بن عمرو الازداعي: قال:

حدثني حسان بن عطية - قال: حدثني سعيد بن المسيب - فذكره -

مَنْزِلَتِكَ هَذِهِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طَيْبًا لَّمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُولُ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَوْمُوا إِلَى مَا أَعَدَدْتُمْ لَكُمْ مِنَ الْكِرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَاتَى سَوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيهِ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلَى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعْ الْأَذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ فَيَحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرَى وَفِي ذَلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلَ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيَقْبَلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةَ فَيَلْقَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوعُهُ مَا يَرَى عَلَيْهِ مِنَ اللَّبَاسِ فَمَا يَنْقُضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتَّى يَتَخَيَّلَ إِلَيْهِ مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ وَذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا ثُمَّ نَنْصَرِفَ إِلَى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّانَا أَرْوَاجَنَا فَيَقْلُنَ مَرَحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَيَقُولُ أَنَا جَالِسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا أَنْ نَقْلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى سُؤِيدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ شَيْئًا مِّنْ هَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: ان کی ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں، وہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں اکٹھا کرے، تو سعید نے دریافت کیا، کیا اس میں بازار بھی ہو گا۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بات بتائی ہے: جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے، تو وہ اپنے اعمال کی فضیلت کے اعتبار سے اس میں قیام کریں گے پھر دنیا کے دنوں کے حساب سے جمعہ کے دن انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں۔ ان کے سامنے اس کا عرش ظاہر ہوگا۔ وہ ان کے سامنے جنت کے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا تو ان لوگوں کے لیے وہاں نور کے منبر رکھے جائیں گے اور موتی، یاقوت، زمرد، سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے۔ ان میں سے سب سے کمتر حیثیت کا بالک، ویسے ان میں کوئی کمتر نہیں ہوگا، مشک اور کافور کے ٹیلوں پر ہوگا۔ انہیں یہ محسوس نہیں ہوگا کہ کرسی پر بیٹھا ہوا شخص محفل میں بیٹھنے کے اعتبار سے ان سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جی ہاں۔ کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح تمہیں اپنے پروردگار کی زیارت کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی اور اس محفل میں موجود ہر شخص براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک شخص سے یہ فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یاد ہے؟ تم نے فلاں فلاں دن یہ بات کہی تھی تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں کی ہوئی کوئی غلطی یاد کروائے گا، تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! کیا تو نے میری مغفرت نہیں کر دی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت کی وجہ سے تم اس مقام تک پہنچے ہو۔ اس دوران ان لوگوں کو ایک بادل ڈھانپ لے گا اور ان پر ایسی خوشبو کی بارش ہوگی جو انہوں نے کبھی نہیں سونکھی ہوگی، تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: اٹھو اور میرے انعامات کی طرف جاؤ! جو میں نے تمہارے لیے

رکھے ہیں۔ ان میں سے جو تم چاہو اسے حاصل کر لو پھر وہ لوگ اس بازار کی طرف جائیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہوگا۔ اس میں وہ چیزیں موجود ہوں گی جنہیں کسی آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں ہوگا اور کسی کان نے ان کے بارے میں کچھ سنا نہیں ہوگا اور کسی کے ذہن میں ان کا خیال بھی نہیں آیا ہوگا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) ہم جس چیز کی خواہش کریں گے وہ ہمیں دے دی جائے گی۔ وہاں خرید و فروخت نہیں ہوگی پھر اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) اعلیٰ مرتبے والا جنتی اپنے سے کم مرتبے والے جنتی سے ملاقات کرے گا۔ ویسے ان میں کوئی بھی کم حیثیت کا مالک نہیں ہوگا تو اسے اس کا لباس پسند آجائے گا۔ ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی ہوگی کہ اس کے اپنے جسم پر اس سے بہتر لباس ظاہر ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے: جنت میں کوئی بھی شخص کسی بھی غم کا شکار نہیں ہوگا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) پھر ہم وہاں سے اپنے گھر روانہ ہوں گے جب ہم اپنی بیویوں کے سامنے آئیں گے تو وہ یہ کہیں گی: آپ کو خوش آمدید ہو۔ آپ تو پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو کر لوٹے ہیں۔ تو ہم یہ جواب دیں گے ہم زبردست پروردگار کی بارگاہ میں سے آرہے ہیں تو ہم اس بات کے حقدار تھے کہ اس کیفیت میں واپس آئیں جس میں اب آئے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

سوید بن عمرو نے اوزاعی کے حوالے سے اس حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

2473 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَهَنَادٌ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ اسْحَقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَدِيثٌ: إِنْ فِي الْجَنَّةِ لَسَوْفًا مَا فِيهَا شِرَاءٌ وَلَا بَيْعٌ إِلَّا الصُّورَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَإِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُورَةً دَخَلَ فِيهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی البتہ اس میں کچھ مردوں اور عورتوں کی تصاویر ہوں گی جب کوئی شخص کسی تصویر کو پسند کرے گا تو وہ اسی کی طرح ہو جائے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

شرح

جنت کا بازار اور اس کی رونق:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں دیگر امور کے علاوہ بازار ہوگا، جس میں خرید و فروخت کا معاملہ نہیں ہوگا۔ اہل جنت کی باہم ملاقات ہوگی۔ اگر کوئی جنتی بازار سے کپڑا وغیرہ خریدنا چاہے گا تو اپنا زیب تن کیا ہو لباس دیکھ کر کہے گا کہ مجھے اس کپڑے

2473۔ احمد بن عبد اللہ بن احمد فی (نوائد المسند ۱۵۶/۱) من طریق النعمان بن سعد۔ مذکورہ۔

کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، کیونکہ اس سے بہتر لباس تو میں نے خود زیب تن کیا ہوا ہے۔ جنت میں بارش کا سلسلہ بھی موجود ہوگا جس کے نتیجے میں اہل جنت، اہل جنت کے گھروں اور ان کی بیویوں کے حسن و جمال میں اضافہ ہوگا۔

دنیا کے دنوں کے حساب سے جمعۃ المبارک کے دن اہل جنت کو زیارت باری تعالیٰ کی دولت حاصل ہوگی۔ دوران زیارت کوئی چیز حائل نہیں ہوگی اور یہ سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ یہ اتنی خوبصورت نعمت ہوگی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔

جنت کے بازار میں لوگ موجود ہوں گے جو خواتین و حضرات صورتیں ملاحظہ کریں گے اور جب کوئی کسی صورت کو پسند کرے گا وہ اصل صورت میں روح و جان کے ساتھ سامنے موجود ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَا الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

باب 16: باری تعالیٰ کا دیدار

2474 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْظَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَعْرَضُونَ عَلَيَّ رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَايَ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَيَّ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ (سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا تو ارشاد فرمایا عنقریب تمہیں تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تم اس کی اسی طرح زیارت کرو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اسے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہو رہی اگر تم سے ہو سکے تو سورج نکلنے سے پہلے والی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہونا (یعنی اسے قضاء نہ کرنا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اپنے پروردگار کی حمد کے ہمراہ تسبیح بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2475 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

2474۔ اخرجه البخاری (۴۰/۲)؛ کتاب مواقیئ الصلاة؛ باب: فضل صلاة العصر؛ حدیث (۵۵۴) واطرافہ فی: (۷۶۲۵، ۷۶۲۴، ۶۸۵۱، ۵۷۲) و (۷۶۳۶) و مسلم (۵۶۹/۲ - اللیبی)؛ کتاب المساجد مواضع الصلاة؛ باب: فضل صلاتی الصبح العصر؛ حدیث (۲۱۱، ۲۱۲، ۶۳۳۱) و ابوداؤد (۲۳۳/۴)؛ کتاب السنة؛ باب: فی الرویة؛ حدیث (۲۷۲۹) و ابن ماجہ (۶۳/۱)؛ المقدمة؛ باب: فیما انکرت الجرمیة؛ حدیث (۱۷۷) و احمد (۴/۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸) و الحمیدی (۲۴۲/۲)؛ حدیث (۷۷۹) و ابن حزم (۱/۱۶۴)؛ حدیث (۳۱۷) سن طریق قیس بن ابی حازم؛ فذکرہ۔

ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ (لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ) قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادَىٰ مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَوْعِدًا قَالُوا أَلَمْ يَبَيِّضْ وَجُوهَنَا وَيُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالُوا بَلَىٰ قَالَ فَيَنْكَشِفُ الْحِجَابُ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا أَعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ

اِخْتِلَافِ سُنْدٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا اسْنَدُهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَرَفَعَهُ وَرَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ

الْمُغِيرَةِ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَوْلَهُ

﴿﴾ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔

”ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اچھائی کی، اچھائی ہوگی اور مزید (بہتری) ہوگی“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا:

تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک وعدہ ہے۔ اہل جنت یہ کہیں گے: کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دیدی اور جنت میں داخل نہیں کر دیا، تو وہ جواب دیں گے: جی ہاں! پھر حجاب ہٹایا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! اس کے دیدار سے زیادہ اور کوئی چیز اہل جنت کے نزدیک محبوب نہیں ہوگی۔

اس حدیث کی سند کو حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے اور اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

جبکہ سلیمان بن مغیرہ نے اس روایت کو ثابت بنانی کے حوالے سے، عبد الرحمن بن ابولیلی کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 17: بلا عنوان

2476 سُنْدِ حَدِيثٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثَوْبِرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ

يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ أَدْنَىٰ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَنْظُرْ إِلَىٰ جَنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَنَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرْرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمَهُمْ عَلَى اللَّهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ وَجْهِهِ غَدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ)

اِخْتِلَافِ سُنْدٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ ثَوْبِرٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ مَرْفُوعًا وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبَجَرَ عَنْ ثَوْبِرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا وَرَوَى عُبيدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ

عَنْ ثَوْبِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عُبيدُ اللَّهِ

2475- أخرجه مسلم (۱/ ۵۵۵۰۵۴ - اللبسي): كتاب الایمان: باب: اثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى، حديث (۱۸۷/۲۹۸-۲۹۷) و ابن ماجه (۱/ ۶۷): المقدمة: باب: فيما انكرت الجهرية، حديث (۱۸۷) و احمد (۴/ ۳۳۳-۳۳۳) (۱۵/۶) من طريق حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن عبد الرحمن بن ابي لیلی، فذكره-

2476- أخرجه احمد (۲/ ۶۴-۹۲) و عبد بن حميد (۲۶۰) حديث (۸۱۹) من طريق ثوير بن ابي فاختة، فذكره-

الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَجْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قدر و منزلت کے اعتبار سے جنت میں سب سے کمتر حیثیت کا مالک وہ شخص ہوگا جو ایک ہزار برس کی مسافت تک اپنے باغات، بیویوں، نعمتوں، خدمت گاروں اور تختوں کو دیکھ سکے گا اور ان (اہل جنت) میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا جو صبح شام اس کی زیارت کرے گا پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اس دن کچھ چہرے بارونق ہوں گے جو اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے“

یہ روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔ یہ اسرائیل کے حوالے سے ثوبان کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

عبد الملک نے اس کو ثوبان کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ”موقوف“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبید اللہ اشجعی نے اسے سفیان کے حوالے سے ثوبان کے حوالے سے، مجاہد کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، ان کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔ اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

یہ روایت ابو کریب محمد بن علاء نے عبید اللہ اشجعی کے حوالے سے، سفیان کے حوالے سے، ثوبان کے حوالے سے، مجاہد کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کی ہے اور اس کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

2477 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ نُوحِ الْحِمَانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا فِي رُؤْيَا الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَتَضَامُونَ فِي رُؤْيَا الشَّمْسِ قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَهَكَذَا رَوَى يَحْيَى بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ وَحَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحُّ وَهَكَذَا رَوَاهُ سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ مِثْلُ

هَذَا الْحَدِيثِ

حکم حدیث: وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

2477: أخرجه مسلم (۴۳۷/۹ - الابن): كتاب الزهد الرقائق: باب: صفة الجنة و النار: حديث (۲۹۶۸/۱۶) و ابوداؤد (۲۳۳/۴):

كتاب السنة: باب: في الرواية: حديث (۴۷۳۰) و ابن ماجه (۱/۶۲): المقدمة: باب: فيما انكرت الجرمية: حديث (۱۷۸) و احمد (۲/۲۸۹):

(۴۹۲) و العبيدي (۲/۴۹۶): حديث (۱۱۷۸) من طريق ابو صالح: فذكره-

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تم لوگوں کو چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے یا تمہیں سورج دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کی اسی طرح زیارت کرو گے، جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو اور تمہیں اسے دیکھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

یحییٰ بن عیسیٰ ربلی اور دیگر راویوں نے اسے اسی طرح اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن ادریس نے اسے اعمش کے حوالے سے، ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

ابن ادریس کا اعمش کے حوالے سے روایت کرنا محفوظ نہیں ہے۔

ابوصالح کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا زیادہ مستند ہے۔

سہیل بن ابوصالح نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

یہی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے جو دیگر سند کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور وہ اسی روایت کی مانند ہے اور یہ روایت بھی مستند ہے۔

شرح

جنت میں دیدار الہی کی دولت حاصل ہونا:

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جنت میں زیارت باری تعالیٰ حق ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَجُودًا يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القيامة: 22, 23)** اس دن بہت سے چہرے بارونق ہوں گے جو اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوں گے، چونکہ اس کے برعکس کفار اس سعادت سے محروم ہوں گے لہذا اس سلسلہ میں ارشاد خداوندی ہے: **اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحْجُوبُونَ ۝ (المطففين: 15)** وہ لگ اس دن اپنے پروردگار کے بارے میں حجاب میں ہوں گے۔

بہت سے گمراہ فرقے باری تعالیٰ کے منکر ہیں مثلاً معتزلہ، خوارج اور بعض مرجعہ کا کہنا ہے کہ روایت کے لیے تین امور کا ہونا ضروری ہے۔

1- جسم ہونا۔

2- رنگ ہونا خواہ سفید یا زرد،

3- جہت میں ہونا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات امور ثلاثہ سے پاک ہے، لہذا اسے دیکھنا محال و ناممکن ہے۔ اہلسنت کی طرف سے ان فرقوں کی اس دلیل کا

جواب یوں دیا جاتا ہے:

- 1- رویت باری تعالیٰ قرآن سے ثابت ہے جس طرح دلیل پیش کی گئی ہے۔
 - 2- آخرت کے امور کو دنیوی امور پر قیاس کرتے ہوئے ممنوع و محال قرار دینا درست نہیں ہے۔
 - 3- احادیث مبارکہ سے رویت باری تعالیٰ کا تذکرہ بالتفصیل موجود ہے۔
- پہلی حدیث باب میں رویت باری تعالیٰ کا مسئلہ نہایت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی حسین و بے مثل چیز کو دیکھنے کے لیے لوگ کثرت بلکہ جم غفیر کی شکل میں جمع ہو جاتے ہیں بلا امتیاز مسلم و غیر مسلم سب لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور خواہ انہیں کتنی زحمت برداشت کرنا پڑے لیکن اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس طرح چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی بلکہ اس کا دیکھنا یقینی ہوتا ہے۔ اسی طرح رویت باری تعالیٰ کے لیے بھی کوئی چیز حائل یا رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

حدیث کے اختتام پر رویت باری تعالیٰ کے لیے ارکان اربعہ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر عمل کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز ادا کرنے سے انسان میں دیدار الہی کا جمال پیدا ہوتا ہے، زکوٰۃ ادا کرنے سے بخل دور ہوتا ہے، روزہ رکھنے سے تقویٰ و طہارت حاصل ہوتی ہے، اور حج بیت اللہ سے محبت باری تعالیٰ موجزن ہوتی ہے۔ ان خوبیوں کے سبب انسان میں رویت باری تعالیٰ کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت کی تمام نعمتوں سے نوازے گا، پھر اعلان ہوگا کہ کوئی ایسی نعمت باقی تو نہیں ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہو پھر وہ عنایت نہ کی ہو؟ ملائکہ عرض کریں گے: اے پروردگار! ان سے دیدار کرانے کا وعدہ کیا گیا تھا اور اس نعمت سے ابھی تک انہیں سرفراز نہیں کیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی کبریائی کا پردہ دور کر کے اہل جنت کو اپنے دیدار سے نوازے گا۔

تیسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ کمتر درجے کا جنتی آدمی ہزار سال کی مسافت تک اپنی مختلف نعمتوں، مثلاً باغات، خدام، بیویوں اور اپنی مسہریوں وغیرہ کو دیکھے گا پھر اسے دیدار خداوندی کی نعمت سے بھی سرفراز کیا جائیگا۔ چوتھی حدیث باب میں وضاحت ہے کہ جس طرح آفتاب و ماہتاب کو دیکھنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح دیدار خداوندی میں بھی کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2478 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ

أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ

رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ مَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ

2478۔ اضرجه البخاری (۱۱/۴۲۳): کتاب الرقاق: باب: صفة الجنة والنار: حدیث (۶۵۴۹) و طرفہ فی: (۷۵۱۸) و مسلم (۴/۲۱۷۶):

کتاب الجنة و صفة نعیمها و فلسفها: باب: اهل الجنة الرضوان علی اهل الجنة: فلا یسخط علیہم ابدًا: حدیث (۲۸۲۹/۹) و احمد (۸۸/۲)

من طریق مالک بن انس عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار فذکرہ۔

ذَلِكَ قَالُوا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَجَلٌ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْحَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا: اے اہل جنت! وہ جواب دیں گے ہم حاضر ہیں۔ ہمارے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو گئے ہو وہ جواب دیں گے ہم راضی کیوں نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا تو وہ فرمائے گا: میں تمہیں اس سے زیادہ فضیلت والی چیز عطا کرنے لگا ہوں۔ وہ عرض کریں گے۔ اس سے زیادہ فضیلت والی چیز اور کیا ہو سکتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تمہارے لیے اپنی رضامندی حلال کر دی ہے۔ اب میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔
امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نعمت عظیم ہونا:

اہل جنت کے لیے جنت کی تمام نعمتوں سے بڑی دو نعمتیں ہوں گی:

1- دیدارِ خداوندی

2- دائمی رضائے خداوندی

چنانچہ ارشادِ باری ہے: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبہ: 72) اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

حدیثِ باب ہے کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے مخاطب ہوگا: جن نعمتوں سے میں نے تمہیں نوازا ہے۔ کیا تم ان کی وجہ سے خوش ہو؟ وہ عرض گزار ہوں گے: اے پروردگار! ہم تیری ان عنایات پر خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں ان سے بڑی نعمت عطا کرنے والا ہوں۔ وہ تعجب کے عالم میں عرض کریں گے: اے پروردگار! ان نعمتوں سے بڑھ کر بھی تیری کوئی نعمت ہو سکتی ہے؟ انہیں جواب دیا جائے گا: وہ نعمت میری رضا و خوشنودی ہے۔

بقول فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْغُرَفِ

باب 18: اہل جنت کا اپنے کمروں میں سے ایک دوسرے کو دیکھنا

2479 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ

بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2479- أخرجه أحمد (۲/۲۳۵-۲۳۹) من طريق فليح بن سليمان عن هلال بن علي عن عطاء بن يسار فذكره-

متن حدیث: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاتُونَ فِي الْعُرْفَةِ كَمَا تَتَرَاتُونَ الْكَوْكَبَ الشَّرْقِيَّ اَوْ الْكَوْكَبَ الْغَرْبِيَّ الْغَارِبَ فِي الْاُفُقِ وَالطَّلَعَ فِي تَفَاضِلِ الدَّرَجَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَوْلَيْكَ النَّبِيُّونَ قَالَ بَلَى وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ وَاَقْوَامٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَصَدَّقُوْا الْمُرْسَلِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ اہل جنت اپنے کمروں میں سے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ اسی طرح جیسے لوگ مشرق یا مغرب میں نکلنے والے ستارے کو دیکھتے ہیں جو افق میں ڈوب جاتا ہے یا طلوع ہوتا ہے۔ ایسا ان کے درجات میں باہمی فرق کی وجہ سے ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ انبیاء ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اور ان کے علاوہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اہل جنت کا اپنے بالا خانوں میں ہوتے ہو ایک دوسرے کو دیکھنا:

جب مشرق یا مغرب میں کوئی ستارہ طلوع غروب ہوتا ہے تو لوگ اسے لمبی نظروں سے دیکھتے ہیں، کیونکہ وہ فاصلے پر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو ستارہ سر پر یا بلندی پر ہو اسے نظریں لمبی کر کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت اپنے بالا خانوں میں موجود ہوتے ہوئے نیچے کے درجے والوں کو نظریں لمبی کر کے دیکھیں گے۔ کیونکہ وہ فاصلے پر ہوں گے۔ انہیں دیکھتے وقت درمیان سے پردہ ختم ہو جائے گا اور دیکھنے کے بعد پردہ دوبارہ حائل ہو جائے گا۔ تفاضل درجات کی نعمت محض انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہوگی۔ الحاصل! خواہ اہل جنت مختلف بالا خانوں میں ہوں گے لیکن باہم دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُودِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِ النَّارِ

باب 19: اہل جنت اور اہل جہنم کا (جنت اور جہنم میں) ہمیشہ رہنا

2480 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ اَلَا يَتَّبِعُ كُلُّ اِنْسَانٍ مَا كَانُوا يَعْبُدُوْنَ فَيَمَثُلُ لِصَاحِبِ الصَّلِيْبِ صَلِيْبُهُ وَلِصَاحِبِ التَّصَاوِيْرِ تَصَاوِيْرُهُ وَلِصَاحِبِ النَّارِ نَارُهُ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا كَانُوا يَعْبُدُوْنَ وَيَبْقَى الْمُسْلِمُوْنَ فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ اَلَا تَتَّبِعُوْنَ النَّاسَ

2480- اخرجه احمد (۲/۳۶۸) من طريق العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه فذكره-

فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ اللَّهُ رَبَّنَا هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى نَرَى رَبَّنَا وَهُوَ يَأْمُرُهُمْ وَيُنَبِّئُهُمْ ثُمَّ يَتَوَارَى ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيَقُولُ أَلَا تَتَّبِعُونَ النَّاسَ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ اللَّهُ رَبَّنَا وَهَذَا مَكَانُنَا حَتَّى نَرَى رَبَّنَا وَهُوَ يَأْمُرُهُمْ وَيُنَبِّئُهُمْ قَالُوا وَهَلْ نَرَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَهَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيِهِ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ يَتَوَارَى ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيَعْرِفُهُمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّبِعُونِي فَيَقُومُ الْمُسْلِمُونَ وَيُوضَعُ الصِّرَاطُ فَيَمْرُونَ عَلَيْهِ مِثْلَ جِيَادِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ وَقَوْلُهُمْ عَلَيْهِ سَلِمَ سَلِمٌ وَيَبْقَى أَهْلُ النَّارِ فَيَطْرَحُ مِنْهُمْ فِيهَا فَوْجٌ ثُمَّ يُقَالُ هَلِ امْتَلَأَتْ فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ثُمَّ يُطْرَحُ فِيهَا فَوْجٌ فَيُقَالُ هَلِ امْتَلَأَتْ فَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى إِذَا أُوعِبُوا فِيهَا وَضَعَ الرَّحْمَنُ قَدَمَهُ فِيهَا وَأَزْوَى بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ قَطُّ قَطُّ فَإِذَا أَدْخَلَ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ قَالَ أُتِيَ بِالْمَوْتِ مُلَبَّيًّا فَيُوقَفُ عَلَى السُّورِ بَيْنَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَطَّلِعُونَ خَائِفِينَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَطَّلِعُونَ مُسْتَبْشِرِينَ يَرْجُونَ الشَّفَاعَةَ فَيُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ هُوَ لَاءِ وَهُوَ لَاءِ قَدْ عَرَفْنَاهُ هُوَ الْمَوْتُ الَّذِي وَكَلْنَا فَيُضْجَعُ فَيَذْبَحُ ذَبْحًا عَلَى السُّورِ الَّذِي بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ مِثْلُ هَذَا مَا يُذَكِّرُ فِيهِ أَمْرُ الرُّؤْيَةِ أَنَّ النَّاسَ يَرُونَ رَبَّهُمْ وَذِكْرُ الْقَدَمِ وَمَا أَشْبَهَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ وَالْمَذْهَبُ فِي هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأَبْنِ الْمُبَارَكِ وَأَبْنِ عُيَيْنَةَ وَوَكَيْعٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ رَوَوْا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ ثُمَّ قَالُوا تَرَوْنَ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ وَنُومِنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهَذَا الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَنْ تُرَوَى هَذِهِ الْأَشْيَاءُ كَمَا جَاءَتْ وَيُؤْمِنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا تُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ وَهَذَا أَمْرُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِي اخْتَارُوهُ وَذَهَبُوا إِلَيْهِ وَمَعْنَى قَوْلِهِ فِي الْحَدِيثِ فَيَعْرِفُهُمْ نَفْسَهُ يَعْنِي يَتَجَلَّى لَهُمْ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا۔ پھر تمام جہانوں کا پروردگار ان سے مخاطب ہوگا اور فرمائے گا: ہر شخص اس کے پیچھے کیوں نہیں چلا جاتا؟ جس کی وہ عبادت کرتا تھا تو صلیب کے ماننے والوں کے لیے صلیب ایک وجود کی شکل میں آئے گی۔ تصویروں کی عبادت کرنے والوں کے لیے ان کی تصویریں وجود ہو جائیں گی۔ آگ کی عبادت کرنے والوں کے لیے آگ کو شکل دیدی جائے گی تو لوگ ان کے پیچھے چل پڑیں گے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور صرف مسلمان باقی رہ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مخاطب کرے گا اور فرمائے گا: تم لوگوں کے پیچھے کیوں نہیں گئے؟ وہ جواب دیں گے ہم تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے ہم یہیں پر ٹھہرے رہیں گے جب تک ہم اپنے پروردگار کی زیارت نہیں کر لیتے (راوی

کہتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ دراصل لوگوں کو ہدایت کر رہے تھے اور انہیں ثابت قدمی کی ترغیب دے رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے تو انہوں نے عرض کی: نہیں۔ یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تو اس وقت اس کے دیدار میں بھی تمہیں کوئی دقت نہیں ہوگی پھر وہ حجاب کے پیچھے چلا جائے گا۔ پھر وہ نمودار ہوگا اور اپنی ذات کی انہیں پہچان کروائے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا پروردگار ہوں تم میرے پیچھے آؤ! تو مسلمان اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر پل صراط کو رکھا جائے گا تو لوگ اس پر عمدہ گھوڑوں کی طرح (تیزی سے) گزریں گے۔ کچھ لوگ عمدہ اونٹوں کی طرح گزریں گے اور وہ اس وقت یہ کہہ رہے ہوں گے۔ (اے اللہ تعالیٰ) تو سلامت رکھنا تو سلامت رکھنا پھر اہل جہنم باقی رہ جائیں گے اور انہیں اس میں گروہ کی شکل میں ڈال دیا جائے گا تو (جہنم سے) پوچھا جائے گا: کیا تم بھرگئی ہو؟ تو وہ دریافت کرے گی: کیا اور لوگ ہیں؟ پھر ان میں ایک گروہ کو ڈالا جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا: کیا تم بھرگئی ہو؟ تو وہ دریافت کرے گی: کیا اور لوگ ہیں؟ یہاں تک کہ جب سب لوگوں کو اس میں ڈال دیا جائے گا تو رحمن اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تو اس کا ایک حصہ دوسرے میں داخل ہوگا (یعنی وہ سمٹ جائے گی) تو رحمن فرمائے گا: اتنا کافی ہے؟ تو وہ جواب دے گی اتنا کافی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل کر دے گا اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کر دے گا تو موت کو کھینچ کر لایا جائے گا اور اسے اس دیوار پر رکھ دیا جائے گا جو اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان ہوگی پھر کہا جائے گا: اے اہل جنت! تو وہ لوگ خوف کے عالم میں جھانکیں گے۔ پھر کہا جائے گا: اے اہل جہنم! تو وہ خوش ہو کر جھانکیں گے۔ اس امید پر کہ شاید ان کی شفاعت کر دی گئی ہے تو اہل جنت اور اہل جہنم سے یہ کہا جائے گا؟ کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ جواب دیں گے: یہ وہی ہے ہم اسے جانتے ہیں یہ موت ہے جو ہم پر مسلط کی گئی تھی پھر اسے لٹایا جائے گا اور اس دیوار پر ذبح کر دیا جائے گا اور پھر یہ کہا جائے گا: اے اہل جنت! اب تم ہمیشہ اس (جنت) میں رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اہل جہنم! تم ہمیشہ اس (جہنم) میں رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں اسی طرح کی کئی روایات نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں: جن میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ذکر کیا گیا ہے: لوگ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے اور ان میں پروردگار کے لیے پاؤں اور اس کی مانند دیگر چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس بارے میں اہل علم آئمہ کے نزدیک مذہب یہ ہے، ان آئمہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، سفیان بن عیینہ، ابن

مبارک رحمۃ اللہ علیہ، وکیع اور دیگر حضرات شامل ہیں: یہ حضرات اس طرح کی روایات کو نقل کر دیتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں: یہ چیز احادیث میں روایت کی گئی ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی؟

علم حدیث کے ماہرین نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے: وہ اس طرح کی روایات کو نقل کر دیتے ہیں جس طرح منقول ہیں اور

وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن اس کی وضاحت نہیں کرتے اور اس بارے میں وہم کا شکار نہیں ہوتے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کیسے

ہوگا؟

اہل علم نے اسے اختیار کیا ہے ان کا یہ معاملہ ہے اور انہوں نے اسی بات کو اختیار کیا ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ کہ وہ اپنی پہچان انہیں کروائے گا اس سے مراد یہ ہے: وہ ان کے سامنے تجلی کرے گا۔

2481 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

يَرْفَعُهُ قَالَ

متن حدیث: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُتِيَ بِالْمَوْتِ كَالْكَبْشِ الْأَمْلَحِ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ أَهْلُ النَّارِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: قیامت کے دن موت کو سیاہ و سفید رنگت کے دنبے کی شکل میں لا کر جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کیا جائے گا اور پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور اس وقت وہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے۔

اگر کسی نے خوشی کی وجہ سے مرنا ہوتا تو اہل جنت (خوشی سے) مر جاتے اور اگر کسی نے غم کی وجہ سے مرنا ہوتا تو اہل جہنم (اس وقت غم سے مر جاتے)

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

اہل جنت کا دائمی طور پر جنت میں اور اہل جہنم کا دائمی طور پر جہنم میں رہنا:

اصل مضمون کی مناسبت سے چند اہم امور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

1- جنت اہل ایمان کی آرام گاہ ہے اور جہنم اہل کفر کی سزا گاہ ہے۔ ایمان اور کفر دونوں ابدی حقائق کا نام ہے، جن کی بنیاد صحیح اور غلط عقائد پر ہے۔ ان کی جزا اور سزا بھی دائمی ہے۔ جس طرح ایمان و کفر کی جزا اور سزا دائمی ہیں۔ اسی طرح جنت و جہنم دونوں مستقل ہیں۔

2- اعمال خواہ صالح ہوں یا سیدہ وہ محدود و موقت ہیں مثلاً نماز سے فراغت پر عمل مکمل ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس زانی جب زنا سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا عمل پورا ہو جاتا ہے۔ ضابطہ کے مطابق اعمال صالحہ کے جزاء اور اعمال سیدہ کی سزا کا موقت و محدود ہونا ضروری ہے۔ اہل ایمان کے اعمال صالحہ ایمان کے تابع اور اہل کفر کے اعمال سیدہ کفر کے تابع کیے گئے ہیں۔

اس کی دلیل یہ ارشاد باری ہے:

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نَصِيبٌ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا أَجْرَ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ (يوسف: 56-57)

"اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو مصر کی زمین میں ٹھہرایا کہ وہ جہاں چاہیں رہائش پذیر ہو جائیں۔ ہم جسے

چاہتے ہیں اپنی رحمت سے سرفراز فرماتے ہیں اور ہم نیکو کار لوگوں کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ آخر کا ثواب ایمان والے لوگوں کے لیے جو پرہیزگار تھے۔“

دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے: اہل جنت مجرموں سے دریافت کریں گے کہ تم جہنم میں کس جرم کی پاداش میں ڈالے گئے؟ وہ یوں جواب دیں گے: ہم نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ غریبوں کو کھانا کھلاتے تھے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے) ہم قیامت کا انکار کرتے تھے، حتیٰ کہ ہمیں موت نے آیا۔ اس وجہ سے ہم جہنم میں ہیں۔ (الدر: 41: 47)

3- مسلمان کے اعمال سیدہ کا ایمان کے تابع ہونا درست نہیں ہے کیونکہ دونوں میں مجانست و مماثلت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سزا دنیا میں قبر میں، میدانِ حشر میں یا پھر دوزخ میں پوری کی جائے گی۔ اس طرح حساب بے باق ہو جائے گا۔ دنیا میں سزا پوری ہو جانے کی صورت میں معاملہ صاف ہو جائے گا ورنہ یہ سزا قبر (عالمِ برزخ) میں بھگتنا ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی زیادہ تر سزائیں قبر میں نمٹ جائیں گی۔“

4- کفار و مشرکین کے اعمال صالحہ کفر کے تابع ہرگز نہیں ہو سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں میں مجانست و مماثلت نہیں ہے۔ تاہم ان کے اعمال صالحہ اور نیکیوں کا بدلہ دنیا میں چکا دیا جاتا ہے خواہ وہ مصائب و شکایات کو روکنے کی صورت میں یا نعمتوں سے نوازنے کی شکل میں۔ پھر قبر اور بعد ازاں ان کے لیے کوئی جزا و ثواب کا تصور نہیں ہوگا۔

مفہوم احادیث باب:

مفہیم و مطالب احادیث باب کے حوالے سے چند اہم اور قابل توجہ امور درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ غیر معروف صورت میں اہل ایمان کے سامنے ظاہر ہوگا، اہل ایمان اسے پہچان نہیں سکیں گے، یہ معاملہ بطور امتحان ہوگا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں گے۔

2- ہر انسان جس چیز کی بطور معبود عبادت و ریاضت کرتا ہوگا اس کی پیروی کرتا ہو اس کے ساتھ وہ جائے گا، مثلاً سولی والے سولی کے ساتھ، مورتیوں والے مورتی کے ساتھ، آتش پرست آگ کے ساتھ ہوں گے، البتہ مسلمان کسی کی پیروی نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرے گا اور اپنا معبود ہونا ظاہر کرے گا۔

3- ماہتاب دنیا کی طرح بلا تکلف اور بلا حجاب مسلمان اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اور یہ جنت کی نعمتوں میں سے ایک بے مثل نعمت ہوگی۔

4- اہل جنت کو جہنمیوں پر اور اہل جہنم کو جنتیوں پر جھانکنے کا حکم ہوگا۔ اہل جنت خوفزدہ ہو کر جھانکیں گے کہ کہیں انہیں جنت سے نکل جانے کا حکم تو نہیں ہوا ہے؟ جہنمی بخوشی اہل جنت پر جھانکیں گے کہ کہیں انہیں دوزخ سے آزادی کا پروانہ تو نہیں مل گیا؟

5- جب حساب و کتاب کے بعد اہل جنت، جنت میں اور دوزخی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو موت مینڈھے کی شکل میں جنت و دوزخ کے درمیان لا کر ذبح کر دی جائے گی۔ اس کے بعد کسی جنتی یا جہنمی پر موت طاری نہیں ہوگی۔

6- جنتی لوگ مستقل طور پر بہشت میں رہیں گے، جہنمی لوگ مستقل طور پر دوزخ میں داخل کیے جائیں گے۔ یہ ان کی مستقل رہائشیں ہوں گی جن سے انہیں کبھی باہر نہیں نکالا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

باب 20: جنت کو (دنیاوی) تکالیف کے سائے میں رکھا گیا ہے اور جہنم کو

(دنیاوی) نفسانی خواہشات کے سائے میں رکھا گیا ہے۔

2482 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

حَمِيدٍ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت کو (دنیا میں) تکالیف کے سائے میں رکھا گیا ہے اور جہنم کو

(دنیا میں) نفسانی خواہشات کے سائے میں رکھا گیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

2483 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ جِبْرِيلَ إِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ انظُرِ إِلَيْهَا وَالْيَ إِلَى مَا أَعَدَدْتُ

لِأَهْلِهَا فِيهَا قَالَ فَجَاءَهَا وَنَظَرَ إِلَيْهَا وَالْيَ إِلَى مَا أَعَدَّ اللَّهُ لِأَهْلِهَا فِيهَا قَالَ فَرَجَعَ إِلَيْهِ قَالَ فَوَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا

أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَانظُرِ إِلَى مَا أَعَدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا قَالَ فَرَجَعَ إِلَيْهَا

فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خِفْتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ أَذْهَبُ إِلَى النَّارِ فَانظُرِ

إِلَيْهَا وَالْيَ إِلَى مَا أَعَدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ

فَيَدْخُلُهَا فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَرَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَنْجُو مِنْهَا

أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا

کر لیا تو اس نے حضرت جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: اس کا جائزہ لو اور ان چیزوں کا جائزہ لو! جو میں نے اہل جنت

کے لیے اس میں تیار کی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: حضرت جبریل! جنت میں آئے۔ اس کا جائزہ لیا اور ان چیزوں کا جائزہ

2482۔ اخرجہ مسلم (۴/۲۱۷۴): کتاب الجنة و صفة نعيمها و الصلوات حدیث (۱/۲۸۲۲) و احمد (۳/۱۰۵۲-۱۰۵۳-۲۸۶) و الساری

(۲/۳۳۹): کتاب الرقاع: باب: حففت الجنة بالمكاره و عبد بن حميد (۲۹۱) حدیث (۱۳۱۱) من طريق حماد بن سلمة: عن ثابت: فذكره-

2483۔ اخرجہ النسائي (۲/۷): کتاب الليمان و النور: باب: العلف بعزة الله تعالى: حدیث (۲۷۶۳) من طريق عبدة بن سليمان: عن

محمد بن عمرو-

لیا جو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے اس میں تیار کی ہیں جب وہ واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے تو انہوں نے عرض کی: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں ضرور داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے مصائب کے ذریعے گھیر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم واپس اس کی طرف جاؤ اور اس کا جائزہ لو جو اس میں میں نے اہل جنت کے لیے تیار کیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام دوبارہ اس کی طرف گئے تو اسے مصائب کے ذریعے گھیر دیا گیا تھا۔ وہ واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی: تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے: اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جہنم کی طرف جاؤ اور اس کا جائزہ لو اور اہل جہنم کے لیے اس میں، میں نے جو کچھ تیار کیا ہے اس کو دیکھو (حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر دیکھا تو) اس کا ایک حصہ دوسرے پر سوار تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا وہ اس میں داخل نہیں ہوگا (یعنی اس سے بچنے کی کوشش کرے گا) تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے نفسانی خواہشات کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دوبارہ اس کی طرف جاؤ! وہ دوبارہ اس کی طرف گئے۔ (اور واپس آ کر عرض کی) تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے: اب اس سے کوئی نہیں بچے گا۔ ہر شخص اس میں داخل ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جنت کا تکالیف کے سائے میں ہونا اور جہنم کا نفسانی خواہشات کے سایہ میں ہونا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اعمال جو آدمی کے جنت میں جانے کا سبب بنتے ہیں وہ اس پر گراں اور دشوار ہوتے ہیں۔ دخول جنت کے لیے بہر حال آدمی وہ انجام دیتا ہے۔ اس کے برعکس جہنم میں لے جانے والے اعمال آدمی کے لیے زیادہ گراں نہیں ہوتے بلکہ انہیں با آسانی انجام دے سکتا ہے لہذا آدمی ایسے اعمال بخوشی انجام دیتا ہے۔ الحاصل! جنت پر تکلف اعمال کے سایہ میں ہے اور جہنم نفسانی خواہشات کے سایہ میں ہے لہذا دخول جنت کے لیے اعمال صالحہ کا کرنا از بس ضروری ہے اور جہنم کی سزا سے محفوظ رہنے کے لیے اعمال سیئہ سے احتراز لازمی ہے۔

یہ مضمون اس ارشاد خداوندی میں بیان کیا گیا ہے: **فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط** (آل عمران: 185) پس جو شخص جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا، وہ مکمل کامیاب ہوا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَاجِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب 21: جنت اور جہنم کا مکالمہ

2484 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: احْتَجَجَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِينُ وَقَالَتِ النَّارُ يَدْخُلُنِي

2484- ترمذی، بنظر (تحفة الاشراف) (۱۵۰۶۲) من طریق ابو سلمة و اخرجه مسلم (۴/ ۲۱۸۶، ۲۱۸۷) برواية عن الاعرج عن

ابی ہریرہ و محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ، حدیث (۲۸۴۶) و احمد (۲۷۶/۲) من طریق ابن سیرین عن ابی ہریرہ۔

الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ فَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أَنْتِ بِي مِمَّنْ شِئْتُ وَقَالَ لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مَنْ شِئْتُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت اور جہنم کے درمیان مکالمہ ہوا تو جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور غریب لوگ داخل ہوں گے۔ جہنم نے کہا: میرے اندر ظالم اور متکبر لوگ داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے فرمایا: تم میرا عذاب ہو میں تمہارے ذریعے جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا اور اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تم میری رحمت ہو میں تمہارے ذریعے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

جنت اور جہنم کا مکالمہ:

لفظ: احتجاج، ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے۔ جس کا معنی ہے: کسی مقصد پر دلیل اخذ کرنا، اپنے آپ کو مظلوم اور دوسرے کو ظالم قرار دینا۔ حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ جنت و جہنم کے درمیان مکالمہ ہوا۔ جنت نے یوں کہا: مجھ میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جو کمزور و غریب ہوں گے یعنی وہ خواہ بظاہر خستہ حال ہوں گے لیکن نیکو کار ہوں گے۔ اس پر جہنم نے یوں جواب دیا: مجھ میں متکبر و سرکش لوگ داخل ہوں گے۔ اگرچہ وہ بد باطن ہوں گے مگر بظاہر خوش نما ہوں گے۔ اہل جنت کے دل آراستہ اور جسم بدنما ہوں گے جبکہ جہنم میں جانے والے دل خستہ اور بظاہر خوشنما ہوں گے۔ دونوں کی گفتگو پر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ دونوں کو جزوی فضیلت حاصل ہے اور دونوں منشاء خداوندی کی تکمیل کا مظہر ہیں۔

حدیث باب میں ہمارے لیے خاص درس یہ ہے کہ باطن کی طرح آدمی کا ظاہر بھی تکبر و غرور سے پاک ہونا چاہیے تاکہ وہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے۔ اس طرح ناداروں، کمزوروں، یتیموں اور غریبوں کو اپنے مرتبہ و مقام پر فخر کرنا چاہیے کہ جنت کو ان پر ناز ہے اور وہ صاحب حیثیت لوگوں سے پانچ سو سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا لِأَذْنِي أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْكِرَامَةِ

باب 22: سب سے کم تر حیثیت کے مالک جنتی کو جو کرامت حاصل ہوگی

2485 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ

دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَذْنِي أَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً وَتَنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ

لَوْلُو وَزَبْرَجِدٍ وَيَأْقُوتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ إِلَى صَنْعَاءَ

2485۔ أخرجه احمد (۷۵/۲) من طريق دراج عن أبي الهيثم: فذكره۔

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں سب سے کمتر حیثیت کا مالک وہ شخص ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں گے۔ اور 72 بیویاں ہوں گی۔ اس شخص کے لیے موتیوں یا قوت اور زمرد سے بنا ہوا بڑا خیمہ نصب کیا جائے گا جو اتنا بڑا ہوگا جتنا جابہ اور صنعا کے درمیان فاصلہ ہے۔

2486 وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ يُرْتَدُونَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهَا أَبَدًا وَكَذَلِكَ أَهْلُ النَّارِ

حدیث دیگر: وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِنَّ عَلَيْهِمُ التَّيْجَانَ إِنَّ أَدْنَى لَوْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رَشْدِينَ

﴿﴾ اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے کہ کم عمر یا زیادہ عمر کا جو بھی جنتی فوت ہوگا جنت میں اس کی عمر تیس سال کر دی جائے گی اور وہ کبھی اس سے زیادہ نہیں ہوگی۔

اسی طرح اہل جہنم کے ساتھ ہوگا۔

اس سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی منقول ہے: ان (اہل جنت کے سروں) پر تاج ہوں گے جن کا سب سے کمتر موتی بھی مشرق اور مغرب کے درمیان ساری جگہ کو روشن کر سکے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف رشدین کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2487 سنده حدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَامِرِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ

النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ مَاتَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمَلُهُ وَوَضَعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

مذہب فقہاء: وَقَدْ اختلف أهل العلم في هذا فقال بعضهم في الجنة جماع ولا يكون ولد هكذا روى عن طاوس ومجاهد وإبراهيم النخعي وقال محمد قال إسحاق بن إبراهيم في حديث النبي صلى الله عليه وسلم إذا اشتهى المؤمن الولد في الجنة كان في ساعة واحدة كما يشتهي ولكن لا يشتهي

حدیث دیگر: قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي رَزِينِ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ

الجنة لا يكون لهم فيها ولد

توضیح راوی: وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ أَيْضًا

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ مومن جب جنت میں اولاد

2487۔ اضرجه ابن ماجه (۲/ ۱۴۵۲): كتاب الزهد: باب: صفة الجنة: حديث (۴۳۳۸) و احمد (۲/ ۸۰۹) و الدرر (۲/ ۳۳۷): كتاب الرقاق: باب: ولد اهل الجنة: و عبد بن حميد (۲۹۲) حديث (۹۳۹) من طريق ابو الصديق: فذكره۔

کی خواہش کرے گا تو اس بچے کا حمل، اس کی پیدائش اور اس کا بڑا ہونا اسی ایک گھڑی میں ہوگا جیسے وہ جنتی خواہش کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہل علم نے جنت کے بارے میں یہ بات بیان کی ہے: اس میں صحبت کرنا ہوگا، لیکن اولاد نہیں ہوگی۔

یہ روایت طاؤس، مجاہد، ابراہیم نخعی سے منقول ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق بن ابراہیم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو اس

حدیث کے بارے میں ہے: جب بندہ مؤمن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو وہ اسی گھڑی میں ہو جائے گی۔ جیسے اس نے خواہش کی تھی، لیکن وہ خواہش نہیں کرے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابو زرین عقیلی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا ہے:)

”اہل جنت کی جنت میں اولاد نہیں ہوگی“

ابوصدیق ناجی کا نام بکر بن عمرو ہے اور ایک قول کے مطابق بکر بن قیس ہے۔

شرح

معمولی درجہ کے جنتی کی فضیلت:

پہلی حدیث میں تین اعتبار سے معمولی مرتبہ کے جنتی کی فضیلت بیان کی گئی ہے:

1- اہل جنت میں سے معمولی درجہ کے جنتی کے پاس اسی ہزار خدام، بہتر بیویاں اور زبرد و یا قوت سے تیار شدہ قبہ ہوگا جس کی وسعت جابہ اور صنعاء کے مطابق ہوگی۔ (مقام جابہ ملک شام میں اور مقام صنعاء ملک یمن میں ہے اور دونوں کے درمیان ایک ماہ کا فاصلہ ہے۔)

2- اہل جنت میں سے ہر ایک کی عمر تیس سال کی ہوگی۔ کسی کی عمر نہ اس سے زائد ہوگی اور نہ کم یعنی ہمیشہ ایک عمر میں رہیں گے۔

3- اہل جنت کو ایسے تاج سے آراستہ کیا جائے گا جس کی روشنی مشرق و مغرب کو منور کر دے گی۔

ایک مشہور روایت کے الفاظ ہیں: صغار ہم دعامیص الجنة، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کے بچے جنت کے کیڑے مکوڑے ہوں گے جو بے ٹوک جہاں چاہیں گے آتے جاتے رہیں گے۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ اہل جنت کے بچے کم سن ہوں گے اور دوسری روایت میں ان کی عمر بھی تیس سال ہوگی تو یہ تعارض ہوا؟

جواب: 1- یہ روایت ضعیف ہے۔ 2- ان کی عمریں تیس سال کی طرف لوٹائے جانے سے قبل کا حال بیان ہوا ہے۔ 3- یہ بچے جنت کی مخلوق ہوگی اور ان میں صغار ہم کی اضافت ادنیٰ مماثلت کے سبب ہے۔

دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اہل جنت میں سے جو شخص اولاد کا متمنی ہوگا اس کی بیوی فوری طور پر حاملہ ہوگی۔ وضع حمل

کرے گی اور عمر رسیدہ آدمی جس خواہش کا اظہار کرے گا اسی طرح ہو جائے گا۔
سوال: دوسری حدیث باب اپنے اصل پر ہے یا اس کی تاویل کی جائے گی؟
جواب: اس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں۔

- 1- طاؤس، مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جنت میں جماع تو ہوگا لیکن اولاد نہیں ہوگی۔
- 2- حضرت اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث نقل کی ہے: جب مؤمن جنت میں اولاد کا متمنی ہوگا تو اولاد ایک لمحہ میں ہو جائے گی جس طرح مؤمن آرزو کرے گا۔ پھر انہوں نے اس کی تشریح میں کہا: لیکن مؤمن اولاد کی متمنی نہیں کرے گا۔
- 3- حضرت امام رزین عقیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اہل جنت کی جنت میں اولاد نہیں ہوگی۔
- 4- حضرت امام رزین عقیلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت مسند احمد میں بایں الفاظ مروی ہے: نیک بیویاں نیک مردوں کے لیے ہوں گی۔ وہ مردوں کی طرح لذت جماع محسوس کریں گی لیکن جنت میں تو والد و تاسل کا سلسلہ نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ الْحُورِ الْعِينِ

باب 23: "حور عین" کی گفتگو

2488 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُورِ الْعِينِ يُرْفَعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ يَسْمَعْ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا قَالَ يَقْلُنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبُؤُسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثٌ عَلِيٍّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں "حور عین" اکٹھی ہوتی ہیں۔ وہ بلند آواز میں گفتگو کرتی ہیں مخلوق نے ایسی آواز نہیں سنی ہوگی۔ وہ یہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں۔ ہم فنا نہیں ہوں گی ہم ناز و نعمت والی ہیں اور ہم کبھی محتاج نہیں ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو ہمیں ملے گا اور ہم اسے ملیں گی۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "غریب" ہے۔

2489 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ) قَالَ السَّمَاعُ وَمَعْنَى السَّمَاعِ مِثْلَ

مَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ

حدیث دیگر: أَنَّ الْحُورَ الْعَيْنَ يُرْفَعْنَ بِأَصْوَاتِهِنَّ

﴿﴾ یحییٰ بن ابوکثیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں: ”وہ (جنت کے) باغ میں خوش و خرم ہوں گے۔“ کہتے ہیں: یعنی وہ (باتیں سن کر) خوش و خرم ہوں گے۔ (خوش کرنے والی باتیں سننے) کی مثال وہ ہے جو ایک حدیث میں مذکور ہے۔ ”حور عین بلند آواز میں یہ بات کہتی ہیں۔“

شرح

جنت کی گوری اور بڑی آنکھوں والی عورتوں کا تذکرہ:

لفظ: الحور، واحد ہے اور اس کی جمع ہے: الحوراء۔ اس کا معنی ہے: گوری عورت، سفید عورت۔ لفظ: العین، واحد ہے اور اس کی جمع ہے: العیناء، اس کا معنی ہے: بڑی آنکھوں والی عورت۔ الحور العین: جنتی عورتوں کا لقب ہے اور اردو میں اسے ”حور“ کہا جاتا ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں سفید رنگ اور موٹی آنکھوں والی عورتیں جمع ہو کر اہل جنت کو خوش کرنے کے لیے بیک زبان ایک گیت پیش کریں گی جس کا مفہوم و خلاصہ درج ذیل ہے:

☆ ہم دائمی رہنے والی ہیں، ہم ہلاکت کا شکار نہیں ہوں گی
☆ ہم نازک اندام و نرم ہیں، ہم بد حالی کا شکار نہیں ہوں گی
☆ ہم خوش و خرم رہنے والی ہیں، ہم ناراضگی کا شکار نہیں ہوں گی
☆ خوشگوار ہے وہ جو ہمارا ہے اور ہم اس کے لیے ہیں

2490 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانَ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: ثَلَاثَةٌ عَلَى كُتْبَانَ الْمِسْكِ أَرَهُ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَغْبُطُهُمُ الْأَوْلُونَ وَالْآخِرُونَ رَجُلٌ يُنَادِي بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَكَلِيلَةٍ وَرَجُلٌ يَوْمَ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ وَعَبْدٌ آدَى حَقَّ اللَّهُ وَحَقَّ مَوَالِيهِ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

توضیح راوی: وَأَبُو الْيَقْظَانَ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَيْرٍ وَيُقَالُ ابْنُ قَيْسٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگ مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ قیامت کے دن (نور کے ٹیلوں پر ہوں گے)، پہلے والے اور بعد والے لوگ ان پر رشک کریں گے۔ ایک وہ شخص جو روزانہ پانچ وقت اذان دیتا ہو دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہو اور وہ لوگ اس سے خوش ہوں اور ایک وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرتا ہو اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرتا ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف سفیان ثوری رحمہ اللہ سے نقل کردہ روایت کے طور

پر جانتے ہیں۔

ابویقظان نامی راوی کا نام عثمان بن عمیر ہے اور ایک قول کے مطابق عثمان بن قیس ہے۔

شرح

مشک کے ٹیلوں پر بیٹھنے والے تین آدمیوں کا تذکرہ:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن تین آدمی مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے جن پر اسلاف و اخلاف (سب) لوگ رشک کریں گے:

1- وہ آدمی ہے جو باقاعدگی سے پنجگانہ نمازوں کے لیے اذان کہتا ہوگا۔

2- وہ شخص ہے جو ایسے لوگوں کی امامت کراتا ہوگا جو ان سے خوش ہوں گے۔

3- ایسا غلام ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہوگا اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرتا ہوگا۔

فائدہ نافعہ: ان تین شخصوں پر رشک کرنے اور ان کا مشک کے ٹیلوں پر ہونے کی وجہ رضائے الہی کے لیے عمل کرنا ہے یعنی ایسا مؤذن جو پنجگانہ نمازوں کے لیے بلا معاوضہ اذان کہتا ہو ایسا امام جو خوشنودی باری تعالیٰ کے لیے امامت کی خدمات انجام دیتا ہو اور ایسا غلام جو معبودی حقیقی و آقا مجازی کے حقوق پورے کرتا ہو۔

2491 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَرْفَعُهُ قَالَ

مَثْنُ حَدِيثٍ: ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُو كِتَابَ اللَّهِ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصِدْقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا

أَرَاهُ قَالَ مِنْ شِمَالِهِ وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ أَصْحَابُهُ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ

اختلاف سند: وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ

أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ كَثِيرُ الْغَلَطِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں۔ (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا ہے:) تین لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ ایک وہ شخص جو رات کے وقت قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی

تلاوت کرتا ہے ایک وہ شخص جو دائیں ہاتھ کے ذریعے خفیہ طور پر صدقہ دیتا ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے اس میں یہ

الفاظ بھی ہیں) کہ بائیں ہاتھ سے اسے مخفی رکھتا ہے۔

اور ایک وہ شخص جو کسی جنگ میں شریک ہوتا ہے اور اس کے ساتھی پسپا ہو جاتے ہیں لیکن وہ دشمن کے مد مقابل رہتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے اور محفوظ نہیں ہے۔

2491- اضرحة النسائي (۲/ ۲۰۷): کتاب قیام اللیل و تطرع النہار: باب: فضل صلاة اللیل فی السفر: حدیث (۱۶۱۵) (۵/ ۸۴): کتاب الزکاة: باب: ثواب من بعطی: حدیث (۲۵۷۰) و احمد (۱۵۲/ ۵) و ابن خزیمہ (۱۰۴/ ۴) حدیث (۲۴۵۶) (۴/ ۱۵۰): حدیث (۲۵۶۴) من طریقہ بقیان عن منصور عن ربیع بن حراش عن ابی ذر: فذکرہ۔ لیس فیہ (زید بن ظبیان)۔

صحیح روایت وہ ہے جسے شعبہ اور دیگر راویوں نے منصور کے حوالے سے ربیع کے حوالے سے، زید کے حوالے سے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
ابوبکر بن عیاش نامی راوی غلطیاں بہت کرتے ہیں۔

شرح

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کا محبت کرنا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ خواہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ہر فرد سے بے پناہ محبت کرتا ہے، لیکن تین آدمیوں سے نہایت درجہ کی محبت کرتا ہے:

- 1- وہ آدمی ہے جو رات کے وقت بیدار ہو کر نماز تہجد وغیرہ میں تلاوت قرآن کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہو۔
- 2- وہ آدمی ہے جو اپنے دائیں ہاتھ سے خفیہ طور پر خرچ کرتا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو۔
- 3- وہ آدمی ہے جو ایک چھوٹے لشکر کا رکن ہو، لشکر دشمن کے ہاتھوں شکست کھا جائے اور یہ ساتھیوں کے ساتھ بھاگنے کی بجائے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے ڈٹ جائے۔

فائدہ نافع: ان تینوں سے زیادہ محبت کی وجہ ان کا خلوص، خوشنودی باری تعالیٰ کا حصول اور جذبہ ایثار سے موزن ہونا ہے۔

2492 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا

شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ خِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ يَرْفَعُهُ إِلَى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ وَ ثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ، فَأَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمُ بِاللَّهِ، وَ لَمْ يَسْأَلَهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ فَمَنْعُوهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْيَانِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللَّهُ وَ الَّذِي أَعْطَاهُ. وَ قَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعَدُّ بِهِ فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ قَامَ رَجُلٌ يَتَمَلَّقُنِي وَ يَتَلَوُّ آيَاتِي، وَ رَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهَزِمُوا، فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ، وَ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللَّهُ: الشَّيْخُ الزَّانِي، وَ الْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَ الْغَنِيُّ الظُّلُومُ."

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

وَ هَكَذَا رَوَى شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ هَذَا. وَ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عِيَّاشٍ.

﴿﴾ حضرت ابوذر غفاری نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ تین لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور تین لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے تو ایک وہ شخص ہے جو کچھ لوگوں کے پاس آئے اور ان سے اللہ تعالیٰ کے نام پر کچھ مانگے۔ ان لوگوں سے ان کے ساتھ اپنی کسی رشتہ داری کی وجہ سے سوال نہ کرے اور لوگ اسے انکار کر دیں اور پھر ان لوگوں میں سے ایک شخص الگ سے جا کر خفیہ طور پر اس مانگنے والے کو کچھ دیدے۔ اس عطیے کو اللہ تعالیٰ

اور جس شخص کو دیا گیا ہے کے علاوہ اور کوئی نہ جانتا ہو (دوسرا شخص وہ ہے) کہ کچھ لوگ رات کے وقت سفر کر رہے ہوں جب نیندان کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ پیاری ہو جائے اور وہ سر رکھ کر سو جائیں (تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اس وقت وہ شخص کھڑا ہو کر میری بارگاہ میں گڑگڑائے اور میری آیات کی تلاوت کرے (اور تیسرا وہ شخص) جو کسی جنگ میں شریک ہو اور دشمن کے سامنے آئے تو دوسرے لوگ پسپا ہو جائیں لیکن وہ سینہ سپر رہے۔ یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جائے یا وہ فتح یاب ہو (جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے تو ان میں سے ایک بوڑھا زانی ایک متکبر فقیر اور ایک ظلم کرنے والا خوشحال شخص (یعنی حکمران) ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شیبان نے منصور سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

یہ ابو بکر بن عیاش کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کا محبت کرنا اور تین سے نفرت کرنا:

اللہ تعالیٰ ہر آدمی پر شفقت و محبت کرتا ہے لیکن تین شخصوں سے زیادہ محبت فرماتا ہے:

1- وہ شخص ہے جس نے رضائے الہی کے لیے لوگوں سے مانگا اور کسی آدمی نے نہایت خفیہ طور سے اسے نواز دیا جس کا علم اللہ تعالیٰ اور اس کے سوا کسی کو نہ ہو۔

2- کچھ لوگ رات بھر حالت سفر میں رہے رات کے آخری حصہ میں وہ سو گئے لیکن ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو کر سونے کی بجائے (نماز میں) تلاوت قرآن میں مشغول ہو گیا۔

3- وہ آدمی ہے جو کسی لشکر میں شامل تھا، لشکر دشمن سے شکست کھا گیا لیکن یہ شخص دشمن کے مقابلہ میں ڈنار ہا پھر شہید ہو گیا یا فتح ہو گیا۔

فائدہ نافعہ: ان تینوں سے محبت کی وجہ ان کا خلوص، خوشنودی اور جان نثاری ہے۔

اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے سخت نفرت کرتا ہے:

1- وہ بوڑھا جو زنا کار ہو۔

2- وہ غریب جو تکبر و غرور کا مجسمہ ہو۔

3- ایسا مالدار جو ظلم شعار ہو۔

ان تینوں آدمیوں سے نفرت کی وجہ یہ ہے کہ بڑھاپے میں آدمی تائب ہو جاتا ہے مگر یہ اس حالت میں بھی زنا کاری کا مرتکب ہو رہا ہے۔ غریب آدمی کو اپنی غربت کے سبب اللہ تعالیٰ کا صبر و شکر ادا کرنا چاہیے مگر یہ تکبر و غرور کی راہ پر چل نکلا اور غضب الہی کو دعوت دیتا ہے۔ دنیوی دولت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہوتا ہے اس پر انسان جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کم ہے مگر اس نے دولت کے باعث دوسرے لوگوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

2493/1 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ حُبَيْبِ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَ عَنْ يَوْشِكُ الْفَرَاتِ يَحْسِرُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب دریائے فرات سے سونے کا

خزانہ ظاہر ہوگا، تو جو شخص وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2493/2 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ

الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

اختلف روایت: إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں

”سونے کا پہاڑ نمودار ہوگا“۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

دریائے فرات کا خزانہ لینے کی ممانعت:

حدیث باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا خزینہ ہے اور اس کے اہم اشارات درج ذیل ہیں:

☆ عراق کا مشہور دریا فرات ہے جو سونے کے خزانہ پر جاری ہے اور آنے والے وقت میں یہ دریا اپنا راستہ تبدیل کر لے گا

اور سونے کا خزانہ نمایاں ہو جائے گا۔

☆ جب دریا فرات اپنا راستہ تبدیل کر کے سونے کے خزانہ کو ظاہر کر دے گا تو وہ خزانہ لینے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ وہ

خزانہ جنگ کے ذریعے حاصل کیا جائے گا اور اس کے حصول کے لیے ننانوے فیصد لوگ ہلاک ہوں گے۔

☆ اس دریا کا خزانہ حاصل کرنا اپنی جان ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس خزانہ کو حاصل نہ کرنا دخول جنت کا سبب

ہے۔

2493/1- اخرجه البخاری (۸۴/۱۳): کتاب الفتن: باب: خروج النار حدیث (۷۱۹) و مسلم (۴/۲۳۱۹، ۲۳۲۰): کتاب الفتن و اشراط

الساعة: باب: لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب حدیث (۲۰/۳/۲۸۹۶) و ابوداؤد (۴/۱۱۵): کتاب الملاحم: باب: حشر الفرات عن كنز حدیث (۴۳۱۳) من طريق عبید اللہ بن عمر عن حبيب بن عبد الرحمن عن جده حفص بن عاصم فذكره-

2493/2- اخرجه البخاری (۸۴/۱۳): کتاب الفتن: باب: خروج النار حدیث (۷۱۹) و مسلم (۴/۲۳۱۹): کتاب الفتن و اشراط الساعة:

باب: لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات حدیث (۲۹/۲۸۹۶) و ابوداؤد (۴/۱۱۵): کتاب الملاحم: باب: حشر الفرات عن كنز حدیث (۴۳۱۴) من طريق ابو الزناد عن عبد الرحمن الاعرج فذكره-

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ

باب 24: جنت کی نہروں کا تذکرہ

2494 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ

عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقُّ الْأَنْهَارُ بَعْدَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْضِيحُ رَاوِيٍّ: وَحَكِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هُوَ وَالِدُ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ وَالْجُرَيْرِيُّ يُكْنَى أَبَا مَسْعُودٍ وَاسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ

إِيَّاسٍ

﴿﴾ حکیم بن معاویہ اپنے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت میں پانی کا ایک سمندر

ہے۔ شہد کا ایک سمندر ہے، دودھ کا ایک سمندر ہے اور مشروبات کا ایک سمندر ہے اور ان میں سے نہریں نکلتی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حکیم بن معاویہ نامی راوی بہر نامی راوی کے والد ہیں۔

جریری کی کنیت ابو مسعود ہے اور ان کا نام سعید بن ایاس ہے۔

شرح

جنت کی نہروں کا تذکرہ:

حدیث باب کے مطابق جنت میں مشہور چار نہریں ہوں گی:

1- خالص اور شفاف پانی کی نہر۔

2- شفاف اور خالص شہد کی نہر۔

3- خالص دودھ کی نہر۔

4- شراب ظہور کی نہر۔

جنت کی نہروں کی تفصیل اس ارشاد خداوندی میں بھی بیان کی گئی ہے: مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ط فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ

مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ط وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ط وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّرِيبِينَ ط وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ط (محمد:

15) جنت میں بہت سی نہریں ایسے پانی کی ہوں گی جن میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ بہت سی نہریں دودھ کی ہوں گی جن میں تغیر نہیں ہوگا

اور بہت سی نہریں شراب کی ہوں گی جو پینے والے لوگوں کو خوش ذائقہ محسوس ہوگی۔ بہت سی نہریں شفاف دودھ کی ہوں گی۔ حدیث

2494۔ أخرجه احمد (۵/۵) و الدارمی (۲/۲۳۷): كتاب الرقاق: باب: انهار الجنة و عبد بن حميد (۱۵۵) حدیث (۶۱۰) من طریق

الجريري عن حكيم من معاوية القشيري فذكره۔

باب میں ان نہروں کے سرچشمہ کا تذکرہ ہے۔

2495 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتْ الْجَنَّةُ اللَّهُمَّ ادْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتْ النَّارُ اللَّهُمَّ اجِرْهُ مِنَ النَّارِ

اسناد دیگر: قَالَ هَنَّادٌ رَوَى يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَوْقُوفًا أَيْضًا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت یہ کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے اور جو شخص جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے تو جہنم یہ کہتی ہے: اے اللہ! اسے جہنم سے نجات عطا کر۔

اس روایت کو یونس نے ابواسحاق کے حوالے سے برید بن ابومریم کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ابواسحاق کے حوالے سے، برید بن ابومریم کے حوالے سے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے قول کے طور پر منقول ہے۔

شرح

طلب جنت اور جہنم سے پناہ کی دعا کرنا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص تین بار طلب جنت کی دعا کرتا ہے تو جنت اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوتی ہے: اے اللہ! تو اسے جنت میں داخل کر دے۔ جو شخص تین بار دوزخ سے پناہ کی دعا کرتا ہے تو دوزخ کہتی ہے۔ اے اللہ! تو اسے جہنم سے پناہ عطا کر۔ حدیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ مسلمان کو طلب جنت کا اور دوزخ کی پناہ کا وظیفہ کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی اپنے بندے کی دعا کو قبول فرما سکتا ہے۔

2495- اخرجہ النسائی (۲۷۹/۸): کتاب الاستعارة: باب: الاستعارة من امر النار: حدیث (۵۵۲۱) و ابن ماکہ (۲/۱۶۵۳): کتاب الزهد: باب: صفة الجنة: حدیث (۴۳۶۰) و احمد (۲/۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲) من طریق برید بن ابی مریم: فذکرہ۔

کتاب صفة جہنم عن رسول اللہ ﷺ

جہنم کی صفات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

جنت کی نعمتوں کے مقابل دنیا کی نعمتیں عارضی و غیر مستقل ہیں، ہاں جنت کی نعمتیں مستقل، غیر فانی اور حقائق پر مبنی ہیں۔ دنیا کی تکالیف جہنم کی کلفتوں کے مقابلہ میں عارضی اور غیر مستقل ہیں جبکہ جہنم کی کلفتیں مستقل ہیں۔ اسی طرح قرآن و سنت میں بیان کردہ جنت و دوزخ کا نقشہ اور ان کا حدود اور بعد انسانی فہم میں مکمل طور پر نہیں آسکتا، کیونکہ اس کا تعلق سننے سے نہیں بلکہ دیکھنے سے ہے۔ انہیں دیکھنے کے بعد تفصیلات انسانی فہم میں آسکتی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ

باب 1: جہنم کا تذکرہ

2496 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدِ الْكَاهِلِيِّ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يُوْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجْرُونَهَا
اختلاف سند: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَالثَّوْرِيُّ لَا يَرْفَعُهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ
﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس کے ہمراہ ستر ہزار لگا میں ہوں گی اور ہر ایک لگام کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔
عبد اللہ اور ثوری نے یہ بات بیان کی ہے: یہ روایت ”مرفوع“ نہیں ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اور یہ بھی ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔

2497 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

2496- اضرجه مسلم (۴/۲۸۴): كتاب الجنة و صفة نعيمها و الفلها: باب: في ثمة نار جهنم و بعد قمرها: حديث (۲۸۴۲/۲۹) من طريق العلاء بن خالد الكاهلي عن شقيق بن سلمة فذكره-

2497- اضرجه احمد (۲/۲۳۶) من طريق عبد العزيز بن مسلم عن سليمان الأعمش عن أبي صالح فذكره-

أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُولُ
إِنِّي وَكَلْتُ بِثَلَاثَةِ بَكَلٍ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَبَكَلٍ مِنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهَا الْآخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِينَ
فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا
وَرَوَى أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جس کے ذریعے وہ دیکھ رہی ہوگی۔ دو کان ہوں گے جس کے ذریعے وہ سن رہی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس کے ذریعے وہ بولے گی اور وہ یہ کہے گی: مجھے تین طرح کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے ہر سرکش ظالم پر اور ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے ہمراہ کسی اور کی عبادت کرتا ہو اور تصویر بنانے والوں پر۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

شرح

جہنم کو محشر کے قریب لانے کا تذکرہ:

احادیث باب میں جہنم کو میدان محشر کے قریب لانے کی کیفیت بیان کی گئی ہے ہر روز قیامت جنت محشر میں متقین کے قریب لائی جائے گی۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے، وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ (ق: 31) جنت اہل تقویٰ کے قریب لائی جائے گی۔ وہ زیادہ دور نہیں رہے گی۔ اسی طرح جہنم کو قیامت کے دن گمراہ لوگوں کے قریب لانے کا ذکر یوں ہے: وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُورَاتِ الْجَحِيمِ لِلْغُوفِينَ ۝ (الشعراء: 90-91) قیامت کے دن جنت پر ہیزگار لوگوں کے قریب کی جائے گی۔ اور دوزخ گمراہ لوگوں کے قریب کی جائے گی۔

پہلی حدیث باب میں جہنم کی قوت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ جہنم کو ستر ہزار لگا میں ڈالی جائیں گی ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑا ہوا ہوگا اور وہ اسے پوری قوت کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے میدان محشر کے قریب لائیں گے۔

دوسری حدیث باب میں بتایا گیا ہے کہ جہنم سے برآمد ہونے والی خوفناک گردن تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی جائے گی:

1- تکبر و غرور کرنے والے۔

2- حد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے۔

3- تصویر سازی کا دھندہ کرنے والے۔

اس حدیث کا خاص درس یہ ہے کہ انسان کو ہمہ وقت عجز و انکار کا مجسمہ بنے رہنا چاہیے، کیونکہ تکبر اور متکبرین اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا چاہیے، کیونکہ اس کی بغاوت و نافرمانی باعث عذاب ہے۔ علاوہ ازیں بلا عذر شرعی تصویر

سازی اور تصویر بنوانا دونوں گناہ کبیرہ ہیں اور کاروباری نقطہ نظر سے اس کی آمدنی حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ قَعْرِ جَهَنَّمَ

باب 2: جہنم کی گہرائی کا تذکرہ

2498 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنٍ حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَعْفِيُّ عَنْ فَضِيلِ بْنِ عِيَّاضٍ عَنْ هِشَامِ

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلِيٌّ مِنْبَرًا هَذَا مِنْبَرُ الْبُصْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: إِنَّ الصَّخْرَةَ الْعَظِيمَةَ لَتُلْقَى مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَتَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا وَمَا تُفْضِي إِلَيَّ

قَرَارَهَا

آثار صحابہ: قَالَ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ أَكْثَرُوا ذِكْرَ النَّارِ فَإِنَّ حَرَّهَا شَدِيدٌ وَإِنَّ قَعْرَهَا بَعِيدٌ وَإِنَّ مَقَامَهَا

حَدِيثٌ

توضیح راوی! قَالَ أَبُو عِيْسَى: لَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا مِنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَإِنَّمَا قَدِمَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ

الْبُصْرَةَ فِي زَمَنِ عُمَرَ وَوُلْدِ الْحَسَنِ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَّتًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ

◀◀ حسن (بصری) بیان کرتے ہیں: حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے ہمارے اس منبر پر یعنی بصرہ کے منبر پر نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات بیان کی: اگر ایک بڑے پتھر کو جہنم کے گڑھے میں ڈال دیا جائے اور وہ اس میں ستر برس تک نیچے گرتا رہے تو پھر بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ ذکر کیا کرتے تھے: جہنم کو بکثرت یاد کیا کرو! کیونکہ اس کی گرمی انتہائی شدید

ہے اور گہرائی انتہائی زیادہ ہے اور اس کے لوگوں کو ہے سے بنے ہوئے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع ثابت

نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بصرہ تشریف لائے تھے جبکہ حسن

بصری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ختم ہونے سے دو سال پہلے ہوئی تھی۔

2499 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنٍ حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي

الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الصَّعُودُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَيَهْوِي فِيهِ كَذَلِكَ أَبَدًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهْيَعَةَ

◀◀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”صعود“ جہنم کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر شخص

2498- تفسر بہ الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (9707) - ذكره السيوطي في اجمع الجوامع برقم (5608/1172) وصاحب (كنز

العمال) (52/14) برقم (39671) -

2499- اخرجه احمد (70/2) و عبد بن حميد (289) حديث (924) من طريق سراج ابو السمع عن ابى الهيثم فذكره -

ستر سال تک چڑھتا رہے گا اور پھر اس سے اتنے ہی عرصے تک گرتا رہے گا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر صرف ابن لہیعہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

دوزخ کی گہرائی کا تذکرہ:

احادیث باب میں جہنم کی گہرائی بیان کی گئی ہے۔ جہنم کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اس کے طول و عرض اور گہرائی کو وہی جانتا ہے۔ احادیث میں بطور تمثیل اس کی گہرائی بیان کی گئی ہے۔ ایک وزنی چٹان جہنم کے کنارے سے پھینکی جائے تو ستر سال کے عرصہ میں بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتی۔ جہنم کے پہاڑوں میں سے ”صعود“ نامی ایک پہاڑ ہے۔ جہنمی آدمی ستر سال کے عرصہ میں اس کی بلندی تک پہنچے گا اور ستر سال کے عرصہ میں نیچے آئے گا۔ ان دونوں مثالوں سے جہنم کی گہرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِظَمِ أَهْلِ النَّارِ

باب 3: اہل جہنم کا حجم بڑا ہونا

2500 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ غِلْظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَانِ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ وَإِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ کافر شخص کی کھال 42 گز موٹی ہوگی اور اس کی داڑھ احد پہاڑ کی طرح ہوگی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ جہنم میں اتنی ہوگی جتنا مکہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اعمش کے حوالے سے منقول ہونے کے اعتبار سے ”غریب“ ہے۔

2501 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي جَدِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ وَصَالِحٌ مَوْلَى التَّوَّامَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أُحُدٍ وَفِخْدُهُ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيرَةُ ثَلَاثِ

مِثْلِ الرَّبْدَةِ

2500- تفسر دہ ترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (١٢٤١١) و اخرجه الماكنم (٥٩٥/٤) وقال: صحيح على شرط الشيخين و لم يخرجه وذكره المنذرى في (الترغيب) (٢٨٢/٤) حديث (٥٤١١) و عزاه للاحمم و ابن هبان بروايات مختلفة-

2501- تفسر دہ ترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (١٣٥٠٥) و اخرجه الماكنم (٥٩٥/٤) من طريق سعيد المقبري عن ابى هريرة و ابن حجر في (البطال) (١١٣/٢) برقم (١٨٠٢) عن رجل من بنى حنیفة عن ابى هريرة-

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَمِثْلُ الرَّبْدَةِ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَالرَّبْدَةِ وَالْبَيْضَاءُ جَبَلٌ مِثْلُ أُحُدٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن کافر شخص کی داڑھ احد پہاڑ کی طرح ہوگی اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کی طرح ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کے فاصلے جتنی ہوگی جتنا ربذہ تک فاصلہ ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ربذہ کی طرح، یعنی جتنا مدینہ منورہ اور ربذہ کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔
أحد پہاڑ کی طرح ”البيضاء“ ایک پہاڑ ہے۔

2502 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ ضَرَسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ

﴿﴾ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی گئی ہے:
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کافر شخص کی داڑھ احد پہاڑ کی مانند ہوگی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

ابو حازم نامی راوی اشجعی ہے ان کا نام سلمان مولى غزه اشجعية ہے۔

2503 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْمُخَارِقِ عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ الْكَافِرَ لَيَسْحَبُ لِسَانَهُ الْفَرَسَخَ وَالْفَرَسَخِينَ يَتَوَطَّؤُهُ النَّاسُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَالْفَضْلُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ كُوفِيُّ قَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنَ الْأَيْمَةِ وَأَبُو الْمُخَارِقِ لَيْسَ

بِمَعْرُوفٍ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کافر شخص اپنی زبان کو ایک یا دو فرسخ تک باہر نکال دے گا اور لوگ اسے اپنے پاؤں کے نیچے روندیں گے۔

2502- اضرجه مسلم (۴/۲۱۸۹): كتاب الجنة و صفة نعيمها و الصلوات: باب: النار يدخلها الجبارون و الجنة يدخلها الضعفاء: حديث (۲۸۵۱/۴۴) من طريق ابو حازم: فذكره۔

2503- اضرجه احمد (۲/۹۲) و عبد بن حميد (۲۷۲): حديث (۸۶۰) من طريق الفضل بن يزيد التميمي قال: حدثني ابو العجلان: فذكره۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔
فضل بن یزید کوئی ہیں۔ ان سے کئی آئمہ نے احادیث نقل کی ہیں۔ ابو مخارق (نامی راوی) معروف نہیں ہیں۔

شرح

اہل جہنم کے جسموں کی کیفیت:

احادیث باب میں اہل جہنم کے جسموں کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جہنمی کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے مساوی ہوگی، یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں سب سے بڑا پہاڑ ہے جس کے دامن میں غزوہ احد لڑا گیا تھا۔ جہنمی کافر کی ران ”بیضاء“ پہاڑ کے برابر ہوگی اور جہنم کے اتنے حصہ میں بیٹھے گا جتنا فاصلہ تین دن میں طے کیا جاتا ہے۔ وہ مدینہ طیبہ سے مقام ربذہ تک کی مسافت ہے۔ جہنمی کافر کی زبان ایک فرسخ یا دو فرسخ کے برابر ہوگی یعنی تین میل یا چھ میل لمبی ہوگی، جسے اہل جہنم اپنے پاؤں سے پکلیں گے۔ جہنمی کافر کی کھال بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کے فاصلہ جتنی ہوگی۔

سوال: دوسری حدیث باب میں جہنمی کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت بیان کی گئی تھی جو مدینہ طیبہ سے مقام ربذہ تک ہے۔ آخری حدیث باب میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کا فاصلہ بیان کیا گیا ہے، یہ تعارض ہوا؟ جواب: مدینہ طیبہ اور مقام ربذہ کا فاصلہ تقریباً مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے فاصلہ کے برابر ہے کیونکہ تیز رفتاری سے اونٹ تین ایام میں یہ فاصلہ طے کر سکتا ہے۔ 2- تحدید مراد نہیں ہے بلکہ مدت طویل مراد ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ

باب 4: اہل جہنم کے مشروبات کا بیان

2504 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: فِي قَوْلِهِ (كَالْمُهَلِّ) قَالَ كَعَكْرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلَى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةٌ وَجْهِهِ فِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينِ بْنِ سَعْدٍ

توضیح راوی: وَرِشْدِينٌ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (جو قرآن پاک کے اس لفظ کے بارے میں

ہے)

”کالمہل“ آپ فرماتے ہیں: یہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جب کوئی دوزخی شخص اپنا منہ اس کے قریب لے جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس کے اندر گر جائے گی۔

ہم اس حدیث کو صرف رشدین بن سعد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے تھے۔

رشدین کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

2505 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ الْحَمِيمَ لَيَصَّبُ عَلَى رُؤْسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيمُ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلِتُ مَا فِي جَوْفِهِ حَتَّى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يَعَادُ كَمَا كَانَ

توضیح راوی: وَسَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ يُكْنَى أبا شَجَاعٍ وَهُوَ مِصْرِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَابْنُ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

حُجَيْرَةَ الْمِصْرِيُّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ

سرایت کرتے ہوئے ان کے پیٹ تک پہنچ جائے گا اور ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ باہر نکل آئے گا اور ان کے ٹخنوں میں پہنچ جائے گا۔ اسی کا نام گل جانا ہے۔ پھر وہ پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔

سعید بن یزید کی کنیت ”ابوشجاع“ ہے اور یہ مصری ہیں۔ لیث بن سعد نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ابن حجر ہ نامی راوی عبدالرحمن بن حجر مصری ہیں۔

2506 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ

بُسْرِ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ (وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ) قَالَ يَقْرَبُ إِلَى

فِيهِ فَيَكْرَهُهُ فَإِذَا أُدْنِيَ مِنْهُ شَوَى وَجْهَهُ وَوَقَعَتْ فَرْوَةٌ رَأْسِهِ فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَعَ أَمْعَانَهُ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهِ

يَقُولُ اللَّهُ (وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَانَهُمْ) وَيَقُولُ (وَإِنْ يَسْتَعِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهُ

بِئْسَ الشَّرَابُ)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَهَكَذَا

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ وَلَا نَعْرِفُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ إِلَّا فِي

هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ

هَذَا الْحَدِيثِ

توضیح راوی: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ لَهُ أَخٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُخْتُهُ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ

2505- اخرجہ احمد (۲/۲۷۶) من طریق سعید بن یزید: عن ابی السّمح عن ابن حجیرة: فذکرہ۔

2506- اخرجہ احمد (۵/۲۶۵) من طریق صفوان بن عمرو: عن عبید اللہ بن بسر: فذکرہ۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو هَذَا الْحَدِيثَ رَجُلٌ آخَرٌ لَيْسَ بِصَاحِبٍ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کی تفسیر کے بارے میں ہے جو قرآن پاک میں ہے)

”انہیں پیپ کا مشروب پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ، گھونٹ کر کے پییں گے“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اسے ان کے منہ کے قریب کیا جائے گا وہ اسے ناپسند کریں گے جب وہ ان کے منہ کے پاس ہو گا تو ان کے چہرے کو جلادے گا اور اس شخص کے سر کی کھال اس میں گر پڑے گی پھر جب وہ اسے پے گا تو یہ اس کی آنتوں کو کاٹ دے گا یہاں تک کہ اس کے پاخانے کے مقام سے باہر نکل آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اور انہیں گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا“

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

”اگر وہ پانی مانگیں گے تو انہیں ایسا پانی دیا جائے گا جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا جو ان کے چہروں کو جلادے گا وہ بہت بُرا مشروب ہے اور وہ کتنی بُری جگہ ہوگی“

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: یہ عبید اللہ بن بسر کے حوالے سے منقول ہے اور عبید اللہ بن بسر صرف اسی حدیث کے حوالے سے مشہور ہیں۔

صفوان بن عمرو نے عبید اللہ بن بسر کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اس کے علاوہ بھی حدیث نقل کی ہے۔

عبید اللہ بن بسر کے ایک بھائی ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان کی ایک بہن ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

عبید اللہ بن بسر جن سے صفوان بن عمرو نے احادیث روایت کی ہیں اور جن سے یہ (مذکورہ بالا) روایت منقول ہے یہ دوسرے صاحب ہیں یہ صحابی نہیں ہیں۔

2507 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا رَشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ

الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: (كَالْمُهْلِ) كَعَكْرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قُرِبَ إِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةٌ وَجِهَهُ فِيهِ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ (قرآن پاک میں ارشاد ہے)

”کالمہل“ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس سے مراد (کھولتے ہوئے گرم) تیل کی تلچھٹ کی مانند ہے جسے اس جہنمی کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر پڑے گی۔

2508 وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لِسُرَادِقِ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ كَثْفُ كُلِّ جِدَارٍ مِثْلُ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ سَنَةً

◀◀ اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔ جہنم میں چار دیواریں ہیں جن میں سے ہر ایک دیوار کی

موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔

2509 وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنَّتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَفِي رِشْدِينَ مَقَالٌ

وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَمَعْنَى قَوْلِهِ كَثْفُ كُلِّ جِدَارٍ يَعْنِي غَلْظُهُ

◀◀ اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے: جہنمیوں کی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو

ساری دنیا میں اس کی بدبو پھیل جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف رشدین بن سعد کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں اور رشدین

بن سعد کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

ان کے بارے میں ان کے حافظے کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

حدیث کے الفاظ: كَثْفُ كُلِّ جِدَارٍ میں لفظ کثف کا مطلب موٹائی ہے۔

2510 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ مُجَاهِدٍ عَنِ

ابن عباس

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ (اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا

وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ قَطْرَةَ مِّنَ الزَّقُومِ قَطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَأَفْسَدَتْ

عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُودُ طَعَامَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو! جیسے ڈرنے کا حق ہے اور تم مرتے وقت صرف مسلمان ہونا“

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں پڑا دیا جائے تو اہل دنیا کی زندگی برباد کر دے تو

اس شخص کا کیا عالم ہوگا جس کی خوراک یہ ہوگی؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2510- اضرجه ابن ماکہ (۱۶۶۶/۲): کتاب الزهد: باب: صفة النار: حدیث (۴۳۲۵) و احمد (۱/۲۳۸۰۰۰) من طریق سلیمان (صو

الاعمش) عن مجاهد: مذکرہ۔

شرح

جہنمی لوگوں کے مشروبات کا تذکرہ:

جہنم کفار و مشرکین کی سزا گاہ ہے جس میں بطور سزا ہمیشہ رکھے جائیں گے۔ جہنم چار دیواری میں کھری ہوئی ہے اور اس کی ہر دیوار چالیس سال کی مسافت کے برابر موٹی ہے۔ جہنمی لوگوں کے مشروبات کا تذکرہ احادیث باب میں کیا گیا ہے۔ جن کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ زقوم کا درخت اہل جہنم کا کھانا ہوگا جو تیل کی تلچھٹ کی شکل میں ہوگا۔ جب جہنمی اسے اپنے چہرے کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی کھال بالوں سمیت اس میں آگرے گی۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: **إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۝ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ (الدخان: 43-46)**۔ زقوم کا درخت جہنمی کافر (مجرم) کی خوراک ہوگا جو تیل کی تلچھٹ کی شکل میں ہوگا۔ وہ پیٹ میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔

☆ کھولتا ہوا پانی جہنمی لوگوں کو پینے کے لیے دیا جائے گا وہی پانی ان کے سروں پر گرایا جائے گا جو پشت کے راستہ سے نکل جائے گا اور انتڑیاں وغیرہ پیٹ سے نکال دے گا۔ اس کے بعد جہنمی لوگ پھر اپنی اصل حالت میں آجائیں گے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: **يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ (الحج: 20-19)** کھولتا ہوا پانی ان (جہنمیوں) کے سروں پر گرایا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی انتڑیاں اور کھال وغیرہ سب کچھ جل جائے گا۔

☆ جہنمی لوگوں کو پیپ اور خون پینے کے لیے دیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **وَيُسْقَى مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ (ابراہیم: 16-17)** کافر کو جہنم میں ایسا پانی پینے کے لیے دیا جائے گا جو پیپ اور خون کی مثل ہوگا وہ اسے گھونٹ گھونٹ پیے گا اور وہ اس کے لیے دشوار محسوس ہوگا۔ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: **وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝ (محمد: 15)**۔ جہنمی لوگوں کو کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے دیا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ مزید ایک مقام میں فرمایا گیا ہے: **وَأَنْ يَسْتَعِثُّوا يُغَاثُّوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهُ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَاءَتْ مَرْتَفَقًا ۝ (الکہف: 29)** اور جہنمی لوگ پاس کی وجہ سے پکاریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریادری کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی شکل کا ہوگا جو مونہوں کو جلا ڈالے گا۔ وہ کتنا برا پانی ہوگا اور وہ کتنی بری جگہ ہوگی۔

☆ زیتون کے تیل کی گاد، کھولتے ہوئے پانی کی شکل میں جہنمی کے پاس کی جائے تو اس کے چہرے کی کھال بالوں سمیت اس میں گر جائے گی۔

☆ جہنمی لوگوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ کی ایک بالٹی اگر دنیا میں گرا دی جائے تو وہ پوری دنیا کو بدبودار بنا ڈالے۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ (آل عمران: 102)** اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم نہ مرنا مگر اسلام کی حالت میں۔ اس کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں گرا دیا جائے تو دنیا والوں کی معاش تباہ ہو جائے گی۔ اس آدمی کا کیا حال ہوگا جسے خوراک کے لیے دیا جائے گا۔

فائدہ نافعہ: زندگی کے ہر شعبہ اور ہر معاملہ میں احکام دین پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ نافرمانیوں کی پاداش میں جہنم میں جانا پڑے گا، جہنم کی سزا بھگتنے کے علاوہ جہنمی لوگوں کی خوراک بھی کھانا پڑے گی اور ان کے خطرناک مشروبات بھی نوش کرنے پڑیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ طَعَامِ أَهْلِ النَّارِ

باب 5: اہل جہنم کی خوراک کا بیان

2511 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا قُطَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يُلْقَى عَلَى أَهْلِ النَّارِ الْجُوعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَعِيثُونَ فَيَغَاثُونَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيحٍ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ فَيَسْتَعِيثُونَ بِالطَّعَامِ فَيَغَاثُونَ بِطَعَامٍ ذِي غُصَّةٍ فَيَذْكُرُونَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُجِيزُونَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَعِيثُونَ بِالشَّرَابِ فَيَرْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيمُ بِكَلَابِيبِ الْحَدِيدِ فَإِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوهِهِمْ شَوْتٌ وَجُوهُهُمْ فَإِذَا دَخَلَتْ بُطُونُهُمْ قَطَعَتْ مَا فِي بُطُونِهِمْ فَيَقُولُونَ ادْعُوا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ قَالَ فَيَقُولُونَ ادْعُوا مَالِكًا فَيَقُولُونَ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ فَيَجِيبُهُمْ (أَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ) قَالَ الْأَعْمَشُ نُبْتُ أَنْ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَبَيْنَ إِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْفَ عَامٍ قَالَ فَيَقُولُونَ ادْعُوا رَبَّكُمْ فَلَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَيَقُولُونَ (رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ) قَالَ فَيَجِيبُهُمْ (اخْسَأُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُوا) قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَسْأَلُونَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذَلِكَ يَأْخُذُونَ فِي الزَّفِيرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ

قول امام دارمی: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُونَ هَذَا الْحَدِيثَ

اختلاف سند: قَالَ أَبُو عِيْسَى: إِنَّمَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ شَهْرِ ابْنِ

حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَوْلَهُ وَلَيْسَ بِمَرْفُوعٍ

توضیح راوی: وَقُطَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

﴿﴾ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: اہل جہنم کو بھوک

میں مبتلا کیا جائے گا تو یہ ان کے لیے اتنی ہی تکلیف دہ ہوگی جتنا عذاب تکلیف دہ ہوگا تو وہ کھانے کے لیے مانگیں گے تو انہیں

ضریح (یعنی خاردار زہریلی جھاڑی) کھانے کے لیے دی جائے گی اور بھوکے رہنے کی وجہ سے وہ موٹے نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان

2511- تفرده الترمذی: ينظر (تحفة الاشراف) (١٠٩٨٤) ذكره المنذرى في (الترغيب) (٢٨٠/٤) حديث (٥٤٠٧) و عزاه للترمذی و

البیهقی و صاحب (کنز العمال) (٥٢٧/١٤) برقم (٢٩٥٢٧) و عزاه لابن ابی تیبہ و الترمذی-

کی بھوک ختم ہوگی۔ وہ پھر کھانے کے لیے مانگیں گے، تو انہیں ذی غصہ خوراک دی جائے گی۔ (یعنی جو اٹکنے والی ہوگی) تو وہ اس بات کا تذکرہ کریں گے، وہ لوگ دنیا میں نوالہ اٹک جانے پر پانی پیا کرتے تھے پھر وہ پانی مانگیں گے، تو لوہے کے برتنوں میں ان کی طرف پانی پھینکا جائے گا۔ جب وہ ان کے چہرے کے قریب ہوگا، تو ان کے چہرے کو بھون دے گا، جب وہ ان کے پیٹ میں داخل ہوگا، تو ان کے پیٹ میں موجود ہر چیز کو کاٹ دے گا، تو وہ لوگ یہ کہیں گے: جہنم کے دربانوں کو بلاؤ! تو وہ دربان یہ کہیں گے: کیا رسول تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ جواب دیں گے: جی ہاں تو وہ دربان کہیں گے اب تم پکارو! کفار کی پکار صرف گمراہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر وہ لوگ یہ کہیں گے: اے مالک! (یعنی جہنم کے داروغہ) ہمارا پروردگار ہمارا فیصلہ کر دے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: تو وہ داروغہ انہیں جواب دے گا: تمہارا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اعمش نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے: ان کے پکارنے اور مالک (یعنی جہنم کے داروغہ) کے انہیں جواب دینے کے درمیان ایک ہزار سال کا فاصلہ ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر وہ لوگ کہیں گے: تم اپنے پروردگار سے دعا مانگو کیونکہ تمہارے پروردگار سے زیادہ بھلائی عطا کرنے والا اور کوئی نہیں ہے، تو وہ لوگ یہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں یہاں سے نکال دے۔ اگر ہم نے دوبارہ ایسا کیا، تو ہم ظالم ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر پروردگار انہیں جواب دے گا: اب ذلت کے ساتھ تم یہیں رہو اور میرے ساتھ کوئی کلام نہ کرنا۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس وقت وہ لوگ ہر طرح کی بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے، اور اس وقت وہ حسرت، افسوس اور چیخ و پکار میں مصروف ہو جائیں گے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن (امام داری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اور دیگر لوگوں نے بھی یہ بات بیان کی ہے: یہ حدیث ”مرفوع“ نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اعمش کے حوالے سے، شمر بن عطیہ کے حوالے سے، شہر بن حوشب کے حوالے سے، سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر نقل کی گئی ہے۔ یہ حدیث ”مرفوع“ نہیں ہے۔ اس روایت کے راوی قطبہ بن عبدالعزیز محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

2512 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: (وَهُمْ فِيهَا كَالْحُونَ) قَالَ تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقْلُصُ شَفْتَهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرِخِي شَفْتَهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الْهَيْثَمِ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَبْدِ الْعُتَوَارِيِّ وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ

2512۔ اضرجه احمد (۸۸/۲) من طریق سعید بن یزید ابی شجاع، عن ابی السمع، مذکورہ۔

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”اور وہ لوگ اس میں بد شکل ہوں گے“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: آگ ان کے چہروں کو جلا دے گی اور ان کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ سر کے درمیانی حصے تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی ناف تک پہنچ جائے گا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

ابوالہیثم راوی کا نام سلیمان بن عمرو بن عبد عتواری ہے یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش یتیم لڑکے تھے۔

2513 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي السَّمْحِ عَنْ عَيْسَى بْنِ

هَلَالِ الصَّدْفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَوْ أَنَّ رِصَاصَةً مِثْلَ هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَيَّ مِثْلَ الْجُمُجُمَةِ أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ هِيَ مَسِيرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَبَلَّغَتْ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَهْلَهَا أَوْ قَعَهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَسَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ مِصْرِيُّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر اتنا سیسہ (نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) آسمان سے زمین کی طرف ڈال دیا جائے جس کا فاصلہ پانچ سو برس ہے تو وہ رات ہونے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا اور اگر اسے زنجیر کے سرے سے لٹکا کر (جہنم میں ڈالا جائے) تو وہ چالیس سال میں اس کی تہ تک پہنچے گا۔ اس عرصے میں دن اور رات سب شامل ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند ”حسن صحیح“ ہے۔

سعید بن یزید مصری ہیں۔ لیث بن سعد اور دیگر ائمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

جہنمی لوگوں کی خوراک کا تذکرہ:

احادیث باب میں جہنمیوں کی خوراک کا تذکرہ کیا ہے اور اس کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ اہل جہنم پر بھوک مسلط کی جائے گی تو وہ پکاریں گے تو انہیں بطور خوراک خاردار جھاڑی دی جائے گی اس کے کھانے سے نہ تو ان کی بھوک ختم ہوگی اور نہ وہ صحت یاب ہوں گے۔ وہ دنیا میں پھنسے ہوئے لقمہ کی طرح پانی کے طالب ہوں گے، کھولتا ہوا پانی انہیں دیا جائے گا۔ جب پانی ان کے مونہوں کے پاس کیا جائے گا تو انہیں بھون دے گا۔ جب پانی پیٹ میں داخل ہوگا تو انٹریوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ پھر وہ فرشتوں کو پکاریں گے۔ مالک فرشتہ ان کے پاس جائے گا تو وہ اس سے کہیں گے: تم اپنے

2513۔ اخرجه احمد (۱۹۷/۲) من طريق ابو السمع عن عيسى بن هلال الصديقي، فذكره۔

پروردگار سے کہو کہ وہ ہمارا کام تمام کر دے؟ مالک کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا: تمہارے خدا کی خواہش ہے کہ تم اسی حال میں رہو۔ اہل جہنم کو پھر پکاریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بہتر کرے گا۔ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں اس حال سے نکال دے، ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا ہے اور محض ہم قصور وار ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا کہ تم اسی حالت میں رہو۔ پھر وہ مکمل طور پر مایوس ہو جائیں گے وہ پکاریں گے، کم بختی کا اظہار کریں گے اور وقت گزر جانے پر پچھتاوا کریں گے لیکن کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جہنمیوں کی کیفیت قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی ہے: وَهُمْ فِيهَا كَالْحُوتِ (المؤمنون: 104) جہنمی لوگوں کے جہنم میں منہ بگڑے ہوئے ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا: جہنم کی آگ جہنمی لوگوں کو بھون دے گی، اس کی حرارت کی وجہ سے ان کے ہونٹ اوپر کی طرف اٹھ کر سر کے برابر ہو جائیں گے اور نیچے والے ہونٹ نیچے کی طرف جھک جائیں گے حتیٰ کہ وہ ناف کے برابر ہو جائیں گے۔

☆ زمین و آسمان کی مسافت پانچ سو سال ہے اور اگر سر کے برابر صبح کے وقت آسمان سے زمین کی طرف پتھر چھوڑا جائے تو رات آنے سے قبل وہ زمین پر پہنچ جائے گا۔ اگر جہنم کی زنجیر کے ساتھ چٹان اس کے منہ سے چھوڑ دی جائے تو وہ چالیس سال میں اس کی گہرائی تک پہنچ جائے گی۔ اس سے جہنم کی گہرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سوال: گزشتہ سے پیوستہ باب میں گزر چکا ہے کہ جہنم کے کنارے پر روزنی پتھر یا چٹان پھینکی جائے تو وہ ستر سال کے عرصہ تک اس کی گہرائی میں پہنچے گی۔ حدیث باب میں چالیس سال کا ذکر ہے، اسی طرح تو دونوں روایات میں تعارض ہوا؟
جواب: 1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے چالیس سال والی روایت بیان فرمادی پھر بذریعہ وحی ستر سال کی اطلاع ملنے پر ستر سال کی روایت بیان کر دی۔

2- یہاں تحدید نہیں بلکہ مدت طویل مراد ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ نَارَكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْأًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ

باب 6: تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 70واں حصہ ہے

2514 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: نَارُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تُوقَدُونَ جُزْءٌ وَاحِدٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْأًا مِّنْ حَرِّ جَهَنَّمَ قَالُوا وَاللَّهِ إِنْ كَانَتْ لِكَافِيَّةٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهَا فَضِلَتْ بِتِسْعَةِ وَسِتِّينَ جُزْأًا كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَهَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ هُوَ أَخُو وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ وَهْبٌ

2514. اضرجه مسلم (4/2184): كتاب الجنة و صفة نعيمها و الهلها: باب: في شدة حر نار جهنم و بعد فمرها: حدیث (20/2843) و احمد (2/312) من طريق معمر عن همام بن منبه فذكره۔

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم لوگوں کی یہ آگ جسے انسان جلاتے ہیں یہ جہنم کی آگ کا 70 واں جز ہے۔ لوگوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! یہی کافی ہے یا رسول اللہ! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے 69 گنا فضیلت دی گئی ہے اور اس میں سے ہر ایک گنا کی گرمی اس کے برابر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہمام بن منبہ نامی راوی وہب بن منبہ کے بھائی ہیں۔ اور وہب نے ان کے حوالے سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔

2515 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: نَارُكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ لِكُلِّ جُزْءٍ مِنْهَا حَرُّهَا

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ

﴿﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 70 واں جز

ہے۔ ان میں سے ہر ایک جز کی گرمی اس کی گرمی کی مانند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے اعتبار سے ”غریب“ ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 7: بلا عنوان

2516 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ

هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَوْقَدَ عَلَيَّ النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أَوْقَدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أَوْقَدَ

عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءٌ مُظْلِمَةٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَاصِمِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَوْ رَجُلٍ آخَرَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعَهُ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا مَوْقُوفٌ أَصَحُّ وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ يَحْيَى

بْنِ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شَرِيكٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا، یہاں

تک کہ وہ سرخ ہو گئی پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا۔

2515۔ تفریدہ الترمذی: بنظر (تحفة الانراف) (۴۲۲۳) تفریدہ الترمذی من روایة ابی سعید، وروی بروایات مختلفة عن ابی

هريرة، ذكرها الترمذی فی (الترغيب) (۲۵۸/۴) برقم (۵۳۶۵) وعزاهما لمالك والبغاري ومسلم وابن حبان والبيهقي۔

2516۔ اخرجہ ابن ماجہ (۱۴۴۵/۲): کتاب الزهدة: باب: صفة النار، حدیث (۴۳۲۰) من طریق ابن بسرة، عن ابی صالح، فذكره۔

یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی اور اب وہ سیاہ و تاریک ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت منقول ہے۔ تاہم یہ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کی گئی۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کا ”موقوف“ ہونا زیادہ مستند ہے۔ ہمارے علم کے مطابق یحییٰ بن ابوبکر نے شریک کے حوالے سے جو نقل کیا ہے اس کے علاوہ اور کسی نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

جہنم کی آگ کے مقابلے میں دنیا کی آگ کا ستر ہوں حصہ ہونا:

احادیث باب میں دنیوی آتش کے مقابل میں جہنم کی آگ کی برتری بیان کی گئی ہے۔ جہنم کی آگ اس وقت سیاہ تاریک ہے، یہ کیفیت کئی مراحل سے گزرنے کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ جہنم کی آگ ہزار سال جلانی گئی تو وہ سرخ ہوگئی، پھر وہ ہزار سال جلانے پر سفید ہوگئی، پھر ہزار سال جلانے پر وہ سیاہ ہوگئی، پھر ہزار سال جلانے پر وہ سیاہ تاریک ہوگئی۔ اب جہنم کی آگ سیاہ تاریک ہے۔

احادیث باب کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:

1- حرارت و جلن کے اعتبار سے دنیوی آتش کے مقابلے میں دوزخ کی آگ ستر درجہ زیادہ تیز ہے اور دنیوی آگ جہنم کی آگ سے ستر درجہ کم ہے۔

2- روایات میں عدد مراد نہ ہو بلکہ حرارت شدیدہ مراد ہو یعنی دنیوی آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ زیادہ شدید ہے۔

سوال: صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی، جہنم کی آگ دنیوی آگ کے مقابلے میں ستر گنا زیادہ سخت ہے، سن کر عرض کیا جہنم میں سزا کے لیے دنیوی آگ ہی کافی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور جواب مزید وضاحت کے بجائے پہلے مضمون کا اعادہ کیوں کر دیا تھا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا مضمون بیان کرنے کے بجائے پہلے مضمون کا اعادہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ لوگوں کو اپنے افکار و اعمال کی اصلاح کر کے آتش جہنم سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس سلسلے میں تفصیلات کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔

فائدہ نافعہ: دنیوی آتش کی حرارت بھی یکساں نہیں ہوتی، کیونکہ بعض اشیاء کی حرارت بعض اشیاء سے تیز ہوتی ہے مثلاً لکڑی کی آتش گھاس پھوس کی حرارت سے تیز ہے، پتھر کے کونکہ کی حرارت اس سے شدید تر ہے اور بم پھٹنے کی صورت میں اس کی حرارت شدید ترین ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِلنَّارِ نَفْسَيْنِ وَمَا ذَكَرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ

باب 8: جہنم دو مرتبہ سانس لیتی ہے نیز جہنم میں سے اہل توحید کا نکالا جانا

2517 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ

الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثْنٌ حَدِيثٌ: اشْتَكَيْتِ النَّارَ إِلَى رَبِّهَا وَقَالَتْ أَكَلْتُ بَعْضِي بَعْضًا فَجَعَلَ لَهَا نَفْسَيْنِ نَفْسًا فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسًا فِي الصَّيْفِ فَأَمَّا نَفْسُهَا فِي الشِّتَاءِ فَرَمَّهْرِيرٌ وَأَمَّا نَفْسُهَا فِي الصَّيْفِ فَسُمُومٌ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

تَوْصِيحِ رَاوِي: وَالْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِذَلِكَ الْحَافِظِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اس نے عرض کی: میرا ایک حصہ دوسرے کو کھا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں اور ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں جہاں تک سردی کے موسم میں اس کے سانس لینے کا تعلق ہے تو انتہائی شدید سردی اسی وجہ سے ہوتی ہے۔ جہاں تک گرمی کے موسم میں اس کے سانس لینے کا تعلق ہے تو شدید گرمی اس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے بھی نقل کی گئی ہے۔ مفضل بن صالح نامی راوی محدثین کے نزدیک پایہ کا حافظ نہیں ہے۔

شرح

جہنم کا دو سانس لینا:

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم نے اللہ تعالیٰ کے حضور بطور شکایت عرض کیا: اے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض کو کھائے جا رہا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے سال میں دو سانس لینے کی اجازت دے دی گئی۔ ایک سانس لیتی ہے تو دنیا میں سردی کا موسم پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرا سانس لیتی ہے تو دنیا میں گرمی کا موسم آ جاتا ہے۔
سانس لینے کے دو طریقے ہیں:

- 1- باہر سے ہواندر کی طرف کھینچی جائے پھر اسے باہر پھینک دیا جائے۔ یہ طریقہ حیوانات کے سانس لینے کا ہے۔
 - 2- اندر سے گیس کو باہر پھینکا جائے، یہ جمادات کے سانس لینے کا طریقہ ہے۔ مختلف گاڑیوں اور مشینوں کے انجنوں کے سانس لینے کا بھی یہی انداز ہے۔ جہنم کے سانس لینے کا بھی یہی طریقہ ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سال میں دو سانس لیتی ہے، ایک سانس لیتے وقت موسم گرما شروع ہو جاتا ہے اور دوسرا سانس لیتے وقت موسم سرما شروع ہو جاتا ہے۔
- سوال: بظاہر سردی یا گرمی کا تعلق آفتاب کے ساتھ ہے جب آفتاب قریب آتا ہے تو گرمی ہوتی ہے اور جب دور چلا جاتا ہے تو سردی شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح جہنم کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ جنت میں نہ سردی ہے اور نہ گرمی، کیونکہ وہاں دو سانس لینے کا نظام نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا (الدھر: 13) لوگ جنت میں نہ تپش دیکھیں گے اور نہ جاڑا۔

جہنم کے دو طبقے ہیں جن میں سے ایک سرد اور دوسرا گرم ہے۔ جب جہنم سانس لیتے وقت سرد گیس باہر پھینکتی ہے تو موسم سرما آجاتا ہے اور جب گرم گیس پھینکتی ہے تو موسم گرما کا آغاز ہو جاتا ہے۔

2518 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةَ وَهَشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ
متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَقَالَ شُعْبَةَ أَخْرَجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ
قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً أَخْرَجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي
قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً أَخْرَجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً وَقَالَ
شُعْبَةُ مَا يَزِنُ ذَرَّةً مُخَفَّفَةً

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

یہاں ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جہنم میں سے نکلیں گے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم جہنم میں سے نکال دو! ہر اس شخص کو جو یہ اعتراف کر چکا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے دل میں اتنی بھلائی ہو جو ایک جو کے وزن جتنی ہو اور تم لوگ جہنم میں سے نکال دو! ہر اس شخص کو جو کلمہ پڑھ چکا ہو اور اس کے دل میں اتنی بھلائی ہو جو گندم کے دانے کے برابر ہو اور تم جہنم میں سے نکال دو! ہر اس شخص کو جو کلمہ پڑھ چکا ہو اور اس کے دل میں (اتنی بھلائی ہو) جو ایک چھوٹی چیونٹی کے وزن جتنی ہو۔

شعبہ کی نقل کردہ روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہلکی چیونٹی کے وزن جتنی ہو۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2519 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ مُبَارِكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ

متن حدیث: أَخْرَجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جہنم میں سے ہر اس شخص کو نکال دو!

جس نے کسی بھی دن میرا ذکر کیا ہو یا کسی بھی موقع پر مجھ سے ڈر گیا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

2518- اخرجہ البخاری (۱/۱۲۷)؛ کتاب اللیسان؛ باب: زیادة اللیسان و نقصائه، حدیث (۴۴) و اطرافہ فی: (۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۵۹۹/۱ - اللابی)؛ کتاب اللیسان؛ باب: انبی العلی الجنة منزلة فیہا حدیث (۳۲۵/۱۹۲) و ابن ماکہ (۲/۱۴۴۲)؛ کتاب الزهد؛ باب: ذکر الشفاعة، حدیث (۴۲۴) و احمد (۲/۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱

بَابُ مِنْهُ

باب 9: بلا عنوان

2520 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنِ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنِّي لَا عَرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيَقُولُ يَا رَبِّ قَدْ اَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ قَالَ فَيَقَالُ لَهُ اَنْطَلِقْ فَاَدْخِلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ لِيَدْخُلَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ قَدْ اَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ قَالَ فَيَقَالُ لَهُ اَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقَالُ لَهُ تَمَنَّ قَالَ فَيَتَمَنَّى فَيَقَالُ لَهُ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَعَشْرَةَ اَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ اَتَسْخَرُبِي وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں جہنم سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں یہ سرین کے بل گھیٹے ہوئے جہنم سے نکلے گا اور عرض کرے گا: اے پروردگار! لوگ تو اپنی جگہ پر پہنچ چکے ہیں تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس سے کہا جائے گا: تم جنت کی طرف چلے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہ جائے گا تو وہ دیکھے گا کہ لوگ اپنی جگہ پر پہنچ چکے ہیں۔ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! لوگوں نے تو اپنی جگہ حاصل کر لی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو اس سے کہا جائے گا: کیا تم اس وقت کو یاد کرو گے؟ جس صورتحال میں تم پہلے تھے تو وہ جواب دے گا: جی ہاں! تو اس سے کہا جائے گا: تم آرزو کرو۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں وہ آرزو کرے گا تو اس سے کہا جائے گا: تم نے جو آرزو کی ہے وہ اب تمہارا ہوا اور اس کا دس گنا مزید تمہارا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: وہ عرض کرے گا: یہ کیا تو میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے جبکہ تو بادشاہ ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2521 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنِّي لَا عَرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ يُوتَى بِرَجُلٍ

2520- اخرجہ البخاری (۱۱/۴۲۶): کتاب الرقاق: باب: صفة الجنة و النار: حدیث (۶۵۷۱) و طرفہ فی: (۷۵۱۱) و مسلم (۱/۵۷۷/۵۷۸ -

اللابی): کتاب الایمان: باب: آخر اهل النار خروجا: حدیث (۲۰۸/۲۰۹/۱۸۶) و ابن ماجہ (۲/۱۴۵۲): کتاب الزهد: باب: صفة الجنة:

حدیث (۴۳۲۹) و احمد (۱/۳۷۸/۴۶۰) من طریق منصور عن عبیدة السلمانی، فنکرہ۔

2521- اخرجہ مسلم (۱/۵۸۲ - اللابی): کتاب الایمان: باب: انی اهل الجنة منزله فیہا - حدیث (۳۱۴/۱۹۰) و احمد (۵/۱۷۵/۱۷۰) من

طریق الاعمش عن المعرور بن سويد، فنکرہ۔

فَيَقُولُ سَلُّوا عَنِّ صِغَارِ ذُنُوبِي وَاجْبُوا كِبَارَهَا فَيَقَالُ لَهُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَكَذَا فِي يَوْمٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَيَقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً قَالَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَقَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ مَا أَرَاهَا هَاهُنَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جہنم سے نکلنے والے سب سے آخری اور جنت میں داخل ہونے والے سب سے آخری شخص کو جانتا ہوں۔ ایک شخص کو لایا جائے گا تو پروردگار فرمائے گا: اس سے اس کے چھوٹے گناہوں کے بارے میں سوال کرو اور اس کے بڑے گناہوں کو چھپا کر رکھو۔ پھر اسے کہا جائے گا: کیا تمہیں یاد ہے: فلاں فلاں دن تم نے یہ عمل کیا تھا۔ فلاں فلاں دن یہ عمل کیا تھا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو اس سے کہا جائے گا: تمہاری ہر ایک برائی کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تو وہ شخص عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میرے کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آرہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مسکرا دیے۔ یہاں تک کہ آپ کے کنارے کے دانت نظر آنے لگے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2522 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يُعَذَّبُ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ فِي النَّارِ حَتَّى يَكُونُوا فِيهَا حُمَمًا ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ فَيَخْرَجُونَ وَيُطْرَحُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ قَالَ فِيرْشُ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي حِمَالَةِ السَّيْلِ ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ جَابِرٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اہل توحید میں سے کچھ لوگوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر رحمت انہیں آ لے گی اور وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ انہیں جنت کے دروازوں پر ڈال دیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: پھر اہل جنت ان پر پانی بہائیں گے۔ تو وہ یوں پھوٹ پڑیں گے جیسے سیلابی پانی کی گزرگاہ میں کوئی دانہ اگتا ہے۔ پھر وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ دیگر اسناد کے حوالے سے بھی یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

2523 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ عَطَاءِ

2522- أخرجه احمد (۲/۲۹۱) من طريق الأعمش عن أبي سفيان فذكره-

2523- تفسر به الترمذی، ينظر (تحفة الأشراف) (۱۸۱/۴) ذكره السيوطی فی (السد المنثور) (۲/۱۶۳) وعزاه لابن أبي حاتم وعبد

بن حميد، وابن ماجه، وابن جرير-

بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَثْنٌ حَدِيثٌ: يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْإِيمَانِ
 قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَمَنْ شَكَ فَلْيَقْرَأْ (إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ)
 يَقَالُ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم میں سے ہر ایسا شخص نکل جائے گا جس کے دل میں چھوٹی چیونٹی کے برابر ایمان ہوگا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص کو شک ہو وہ یہ آیت پڑھ لے۔
 ”بے شک اللہ تعالیٰ چھوٹی چیونٹی کے وزن کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا“
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2524 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا رِشْدَيْنُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَنْعَمٍ عَنْ أَبِي
 عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَثْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ أَخْرِجُوهُمَا فَلَمَّا أُخْرِجَا
 قَالَ لَهُمَا لَا تَيَّ شَيْءٍ اشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا قَالَا فَعَلْنَا ذَلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ إِنَّ رَحْمَتِي لَكُمْ أَنْ تَنْطَلِقَا فَتَلْقِيَا أَنْفُسَكُمَا
 حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَيَنْطَلِقَانِ فَيَلْقِي أَحَدُهُمَا نَفْسَهُ فَيَجْعَلُهَا عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا وَيَقُومُ الْآخِرُ فَلَا يَلْقَى
 نَفْسَهُ فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَلْقَى نَفْسَكَ كَمَا أَلْقَى صَاحِبِكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ
 لَا تُعِيدَنِي فِيهَا بَعْدَ مَا أَخْرَجْتَنِي فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ لَكَ رَجَاؤُكَ فَيَدْخُلَانِ جَمِيعًا الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ
 حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: إِسْنَادُ هَذَا الْحَدِيثِ ضَعِيفٌ لِأَنَّهُ عَنْ رِشْدَيْنِ بْنِ سَعْدٍ
 تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَرِشْدَيْنُ بْنُ سَعْدٍ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ أَنْعَمٍ وَهُوَ الْآفَرِيقِيُّ وَالْآفَرِيقِيُّ
 ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جہنم میں داخل ہونے والے دو آدمی زور سے چلا میں گئے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ان دونوں کو نکالو! جب ان دونوں کو نکال دیا جائے گا تو ان سے دریافت کیا جائے گا: تم کس وجہ سے چیخ و پکار کر رہے تھے؟ وہ عرض کریں گے: ہم ایسا اس لیے کر رہے تھے تاکہ تو ہم پر رحم کرے۔ پروردگار فرمائے گا: میری تمہارے لیے رحمت یہی ہے: تم دونوں واپس جاؤ اور اپنے آپ کو وہیں ڈال دو پہلے جس جگہ تم جہنم میں تھے تو وہ دونوں چل پڑیں گے۔ ان میں سے ایک شخص خود کو اس میں ڈال دے گا تو اللہ تعالیٰ اس آگ کو اس کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی کر دے گا۔ دوسرا شخص کھڑا رہے گا وہ خود کو جہنم میں نہیں ڈالے گا تو پروردگار اس سے فرمائے گا: تم نے اپنے آپ کو اس طرح جہنم میں کیوں نہیں ڈالا؟ جیسے تمہارے ساتھی نے ڈال دیا ہے تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھے یہ امید ہے کہ جب تو نے مجھے یہاں سے

2524- تفریدہ الترمذی بنظر (تحفة الاشراف) (۱۵۴۸) ذکرہ صاحب (المسک) (۵۶۹/۹ - مرقاة) برقم (۵۶۰۵) و عزاء للترمذی و

ابن الجوزی فی (العلل المتناہیة) (۹۳۹/۲) برقم (۱۵۶۶) -

نکال دیا، تو اب تو دوبارہ مجھے اس میں نہیں ڈالے گا، تو پروردگار اس سے فرمائے گا: تمہیں تمہاری امید کے مطابق ملتا ہے، پھر وہ دونوں ایک ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔

اس حدیث کی سند ضعیف ہے، کیونکہ یہ رشدین بن سعد کے حوالے سے منقول ہے۔

رشدین بن سعد نامی راوی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہیں۔

یہ روایت ابن النعم سے منقول ہے۔ یہ صاحب افریقی ہیں اور یہ افریقی صاحب بھی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

2525 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي

رَجَاءِ الْعَطَّارِ دِيٍّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَيُخْرَجَنَّ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمُّونَ الْجَهَنَّمِيُونَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَأَبُو رَجَاءِ الْعَطَّارِ دِيٌّ اسْمُهُ عِمْرَانُ بْنُ تَيْمٍ وَيُقَالُ ابْنُ مِلْحَانَ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ میری شفاعت کی وجہ سے میری امت کے کچھ لوگ جہنم سے نکلیں گے اور (جنت میں) ان کا نام ”جہنمی“ (یعنی جہنم سے نکل کر آئے ہوئے) رکھا جائے گا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو رجاء عطاردی کا نام عمران بن تیم ہے اور ایک قول کے مطابق بن ملحان ہے۔

2526 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ

تَوْصِيحُ رَاوِي: وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ وَيَحْيَى ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ

هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ وَهُوَ مَدَنِيٌّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جہنم کی مانند ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا شخص سو جائے اور میں نے جنت کی مانند ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا طلب گار سو جائے۔

یہ حدیث ہم اسے صرف یحییٰ بن عبید اللہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

2525۔ اضرحة البخاری (۱۱/۴۲۵): کتاب الرقاق: باب: صفة الجنة والنار: حدیث (۶۵۶۶) و ابوداؤد (۴/۲۳۶): کتاب السنة: باب: فی

الشفاعة: حدیث (۴۷۴۰) و ابن ماجہ (۲/۱۴۴۲) کتاب الزهد: باب: ذکر الشفاعة: حدیث (۲۳۱۵) و احمد (۴/۴۳۴): من طریق الحسن بن ذکوان: قال: حدیثنا ابو رجاء: فذکرہ۔

2526۔ تفسرہ الترمذی: ينظر (تعفة الاشراف) (۱۴۱۲۴) ذکرہ صاحب (کنز العمال) (۱۵/۷۷۲) برقم (۴۲۰۳۹) و عزاه للترمذی و البغوی فی (شرح السنة) (۷/۲۷۵)۔

یحییٰ بن عبید اللہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں ان کے بارے میں شعبہ نے کلام کیا ہے۔
یہ یحییٰ بن عبید اللہ بن موہب ہیں اور یہ مدنی ہیں۔

شرح

جہنم سے مسلمان کا نکلنا:

پہلی حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جس مسلمان کے دل میں ایک جو یا گندم کے ایک ایک دانے یا ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم سے نکال لیا جائے۔ یعنی صاحب ایمان اگر اپنے گناہوں کی پاداش کے نتیجے میں جہنم میں داخل بھی ہو گیا تو وہ دائمی طور پر اس میں نہیں رہے گا بلکہ اسے نکال لیا جائے گا اور اس کا دائمی مکان جنت ہوگا۔

سوال: کہیں جو کے دانے کا ذکر ہے، کہیں گندم کے دانے کا بیان ہے اور کہیں ذرہ بھر ایمان کا تذکرہ ہے یہ تو تعارض ہوا؟
ان سے مراد تعداد یا وزن ہر گز نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے دل میں م سے کم درجہ کا بھی ایمان ہوگا اسے جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

☆ دوسری حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے گا کہ جس کلمہ گو نے مجھے کبھی بھی اپنے دل میں یاد کیا ہو یا وہ مجھ سے خوفزدہ ہوا ہو، اسے جہنم سے نکال لیا جائے۔ چنانچہ فرشتے حکم الہی کی تعمیل کریں گے۔

☆ تیسری حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے کہ جہنم سے آخری مسلمان کو نجات ملے گی تو اسے جنت میں داخل ہونے کا حکم ہوگا وہ عرض کرے گا جنت تو بھر چکی ہے اور میرے لیے اس میں جگہ باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جنت کی طلب کا حکم ہوگا وہ جنت کا طالب ہوگا اور اسے دنیا کے دس گنا کے برابر جنت دی جائے گی۔

☆ چوتھی روایت میں ایک ایسے کلمہ گو کی جہنم سے نجات کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ وہ بہت گناہگار ہوگا اللہ کی طرف سے اس پر یہ کرم ہوگا کہ اس کے تمام گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیے جائیں گے، حتیٰ کہ اس کے ناقابل برداشت اور کبیرہ گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیے جائیں گے۔ پھر اسے جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

☆ پانچویں تا آٹھویں احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں صرف کفار اور مشرکین نہیں جائیں گے بلکہ بعض مسلمان بھی جائیں گے جو اپنے گناہوں کے سبب بطور سزا جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ کفار و مشرکین تو دائمی طور پر جہنمی کا ایندھن بنیں گے لیکن مسلمانوں کو نکال لیا جائے گا اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم سے آزادی دی جائے گی، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہولاء عتقاء اللہ، یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزاد شدہ ہیں۔ اہل جنت بھی اس جماعت کو اسی نام سے پکاریں گے جب کہ وہ لوگ اس نام کو برا محسوس کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سے یہ نام ہٹا دیا جائے گا اور انہیں جنتی کہہ کر پکارا جائے گا۔ بعد ازاں اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ جنت میں اور جہنمی لوگ دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے۔

☆ آخری حدیث باب میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ درس دیا گیا ہے کہ جہنم سے بچنے یعنی اصلاح عقائد و اعمال کی طرف خصوصی سے توجہ دینا چاہیے، تاکہ اعمال سیدہ کے نتیجے میں عذاب سے بچا جاسکے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس سلسلہ میں

ہم عدم توجہ کا شکار ہیں۔ اسی طرح دخول جنت کا بھی ہمیں سامان کرنا چاہیے لیکن اس بارے میں بھی سستی کا شکار ہیں۔
الغرض! دخول جنت اور اجتناب عذاب جہنم کا تصور ہمہ وقت ہمارے پیش نظر رہنا چاہیے تاکہ اپنی منزل کی راہ اختیار کرنے
میں ہم سب سے بے احتیاطی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ

باب 10: جہنم میں اکثریت خواتین کی ہوگی

2521 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ
الْعَطَارِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جنت میں جھانکا تو مجھے اس
میں اکثریت غریب لوگوں کی نظر آئی اور میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے اس میں اکثریت خواتین کی نظر آئی۔

2528 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ
قَالُوا حَدَّثَنَا عَوْفٌ هُوَ ابْنُ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعَطَارِدِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: وَهَكَذَا يَقُولُ عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ وَيَقُولُ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكِلَا الْإِسْنَادَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا مَقَالٌ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أَبُو رَجَاءٍ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيعًا وَقَدْ رَوَى
غَيْرُ عَوْفٍ أَيْضًا هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے
اس میں اکثریت خواتین کی نظر آئی اور میں نے جنت میں جھانکا تو مجھے اکثریت غریب لوگوں کی نظر آئی۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عوف نامی راوی نے ابو رجاء کے حوالے سے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے، اسے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ایوب یہ کہتے ہیں: یہ ابو رجاء کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی گئی ہے۔

2527- أخرجه البخاري تعليقا (٢٧٨/١١)؛ كتاب الرقاق؛ باب: فضل الفقراء؛ حديث (٦٤٤٩) من طريق صفرو وعباد بن نجيم؛ عن ابى رجاء عن ابن عباس و مسلم (٢٠٩٦/٤)؛ كتاب الرقاق؛ باب: أكثر أهل الجنة الفقراء و أكثر أهل النار النساء؛ حديث (٢٧٣٧/٩٤) و احمد (٤٤٣/٤) من طريق ابونعيم به-

2528- أخرجه البخاري (٢٦٦/٦)؛ كتاب بدء الخلق؛ باب: ما جاء في صفة الجنة و أسرها مخلوقة؛ حديث (٢٢٤١) و اطرافه في: (٥١٩٨) و احمد (٦٥٤٦-٦٥٤٩) و ابن ماجه (٤٢٩/٤) من طريق ابورجاء؛ فذكره-

ان دونوں سندوں کے اندر کوئی کلام نہیں کیا گیا اور اس بات کا احتمال موجود ہے: ابو جہا نے یہ حدیث ان دونوں حضرات سے سنی ہو۔

یہ روایت عوف نامی راوی کے علاوہ بھی نقل کی گئی ہے جو ابو جہا کے حوالے سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

اہل جہنم میں عورتوں کی اکثریت شرح ہونا:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جنت کا معائنہ کیا تو اہل جنت میں سے اکثریت فقراء کی تھی۔ فقراء کی اکثریت کی دو جوہات ہو سکتی ہیں:

1- دنیا میں اغنیاء کے مقابلے میں فقراء کی اکثریت ہے اور یہی اکثریت آخرت میں برقرار رہے گی۔

2- دنیا میں فقراء حرام اور ناجائز ذرائع کے استعمال سے دور رہتے ہیں۔

آخرت میں مختصر سا حساب و کتاب چکانے کے بعد جنت میں جلدی اور آسانی سے داخل ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے ان کی تعداد بھی زیادہ ہوگی اس کے برعکس اغنیاء دنیا میں حرام سے بچنے اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے میں بے احتیاطی سے کام لیتے رہے۔ اس کی پاداش میں انہیں آخرت میں اپنے کیے کا بدلہ دینا پڑے گا اور وہ مواخذہ کا شکار ہو جائیں گے۔ اس طرح جنت میں ان کی تعداد قلیل ہوگی۔

سفر معراج کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کا بھی معائنہ کیا تو اس میں اکثریت عورتوں کی ملاحظہ فرمائی۔ جہنم میں خواتین کی اکثریت کی متعدد جوہات ہو سکتی ہیں:

1- عورتیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و معصیات کا ارتکاب زیادہ کرتی ہیں۔

2- عورتیں اپنے شوہروں کی نافرمانی کرنے کی عادی ہوتی ہیں۔

3- عورتیں کم عقل ہوتی ہیں، کیونکہ ایک مرد کے مقابل دو عورتوں کی گواہی برابر ہوتی ہے۔

4- عورتیں کم دین بھی ہوتی ہیں، کیونکہ بلوغت کے بعد تقریباً تاحیات ہر مہینہ میں ان کی کئی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

2529 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ

النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ أَهْلَ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ فِي أَحْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنِ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَابْنِ هُرَيْرَةَ

2529- اضربه البخاری (۱۱/۴۲۴: ۴۲۵): کتاب الرقاق: باب: صفة الجنة والنار: حدیث (۶۵۶۱-۶۵۶۲) و مسلم (۱/۶۲۸- الابی): کتاب اللسان: باب: القون اهل النار عنابا: حدیث (۳۶۲-۳۶۴/۲۱۲) و احمد (۴/۲۷۱) - من طریق ابوالحماد: مذکرہ-

﴿﴾ حضرت نعمان بن بشر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم میں سب سے کتر عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے تلوؤں کے نیچے آگ کے دوا نگارے رکھے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھولے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

سب سے ہلکے عذاب والا جہنمی آدمی

حدیث باب اور صحیحین کی روایات میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جہنمی لوگوں میں سے جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا وہ ہے جسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے اور آگ کی وجہ سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولہے پر رکھی ہوئی دیگچی کھلتی ہے۔ وہ شخص خیال کرے گا کہ جہنم کا زیادہ عذاب اسے دیا جا رہا ہے حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب دیا جا رہا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ ہیں ہیں: **أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ**۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۱ ص ۴۳۸) یعنی اہل جہنم میں سے جسے سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا وہ ابو طالب ہیں۔ انہیں بطور عذاب آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جو عذاب جہنم کی ہلکی صورت ہوگی۔

2530 سند حدیث: **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهَبِ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **مَتْنٌ** حدیث: **أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَّضِعٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهَ إِلَّا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلِّ عَتَلٍ جَوَاطِ مُتَكَبِّرٍ****

حکم حدیث: **قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ**

﴿﴾ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے میں بتاؤں؟ ہر وہ شخص جو بظاہر بے حیثیت لگتا ہو اور کمزور (نظر آتا) ہو لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دے (وہ جنتی ہوگا) اور کیا میں تم اہل جہنم کے بارے میں بتاؤں؟ ہر سرکش، بددماغ، متکبر شخص (جہنمی ہوگا)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2530۔ اضرجه البخاری (۵۲۰/۸): کتاب التفسیر: باب: (عتل بعد ذلك زعيم) حدیث (۴۹۱۸) و طرفه فی: (۶۶۵۷/۶۰۷۱) و مسلم (۲۱۹۰/۴): کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمہا و الفسوا: باب: النار یدخلہا الجبارون و الجنۃ یدخلہا الضعفاء حدیث (۲۸۴۶/۳۵۰۳۴) و ابن ماجہ (۱۳۷۸/۲): کتاب الزکوٰۃ: باب: من لا یوبہ له حدیث (۴۱۱۶) و احمد (۲۰۶/۴) و عبد بن حمید (۱۷۴) حدیث (۴۷۷) صرہ طریق معبد بن خالد: مذکرہ۔

شرح

عجز و انکسار جنتی ہونے کی اور وہ تکبر و غرور جہنمی ہونے کی علامت ہونا

حدیث باب کا مطلب سمجھنے کے لیے دو امور پیش نظر رکھنا ضروری ہیں:

1- ہر زبان میں تابع اور متبوع کا اصول جاری ہوتا ہے لیکن عربی کے علاوہ ہر زبان میں تابع مہمل و غیر مقصود ہوتا ہے جبکہ عربی زبان میں تابع بمعنی ہوتا ہے اس کے ذریعے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی مطلوب ہوتی ہے پھر تابع مع متبوع فقرے کا مفہوم واضح کرتے ہیں، مثلاً ارشاد بانی ہے: نَدْخَلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ہم انہیں گہرے سایہ میں داخل کریں گے۔ اس ارشاد میں لفظ: ظلاً متبوع اور لفظ ظلیلًا تابع ہے جو تاکید کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مقصود اولیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے کیونکہ زبان کی تنگ دامنی کے باعث اس میں کوئی ایسا جامع لفظ موجود نہیں ہوتا جو مکمل مفہوم واضح کر سکے۔ تاہم اس طرح چند الفاظ کو ملا کر مفہوم کی وضاحت کی جاتی ہے۔

2- عربی زبان کے علاوہ ہر زبان میں متبوع کا ایک تابع ہو سکتا ہے (جو مہمل بھی ہوتا ہے) مثلاً چائے وائے کھانا وانا اور بات چیت وغیرہ۔ جس طرح عربی زبان میں ایک موصوف کی متعدد صفات آ سکتی ہیں اسی طرح ایک متبوع کے متعدد تابع بھی آ سکتے ہیں جن کا محض مقصد ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرنا ہوتا ہے مثلاً جیسے: زَيْدٌ مِنَ الْعَالِمِ الْفَاضِلِ الْعَاقِلِ حَاضِرٌ۔ توابع کا مقصد متبوع کے معنی میں تاکید و زیادتی پیدا کرنا ہوتا ہے۔

مفہوم حدیث:

حدیث باب میں دو اہم مضمون بیان کئے گئے ہیں:

1- شجر و انکسار و صف محمود ہے جو انسان سے مطلوب ہے اور اگر یہ دین کے ساتھ جمع کر دیا جائے تو آدمی کو جنت نشین بنا دیتا ہے۔ ان اوصاف کے حامل شخص کی فضیلت زبان نبوت سے بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهٗ۔ اگر وہ شخص کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو پسند کرتا ہے وہی الفاظ اس کی زبان سے نکلتے ہیں جو پورے کر دیے جاتے ہیں یا جو وہ چاہتا ہے تو اس کی خواہش کے مطابق زبان سے الفاظ ادا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں پورا کر دیتا ہے۔ بہر صورت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے مقام قبولیت حاصل ہو جاتا ہے اور اہل جنت میں شمار کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لوگوں کے دلوں میں بھی اس کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔

2- تکبر و غرور مبغوض ہے انسان سے غیر مطلوب ہے اور جس آدمی میں یہ ناسور پایا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غیر مقبول بلکہ اہل جہنم میں شمار ہوتا ہے۔ ایسا شخص عذاب الہی کا حقدار ہوتا ہے۔

ایسے شخص کی زبان نبوت سے بایں الفاظ مذمت بیان کی گئی ہے۔ كُلُّ مُعْتَلٍ حَوَاطِظٍ مُتَكَبِّرٍ۔ یعنی سخت مزاج و متکبر شخص اہل جہنم میں سے ہوگا۔ یعنی تکبر و غرور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور جس شخص میں یہ مرض ہوگا وہ عذاب الہی سے بچ نہیں سکے گا بلکہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

کتابُ الْإِيمَانِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

ایمان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل سے ربط

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بحث سے فارغ ہوئے تو اب ایمان کی بحث کا آغاز کر رہے ہیں، کیونکہ قرآن کریم میں اعمال صالحہ کے ساتھ ”ایمان“ کی قید مذکور ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے: وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (النساء: ۱۲۴) ”جو آدمی بھی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مؤمن ہو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔“ قرآن کریم کے مضمون سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ اور ایمان کے مابین چولی دامن کا تعلق ہے۔ تاہم اعمال صالحہ مقدم رکھے گئے ہیں اور ایمان مؤخر ہے۔ یہاں بھی تقدیم و تاخیر کی یہی ترتیب پیش نظر رکھی گئی ہے۔

ایمان کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ: ایمان ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے: کسی کی بات کو درست تسلیم کرتے ہوئے اسے سچا قرار دینا اور اس کی تصدیق کرنا۔ اس کا اصطلاحی و شرعی مفہوم ہے: وہ حقائق و امور جو انسانی عقل و دانش سے بلند و بالا ہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو ان کا درس دیا، انہیں تسلیم کرنا۔ مثلاً ذات باری صفات باری تعالیٰ احکام خداوندی، انبیاء آسمانی کتب، ملائکہ، یوم آخرت اور جنت و دوزخ وغیرہ۔

ایمانیات کی تفصیلی بحث

وہ حقائق و امور جو ایمانیاں پر مشتمل ہیں، کثیر ہیں۔ ان میں سے چند اہم عقائد درج ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا: ذات صفات احکام اور ان امور کے تقاضوں میں اللہ تعالیٰ کو ایک تسلیم کرنا ہے۔ علاوہ ازیں اسے عیب و نقص سے پاک کائنات کا مالک و مختار اور ہر ایک کار و زری رساں ماننا ہے۔

۲- آسمانی کتب پر ایمان لانا: اللہ تعالیٰ نے جہاں لوگوں کی اصلاح و تربیت کے لیے انبیاء کرام بھیجے گا اہتمام فرمایا، وہاں بطور نصاب آسمانی کتب بھی نازل فرمائیں۔ دیگر صحائف و کتب کے علاوہ چار مشہور آسمانی کتب ہیں جو چار مشہور انبیاء علیہم السلام پر نازل کی گئی ہیں۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔ قرآن کریم کے علاوہ ہر آسمانی کتاب و صحیفہ تحریف شدہ ہے۔ قرآن کریم تحریف سے اس لیے پاک ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا تھا۔ قرآن کریم مضامین کے اعتبار سے تمام

آسمانی کتب کا جامع ہے۔ ان کتب پر ایمان ضروری ہے۔

۳- انبیاء پر ایمان لانا: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرام تلامذہ الہی ہیں اور اپنی قوم کے معلمین ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش ہے۔ رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ کسی بھی نبی کی توہین و تنقیص کفر ہے۔ کسی ایک نبی کا انکار تمام انبیاء کے انکار کے مترادف ہے اور کفر ہے۔ ان پر ایمان لانا بھی مؤمن کے لیے ضروری ہے۔

۴- ملائکہ پر ایمان لانا: دیگر امور کی طرح ملائکہ پر ایمان لانا اور ان کے وجود کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی معصوم مخلوق ہے جو عہد آیا سہوا جو حکم خداوندی کے خلاف نہیں کر سکتے اور معصیات کا ارتکاب بھی نہیں کر سکتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ان کی توہین و تنقیص بھی کفر ہے۔ یہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مختلف ڈیوٹیوں پر تعینات ہیں۔ چار مشہور فرشتوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت عزرائیل علیہ السلام (۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام

۵- قیامت کے دن پر ایمان لانا: دنیا کے آخری دن کو قیامت کہا جاتا ہے جس دن زمین و آسمان، شجر و حجر اور شمس و قمر وغیرہ کا نظام عام معمول سے تبدیل ہو جائے گا۔ یہ دن پچاس ہزار سال پر مشتمل ہوگا۔ اس دن لوگوں کے درمیان عدل و انصاف اور حساب و کتاب ہوگا۔ اس دن پر ایمان رکھنا بھی لازمی و ضروری ہے۔ اس دن کا انکار کفر ہے۔

۶- اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا: اللہ تعالیٰ نے روز اول سے کائنات کے نظام کو چلانے کا جو پروگرام تشکیل دیا تھا، اس کا نام تقدیر ہے۔ جو اعمال و عقائد انسان کے لیے مفید و نافع نہیں تھے ان کا تعین کر دیا گیا اور جو مضر و نقصان دہ تھے ان کو بھی بیان کر دیا گیا۔ ہر تقدیر کی تصدیق کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار گمراہی و قریب الکفر ہے۔ اچھی تقدیر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی اور بری تقدیر کی نسبت بندے کی طرف کی جائے گی۔

فائدہ نافع:

امورستہ کی طرح جنت و دوزخ، پل صراط، میزان عدل، حوض کوثر، شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ پر ایمان بھی ضروری ہے۔

سوال: شرعی نقطہ نظر سے ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے ملائکہ پر ایمان لانا ضروری کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی جسمانی اور روحانی ضروریات کا انتظام بھی کر دیا۔ جسمانی طور پر ان کے لیے اشیاء خورد و نوش کا اہتمام کر کے ایمانیات و اعمال صالحہ اپنانے کا پیغام دیا، تاکہ تمام لوگ اپنے پروردگار کے فرمانبردار بن کر جنت میں داخل ہو جائیں۔ اسی طرح انسان کی روحانی خوراک و تربیت کا اہتمام بھی کیا گیا، جو انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطے سے ممکن ہوا، کیونکہ براہ راست انسانوں سے خطاب اللہ تعالیٰ کا طریقہ نہیں ہے۔ تاہم انبیاء پر نزول وحی اور پیغام رسانی کا اہتمام فرشتوں کے ذریعے کیا گیا ہے۔ چونکہ پیغام الہی انسانوں تک پہنچانے کے لیے ملائکہ واسطے بنتے ہیں اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ان پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

سوال: اپنے نبی علیہ السلام پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ گزشتہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری کیوں قرار دیا گیا ہے؟
جواب: تمام انبیاء کی کتب کا سرچشمہ ایک ہے سب کے سب ایک ذات کے ترجمان ہیں اور سب کا مقصد بعثت بھی ایک ہے لہذا اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں سب کا دین بھی ایک ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد باری ہے: إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”دین اسلام“ ہے۔ تاہم شرائع اور ان کے احکام مختلف تھے مثلاً غیر اللہ کو سجدہ تعظیسی کرنے اور ہمیشہ حقیقی کے ساتھ نکاح کرنے کا جواز وغیرہ۔

اسلام کا معنی و مفہوم

لفظ: اسلام بھی ثلاثی مزید فیہ باب افعال کا مصدر ہے جس لغوی معنی ہے: فرمانبردار ہونا، اطاعت قبول کرنا، اپنے آپ کو کسی کے سپرد کرنا۔ اس کا اصطلاحی و شرعی معنی ہے: احکام الہی کو تسلیم کرنا اور انہیں تاحیات دستور عمل بنانا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: **الْهٰكُمُ اللّٰهُ وَاٰحٰدٌ فَلَہٗ اَسْلَمُوْا** (سورۃ الحج) تمہارا معبود ایک ہے پس تم اس کی اطاعت کرو۔ دوسرے مقام پر یوں فرمایا گیا ہے: **وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْہٗ وَہُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ** (آل عمران) جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین تلاش کرتا ہے وہ اس کی طرف سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھائے والے لوگوں میں سے ہوگا۔ مزید ایک مقام پر فرمایا گیا ہے: **وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْہَہٗ لِلّٰہِ** (سورۃ النساء) اور دین کے اعتبار سے اس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اپنا آپ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے؟

حدیث جبریل علیہ السلام میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ”اسلام“ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

(۱) توحید و رسالت کی گواہی دینا

(۲) نماز پڑھنا

(۳) زکوٰۃ ادا کرنا

(۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا

(۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔

اس جواب میں زبان نبوت سے ارکان اسلام پانچ بیان کیے گئے ہیں۔ پہلے رکن کا تعلق عقائد و ایمانیات سے ہے یعنی توحید و رسالت کی گواہی دینا۔ یہ بیان کر کے تمام عقائد و نظریات کو تسلیم کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور عقائد میں اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے بیان کیا گیا ہے ورنہ مراد تمام ہیں۔ آخری چار ارکان کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے۔

سوال: ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے؟

جواب: ایمان و اسلام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

- (۱) ایمان کا تعلق عقائد کے ساتھ اور اسلام کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے۔ (۲) ایمان اور اسلام دونوں مترادف و ہم معنی ہیں
- (۳) ایمان اور اسلام کا استعمال ایک دوسرے کی جگہ پر ہو سکتا ہے جس طرح حدیث جبریل علیہ السلام میں صراحت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَمْرُتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

باب 1: (نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان) مجھے یہ حکم دیا گیا ہے: میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں

2531 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَمْرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا مَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ

إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبْنِ عُمَرَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے: میں

لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جب وہ یہ اعتراف کر لیں گے تو وہ اپنے خون اور اپنے اموال کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے البتہ ان کا حق باقی رہے گا اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2532 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِيفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ

الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرْتُ

أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسُهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ

عَلَى اللَّهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا قَاتِلِينَ مِنْ فَرَقَ بَيْنَ الزَّكَاةِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي

عَقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنِعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللَّهِ مَا

هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

2531- حدیث ابی ہریرہ روایت مسلم (۱/۲۳۲ - نووی) کتاب: الایمان، باب: الامر بقتال الناس، حدیث (۲۷/۲۵) و ابوداؤد (۵۰/۲)

کتاب: الجهاد باب: علی ما یقاتل المشرکون، حدیث (۲۶۰) و النسائی (۷۹/۷) کتاب: تهریم الدم و ابن ماجہ (۱۲۹۵/۲) کتاب الفتن:

باب: الکف عن قال: لا اله الا الله (۲۹۲۷) و احمد (۲۷۷/۲) -

2532- رواد النسائی (۷۷/۷) کتاب: تهریم الدم و احمد (۱۱/۱) (۲/۴۲۳-۵۲۸) -

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلافِ سند: وَهَكَذَا رَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
وَرَوَى عِمْرَانُ الْقَطَّانُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ حَدِيثٌ خَطَأً
وَقَدْ خُولِفَ عِمْرَانُ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَعْمَرٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور ان کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا، تو کچھ عرب کافر ہو گئے، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ایسے لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

”مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو وہ اپنے مال کو اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لے گا اور اس کا حق باقی رہے گا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔“

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ایسے شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر وہ لوگ مجھے ایسی رسی دینے سے بھی انکار کریں جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے، تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی ان لوگوں کے ساتھ جنگ کروں گا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اس وقت مجھے یہ محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کے بارے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ پتہ چل گیا کہ ان کی رائے ٹھیک ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعیب بن ابو حمزہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عبید اللہ بن عبد اللہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

عمران القطان نے اس روایت کو معمر کے حوالے سے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

تاہم یہ حدیث خطا ہے، کیونکہ عمران نامی راوی کے معمر سے نقل کرنے کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔

شرح

قبول ایمان پر جنگ بندی کرنا

پہلی حدیث باب سے متعلق چند اہم امور وضاحت طلب ہیں جو سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- دوران جنگ جب دشمن فوج کا فرد یا قوم ایمان لے آئے تو اس سے جنگ بندی کرنا ضروری ہو جاتا ہے، کیونکہ قبول اسلام سے دشمن ہمارا اسلامی بھائی بن جاتا ہے اور بھائی سے لڑائی کرنا منع ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے: **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ** (القرآن) مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

۲۔ جس طرح نصف آیت: لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ پراکتفاء کیا جائے تو آیت کا مفہوم تبدیل ہو جاتا ہے یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ تم نماز ادا نہ کرو۔ ہاں جب آیت کا دوسرا حصہ ساتھ ملایا جائے تو مفہوم درست ہو جاتا ہے: لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى تم حالت نشہ میں نماز ادا نہ کرو۔ یہ مفہوم بالکل درست ہے کیونکہ نشہ کی حالت میں نماز ادا کرنے سے قرآن پاک غلط پڑھا جائے گا جس کے نتیجے میں نماز درست نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر نصف حدیث پراکتفاء کیا جائے تو دو خرابیاں لازم آئیں گی:

(۱) جنگ کے ذریعے اسلام پھیلانے کا حکم دیا گیا ہے اور جنگ کے ذریعے اسلام پھیلا ہے۔

(۲) تلوار کی مدد سے اسلام پھیلا ہے۔ یہ مفہوم غلط ہے۔ پوری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اسلام جنگ کرنے کا حکم نہیں دیتا

اور نہ تلوار کے ذریعے اسلام پھیلا ہے جبکہ اسلام جنگ بندی کا حکم دیتا ہے۔

(۳) حدیث باب کے الفاظ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے بلکہ پورا دین اسلام ہے۔ اس کی وضاحت حدیث

کے الفاظ ”الآنتمھما میں موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی شخص احکام خداوندی اور حدود اسلامی سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

(۴) الفاظ حدیث: حسابہم علی اللہ ، کا مفہوم یہ ہے کہ قبول اسلام سے قبل کے جرائم یا قبول اسلام کے بعد دی جانے

والی شرعی سزا کے بعد کسی مسلمان کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کے جرم پر انگشت نمائی کرے بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ جو چاہے کرے۔

(۵) قبول اسلام کے بعد دشمن سے جنگ کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ جہاد کا بنیادی مقصد لوگوں کی اصلاح کرنا، امن و

امان قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرنے کا پیغام دینا ہے تاکہ لوگ اپنے مالک حقیقی کو خوش کر کے جنت کے حقدار بن جائیں۔ یہ مقصد حاصل ہو جانے کے بعد جنگ و قتال کے جواز کی صورت باقی نہیں رہتی۔

دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر دور حاضر تک متفقہ ہے

اور اس کا منکر کافر ہے۔ اس بارے میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ خلیفہ اول حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارتداد کی بنا پر اسود عسی، مسیلمہ کذاب اور ان کے تابعین سے جہاد کیا تھا۔ تاہم مانعین زکوٰۃ سے آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اعلان جہاد ارتداد کی بنا پر نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے تحفظ کے لیے تھا۔ حضرت

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانعین زکوٰۃ سے ارتداد کی بنا پر

جہاد کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اسی حدیث باب سے معارضہ پیش کیا تھا۔ خلیفہ وقت نے بعض صحابہ کی مخالفت کے باوجود

اعلان کر دیا تھا کہ قسم بخدا! جو شخص دور رسالت میں ایک رسی بھی بطور زکوٰۃ دیتا تھا اب وہ ادا نہ کرے گا تو میں اس سے جہاد

کروں گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انشراح صدور کی دولت حاصل ہوئی تو

انہوں نے بھی خلیفہ وقت کے موقف کی تائید کر دی تھی۔ یاد رہے کہ انکار زکوٰۃ کفر ہے لیکن ترک زکوٰۃ یعنی بروقت ادا نہ کرنا کفر

نہیں ہے بلکہ گناہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرْتُ بِقِتَالِهِمْ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ

باب 2: (نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان) مجھے یہ حکم دیا گیا ہے: میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک

جنگ کروں جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں اور نماز ادا نہ کریں

2533 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالِقَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَادِيَ: أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْ يَسْتَقْبِلُوا قِبَلَتَنَا وَيَأْكُلُوا ذَبِيحَتَنَا وَأَنْ يُصَلُّوا صَلَاتَنَا فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَ هَذَا

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے: میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور وہ لوگ ہمارے قبلہ کی طرف رخ نہ کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھائیں نہیں اور ہماری طرح نماز نہ پڑھیں جب وہ ایسا کر لیں گے تو ہمارے لیے ان کے خون اور ان کے اموال قابل احترام ہو جائیں گے البتہ ان کا حق باقی رہے گا اور انہیں ہر وہ حق حاصل ہوگا جو مسلمانوں کو حاصل ہے اور ان پر ہر وہ چیز لازم ہوگی جو مسلمانوں پر لازم ہے۔

اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

یحییٰ بن ایوب نے اسے حمید کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

2534 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْخَمْسِ التَّمِيمِيِّ عَنْ

2533- اضرجه اصمد (۲/۱۹۹-۲۲۴) و البخاری (۱/۵۹۲) کتاب الصلاة: باب: فضل استقبال القبلة: حدیث (۲۹۲) - و ابوداؤد (۲/۵۱-۵۰) کتاب الجهاد: باب: علی ما یقاتل المشرکون: حدیث (۲۶۴۱) رقم (۲۶۴۲) و النسائی (۷/۷۶) کتاب ترمیم الدم: (۸/۱۰۹) کتاب: اللیبان و شرانہ: باب: علی ما یقاتل الناس-

2534- اضرجه المصیدی (۲/۲۰۸) المصیبت رقم (۷۰۲)-

حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَتْنٌ حَدِيْثٌ: بِنِيْ الْاِسْلَامِ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةٌ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

وَاَيْتَاءَ الزَّكٰوةِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حَكْمٌ حَدِيْثٌ: قَالَ اَبُوْ عَيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَسَعِيْرُ بْنُ
الْخَمْسِ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ سَفِيَانَ الْجَمْحَوِيِّ عَنْ

عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حَكْمٌ حَدِيْثٌ: قَالَ اَبُوْ عَيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس

بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا،
رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

اس بارے میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔ یہ حدیث ایک اور سند کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے
حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔

سعیر بن خمس نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث
”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ سے پورا دین مراد ہونا

الفاظ حدیث: لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ سے مراد پورا کلمہ طیبہ بلکہ تمام عقائد و اعمال ہیں۔ نماز کا تذکرہ دوسری عبادات کے مقابلہ میں اس
کی اہمیت کے باعث کیا گیا ہے ورنہ تمام عبادات مراد ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس توحید و رسالت کا تذکرہ اسلامی عقائد میں اہمیت کی بنا پر
مذکور ہے ورنہ یہاں مراد تمام عقائد ہیں۔ جس طرح اسلامی اعمال میں سے ایک کا انکار تمام اعمال کا انکار ہے بالکل اسی طرح
اسلامی عقائد میں سے ایک کا انکار تمام عقائد کا انکار ہے۔

فائدہ نانہ:

مسلمان ہونے کے لیے محض توحید باری تعالیٰ کا اقرار کافی نہیں ہے، کیونکہ توحید کا اقرار تو یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب کے
لوگ بھی کرتے ہیں لیکن وہ مسلمان نہیں ہیں۔ مسلمان ہونے کے لیے تمام اسلامی عقائد کو تسلیم کرنا اور تمام اعمال کو اپنانا ضروری

ہے۔ علاوہ ازیں نو مسلموں اور قدیم مسلمانوں میں کوئی امتیاز و فرق نہیں ہے، کیونکہ تمام کے حقوق و فرائض دین اسلام کی نظر میں یکساں ہیں۔

دوسری حدیث باب میں اسلام کے ارکان خمسہ بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) توحید و رسالت کا اقرار

(۲) نماز ادا کرنا

(۳) زکوٰۃ ادا کرنا

(۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا

(۵) بیت اللہ کاج کرنا۔

ایک قول کے مطابق ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں اور باہم ان کا اطلاق ایک دوسرے پر جائز ہے۔ جس طرح ارکان خمسہ اسلام کے ہیں اسی طرح یہی ارکان ایمان بھی ہیں۔ قسم اول کا تعلق ایمان سے اور باقی چار کا تعلق اسلام سے ہے۔ سوال: ارکان اسلام صرف پانچ نہیں ہیں بلکہ جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ان میں شامل ہیں۔ اس طرح ان کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے پھر پانچ کیوں بتائی گئی ہے؟

جواب: بلاشبہ ارکان اسلام کی تعداد پانچ سے زائد ہے لیکن حدیث میں پانچ بیان کرنے کا مقصد ان کی برتری و افضلیت ہے۔ علاوہ ازیں یہاں ارکان سے تحدید مراد نہیں ہے لہذا جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ان سے خارج نہیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ جَبْرِئِلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانَ وَالْإِسْلَامَ

باب 3: حضرت جبریل علیہ السلام کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان اور اسلام کا ذکر کرنا

2535 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثِ الْخَزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدْرِ مَعْبُدُ الْجَهَنِيِّ قَالَ فَخَرَجْتُ أَنَا وَحَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمِيرِيُّ حَتَّى آتَيْنَا الْمَدِينَةَ فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا أَحَدَتْ هَوْلَاءِ الْقَوْمُ قَالَ فَلَقِينَاهُ يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا أبا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ لِقَدْرَ وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنْفَ قَالَ فَإِذَا لَقَيْتَ أَوْلِيكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَأَنَّهُمْ مِنِّي بَرِيءٌ وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا قُبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ ثُمَّ أَنْشَأَ يَحْدِثُ فَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ

2535- أخرجه مسلم (۱/۱۷۷ - نووی) کتاب الایمان، بیان الایمان و الاسلام و الاحسان، حدیث: (۸/۱) و النسائی فی السنن الكبرى (۵۲۸/۶) کتاب الایمان و شرائع، باب: نعمت الاسلام، حدیث: (۱۱۷۲)۔

الْيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ آثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالزَّقَ رُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِيمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ فَمَا الْإِسْلَامُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ قَالَ فَمَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فِي كُلِّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ صَدَقْتَ قَالَ فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَمَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَمَا أَمَارَتُهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ أَصْحَابَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِينِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ بِثَلَاثٍ فَقَالَ يَا عُمَرُ هَلْ تَدْرِي مِنَ السَّائِلِ ذَاكَ جَبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِينِكُمْ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ نَحْوُ هَذَا عَنْ عُمَرَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِيحُ هُوَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں: سب سے پہلے تقدیر کے بارے میں معبد جہنی نے کلام کیا (یعنی اس کا انکار کیا)۔ یحییٰ بیان کرتے ہیں: میں اور حمید بن عبدالرحمان روانہ ہوئے۔ ہم لوگ مدینہ منورہ آئے۔ ہم نے سوچا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم ان سے ایسی باتوں کے بارے میں دریافت کریں گے جو اس قوم نے (تقدیر کے منکرین نے) نئے نظریات پیش کیے ہیں تو ہماری ملاقات حضرت عبداللہ سے ہوئی۔ وہ اس وقت مسجد سے باہر آرہے تھے۔ یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں میں نے اور میرے ساتھی نے انہیں گھیر لیا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میرا ساتھی مجھے بات شروع کرنے کا موقع دے گا تو میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمان! کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور علم بھی حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس بات کے قائل ہیں: تقدیر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ہر کام خود سے ہوتا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم ان لوگوں سے ملو تو انہیں یہ بتادو کہ میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور ان لوگوں کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے نام کی عبداللہ قسم اٹھاتا ہے اگر ان میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی اس کی طرف سے وہ اس وقت تک قبول نہیں کیا جائے گا جب تک وہ بری یا بھلی تقدیر پر ایمان نہیں لاتا۔ یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں: پھر انہوں نے گفتگو شروع کی اور یہ بات بیان کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ ایک شخص آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اور بال انتہائی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان نہیں نظر آ رہا تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اس نے اپنا گھٹنا نبی اکرم ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ملا دیا۔ پھر اس نے کہا: اے حضرت محمد ﷺ! ایمان کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر آخرت کے دن پر اور اچھی اور بڑی تقدیر پر ایمان لاؤ۔ اس نے دریافت کیا: اسلام سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس نے دریافت کیا: احسان سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہر مرتبہ میں وہ نبی اکرم ﷺ سے یہی کہتا رہا: آپ نے ٹھیک فرمایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس کی اس بات پر حیرت ہوئی کہ یہ خود ہی آپ سے سوال کر رہا ہے اور خود بھی تصدیق کر رہا ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا: قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص سے اس بارے میں سوال کیا گیا وہ اس بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے عرض کی: اس کی نشانیاں کیا ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کینرا پنے آقا کو جنم دے گی۔ تم ننگے پاؤں ننگے بدن غریب لوگوں، بکریوں کے چرواہوں کو دیکھو گے وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں اونچی عمارات تعمیر کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس کے تین دن کے بعد میری ملاقات نبی اکرم ﷺ سے ہوئی تو آپ نے دریافت کیا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ وہ جبریل علیہ السلام تھا وہ تمہارے پاس اس لیے آیا تھا کہ تمہیں تمہارے دین کے بارے میں تعلیم دے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔ جس کا مفہوم یہی ہے۔

اس بارے میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ منقول ہے۔

یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ تاہم زیادہ مستند روایت وہ ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوالات اور زبان نبوت سے جوابات

حدیث باب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چند سوالات کے جوابات زبان نبوت سے دیے جانے کا تذکرہ ہے۔ سوالات و جوابات کا مقصد امت کو دین اسلام کے کلیدی و بنیادی ارکان سے آگاہ کرنا ہے تاکہ لوگ ان پر عمل پیرا ہو کر جنت کا حصول یقینی بنا سکیں۔ حدیث باب کے حوالے سے چند اہم امور کی وضاحت سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

☆ ایمان و اسلام کے حوالے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے چند سوالات کیے گئے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔ وضاحت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نہیں کی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کی گئی ہے۔ چونکہ اس کا سبب حضرت جبرائیل علیہ السلام بنے تھے اس لیے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی نسبت حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف کی ہے اور اسے نسبت مجازی کہا جاتا ہے۔

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تشریف فرما ہو کر ان سے مخاطب تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت جبرائیل کی اچانک آمد پر متعجب ہوئے اور تعجب کی کئی وجوہات تھیں:

(۱) ان کے کپڑوں کی سفیدی اور بالوں کی سیاہی ظاہر کرتی تھی کہ یہ مقامی باشندے ہیں لیکن صحابہ کے نزدیک وہ مقامی نہیں تھے کیونکہ کوئی بھی انہیں پہچانتا نہیں تھا۔ یعنی دو متضاد امور کے جمع ہونے پر حاضرین مجلس نے اظہار تعجب کیا تھا۔
(۲) سوالات بھی کر رہے تھے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیے جانے والے جوابات کی تائید و تصدیق بھی خود کر رہے تھے۔

☆ لفظ: احسان کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت نہایت یکسوئی سے کرنا۔ زبان نبوت سے اس کے دو درجات بیان کیے گئے ہیں:

(۱) بندہ اس انداز میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کرے گویا اسے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ زیارت خداوندی کو ”گویا کہ“ کا درجہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں ظاہری طور پر زیارت باری تعالیٰ ممکن نہیں ہے لیکن آخرت میں یہ نعمت ہر مسلمان کو میسر ہوگی۔

(۲) احسان کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔
فائدہ نافعہ: حدیث باب نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے، کیونکہ لفظ ”تعبد“ کا اطلاق صرف نماز پر نہیں ہوتا بلکہ ہر عمل صالح اور نیکی پر ہوتا ہے یعنی ہر نیک کام احسان کے درجہ میں کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔

سوال: جب قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا گیا: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بَاعْلَمُ مِنَ السَّائِلِ، جس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب عجز و انکسار کی بنا پر دیا
(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذاتی علم کی نفی مراد ہو۔
(۳) اللہ تعالیٰ کی عطاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ جانتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔

☆ قیامت کی دو علامات بیان کی گئی ہیں:

(۱) آنے والے وقت میں مغربی و شیطانی تعلیم سے متاثر ہو کر اولاد اپنے والدین پر حکم چلائے گی۔ عصر حاضر میں یہ سب کچھ عملی طور پر ہو رہا ہے۔

(۲) غریب اور عام لوگوں میں دولت کی اس قدر ریل پیل ہوگی کہ عمارات تعمیر کرانے میں باہم مقابلہ ہوگا۔

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مختلف شکلوں میں حاضر ہوتے تھے:

(۱) عام آدمی کی شکل میں

(۲) مشہور صحابی حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں

(۳) اپنی اصل شکل میں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِضَافَةِ الْفَرَائِضِ إِلَى الْإِيمَانِ

باب 4: فرائض کی نسبت ایمان کی طرف کرنا

2536 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَدِمَ وَقَدْ عَبْدَ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّا هَذَا الْحَيُّ مِنْ رِبْعَةٍ وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَرَامِ فَمَرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَأَيْنَا فَقَالَ أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَأَنْ تُوَدُّوا خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مثله

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ نَصْرُ ابْنِ عِمْرَانَ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَيْضًا وَزَادَ فِيهِ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَذَكَرَ الْحَدِيثُ سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَؤُلَاءِ الْفُقَهَاءِ الْأَشْرَافِ الْأَرْبَعَةِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَاللَيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيِّ وَعَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُتَيْبَةُ كُنَّا نَرْضَى أَنْ نَرْجِعَ مِنْ عِنْدِ عَبَّادٍ كُلَّ يَوْمٍ بِحَدِيثَيْنِ وَعَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صَفْرَةَ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

انہوں نے عرض کی: ربیعہ قبیلہ کی وجہ سے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہمیں ان چیزوں کا حکم دیں جنہیں ہم آپ سے سیکھ لیں اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کو اس کی دعوت دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا پھر آپ نے ان کے سامنے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا اس سے مراد یہ ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور جو مال غنیمت تمہیں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اس کی

2536۔ اضرجه النسائي، كتاب الایمان، باب: اداء الخمس من الایمان حدیث (۵۲) و مسلم، كتاب الایمان، باب: الامر بالایمان

بالله همیشه ۲۳، ۲۴، ۲۵، ابو داؤد (۳۶۹۲) و النسائي (۸/۴۹۵) كتاب الایمان، باب: اداء الخمس حدیث (۵۰۶۶) من طريق ابی جمرة عن

ابن عباس۔

مانند روایت نقل کی گئی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو جمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ہے۔ شعبہ نے ابو جمرہ کے حوالے سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ ایمان سے مراد کیا ہے؟ اس سے مراد یہ ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

میں نے قتیبہ بن سعید کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے ان چار معزز فقہاء کی مانند اور کوئی شخص نہیں دیکھا۔ مالک بن انس، لیث بن سعد، عباد بن عباد مہلمی اور عبد الوہاب ثقفی

قتیبہ بیان کرتے ہیں: ہم اس بات سے بہت خوش ہوتے تھے کہ ہم روزانہ عباد کے پاس سے اٹھ کر آتے ہوئے دو حدیثیں ساتھ لے کر آئیں (یعنی ان کا علم حاصل کریں) عباس بن عبد نامی صاحب مہلب بن ابوصفرہ کی اولاد میں سے ہیں۔

شرح

ایمان کی طرف فرائض کی نسبت کرنا

حدیث باب میں ارکان کی اضافت ایمان کی طرف کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں۔ ایمان کی تعریف میں اختلاف ہے اور اس بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) جمہور محققین اور ماترید یہ کے نزدیک محض تصدیق قلبی کا نام ایمان ہے۔

(۲) امام سرحسی علامہ بزدوی اور بعض احناف کا موقف ہے کہ تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔

(۳) جمہور محدثین، معتزلہ، اشاعرہ اور خوارج کا نقطہ نظر ہے کہ تصدیق قلبی، اقرار لسانی اور اعمال جوارج کے مجموعہ کا نام ایمان

ہے۔

درحقیقت ”ایمان“ کی تعریف میں یہ اختلاف نزاع لفظی ہے۔ تاہم اہل حق اور باطل فرقوں کے مابین اختلاف حقیقی ہے۔ تینوں اقوال میں پہلی تعریف نفس ایمان کی ہے جس پر آخرت میں فلاح کا مدار ہے۔ دوسری تعریف میں ”اقرار لسانی“ کی قید دنیوی احکام جاری کرنے کے لیے لگائی گئی ہے جبکہ آخری تعریف ”ایمان کامل“ کی ہے۔

ثمرہ اختلاف ارتکاب کبیرہ سے کفر و اسلام کے مسئلہ سے واضح ہوگا۔ اہل حق کے نزدیک چونکہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں تو وہ حقیقی جز قرار نہیں دیتے بلکہ تزئینی اور تکمیلی جز تسلیم کرتے ہیں لہذا ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا بلکہ مسلمان رہے گا۔ اس کے برعکس خوارج اور معتزلہ اعمال کو ایمان کی حقیقی جز تسلیم کرتے ہیں اس لیے ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہوتا ہے۔

سوال: حدیث باب میں ارکان ایمان یہ بیان ہوئے ہیں:

(۱) توحید و رسالت کی گواہی دینا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع

کرنا۔ دوسری روایت میں بطور ارکان یہ امور بیان ہوئے ہیں:

(۱) توحید و رسالت کی گواہی دینا (۲) نماز کا اہتمام کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرانا۔ اس روایت میں رمضان کے روزوں کا بھی ذکر ہے۔ ایک روایت ہے جس میں بطور ارکان یہ پانچ امور بیان کیے گئے ہیں:

(۱) توحید و رسالت کی گواہی دینا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلی روایت کا تعلق اس زمانہ سے ہے جب رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج فرض نہیں ہوا تھا جبکہ فتوحات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ روزوں اور حج بیت اللہ کی جگہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا ضروری تھا۔ دوسری روایت کا تعلق اس زمانہ سے ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہو چکے تھے لیکن حج بیت اللہ بھی فرض نہیں ہوا تھا اور اس کی جگہ میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ رکھا گیا تھا جو بیت المال میں جمع کروایا جاتا تھا۔ تیسری روایت کا تعلق آخری دور سے ہے جب رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج فرض ہو چکا تھا۔

فائدہ نافعہ: یہ پانچ مشہور ارکان ان کی اہمیت کی بنا پر مختصر کر کے یاسمیٹ کر بیان کیے گئے ہیں ورنہ جہاد امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور مال غنیمت کا خمس بیت المال میں جمع کرنا امور بھی ان میں شامل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِكْمَالِ الْإِيمَانِ وَزِيَادَتِهِ وَنُقْصَانِهِ

باب 5: ایمان کا کامل ہونا، اس کا زیادہ ہونا اور کم ہونا

2537 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ

أَبِي قَلَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَالْأَطْفَهُمْ بِأَهْلِهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي قَلَابَةَ سَمَاعًا مِنْ عَائِشَةَ وَقَدْ رَوَى أَبُو قَلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ

لِعَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ وَأَبُو قَلَابَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ الْجَرْمِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ ذَكَرَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ أَبَا قَلَابَةَ فَقَالَ كَانَ وَاللَّهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ ذَوِي الْأَلْبَابِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے کامل مؤمن وہ ہے جس کے

اخلاق سب سے اچھے ہوں اور اپنے اہل خانہ پر سب سے زیادہ مہربان ہو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ہمارے علم کے مطابق ابو قلابہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے۔ ابو قلابہ نے عبد اللہ بن یزید کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی رشتہ دار تھے اور وہ اس کے علاوہ دیگر احادیث ہیں۔ ابو قلابہ نامی راوی کا نام عبد اللہ بن زید جرمی ہے۔ سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: ایوب سختیانی نے ابو قلابہ کا ذکر کیا تو یہ بات بیان کی۔ اللہ کی قسم وہ سمجھدار فقہاء میں سے تھے۔

2538 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هُرَيْمُ بْنُ مِسْعَرٍ الْأَزْدِيُّ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعظَهُمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّكُمْ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِكثْرَةِ لَعْنِكُنَّ يَعْزِي وَيَكْفُرُ كُنَّ الْعَشِيرَ قَالَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذَوِي الْأَلْبَابِ وَذَوِي الرَّأْيِ مِنْكُمْ قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ وَمَا نَقْصَانُ دِينِهَا وَعَقْلِهَا قَالَ شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُمْ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَنَقْصَانُ دِينِكُنَّ الْحَيْضَةُ تَمُكُّ أَحَدًا كُنَّ الثَّلَاثَ وَالْأَرْبَعُ لَا تُصَلِّي فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ حَكَمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے واضح نصیحت کی پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ کیا کرو کیونکہ جہنم میں اکثریت تمہاری ہے تو ان میں سے ایک خاتون نے عرض کی: اس کی کیا وجہ ہے؟ اے اللہ کے رسول! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بکثرت لعنت کرنے کی وجہ سے۔ یعنی اپنے شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: میں نے عقل اور دین کے اعتبار سے ایسی کوئی ناقص مخلوق نہیں دیکھی جو سمجھ دار عقل مند مردوں پر تم سے زیادہ غالب آجاتی ہو۔ ایک خاتون نے عرض کی: ان کے عقل اور دین میں کمی کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے اور تمہارے دین میں کمی حیض ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی عورت چند دن تک نماز ادا نہیں کر سکتی۔

اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2539 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2538- رواه ابو يعلى (۱۱/۶۶۲) برقم (۶۵۸۵) و ذكره المافظ في (المطالب العلية) برقم (۴۵۷۴) و تقدم ترجمه من حديث ابن مسعود رقم (۶۲۵)۔

2539- رواه البخاري (۱/۶۷) كتاب الايمان: باب: امور الايمان حديث (۹) - و مسلم (۱/۲۷۷ - نووي) كتاب الايمان: باب: الدليل على ان من رضي الله ربا حديث (۲۵/۵۸) و ابو داود (۲/۶۳۰ - ۶۳۱) كتاب السنة: باب: في رد الارجاء (۴۶۷۶) و النسائي (۸/۱۱۰) كتاب الايمان و شرائعه: باب: ذكر شعب الايمان و ابن ماجه (۱/۲۲) المقدمة: باب: في الايمان حديث (۵۷) و اخرجه احمد (۲/۳۷۹ - ۴۱۴)۔

متن حدیث: الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ بَابًا أَذْنَاهَا إِمَاطَةٌ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَأَرْفَعُهَا قَوْلٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهَكَذَا رَوَى سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ
اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَى عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متن حدیث: الْإِيْمَانُ أَرْبَعَةٌ وَسِتُّونَ بَابًا

اسناد دیگر: قَالَ حَدَّثَنَا بِدَلِكُ قَتِيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ غَزِيَّةٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایمان کے ستر سے زیادہ دروازے ہیں اور ان میں سے سب سے کم راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور سب سے بلند اس بات کا اعتراف کرنا ہے: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 سہیل بن ابوصالح نے اسے عبداللہ بن دینار کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

عمارہ بن غزیہ نے اس حدیث کو ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ایمان کے 64 دروازے ہیں۔
 یہ روایت قتیبہ نے بکر بن مضر کے حوالے سے عمارہ بن غزیہ کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

شرح

ایمان کی تکمیل اور اس میں کمی بیشی کا مسئلہ

کیا ایمان میں کمی بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یعنی ایمان کی بیشی کو قبول کرتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں زمانہ قدیم سے فقہاء کے مابین اختلاف چلا آ رہا ہے۔ جس طرح انسان کی دو اقسام ہیں:

(۱) محض انسان: وہ انسان ہے جس پر ”حیوان ناطق“ صادق آتا ہے، خواہ بد صورت ہو، مقطوع الاعضاء ہو اور اعلیٰ درجہ کا بیوقوف ہو۔

(۲) کامل انسان: وہ ہے جو کامل الاعضاء ہو، صاحب فراست ہو، حسن و جمال میں بے مثل ہو، طاقت و قوت کے اعتبار سے رستم زمانہ ہو اور تقویٰ و طہارت کے اعتبار سے فرشتہ صفت ہو۔ علیٰ ہذا القیاس ایمان کی بھی دو اقسام ہیں:

(۱) نفس ایمان: یہ وہ ہے جو فلاح کا مقدار ہو

(۲) کامل ایمان: یہ وہ ہے جو نجات اولیٰ کا معیار ہو۔ بعض فقہاء نے نفس ایمان کی تعریف کی ہے اور بعض نے کامل ایمان کی تعریف کی ہے جس وجہ سے دونوں تعریفوں میں اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔

ایمان کی تعریف اول: جمہور محققین اور ماترید یہ کے نزدیک محض تصدیق قلبی کا نام ایمان ہے لیکن اقرار لسانی احکام دنیوی جاری کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے یہ شرط عائد کی گئی ہے۔ اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ”اقرار لسانی“ ایمان کی جزو اصلی ہے یا جزو اضافی ہے؟ جمہور کے نزدیک ”اقرار لسانی“ ایمان کی جزو اضافی ہے۔ کسی شخص کو مسلمان قرار دینے کے لیے ”اقرار لسانی“ ضروری ہے کیونکہ ایمان بسیط نہیں بلکہ مرکب ہے۔

مومن یا مسلمان ہونے کے لیے جن امور کا وجود ضروری ہے وہ چھ ہیں جن کا ذکر حدیث باب میں موجود ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی ایمان و اسلام کے منافی ہے۔ جہاں تک ”ایمان“ کے عدم مرکب یعنی بسیط ہونے کا تعلق ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

- ۱- قرآن کریم میں متعدد مقامات میں دل کو ایمان کا محل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: **أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ**۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثابت کر دیا ہے۔
- ۲- قرآن کریم کے بعض مقامات میں ایمان کی نسبت دل کی طرف کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: **قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ يُوْمِنْ قُلُوبُهُمْ**۔ ان لوگوں نے اپنے منہ سے بول کر کہا: ”ہم ایمان لائے اور ان کے دلوں نے یقین نہ کیا۔“ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ایمان مرکب نہیں ہے بلکہ بسیط ہے۔

ایمان کی تعریف ثانی: جمہور محدثین، معتزلہ، خوارج اور اشاعرہ کے نزدیک تصدیق قلبی، اقرار لسانی اور اعمال صالحہ کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ پھر ان کے نزدیک اقرار لسانی اور اعمال صالحہ ایمان کے اجزاء ہیں۔

سوال: کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اہل ایمان ایمان کے اعتبار سے یکساں ہیں اور ایمان کمی بیشی کو قبول نہیں کرتا، کیونکہ ان کے نزدیک اقرار لسانی ایمان کا جزو اصلی نہیں ہے۔
- ۲- جمہور فقہاء اشاعرہ، خوارج اور معتزلہ کے نزدیک ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے نزدیک اقرار لسانی اور اعمال بدنی ایمان کے اجزاء اصلی ہیں۔

ثمرہ اختلاف: اختلاف فقہاء کے مابین پائے جانے والے اختلاف کا ثمرہ یوں مرتب ہو کر سامنے آئے گا کہ مرتکب کبیرہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبل از ارتکاب مؤمن تھا اور بعد از ارتکاب بھی مؤمن رہے گا۔ دیگر فقہاء، خوارج اور اشاعرہ وغیرہ کے نقطہ نظر کے مطابق امور مثلاًشہ کے مجموعہ کا نام ایمان ہے۔ ان کے نزدیک بھی مرتکب کبیرہ مسلمان ہی رہے گا۔ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ لوگوں کے نزدیک امور مثلاًشہ کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور ایمان مرکب ہے تو اگر ان میں سے ایک یا دو اجزاء فوت ہو گئے تو ایمان فوت ہو جانا چاہیے تو ان کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ امور ایمان کے اجزاء اصلی نہیں ہیں بلکہ تکمیلی اور تزئینی ہیں۔

سوال: بعض آیات قرآنی اور بعض احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کمی بیشی کو قبول کرتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: **وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً مِنْهُمْ مِنْ يَقُولُ يَا كَيْفَ هَذِهِ آيَاتُنَا (التوبة: ۱۲۳)** جب کوئی نئی سورت

اتاری جاتی ہے تو کچھ منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت کے نزول نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ پس اس سورت نے اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ کیا ہے اور وہ خوش ہیں۔ تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمان کی بیشی کو قبول کرتا ہے؟

جواب: قرآن کریم کے نزول کا نظام فعی نہیں تھا بلکہ تدریجی تھا۔ جتنا قرآن نازل ہوتا تو اس پر ایمان لانا ضروری تھا اور اس کے احکام پر عمل کرنا بھی لازمی تھا۔ نئی اترنے والی پر وحی ایمان اور عمل دونوں چیزیں ضروری تھیں۔ نزول قرآن سے زیادتی ایمان میں نہیں تھی بلکہ نازل شدہ قرآن اور اس کے اتارے گئے احکام میں تھی۔ اس آیت میں مؤمن بہ کی زیادتی کو ایمان کی زیادتی قرار دیا گیا ہے جو دراصل درست نہیں ہے۔ جب نزول قرآن مکمل ہو گیا اور دور رسالت گزر گیا تو تمام قرآن پر ایمان اور تمام احکام پر عمل متعین ہو گیا۔ اب اس وقت ایمان میں کمی بیشی ممکن نہ رہی۔ مندرجہ بالا آیت اور دیگر نصوص کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔

پہلی حدیث باب سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ اخلاق اور اہل خانہ سے نرمی کا برتاؤ کرنے سے ایمان مکمل ہوتا ہے اور جس میں یہ اوصاف موجود نہ ہوں اس کا ایمان ناقص ہوتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ ایمان کی بیشی کو قبول کرتا ہے؟ احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان اوصاف کے سبب مؤمن بہ میں اضافہ نہیں ہو سکتا لیکن ایمان کامل میں اضافہ ہوتا ہے جس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔

دوسری حدیث باب سے بھی حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ایمان میں کمی بیشی ہونا ثابت کرتے ہیں کہ جب عورت مخصوص ایام میں نماز ادا نہیں کر سکتی اور دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دے کر اسے ناقص دین اور ناقص عقل قرار دیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی بیشی کو قبول کرتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس سے نفس ایمان میں نہیں بلکہ ایمان کامل میں اضافہ یا درجات جنت میں تفاوت ثابت ہوتا ہے جو ہمارے موقف سے متصادم نہیں ہے۔

تیسری حدیث باب سے بھی حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے موقف پر استدلال کرتے ہیں کہ اعمال صغیرہ اور اعمال کبیرہ کے ذریعے ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ایمان میں اضافہ سے ”ایمان کامل“ میں اضافہ مراد ہے۔ جس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہے۔ اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کامل کو سرسبز و شاداب درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور ادناہا کی ضمیر کا مرجع لفظ ابواب ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس تشبیہ کا مقصد نفس ایمان میں اضافہ نہیں بلکہ ایمان کامل میں اضافہ ہے جس کے جواز میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ

باب 6: حياءِ ایمان کا حصہ ہے

2540 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْمَعْنِيُّ وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

2540۔ اخرجه مالك في (الموطأ) (٩٠٥/٢). كتاب احسن الفتن: باب: ما جاء في العياء والبخارى (٥٢٨/١٠) كتاب الادب: باب: العياء (٦١١٨) و مسلم (٢٧٨/١) كتاب الایمان: باب: بیان عدد و شعب الایمان حدیث (٣٦/٥٩) و ابو داؤد (١٦٧/٢) كتاب الادب: باب: فی العياء حدیث (٤٧٩٥) و النسائی (١٢١/٨) كتاب الایمان و شرائع: باب: العياء و ابن ماجه (٢٢/١) المقدمة باب: فی الایمان حدیث (٥٨)۔

الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

مَنْ حَدِيثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَعْظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ

اختلاف روایت: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَعْظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ حَكْمَ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي أَمَامَةَ

◀◀ زہری رضی اللہ عنہ سالم کے حوالے سے ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں تلقین کر رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا ایمان کا حصہ ہے۔

احمد بن منیع نامی راوی نے اپنی نقل کردہ روایت میں یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں تلقین کر رہا تھا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

شرم و حیا ایمان کا حصہ ہونا

ایمان کے بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تصدیق قلبی کا نام ہے۔ یہ بسیط ہے۔ یہ کمی بیشی کو قبول نہیں کرتا اور اعمال جسمانی اس کی جزا اصلی نہیں ہیں۔ جمہور فقہاء اشاعرہ اور خوارج وغیرہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے کمی بیشی کو قبول کرتا ہے اور اعمال بدنی ایمان کے اجزاء ہیں۔

حدیث باب سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعمال بدنی ایمان کا جز ہیں۔ صحابی رسول اپنے بھائی کو نصیحت کر رہے تھے کہ تم اتنا کیوں شرماتے ہو کہ معاملات میں اپنا نقصان کر لیتے ہو؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس سے گزر رہا تو آپ نے فرمایا: دعه فان الحياء من الايمان (صحیح بخاری رقم الحدیث ۶۱۱۸) تم اسے چھوڑ دو کیونکہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اس حدیث میں حیا کی نسبت ایمان کی طرف کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان مرکب ہے اور یہ کمی بیشی کو قبول کرتا ہے۔

احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں دونوں کا اطلاق ایک دوسرے پر درست ہے اور یہاں ایمان سے مراد اسلام ہے۔

(۲) یہاں ایمان سے نفس ایمان مراد نہیں ہے بلکہ ایمان کامل مراد ہے۔ یہاں دوسرا معنی مراد ہے یعنی ایمان کامل اور اس

بات پر اہل حق کا اتفاق ہے کہ اعمال صالحہ ایمان کامل کے اجزاء ہو سکتے ہیں۔ حیاء ایمان کا جز ہونا بھی اسی اعتبار سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ

باب 7: نماز کی حرمت

2541 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذِ الصَّنَعَانِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي

النَّجُودِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَأَنَّهُ لَيْسِيرٌ عَلَيَّ مَنْ يَسْرُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ تَعَبُّدُ اللَّهِ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَذْلَكَ عَلَيَّ أَبْوَابَ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا (تَجَافَى جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ) حَتَّى بَلَغَ (يَعْمَلُونَ) ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذُرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَخْبِرُكَ بِمَلَكَ ذَلِكَ كُلِّهِ قُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ كَفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَأَنَا لَمَوْأَخِدُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ فَقَالَ ثَكَلْتِكَ أُمَّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُتُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَيَّ وَجُوهَهُمْ أَوْ عَلَيَّ مَنَآخِرَهُمْ إِلَّا حَصَائِدُ السِّنْتِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھا۔ ایک دن میں آپ کے قریب ہوا ہم اکٹھے جا رہے تھے میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ایسے عمل کے بارے میں مجھے بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے ایک عظیم چیز کے بارے میں دریافت کیا ہے: یہ اس شخص کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اسے آسان کر دے۔ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ تم نماز قائم کرو، تم زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور تم بیت اللہ کا حج کرو پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں بھلائی کے دروازوں کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں، روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو یوں بھادیتا ہے جیسے پانی آگ کو بھادیتا ہے اور نصف رات کے وقت آدمی کا (نفل) نماز ادا کرنا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

”ان کے پہلو بستروں سے الگ ہوتے ہیں۔“

2541۔ اضرہ امید (۲۳۱/۵) و عبد بن حمید (۱۱۲) و ابن ماجہ (۱۳۱۴/۲) کتاب الفتن: باب: کف اللسان فی الفتنہ (۲۹۷۲) و النسائی فی (الکبری) کما فی (تحفة الاشراف) رقم (۱۱۳۱۱)۔

یہ آیت آپ نے لفظ ”یعملون“ تک تلاوت کی۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس تمام معاملے کی بنیاد اس کے ستون اس کے کوہان کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ (یعنی ریڑھ کی ہڈی کے بارے میں بتاؤں؟) میں نے عرض کی: جی ہاں۔ یا رسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا: اس تمام حکم کی بنیاد اسلام ہے۔ نماز اس کا ستون ہے اور اس کی کوہان کی چوٹی (یعنی ریڑھ کی ہڈی) جہاد ہے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ان سب کی بنیاد کے بارے میں بتاؤں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ یا رسول اللہ! حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: اس کا خیال رکھنا! میں نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! کیا ہمارا اس بات پر بھی مواخذہ ہوگا جو ہم بات کریں گے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معاذ! تمہاری ماں تمہیں روئے لوگوں کو اپنی زبان کی کمائی کی وجہ سے منہ کے بل (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالا جائے گا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2542 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجِ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ (إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ) الْآيَةَ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ باقاعدگی سے مسجد حاضر ہوتا ہے تو اس کے حق میں ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔
”بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ شخص آباد کرے گا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور وہ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

نماز کی فضیلت و اہمیت

پہلی حدیث باب میں نماز کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اسے بطور رکن اسلام کے ارکان خمسہ میں شمار کیا گیا ہے اور اعمال میں سب سے قبل اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اسلامی عقائد پر قائم رہتے ہوئے نماز قائم کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے رمضان کے روزے رکھتا ہے اور بیت اللہ کا حج کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نماز آسمانی تحفہ ہے جو شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو عنایت فرمائی۔ ایک

2542۔ اخرجه احمد (۷۶۱۶۸/۲) و ابن ماجہ (۲۶۲/۱) کتاب المساجد باب: لزوم المساجد و انتظار الصلاة حدیث (۸۰۲) و الدرعی (۲۷۸/۱) کتاب الصلاة باب: المحافظة علی الصلوات و ابن خزیمہ (۲۷۹/۱) رقم (۱۵۰۲) و رواتی عند المصنف برقم (۲۰۹۲)۔

روایت میں نماز کو مؤمن کی معراج قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کو کفر و اسلام میں امتیاز کرنے والی چیز قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں نماز کو ایمان اور اسلام کا رکن بھی قرار دیا گیا ہے۔

نما کا اہتمام کرنا آسان ہے اور ایک اعتبار سے دشوار بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: **وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ط** **وَاللَّهَا لَكَبِيرَةٌ** (البقرہ: ۱۷۷)۔

”اور تم صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو اور بیشک یہ دشوار ہے۔“

فائدہ نافعہ: حدیث کے اختتام میں زبان کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔ زبان سے اگر انسان کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو وہ مسلمان بن کر جنت کا حقدار بن جاتا ہے اور اگر وہ کلمہ طیبہ کا انکار کرتا ہے تو پکا دوزخی بن جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زبان اور شرمگاہ دونوں کے تحفظ کی مجھے ضمانت دیتا ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

دوسری حدیث باب میں بھی نماز کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسجد سے تعلق و معاہدہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ایسا شخص باقاعدگی سے نماز ادا کرتا ہے نماز ام العبادات کا درجہ رکھتی ہے اور اس کے قائم کرنے سے مسلمان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: **إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ** (التوبہ: ۱۸) بیشک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ پس عنقریب وہ لوگ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ

باب 8: نماز ترک کرنا

2543 سند حدیث: **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ**

مَنْ حَدِيثُ: بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ

اختلاف روایت: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا سَبَّاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ أَوْ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو سَفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کفر اور ایمان کے درمیان بنیادی فرق نماز کو ترک کرنا ہے۔

2543۔ اخرجه احمد (۳۷۰/۲) و مسلم (۲۴۷/۱) نووی کتاب: الایمان باب: بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة (۱۳۴/۸۲) و عبد بن حمید کما فی (المنتخب) رقم (۱۰۲۲)۔

﴿﴾ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
بندے اور شرک کے درمیان (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) کفر کے درمیان (بنیادی فرق) نماز ترک کرنا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
ابوسفیان نامی راوی کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

2544 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندے اور کفر کے درمیان (بنیادی فرق) صرف نماز ترک کرنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوزبیر نامی راوی کا نام محمد بن مسلم بن مدرس ہے۔

2545 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ وَيُوسُفُ بْنُ عَيْسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ

مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ
بُنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ الشَّقِيقِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ عبداللہ بن ابوبریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو عہد ہمارے اور ان

لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے، تو جو شخص اس کو ترک کر دے گا اس نے کفر کیا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

2544- اخرجه احمد (۳/۲۸۹) و مسلم (۱/۲۴۷) کتاب: الايمان، باب: بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة (۱۲۵/۸۲) - و

ابوداؤد (۲/۶۳۶) کتاب: السنة، باب: في رد الارجاء (۴۶۷۸) و النسائي (۱/۲۳۲) (بالرسم) کتاب: الصلاة، باب: الحكم في تاريخ الصلاة و ابن ماجه (۱/۲۴۲) کتاب: اقامة الصلاة، باب: ما جاء فيمن ترك الصلاة حديث (۱۰۷۸) -

2545- اخرجه احمد (۵/۲۴۶، ۲۵۵) و ابن ماجه (۱/۲۴۲) کتاب: اقامة الصلاة، باب: ما جاء فيمن ترك الصلاة حديث (۱۰۷۹) و النجاشي

(۱/۲۳۱ - ۲۳۲) کتاب: الصلاة، باب: الحكم في تاريخ الصلاة -

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2546 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقِ الْعُقَيْلِيِّ
آثَارِ صَحَابِهِ: قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكَهُ كُفْرًا غَيْرَ

الصَّلَاةِ

قَالَ أَبُو عِيْسَى: سَمِعْتُ أَبَا مُصْعَبٍ الْمَدَنِيَّ يَقُولُ مَنْ قَالَ الْإِيمَانَ قَوْلٌ يُسْتَتَابُ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا ضُرِبَتْ

عُنُقُهُ

◀◀ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز کے علاوہ اور کسی بھی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ (یعنی وہ نماز ترک کرنے کو کفر اختیار کرنے کی طرح شدید گناہ سمجھتے تھے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو مصعب مدنی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو شخص یہ کہے ایمان صرف قول (یعنی زبانی اقرار) کا نام ہے (اور تصدیق قلبی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے) تو اس شخص کو توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی گردن اڑادی جائے گی۔

شرح

ترک نماز کی مذمت و وعید

بلاشبہ نماز ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے اس کے قائم کرنے کی فضیلت ہے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا گناہ ہے۔ تاہم دیگر ارکان کی طرح اس کا انکار کفر ہے۔ نماز کا ایمان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ احادیث باب میں ترک نماز کی وعید بیان کی گئی ہے، کا خلاصہ درج ذیل ہے:

نماز قائم کرنا عمل ایمان ہے اس کا اہتمام نہ کرنا عمل کفر ہے اور بالقصد اس کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے لیکن اس سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اس کے ترک کرنے کو جو کفر قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وعید ہے کفر نہیں ہے۔ تاہم بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان روایات کو بنیاد بنا کر ترک نماز کو کفر اور تارک صلوٰۃ کو کافر قرار دیا تھا۔

ترک نماز کے حوالے سے مذاہب آئمہ

کیا ترک نماز کفر ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ترک نماز کفر ہے اس کا تارک کافر ہے اور اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے مرنے پر اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ انہوں نے اپنے موقف پر احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ترک صلوٰۃ کفر نہیں ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے لیکن اس کا انکار کفر ہے۔ عدا نماز ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ مسلسل گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے سبب انسان قریب الکفر پہنچ جاتا ہے۔ ان کی طرف سے احادیث

2546- اضرجه العاکم (۷/۱) کما فی (الترغیب) ۱/۴۳۲) حدیث (۷۹۸)۔

باب کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان روایات سے حقیقی و ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے، بلکہ ان کی تاویل کی جائے گی۔ یعنی ترک صلوٰۃ کافر جیسا عمل ہے۔ اس کو تا ہی سے آدمی گناہگار تو ہوتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا۔ خواہ ایسا آدمی گناہگار ہوتا ہے لیکن اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ یا ان روایات میں ترک صلوٰۃ کی وعید بیان کی گئی ہے۔ تاہم انکار صلوٰۃ ضرور کفر ہے۔

2547 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **مَتْنٌ** حَدِيثٌ: ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا **حُكْمٌ** حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ عامر بن سعد، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے سے راضی رہا اور اسلام کے دین ہونے سے راضی رہا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی رہا (یعنی ان پر ایمان رکھے) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2548 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بَيْنَهُنَّ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَدَّفَ فِي النَّارِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◀◀ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین خوبیاں جس شخص میں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کے ذائقے کو پالے گا جس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان دونوں کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور آدمی کسی شخص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھے اور آدمی کفر کی طرف دوبارہ جانے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اسے اس (کفر) سے بچا چکا ہو۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

قنادہ نے اسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

2547- اضرجه اصمد (۲۰۸/۱) و مسلم (۲۷۶/۱ - نووی) کتاب: الایمان، باب: الدلیل علی ان من رضی باللہ رباً، حدیث (۲۴/۵۶) -
2548- اضرجه اصمد (۱۰۲/۲) و البخاری (۷۷/۱) کتاب: الایمان، باب: جوارۃ الایمان حدیث (۱۶) ورواه فی (۲۲۰/۱۲) کتاب: الاکراه، باب: من اختار الضرب و القتل و السوان علی الکفر، حدیث (۶۹۱) و مسلم (۲۸۸/۱ - نووی) کتاب: الایمان، باب: بیان خصال من اتصف بہن و جوارۃ الایمان، حدیث (۴۲/۶۷) -

شرح

ایمان کا ذائقہ چکھنے کی شرائط

روایات باب میں ایمان کی حلاوت اور ذائقہ چکھنے کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ روایات میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح مادی غذاؤں کا ذائقہ وہی شخص صحیح محسوس کر سکتا ہے جسے قوت ذائقہ حاصل ہو اسی طرح ایمان کی حلاوت وہی آدمی معلوم کر سکتا ہے جس کا ایمان کامل ہو۔ کامل ایمان اس کا ہو سکتا ہے جس میں سات شرائط موجود ہوں:

(۱) اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار تسلیم کرنا

(۲) اسلام کو اپنا دین ماننا

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرنا

(۴) دین پر عمل کرنے میں نجات سمجھنا

(۵) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت زیادہ ہونا

(۶) اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا

(۷) قبول اسلام کے بعد کفر کی طرف پلٹنا ایسے ناپسند ہو جس طرح آگ میں گھسانا پسند ہوتا۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

باب 9: زناء کرنے والا زنا کرتے ہوئے مؤمن نہیں رہتا

2549 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدَةَ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدَةَ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدَةَ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدَةَ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدَةَ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عُبَيْدَةَ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الزَّانَا وَالسَّرِيقَةِ مَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأَقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ فَهُوَ كَفَّارَةٌ ذَنْبِهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

رَوَى ذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: زنا کرنے والا زنا کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔ چوری کرنے والا چوری کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا البتہ توبہ کی گنجائش رہتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن ابی وائل سے احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ میں نقل کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور وہ اس کے سر پر ایک سائے کی مانند ہو جاتا ہے جب آدمی اس عمل سے الگ ہوتا ہے تو ایمان دوبارہ اس کے پاس آ جاتا ہے۔“

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ انہوں نے اس ایمان کے نکلنے سے مراد یہ لی ہے: آدمی ایمان سے نکل کر اسلام کی طرف آ جاتا ہے۔

دیگر حوالوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نقل کی گئی ہے آپ نے زنا کرنے اور چوری کرنے کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ان میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو اور اس پر حد قائم ہو جائے تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوگی اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کر لے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو قیامت کے دن اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اس کی مغفرت کر دے گا۔

یہ بات حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کی ہے۔

2550 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ وَأَسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي اسْحَقَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعَجَّلَ عُقُوبَتَهُ فِي الدُّنْيَا فَاللَّهُ أَعَدَّ لَهُ مِنْ أَنْ يُثَبِّتَ عَلَيَّ عَبْدَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللَّهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُودَ إِلَى شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

2550۔ اخرجه احمد (۱/۱۵۹، ۹۹) و ابن ماجه (۲/۸۶۸) كتاب الصدوق، باب: الحد كفارة حدیث (۲۶۰۴) و عبد بن حمید کما فی (المنتخب) (۸۷) بیضاہ۔

مذہب فقہاء: وَهَذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا كَفَرَ أَحَدًا بِالزَّانَا أَوْ السَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص قابل حد جرم کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں اس کی سزا دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس حوالے سے سب سے زیادہ عدل کرنے والا ہے کہ وہ دوبارہ آخرت میں اس بندے کو اس کی سزا دے اور جو شخص کسی قابل حد جرم کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کر لے اور اس سے درگزر کرے تو اللہ تعالیٰ اس بارے میں سب سے زیادہ کریم ہے کہ وہ دوبارہ اس بارے میں سزا دے جسے وہ معاف کر چکا ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اہل علم اسی بات کے قائل ہیں ہمارے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے زنا کرنے یا چوری کی وجہ سے یا شراب پینے کی وجہ سے کسی کو کافر قرار نہیں دیا۔

شرح

حالت ایمان میں زنا کا صدور نہ ہونا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ یعنی زنا، شراب نوشی اور چوری وغیرہ کے سبب آدمی ایمان سے فارغ نہیں ہوتا اور نہ دائرہ کفر میں داخل ہوتا ہے بلکہ ان سے مراد کمال ایمان کی نفی ہے یا امور قبیحہ کی وعید مقصود ہے۔ اگر مرتکب زنا کا کسی کو علم نہ ہو یا مرتکب نے خود اس کا اظہار نہ کیا اور اسی حالت میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ آخرت میں وہ چاہے تو اسے سزا دے یا اسے معاف کر دے۔ تاہم مرتکب کا توبہ کرنے سے اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے لیکن بعد میں اس کے اعادہ سے احتراز واجب ضروری ہے۔ دوبارہ یا سہ بار ارتکاب معصیت کے سبب از سر نو توبہ کرنا ضروری ہے اور بار بار توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے خوش ہوتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

باب 10: (فرمان نبوی ہے) ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان

اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں“

2551 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ

وَأَمْوَالِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ

الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں

سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے کہ لوگ اپنے خون اور اپنے اموال کے حوالے سے اس سے امن میں رہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے: آپ سے دریافت کیا گیا: کون سا مسلمان زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپ نے ارشاد

فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2552 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو اسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ

لِسَانِهِ وَيَدِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ سے سوال کیا گیا کون سا

مسلمان زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونے کے

طور پر ”صحیح غریب حسن“ ہے۔

شرح

مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کا محفوظ ہونا

احادیث باب میں سادہ الفاظ میں مسلمان کی تعریف کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہترین مسلمان کے بارے

میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: وہ آدمی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اعضاء

انسانی میں سے زبان اور ہاتھوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ بالخصوص زبان تمام اعضاء کی رئیسہ ہے اور تمام اعضاء کی ترجمان ہے۔

تمام اعضاء انسانی بیک زبان ہر صبح کو زبان کے سامنے دستہ بستہ گزارش کرتے ہیں تو ہماری ترجمان ہے تیری ہر حرکت خیر کے لیے

ہونی چاہیے تاکہ ہمیں سکون کی دولت حاصل ہو ورنہ ہمیں پریشانی کے علاوہ کوئی چیز میسر نہیں ہوگی۔ زبان کی حرکت امور خیر کے لیے

2552- اخرجہ البخاری (۷۰/۱ - ۷۱) کتاب الایمان: باب: ای الاسلام افضل حدیث (۱۱) - و مسلم (۱/۲۸۵ - نووی) کتاب الایمان:

باب: بیان نفاضل الاسلام حدیث (۶۶/۴۲) - و النسائی (۸/۱۰۶ - ۱۰۷) کتاب الایمان: باب: ای الاسلام افضل وقد تقدم عند

المصنف برقم (۲۵۰۴)

ہو مثلاً تلاوت قرآن درود و سلام درس و تدریس امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اصلاح و تبلیغ عوام کے لیے تو باعث سکون ہے ورنہ تمام اعضاء بدن کے لیے باعث عذاب و مواخذہ ہوگی۔

احادیث باب میں زبان اور ہاتھ دونوں کو اپنے قابو میں رکھنے اور دوسروں کو اذیت سے محفوظ رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ہی اسے قرار دیا ہے جس کی زبان اور ہاتھ مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ ہو۔ ان دونوں اعضاء کا کسی مسلمان کے خلاف استعمال کرنا مسلمان ہونے کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

فائدہ نافعہ: احادیث باب میں جس ایذا رسانی سے منع کیا گیا ہے اور اسے اسلام کے منافی قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ ایذا رسانی ہے جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو ورنہ ظالموں، مفسدوں اور مجرموں کو سزا دینے اور ان کے فتنوں کا سدباب کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا

باب 11: (فرمان نبوی ہے) اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا تھا

اور یہ عنقریب غریب الوطن ہو جائے گا

2553 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوْبِي لِلْغُرَبَاءِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ أَنَسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ

مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ

تَوْضِيْحٌ رَاوِي: وَأَبُو الْأَحْوَصِ اسْمُهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضَلَةَ الْجُشَمِيُّ تَفَرَّدَ بِهِ حَفْصٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام کا آغاز غریب الوطنی میں

ہوا تھا اور یہ عنقریب غریب الوطن ہو جائے گا جیسے اس کا آغاز ہوا تھا تو غریب الوطن لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے

”غریب“ ہے۔

2553- اضرجه ابن ماجه (۲/۱۳۲۰) كتاب الفتن: باب: بدأ الإسلام غريباً، حديث (۲۹۸۸) والدارمی (۲/۳۱۱ - ۳۱۲) كتاب الرقاق:

باب: ان الإسلام بدأ غريباً و عبد الله ابن الامام احمد في (روائده على المسند) (۱/۲۹۸) و رواه ابو يعلى في (مسنده) (۸/۲۸۸)

برقم (۴۹۷۵)۔

ہم اس روایت کو صرف حفص بن غیاث کی اعمش سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابوالاحوص کا نام عوف بن مالک بن نھله جشمی ہے۔ حفص نامی راوی اسے نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

2554 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مِلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: إِنَّ الدِّينَ لَيَارِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَارِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّينُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأَرْوِيَةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَيَرْجِعُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄◄ کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

دین (اسلام) حجاز کی طرف یوں سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹتا ہے اور دین (اسلام) حجاز میں اس طرح پناہ گزین ہوگا جس طرح جنگلی بکرا پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتا ہے۔ نیز دین (اسلام) کا آغاز غریب الوطنی میں ہوا تھا اور یہ دوبارہ غریب الوطن ہو جائے گا تو ان غریب الوطن لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جو اس چیز کی اصلاح کریں گے جس بارے میں لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں خرابی کی ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

غرباء کی عظمت و فضیلت

غرباء وہ لوگ ہیں جن کی مالی حالت بہتر نہ ہو اور وہ اپنی اس حالت پر ناز کرتے ہیں لیکن کسی کے سامنے دہمت سوال دراز کرنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اغنیاء و امراء سے پانچ سو سال قبل جنت میں داخل ہوں گے۔ احادیث باب میں ان لوگوں کی عظمت و فضیلت بیان کرتے ہوئے انہیں جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اسلام کا آغاز غرباء سے ہوا تھا اور اس کا اختتام بھی ان ہی لوگوں میں ہوگا جس طرح غرباء کو السابقون الاولون کی فضیلت حاصل ہوئی۔ اسی لیے قرب قیامت میں بھی اسلام ان معزز لوگوں میں سمٹ آئے گا۔ چنانچہ ان لوگوں کی فضیلت اور جنت کی خوشخبری کے بارے میں ارشادِ بانی ہے: الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَحَسَنَ مَا أَجْرُهُمْ (الرعد: ۲۹) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي عِلْمِ الْمُنَافِقِ

باب 12: منافق کی علامات

2555 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثُ آيَةِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أَوْثَمَنَ خَانَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنْسٍ وَجَابِرِ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سَهْلٍ بِنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو سَهْلٍ هُوَ عَمُّ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأَسْمُهُ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيُّ الْخَوْلَانِيُّ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: منافق کی نشانیاں تین ہیں جب وہ بولے گا تو جھوٹ بولے گا جب وعدہ کرے گا تو اس کی خلاف ورزی کرے گا جب اسے امین مقرر کیا جائے گا تو خیانت کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور علاء کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر غریب ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (جیسا کہ سابقہ روایت میں گزر چکا ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

ابو سہیل نامی راوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے چچا ہیں۔ ان کا نام نافع بن مالک بن ابو عامر صحیحی خولانی ہے۔

2556 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَتْ مُنَافِقًا وَإِنْ كَانَتْ خَصْلَةً مِّنْهُنَّ فِيهِ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

2555- أخرجه مسلم (۳۳۲/۱ - نووی) کتاب: الایمان، باب: بیان خصال الایمان، حدیث (۵۹/۱۰۹)۔

2556- أخرجه احمد (۱۹۸/۱۸۹/۲) والبخاری (۱۱۱/۱) کتاب الایمان، باب: علامة المنافق (۲۴) وفی (۱۲۸/۵) کتاب المطالم، باب:

إذا خصم فجر حدیث (۲۴۵۹) وفی (۲۳۲/۶) کتاب الجزية، باب: اتم من عاهدتم عند حدیث رقم (۲۱۷۸) و مسلم (۳۳۲/۱ - نووی)

کتاب الایمان، باب: بیان خصال المنافق حدیث رقم (۵۸/۱۰۶) و ابوداؤد (۶۳۲/۲) کتاب السنة، باب: الدلیل علی زیادة الایمان و

نفسانه حدیث (۴۶۸۸) والنسائی (۱۱۶/۸) کتاب الایمان و تراجم، باب: علامة المنافق و رواه عبد بن حمید کما فی (منتخب المسند)

رقم (۳۳۲)۔

حَتَّى يَدْعَهَا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد ویکر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَرْوَةَ

بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذہب فقہاء: وَأَنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَأَنَّمَا كَانَ نِفَاقُ التَّكْذِيبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا رَوَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ شَيْءٌ مِنْ هَذَا أَنَّهُ قَالَ النِّفَاقُ نِفَاقَانِ نِفَاقُ الْعَمَلِ

وَنِفَاقُ التَّكْذِيبِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ چار خامیاں جس شخص میں ہوں گی وہ منافق

ہوگا اور اگر کسی شخص میں ان میں سے کوئی ایک خامی ہو تو اس میں منافقت کی خصوصیت ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے وہ

شخص کہ جب کوئی بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب لڑائی کرے تو بدزبانی کا مظاہرہ

کرے، جب کوئی عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس سے مراد عملی نفاق ہے۔ (نبی اکرم ﷺ) کی تکذیب والا نفاق نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں

ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حسن بصری رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: نفاق دو طرح کا ہوتا ہے وہ نفاق جس کا تعلق

عمل سے ہو اور وہ نفاق جس کا تعلق تکذیب سے ہو۔

2557 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ

الْأَعْلَى عَنْ أَبِي النُّعْمَانَ عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ وَيَنْوِي أَنْ يَفِي بِهِ فَلَمْ يَفِ بِهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِي

تَوْضِيحُ رَاوِي: عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ثِقَّةٌ وَلَا يُعْرَفُ أَبُو النُّعْمَانَ وَلَا أَبُو وَقَّاصٍ وَهُمَا مَجْهُولَانِ

﴿﴾ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب آدمی کوئی وعدہ کرے اور اس کی

نیت یہ ہو کہ وہ اسے پورا کرے گا اور پھر وہ اسے پورا نہ کر سکے تو اسے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

اس کی سند قوی نہیں ہے علی بن عبدالاعلیٰ نامی راوی ثقہ ہیں ابو نعمان اور ابو وقاص نامی راوی کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے یہ

دونوں مجہول ہیں۔

شرح

علامات منافق

منافقت: بظاہر کلمہ پڑھنا یا اہل ایمان کا عمل کرنا لیکن دل میں کفر ہونا۔ منافق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتا ہو لیکن دل میں ایمان کی روشنی یا یقین موجود نہ ہو۔
دور رسالت میں تین قسم کے لوگ تھے:

(۱) مؤمنون: یہ وہ لوگ تھے جن کے عقائد و افکار اور اعمال اسلامی تعلیمات کے مطابق تھے۔ علاوہ ازیں ان کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔

(۲) کافرون: یہ وہ لوگ تھے جن کے عقائد و افعال اسلامی احکام سے متصادم تھے اور ان کے ظاہر و باطن میں کفر یکساں تھا۔
(۳) منافقون: یہ وہ لوگ تھے جو اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتے تھے لیکن دل سے وہ مؤمن نہیں تھے کیونکہ وہ ایمان کی روشنی سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تینوں قسم کے لوگوں کے احوال سے آگاہ فرما دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار منافقوں کا نام لے کر انہیں اپنی مجلس سے نکال دیا تھا۔ تاہم خاص منافقون کا تعلق دور رسالت سے تھا مگر ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ اب صرف دو گروہ باقی ہیں:

(۱) خالص مؤمن (۲) خالص کافر

اب اعتقادی منافقین ضرور پائے جاتے ہیں جو اپنی علامات یا با اعتماد شہادتوں سے معلوم کیے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتے ہیں لیکن دوسری طرف کفار کے ساتھ بھی ملے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کی رسومات بھی ادا کرتے ہیں۔ اعتقادی منافقین کی مذمت و وعید قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ انہیں جہنم کے نچلے درجہ میں ڈالا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (القرآن)** ”پیشک منافقین کو جہنم کے نیچے والے درجہ میں عذاب دیا جائے گا۔“

منافقین کو افعالِ رذیلہ آثارِ بد اور عاداتِ شنیعہ سے خاص تعلق و علاقہ ہوتا ہے اس لیے احادیثِ باب میں ان کی علامات بیان کی گئی ہیں۔

علامات نفاق چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بکتا ہے

(۲) جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا نہیں کرتا

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔

(۴) جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

جس شخص میں یہ چاروں علامات پائی جائیں وہ کامل منافق ہوتا ہے اور جس میں کم پائی جائیں وہ ناقص منافق ہوتا ہے۔

بہر حال منافق، منافق ہوتا ہے اور اس کے شر سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔ اہل ایمان کو ان کے نفاق اور منافقین سے احتراز کرنا از بس ضروری ہے۔

فائدہ نافعہ: جب کوئی شخص ایفاء وعدہ کا قصد رکھتا ہو لیکن اچانک کسی مجبوری کی وجہ سے اس کا ایفاء نہ کر سکا تو وہ علامات نفاق سے مستثنیٰ ہوگا اور وہ منافقین کے زمرے میں شمار نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ سَبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ

باب 13: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے

2558 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكِيمِ بْنُ مَنْصُورِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: قِتَالُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ كُفْرٌ وَسَبَابُهُ فُسُوقٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

◄◄ عبد الرحمن بن عبد اللہ، اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ہے: مسلمان کا اپنے بھائی کو قتل کرنا کفر ہے اور اسے گالی دینا فسق ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیگر سند سے بھی نقل کی گئی ہے۔

2559 سند حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ قِتَالُهُ كُفْرٌ لَيْسَ بِهِ كُفْرًا مِثْلَ الْإِرْتِدَادِ

حدیث دیگر: وَالسُّحْجَةُ فِي ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قُتِلَ مُتَعَمِّدًا فَأَوْلِيَاءُ

2558- أخرجه احمد (۱/۴۱۷، ۴۶۰) والنسائي (۷/۱۲۲) كتاب تحريم الدم: باب قتال المسلم-

2559- أخرجه احمد (۱/۲۸۵، ۴۳۳، ۴۳۹، ۴۵۴) والبخاري (۱/۱۳۵) كتاب الايمان: باب: خوف المؤمن من ان يعبط عمله حديث (۴۸) و من (۱۰/۴۷۹) كتاب الادب: باب: ما ينهى عن السباب واللعن: حديث (۶۰۴۴) و مسلم (۱/۳۲۰ - نووي) كتاب الايمان: باب: بيان قول النبي صلى الله عليه وسلم سباب المسلم فسوق و قتاله كفر: حديث (۱۱۶/۶۴) و النسائي (۷/۱۲۲) كتاب تحريم الدم: باب: قتال المسلم و ابن ماجه (۱/۲۷) المقدمة: باب: في الايمان حديث (۶۹) و في (۲/۱۲۹۹) كتاب الفتن: باب: سباب المسلم فسوق و قتاله كفر (۲۹۲۹)-

الْمَقْتُولِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءُوا قَتَلُوا وَإِنْ شَاءُوا عَفَوْا وَلَوْ كَانَ الْقَتْلُ كُفْرًا لَوَجِبَ وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَاوُسٍ وَعَطَاءٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ وَفُسُوقٌ دُونَ فُسُوقٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا اس طرح کفر ہو جس طرح مرتد ہونا ہوتا ہے۔

اس بات کی دلیل وہ روایت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس شخص کو قتل عمد کے طور پر قتل کر دیا جائے تو مقتول کے پسماندگان کو اختیار ہوگا اگر وہ چاہیں (تو قصاص کے طور پر قاتل کو) قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں۔“

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر قتل کرنا کفر ہوتا تو قاتل کو سزائے موت دینا لازم ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، طاووس، عطاء اور دیگر اہل علم یہ فرماتے ہیں: کفر کے مختلف مراتب ہیں۔ اور فسق کے بھی مختلف مراتب ہیں۔

شرح

مسلمان کو گالی دینے کی وعید

احادیث باب میں دو امور کی مذمت و وعید بیان کی گئی ہے:

(۱) مسلمان کو گالی دینا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے لہذا اپنے بھائی کو گالی دینا اپنے آپ کو گالی بکنے کے مترادف ہے۔ ایک روایت میں صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والدین کو گالی نہ دیا کرو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے والدین کو کون گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالی بکتا ہے تو اس طرح گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی ہے۔ کسی کو گالی دینا قابل مذمت و قابل مواخذہ حرکت ہے۔ احادیث باب میں گالی بکنے کو گناہ قرار دیا گیا ہے اور گناہ قابل مذمت عمل ہوتا ہے لہذا کسی مسلمان کی شایان شان ہرگز نہیں ہے کہ وہ کسی کو گالی سے نوازے۔

(۲) مسلمان کو قتل کرنے کی وعید: شرعی قوانین کے مطابق کسی بھی مسلمان کو قتل کرنا جائز ہے لیکن بلا عذر شرعی کسی کو قتل کرنا ممنوع و حرام ہے۔ بلا عذر شرعی کسی کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے جو توبہ سے معاف ہو سکتا ہے اور اس کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔ تاہم کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار دیتے ہوئے اسے قتل کرنا کفر ہے۔ کسی مسلمان کو شرعی سزا کے طور پر قتل کرنا جائز ہے اس کے قتل کو حرام تصور کرتے ہوئے قتل کرنا حرام و گناہ ہے اور اسے جائز قرار دیتے ہوئے قتل کرنا کفر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رَمَى أَخَاهُ بِكُفْرٍ

باب 14: جو شخص اپنے بھائی کی تکفیر کرے (اس کا حکم)

2560 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ

يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِنَ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ
كَقَاتِلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَبَهُ اللَّهُ بِمَا قَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس بارے میں اس پر کوئی نذر لازم نہیں ہوتی اور مؤمن شخص پر لعنت کرنے والا اسے قتل کرنے والے کی مانند ہے اور جو شخص کسی مؤمن کو کافر قرار دے تو وہ اسے قتل کرنے والے کی مانند ہے اور جو شخص جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ذریعے عذاب دے گا جس کے ذریعے اس نے خودکشی کی تھی۔

اس بارے میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2561 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا

حُكْمِ حَدِيثٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَمَعْنَى قَوْلِهِ بَاءَ يَعْنِي أَقْرَبَ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے وہ کفران دونوں میں سے کسی ایک میں پختہ ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

حدیث کے لفظ بَاء کا مطلب ”پختہ ہونا“ ہے۔

2560- اضرجه احمد (۲۴/۳۳) و البخاری (۲/۳۶۸) کتاب الجنائز: باب: ما جاء في قاتل النفس هديت (۱۳۶۲) و مسلم (۱/۳۹۶) -
نورى) كتاب الایمان: باب: بيان غلط تحریم قتل الانسان نفسه هديت (۱۱۰/۱۷۶) و النسائی (۷/۶۵) كتاب الایمان و النور: باب: المصنف بما سوى الاسلام و ابن ماجه (۱/۶۷۸) كتاب الكفارات: باب: من هلف بيلة غير الاسلام (۲۰۹۸) و السارمی (۲/۱۹۱ - ۱۹۲) كتاب الديات: باب: التشديد على من قتل نفسه و قد تقدم عند المصنف برقم (۱۵۲۷ - ۱۵۲۸) -
2561- اضرجه البخاری (۱۰/۹۵۳۱) كتاب اللاديه: باب: (من كفر اخاه بغير نادريل فهو كما قال) رقم (۶۱۰۴) و مسلم (۱/۳۷۸ - اللابى): كتاب الایمان: باب: بيان حال ايمان من قال لا خيه المسلم يا كافر رقم (۶۰/۱۱۱) و احمد (۲/۲۳ - ۶۰ - ۱۱۲) -

شرح

مسلمان کو کافر قرار دینے والے کی مذمت

احادیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ کسی مسلمان پر لعن طعن کرنا، گناہ کبیرہ ہے جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ کسی مسلمان کی تکفیر کرنا، اسے قتل کرنے کے برابر جرم ہے۔ دوسری روایت کے مطابق کسی آدمی کی تکفیر کرنا، اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر وہ کافر نہ ہو تو وہ کفر الزام عائد کرنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔

احادیث باب میں کسی مسلمان بھائی پر لعن طعن کرنا، کفر کا الزام عائد کرنا اور خودکشی کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ ان میں سے ہر عمل ایک جاری رہنے والے فتنہ کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کو یہ درس دیا گیا ہے کہ ان امور قبیحہ سے احتراز واجتناب کریں، کیونکہ یہ ایمان سے متصادم اعمال ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

باب 15: جو شخص ایسے عالم میں مرے کہ وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو

کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے

2562 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ ابْنِ

مُحَيْرِيزٍ عَنِ الصَّنَابِغِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

مَنْ حَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِمَ تَبْكِي قَوْلَ اللَّهِ لَئِنْ اسْتَشْهَدْتُ لَا شَهِدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شَفَعْتُ لَا شَفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنْ اسْتَطَعْتُ لَا نَفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمْ بِهِ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ

تَوْضِيحُ رَاوِي: قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عِيْنَةَ يَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ كَانَ ثِقَةً

مَأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَالصَّنَابِغِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُسَيْلَةَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ

2562- اضرجه اميد (۲۷۸/۵) و مسلم (۲۵۷/۱ - نووي) كتاب الایمان باب: الدلیل علی ان من مات علی التوحید: حدیث

(۲۹/۴۷) و النسائی من (۲۷۷/۶ - الکبری) کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: ما یقول عند الموت حدیث (۱۰۹۶۷/۳۶) و رواه عبد بن

امید کما فی (منتخب المسند) رقم (۱۸۶) -

قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ هَذَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ قَبْلَ نَزُولِ الْفَرَائِضِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ

مذہب فقہاء: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَوَجْهُهُ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ سَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَإِنْ عُدُّوا بِالنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ هَكَذَا رَوَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ (رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ) قَالُوا إِذَا أُخْرِجَ أَهْلُ التَّوْحِيدِ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَكَالَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

◀◀ صنابھی: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت قریب المرگ تھے۔ میں رونے لگا تو انہوں نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ! تم کیوں رو رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی مانگی گئی تو میں تمہارے حق میں گواہی دوں گا اور اگر مجھے شفیع بنایا گیا تو میں تمہاری شفاعت کروں گا اور اگر مجھ سے ہوسکا تو میں تمہیں نفع پہنچاؤں گا۔ پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جو بھی حدیث سنی جس میں تمہارے لیے بھلائی موجود تھی وہ میں نے تم لوگوں کے سامنے بیان کر دی۔ سوائے ایک حدیث کے وہ میں آج تمہارے سامنے بیان کروں گا کیونکہ اس وقت میں قریب المرگ ہو چکا ہوں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر جہنم کو حرام کر دے گا۔“

اس بارے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

ابن ابی عمر ابن عیینہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: محمد بن عجلان علم حدیث میں ثقہ اور مامون ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

صنابھی نامی راوی کا نام عبدالرحمن بن عسیلہ ہے (اور ان کی کنیت) ابو عبداللہ ہے۔

زہری کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو شخص

اس بات کا اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا تو انہوں نے بتایا: یہ ابتدائے اسلام میں تھا جب فرائض کا حکم نازل نہیں ہوا تھا امر اور نہی نازل نہیں ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کی صورت یہ ہے: اہل توحید جنت میں ضرور داخل ہوں

گے اگرچہ انہیں ان کے گناہوں کے بدلے میں جہنم میں عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

”اہلِ توحید میں سے کچھ لوگ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔“

یہی بات سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی اور دیگر تابعین کے حوالے سے نقل کی گئی ہے جو اس آیت کی تفسیر کے بارے میں ہے۔

”کافر لوگ یہ آرزو کریں گے، کاش وہ مسلمان ہوتے“

ان علماء نے یہ بات بیان کی ہے: جب اہلِ توحید کو جہنم میں سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا، تو کفار یہ آرزو کریں گے، کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔

2563 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَعْفَرِيِّ ثُمَّ الْحِطِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: إِنَّ اللَّهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي عَلَى رُؤْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصْرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظْلَمَكَ كَتَبْتَنِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَاكَ عُذْرٌ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٍ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ أَحْضِرْ وَرَنكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجَلَاتِ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تَظْلَمُ قَالَ فَتُوضَعُ السِّجَلَاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجَلَاتُ وَثَقَلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْءٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد ویکر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی موجودگی میں میری امت کے ایک شخص کو الگ کرے گا اور اس کے سامنے اس کے 99 دفتر (نامہ اعمال کے) کھولے جائیں گے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہو پھر وہ فرمائے گا: کیا تم ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتے ہو؟ کیا میرے مقرر کردہ محافظ فرشتوں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے؟ وہ جواب دے گا: نہیں! اے میرے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہارے پاس کوئی عذر ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: نہیں! اے میرے پروردگار! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! ہمارے پاس تمہاری ایک نیکی ہے اور آج تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی پھر ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں یہ تحریر ہوگا۔

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں، حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں“

2563۔ اضرہ احمد (۲/۲۱۲-۲۱۱) و ابن ماجہ (۱۶۲۷/۲) کتاب (الزهد) باب: ما یرجى من رحمة الله يوم القيامة، حدیث (۶۲۰) و اضرہ عبد بن حبیب کما فی (المنتخب) رقم (۲۲۹)۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اس کا وزن ہونے لگا ہے) تم بھی میزان کے پاس رہو! تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلے میں کاغذ کے اس ایک ٹکڑے کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: پھر ان تمام دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ اس ایک کاغذ کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ تمام دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور کاغذ کا وہ ٹکڑا بھاری ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام جتنی وزنی چیز اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی نقل کی گئی ہے۔ اس کا مفہوم یہی ہے۔

شرح

کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے کا دنیا سے رخصت ہونا، جنتی ہونے کی علامت ہے

گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور جمہور محققین کے نزدیک ایمان کی حقیقت بسیط ہے۔ اعمال صالحہ ایمان کامل کے اجزاء نہیں بلکہ اس کی تزیین کے لیے ہیں۔ دیگر فقہاء اشاعرہ اور معتزلہ کا موقف ہے کہ ایمان مرکب ہے کیونکہ اقرار لسانی اور اعمال صالحہ اس کے اجزاء ترکیبی ہیں لیکن اعمال صالحہ ایمان کے منافی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایمان مرکب ہے جو امور ثلاثہ یعنی تصدیق قلبی، اقرار لسانی اور اعمال صالحہ کا مجموعہ ہے جبکہ اعمال سیئہ اس کے منافی ہے۔ جو مسلمان دنیا سے اعمال سیئہ کرتا ہو رخصت ہوتا ہے تو کیا وہ صاحب ایمان ہوگا یا نہیں؟ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب احادیث باب میں دیا ہے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ کلمہ گو ہے خواہ وہ کتنا گناہگار ہوگا وہ اگر گناہوں کی پاداش میں جہنم میں داخل کر بھی دیا جائے گا تو بالآخر اسے وہاں سے نکال لیا جائے گا اور اس کا دائمی مقامی جنت ہوگا۔ انہوں نے اپنے موقف پر احادیث کے علاوہ یہ ارشاد خداوندی بھی بطور دلیل پیش کیا ہے: رَبَّمَا يُودُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ (الحجرات: ۲) کفار اس بات کی خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث منقول ہے: سَيُخْرِجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَيُدْخِلُونَهَا الْجَنَّةَ۔ عنقریب اہل توحید کو جہنم سے نکالا جائے گا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ اس موقع پر کفار و مشرکین اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی اہل توحید و مسلمان ہوتے تو انہیں بھی جہنم سے نجات حاصل ہو جاتی اور وہ جنت میں داخل کر دیے جاتے۔

احناف اور ماتریدیہ کی طرف سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کے جواب اور اپنے نقطہ نظر کی تائید میں حضرت امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: انما كان هذا في اول الاسلام قبل نزول الفرائض والامر والنهي یعنی احادیث باب کا تعلق دور اول کے ساتھ ہے جب فرائض اور امر و نواہی کا نزول نہیں ہوا تھا۔ فرائض اور امر و نواہی کے نزول کے بعد اعمال صالحہ مامور بھی قرار پائے اور اعمال طالحہ منھی عنہ ٹھہرے اور اعمال صالحہ ایمان کے اجزاء قرار پائے لیکن نفس ایمان کے اجزاء نہیں ہیں۔ ایمان کامل کے اجزاء ہو سکتے ہیں جو تزیین کے لیے ہیں کیونکہ ایمان بسیط ہے مرکب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

2564 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

2564۔ اضرجه احمد (۲/۲۳۲) و ابو داؤد (۲/۶۰۸) کتاب السنۃ باب: شرح السنۃ حدیث (۴۵۹۶) و رواہ ابو یعلیٰ فی (مسندہ)

(۲۱۷/۱۰) برقم (۵۹۱)۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ أَوْ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَالنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ وَتَفْتَرِقُ
أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی 71 فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے
(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ عیسائی بھی اسی کی مانند (اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہوئے)
اور میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2565 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ زِيَادِ الْأَفْرِيقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا آتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوِ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّىٰ إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ آتَى

أُمَّهُ عِلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَضَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى

ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مُفَسَّرٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت کے ساتھ بھی وہی کچھ

پیش آئے گا جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آیا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک جو تادوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ

اگر ان میں سے کسی شخص نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ طور پر زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہوگا جو ایسا کرے گا اور

بنی اسرائیل 72 فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک گروہ کے علاوہ باقی سب جہنم میں جائیں

گے۔ لوگوں نے دریافت کیا: وہ کون لوگ ہوں گے؟ یا رسول اللہ! (جو جنت میں جائیں گے؟) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو

اس راستے پر چلیں گے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ اور مفسر ہے۔

اس طرح کی روایت کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں (یعنی جس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ جنت میں جانے

والا فرقہ کون سا ہوگا؟)

2566 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ عَنْ

2565- تفریبه المصنف کما فی (التمهة) رقم (۸۸۶۴) ذکره المتقی فی (الکنز) (۲۱۱/۱) حدیث (۱۰۶۰) و عزاه للمعالم و ابن عساکر
عن عبد الله بن عمرو-

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:
 متن حدیث: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذَلِكَ النُّورِ
 اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَاهُ ضَلَّ فَلِذَلِكَ أَقُولُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلَيَّ عِلْمَ اللَّهِ
 حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ نے تاریکی میں مخلوق کو پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا تو جنہیں وہ نور نصیب ہو گیا وہ ہدایت حاصل کر گئے اور جنہیں نصیب نہیں ہوا وہ گمراہ ہو گئے۔ اسی لیے میں یہ کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قلم خشک ہو چکا ہے۔
 امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2567 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
 متن حدیث: أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا قَالَ أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَدِّبَهُمْ
 حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

﴿﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ جانتے ہو؟ کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ان بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ کہ ان بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے جب وہ ایسا کر لیں؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔
 (امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

2568 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ وَالْأَعْمَشِ كُلُّهُمْ سَمِعُوا زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 متن حدیث: أَتَانِي جَبْرِيلُ فَيُبَشِّرُنِي فَأَخْبِرُنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ

2566- اضربه احمد (۱۹۷/۲) (۱۹۷/۲)

2567- اضربه احمد (۲۲۸/۵) و البضاری (۶۹/۶) کتاب الجهاد و السیر: باب: اسم الفرس و الصبار (۲۸۵۶) و مسلم (۲۵۲/۱)

کتاب الایمان: باب: الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة حدیث (۲۰/۴۹)

2568- اضربه احمد (۱۶۶/۵) و فی (۱۱۷/۸) البضاری (۲۵۲/۶) کتاب بدء الخلق: باب: ذکر الملائكة (۲۲۲۲) و مسلم

(۸۱/۴ - ۸۲ - نووی) کتاب الزکاة: باب: الترغیب فی الصدقة (۹۴/۲۲) و البضاری فی (الادب المفرد) رقم (۸۰۳) -

زَنِي وَاِنْ سَرَقَ قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری دی جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے دریافت کیا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔اس بارے میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

شرح

امت میں گروہ بندی کا تذکرہ

اشاعرہ، خوارج اور معتزلہ کا موقف ہے کہ ایمان مرکب ہے۔ اعمال صالحہ اس کے اجزاء ہیں اور مرتکب کبیرہ کو وہ خارج اسلام قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب کیا ہے؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے کہ امم سابقہ کی طرح یہ امت بھی فرقہ بندی کا شکار ہوگی۔ تمام فرقے گمراہ ہوں گے لیکن ایک گروہ جنتی ہوگا۔ ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ ان کے عقائد و افکار اور اعمال کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ مضمون احادیث کے حوالے سے چند ایک اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ جو فرقے عقائد و افکار اور اعمال طالحہ کے سبب دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہوں گے۔ وہ دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے ورنہ اپنے بد اعمال اور گناہوں کے سبب مختصر عرصہ یا قلیل وقت تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ بد اعمالی کی نسبت بد اعتقادی کی سزا زیادہ ہوگی۔

☆ یہ امت بھی بد اعتقادیوں، بد اعمال اور ارتکاب معصیات کے حوالے سے پہلی امتوں کی پیروی کرے گی حتیٰ کہ کسی نے اپنی والدہ کے ساتھ بد فعلی کی ہوگی تو یہ بھی ایسا گناہ کریں گے یعنی نافرمانیوں کے اعتبار سے پیچھے نہیں ہوگی بلکہ سبقت لے جانے کی کوشش کرے گی۔

☆ بہتر اور تہتر کے اعداد تکثیر کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ عربی زبان میں سات کا عدد تھوڑی تکثیر کے لیے ستر کا عدد درمیانی تکثیر کے لیے اور تہتر کا عدد زیادہ تکثیر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ناجی گروہ کی تخصیص کے بارے میں سوال اس لیے کرنے کی کوشش کی تا کہ اس کی پیروی کی جائے ناری فرقوں سے انقطاع کیا جاسکے اور تاقیامت آنے والے لوگوں کو صراط مستقیم میسر آسکے۔

☆ جماعت ناجیہ ”اہل سنت و جماعت“ ہے۔ ما انا علیہ واصحابی کا مصداق بھی یہی ہے اور خوش اعتقادی و حسن اعمال کی حامل بھی یہی جماعت ہے۔ علاوہ ازیں حضرت غوث اعظم، حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت سید بلھے شاہ قصوری، حضرت سید امام علی شاہ مکان شریقی، حضرت مجدد الف ثانی سرہندی، حضرت شاہ بلاول قادری، حضرت میاں شیر محمد

شرقیوری رحمہم اللہ تعالیٰ اکابر اسی گلشن کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

☆ جو فرقے گمراہی کا راستہ اختیار کریں گے وہ بداعتقاد بد اعمال اور بد کردار ہوں گے۔ علاوہ ازیں ان کے مابین خیر و شر، حلال و حرام اور گمراہی و صراطِ مستقیم کا تصور کا عدم ہو جائے گا۔

کلمہ گو انسان خواہ کتنا ہی گناہگار ہوگا، وہ بالآخر جنت میں داخل ہوگا یعنی اپنے اعمالِ طالحہ کی سزا بھگتنے کے لیے بطور سزا جہنم میں داخل کیا جائے گا، پھر اسے وہاں سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔



کِتَابُ الْعِلْمِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

علم کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ما قبل سے ربط اور تعریف علم

اوراق سابقہ میں ایمان کی بحث تھی اور اب حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علم کی بحث کا آغاز کر رہے تھے۔ دونوں اباحت میں تقدیم و تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کی بحث علم کی بحث سے افضل ہے، کیونکہ ایمان پر جہنم سے آزادی کا مدار ہے اور علم جہالت سے نجات کا معیار ہے۔ ایمان کی بحث کے بعد متصل علم کی بحث لانے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کے مابین گہرا تعلق و علاقہ ہے، کیونکہ ایمان و علم دونوں کی وجہ سے آدمی میں خشیت باری تعالیٰ کا وصف پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** ط (الفاطر: ۲۸) بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف علماء اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ "مطلب یہ ہے کہ جس طرح اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ رہتے ہیں، اسی طرح اہل علم بھی اس سے ڈرتے ہیں۔

علم کی تعریف: لفظ: علم، کالغوی معنی ہے۔ معلوم کرنا، جاننا، پہچاننا۔ جس طرح علم کی اصطلاحی تعریف میں علماء کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے، اسی طرح اس کے محل میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم "علم" کی چند تعریفات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی تعریف: حصول صورۃ الشی فی العقل۔ کسی چیز کی صورت کا عقل میں حاصل ہونے کا نام علم ہے۔

دوسری تعریف: الحاضر عند المدرک۔ ادراک کرنے والی قوت کے پاس کسی صورت کے حاضر ہونے کا نام علم ہے۔

تیسری تعریف: الصورة الحاصلة من الشی عند العقل۔ عقل میں حاصل ہونے والی صورت کا نام علم ہے۔

چوتھی تعریف: قبول النفس لتلك الصلورة۔ نفس کا اس صورت کو حاصل کرنے کا نام علم ہے۔

پانچویں تعریف: الاضافة الحاصلة بين العالم والمعلوم۔ عالم اور معلوم کے درمیان قائم ہونے والے تعلق کا نام علم

ہے۔

چھٹی تعریف: ایسے نور کا نام علم ہے، جس کے سبب معلوم عیاں ہو جاتا ہے، مثلاً آنکھ کی روشنی جس سے دیکھی ہوئی چیز واضح ہو جاتی ہے۔

ساتویں تعریف: صفة يتجلى بها المذكور لمن قامت هي به۔ ایک کیفیت کا نام علم ہے، جس سے وہ بات عیاں ہو جاتی ہے، جو عالم کے سامنے بیان کی جائے۔

آٹھویں تعریف: الحق انه من اجلى البديهيات كالنور والسرور نعم تنقيح حقيقته عسير جدا۔ علم ایک واضح چیز کا نام ہے جسے ہر آدمی سمجھائے بغیر سمجھ جاتا ہے، لیکن اس کی حقیقت کو واضح کرنا دشوار تر ہے۔

باب إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَهَّهُ فِي الدِّينِ

باب 1: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے دین کے بارے

میں سوجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے

2569 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي

هِندٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَابِي هُرَيْرَةَ وَمَعَاوِيَةَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ

بھلائی کا ارادہ کرے، اسے دین کی میں سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا بندے کو علم دین سے نوازا

لفظ: ”فقہ“: ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل سے فعل ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: کسی کو سکھانا، کسی کو فقیہ بنانا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر ہمہ وقت نوازشات اور عنایات کے بادل موسلا دھار بارش کی طرح برستے رہتے ہیں لیکن ان انعامات سے بڑا انعام علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس شخص کا زیادہ مقام ہوتا ہے اسے یہ دولت عطا کی جاتی ہے۔ جس طرح آدمی کسی جاہل کو اپنا دوست بنانا پسند نہیں کرتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی کسی جاہل کو منصب ولایت پر فائز کر کے اپنا دوست بنانا پسند نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عالم بنو یا متعلم بنو یا توجہ سے علم سننے والے بنو یا علم و علماء سے محبت کرنے والے بنو۔ پانچویں قسم (علم و علماء سے بغض رکھنے والے) نہ بنو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے (مجمع الزوائد رقم الحدیث ۵۰۲)

حدیث باب میں علماء، فقہاء اور طلباء سب کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے بغیر یہ دولت حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تاحیات درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے۔ وصال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا تو دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا گیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: فرشتوں کے ذریعے مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! جا میں نے تجھے معاف کیا۔ اگر تجھ سے مواخذہ مقصود ہوتا تو میں تجھے علم کی دولت سے ہرگز نہ نوازتا۔

بَابُ فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ

باب 2: علم حاصل کرنے کی فضیلت

2570 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2571 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْعَتَكِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرِ الرَّازِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ كَانَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَرْفَعَهُ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص علم کے حصول کے لیے نکلے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوتا ہے جب تک وہ واپس نہیں آجاتا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے نقل کیا ہے، مگر ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

2572 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلَّى حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَخْبَرَةَ عَنْ سَخْبَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ الْإِسْنَادِ

تَوَيْحٌ رَاوِي: أَبُو دَاوُدَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَخْبَرَةَ كَبِيرَ شَيْءٍ وَلَا لِأَبِيهِ وَاسْمُ أَبِي دَاوُدَ نَفِيعُ الْأَعْمَى تَكَلَّمَ فِيهِ قَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

2570- اخرجہ احمد (۲/۲۵۲: ۶۰۷) و ابو داؤد (۲/۲۴۲) کتاب العلم: باب: العت علی طلب العلم (۳۶۴) و الدرعی (۱/۹۹) المقدمة: باب: فی فضل العلم و العالم و رواہ ابن ماکہ ایضاً اطول من ذلك فی (۱/۸۲) المقدمة: باب: فضل العلماء و العت علی طلب العلم حدیث (۲۲۵) و ابن حبان فی (صحبہ) (۱/۲۸۴) رقم (۸۴)۔

2571- لم یخرجه من اصحاب الكتب السنة الا الترمذی كما فی (تحفة الاشراف) رقم (۸۲۰) ذكره المنذری فی (الترغیب) (۱/۱۳۹) صیغ (۱۶۸) و قال: حسن الشافعی عند ابن ماجہ۔

2572- اخرجہ الدرعی (۱/۱۳۹) المقدمة: باب: من كره الشهرة و المعرفة۔

﴿﴾ حضرت سخرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص علم حاصل کرے تو یہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

یہ حدیث سند کے اعتبار سے ”ضعیف“ ہے۔

ابوداؤد نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت عبداللہ بن سخرہ اور ان کے والد کے حوالے سے بہت زیادہ روایات منقول نہیں ہیں۔

ابوداؤد نامی راوی کے نام نفعی اعمیٰ ہے۔ قتادہ اور دیگر اہل علم نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

شرح

حصول علم کی فضیلت

احادیث باب میں ایک مشترک مضمون بیان کیا گیا ہے وہ ہے حصول علم دین کی فضیلت۔ حصول علم کے لیے گھر سے نکلنا دشوار ہوتا ہے، کیونکہ اس مقصد کے لیے والدین، بہن بھائیوں، اعزاء و اقارب اور گھر کو چھوڑنے کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ ثواب بقدرے مشقت ہوتا ہے۔ اسی طرح جنت کا حصول بھی دشوار تر ہے، کیونکہ اس کے لیے حسن عقائد و اعمال شرط ہے۔ جو شخص علم دین حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس راستے میں پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

دوسری حدیث باب میں طالب علم کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اسے مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ دیا گیا ہے، جس کے شب و روز عبادت میں گزرتے ہیں اور اسے جنت کی خوشخبری بھی سنائی گئی ہے۔

تیسری حدیث باب میں اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے کہ حصول علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ طالب علم کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) صغیرہ گناہ، جو توبہ کے بغیر اور اعمال صالحہ کے سبب معاف کر دیے جاتے ہیں

(۲) کبیرہ گناہ، جو توبہ کے بغیر معاف نہیں کیے جاتے۔ اس روایت میں مغفرت معصیات کا تعین نہیں کیا گیا، جس سے ثابت

ہوتا ہے کہ حصول علم دین ایسی عبادت ہے، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا جاء الموت لطالب

العلم وهو على هذه الحالة مات وهو شهيد (امام علاء الدین علی متقی، کنز العمال، ج ۱۰، ص ۷۸) ”جس شخص کو حصول علم کے دوران

موت آ جائے وہ شہید ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ جب طالب علم حصول علم کے لیے عازم سفر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے

نورانی پر بچھا دیتے ہیں۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتْمَانِ الْعِلْمِ

باب 3- علم کو چھپانے (کی مذمت) کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

2573 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَدِيلٍ بْنُ قُرَيْشٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُمَارَةَ

بْنِ زَادَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سِئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ الْجَمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْجَأُ مِنْ نَارٍ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص سے کسی علمی بات کے بارے

میں دریافت کیا جائے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اسے چھپالے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

کتمان علم کی وعید

جس طرح حصول علم دین اس پر عمل کرنے اور تبلیغ کرنے کی فضیلت ہے اس کے برعکس اس پر عمل نہ کرنے اور جہلاء کو اس کی تبلیغ نہ کرنے یا مسئلہ دریافت کرنے پر اسے نہ بتانے کی مذمت و وعید بھی اتنی ہی زیادہ ہے، کیونکہ اس طرح حصول علم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ وہ صاحب علم جس سے کوئی علمی مسئلہ دریافت کیا گیا اس نے بتانے سے احتراز کیا تو اس کی وعید حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ اسے اس کی پاداش میں قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

ایک روایت میں کتمان علم سے کام لینے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے

ہیں:

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۰۹) علم چھپانے والے پر ہر چیز لعنت کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلی پانی میں اور پرندے ہوا میں۔

دوسری روایت میں کتمان علم کرنے والے کی نماز ناقابل قبول کی وعید بیان کی گئی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب فتنے ظاہر ہوں اور ہر طرف بے دینی پھیلنے لگے ایسے موقع پر عالم دین اپنا علم ظاہر نہ کرے اور اپنی کسی مصلحت یا

مفاد کے لالچ میں خاموش رہے تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض

2573- اضرحة احمد (۲/۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲) و ابو داؤد (۲/۲۵۵) کتاب العلم باب: كراهية منع العلم (۳۶۵۸) و

ابن ماکہ (۹۶/۱) المقدمة باب: من سئل عن علم فکتبه (۳۶۱)۔

قبول کرے گا اور نہ نفل۔“ (احمد بن حجر کی الصواعق المحرقة ص ۲)

فائدہ نافعہ: علماء اور طلباء کو اپنے علم کے مطابق عمل کرنا چاہیے کیونکہ بے عملی، کتمان علم اور مصلحت کے پیش نظر مسائل کو تبدیل کر کے بیان کرنے کی وعید احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِصَاءِ بِمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ

باب 4: جو شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہو اس کے بارے میں تلقین کرنا

2574 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ

قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَبَا سَعِيدٍ فَيَقُولُ مَرَحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبِعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ فَإِذَا آتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا

توضیح راوی: قَالَ أَبُو عِيْسَى: قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كَانَ شُعْبَةَ يُضَعِّفُ أَبَا هَارُونَ الْعَبْدِيَّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرَوِي عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ حَتَّى مَاتَ وَأَبُو هَارُونَ اسْمُهُ عَمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ

◄◄ ابو ہارون بیان کرتے ہیں: جب ہم لوگ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: ان لوگوں کو خوش آمدید! جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگ تمہارے پیروکار ہوں گے کچھ لوگ زمین کے دور دراز علاقوں سے تمہارے پاس آئیں گے وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتے ہوں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔ علی بن عبد اللہ کہتے ہیں: سعید بن یحییٰ نے یہ بات بیان کی ہے: شعبہ نے ابو ہارون عبدی نامی راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ یحییٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں: ابن عوف نامی راوی ہارون عبدی سے روایات نقل کرتے ہیں: یہاں تک کے ان کا انتقال ہو گیا۔

ابو ہارون نامی راوی کا نام عمارہ بن جوین ہے۔

2575 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: يَأْتِيكُمْ رِجَالٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَتَعَلَّمُونَ فَإِذَا جَانُواكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا قَالَ فَكَانَ أَبُو

سَعِيدٍ إِذَا رَأَانَا قَالَ مَرَحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي هَارُونَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

2574۔ اضرجه ابن ماجه (۹۱/۱) المقدمة: باب: الوصاة بطلبة العلم (۲۴۹) ودواه (۹۰/۱) المقدمة: باب: الوصاة بطلبة العلم حديث

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مشرق کی سمت سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے وہ علم حاصل کرنا چاہتے ہوں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔
راوی بیان کرتے ہیں: جب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہمیں دیکھتے تھے تو فرمایا کرتے تھے: ان لوگوں کو خوش آمدید! جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی تھی۔

ہم اس روایت کو صرف ابوہارون عبدی نامی راوی کی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

دینی طلباء سے حسن سلوک کرنا

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اہل علم کے پاس طلباء حصول علم یا مسائل دریافت کرنے کے لیے آئیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کی علمی و فکری تواضع و رہنمائی کی جائے۔ چنانچہ دینی طلباء کے چند ایک حقوق ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ حسن سلوک کرنا: طلباء کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہوتے ہیں۔ ان سے حسن سلوک کرنے سے اللہ و رسول خوش ہوں گے۔

☆ شاگردوں کے لیے دعا کرنا: اساتذہ کرام ان کے لیے کامیابی کی دعا کریں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو قرآن پاک کا علم عطا فرما۔

☆ شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرنا: اساتذہ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب میں مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا، میں نے اس سے خوب سیر ہو کر نوش کیا پھر باقی ماندہ دودھ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا: دودھ سے مراد علم ہے۔

☆ شاگردوں کی تحقیر سے اجتناب کرنا: بات بات پر ان کی تحقیر نہ کریں، کیونکہ بار بار عزت نفس مجروح ہونے کے باعث انتقامی کارروائی کا امکان ہو سکتا ہے، جس سے اساتذہ اور تلامذہ کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔

☆ شاگردوں کی صلاحیتوں کو مد نظر رکھنا: ان کی لیاقتوں اور صلاحیتوں کے مطابق اہمیت دی جائے یعنی ذہین اور محنتی طلباء کو ان کی ذہانت و محنت کے مطابق اسباق پڑھائے جائیں۔ اسی طرح متوسط اور غمی طلباء کو ان کی حیثیت پر رکھا جائے۔

☆ ہمہ وقت شاگردوں سے ناراضگی کا اظہار نہ کرنا: اگر تلامذہ کی طرف سے دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر ہمیشہ کے لیے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی معاملہ میں ناراضگی ہو بھی جائے تو وہ ناراضگی وقتی ہونی چاہیے نہ کہ دائمی۔

☆ ذہن نشین نہ ہونے کی صورت میں طلباء کو دوبارہ سبق پڑھانا: اگر استاد کے ایک بار سبق پڑھانے سے ذہن نشین نہیں ہوا تو دوبارہ بلکہ سہ بار سبق پڑھانے میں ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔ اپنا فرض تصور کرتے ہوئے بخوشی اس فریضہ کو انجام دے۔

☆ شاگردوں کے اعتراضات کو سننا اور جواب دینا: اگر تقریر کے اختتام پر سبق کا کوئی پہلو وضاحت طلب ہو تو شاگرد وضاحت کے لیے سوال کریں تو ناراضگی کا اظہار ہرگز نہ کرنے کیونکہ سبق کے تشنہ پہلو کی وضاحت طلب کرنا طلباء کا حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَهَابِ الْعِلْمِ

باب 5: علم کا رخصت ہو جانا

2576 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتِزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَزِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هَذَا

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ علم کو یوں قبض نہیں کرے گا کہ اسے لوگوں سے الگ کر دے، بلکہ وہ علماء کو قبض کرنے کے ذریعے علم کو قبض کرے گا، یہاں تک کہ وہ کسی عالم کو باقی نہیں رہنے دے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے ان سے سوال کیے جائیں گے وہ علم نہ ہونے کے باوجود جواب دیں گے۔ وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور زیاد بن لبید سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

زہری رحمہ اللہ نے اس روایت کو عروہ کے حوالے سے عمرو کے حوالے سے نقل کیا اس کے علاوہ عروہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کے

حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

2577 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَخَّصَ بَبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ هَذَا أَوَانُ

2576- اضرجه احمد (۲/۱۶۳، ۱۹۰، ۲۰۳) و البخاری (۱/۲۲۴) کتاب العلم: باب: كيف يقبض العلم حديث (۱۰۰) و مسلم (۸/۴۷۶)۔

نوروی (کتاب العلم: باب: رفع العلم و قبضه حديث (۱۳/۲۶۷۲) و النسائی فی (الکبری) (۲/۴۵۶) کتاب العلم: باب: كيف يرفع العلم

(۷ - ۱/۵۹) و ابن ماجه (۱/۲۰) المقدمة: باب: اجتناب الراي حديث (۵۲) و الدارمی (۱/۷۷) المقدمة: باب: نكاح العلم۔

2577- اضرجه الدارمی (۱/۸۷) باب: من قال العلم الفخسبة و تقوى الله۔

يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتَّى لَا يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ فَقَالَ زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا وَقَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ فَوَاللَّهِ لَنَقْرَأَنَّه وَلَنُقَرِّبَنَّه نِسَانًا وَابْنَانًا فَقَالَ ثِكْلَتُكَ أُمَّكَ يَا زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَذِهِ التَّورَةُ وَالْإِنْجِيلُ عِنْدَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَمَاذَا تُغْنِي عَنْهُمْ قَالَ جُبَيْرٌ فَلَقَيْتُ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قُلْتُ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى مَا يَقُولُ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ صَدَقَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنْ شِئْتَ لَأَحْدِثَنَّكَ بِأَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوعُ يُوشِكُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَلَا تَرَى فِيهِ رَجُلًا خَاشِعًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَمُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ ثِقَّةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَقَدْ رَوَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ نَحْوُ هَذَا

اسناد دیگر: وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

”یہ وہ گھڑیاں ہیں جن میں علم کو لوگوں سے کھینچا جا رہا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کی کسی بھی چیز پر قادر نہیں رہیں گے“ تو حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم میں سے علم کو کیسے کھینچا جا رہا ہے جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اللہ کی قسم! ہم اسے پڑھتے رہیں گے اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھاتے رہیں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے زیاد! تمہاری ماں تم پر روئے میں تو تمہیں مدینہ منورہ کے سمجھدار لوگوں میں ایک سمجھتا تھا یہ تورات اور انجیل عیسائیوں کے پاس ہے، لیکن اس کا انہیں کیا فائدہ ہوا؟

جبیر بیان کرتے ہیں: بعد میں میری ملاقات حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا: آپ کو معلوم ہے: آپ کے بھائی ابودرداء نے کیا حدیث بیان کی ہے؟ پھر میں نے انہیں وہ حدیث سنائی جو ابودرداء نے بیان کی تھی تو حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سچ بیان کیا ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ سب سے پہلا علم کون سا لوگوں سے اٹھایا جائے گا؟ وہ خشوع و خضوع ہے، عنقریب تم جامع مسجد میں جاؤ گے، لیکن تمہیں وہاں ایک بھی شخص ایسا نظر نہیں آئے گا جس میں خشوع و خضوع ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

معاویہ بن صالح نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں ہمارے علم کے مطابق یحییٰ بن سعید کے علاوہ اور کسی نے ان کے بارے میں کلام نہیں کیا ہے۔

معاویہ بن صالح کے حوالے سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی گئی ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو عبد الرحمن بن جبیر کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ

کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

شرح

علم کا اٹھ جانا

علامات قیامت میں سے ایک علامت ”علم“ کا اٹھ جانا ہے۔ علم کے اٹھ جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ علماء سے علم چھین لیا جائے گا بلکہ اس سے مراد ہے کہ علماء اٹھالیے جائیں گے۔ پھر ان کی جگہ میں جہلاء اور بے عمل لوگ آ جائیں گے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور فقہ قرآن و حدیث دونوں کی تشریح ہے۔ دوسری حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم و تدریس ہوتی رہے گی اس وقت تک روئے زمین پر دین باقی رہے گا۔ جب علماء کو اٹھالیا جائے گا تو یقینی طور پر قرآن و حدیث اور فقہ وغیرہ علوم کی تدریس کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَطْلُبُ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا

باب 6: جو شخص علم کے ذریعے دنیا کا طلبگار ہو

2578 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعَجَلِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أُمِيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وَجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ لَيْسَ بِذَلِكَ الْقَوِيَّ عِنْدَهُمْ تَكَلَّمَ فِيهِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں:

میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص علم اس لیے حاصل کرنے تاکہ اس کے ذریعے علماء کا مقابلہ کرنے یا جہلاء کے ساتھ بحث کرنے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

ابام ترندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں، لیکن اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ نامی راوی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا گیا ہے۔

2579 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ الْهَنْاتِي حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ

2578- لم يخرجه من اصحاب الكتب الستة غير المصنف كما في (التمفة) للمزي رقم (۱۱۱۴۰) ذكره المنذرى في (الترغيب) (۱/۱۵۴)

حدیث (۱۷۸) وقال: (ضعيف ورواه ابن ابى الدنيا في (الصبت) (۱۴۱) و (العاكم تاصداً (۸۵/۱) و (البيهقي في (تعاب اللسان) (۱۷۷۳) عن كعب رضى الله عنه-

2579- اخرجه ابن ماجه (۹۵/۱) المقدمة باب: الانتفاع بالعلم (۲۵۸)-

عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِيُغَيِّرَ اللَّهُ أَوْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللَّهِ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ
﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی (رضا) کی بجائے کسی اور مقصد کے لیے علم حاصل کرے یا وہ اپنے علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کا ارادہ کرے تو وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ اس روایت کے ایوب سے منقول ہونے کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

طلب دنیا کے لیے حصول علم کی وعید

علم کی دو اقسام ہیں: (۱) دینی علم یہ قرآن حدیث تفسیر اور فقہ وغیرہ کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کا حصول ضروری اور باعث برکت ہے۔

(۲) دنیوی علم: یہ وہ علم ہے جو تجارت یا دنیا طلبی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص دنیوی علوم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے حاصل کرتا ہے تو اس میں بھی خوبی آسکتی ہے اور اگر کوئی شخص دینی علوم دنیا طلبی کے لیے حاصل کرتا ہے تو اس میں حسن نیت کی خوبی ختم ہو جائے گی اور اس طرح علوم اسلامیہ کا حصول قابل مواخذہ ہوگا۔ احادیث باب میں اسی مسئلہ کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اگر علوم دینیہ حاصل کرنے کا مقصد دنیا طلبی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔ علاوہ ازیں جس شخص نے علم دین اس لیے حاصل کیا ہو کہ وہ علماء سے مناظرہ کرے گا یا لوگوں پر اپنے آپ کو فائق تصور کرے گا یا لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے گا یا غیر اللہ کو خوش کرنا مقصود ہو اور یا دنیا طلبی پیش نظر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی پاداش میں جہنم میں سزا دے گا۔

احادیث باب کا خاص درس یہ ہے کہ انسان کو علوم اسلامیہ حاصل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہو۔ اس کے لیے یہ کوشش اور حصول علم دین دارین کی کامیابی و نجات کا سبب بن جائے گا ورنہ یہی علم وبال جان ثابت ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ عَلَى تَبْلِيغِ السَّمَاعِ

باب 7: ”سنی ہوئی (حدیث)“ کی تبلیغ کرنے کی ترغیب

2580 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ

وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ ابَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
متن حدیث: خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِّنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نِصْفَ النَّهَارِ قُلْنَا مَا بَعَثَ إِلَيْهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا
 لَشَيْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ نَعَمْ سَأَلْنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ خَيْرَهُ قُرْبَ حَامِلٍ فَقِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ
 مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلٍ فَقِهِ لَيْسَ بِفَقِيهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَجَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَنَسِ
 حَكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ

◀◀ عبد الرحمن بن ابان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ عین دوپہر کے وقت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
 مروان کے ہاں سے باہر نکلے تو ہم نے سوچا یہ اس وقت کسی ضروری کام سے آئے ہوں گے جو مروان نے ان سے دریافت کرنا ہو
 گا، ہم اٹھے اور ہم نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! اس نے ہم سے کچھ چیزوں کے بارے میں دریافت کیا:
 جو ہم نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی حدیث سنے، پھر اس کو یاد رکھے یہاں تک کہ دوسرے تک اس کو پہنچا دے
 کیونکہ بعض اوقات فقیہ (یعنی علم) رکھنے والا شخص اس شخص تک منتقل کر دیتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ (یعنی عالم) ہوتا ہے اور بعض
 اوقات علم حاصل کرنے والا بذات خود فقیہ نہیں ہوتا۔“

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء
 اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن“ ہے۔

2581 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنبَانًا شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ
 سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ:

متن حدیث: نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ قُرْبَ مُبْلِغٍ أَوْ عَى مِنْ سَامِعٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

2580- اخرجه احمد (۱۸۲/۵) - وابو داؤد (۲۴۶/۲) كتاب المعلم: باب: فضل نشر العلم (۳۶۰) و ابن ماکہ (۱۳۷۵/۲) كتاب الزهد:

باب: الریسم بالدنیا حدیث (۴۱۰۵) والدارمی (۷۵/۱) المقدمة: باب: الاقتداء بالعلماء و عزاه المزی فی (تحفة الاشراف) رقم (۳۶۹۴)
 للنسائی فی (الکبری) -

2581- رواه احمد (۴۳۶/۱) و ابن ماجه (۸۵/۱) المقدمة: باب: من بلغ علماً حدیث (۲۳۳) و الصیبری (۴۷/۱) برقم (۸۸) -

﴿﴾ عبد الرحمن بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی چیز سنے اور اسے اسی طرح آگے پہنچا دے جیسے سنا تھا بعض اوقات جس شخص تک تبلیغ کی گئی ہو وہ براہ راست سننے والے سے زیادہ بہتر طور پر اسے محفوظ رکھتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عبد الملک بن عمیر نے اسے عبد الرحمن بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔

2582 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا قُرْبَ حَامِلٍ فَقِيهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ وَمَنَاصِحَةُ أَيْمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَالزُّرْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ

﴿﴾ عبد الرحمن بن عبد اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی چیز سنے اسے محفوظ رکھے اور یاد رکھے پھر اس کی تبلیغ کر دے۔ بعض اوقات جس شخص تک تبلیغ کی گئی ہو وہ براہ راست سننے والے سے زیادہ سمجھدار (عالم یا فقیہ) ہوتا ہے۔ تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں مسلمان کا دل دھوکہ کا شکار نہیں ہوتا، خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرنا، مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا۔ کیونکہ ان کی دعوت (یعنی دعا) دوسرے سب (غیر موجود) لوگوں تک محیط ہوتی ہے۔

شرح

سنی ہوئی بات کی تبلیغ کرنے کی ترغیب دینا

دور رسالت اور دور صحابہ میں احادیث مبارکہ لکھنے کا رواج نہیں تھا، بلکہ لوگ زبانی سن کر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے پھر آگے دوسرے لوگوں کو بیان کر دیتے تھے۔ تاہم تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں کتب احادیث لکھنے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور روز بروز اس میں ترقی ہوتی گئی حتیٰ کہ پھر پورا انداز میں تصنیف و تالیف کا آغاز ہو گیا۔

احادیث باب میں اس شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو حدیث سنتا ہے اسے یاد رکھتا ہے پھر اسے من وعن لوگوں سے بیان کر دیتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو خصوصی دعا سے نوازتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش و خرم رکھے۔ اس ترغیب بیان حدیث کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات سامع، متکلم سے زیادہ ذہین ہوتا ہے جو حدیث سن کر نہ صرف محفوظ کر لیتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قابلیت کی بنا پر اس سے فقہی مسائل بھی اخذ کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ درس میں حصول حدیث کی غرض سے موجود تھے۔ ایک خاتون حاضر ہوئی اور اس نے حضرت وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا: مجھے تمہارا مسئلہ متحضر نہیں ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا: حضور! اگر اجازت ہو تو یہ مسئلہ میں عرض کر دوں؟ اس پر حضرت

وکیج رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بیان کر دیا جو بالکل درست تھا۔ اس پر استاد نے اظہار مسرت کرتے ہوئے دریافت کیا: اے یعقوب! (حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے) آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے معلوم کیا ہے؟ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: میں نے یہ مسئلہ فلاں حدیث سے اخذ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ حدیث تو مجھے اس زمانہ سے محفوظ ہے کہ جب تمہارے والدین کا نکاح بھی نہیں ہوا تھا (یعنی تم بطور حمل اپنی والدہ کے بطن میں بھی نہیں آئے تھے) لیکن میں نہ سمجھ سکا کہ اس روایت سے یہ مسئلہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: حلقہ معلم میں بیٹھنے والا ہر معلم فقیہ نہیں ہوتا۔ اگر حدیث نسل در نسل تلامذہ کی طرف منتقل کی جائے تو کسی فقیہ معلم تک پہنچ جائے گی اور وہ اس سے مسائل کا استنباط کر کے ملت اسلامیہ کے سامنے رکھے گا۔ اس لیے احادیث مبارکہ تلامذہ سے بیان کرنے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے تاکہ دین کا سلسلہ آگے بڑھتا رہے ورنہ ملت اسلامیہ کا دینی نقصان ہوگا لہذا معلمین اور معلمین میں نقل روایات کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے تاکہ بلغوا عنی ولوایة پر عمل کی یقینی صورت سامنے آسکے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْكُذْبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 8: نبی اکرم ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کا عظیم گناہ ہونا

2583 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرَّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زُرِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص میری طرف جان بوجھ کر جھوٹی بات منسوب کرے وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

2584 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ

مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَانَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ يَلْجُ فِي النَّارِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسِ

وَجَابِرِ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرٍو بْنِ عَبَّسَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي أَمَامَةَ

وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَالْمُقَنَّعِ وَأَوْسِ الثَّقَفِيِّ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثُ عَلِيِّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2583- اضرجه احمد (۱/۴۰۲: ۴۰۵: ۴۰۴) ولم يعزه المزني في (التحفة) رقم (۹۲۱۲) لا همد السنة غير الترمذی-

2584- اضرجه احمد (۱/۸۲: ۱۲۳: ۱۵۰) والبزارى (۱/۲۴۱) كتاب العلم باب: اتهم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم حديث

(۱۰۶) و مسلم (۱/۱۰۰- نووی) المقدمة باب: تفليط الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (۱/۱) والنسائي في

(الكبرى) (۲/۴۵۷) كتاب العلم باب: من تعلم العلم لغير الله حديث (۱/۵۹۱۱) وابن ماجه (۱/۱۲) المقدمة باب: التفليط في تعدد

الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث (۲۱)-

توضیح راوی: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ مَنصُورٌ بِنِ الْمُعْتَمِرِ أَثَبَتْ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَقَالَ وَكَيْعٌ لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْإِسْلَامِ كَذْبَةً

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: میری طرف جھوٹی بات منسوب نہ کرو کیونکہ جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت بربذہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت مقفع رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عبدالرحمن بن مہدی نے یہ بات بیان کی ہے: منصور بن معمر کوفہ میں رہنے والوں میں سب سے زیادہ مستند راوی ہے و کعب بیان کرتے ہیں: ربیع بن حراش نے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔

2585 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا بَيْتَهُ مِنَ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَنَسٍ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے) حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں جان بوجھ کر (جھوٹی بات منسوب کرے) تو وہ جہنم میں اپنے گھر تک پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے جو زہری رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

جھوٹی حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی وعید

احادیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ جب بھی کوئی ارشاد نبوی نقل کرنا ہو یا بیان کرنا ہو تو اس سلسلہ میں نہایت

2585- اضرجه احمد (۲/۲۲۲) و ابن ماجه (۱/۱۲) المقدمة: باب: التغليظ في تعدد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث

(۲۲)

احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اس بارے میں تھوڑی سی کوتاہی یا غفلت آدمی کو جہنمی بنا سکتی ہے۔ جو شخص جھوٹی یا موضوع حدیث کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے گا اسے اس کے عوض جہنم میں سزا دی جائے گی۔

احادیث باب کے حوالے سے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمہ وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حصول دین کی غرض سے موجود نہیں ہوتے تھے بلکہ بعض صحابہ متعلمین کی حیثیت سے حاضر رہتے جو بلغوا عنی ولو آیت پر عمل کرتے ہوئے دوسرے صحابہ کو احکام دین پہنچا دیتے تھے۔ وہ تبلیغ کے وقت آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ بھی بیان کرتے لیکن نہایت احتیاط اور دیانتداری سے کام لیتے تھے۔

☆ احادیث باب کا حکم احتیاط و وعید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی تک محدود نہیں تھا بلکہ تا قیامت باقی ہے لہذا محدثین، معلمین اور متعلمین کو احادیث بیان کرتے وقت نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اسی طرح مصنفین، محققین اور شارحین کو بھی یہ احتیاطی پہلو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔

☆ قرآن کریم وحی جلی ہے جس میں غلطی یا تحریف کا امکان ہرگز نہیں ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ اس کے برعکس حدیث وحی خفی ہے جس میں غلطی کا امکان ہے۔ حدیث نقل کرنے یا بیان کرنے میں نادانستہ طور پر غلطی سرزد ہو جائے تو معاف ہے لیکن دانستہ طور پر غلطی قابل مواخذہ اور قابل وعید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دانستہ وعداً غلطی کرنے کی وعید احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔

فائدہ نافعہ: محدثین نے باقاعدہ ”موضوع احادیث“ کو ایک فن قرار دے کر اس پر کتب تصنیف فرمائی ہیں اور موضوع احادیث کی نشاندہی فرما کر امت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ پھر بھی بعض خطباء و واعظین اور مقررین (بالخصوص جہلاء) دوران وعظ موضوع روایات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ سب لوگ اس جرم و بے احتیاطی کی بنا پر احادیث باب کا مصداق ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ رَوَى حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ

باب 9: جو شخص کوئی حدیث نقل کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے

2586 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ

أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَسَمْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2586۔ افرجہ احمد (۴/۲۵۰۲۵۲۰۲۵۰) و مسلم (۱/۹۵) نووی (المقدمة باب: وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذابين و ابن ماجه (۱۵/۱) المقدمة باب: من حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثا وهو يرى انه كذب حديث (۶۱)۔

اسناد دیگر: وَرَوَى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثُ وَرَوَى الْأَعْمَشُ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ سَمُرَةَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَصَحُّ قَوْلِ إِمَامِ دَارِمِي: قَالَ سَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ

قُلْتُ لَهُ مَنْ رَوَى حَدِيثًا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ إِسْنَادَهُ خَطَأٌ أَيْخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ دَخَلَ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ إِذَا رَوَى النَّاسُ حَدِيثًا مُرْسَلًا فَاسْنَدَهُ بَعْضُهُمْ أَوْ قَلَبَ إِسْنَادَهُ يَكُونُ قَدْ دَخَلَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ إِذَا رَوَى الرَّجُلُ حَدِيثًا وَلَا يُعْرَفُ لِذَلِكَ الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلٌ فَحَدَّثَ بِهِ فَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ دَخَلَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص ہمارے حوالے سے کوئی بات نقل کرتے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں ایک شمار ہوگا۔

اس بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعبہ نے حکم کے حوالے سے عبد الرحمن بن ابویعلیٰ کے حوالے سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اعمش اور ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے نقل کیا ہے۔ گویا عبد الرحمن بن ابویعلیٰ کی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت محدثین کے نزدیک زیادہ مستند ہے۔

میں نے امام ابو محمد عبد الرحمن (یعنی امام دارمی) سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بارے میں سوال کیا۔

”جو شخص ہمارے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹ بولنے والوں میں ایک ہوگا۔“

میں نے ان سے کہا: جو شخص کوئی حدیث نقل کرتا ہے اور وہ یہ جانتا ہے: اس کی سند میں غلطی ہے تو کیا اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہو سکتا ہے: وہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مفہوم میں داخل ہوگا؟ یا جب کچھ لوگ کسی مسند حدیث کو نقل کر دیتے ہیں تو بعض راوی اس کی سند بیان کر دیتے ہیں یا اس کی سند کو تبدیل کر دیتے ہیں تو کیا وہ بھی اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہوں گے؟ تو امام دارمی نے فرمایا: نہیں! اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: جب کوئی شخص کوئی حدیث نقل کرے اور وہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونے کے طور پر معلوم نہ ہو، لیکن پھر بھی اسے بیان کر دے تو مجھے یہ اندیشہ ہے: وہ اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہوگا۔

شرح

موضوع حدیث روایت کرنے کی ممانعت

حدیث باب میں بھی ماقبل باب کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی روایات باب میں عمداً جھوٹی روایت بیان کرنے کی وعید تھی لیکن یہاں اس سے کم تر حکم بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص جھوٹی یا موضوع روایت بیان کرتا ہے وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ جس طرح جعلی سکہ تیار کرنا جرم ہے اور اسی طرح اسے استعمال میں لانا بھی جرم ہے۔ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جس شخص کو کسی روایت کے جھوٹا ہونے کا علم ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اسے آگے بیان کرے۔ چونکہ جھوٹ کو عام کرنا حرام ہے لہذا جھوٹی روایت بیان کرنا بھی حرام ہے اور قابل مواخذہ جرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 10: نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے متعلق کیا کہنے کی ممانعت ہے؟

2587 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَسَالِمِ أَبِي النَّضْرِ عَنْ

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَغَيْرِهِ رَفَعَهُ قَالَ لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ مُتَكِنًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ أَمْرٌ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اختلاف سند: وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَسَالِمِ

أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ إِذَا رَوَى هَذَا

الْحَدِيثَ عَلَى الْإِنْفِرَادِ بَيْنَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ مِنْ حَدِيثِ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ وَإِذَا جَمَعَهُمَا رَوَى هَكَذَا

توضیح راوی: وَأَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمُهُ اسْلَمٌ

﴿﴾ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (دیگر راویوں نے اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے) نبی

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں تم سے کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس نے اپنے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی ہو اس کے پاس

کوئی ایسا حکم آیا ہو جو ہم نے دیا ہو یا جس سے ہم نے منع کیا ہو اور وہ یہ کہے: مجھے نہیں معلوم! ہمیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ملا

ورنہ ہم اس کی پیروی کر لیتے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

بعض راویوں نے اسے سفیان کے حوالے سے ابن منکدر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل

کیا ہے۔

2587- أخرجه أحمد (۸/۶) و ابوداؤد (۶۱۰/۲) کتاب السنة، باب: فی لزوم السنة حدیث (۴۶۰۵) و ابن ماجہ (۶/۱ - ۷) المقدمة

باب: تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و التقلیظ علی من عارضه حدیث (۱۳) و المصید (۲۵۲/۱) حدیث رقم (۵۵۱) -

سالم بن نضر نے اسے عبداللہ بن رافع کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔
ابن عیینہ جب اس حدیث کو انفرادی طور پر نقل کرتے تھے تو یہ بیان کر دیتے تھے: محمد بن منکدر کی روایت سالم ابو نضر کی
روایت سے الگ ہے، لیکن جب وہ ان دونوں کو اکٹھا کرتے تھے تو اسی طرح نقل کر دیتے تھے۔
حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نامی راوی نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان کا نام ”اسلم“ ہے۔

2588 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ
الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ اللَّخْمِيِّ عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَنْ حَدِيثٌ: أَلَا هَلْ عَسَى رَجُلٌ يَلْغُهُ الْحَدِيثُ عَنِّي وَهُوَ مُتَكِيٌّ عَلَيَّ أَرِيكَتِهِ فَيَقُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
كِتَابُ اللَّهِ فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَلَالًا اسْتَحَلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ وَإِنْ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خبردار عنقریب کسی شخص
تک ہمارے حوالے سے کوئی حدیث پہنچے گی، اس نے اپنے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی گئی ہوگی اور ہو یہ کہے گا: ہمارے اور تمہارے
درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب (فیصلہ کرنے کے لیے موجود ہے) ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی، ہم اس کو حلال سمجھیں گے اور جو چیز
ہمیں اس میں حرام ملے گی، ہم اسے حرام قرار دیں گے (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) جسے اللہ کا رسول حرام قرار دے وہ اسی طرح ہے
جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

قرآن کی بنیاد پر حدیث کا انکار گمراہی ہونا

فقہی احکام و مسائل کے ماخذ چار ہیں:

(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔

صرف قرآن کو حجت تسلیم کرتے ہوئے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا گمراہی ہے۔ احادیث باب میں یہی مسئلہ واضح
کیا گیا ہے کہ جس طرح قرآن حجت ہے بالکل اسی طرح سنت بھی حجت ہے۔ اگر ان کے مابین تعلق کو ختم کر دیا جائے تو قرآن پر
عمل کرنا دشوار ہو جائے گا۔ مثلاً نماز پنجگانہ کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے لیکن تعداد رکعات اور ادائیگی کا طریق کار ہمیں سنت
سے معلوم ہوا۔ زکوٰۃ کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے لیکن اس کے تفصیلی احکام ہمیں سنت سے معلوم ہوئے ہیں۔ روزے اور حج کی
فرضیت قرآن سے ثابت ہے مگر ان کے فقہی احکام و مسائل کی تفصیلات ہمیں سنت سے معلوم ہوئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حجیت حدیث کا

2588- اضرحة احمد (۱۳۲/۴) و ابن ماجہ (۶/۱) المقدمة باب: تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و التغلیظ علی من
عارضه حدیث (۱۳) و الدارمی (۱۴۴/۱) المقدمة باب: السنة قاضیه علی کتاب اللہ و زاد فی اوله (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حرم انبیاء حتی ذکر العصر الانسیة)۔

انکار گمراہی ہے۔ یہی حال اجماع امت اور قیاس کا ہے۔

فائدہ نافعہ: شرعی احکام و مسائل کا مدار جس طرح قرآن ہے اسی طرح سنت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت محض پیغام رساں کی نہیں ہے بلکہ ہادی حاکم شارع اور مطاع کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کا انکار گمراہی و بے دینی ہے لہذا حجیت حدیث کا انکار دین سے بغاوت کے مترادف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ

باب 11: علم کو تحریر کرنے کا مکروہ ہونا

2589 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اسْتَأْذَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِتَابَةِ فَلَمْ يَأْذُنْ لَنَا

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رَوَاهُ

هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (احادیث) کو تحریر کرنے کی اجازت مانگی،

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت نہیں دی۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے جو زید بن اسلم سے نقل کی گئی ہیں۔

ہمام نامی راوی نے اسے زید بن اسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

کتابت حدیث کی ممانعت اور اس کا جواز

حدیث باب سے کتابت حدیث کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ یہ روایت اور اس سے ملتی جلتی دیگر روایات جن سے کتابت احادیث کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ یہ سب کی سب روایات مخصوص مواقع، مخصوص احوال اور مخصوص صورتوں پر محمول ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ قرآن و سنت میں اشتباہ کی صورت بھی تھی۔ جب یہ عوارض ختم ہو گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کتابت حدیث کی اجازت عنایت فرمائی گئی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ

باب 12: اس بارے میں اجازت کا بیان

2590 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ الْخَلِيلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

2589- أخرجه السارمی (۱۱۹/۱) المقدمة: باب: من لم ير كتابه الحديث-

ہریرہ قال

متن حدیث: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيثَ فَيَعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِيثَ فَيَعْجِبُنِي وَلَا أَحْفَظُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ لِلنَّحْطِ

فی الباب: وفي الباب عن عبد الله بن عمرو

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَلِكَ الْقَائِمِ

قول امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ الْخَلِيلُ بْنُ مَرْثَةَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا نبی اکرم ﷺ سے احادیث سنتا تھا جو اسے اچھی لگتی تھیں، مگر وہ اسے یاد نہیں رکھ سکتا تھا اس نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے کوئی بات سنتا ہوں، جو مجھے اچھی لگتی ہے، مگر میں اسے یاد نہیں رکھ سکتا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے تحریر کرنے کی (ہدایت کی)

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں اس حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، خلیل بن مرہ نامی راوی ”منکر الحدیث“ ہے۔

2591 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَمَحْمُودُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فَذَكَرَ الْقِصَّةَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو شَاهٍ اكْتُبُوا لِي يَا

رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ مِثْلَ هَذَا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیا (اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس

2590 لم يخرج من اصحاب الكتب الستة غير الترمذي وورد النفس الرمزي في (الكنز) (١٠/٢٤٥) حديث (٢٩٣٠٥) وعزاه للترمذي عن ابي هريرة-

2591 اخرجه احمد (٢٣٨/٢) و البخاري (٢٤٨/١) كتاب العلم باب: كتابة العلم حديث (١١٢) وفي (١٠٤/٥) كتاب اللقطة باب: كيف تعرف لقطة اهل مكة (٢٤٣٤) ورواه في (٢١٣/١٢) كتاب الديارات باب: من قتل له قتيل حديث (٦٨٠) و مسلم (٩٨٨/٢) كتاب الحج باب: تحريم مكة حديث رقم (١٣٥٥) و ابو داود (٦١٦/١) كتاب السنن باب: تحريم مكة حديث (٢٠١٧) و النسائي (٢٨/٨) كتاب الفسامة باب: هل يؤخذ من قاتل العمدة المدينة-

حدیث کا پورا واقعہ بیان کیا ہے) تو ابو شاہ نامی صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اسے میرے لیے تحریر کرنے کا حکم دیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہ احکام) ابو شاہ کو لکھ کر دیدو۔

اس حدیث میں پورا قصہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شیبان نامی راوی نے اس کو یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

2592 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهِ عَنْ أَخِيهِ

وَهُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنْبِهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ

آثار صحابہ: لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَوَهْبُ بْنُ مُنْبِهِ عَنْ أَخِيهِ هُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنْبِهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی بھی شخص مجھ سے زیادہ نبی

اکرم ﷺ کی احادیث روایت نہیں کرتا، صرف عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ایسے ہیں، کیونکہ وہ تحریر کیا کرتے تھے اور میں تحریر نہیں کرتا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

وہب بن منبہ نے اپنے بھائی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جن کا نام ہمام بن منبہ ہے۔

شرح

کتابت احادیث کا جائز ہونا

اسلام کے ابتدائی دور میں بعض وجوہات کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کتابت احادیث سے ممانعت کی گئی تھی۔ پھر ان عوارض کے ختم ہونے پر اس کی اجازت دی گئی تھی۔ احادیث باب سے بھی کتابت احادیث کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

سوال: پہلے باب کی روایت سے کتابت احادیث کی ممانعت اور دوسرے باب کی احادیث سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: (۱) پہلے باب کی روایت کا تعلق ابتدائی دور سے ہے، جو منسوخ ہے اور دوسرے باب کی روایات کا تعلق آخری دور سے ہے، جو ناسخ ہیں۔ (۲) قرآن و حدیث میں اشتباہ کی بنا پر ابتداء کتابت احادیث کی ممانعت کی گئی تھی لیکن بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی۔

کتابت احادیث کا آغاز دور رسالت میں ہو چکا تھا۔ پھر صحابہ کے دور میں قدرے تیزی آ گئی تھی۔ پھر تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں تدوین احادیث میں باقاعدہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اس بارے میں چند شواہد ذیل میں پیش کیے

2592- اضرجه اصمد (۲۴۸/۲) و البخاری (۲۴۹/۱) کتاب العلم: باب: کتابة العلم حدیث (۱۱۳) و عزاه المزی فی (التحفة) (۱۰/۱۶۸۰۰) للنسائی فی (الکبری) و یاتی عن المصنف فی المناقب رقم (۲۸۴۱)۔

جاتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حفاظت حدیث کی غرض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر احادیث مبارکہ لکھ لیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس بارے میں مجھے کتابت احادیث سے منع کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ہمہ وقت یکساں نہیں ہوتی اور اس پر میں نے کتابت احادیث کا سلسلہ ختم کر دیا۔ یہ واقعہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، آپ نے فرمایا: قسم بخدا! تم لکھ لیا کرو، کیونکہ اس منہ سے حق کے علاوہ کوئی بات نہیں نکلتی۔ (امام ابوداؤد سنن ابی داؤد ص ۵۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث مبارکہ محفوظ نہیں تھیں سوا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، کیونکہ وہ احادیث لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

(امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری ج اول ص ۲۲)

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تابعین نے صحابہ سے اور تبع تابعین نے تابعین سے روایات سن کر لکھنا شروع کر دی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچ ہزار تین سو چوہتر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار چھ سو تیس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مبارکہ مروی ہیں جو کتب احادیث میں محفوظ ہیں۔

انہی ادوار میں مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، کتاب الآثار، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ کتب احادیث تصنیف کی گئیں۔ جن پر ملت اسلامیہ ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔

فائدہ نافعہ: ان تاریخی حقائق، شواہد اور دلائل سے کتابت و تدوین احادیث کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں کتب احادیث کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

باب 13: بنی اسرائیل کے حوالے سے روایت نقل کرنا

2593 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ ثَوْبَانَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ

ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السُّلُوبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنِّي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ

مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ

2593۔ اضرجه اميد (۲/۱۵۹/۲) و البخاری (۵۷۲/۶) کتاب الانبياء: باب: ما ذكر عن بني اسرائيل (۲۶۶۱) و الدارسي (۱/۱۳۶)

المقدمة: باب: البلاغ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

السَّلُولِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ
 ﴿﴾ ﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری طرف سے آگے پہنچا دو!
 خواہ وہ ایک آیت ہو اور بنی اسرائیل کے حوالے سے روایت نقل کر لیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو شخص جان بوجھ کر میری
 طرف کوئی بات منسوب کرے تو وہ جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار رہے۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 اسی روایت کو ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔
 یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

بنی اسرائیل کے حوالے سے روایت نقل کرنے کا جواز

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش ہے جن میں سے تین سو تیرہ رسول بھی تھے۔ تمام انبیاء کرام
 علیہم السلام کا دین ایک تھا اور وہ دین اسلام ہے۔ تاہم شرائع مختلف تھیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
 وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ وَالْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ: ۲) آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت
 پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کا انتخاب کیا ہے۔“ دین اسلام مکمل ہونے پر پہلی تمام شرائع منسوخ ہو گئی
 ہیں۔ تاہم پہلی شرائع سے جو احکام و مسائل شریعت محمدی میں شامل کر کے باقی رکھے گئے ہیں ان کو بیان کرنے کی اجازت ہے ورنہ
 نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بحث میں پڑنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَلَا تَصْدُقُوا
 أَهْلَ الْكُتُبِ وَلَا تَكْذِبُوهُمْ وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا نَزَلَ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، ص ۶۳۳، ۱۰۹۳) تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو
 اور نہ تکذیب، تم کہو: ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جو کچھ اس کی طرف سے اتارا گیا (آسمانی کتب) پر بھی۔“
 اہل کتاب اور دیگر شرائع سابقہ میں سے جو احکام و مسائل باقی رکھتے ہوئے قرآن و حدیث میں لیے گئے ہیں انہیں بیان
 کرنے یا نقل کرنے کی اجازت ہے۔ حدیث باب میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ سابقہ شرائع کے منسوخ شدہ احکام بیان
 کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اجازت۔ البتہ انبیاء کرام کے احوال و واقعات بیان کرنے کی اجازت ہے۔ تاہم کسی جھوٹی روایت کو
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ اس کی وعید بیان کر دی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ

باب 14: بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی مانند ہوتا ہے

2594 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ شَيْبِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

2594. لم يضره من أصحاب الكتب السنة غير الترمذی ورواه أبو يعلى (۲۷۵/۷) رقم (۴۲۹۶) و ذكره المنذرى في (الترغيب) (۱۶۲/۱) حدیث (۱۹۶) وقال: حدیث بشو القصة: ورواه البزار في (الكشف) (۱۹۵۱) وفيه زياده بن ابی حسان وهو متروك-

متن حدیث: اتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل يستحمه فلم يجد عنده ما يتحمه فدلته على آخر فحمه فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره فقال إن الدال على الخير كفاعله

في الباب: وفي الباب عن أبي مسعود البدرى وبريدة

حکم حدیث: قال أبو عيسى: هذا حديث غريب من هذا الوجه من حديث أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ ﷺ سے سواری کے لیے جانور مانگے، تو نبی اکرم ﷺ کے پاس سے دینے کے لیے کوئی جانور نہیں تھا آپ ﷺ نے اس کی رہنمائی کسی دوسرے شخص کی طرف کی، تو اس دوسرے شخص نے اسے جانور دیدیا، تو وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنے والے کی مانند ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

2595 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنبَانَا شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا

عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودِ الْبَدْرِيِّ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِمُهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُبْدِعَ بِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّتِ فُلَانًا فَاتَاهُ فَحَمَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ أَوْ قَالَ عَامِلِهِ

حکم حدیث: قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح

توضیح راوی: وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَّاسٍ وَأَبُو مَسْعُودِ الْبَدْرِيُّ اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُودِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَقَالَ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ وَلَمْ يَشْكُ فِيهِ

﴿﴾ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ ﷺ سے سواری کے لیے جانور مانگا، اس نے عرض کی: میرا جانور مر گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم فلاں شخص کے پاس جاؤ! وہ شخص اس شخص کے پاس آیا، تو اس شخص نے اسے سواری کے لیے جانور دے دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کی بھلائی کی طرف رہنمائی کرے، اسے اس پر عمل کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے۔ (یہاں پر راوی کو ایک لفظ فاعل یا عامل کے بارے میں شک ہے)

2595 - رواه احمد (۴/۵۱۲۰/۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴) و مسلم (۷/۶۵ - نووی) کتاب الامارة: باب: فضل الصدقة في سبيل الله (۱۸۹۳) و ابو داود (۲/۷۵۵) کتاب الادب: باب: في الدال على الخير كفاعله (۵۱۲۹) و البخاری في (الادب المفرد) (۲۶۲) -

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو عمر و شعبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔

ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

تاہم اس میں روایت کے ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک نہیں ہے۔

2596 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرٌ وَاحِدٌ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ

بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: اشفَعُوا وَلْتَوْجَرُوا وَلْيَقْضِ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَبُرَيْدٌ يُكْنَى أَبَا بُرْدَةَ أَيْضًا هُوَ ابْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ كُوفِيٌّ ثِقَةٌ فِي الْحَدِيثِ رَوَى

عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم سفارش کرو! تمہیں اجر ملے گا اللہ تعالیٰ

اپنے نبی کی زبانی جو چاہے فیصلہ سنا دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

برید کی کنیت ابو بردہ ہے۔ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور علم حدیث

میں ثقہ ہیں۔ شعبہ سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

2597 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَا مِنْ نَفْسٍ تَقْتُلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا وَذَلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسَنَّ الْقَتْلَ

اِخْتِلَافِ رَوَايَةٍ: وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ سَنَّ الْقَتْلَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ قَالَ سَنَّ

الْقَتْلَ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاد فرمایا ہے جس بھی شخص کو ظلم کے طور پر

2596- اخرجه احمد (۴/۶۰۰، ۴۰۹، ۴۱۳) و ابوداؤد (۲/۷۵۵) کتاب الادب، باب: فی الشفاعة حدیث (۵۱۳۱)۔

2597- اخرجه احمد (۱/۲۸۲، ۲۸۰، ۴۳۳) رواه البخاری۔ و مسلم (۶/۱۱۲) کتاب القسامۃ، باب: بیان اثم من سن القتل حدیث (۱۶۷۷) و

ابن ماجہ (۲/۸۷۲) کتاب الديات، باب: التفلیط فی قتل مسلم ظلماً (۲۶۱۶) و النسائی (۷/۸۷ - ۸۲) کتاب تہريم الدم۔

قتل کیا جائے تو آدم کا بیٹا اس کے خون میں حصہ دار ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے: اس نے ہی سب سے پہلے قتل کا آغاز کیا تھا۔
عبدالرزاق نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: قتل کا طریقہ نکالا تھا۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کا ثواب نیکی کرنے والے کی مثل ہونا

جس طرح اعمالِ طالحہ کی رہنمائی کرنے والے کو ان کے مرتکب کے برابر سزا ملتی ہے، کیونکہ وہ اس سلسلہ میں سبب بنا ہے۔ بالکل اسی طرح اعمالِ صالحہ کی رہنمائی کرنے والے کو ان اعمال کے کرنے والے کے مساوی ثواب ملتا ہے، کیونکہ وہ اس بارے میں باعث بنا ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے چار احادیث باب نقل فرمائی ہیں۔ پہلی تین احادیث مبارکہ اعمالِ خیر سے متعلق ہیں اور چوتھی حدیث باب اعمالِ شر سے متعلق ہے۔ مثلاً جو شخص کسی کی رہنمائی کرتا ہے کہ وہ عالم دین بنے یا حافظ قرآن بنے یا نمازی بنے اور یا غازی وغیرہ بنے تو وہ ان میں سے کسی بھی عملِ خیر کو اختیار کر لیتا ہے تو رہنمائی کرنے والے کو اس کے برابر اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے نوازے گا۔ اگر ایک شخص دوسرے کو چوری کرنے یا ڈاکہ زنی کرنے یا جھوٹی گواہی دینے اور یا کذب بیانی کی رہنمائی کرتا ہے پھر وہ ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب کر لیتا ہے تو رہنمائی کرنے والے کو اس کے برابر سزا ملے گی۔

فائدہ نافعہ: ذاتی مفاد و لالچ سے بالاتر ہو کر امور خیر میں کسی کی سفارش کرنا جائز ہے اور باعثِ اجر بھی لیکن اس کے برعکس یعنی لالچ کی بنا پر یا امور شر میں اور یا کسی کی حق تلفی کے لیے سفارش کرنا قابلِ مواخذہ و ممنوع ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى فَاتَّبَعَ أَوْ إِلَى ضَلَالَةٍ

باب 15: جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے

اور اس کی پیروی کی جائے یا گمراہی کی طرف دعوت دے

2598 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورٍ مَنْ يَتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ إِثْمِ مَنْ يَتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ إِثْمِهِمْ شَيْئًا
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے تو

2598۔ اخرجه مسلم (۲۰۶/۴) کتاب العلم باب من من سنة حسنة او سنة سيئة (۲۶۷۴/۱۶) و ابو داؤد (۶۱۲/۲) کتاب السنة باب: لزوم السنة هديت (۴۶۰۹)۔

اسے ان لوگوں کے اجر جتنا ثواب ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور جو گمراہی کی طرف بلائے تو اسے بھی اتنا گناہ ملے گا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2599 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

عُمَيْرٍ عَنْ ابْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً خَيْرٍ فَاتَّبَعَ عَلَيْهَا فَلَهُ أَجْرُهُ وَمِثْلُ أَجْرِ مَنْ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِنْ أَجْرِ مَنْ سَنَّ سُنَّةً شَرًّا فَاتَّبَعَ عَلَيْهَا كَانَ عَلَيْهِ وَزْرُهُ وَمِثْلُ أَوْزَارِ مَنْ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُدَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هَذَا وَقَدْ

رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَرِيرِ بْنِ جَرِيرِ بْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا

◀◀ عبد الملک بن عمیر حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص بھلائی کے طریقے کا آغاز کرے اور اس بارے میں اس کی پیروی کی جائے تو اس شخص کو اس کا اجر ملے گا اور بھلائی کی پیروی کرنے والوں کے اجر جتنا اجر ملے گا اور ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص برے طریقے کا آغاز کرے اس کی پیروی کی جائے تو اس شخص کو اپنا گناہ ہوگا اور ان تمام لوگوں کے گناہ جتنا گناہ ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کی گئی ہے۔

یہی روایت منذر بن جریر کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔

یہی روایت عبید اللہ بن جریر کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

ہدایت کی رہنمائی کرنے کا اجر اور گمراہی کی رہنمائی کرنے کی سزا

احادیث باب میں گزشتہ باب کا مضمون بیان کیا گیا ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ گزشتہ باب کا مضمون خاص تھا یعنی عمل

2599۔ اخرجہ احمد (۴/۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹) و مسلم (۴/۱۱۷ - نووی) کتاب الزکاة: باب: اہت علی الصدقة (۷۰/۱۷ - ۱) والنسائی

(۷۵/۵) کتاب الزکاة: باب: التمریض علی الصدقة و ابن ماجہ (۱/۷۴) المقدمة: باب: من سن سنة حسنة او سيئة (۲-۳)۔

خیر سے متعلق تھا اور موجودہ باب کا مضمون عام ہے جو عمل خیر اور عمل شردونوں سے متعلق ہے۔ احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص لوگوں کی کسی عمل خیر میں رہنمائی کرتا ہے مثلاً انہیں نمازی بننے کی ہدایت و تلقین کرتا ہے اور وہ نمازی بن جاتے ہیں تو ان سب کے برابر رہنمائی کرنے والے کو ثواب عطا کیا جائے گا مگر لوگوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ اسی طرح کوئی شخص عمل شر کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے مثلاً انہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرنے کی تلقین کرتا ہے تو وہ اس مذموم عمل کو اختیار کر لیتے ہیں ان سب کے برابر بے ادبی کی سزا رہنمائی کرنے والے کو ملے گی اور ان کی سزائیں کمی واقع نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدْعِ

باب 16: سنت کو اختیار کرنا اور بدعت سے اجتناب کرنا

2600 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: وَعَظَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةٌ مُوَدِّعٌ فَمَاذَا تَعْهَدُ الْيَنَابِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعُرْبَاضِ

بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرٌ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ عَنِ الْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

توضیح راوی: وَالْعُرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ يُكْنَى أَبَا نَجِيحٍ وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ حُجْرِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ عُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد ہمیں بلیغ و عظیم کیا، اس کے نتیجے میں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل لرز گئے، ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ تو الوداعی و عظیم معلوم ہوتا ہے آپ ہمیں کیا تلقین کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور (حاکم وقت کی) اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی تلقین کرتا ہوں، اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہو، کیونکہ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا، وہ بہت جلد بہت زیادہ

2600- رواه احمد (۱۳۶/۴) - و ابوداؤد (۶۱۱/۲) کتاب السنة: باب: فی لزوم السنة (۶۶۰۷) و ابن ماجہ (۱۶/۱) المقدمة: باب: اتباع سنة

الغلاء الراشدين (۴۳) و الدارمی (۴۴/۱) المقدمة: باب: اتباع السنة-

اختلاف دیکھے گا اور تم لوگ نئے پیدا ہونے والے امور سے بچنا، کیونکہ وہ گمراہی ہوں گے، تم میں سے جو شخص ایسا زمانہ پالے تو وہ میری سنت اور ہدایت یافتہ ہدایت کا مرکز خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑے اور اس کو مضبوطی سے تھام لے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ثور بن یزید نے اس روایت کو خالد بن معدان، عبد الرحمن بن عمرو، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوشحیح ہے۔

یہی روایت حجر بن حجر سے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اسی کی مانند کی گئی ہے۔

2601 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْنَةَ عَنْ مَرَّوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ

الْفَزَارِيِّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ الْمُزْنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبَلَالِ بْنِ الْحَارِثِ ااعْلَمْ قَالَ مَا ااعْلَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ

ااعْلَمْ يَا بَلالُ قَالَ مَا ااعْلَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اانه من ااحيا سنة من سنتي قد ااميتت بعدى فان له من الاجر مثل

من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ومن ابتدع بدعة ضلالة لا ترضى الله ورسوله كان عليه

مثل ااثام من عمل بها لا ينقص ذلك من اوزار الناس شيئا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَيْنَةَ هُوَ مَصْبِيصِيُّ شَامِيٌّ وَكَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ الْمُزْنِيِّ

◄◄ کثیر بن عبد اللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال

بن حارث سے فرمایا: یہ بات جان لو! انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا بات جان لوں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص میری سنت کو اس وقت زندہ کرے جب وہ ختم ہو چکی ہو تو اس شخص کو اس سنت پر عمل کرنے والوں کے اجر جتنا اجر ملے گا

حالانکہ ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص گمراہی والی کسی بدعت کا آغاز کرے جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہ

ہوں، تو اس شخص کو ان تمام لوگوں جتنا گناہ ہوگا جو اس پر عمل کریں گے اور ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

محمد بن عیینہ نامی راوی مصیبی شامی ہیں۔

کثیر بن عبد اللہ نامی راوی کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف مزنی ہیں۔

2602 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمِ الْأَنْصَارِيِّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

2601- اخرجه ابن ماجه (۷۶/۱) المقدمة: باب: من ااحيا سنة قد ااميتت حديث (۲۰۹) (۲۱۰) و عبد بن حميد كفاي (المنتخب) رقم (۲۸۹)

متن حدیث: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ إِنَّ قَدْرَتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٍّ لِأَحَدٍ فَأَفْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِي يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحْيَانِي وَمَنْ أَحْيَانِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ ثِقَةٌ وَأَبُوهُ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ صَدُوقٌ إِلَّا أَنَّهُ رُبَّمَا يَرْفَعُ الشَّيْءَ الَّذِي يُوقِفُهُ غَيْرُهُ

قَالَ: وَتَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ وَكَانَ رَفَاعًا وَلَا نَعْرِفُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَنَسٍ رِوَايَةً إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ وَقَدْ رَوَى عَبَادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمُنْقَرِيَّ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ

قول امام بخاری: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَذَا كَرِهْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَلَمْ يَعْرِفْ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَنَسٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَا غَيْرَهُ وَمَاتَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتَسْعِينَ وَمَاتَ سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيْبِ بَعْدَهُ بِسَنَتَيْنِ مَاتَ سَنَةَ خَمْسٍ وَتَسْعِينَ

﴿﴾ سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو ایسا ضرور کرو صبح کے وقت یا شام کے وقت (یعنی کسی بھی وقت) تمہارے دل میں کسی کے لیے دھوکہ نہ ہو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جو شخص میری سنت کو زندہ رکھے گا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث میں طویل قصہ منقول ہے۔

یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

محمد بن عبداللہ نامی راوی ثقہ ہیں اور ان کے والد بھی ثقہ ہیں جبکہ علی بن زید ”صدوق“ ہیں تاہم وہ بعض اوقات کسی ایسی روایت کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کر دیتے ہیں جس کو دیگر راویوں نے ”موقوف“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہوتا ہے۔

میں نے محمد بن بشار کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابوالولید ارشاد فرماتے ہیں: شعبہ نے یہ بات بیان کی ہے: علی بن زید نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے یہ صاحب بہت زیادہ ”مرفوع“ روایت نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: سعید بن مسیب کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں جو طویل نقل ہے۔

عباد منقری نے اس روایت کو علی بن زید کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں سعید مسیب کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس بارے میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو کی تو انہیں سعید بن

2602- لم یخرجه من اصحاب السنة غیر الترمذی ذکرہ المنذری فی (الترغیب) (۵۲۷/۲) حدیث (۶۲۵۹) وقال: ضعیف ورواه الترمذی (۶۲۷۸) وفيه زييد بن علي ابن جدهان وهو ضعيف-

میتب کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کرنے کا علم نہیں تھا، بلکہ اس کے علاوہ کسی اور سے بھی نقل کرنے کا علم نہیں تھا۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال 93 ہجری میں ہوا جبکہ سعید بن میتب کا انتقال دو سال بعد 95 ہجری میں ہوا۔

شرح

سنت کو اپنانا اور بدعت سے اجتناب کرنا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے چار اہم امور کے حوالے سے عہد لیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اللہ تعالیٰ سے ڈرنا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ارتکاب معصیت کے وقت اس کے انجام کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو عملی جامہ پہنانے سے احتراز کرنا۔ مؤمن اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ محبت کی وجہ سے ڈرتا ہے۔ اس کے برعکس کافر اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے ڈرتا ہے، کیونکہ اس کی گرفت بہت سخت ہے جس سے دشمن بچ نہیں سکے گا۔

۲- ارباب حکومت کے خلاف بغاوت نہ کرنا: امت سے دوسرا عہد یہ لیا گیا ہے کہ جب کوئی صاحب اقتدار بن جائے تو شرعی انداز میں اس کے ساتھ معاونت کی جائے لیکن اس کے اور اس کے وزراء کے خلاف بغاوت نہ کی جائے خواہ صاحب اقتدار معمولی شخص ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارباب حکومت کو اولوالامر قرار دے کر ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔

۳- بدعات سے اجتناب کرنا: اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے جس میں عقائد سے لے کر عبادات تک معاملات سے لے کر حدود تک کے احکام بیان کرنے کے علاوہ ارباب اقتدار سے لے کر رعایا تک سب کے حقوق و فرائض بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام کے دین کامل ہونے کے حوالے سے یوں ارشاد ربانی ہے: **اليوم اكملت لكم دينكم**، یعنی آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ علاوہ ازیں بدعات کو ترک کرنے کا بھی درس دیا گیا ہے۔

۴- جب بدعات کا عام رواج ہو جائے تو ایسے زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو اپنایا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا ہیں اور آپ کے خلفاء ہدایت یافتہ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق انہیں اہل جنت قرار دیا گیا ہے اور ان کا طریقہ اختیار کرنے کا درس زبان نبوت سے دیا گیا ہے۔

بَابُ فِي الْإِنْتِهَاءِ عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 17: نبی اکرم ﷺ نے جس بات سے منع کیا ہو اس سے باز آ جانا

2603 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: **أَتْرُكُونِي مَا تَرَكَتُكُمْ فَإِذَا حَدَّثْتُمْ فَخُذُوا عَنِّي فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ**

2603- افرجہ احمد (۲/۴۹۵:۲۵۵) و مسلم (۸/۱۲۰ - نووی) کتاب الفضائل: باب: توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم و ترک اکثر سوالہ

حدیث (۱۲۱) - و ابن ماجہ (۲/۱) المقدمة: باب: اتباع السنة حدیث (۱) -

وَ اٰخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو چیز میں تمہارے لیے ترک کر دوں (یعنی بیان نہ کروں) اس بارے میں مجھے چھوڑ دو اور جب میں تم سے کوئی بات بیان کر دوں تو اسے مجھ سے حاصل کر لو، کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے بکثرت سوالات کرنے اور اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

منہیات سے احتراز کرنا

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ آپ جس چیز کو پسند فرمائیں اسے حلال قرار دے دیں اور جس چیز کو ناپسند کریں اسے حرام قرار دے دیں۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشیاء کو حلال کر سکتے ہیں اور حرام بھی۔

حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاکت کے دو اسباب بیان کر کے ان سے احتراز و اجتناب کرنے کا درس دیا ہے۔ وہ دو اسباب یہ ہیں:

(۱) انبیاء کرام سے بکثرت سوالات کرنا۔ ان سوالات سے مراد فضول و بلا یعنی اور بطور امتحان و آزمائش سوالات کی ممانعت ہے ورنہ حصول علم اور احکام دین معلوم کرنے کے لیے سوالات کرنے کی ممانعت نہیں ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی احکام دین کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے۔

(۲) انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت کرنا: نبی اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام کسی تبدیلی کے بغیر اپنی قوم تک پہنچاتا ہے۔ اس کی مخالفت حرام ہے، کیونکہ اس کی مخالفت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت ہے۔ نبی علیہ السلام کی مخالفت ہلاکت کا سبب ہے، کیونکہ سابقہ اقوام میں سے جنہوں نے اپنے نبی کی مخالفت کی وہ ہلاک ہو گئے، لہذا مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی مخالفت کرنے کی ہرگز جرأت نہیں کر سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَالِمِ الْمَدِينَةِ

باب 18: مدینہ منورہ کے عالم کا تذکرہ

2604 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ وَاسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ

عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةً

مُتَّحِنَةً حَدِيثُ يَوْشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ

الْمَدِينَةِ

2604- اضرمه اميد (۲/۲۹۹) والنسائي في (الكبرى) كما في (تحفة الاشراف) (۹/۴۴۵) - رقم (۱۲۸۷۷) والمبيدي (۲/۴۸۵) - رقم (۱۱۷۷)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

مذاهب فقہاء: وَهُوَ حَدِيثٌ ابْنِ عِيْنَةَ وَقَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عِيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا سُئِلَ مَنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَقَالَ إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى سَمِعْتُ ابْنَ عِيْنَةَ يَقُولُ هُوَ الْعَمْرِيُّ الرَّاهِدُ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مُوسَى يَقُولُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ هُوَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالْعَمْرِيُّ هُوَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:) عنقریب لوگ علم کی تلاش میں (زیادہ) سفر کر کے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے، لیکن انہیں کوئی ایک شخص بھی مدینہ کے عالم سے زیادہ علم والا نہیں ملے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہ روایت ابن عیینہ سے منقول ہے۔

ابن عیینہ کی ایک روایت کے مطابق وہ یہ فرماتے ہیں: یہاں مدینہ منورہ کے عالم سے مراد امام مالک بن انس رحمہ اللہ ہیں۔ اسحاق بن موسیٰ یہ کہتے ہیں: میں نے ابن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اس سے مراد (مشہور بزرگ) عمری ہیں جو (عابد و زاہد ہے)۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ان کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ تھا۔

میں نے یحییٰ بن موسیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق نے یہ بات بیان کی ہے: اس سے مراد امام مالک بن انس رحمہ اللہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”عمری“ نامی بزرگ عبدالعزیز بن عبداللہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آل میں سے ہیں۔

شرح

مدینہ طیبہ کے ممتاز عالم دین کا تذکرہ

بقدر ضرورت علم دین کا حصول فرض عین مگر مکمل علوم اسلامیہ کا حصول فرض کفایہ ہے۔ اس بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ ”علم دین کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔“ ایک روایت کے الفاظ ہیں: اطلبوا العلم ولو بالخصین۔ ”تم علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔“ یعنی خواہ حصول علم کے لیے دور دراز کا سفر طے کرنا پڑے پھر بھی تم حصول علم کی کوشش میں لگے رہو۔

حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی مذکور ہے کہ لوگ جانوروں یعنی اونٹ وغیرہ پر سوار ہو کر حصول علم کے لیے سفر کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اس دور میں مدینہ طیبہ سے بڑھ کر کوئی ممتاز عالم دین دستیاب نہ ہوگا۔

سوال: حدیث باب میں مدینہ طیبہ کے جس ممتاز عالم دین کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا مصداق کون سی ہستی ہے؟

جواب: (۱) ممتاز محدث حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو احادیث مبارکہ پر مشتمل پہلی کتاب ”موطا“ کے مصنف

اور ممتاز عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(۲) عمری زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ: یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے ان کا پورا نام یوں ہے: عبدالعزیز

بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح یہ بزرگ بھی مدینہ طیبہ کے ممتاز عالم دین اور عظیم محدث تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفِقْهِ عَلَى الْعِبَادَةِ

باب 19: علم کی عبادت پر فضیلت

2605 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

رَوْحُ بْنُ جِنَاحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدَّثَ فِقْهًا أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْفِ عَابِدٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ

مُسْلِمٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک عالم شیطان کے لیے ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو اسی سند کے حوالے سے یعنی ولید بن مسلم سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

2606 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ

بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ عَنْ قَيْسِ ابْنِ كَثِيرٍ قَالَ

مَنْ حَدَّثَ فِقْهًا أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْفِ عَابِدٍ

بَلَّغَنِي أَنَّكَ تَحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ قَالَ لَا قَالَ أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ

قَالَ لَا قَالَ أَمَا جِئْتَ إِلَّا فِي طَلَبِ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَتَّبِعِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً

لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ

عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا

إِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ وَكَانَ هُوَ

عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ هَكَذَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خِدَاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ

2605- اضرجه ابن ماجه (۸۱/۱) المقدمة: باب: فضل العلماء حدیث (۲۲۲)۔

2606- اضرجه احمد (۱۹۶/۵) و ابوداؤد (۲۴۱/۲): كتاب العلم: باب: العت على طلب العلم (۳۶۱) و ابن ماجه (۸۱/۱) المقدمة: باب:

فضل العلماء و العت على طلب العلم (۲۲۲) و الدارمی (۹۸/۱) المقدمة: باب: تى فضل العلم و العالم۔

رَجَاءُ بْنُ حَيَّوَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا
أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ خَدَّاشٍ

قول امام بخاری: وَرَأَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَذَا أَصَحَّ

قیس بن کثیر بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ سے ایک شخص حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت دمشق میں تھے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے میرے بھائی! تم کیوں آئے ہو؟ اس نے عرض کی: ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے: آپ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا گیا: کیا تم کسی دوسرے کام سے بھی آئے ہو اس نے عرض کی: نہیں! حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تم تجارت کی غرض سے آئے ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں! میں یہاں صرف اس حدیث کی غرض سے آیا ہوں، تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی ایسے راستے پر چلے جس پر وہ علم کے حصول کے لیے جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت کے راستے پر چلائے گا، اور بے شک فرشتے علم کے طلبگار سے راضی ہو کر اپنے پر اس کے لیے بچھا دیتے ہیں۔ بے شک عالم شخص کے لیے آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں موجود مچھلیاں بھی اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور عالم شخص کو عبادت گزار پر وہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر ہوتی ہے بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء وراثت میں دینار یا درہم نہیں چھوڑتے، وہ وراثت میں علم چھوڑتے ہیں، تو جو شخص اسے حاصل کر لے۔ اس نے ایک بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہم اس روایت کو صرف عاصم کی روایت سے جانتے ہیں۔ میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔ اسی روایت کو محمود بن خدّاش کے حوالے سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے، تاہم محمود بن خدّاش سے منقول ہے۔ روایت زیادہ مسند ہے۔

شرح

علم کا عبادت سے افضل ہونا

پہلی حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ عالم باعمل شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ اس کے زیادہ بھاری ہونے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱- عالم دین اپنے علم و فضل اور عمل کی برکت سے شیطان سے دھوکا نہیں کھا سکتا لیکن اس کے برعکس عابد و زاہد خواہ کتنا ہی صاحب تقویٰ ہو وہ آسانی سے شیطانی فریب میں آ سکتا ہے۔

۲- عالم دین کا عمل یعنی درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ پوری قوم کے لیے ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں عابد کا عمل یعنی عبادت و ریاضت اور وظائف و اوراد محض اپنی ذات کے لیے ہوتے ہیں۔

دوسری حدیث باب میں طلباء دین کے فضائل بیان کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ علماء دین بننے کے بعد ان کے مرتبہ و مقام

میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث فضائل طلباء علم دین کا عظیم الشان گلدستہ ہے۔ طلباء کے لیے زمین و آسمان کے درمیان پرواز کرنے والے فرشتوں کا اپنے نورانی پر بچھانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ طلباء علم دین کو دیکھ کر ان کے ادب و تعظیم کی خاطر اپنی پرواز ختم کر دیتے ہیں۔ فرشتوں کا یہ عمل بالکل اسی طرح ہے جس طرح مودب طلباء عالم دین کو دیکھ کر اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے گزر جانے پر طلباء اپنی راہ لیتے ہیں۔

طلباء علم دین کا سفر درحقیقت جنت کا سفر ہوتا ہے، کیونکہ وہ رضاء الہی کے لیے یہ سفر اختیار کرتے ہیں۔ فرشتے ان کا احترام کرتے ہیں، کائنات کی ہر چیز ان کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہے اور دوران حصول علم وفات پا جانے کی صورت میں انہیں شہید کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ عالم دین بننے پر ان کے درجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ انہیں نیابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور ورثاء انبیاء بھی قرار پاتے ہیں۔

2607 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنِ ابْنِ أَشْوَعٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

سَلْمَةَ الْجَعْفِيِّ قَالَ

متن حدیث: قَالَ يَزِيدُ بْنُ سَلْمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَخَافُ أَنْ يُنْسِنِي أَوَّلَهُ
اٰخِرُهُ فَحَدِّثْنِي بِكَلِمَةٍ تَكُونُ جَمَاعًا قَالَ اتَّقِ اللَّهَ فِيمَا تَعْلَمُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَهُوَ عِنْدِي مُرْسَلٌ

توضیح راوی: وَكَلِمَةٌ يُدْرِكُ عِنْدِي ابْنُ أَشْوَعٍ يَزِيدُ بْنُ سَلْمَةَ وَابْنُ أَشْوَعٍ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ أَشْوَعٍ

﴿﴾ حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یزید بن سلمہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں مجھے اندیشہ ہے: میں ان کا ابتدائی یا آخری حصہ بھلا نہ دوں، آپ ﷺ مجھے ایسا کلمہ بتائیں جو جامع ہو، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے علم کے مطابق اللہ سے ڈرتے رہو۔

اس حدیث کی سند بھی متصل نہیں ہے میرے خیال میں یہ ”مرسل“ روایت ہے، کیونکہ میرے نزدیک ابن اشوع نامی راوی نے حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔
ابن اشوع نامی راوی کا نام سعید بن اشوع ہے۔

شرح

عالم دین کے لیے ایک قابل عمل نصیحت

حدیث باب کے راوی حضرت یزید بن سلمہ جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اجلہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔ ان سے یہی ایک حدیث مروی ہے۔ وہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے زیادہ باتیں یاد نہیں رہتیں، آپ مجھے ایسی بات ارشاد فرمائیے کہ وہ تمام چیزوں کی جڑ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اتق اللہ فیما تعلم۔ یعنی جن باتوں کو تم جانتے ہو ان پر عمل کرو، مامورات کو ترک نہ کرو اور ممنوعات کا ارتکاب نہ کرو۔

2607- اخرجه عبد بن حميد كما في (المنتخب) - رقم (۴۳۶) ولم يخرجه من السنة غير الترمذی -

خواہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمائی تھی لیکن اس کا حکم عام ہے کہ ہر عالم دین اس نسخہ پر عمل کرے تو وہ پورے دین اسلام پر عمل پیرا ہوگا، کیونکہ اس ارشاد عالیہ میں عقائد و افکار اعمال و عبادات اور معاملات وغیرہ آچکے ہیں۔

2608 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ أَيُّوبَ الْعَامِرِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٍ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مَنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهُ فِي الدِّينِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَلَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ عَوْفٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَذَا الشَّيْخِ خَلْفِ بْنِ أَيُّوبَ الْعَامِرِيِّ وَلَمْ أَرَأْ أَحَدًا يَرَوِي عَنْهُ غَيْرَ أَبِي كُرَيْبٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ وَلَا أَدْرِي كَيْفَ هُوَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو خصوصیات منافق میں اکٹھی نہیں ہو سکتی، اچھے اخلاق اور دین کی سمجھ بوجھ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو عوف بن مالک سے منقول ہونے کے طور پر صرف اسی شیخ یعنی خلف بن ایوب عامری کی روایت کے طور پر جانتے ہیں اور میرے علم کے مطابق ان سے محمد بن علاء کے علاوہ کسی اور نے اسے نقل نہیں کیا ہے اب یہ مجھے معلوم نہیں: وہ کیسے ہیں؟

شرح

عالم دین میں دو اوصاف کا موجود ہونا

کوئی منافق دو اوصاف کا جامع نہیں ہو سکتا:

(۱) حسن سیرت (۲) دین کی فقہت۔

اس کے برعکس عالم دین ان دونوں اوصاف کا جامع ہوتا ہے، کیونکہ یہ دونوں اوصاف صاحب علم کی شایان شان ہیں اور اس کی زینت و زیور بھی۔ جب یہ دونوں اوصاف عالم دین میں ہوں گے تو لوگ ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر ان کے پاس آئیں گے اور علمی و فقہی استفادہ کریں ورنہ اس سعادت سے محروم رہیں گے۔

2609 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ

جَمِيلٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ

2608- لم يخرجه من اصحاب الكتب السنة غير المصنف ذكره المتقى الرندي في (الكنز) (١٥٢/١٠) حدیث (٢٨٧٧٧) و عزاء

لترمذی عن ابی ہریرة۔

2609- انفرده المصنف دون بقية السنة ذكره الریشی في (المجمع) (١٢٩/١) وقال رواه الطهرانی في (الكبير) وفيه القاسم ابو عبد

الرحمن و تقة البخاری و ضعفه احمد۔

متن حدیث: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيَصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنِ بْنَ حُرَيْثِ الْخَزَاعِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُولُ عَالِمٌ عَامِلٌ مُعَلِّمٌ يُدْعَى كَبِيرًا فِي مَلَكَوَاتِ السَّمَوَاتِ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا، جن میں سے ایک عبادت گزار تھا، دوسرا عالم تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم شخص کو عبادت گزار پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تم میں سے ادنیٰ شخص پر حاصل ہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان میں رہنے والے اور زمینوں میں رہنے والی (تمام مخلوق) یہاں تک کہ بل میں رہنے والی چیونٹی اور (سمندر میں موجود) مچھلی تک، لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔

میں نے ابوعمار حسین بن حریش خزاعی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے فضیل بن عیاض کو یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے: ایسا عالم جو (اپنے علم) پر عمل بھی کرتا ہو اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہو، اسے آسمانوں میں بڑا آدمی (کہہ کر) بلایا جاتا ہے۔

شرح

عالم کو عابد پر برتری حاصل ہونا

عالم دین اور عابد دونوں ہی قابل احترام ہیں مگر دونوں میں سے عالم دین کو فضیلت و برتری حاصل ہوتی ہے۔ اس برتری کی وجہ یہ ہے کہ عابد فقط اپنی ذات کے لیے عبادت و ریاضت کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو اس کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس عالم دین کے درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ سے پوری قوم کو فائدہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نسل در نسل آنے والے لوگوں کو بھی اس کے علمی فیضان سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ عالم دین کو عابد پر برتری کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں سمندر کے پانی میں اس کی مغفرت و بخشش کے لیے دعا کرتی ہیں۔

2610 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

2610۔ انفرادیہ المصنف دون بقیة السنة، ذکرہ المنقی الرندی فی (الکنز) (۱/۱۶۶) حدیث (۸۲۱) و عزاء للترمذی عن ابی سعید و اخرجه ابن حبان فی (ضمیمہ) (۹۰۳)۔

الْحَارِثُ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ
حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مؤمن بھلائی کی باتیں سن کر (یعنی کے علم حاصل کر کے) کبھی سیر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس کا انجام جنت ہے یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

مؤمن کا خیر سے شکم سیر نہ ہونا

ایک مشہور روایت کے مطابق دو آدمی سیر نہیں ہوتے:

(۱) طالب دنیا: جو شخص طالب دنیا ہو وہ سیر نہیں ہوتا۔ اگر اس کا ایک مکان ہے تو دوسرے مکان کی تمنا کرے گا، اگر ملک کا سربراہ ہو تو دوسرے ملک کی آرزو کرے گا اور اگر وہ وزیر ہو تو وزیر اعظم یا سربراہ مملکت بننے کی کوشش کرے گا۔ الغرض وہ تاحیات سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

(۲) طالب دین: طالب دنیا کی طرح طالب دین بھی تاحیات سیر نہیں ہوتا۔ وہ متعلم ہو تو معلم بننے کی کوشش کرے گا، معلم ہو تو مصنف بننے کی تمنا کرے گا، مصنف ہو تو وہ مبلغ و مقرر بننے کی آرزو کرے گا۔ الحاصل طالب دین مذہبی و دینی خدمات انجام دینے کے لیے ترقی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا حتیٰ کہ وہ رفیق اعلیٰ کے حضور پہنچ جائے۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ مؤمن جنت میں پہنچنے تک دنیوی زندگی میں علمی و ادبی امور میں ترقی کرتا ہوا شکم سیر نہیں ہوتا۔

2611 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

الْفَضْلِ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهِيَ أَحَقُّ بِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ الْمَدَنِيِّ الْمَخْزُومِيِّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حکمت کی بات مؤمن کی گمشدہ چیز ہے

وہ جہاں اسے پاتا ہے تو وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں، ابراہیم بن فضل مخزومی نامی راوی اپنے حافظے کے حوالے سے، علم

حدیث میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

شرح

علمی بات جہاں سے بھی دستیاب ہو اسے حاصل کرنا

جس طرح مؤمن کا گمشدہ جانور جہاں سے بھی دستیاب ہو وہ اسے حاصل کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اسی طرح علم و حکمت کی بات مسلمان کا گمشدہ خزانہ ہے وہ جہاں سے بھی ملے وہ اسے حاصل کرنے میں دیر نہیں لگاتا۔ ایک مشہور حدیث: اطلبوا العلم ولو بالصین (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۲) ”تم علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں: علیکم بالعلم فان العلم خلیل المؤمن (امام علاء الدین علی متقی، کنز العمال ج ۱۰، ص ۸۸) ”تم حصول علم کا التزام کرو کیونکہ علم مؤمن کا دوست (غمخوار) ہے۔“

علم ایک لازوال دولت ہے یہ جہاں سے بھی دستیاب ہو اسے حاصل کرنا چاہیے۔ صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں حصول علم کا اس قدر ذوق تھا کہ وہ اس ذوق کی تکمیل کے لیے پیدل یا سواری پر دور دراز کا سفر طے کیا کرتے تھے۔ پھر جس سے یہ دولت حاصل کرنی ہو اس کا واقف وہم خیال ہونا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ جہاں سے بھی اور جس سے بھی یہ روایت حاصل ہو سکتی ہو وصول کر لینی چاہیے۔ اس بارے میں مشہور مقولہ ہے: انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال۔ ”تم اس بات کو دیکھو جو کہی گئی ہو اور تم کہنے والے کو مت دیکھو۔“

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث باب کا مفہوم یوں واضح کرتے ہیں:

مرد باید کہ پند گیرد ورنوشتہ باشد بر دیوار

یعنی عقلمند شخص اس نصیحت کو حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ دیوار پر لکھی ہوئی ہو کیونکہ وہ ہمہ وقت علم و حکمت کی تلاش میں سرگرداں

رہتا ہے۔



کتاب الاستینار والاصاب عن رسول اللہ ﷺ

اجازت لینے اور دیگر آداب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

اجازت طلبی کے احکام و مسائل

۱- اجازت طلبی اور قرآن

اسلام دین کامل ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی ملتی ہے۔ کسی کے گھر میں اجازت طلبی کے بغیر داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النور: ۲۷) ”اے ایمان والو! تم دوسرے لوگوں کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہو کرو اور اہل خانہ کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے شاید تم نصیحت حاصل کر لو۔“

دوسرے مقام پر یہی مضمون قدرے تفصیل سے یوں بیان کیا گیا ہے:

اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے قبل اور جب تم نے اپنے کپڑے اتار رکھے ہوں دو پہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ان تین کے بعد تم پر کچھ گناہ نہیں نہ ان پر آمد و رفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔ اللہ تعالیٰ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے آیتیں۔ اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے اور تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جس طرح ان سے انگوں نے اذن مانگا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یونہی بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (النور: ۵۸، ۵۹)

۲- اجازت طلبی کا مسنون طریقہ

کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلبی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے اہل خانہ پر سلام پیش کیا جائے پھر اجازت طلب کی جائے۔ چنانچہ قبیلہ بنو عامر کا ایک آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کاشانہ نبوت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ اس شخص کو اجازت طلبی کا طریقہ نہیں آتا لہذا باہر جا کر اسے اس کا طریقہ سکھاؤ کہ وہ یوں اجازت طلبی کرے: السلام علیکم ادخل؟ تم پر سلامتی ہو کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن لی اور سمجھ بھی لی۔ پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طریقہ کے مطابق اجازت طلب کی۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۵۱۷۷)

کسی کے گھر میں اجازت طلبی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سلام کو اجازت سے مقدم رکھا جائے۔ چنانچہ اس حوالے سے ایک

مستند روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجازت طلبی کے وقت جو شخص پہلے ”سلام“ نہ کہے تو اسے اندر آنے کی ہرگز اجازت نہ دو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۶۷۶)

اجازت طلبی کے حکم کی وجوہات

اجازت طلبی کے حکم کی دو وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- انسان بعض اوقات کسی ضرورت کے تحت برہنہ حالت میں ہوتا ہے اور کبھی گھر کی چار دیواری میں اکیلا بے تکلف صورت میں ہوتا ہے پھر اچانک کوئی شخص گھر میں گھس آئے تو ستر پر اس کی نظر پڑے گی جو صاحب خانہ کے لیے ندامت و پریشانی کا باعث ہوگا۔ ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اپنی والدہ کے پاس جانے کے لیے بھی مجھے اجازت لینا ہوگی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں! تم اجازت طلب کرو۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتا ہوں؟ فرمایا: پھر بھی اجازت لینا ہوگی۔ عرض کیا: میں ان کا خادم ہوں؟ آپ نے جواب دیا: بہر صورت تم اجازت لو، کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ اپنی والدہ کو برہنہ حالت میں دیکھو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: تم اجازت لو، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ گھر میں برہنہ بیٹھی ہوں اور تمہاری ان کے ستر پر نظر پڑ جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۶۷۷)

۲- اگر کوئی شخص اپنے گھر میں ایسا کام کر رہا ہو کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہو کہ دوسرا آدمی اس سے واقف ہو پھر کوئی شخص اجازت کے بغیر داخل ہو کر اس کے عمل سے واقف ہوگا تو ذہنی طور پر اس پر گراں گزرے گا، لہذا اجازت طلبی ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس وقت جھانکا جبکہ آپ باریک سیٹگی سے اپنا سراقدس کھجلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے علم ہو جاتا کہ تو ہمارے گھر میں جھانک رہا ہے تو میں سیٹگی کے ساتھ تیری آنکھ پھوڑ دیتا، کیونکہ آنکھ کے سبب اجازت طلبی کا حکم دیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۶۲۴۱)

فائدہ نافعہ: جب گھر میں بیوی موجود ہو تو شوہر کے لیے اجازت طلبی مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں کھنکار کر داخل ہوتے تھے تاکہ اپنی زوجہ کو اس حالت میں ملاحظہ نہ کریں جو انہیں ناپسند ہو۔

اجازت طلبی کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام

گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلبی کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اجنبی شخص

چونکہ اجنبی شخص سے عدم واقفیت کی وجہ سے زیادہ تعلق و واسطہ نہیں پڑتا، لہذا دخول بیت کے لیے اس کا صراحتاً اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ان کے اخیافی بھائی حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ہرنی کا دودھ اور چھوٹی کلثری دیکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ معظمہ کے بالائی حصہ میں قیام پذیر تھے۔ چنانچہ وہ سلام عرض کیے بغیر اور اجازت طلبی کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور یوں اجازت طلب کر کے اندر آؤ: السلام علیکم ادخل؟ تم پر سلامتی ہو، کیا میں گھر میں داخل ہو سکتا ہوں؟ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۶۷۸) اس روایت میں

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت طلبی کا یہ درس پوری امت کے لیے ہے۔

فائدہ نافعہ: کوئی شخص ملاقات کے لیے کسی کے گھر جاتا ہے تو وہ تین بار دروازہ کھٹکھٹائے یا گھنٹی بجائے تو جواب نہ ملنے پر وہ واپس پلٹ جائے، کیونکہ تین بار دخول دار کی اجازت لینے پر خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ صاحب دار ایسی حالت میں ہے کہ جواب نہیں دے سکتا یعنی وہ حالت نماز میں ہے یا بیت الخلاء میں ہے یا غسل کرنے میں مصروف ہے یا شدید علیل ہے یا وہ سویا ہوا ہے اور یا وہ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔

۲- غیر محرم آدمی

ایسا غیر محرم شخص جس کے ساتھ معاشرتی تعلقات اور ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، کی اجازت طلبی کا حکم پہلے شخص سے قدرے کم درجہ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذنک علی ان یرفع الحجاب وان تستمع سوادى حتى انھاک۔ ”تمہارے لیے اندر آنے کی اجازت یہ ہے کہ دروازہ کھول دیا گیا ہو اور تم میری گفتگو سماعت کر رہے ہو حتیٰ کہ میں تمہیں (اندر آنے سے) منع کر دوں۔“

۳- غلام و نابالغ بچہ

ایسے غلام اور نابالغ بچے جن سے حجاب واجب نہیں ہے ان کے لیے دخول بیت کے وقت اجازت طلبی ضروری نہیں ہے۔ البتہ تین اوقات میں ان کے لیے بھی اجازت طلبی ضروری ہے:

(۱) فجر کی نماز سے قبل

(۲) دوپہر کے وقت

(۳) نماز عشاء کے بعد۔

تین اوقات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ خدام اور بچوں کی آمد و رفت ان اوقات میں جاری رہتی ہے۔ اوقات ثلاثہ سے حصر مقصود نہیں ہے، بلکہ کوئی بچہ یا غلام نصف رات کے وقت بھی بغیر اجازت کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔

فائدہ نافعہ: جو آدمی کسی ممتاز شخصیت یا قاصد وغیرہ کے ساتھ کسی کے گھر داخل ہو تو اسے نئے سرے سے اجازت طلبی کی ہرگز ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ تابع کی حیثیت سے گھر میں داخل ہو سکتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرے تو وہ دروازے کے سامنے کھڑا نہ ہو بلکہ اس کے دائیں یا بائیں کھڑا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہ معمول تھا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے کے سامنے جاتے تو سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں تشریف فرما ہوتے اور یوں فرماتے: السلام علیکم، السلام علیکم (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۶۷۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ

باب ۱: سلام کو پھیلانا

2612 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا إِلَّا أَذَلُّكُمْ عَلَيَّ
أَمْرٌ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ عَنْ أَبِيهِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَرَاءِ
وَأَنَسِ وَأَبْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دست
قدرت میں میری جان ہے، تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کامل مؤمن نہ ہو جاؤ۔ تم اس وقت تک کامل مؤمن
نہیں ہو گے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہاری ایسی بات کی رہنمائی کروں؟ جب تم اسے کر لو گے، تو
تمہاری آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ!

اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، شریح بن ہانی کی ان کے والد کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن
عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

افشاء سلام کی اہمیت

اسلام تہذیب پسند مذہب ہے یہ لوگوں کو مہذب بننے کا درس دیتا ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں میں محبت پھیلتی ہے۔ حدیث
باب میں صراحت ہے کہ تم باہم ”سلام“ کہنے کو ترویج دو۔ اس سے گلشن محبت مہک اٹھتا ہے۔ یہ مضمون قرآن کریم میں یوں بیان کیا
گیا ہے: جب صاحب تقویٰ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو محافظ فرشتے ان سے یوں کہیں گے: السلام علیکم یعنی تم پر سلامتی ہو، تم
لوگ مزے کی زندگی گزارو اور تم ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔“ (الزمر: ۷۳)

فائدہ نافعہ: مسلمان کو پیشگی سلام پیش کیا جاسکتا ہے لیکن غیر مسلم کو نہ کیا جائے، کیونکہ اس کی شرط مسلمان ہونا عائد کی گئی ہے۔
جو پیشگی سلام کرتا ہے اسے بیس نیکیاں اور جواب دینے والے کو دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ غیر مسلم کو پیشگی سلام کہنے کی اجازت
نہیں ہے اور غیر مسلم کے سلام کہنے پر ”وعلیکم“ کے الفاظ سے جواب دیا جائے۔

بَابُ مَا ذَكَرَ فِي فَضْلِ السَّلَامِ

باب 2: سلام کی فضیلت کا بیان

2612- اضرجه احمد (۲/۳۹۱، ۴۴۲، ۷۷۷، ۵۹۵، ۵۱۲) و مسلم (۱/۳۱۷ - نووی) کتاب الایمان: باب: بیان انه لا بدخل الجنة الا
المؤمنون: حدیث: (۵۴/۹۳) و ابوداؤد (۲/۷۷۷) کتاب الادب: ابواب السلام: حدیث (۵۱۹۳) و ابن ماجہ (۱/۲۶) المقدمة: باب: فی
الایمان: حدیث (۶۸) و فی (۲/۱۳۱۷) کتاب الادب: باب: افشاء السلام (۳۶۹۳)۔

2613 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَرِيرِيُّ الْبَلْخِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَيْعِيِّ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُونَ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: السلام
علیکم نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے دس نیکیاں مل گئیں پھر دوسرا شخص آیا: وہ بولا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے
بیس نیکیاں ملیں گی پھر ایک شخص آیا اور بولا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تیس نیکیاں ملیں گی۔
یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے جو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔
اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

سلام کہنے کی فضیلت

عربی زبان کا مشہور منقولہ ہے: کثرت الالفاظ تدل علی کثرة المعانی یعنی الفاظ کی کثرت معانی کی کثرت پر
دلالت کرتی ہے۔ اسی ضابطہ کے پیش نظر پہلے حاضر ہونے والے شخص کو دس نیکیوں کا دوسرے درجہ پر آنے والے کو بیس نیکیوں کا اور
تیسرے درجہ پر آنے والے کو تیس نیکیوں کے ثواب کا بتایا۔ ایک روایت کے مطابق بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر
ہونے والے آدمی نے سلام کرتے وقت دیگر الفاظ کے علاوہ ”ومغفرۃ“ کا اضافہ کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چالیس
نیکیوں کا مژدہ سنایا تھا۔

سوال: کسی مسلمان کو سلام کہتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر اضافہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں مختلف روایات ہیں، بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض سے عدم جواز۔ حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے: انتھی السلام الی البرکة، سلام صرف برکت پر مکمل ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یوں سلام پیش کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ و
برکاتہ و مغفرۃ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حسبک وبرکاتہ۔ صرف برکاتہ پر تمہارا سلام پورا
ہو گیا۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلام کے جواب میں بھی اضافہ کیا کرتے تھے۔ ایک

2613- اضرحہ اصمد (۴/۴۲۹) و رواہ ایضاً فی (۴/۴۴۰) عن ابی رجاہ مرسلًا واضرحہ موصولًا ابو داؤد (۲/۷۷۷) کتاب الادب باب:

کیف السلام: حدیث (۵۱۹۵) و الدارمی (۲/۲۷۷ - ۲۷۸) کتاب الاستیذان: باب: فی فضل التسلیم وردہ۔

آدی حاضر خدمت ہوا اس نے کہا: السلام علیکم۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا: وعلیکم السلام ورحمة اللہ۔ وہ شخص دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو اس نے سلام عرض کرتے وقت: وبرکاتہ کا اضافہ کیا تو آپ نے جواب میں: وطیب صلاتہ کا اضافہ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا (النساء: ۸۶) یعنی جب کوئی شخص سلام کرے تو اسے بہتر الفاظ سے جواب دویا ویسے ہی الفاظ سے جواب دے دو۔ اس ارشاد خداوندی سے بھی: وبرکاتہ پر اضافہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خواہ سلام اور جواب: وبرکاتہ کے الفاظ پر مکمل ہو جاتا ہے لیکن ان پر اضافہ بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ نافعہ: السلام علیکم کہا حقوق العباد سے متعلق اور مسنون ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ سوار پیدل کو پیدل کھڑے ہوئے کو اور کھڑا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے گا۔ اسی طرح قلیل لوگ کثیر لوگوں کو السلام علیکم کہیں گے۔ اجتماعی سلام و جواب میں ایک شخص کا سلام کہہ دینا یا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہوگا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْإِسْتِذَانَ ثَلَاثٌ

باب 3: تین مرتبہ اجازت مانگنا

2614 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي

نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

متن حدیث: اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلِيَّ عُمَرَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۚ أَدْخُلْ قَالَ عُمَرُ وَاحِدَةً ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۚ أَدْخُلْ قَالَ عُمَرُ ثِنْتَانِ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۚ أَدْخُلْ فَقَالَ عُمَرُ ثَلَاثٌ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ لِلْبَوَّابِ مَا صَنَعَ قَالَ رَجَعَ قَالَ عَلِيٌّ بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتَ قَالَ السُّنَّةُ قَالَ السُّنَّةُ وَاللَّهِ لَتَأْتِيَنِي عَلِيُّ هَذَا بِرُهَانَ أَوْ بَيْبِنَةَ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ قَالَ فَاتَانَا وَنَحْنُ رُفْقَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتُمْ أَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْتِذَانَ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَالْأَفْرَجُ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يُمَارِزُونَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ فَمَا أَصَابَكَ فِي هَذَا مِنَ الْعُقُوبَةِ فَأَنَا شَرِيكَكَ قَالَ فَاتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ عُمَرُ مَا كُنْتُ عَلِمْتُ بِهَذَا

في الباب: وفي الباب عن عليٍّ وأم طارقٍ مولاةِ سعيدٍ

حكم حدیث: قال أبو عيسى: هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ

توضیح راوی: وَالْجُرَيْرِيُّ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ إِيَّاسٍ يُكْنَى أَبَا مَسْعُودٍ وَقَدْ رَوَى هَذَا غَيْرُهُ أَيْضًا عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

وَأَبُو نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ الْمُنْدِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطْعَةَ

﴿﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں

2614۔ اضرجه اصمد (۳/۱۹/۴۱۰/۴۱۸) و مسلم (۷/۳۸۵ - نووی) کتاب الاداب: باب: الاستئذان (۳۵/۲۱۵۲) و ابن ماجہ (۲/۱۲۲۱)

کتاب الادب: باب: الاستئذان حدیث (۲۷۰۶) و الدارمی (۲/۲۷۶) کتاب الاستئذان: باب: الاستئذان ثلاث-

اندر آنے کی اجازت مانگی اور بولے: السلام علیکم! کیا میں اندر آ جاؤں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: ایک ہی مرتبہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب نہیں دیا) پھر ابو حضرت موسیٰ کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے: السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (خود سے کہا) دو مرتبہ ہو گیا (لیکن انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے: السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تیسری مرتبہ ہے (یعنی انہوں نے اجازت پھر بھی نہیں دی جائے) پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دربان سے دریافت کیا: انہیں کیا ہوا؟ دربان نے جواب دیا: وہ واپس چلے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لے کر آؤ! جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: سنت کے مطابق کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی قسم یا تو اس پر آپ ثبوت یا دلیل لے کر آئیں یا پھر میں آپ کو سزا دوں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے ہم انصاری دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: اے انصار کے گروہ! کیا آپ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ نہیں جانتے؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے؟ کہ اجازت تین مرتبہ لی جاسکتی ہے اگر تمہیں اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جاؤ! تو حاضرین ان کے ساتھ مذاق کرنے لگے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنا سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا میں نے کہا: آپ کو اس بارے میں جو سزا ملے گی میں اس میں آپ کا شریک ہوں گا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر وہ (یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس بارے میں بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ ام طارق رضی اللہ عنہا جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیز ہیں سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

جریری نامی راوی کا نام سعید بن ایاس ہے اور کنیت ابو سعود ہے۔

اسی روایت کو ان کے علاوہ دیگر راویوں نے ابونضرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابونضرہ عبدی کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

2615 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو

زَمِيلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَأُذِنَ لِي

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

تَوْصِيحُ رَاوِي: وَأَبُو زَمِيلٍ اسْمُهُ سِمَاكُ الْحَنْفِيُّ

قول امام ترمذی: وَاسْمَا أَنْكَرَ عُمَرُ عِنْدَنَا عَلَى أَبِي مُوسَى حَيْثُ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

قَالَ الْإِسْتِذَانُ ثَلَاثٌ فَإِذَا أُذِنَ لَكَ وَالْأَفْرَجُ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا

فَإِذَنْ لَهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلِيمًا هَذَا الَّذِي رَوَاهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَالْأَصَابِ فَارْجِعْ

﴿ ﴿ ﴾ ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی تین مرتبہ اجازت مانگی تو آپ نے مجھے اجازت دی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ابو زمیل نامی راوی کا نام سماک حنفی ہے۔

ہمارے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا انکار اس وقت کیا تھا جب انہوں نے اس روایت کو نقل کیا تھا اور کہا تھا: اجازت لینے کا حکم تین مرتبہ ہے اگر تمہیں اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جاؤ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ اجازت انگی تھی تو اجازت مل گئی تھی تاہم انہیں اس روایت کا علم نہیں تھا جسے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا: ”اگر تمہیں اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جاؤ“۔

شرح

دخول دار کے لیے تین بار اجازت لینا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے والا شخص صاحب دار سے تین بار اجازت طلب کرے یعنی تین بار دروازہ کھٹکھٹائے یا گھنٹی دے یا آواز دے پھر جواب نہ ملنے کی صورت میں وہ واپس پلٹ جائے کیونکہ جواب نہ ملنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مالک مکان گھر نہیں ہے یا وہ بیت الخلاء میں ہے یا وہ غسل کرنے میں مصروف ہے یا وہ علیل ہے کہ دروازے تک نہیں آسکتا یا وہ سویا ہوا ہے اور یا وہ آنے والے سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔

اعتراض: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار اجازت طلبی کی تو آپ نے مجھے اجازت عنایت فرمادی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اجازت تین بار ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات پر گرفت کیوں کی اور ان سے دلیل کیوں طلب کی تھی؟

جواب: یہاں دو باتیں ہیں:

- (۱) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جو انہیں دے دی گئی۔
- (۲) تیسری بار اجازت نہ ملنے پر واپس لوٹ جانا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی بات کا تو علم تھا کیونکہ ان کے ساتھ واقعہ پیش آچکا تھا لیکن دوسری بات کا علم نہیں تھا۔ آپ نے دوسری بات کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرفت فرمائی اور اس بارے میں دلیل بھی طلب کی تھی۔

سوال: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد معتبر نہیں ہے کیونکہ انہوں نے دلیل پیش کرنے کا بھی حکم دیا تھا جبکہ شریعت میں اخبار احاد معتبر ہیں؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ بے شمار واقعات ایسے موجود

ہیں کہ آپ نے خبر واحد کو تسلیم کیا ہے مثلاً مجوسی سے جزیہ وصول کرنے کا مسئلہ اور شوہر کی دیت سے زوجہ کو میراث فراہم کرنے کا مسئلہ وغیرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ رَدِّ السَّلَامِ

باب 4: سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

2616 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ

سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ أَرْجِعْ فَصَلِّ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اِخْتِلَافِ سُنَنِ: وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هَذَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ فَقَالَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَقَالَ وَعَلَيْكَ قَالَ وَحَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَصَحُّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، نبی اکرم ﷺ مسجد کے کنارے میں تشریف فرما تھے اس نے نماز ادا کی، پھر وہ آیا اس نے آپ کو سلام کیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر بھی ہو! واپس جاؤ! نماز ادا کرو! کیونکہ تم نے درحقیقت نماز نہیں پڑھی۔

اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یحییٰ بن سعید نے اس حدیث کو عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے سعید مقبری کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: یہ ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ”وعلیک“ فرمایا۔

یحییٰ بن سعید سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے۔

شرح

سلام کے جواب کا طریقہ

گزشتہ روایات سے ثابت ہوا کہ جس مسلم کو سلام کہنا مقصود ہو وہ واحد ہو یا ثنیہ یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث سب کے لیے: السلام علیکم کے الفاظ کہے جائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس جواب کے لیے بھی: وعلیکم السلام کے الفاظ استعمال کیے جائیں گے۔ تاہم واحد مذکر کے جواب میں: وعلیک السلام کہنا بھی جائز ہے، کیونکہ حدیث باب سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ سلام و جواب کا افضل طریقہ وہی ہے جو مشہور ہے اور اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْيِغِ السَّلَامِ

باب 5: سلام پہنچانا

2617 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ

عَامِرِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: لَهَا إِنَّ جَبْرِيلَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي نَمِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلَافِ سُنَنِ: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ابو سلمہ بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبریل تمہیں

سلام کہہ رہے ہیں: تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ان پر بھی سلام ہو! اللہ کی رحمتیں ہوں اور اس کی برکتیں ہوں۔

اس بارے میں بنو نمیر سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے حدیث کو

نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

زہری رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو ابو سلمہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

شرح

کسی کا سلام پہنچانا

جس طرح کسی مسلمان کو سلام کہنا مسنون ہے، اسی طرح کسی کا سلام پہنچانا بھی مسنون ہے۔ جس طرح سلام کا جواب دینا

واجب ہے، اسی طرح سلام پہنچانے والے کو جواب دینا بھی واجب ہے۔ جواب میں صاحب سلام اور پہنچانے والے دونوں کا ذکر ہوگا۔ وہ اس طرح کہ جواب بایں الفاظ دیا جائے: علیکم وعلیہ السلام۔

فائدہ نافعہ: زبانی سلام کہنے والے کو زبانی اور تحریری سلام کہنے والے کو تحریری جواب اور کسی کا سلام پہنچانے والے کو جواب

اس انداز میں دیا جائے کہ اس میں صاحب سلام اور پہنچانے والے دونوں کا ذکر ہو۔ وہ جواب بایں الفاظ ہو سکتا ہے: علیکم وعلیہ السلام۔ اس انداز سے جواب دینا کہ دونوں میں سے ایک کا ذکر ہو اور دوسرے کا نہ ہو درست نہیں ہے اور نہ ہی اسے جواب کہا جا

سکتا ہے مثلاً سلام پہنچانے والے کو عام لوگ بایں الفاظ جواب دیتے ہیں: وعلیکم السلام۔ یہ غلط طریقہ ہے۔

2617۔ اخرجه احمد (۶/۵۵/۸۸۰۱۱۲۰۱۱۷) و البخاری (۱۱/۴۰) کتاب الاستئذان باب: اذا قال: فلان يقربك السلام: حديث (۶۲۵۲) و

مسلم (۸/۲۳۳ - نسوی) کتاب فضائل الصحابة باب فی فضل عائشة حديث رقم (۲۴۴۷/۹۰) و ابوداؤد (۲/۷۸۰) کتاب الادب باب: فی

الرجل يقول: فلان يقربك السلام: حديث (۵۲۳۲) و ابن ماجه (۲/۱۲۱۸) کتاب الادب باب: رد السلام حديث (۲۶۹۶)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

باب 6: اس شخص کی فضیلت جو سلام میں پہل کرے

2618 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِي فَرُورَةَ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ

سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ أَوْلَاهُمَا بِاللَّهِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ أَبُو فَرُورَةَ الرَّهَاقِيُّ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ ابْنَ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ يَرَوِي عَنْهُ

مَنَاكِبُ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ! دو آدمی ایک دوسرے سے ملتے ہیں ان میں

سے کون پہلے سلام کرے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو فروہ رہاوی نامی راوی ”مقارب الحدیث“ ہیں۔ ان کے صاحبزادے محمد بن یزید نے ان

سے ”منکر“ روایات نقل کی ہیں۔

شرح

سلام کہنے میں پہل کرنے کی فضیلت

کسی مسلمان کو سلام کہنا سنت ہے اس کا جواب دینا واجب ہے لیکن یہ ایک ایسی سنت ہے جس کا ثواب واجب کے برابر

ہے۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (۱) وجوب جواب کا سبب سلام کہنا بنا (۲) مشہور حدیث: الدال علی الخیر کفاعله۔

یعنی نیک عمل کی رہنمائی کرنے والے کو اس عمل کے کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حدیث باب میں سلام میں پہل کرنے

والے کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ دونوں آدمیوں سے جو زیادہ نیک ہوتا ہے وہ سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ علاوہ

ازیں دونوں میں سے جو زیادہ نیک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں سلام میں پہل کرنے کا جذبہ اور ذوق پیدا فرمادیتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِشَارَةِ الْيَدِ بِالسَّلَامِ

باب 7: سلام میں ہاتھ سے اشارہ کرنا مکروہ ہے

2619 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارِيِّ فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ

بِالْأَصَابِ وَتَسْلِيمِ النَّصَارَى الْإِشَارَةَ بِالْأَكْفِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ

اختلاف روایت: وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ فَلَمْ يَرْفَعَهُ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے جو دوسروں کے ساتھ مشابہت اختیار کر لے، تم لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو کیونکہ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے کے ذریعے ہوتا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلی کے اشارے کے ذریعے ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ابن لہیعہ سے نقل کیا ہے۔ اسے ”مرفوع“ روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

شرح

ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینے کی ممانعت

جس انداز میں کوئی سوال کرتا ہے اسی اسلوب میں جواب دینا واجب ہوتا ہے مثلاً کوئی زبانی سلام کہتا ہے تو اس کا زبانی جواب دیا جائے گا، کوئی تحریری سلام پیش کرتا ہے تو اس کا جواب تحریری طور پر دیا جائے گا، کوئی بالواسطہ سلام کہتا ہے تو اس کا جواب بالواسطہ دیا جائے گا اور کوئی بلاواسطہ سلام کہتا ہے تو اس کا جواب بلاواسطہ دیا جائے گا۔ تاہم الفاظ کے بغیر ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا یا جواب دینا درست نہیں ہے۔ الفاظ کے تلفظ اور ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا یا جواب دینا درست ہے۔

الفاظ کے تلفظ کے بغیر صرف ہاتھ کے اشارہ سے کسی کو سلام کہنا یا جواب دینا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ وہ صرف ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں بالخصوص یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرنے کی وعید بایں الفاظ بیان فرمائی: لیس منامن تشبہ بغیرنا۔ جس شخص نے ہمارے اغیار کی مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الصَّبْيَانِ

باب 8: بچوں کو سلام کرنا

2620 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَتَابٍ سَهْلُ بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ

متن حدیث: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلَيَّ صَبْيَانٌ فَسَلَّمُوا عَلَيَّ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ أَنَسِ

2620- رواه احمد (۱۳۷/۳، ۱۳۶، ۱۸۳) و البخاری (۲۶/۱۱) کتاب الاستیذان باب: التسليم على الصبيان حديث رقم (۶۲۶۷) و مسلم (۴۰۳/۷ - نووی) کتاب السلام باب: استعجاب السلام على الصبيان (۲۱۶۸) و ابوداؤد (۷۷۲/۲) کتاب الادب باب: في السلام على الصبيان حديث (۵۲۰۲)۔

فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنَسٌ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: زَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَنَسٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◀◀ سیار بیان کرتے ہیں: میں ثابت بنانی کے ہمراہ جا رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا، پھر ثابت نے بتایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے بچوں کو سلام کیا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی تھی: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا، آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

کئی راویوں نے اسے ثابت کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بعض راویوں نے اسے دیگر اسناد کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

شرح

بچوں کو سلام کہنے کا مسئلہ

نابالغ بچوں پر اسلامی احکام جاری نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود انہیں نماز پڑھنے، روزے رکھنے، صدقہ و خیرات کرنے اور عمرہ کرنے کی عملی ترغیب دیتے ہیں تاکہ بالغ ہونے کے بعد ان اعمال و عبادات کو معمول بہ بنا سکیں۔ اسی طرح خواہ بچوں پر حقوق یا سلام کا جواب دینا واجب تو نہیں مگر اس کے باوجود انہیں السلام علیکم کہا جائے اور اس کے جواب کی تعلیم دی جائے تاکہ بالغ ہونے کے بعد وہ اسلام کے محبت بھرے اس اصول کو بطریقہ احسن معمول بہ بنا سکیں، کیونکہ آج کے بچے مستقبل کے نوجوان اور معاشرے کے ذمہ دار افراد قرار پائیں گے۔ علاوہ ازیں بڑوں کی طرف چھوٹوں کو سلام کہنا ازراہ شفقت اور تواضع کی علامت ہے۔

حدیث باب میں اس مسئلہ کی صراحت ہے کہ بچوں کو پیشگی سلام کرنا مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں جب ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ ان کے بچوں کو: السلام علیکم فرماتے، ان کے سروں پر دست اقدس پھیرتے، ان پر شفقت فرماتے اور خصوصی دعاؤں سے نوازتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ

باب 9: خواتین کو سلام کرنا

2621 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ

شَهْرَ بِنِ حَوْشِبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تُحَدِّثُ
 متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قَعُودٌ فَالْوَيْ
 بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ وَأَشَارَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بِيَدِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا بَأْسَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ
 بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ شَهْرٌ حَسَنُ الْحَدِيثِ وَقَوَى أَمْرَهُ وَقَالَ إِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ
 عَوْنٍ ثُمَّ رَوَى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشِبٍ أَنبَانًا أَبُو دَاوُدَ الْمَصَاحِفِيُّ بَلْخِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ
 شَمِيلٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ إِنَّ شَهْرًا نَزَّكَوَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ النَّضْرُ نَزَّكَوَهُ أَي طَعَنُوا فِيهِ وَإِنَّمَا طَعَنُوا فِيهِ لِأَنَّهُ
 وَلِيَ أَمْرَ السُّلْطَانِ

﴿﴾ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛ ایک دن نبی اکرم ﷺ مسجد میں سے گزرے اس وقت کچھ خواتین وہاں
 بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ نے ہاتھ کے اشارے کے ذریعے انہیں سلام کیا۔
 عبد الحمید نامی راوی نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے یہ بات بتائی۔
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں عبد الحمید نامی راوی کی روایت کے اعتبار سے (ہاتھ کے اشارے کے ذریعے سلام
 کرنے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: شہر نامی راوی ”حسن الحدیث“ ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”قوی“ قرار دیا ہے وہ یہ
 فرماتے ہیں: ان کے بارے میں ملون عون نے کچھ کلام کیا ہے پھر انہوں نے ہلال بن ابوزینب کے حوالے سے شہر کے حوالے سے
 روایت نقل کی۔

ابوداؤد مصافحی بلخی، نصر بن شمیل کے حوالے سے ابن عون کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ محدثین نے شہر کو متروک قرار دیا ہے۔

ابوداؤد مصافحی کہتے ہیں: نصر نے یہ بات بیان کی ہے: محدثین نے انہیں متروک قرار دیا ہے اور ان پر طعن کیا ہے۔

محدثین نے ان پر تنقید اس لیے کی ہے؛ کیونکہ وہ سرکار کے اہلکار بن گئے تھے۔

شرح

خواتین کو سلام کہنا

جس طرح مردوں کی ملاقات ہونے پر ان کا باہم سلام کہنا مسنون اور جواب دینا واجب ہے، اسی طرح خواتین ملاقات کے
 وقت باہم سلام کرنا مسنون اور جواب دینا واجب ہے۔ اس لیے کہ انشاء سلام کا حکم خواتین و حضرات سب کے لیے یکساں ہے۔

2621۔ اضرحة ابو داؤد (۴/۳۵۲) کتاب الادب: باب: السلام علی النساء حدیث (۵۲۰۴) و ابن ماجہ (۲/۱۲۲۰) کتاب الادب: باب:
 السلام علی الصبیان و النساء حدیث (۲۷۰۱)۔

سوال: کیا مرد حضرات عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو سلام کہہ سکتیں یا نہیں؟

جواب: خواتین و حضرات کا باہم سلام کہنا دو صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے:

پہلی صورت: دونوں میاں بیوی ہوں یا دونوں محرم ہوں یا خاتون بوڑھی ہو یا نابالغ بچی ہو۔

دوسری صورت: جب عورت اجنبی ہو لیکن اس کو سلام کہنے یا اس کے سلام کرنے میں تہمت کا اندیشہ نہ ہو جیسے خواتین کی مجلس

ہو اور کسی مرد کا انہیں سلام کہنا یا محرم کی موجودگی میں اجنبی عورت کو سلام کہنا یا مردوں کی مجلس ہو اور کوئی عورت انہیں سلام کرے۔

فائدہ نافعہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام پہنچایا تھا۔ ایک بوڑھی خاتون ہر جمعۃ المبارک میں دعوت کیا کرتی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے سلام

کہا کرتے تھے۔ شارح صحیح مسلم حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ خواتین کو سلام کہنے کے حوالے سے فرماتے ہیں: متعدد خواتین جمع

ہوں تو مرد انہیں سلام کہہ سکتا ہے اگر ایک عورت ہو تو خواتین اس کا خاندان اس کا آقا اور اس کا محرم سلام کہہ سکتا ہے۔ وہ عورت خواہ

خوبصورت ہو یا بدصورت ہو۔ اجنبی شخص ایسی بوڑھی عورت کو سلام کہہ سکتا ہے جس کی طرف قلبی میلان نہ ہو اور ایسی عورت بھی اجنبی

آدمی کو سلام کہہ سکتی ہے جو بھی ایک دوسرے کو سلام کہے اس کا جواب دینا واجب ہے۔ اگر خاتون جوان ہو یا ایسی بوڑھی ہو کہ قلبی طور

پر اس کی طرف میلان ہو سکتا ہو اسے سلام کہنے کی اجازت نہیں اور وہ عورت بھی اجنبی شخص کو سلام نہیں کہہ سکتی۔ ان دونوں میں سے

جو بھی سلام کہے اس کا جواب دینا واجب نہیں ہے بلکہ جواب دینا مکروہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

باب 10: گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

2622 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ الْأَنْصَارِيُّ مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے

بیٹے! جب تم اپنے گھر جاؤ تو سلام کرو یوں تمہارے اوپر بھی برکت ہوگی اور تمہارے گھر والوں پر بھی برکت ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنا

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت افراد خانہ: السلام علیکم کہا جائے اس طرح گھر میں برکت ہوگی۔ اگر گھر خالی ہو تو اس میں

داخل ہوتے وقت بایں الفاظ سلام کہا جائے: السلام علی عباد اللہ الصالحین۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔“

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کا ذکر اس ارشادِ بانی میں موجود ہے۔ فاذا دخلتم بیوتنا فسلموا علی انفسکم تحیة من عند اللہ مبارکة طیبۃ پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو اپنے (گھر کے) لوگوں کو سلام کہو جو بطور دعا اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے اور برکت والی خوبصورت چیز ہے۔“

حدیث باب میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دخول بیت کے وقت افراد خانہ کو السلام علیکم کہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے اور اس کی وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہ طریقہ باعث برکت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ

باب 11: بات چیت (شروع کرنے) سے پہلے سلام کیا جائے گا

2623 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ بَغْدَادِيٌّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَكْرِيَّا عَنْ عُبَيْسَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ

حدیث دیگر: وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَدْعُوا أَحَدًا إِلَى الطَّعَامِ حَتَّى يُسَلِّمَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

قول امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ عُبَيْسَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ ذَاهِبٌ وَمُحَمَّدُ

بْنُ زَاذَانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سلام (بات شروع) کرنے سے پہلے ہوگا۔

اسی سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان بھی منقول ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی شخص کسی بھی شخص کو کھانے کی طرف اس وقت تک نہ بلائے جب تک وہ سلام نہ کرے۔

یہ حدیث ”منکر“ ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: عنہ بن عبد الرحمن نامی راوی علم حدیث میں ”ضعیف“ ہیں اور

نا قابل اعتبار ہیں جبکہ محمد بن زاذان نامی ”منکر الحدیث“ ہیں۔

شرح

گفتگو سے قبل سلام کہنا

جس طرح کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلبی سے قبل السلام علیکم کہنا چاہیے اسی طرح کسی سے گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے السلام علیکم کہنا چاہیے۔ السلام علیکم کہنے کے کثیر فوائد ہیں ان میں سے دو یہ ہیں:

(۱) نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) دونوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور دل کی کدورت ختم ہو جاتی ہے۔

حدیث باب کے آخری حصہ میں یہ درس دیا گیا ہے کہ جو شخص سلام کہنے میں دلچسپی نہ لیتا ہے اسے کھانے کی دعوت پر نہ بلایا جائے کیونکہ سلام اسلام کا ایک امتیازی شعار اور علامت ہے جس کا احترام بہر صورت ہونا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى أَهْلِ الدِّمَّةِ

باب 12: ذمی کو سلام کرنا مکروہ ہے

2624 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَادَثَ يَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى

أَضْيَقِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو جب تم ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو اسے تنگ راستے کی جانب جانے پر مجبور کرو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2625 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَنْ حَادَثَ يَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ بَلْ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرَّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَمْ تَسْمَعِ مَا قَالُوا قَالَ قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُهَنِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثٌ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کچھ یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: السلام

علیک (یعنی آپ کو موت آئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وعلیکم (تمہیں بھی آئے) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں

نے کہا: تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت بھی ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو

2625- اضرجه احمد (۶/۲۷/۱۹۹۸۵) و فی (۸/۱۶/۷۰۱۶/۲۰۹) والبخاری (۱۲/۲۹۲) کتاب استنابة المرتدین: باب: اذا عرض الذمی او

غیره بسبب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (۶۹۲۶) و مسلم (۷/۲۹۹) نووی (کتاب السلام: باب: النسخی عن ابتداء اهل الکتاب

بالسلام حدیث (۱۰/۲۱۶۵)۔

پسند کرتا ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ ﷺ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے بھی وعلیکم (تمہیں بھی آئے) کہہ دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبد الرحمن جنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

یہود و نصاریٰ کو سلام کہنے کی ممانعت

پہلی حدیث باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں:

(۱) یہود و نصاریٰ کو السلام علیکم نہ کہا جائے اور نہ ہی وعلیکم السلام کے الفاظ سے انہیں جواب دیا جائے۔

(۲) اگر ان سے آنا سامنا ہونے کا امکان ہو تو اپنے چلنے کا انداز ایسا اختیار کیا جائے وہ دائیں یا بائیں جانب ہونے کے لیے از خود مجبور ہو جائیں۔ دوسری حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ پیشگی السام علیکم کہیں تو ان کے جواب میں صرف علیکم السلام کہا جائے۔ یہود کی ایک جماعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے بائیں الفاظ سلام عرض کیا: السلام علیکم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: علیکم (تم خود مرو)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: علیکم السام واللعنة (تم پر ہلاکت اور لعنت ہو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نرم لہجہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان لوگوں نے جو کچھ بکا ہے وہ آپ نے نہیں سنا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: میں نے بھی ان کے کہنے کے مطابق یوں کہا ہے: علیکم السام۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ عَلَى مَجْلِسٍ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ وَغَيْرُهُمْ

باب 13: جس محفل میں مسلمان اور دیگر (مذاہب کے) لوگ موجود ہوں، انہیں سلام کرنا

2626 سنہ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ

أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ وَفِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ فَسَلَّمَ

عَلَيْهِمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک محفل کے پاس سے گزرے، جس میں مسلمان اور

یہودی بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو سلام کیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مشترکہ (مسلم وغیر مسلم) مجلس کو سلام کہنا

حدیث باب کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ”مشترکہ مجلس“ کو سلام کہنے کے دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرتے وقت محض مسلمانوں کا قصد فرمایا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے محافظ ملائکہ کو سلام کہنے کا ارادہ فرمایا تھا۔

بابُ مَا جَاءَ فِي تَسْلِيمِ الرَّاِكِبِ عَلَى الْمَاشِي

باب 14: سوار شخص کا پیدل کو سلام کرنا

2627 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا رُوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَبِيبِ

بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنُ حَدِيثٍ: يُسَلِّمُ الرَّاِكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ وَزَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى

فِي حَدِيثِهِ وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَبَلٍ وَفَضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ وَجَابِرِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَقَالَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ إِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور پیدل شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

ابن شنی نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں:

”چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔“

اس بارے میں حضرت ابو عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ایوب سختیانی، یونس بن عبید اور علی بن زید نے یہ بات بیان کی ہے: حسن بصری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع

نہیں کیا۔

2628 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَنبَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2627- أخرجه أحمد (۵۱۰/۲) عزاه المزني في (تحفة الأشراف) (۳۱۸/۹) رقم (۱۲۲۵۱) للمصنف هنا في الاستئذان فقط-

2628- أخرجه أحمد (۲۱۴/۲) والبخاري (۱۶/۱۱) كتاب الاستئذان باب: تسليم القليل على الكثير حديث (۶۲۳۱) و ابو داود

(۷۷۲/۲) كتاب الادب باب: من اولى بالسلام حديث (۵۱۹۸)-

متن حدیث: يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

حکم حدیث: قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: چھوٹا بڑے کو سلام کرنے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے

کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2629 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنبَأَنَا حَيَّوَةَ بْنُ شَرِيحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيئِ اسْمُهُ

حُمَيْدُ بْنُ هَانِيٍّ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ

﴿﴾ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سوار شخص پیدل کو سلام کرے اور

پیدل کھڑے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”حسن صحیح“ ہے۔

ابو علی جنبی نامی راوی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

شرح

سلام کہنے میں پہل کرنے کا مسئلہ

سلام کہنے میں پہل کون کرے بڑا یا چھوٹا؟ اس بارے میں مختلف اور دو طرفہ روایات موجود ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ چھوٹی عمر والا بڑے کو سلام کہے اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے بچوں کو سلام فرمایا تھا۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: دنیا بھر کا یہ دستور ہے کہ چھوٹا بڑے کو اور کم درجے والا بڑے آدمی کو سلام کرتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس ضابطہ اخلاق کو باقی رکھتے ہوئے حکم دیا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے تاکہ بڑے کا مقام بحال رہے اور پیدل چلنے والا گھر جانے والے کی مثل ہوتا ہے وہ کھڑے ہوئے کو سلام کرے۔ چھوٹوں اور بڑوں کے درمیان شفقت و احترام کے بارے میں مشہور حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کی اور بڑے کا احترام نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۹۴۳)

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار پیدل کو پیدل کھڑے ہوئے کو کھڑا بیٹھے ہوئے کو چھوٹا بڑے کو اور قلیل کثیر لوگوں کو سلام

2629۔ اخرجه احمد (۲۰۱۹/۶) و الدارمی (۲۷۶/۲) کتاب الاستبصار باب: فی تسلیم الراكب علی الماشی و البخاری فی (الارباب المفرد) رقم (۹۹۸، ۹۹۹ - ۹۹۹) و عزاه السنی فی (التحفة) رقم (۱۱۰۲۴) للنسائی فی (عمل اليوم و الليلة)۔

کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمودہ ضابطہ پر عمل کیا جائے تو معاشرہ میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے جس کے نتیجہ میں عداوت کی جگہ محبت بے ادبی کی جگہ احترام اور ڈانٹ ڈپٹ کی جگہ شفقت و مہربانی حاصل کر سکتی ہے۔

فائدہ نافعہ: جب بڑا چھوٹے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے گا تو تکبر و غرور کا خاتمہ ہوگا اور باہم محبت پیدا ہوگی۔ تاہم عام ضابطہ کے مطابق چھوٹا بڑے کو سلام کرنے میں پہل کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عِنْدَ الْقِيَامِ وَعِنْدَ الْقُعُودِ

باب 15: (محفل سے) اٹھتے وقت اور بیٹھتے وقت سلام کرنا

2630 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ

فَلْيَسِّتِ الْأُولَى بِأَحَقِّ مِنَ الْآخِرَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کسی محفل میں آئے تو وہ

سلام کرے اگر اسے بیٹھنا مناسب لگے تو بیٹھ جائے پھر جب وہ کھڑا ہو تو پھر سلام کرے پہلے والا سلام دوسرے والے کے مقابلے میں زیادہ حق دار نہیں ہے۔ (یعنی دونوں مرتبہ ایسا کرنا چاہیے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت ابن عجلان کے حوالے سے سعید مقبری کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے

حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

آمد روفت کے وقت سلام کرنا

جس طرح کسی سے ملاقات کے لیے آتے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اسی طرح واپس جاتے وقت بھی مصافحہ کرنا سنت ہے۔

جس طرح کسی کے پاس جاتے وقت سلام کرنا سنت ہے اسی طرح واپس پلٹتے وقت سلام کہنا بھی سنت ہے۔ کسی سے ملاقات کے

لیے جاتے وقت سلام کہنے کی جتنی اہمیت ہے واپس پلٹتے وقت سلام کہنے کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے۔

2630- اخرجه احمد (۲/۲۳۰، ۲۸۷، ۴۲۹) و ابوداؤد (۲/۷۷۶) کتاب الادب: باب: فی السلام اذا قام من المجلس حدیث (۵۲۰۸) و

البخاری فی (الادب المفرد) حدیث رقم (۱۰۰۷) و النسائی فی (الکبری) (۶/۱۰۰) کتاب (عمل الیوم و اللیلة) باب: ما یقول اذا قام

حدیث رقم (۱۰۲۰۰، ۱۰۲۰۱، ۱۰۲۰۲)۔

واپس پلٹتے وقت سلام کہنے اور مصافحہ کرنے کی چند حکمتیں درج ذیل ہیں:

۱- جب کوئی سلام کہنے اور مصافحہ کرنے کے بعد واپس لوٹے گا تو صاحب مجلس نے اگر کوئی ضروری بات کہنا ہوگی تو وہ آسانی سے کہہ سکے گا ورنہ وہ رہ سکتی ہے۔

۲- سلام اور مصافحہ سے واپس پلٹے گا تو خوش و خرم کی صورت ہوگی ورنہ ناراضگی یا کشیدگی کی صورت بھی ہو سکتی ہے۔

۳- کسی مجلس سے بغیر سلام کے پلٹ جانا، کھسک جانا ہوتا ہے جس کی مذمت اس ارشاد ربانی میں بیان کی گئی ہے: قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور: ۶۳) ”بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں کو جو چپکے سے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر توڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب آ پڑے۔“ باہم سلام کہنے کے بعد واپس پلٹنے سے آدمی اس مذمت سے محفوظ رہے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَسْتِئْذَانِ قِبَالَ الْبَيْتِ

باب 16: گھر کے عین سامنے کھڑے ہو کر اجازت مانگنا

2631 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ

الْحَيْلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصْرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ لَوْ أَنَّهُ حِينَ أَدْخَلَ بَصْرَهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَّأَ عَيْنَيْهِ مَا عَيَّرَتْ عَلَيْهِ وَإِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلَى بَابِ لَا سِتْرَ لَهُ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَمَامَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ

تَوْضِيحٌ رَاوِي: وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَيْلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ

﴿﴾ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص پردہ ہٹا کر گھر کے اندر نگاہ ڈالے اس سے پہلے کے اسے اجازت دی گئی ہو تو اس شخص نے پوشیدہ چیز کو دیکھ لیا اور اس نے اس جرم کا ارتکاب کیا جو اس کے لیے درست نہیں ہے، اگر اس وقت جب وہ گھر کے اندر دیکھ رہا ہو کوئی شخص اس کے سامنے آئے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو میں اس کو کوئی بدلہ نہ دلواتا، لیکن اگر کوئی شخص کسی دروازے کے پاس سے گزرے جس پر کوئی پردہ بھی نہ ہو وہ بند بھی نہ ہو پھر وہ اندر دیکھ لے تو اس شخص کا کوئی قصور نہیں ہے، قصور گھر والوں کا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ سے منقول جانتے ہیں ابو عبد الرحمن حبلی نامی راوی کا نام عبد اللہ بن یزید ہے۔

شرح

گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلبی کی ممانعت

حدیث باب میں اجازت طلبی کے حوالے سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف کی دلیل بیان کی گئی ہے۔ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینا چاہتا ہو وہ دروازہ کے مقابل ہرگز کھڑا نہ ہو بلکہ اس کی دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو۔ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر تشریف ہو کر اجازت طلبی کرتے تو دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔

حدیث باب کا خلاصہ درج ذیل ہے:

☆ جب کوئی شخص اجازت طلبی کے بغیر پردہ اٹھا کر کسی کے گھر میں جھانکا اور اس کی نظر ستر پر پڑ گئی تو گویا اس نے قابل گرفت حرکت کا ارتکاب کیا۔

☆ کوئی شخص گھر کے دروازے کے سوراخوں میں اندر جھانک رہا ہو اور صاحب مکان اس کی آنکھیں پھوڑ دے تو اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

☆ جب کسی کا گزر ایسے دروازے پر ہو کہ وہ بند نہ ہو اور نہ اس پر پردہ ہو تو اچانک نظر اس کی اندر جا پڑی تو اس کا کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ أَطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بغيرِ إِذْنِهِمْ

باب 17: کسی کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں جھانکنا

2632 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَهْوَى إِلَيْهِ بِمَشَقِّصٍ فَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ حَلْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں موجود تھے ایک شخص نے اندر جھانکا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اس کی طرف بڑھایا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2633 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَجُلًا أَطَّلَعَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرَاةٌ يَحْكُ بِهَا رَأْسَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ 2632- أخرجه أحمد (۲/ ۱۰۸-۱۲۵-۱۷۸) والبخاری (۱۲/ ۲۲۵) كتاب السبائب باب: من أخذ حقه أو اقتص (۶۸۸۹) وفي (الادب المفرد) رقم (۱۰۷۲)۔

عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعْنَتْ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصْرِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت بہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حجرہ مبارک کے سوراخ میں سے اندر جھانکا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت ایک کنگھی موجود تھی جس کے ذریعے آپ سر کو کھجا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تم اس طرح دیکھ رہے ہو تو میں اسے تمہاری آنکھ کے اندر چھو دیتا، اجازت لینے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تاکہ (گھر والوں) پر نظر نہ پڑے۔

اب باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اجازت طلبی کے بغیر کسی کے گھر جھانکنے کی مذمت

احادیث باب میں اجازت طلبی کے بغیر کسی کے گھر جھانکنے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اجازت طلبی کے بغیر کسی نے کاشانہ نبوت میں جھانکنے کی جسارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر میں تشریف فرما تھے۔ پہلی روایت کے مطابق آپ نے اس کی آنکھیں پھوڑنے کے لیے چوڑے پھل والا نیزہ اور دوسری روایت کے مطابق کنگھا استعمال کرنے کا قصد فرمایا تھا۔

حکم استیذان کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۖ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوْفُؤْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (النور: ۵۸) ”اے ایمان والو! چاہیے تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ مال غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کونہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو۔ دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں۔ ان تین کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر۔ آمد روفت رکھتے ہیں۔ تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔ اللہ تعالیٰ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے نشانیاں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے واضح فرمایا ہے کہ اجازت طلبی سے قبل کسی کے گھر جھانکنا اجازت طلبی کے مقصد کو فوت کرنے کے مترادف ہے۔

2633۔ اخرجه احمد (۲۳۰/۵) والبخاری (۳۷۹/۱۰) كتاب اللباس: باب: الاستسقاء حديث (۵۹۲۴) ودواه في (۲۶/۱۱) كتاب

الاستينان: باب الاستئذان من اجل البصر: حديث (۶۲۴۱) و مسلم (۲۹۰/۷) كتاب اللباس: باب: تحريم النظر في بيت غيره (۲۱۵۶)

والنسائي (۶۱ - ۶۰/۸) كتاب القسامة: باب: في العقول والدارمي (۱۹۷/۲ - ۱۹۸) كتاب البيات: باب: من اطلع في دار قوم بغير

الاسم-

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ قَبْلَ الْإِسْتِئْذَانِ

باب 18: اجازت لینے سے پہلے سلام کرنا

2634 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي

سُفْيَانَ أَنَّ عَمْرُو بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ كَلْدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ

متن حدیث: أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبْنٍ وَلِيًّا وَصَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَكَمْ أَسْلَمَ وَكَمْ أَسْتَاذِنُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ءَأَدْخُلُ

وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ قَالَ عَمْرُو وَأَخْبَرَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ وَكَمْ يَقُلُ سَمِعْتُهُ مِنْ

كَلْدَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

اسناد دیگر: وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ أَيْضًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ مِثْلَ هَذَا

﴿﴾ عمرو بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے، حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دودھ پوہلی اور ککڑی کے ٹکڑوں کے ہمراہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بالائی حصے میں موجود تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی اور میں نے سلام بھی نہیں کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور السلام علیکم کہو! اور یہ کہو: کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ راوی بیان کرتے ہیں: یہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے اس سلام قبول کرنے کے بعد کا واقعہ۔

عمرو نامی راوی بیان کرتے ہیں: امیہ بن صفوان نے یہ حدیث مجھے سنائی تھی، تاہم انہوں نے یہ نہیں بتایا، میں نے اس حدیث

کو کلدہ سے سنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو ابن جریج سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

اسے ابو عاصم نے بھی ابن جریج کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

2635 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنبَانَا شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ

جَابِرٍ قَالَ

2634- أخرجه أحمد (۳/ ۴۱۶) و ابوداؤد (۲/ ۷۶۵ - ۷۶۶) کتاب الادب: باب: کیف الاستئذان حدیث (۵۱۷۶) و البخاری فی (الادب

المفرد) رقم (۱۰۸۱) و النسائی فی (الکبری) (۶/ ۸۷) کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: کتف یتستازن حدیث (۱۰۱۶۷)۔

2635- أخرجه أحمد (۳/ ۲۹۸، ۳۳۰، ۳۶۲) و البخاری (۱۱/ ۲۷) کتاب الاستئذان: باب: اذا قال: من ذاک فقال: انا حدیث (۶۳۵) و مسلم

(۷/ ۲۸۹) کتاب الادب: باب: کراهة قول المستاذن انا (۲۱۵۵) و ابوداؤد (۲/ ۷۶۹) کتاب الادب: باب: الرجل یتستازن بالرفق (۵۱۸۷) و

ابن ماجه (۲/ ۱۱۲۲) کتاب الادب: باب: الاستئذان حدیث (۲۷۰۹) و رواه النسائی فی (الکبری) (۶/ ۹۰) کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب:

الکراهية فی ان يقول: انا حدیث (۱۰۱۶۰)۔

متن حدیث: اسْتَاذَنْتُ عَلٰی النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دِينٍ كَانَ عَلٰی أَبِي فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے قرض کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی وہ قرض جو میرے والد کے ذمے تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں! (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند کیا (کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنا نام کیوں نہیں بتایا)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اجازت طلبی سے قبل سلام کہنا

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرنا چاہتا ہو صاحب خانہ گھر میں موجود ہو اور قریب ہونے کی وجہ سے اس کی آواز سن رہا ہو تو طلب اجازت سے قبل: السلام علیکم کہے۔ اگر صاحب خانہ کا گھر میں ہونا معلوم نہ ہو یا دور ہونے کی وجہ سے آواز نہ سن سکتا ہو تو گھنٹی دینے کے بعد جب اس سے رابطہ ہو جائے تو اجازت طلبی سے قبل سلام کہنا چاہیے۔ یہ سلام بایں الفاظ کیا جائے: السلام علیکم ادخل؟ گزشتہ باب کے ضمن میں گزر چکا ہے: السلام قبل الکلام، گفتگو سے قبل سلام کہا جائے۔ ”اس سلام کو ”سلام استیذان“ کہا جاتا ہے۔ اجازت ملنے کے بعد مہمان جب گھر میں داخل ہو اور براہ راست رابطہ ہو جائے تو گفتگو سے قبل دوبارہ: السلام علیکم کہا جائے۔ اس گفتگو سے: السلام علیکم کہنے کی اہمیت اور افادیت عیاں ہو جاتی ہے۔

دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ آنے والا جب صاحب مکان سے اجازت طلب کرے خواہ آواز کے ذریعے یا دروازہ کھٹکھا کر یا گھنٹی کے ذریعے صاحب مکان کی طرف سے جب آواز آئے: من هذا؟ یا من انت؟ (کون ہے یا آپ کون ہیں؟) تو آنے والا اپنا پورا نام یا اپنا عرف یا دونوں سے تعارف پیش کرے۔ پھر صاحب خانہ کی طرف سے اجازت ملنے پر گھر میں داخل ہو سکتا ہے ورنہ واپسی کی راہ لے۔ زیادہ سے زیادہ اجازت طلبی تین بار ہے پھر دخول دار یا واپسی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ طُرُوقِ الرَّجُلِ أَهْلَهُ لَيْلًا

باب 19: آدمی کا (طویل سفر سے واپسی پر) رات کے وقت اپنے گھر جانا مکروہ ہے

2636 أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحِ الْعَنْزِيِّ عَنْ جَابِرٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا

2636. رواد احمد (۲/۲۹۹، ۲۰۸، ۲۵۸، ۲۹۱، ۲۹۹) و المصیدي رقم (۱۲۹۷)۔

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا قَالَ

فَطَرَقَ رَجُلَانِ بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مَنَّهُمَا مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس بات سے منع کیا تھا (کہ وہ طویل سفر سے واپسی پر) رات کے وقت اپنے گھر جائیں۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس بات سے منع کیا تھا: (سفر سے

واپسی پر) وہ رات کے وقت اپنی بیویوں کے پاس جائیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود دو آدمی رات کے وقت چلے گئے تو ان میں سے ہر ایک نے

اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور شخص کو پایا۔

شرح

طویل سفر سے رات کے وقت اچانک گھر پہنچنے کی ممانعت

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ گھر کا سربراہ اپنی زوجہ سے مشاورت کے بعد طویل سفر اختیار کر لیتا ہے تو اس کا بلاوجہ یا گھر میں اطلاع کیے بغیر رات کے وقت اچانک گھر واپس پلٹنا منع ہے۔ اس کی وجہ روایت کے دوسرے حصہ میں بیان کی گئی ہے کہ دو برسالت میں دو آدمیوں نے عملی طور پر اس مسئلہ کی حقیقت کو معلوم کرنے کی کوشش کی اور وہ طویل سفر اختیار کر کے رات کے وقت اچانک اپنے گھر واپس پہنچ گئے۔ دونوں یہ معاملہ دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ ان کی بیویوں کے ساتھ غیر مرد سوائے ہوئے ہیں۔ دراصل ممانعت کی وجہ یہ نہیں، کیونکہ زنا کاری ہمہ وقت اور ہر حالت میں حرام و قابل مؤاخذہ جرم ہے، جس کی سزا قرآن و سنت میں بیان کی گئی ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب طویل سفر اختیار کرنے کے بعد رات کے وقت شوہر اچانک گھر واپس پہنچے گا تو بیوی کو گھر کی صفائی، اپنے کپڑوں کی تبدیلی اور غسل وغیرہ کا موقع میسر نہیں آئے گا۔ بیوی کی اس بوسیدہ حالت سے شوہر متنفر بھی ہو سکتا ہے جو زوجین کے درمیان تفریق کا سبب بن سکتا ہے۔ تاہم عصر جدید میں پیغام رسانی کے کثیر ذرائع موجود ہیں اور شوہر گھر میں فون کر کے بلا کر اہت رات کے وقت اچانک واپس پلٹ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْيِبِ الْكِتَابِ

باب 20: خط کو خاک آلود کرنا

2637 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ حَمْرَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَ إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيَتْرِبْهُ فَإِنَّهُ أَنْجَحٌ لِلْحَاجَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْحِيحُ رَاوِي: قَالَ وَحَمْرَةُ هُوَ عِنْدِي ابْنُ عَمْرٍو النَّصِيبِيُّ هُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص خط لکھے تو اسے مٹی میں ملا

دے (یعنی اس پر کچھ مٹی چھڑک دے) کیونکہ یہ ضرورت کو زیادہ بہتر طور پر پورا کرتا ہے (یعنی سیاہی پختہ ہو جاتی ہے)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”منکر“ ہے ابوزبیر سے منقول ہونے کے حوالے سے ہم اس کو صرف اسی سند کے

حوالے سے جانتے ہیں۔

حمرہ نامی راوی کا نام حمرہ بن عمرو نصیبی ہے اور یہ علم حدیث میں ”ضعیف“ ہیں۔

شرح

تحریر کو مٹی کے ذریعے خشک کرنا

حدیث باب میں بیان کردہ مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ قدیم سے لے کر ماضی قریب تک قلم و قرطاس کی زینت بننے والی کچی روشنائی تھی جو دیر تک خشک نہیں ہوتی تھی اسے خشک کرنے کے لیے سیاہی چوس کا غذا استعمال کیا جاتا تھا جو ہر ایک کو میسر نہیں ہوتا تھا۔ جن لوگوں کو سیاہی چوس کا غذا میسر نہ ہوتا تھا وہ اپنی تحریر کو خشک کرنے کے لیے اس پر مٹی ڈال لیتے تھے۔ حدیث باب میں بھی تحریر کو خشک کرنے کے لیے مٹی استعمال کرنے کا درس دیا گیا ہے کیونکہ اس سے بھی مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

2638 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْسَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَادَانَ عَنْ أُمِّ

سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

مَنْ حَدَّثَ إِذَا دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ضَعِ

الْقَلَمَ عَلَى أَذْنِكَ فَإِنَّهُ أَذْكَرٌ لِلْمَمْلِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ

تَوْحِيحُ رَاوِي: وَوَعْبُوسَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ زَادَانَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ

2637۔ سعہ ابن ماجہ (۱۲۶۰/۲) کتاب الادب، باب تشریب الکتاب، حدیث (۲۷۷۶) قال: حدیثنا ابو بکر بن ابن شیبہ ثنا یزید بن ہارون، انبانا بقیة، انبانا ابو احمد الدمشقی عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (تربوا صحفکم انجم لربا ان التراب مبارک) وقد عزاه الترمذی فی (التحفة) لابن ماجہ و الترمذی رقم (۲۰۰۱، ۲۶۹۹)۔

﴿﴾ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے سامنے لکھنے والا شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے اس فرمایا: قلم کو اپنے کان پر رکھو! کیونکہ اس سے مضمون زیادہ بہتر سمجھ میں آتا ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی مسند کے حوالے سے جانتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے۔
عنبہ بن عبد الرحمن اور محمد بن زاذان نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

کان پر قلم رکھنے کا فائدہ

عموماً قلم جیب میں رکھا جاتا ہے جو بوقت ضرورت وہاں سے نکال کر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ قلم جیب میں رکھنا بھی جائز ہے لیکن اپنے کان پر رکھنا زیادہ مفید ہے کیونکہ ایسے لکھنے یا لکھوانے کی بات جلدی یاد آ جاتی ہے۔ عام طور پر باؤ اور محرر حضرات اپنا قلم اپنی جیب میں رکھنے کے بجائے اپنے کان پر لٹکاتے ہیں شاید اسی وجہ سے وہ ایسا کرتے ہیں کہ جیب سے نکالنے کے بجائے کان پر رکھتے ہوئے قلم کو لینا آسان ہے اور اس صورت میں وہ تلاش بھی نہیں کرنا پڑتا۔ حدیث باب میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں قلم کے ساتھ ساتھ کاغذ کی فراہمی کا بھی اہتمام ہونا چاہیے کیونکہ قلم اور قرطاس کا گہرا تعلق ہے۔ جب کوئی مضمون ذہن میں آئے تو اسے قلم کی مدد سے زینت قرطاس بنا لیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ السَّرْيَانِيَّةِ

باب 21: سریانی زبان سکھانا

2639 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدِ

بِنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ لَهُ كَلِمَاتٍ مِنْ كِتَابِ يَهُودَ قَالَ إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَمَنْ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي قَالَ فَمَا مَرَّ بِي نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى تَعَلَّمْتُهُ لَهُ قَالَ فَلَمَّا تَعَلَّمْتُهُ كَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَى يَهُودَ كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ وَإِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهُ كِتَابَهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدِ

الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ السَّرْيَانِيَّةَ

﴿﴾ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی تھی میں آپ کی خاطر یہودیوں

کی کتاب کے کچھ کلمات (یعنی ان کی زبان) سیکھ لوں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یہودیوں کے بارے میں اطمینان نہیں تھا کہ وہ مجھے ٹھیک سکھا رہے ہیں۔

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں: نصف مہینہ گزرنے کے بعد میں ان کی زبان سیکھ چکا تھا۔
حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں: جب میں نے اس زبان کو سیکھ لیا، تو جب نبی اکرم ﷺ یہودیوں کو کوئی تحریر بھجاتے تھے تو میں لکھ کر ان کی طرف بھیجتا تھا اور جب یہودی کوئی بات لکھ کر آپ ﷺ کی طرف بھیجتے تو میں آپ کے سامنے تحریر پڑھ کر سناتا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
یہی روایت سند ایک سند کے ہمراہ حضرت زید بن ثابتؓ کے حوالے سے منقول ہے۔
حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی تھی، میں سریانی زبان سیکھ لوں۔

شرح

سریانی زبان سیکھنے کا مسئلہ

دنیا بھر کی کوئی بھی زبان سیکھنا اور سکھانا جائز ہے بشرطیکہ اسے دین کے تابع کرتے ہوئے اور تبلیغ و اشاعت دین کی غرض سے سیکھی جائے۔ سریانی زبان کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ ہر زبان سیکھنا جائز ہے مثلاً عبرانی، انگریزی، فارسی، چینی اور ہندی وغیرہ۔
جہلاء دولت پرست طبقہ اور برطانوی اطوار کا حامل طبقہ ہمہ وقت علماء کی مخالفت پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ علماء نے انگریزی پڑھنے کے خلاف فتویٰ جاری کر کے اور اس زبان کو سیکھنے کی مخالفت کر کے مسلمانوں کے لیے ترقی کی راہیں مسدود کر دی ہیں۔ یہ الزام حقیقت کے خلاف ہے۔ تاہم انگریز دور میں علماء کرام نے انگریزی زبان کی مخالفت کی تھی، اس کے دو مقاصد تھے:

(۱) انگریزی زبان کی نہیں بلکہ انگریز بننے کی انہوں نے مخالفت کی تھی۔

(۲) انگریزی زبان کی مخالفت درحقیقت ترک موالات کے قبیل سے ہے۔

لہذا علماء پر یہ الزام کہ انہوں نے انگریزی زبان سیکھنے کی حرمت کا فتویٰ جاری کیا تھا، حقیقت کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ زیادہ مفید رہے گا جو درج ذیل ہے:

مسئلہ: انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے، اجر پائے گا اور دنیا کے لیے صرف زبان سیکھنے یا حساب، اقلیدس، جغرافیہ، جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اس میں مصروف ہو کر اپنے دین و علم سے غافل نہ ہو جائے۔ ورنہ جو چیز اپنا دین و علم بقدر غرض سیکھنے میں مانع آئے، حرام ہے۔ اسی طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں، ان کا پڑھنا اور انہیں۔ واللہ اعلم۔ (امام احمد رضا خان قادری، فتاویٰ رضویہ جلد دہم، نصف اول، ص ۹۹)

علماء کا اپنی اولاد کو صرف انگریزی تعلیم دلوانے کے بارے میں امام احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص عالم اور حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی کی تعلیم دلوائے اور دینی

تعلیم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر شرع سے کرے۔ آیا حشر کے دن اس سے باز پرس ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ضرور باز پرس کا محل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا ایہا الدین امنوا قوا انفسکم و اہلیکم ناراً۔ یعنی اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ۔ اے اہل خانہ! تم میں سے ہر ایک سربراہ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ نیز فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: الدین النصیحة لکل مسلم یعنی ہر مسلمان کے لیے دین نصیحت ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (امام احمد رضا خان قادری، فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰، صفحہ ۱۶۰)

حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سریانی زبان سیکھی تھی۔ آپ نے یہ زبان صرف پندرہ ایام میں سیکھ لی تھی کہ از خود پڑھ لیتے تھے اور لکھ بھی لیتے تھے۔ سوال: عربی زبان کی فضیلت عیاں ہے اور یہ مادری زبان بھی ہے تو پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سریانی زبان کیوں سیکھی تھی؟

جواب: یہود کی زبان سریانی تھی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم تعمیل میں سریانی زبان سیکھی تھی تاکہ ان کی طرف سے آنے والے خطوط کو سمجھا جائے اور ان کا جواب لکھا جائے۔

بَابُ فِي مَكَاتِبِ الْمُشْرِكِينَ

باب 22: مشرکین کے ساتھ خط و کتابت کرنا

2640 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَمَادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ

مَتْنِ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ قَبْلَ مَوْتِهِ إِلَى كِسْرَى وَالْأَمِيرِ قَبْصَرَ وَالْأَمِيرِ النَّجَاشِيِّ وَالْأَمِيرِ كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حُكْمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پہلے کسری، قیصر نجاشی اور ہر حکمران کو خطوط بھجوائے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کی دعوت دی تھی یہ وہ نجاشی نہیں ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ ادا کی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

مشرکین سے خط و کتابت کرنا

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تبلیغ احکام دین کا فریضہ واجب تھا جس کی انجام دہی

2640۔ اخرجہ مسلم (۱۲۹۷/۲) کتاب الجہاد باب: كتب النبي صلى الله عليه وسلم الى ملوك الكفار يدعواهم الى الله حديث (۱۷۷۶) وابن حبان في صحيحه (رقم ۶۵۵۲)۔

کے لیے آپ شب و روز مصروف عمل رہے۔ اسی اہم مقصد کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین ممالک، ارکان حکومت اور سربراہان قبائل کے نام خطوط تحریر فرمائے۔ ان میں سے چند مشاہیر کے نام درج ذیل ہیں:

کسری (شاہ ایران) قیصر (شاہ روم) نجاشی (شاہ حبشہ) خسرو پرویز (شاہ فارس) مقوقش حارث غسانی (شاہ دمشق) بدیل بن ورقا، یہود خیبر، خالد بن ضماد الازدی، منذر بن ساوی (گورنر بحرین)، ہلال بن امیہ (رئیس بحرین)، نہشل بن مالک (سر دار بنی وائل) اور مطرف کاہن الباہلی وغیرہم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لکھے گئے مکاتیب مبارکہ آج بھی من و عن کتب احادیث میں محفوظ ہیں۔ ان کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ یہ خطوط مبارکہ اردو ترجمہ کے ساتھ الگ کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکے ہیں اور بازار میں دستیاب ہیں۔

حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام کا ایک اہم ذریعہ مکاتیب و خطوط نویسی ہے۔ خطوط کے ذریعے کفار و مشرکین کو پیغام اسلام اور احکام دین کی تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ غالباً اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکاتیب مبارکہ کے ذریعے پوری دنیا میں تبلیغ کا فریضہ انجام دیا تھا۔ آپ کے مکتوبات گرامی ”مکتوبات مجدد الف ثانی“ کے نام سے فارسی زبان میں محفوظ و دستیاب ہیں۔ ان کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر مختلف زبانوں میں ان کے تراجم ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ان پر حواشی تحریر کیے گئے اور شروحات لکھی گئی ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الشِّرْكِ

باب 23: مشرکین کی طرف کس طرح خط لکھا جائے

2641 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُورِيدُ ابْنَانَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنَانَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ

متن حدیث: أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرْقَلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تُجَارًا بِالشَّامِ فَاتَوَهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرْقَلَ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے: ہرقل نے انہیں قریش کے کچھ دیگر افراد کے ہمراہ بلوایا یہ لوگ اس وقت شام میں تجارت کی غرض سے موجود تھے یہ لوگ اس کے پاس آئے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

2641 - اضربہ اصمد (۱/۲۶۲-۲۶۳) والبضاری (۱/۴۲) کتاب بدء الوہی حدیث رقم (۷) و اطرافہ فی (۱۵۱-۱۷۸-۲۸۰-۴۹۱-۷۸۷-۲۹۷۸-۳۱۷۴-۴۰۵۲-۵۹۸-۱۶۱۶-۱۹۱۶-۷۵۴۱) ابو مسلم (۲/۱۳۹۳) کتاب الجهاد باب: کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ہرقل حدیث رقم (۱۷۷۳) و ابوداؤد (۲/۷۵۶) کتاب اللادب باب: کیف یکتب الی الذمی (۵۱۳۶) والنسائی فی (الکبری) کما فی (تحفة الاشراف) رقم (۴۸۵۰)۔

وہ فرماتے ہیں: پھر ہر قل نے نبی اکرم ﷺ کا خط منگوایا اسے پڑھا گیا (تو اس کی عبارت اس طرح تھی)
 ﷺ اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جو رحمن اور رحیم ہے یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے خاص رسول
 محمد ﷺ کی طرف سے روم کے حکمران ہر قل کے نام ہے ہر وہ شخص سلامت رہے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ (ابا بعد)
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
 حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نام صحرا بن حرب ہے۔

شرح

مشرکین کے نام خطوط لکھنے کا طریق کار

مکاتیب نبوی میں خصوصیت سے چار مشہور مذاہب کے لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے:

(۱) مشرکین عرب (۲) عیسائی (۳) یہودی (۴) مجوسی۔

مکاتیب مبارکہ میں نہایت سادہ، مختصر اور جامع الفاظ میں ان لوگوں کو پیغام اسلام دیا گیا ہے اور قبول اسلام کی دعوت دی گئی ہے۔ مکتوبات نبوی کا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی درد و خیر اندیشی کے جذبہ سے موجزن اور اسلوب بیان از دل خیزد بردل ریزد کا مصداق ہے۔

عموماً مکتوب تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے:

(۱) سرنامہ (۲) اصل مضمون (۳) مرسل کا نام۔

مکاتیب نبوی میں سرنامہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ تجویز کیا گیا ہے۔ مضمون میں مکتوب الیہ کے مسلمات سے اپنی نبوت پر دلائل پیش کیے گئے ہیں مثلاً یہود کے نام نامہ مبارک ہو تو ”تورات“ سے اور نصاریٰ کے نام ہو تو ”انجیل“ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت پر دلائل پیش فرماتے ہیں۔

مکاتیب نبوی کے اجزاء ترکیبی: مکاتیب نبوی کا بنیادی مقصد پیغام اسلام اور دعوت اسلام تھا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے

لکھے گئے مکاتیب مبارکہ مؤثر ثابت ہوئے، کیونکہ ان میں خیر خواہی اور دردمندی کے جذبات موجود تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تحریر کردہ مکاتیب کے اجزاء ترکیبی درج ذیل ہیں:

۱- آغاز میں تسمیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲- مرسل کی حیثیت سے: رسول اللہ یا عبد اللہ

۳- مکتوب الیہ کا نام مع مشہور لقب یا منصب

۴- امن و سلامتی کے مفہوم پر مشتمل کسی فقرہ کا استعمال

۵- خط کا اصل مضمون جو شتہ پر زور اور جامع نوعیت کا حامل ہو۔

۶- اختتام پر: مہر رسالت

ان اوصاف کا حامل مکتوب یقیناً مکتوب الیہ کو دعوت فکر دے گا اور اس کے قلب و ذہن میں انقلاب پیدا کر دے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَتَمِ الْكِتَابِ

باب 24: خط پر مہر لگانا

2642 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمَّا أَرَادَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ قِيلَ لَهُ إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُونَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي كَفِّهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمی (حکمرانوں) کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، تو یہ بتایا گیا: عجمی (حکمران) لوگ صرف اسی خط کو قبول کرتے ہیں، جس پر مہر لگی ہو، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بنوائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں اس کی سفیدی کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

مکتوب کے آخر میں مہر ثبت کرنا

فریضہ تبلیغ اور دعوت اسلام کیا انجام دہی کی غرض سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری مدنی دور میں سلاطین ممالک، عمائدین ممالک اور رؤساء قبائل کو مکتوبات کے ذریعے دعوت اسلام دینے کا پروگرام بنایا تو مختلف لوگوں کے نام خطوط تحریر کیے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین عجم کے نام مکتوبات ارسال کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! عجمی لوگ مہر کے بغیر کسی مکتوب کو اہمیت نہیں دیتے، لہذا مہر تیار کی جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی مشاورت سے مہر تیار کروائی جس پر اپنا اسم گرامی ”محمد رسول اللہ“ کندہ کروایا تھا۔ یہ مہر مکتوبات گرامی کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔

فائدہ نافعہ: ایک خط دوسرے خط سے ایک مضمون دوسرے مضمون اور کسی ایک کا دستخط دوسرے کے دستخط سے مشابہہ ہو سکتا ہے۔ اس اشتباہ کے باعث انسان کئی غلط فہمیوں کا شکار ہو سکتا ہے اور اس کے نتائج بھی خطرناک ہو سکتے ہیں، لہذا مہر کا بنوانا اور مکتوبات کے اختتام پر استعمال کرنا ضروری ہے۔

بَابُ كَيْفَ السَّلَامُ

باب 25: سلام کرنے کا طریقہ

2642- اضرجه البخاری (۲۳۷/۱۰) کتاب اللباس: باب: اتخاذ الغانم لیختم به الشیء، حدیث (۵۸۷۵) و مسلم (۳۱۹/۷ - نووی) کتاب اللباس: باب فی اتخاذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم خاتماً حدیث (۲۰۹۲/۵۷) و ابوداؤد (۴۸۸/۳) کتاب الغانم: باب: ما جاء فی اتخاذ الغانم (۴۲۱۶) و النسائی (۱۸۶/۸) کتاب الزینة: باب: صفة خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فی (۱۹۳/۸) کتاب الزینة: باب: صفة خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نقشه و رواه احمد (۱۶۸/۳) (۲۶۵۰۲۲۳۱۸۰)۔

2643 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ

الْبَنَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي قَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَابْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَقْبَلُنَا فَاتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَى بِنَا أَهْلَهُ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ أَعْنَزُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا فَكُنَّا نَحْتَلِبُهُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ فَيَجِيءُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْلِمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيَصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے دو ساتھی آرہے تھے۔ ہماری سماعت اور بصارت بھوک کی وجہ سے کمزور ہو چکی تھی، ہم نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے سامنے آنا شروع کیا، لیکن کسی نے ہمیں قبول نہیں کیا۔ پھر ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ ہمیں لے کر اپنے گھر چلے گئے، وہاں تین بکریاں موجود تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کا دودھ دوہ لو! ہم نے ان کا دودھ دوہنا شروع کیا، ہر شخص نے اپنے حصے کا دودھ پی لیا، ہم نے نبی اکرم ﷺ کے حصے کا دودھ رکھ دیا، رات کے وقت جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے سلام کیا، اس طرح کہ سویا ہوا شخص جاگ نہ جائے اور جاگتا ہوا شخص اسے سن لے، پھر آپ ﷺ مسجد (جائے نماز کے پاس) تشریف لے گئے وہاں آپ ﷺ نے نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ اپنے مشروب کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اسے پی لیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

سلام پیش کرنے کا طریق کار

احکام دین میں اعتدال اور آسانی کے پہلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے، تاکہ عمل کرنا انسان پر دشوار نہ ہو۔ حدیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ اہل مجلس میں سے جب کچھ لوگ بیدار اور کچھ سوئے ہوئے ہوں تو آنے والا شخص پست آواز میں: السلام علیکم کہے، تاکہ بیدار لوگ سن سکیں اور سوئے ہوئے پریشان نہ ہوں۔ اسی طرح مسجد میں کچھ لوگ نماز پڑھنے میں مصروف ہوں اور کچھ فارغ بیٹھے ہوں تو مسجد میں آنے والا آدمی پست آواز میں: السلام علیکم کہے، تاکہ نمازیوں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو اور فارغ لوگوں کی حق تلفی نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا کہ مسجد میں اہل صفہ میں سے کچھ بیدار ہوتے اور کچھ سوئے ہوئے ہوتے تو آپ پست آواز میں: السلام علیکم فرماتے پھر نماز ادا کر کے واپس تشریف لے جاتے تھے۔

2643- اخرجه احمد (۶/۴۱۳) و مسلم (۷/۲۶۰ - نووی) کتاب الاشریة: باب: اکرام الضیف و فضل ابتارہ حدیث (۲۰۵۵) و

ابویعلی فی (مسندہ) (۸۶/۳) - رقم (۱۵۱۷) -

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيمِ عَلَى مَنْ يَبُولُ

باب 26: پیشاب کرنے والے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے

2644 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ

بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ يَعْنِي السَّلَامَ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الضَّحَّاكِ بِهَذَا

الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ الْفَعْوَاءِ وَجَابِرِ وَالْبَرَاءِ وَالْمُهَاجِرِ بْنِ قَنَفِذٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیشاب کر رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت علقمہ بن فغواء رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

پیشاب کرنے والے کو سلام کرنے کی ممانعت

جو شخص پیشاب یا پاخانہ کرنے میں مصروف ہو اسے سلام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ پیشاب سے فراغت پر اور ڈھیلا استعمال کرنے کے دوران سلام کرنے کی اجازت ہے اور کسی کے سلام کا جواب دینا بھی جائز ہے۔ حدیث باب سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عین پیشاب کرنے کے دوران کسی خادم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا تو آپ نے انہیں جواب نہ دیا تھا۔ درحقیقت یہ اصل واقعہ اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلا استعمال کر رہے تھے اس دوران کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سلام عرض کیا، آپ نے دیوار پر تیمم کر کے جواب دیا تھا۔ سلام کا جواب دینے سے قبل تیمم کرنا ضروری نہیں ہے یعنی وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل اعلیٰ قسم کے تقویٰ پر محمول ہے یا امت کو تعلیم تقویٰ و طہارت دینا مقصود ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُولَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُبْتَدَأًا

باب 21: آغاز میں ”علیک السلام“ کہنا مکروہ ہے

2645 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ الْعَدَاءُ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيِّ عَنْ

رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ

متن حدیث: طَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ فَجَلَسْتُ فَإِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيهِمْ وَلَا أَعْرِفُهُ وَهُوَ يُصَلِّحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةَ الْمَيِّتِ إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةَ الْمَيِّتِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلِ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةَ اللَّهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو غِفَارٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيِّ عَنْ أَبِي جُرَيْجٍ جَابِرِ بْنِ سَلِيمٍ الْهَجِيمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ تَوْضِيحَ رَاوِي: وَأَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مَجَالِدٍ

﴿﴾ ابوتیمہ اپنی قوم کے ایک فرد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی تلاش میں نکلا، میں آپ تک نہیں پہنچ سکا میں بیٹھ گیا کچھ کچھ لوگ آئے جن میں نبی اکرم ﷺ بھی موجود تھے میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا نبی اکرم ﷺ لوگوں کے درمیان صلح کروارہے تھے جب آپ فارغ ہوئے تو کچھ لوگ آپ کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ تو مجھے پتا چلا کہ یہ نبی اکرم ﷺ ہیں جب میں نے یہ دیکھا تو کہا علیک سلام یا رسول اللہ علیک سلام یا رسول اللہ ﷺ علیک سلام یا رسول اللہ ﷺ (آپ ﷺ کو سلام یا رسول اللہ ﷺ) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: علیک سلام مردے کو سلام کرنے کا طریقہ ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی، پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو سلام کرے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھے سلام کا جواب دیا: وعلیک ورحمۃ اللہ وعلیک ورحمۃ اللہ (یعنی تین مرتبہ جواب دیا۔)

ابوغفار نامی راوی نے اس روایت کو حضرت ابوتیمہؓ کے حوالے سے حضرت ابوجری جابر بن سلیمؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔ حضرت ابوتیمہ کا نام طریف بن مجالد ہے۔

2646 سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي غِفَارِ الْمُثَنِّيِّ بْنِ

2645- انفرجہ الترمذی، واهرجہ احمد (۲/ ۴۸۲) العیلة الاولى منه والنسائی فی (الکبری) (۶/ ۸۸) عمل الیوم و اللیلة: باب کیف السلام حدیث (۱۰۱۵۱)۔

سَعِيدِ الطَّائِي عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهَجِيمِي عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَقَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَلَكِنْ
 قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَذَكَرَ قِصَّةً طَوِيلَةً

حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو تمیمہ ہجیمی حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نبی
 اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے علیک السلام کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا: علیک السلام نہ کہو! بلکہ السلام علیکم کہو!
 اس کے بعد انہوں نے طویل قصہ نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2647 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 الْمُنْثَى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا
 ثَلَاثًا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سلام کرتے تھے تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے اور
 جب آپ ﷺ کوئی بات کرتے تھے تو اسے تین مرتبہ دہرا دیتے تھے۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

علیک السلام کے الفاظ سے سلام کرنے کی ممانعت

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کے سلام کا جواب: علیک السلام، علیک السلام اور علیکم والسلام، علیکم السلام
 کے الفاظ سے دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح: السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور السلام
 علیکم کے الفاظ سے سلام کہا جاسکتا ہے۔ تاہم: علیک السلام، علیک السلام اور علیکم السلام، علیکم السلام کے الفاظ سے کسی کو سلام کرنا
 جائز نہیں کیونکہ یہ اہل قبور کا سلام ہے۔ پہلی حدیث باب میں ایسے ہی سلام سے منع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک بار سلام کہنے اور
 ایک بار جواب دینے کا حکم ہے۔

2646- اخرجه احمد (۶۲/۵) و ابو داؤد (۴۵۲/۲) کتاب اللباس: باب فی الردب حدیث (۴۰۷۵) و رواه فی (۴۵۴/۲): باب: ما جاء فی
 اقبال اللذاری حدیث (۴۰۸۴) و فی (۷۷۴/۲) کتاب الادب: باب: کرافیة ان یقول: علیک السلام حدیث رقم (۵۲۰۹) و رواه النسائی
 فی (الکبری) (۸۷/۶ - ۸۸) بکتاب: عمل الیوم و اللیلة: باب: کیف السلام حدیث (۱۰۱۵۰ - ۱۰۱۵۹)۔

2647- اخرجه احمد (۲۲۱ - ۲۲۲/۲) و البخاری (۲۲۷/۱) کتاب العلم: باب: من اعاد الحدیث ثلاثاً لیسفهم (۹۴) و بیان عند المصنف
 رقم (۳۶۴۰)۔

سوال: جب سلام ایک بار کیا جاتا ہے اور جواب بھی ایک بار دیا جاتا ہے تو پہلی حدیث باب میں نو وارد اور نو آموز صحابی حضرت ابو تمیمہ طریف بن مجالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار جواب کیوں ارشاد فرمایا تھا؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عموماً ایک بار: السلام علیکم فرماتے اور ایک بار جواز سے نوازتے تھے لیکن اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار جواب دیا اس کا مقصد نو آموز صحابی کی دلداری اور حوصلہ افزائی تھا۔

سوال: آخری حدیث باب کے مطابق بات خوب ذہن نشین کرانے کے لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تین بار گفتگو فرماتے تھے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار سلام کیوں ارشاد فرمایا تھا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی طریقہ ایک بار سلام کہنے کا تھا لیکن تیسری حدیث باب مجمع کو سلام کرنے پر محمول ہے کیونکہ آپ مجمع کے دائیں حصہ بائیں حصہ اور سامنے اگلے حصہ کو الگ الگ سلام ارشاد فرماتے تاکہ سب تک صدائے سلام پہنچ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابِ اجْلِسْ حَيْثُ انْتَهَى بِكَ الْمَجْلِسُ

باب 28: محفل کے آخری حصے میں بیٹھنے کا حکم

2648 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ

أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اِثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةَ فِي الْحَلَقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَادْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو وَاقِدِ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ وَأَبُو مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ وَاسْمُهُ

يَزِيدٌ وَيُقَالُ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

﴿﴾ حضرت ابو واقد لثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے تین لوگ آئے ان میں سے دو نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھ آئے اور ایک واپس چلا گیا جب وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر ٹھہرے تو ان میں

2648 - اخرجه مالك في (الموطأ) (٩٦٠/٢) كتاب السلام باب: جامع السلام وحمد (٢١٩/٥) و البخاري (١٨٨/١) كتاب العلم باب:

من قصد بيت ينسرى به المجلس (٦٦) في (١٦٩/١) كتاب الصلاة باب: الاحلوه و الجلوس في المسجد حديث (٤٧٣) و مسلم (٤١٣/٧)

كتاب السلام باب: من اتى مجلسا فوجد فرجة حديث (٢١٧٦) -

سے ایک نے حلقے میں تھوڑی گنجائش دیکھی تو وہ وہیں بیٹھ گیا اور دوسرا شخص سب لوگوں سے پیچھے بیٹھا تیسرا شخص منہ پھیر کر واپس چلا گیا جب نبی اکرم ﷺ (اپنی بات سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں ان تین آدمیوں کے بارے میں تمہیں بتاؤں جہاں تک پہلے شخص کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی پناہ کی طرف آیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے پناہ دی جہاں تک دوسرے شخص کا تعلق ہے تو اس نے حیا کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

حضرت ابو واقد لیشی کا نام حارث بن عوف ہے۔

ابومرہ ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کا نام یزید ہیں۔

ایک قول کے مطابق یہ عقیل بن ابوطالب کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

2649 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

متن حدیث: كُنَّا إِذَا آتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهَى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرُ بْنُ مَعَاوِيَةَ عَنْ سِمَاكِ أَيْضًا

﴿﴾ حضرت جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو ہر شخص وہاں بیٹھتا تھا جہاں جگہ مل جاتی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

زہیر بن معاویہ نے اس روایت کو سماک کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔

شرح

علمی مجلس میں کوتاہ دست کی محرومی

پہلی حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدام میں تشریف فرما ہو کر علم و عرفان کے جواہر اور احکام دین کی دولت لٹا رہے تھے۔ اسی دوران تین آدمیوں کے آنے کا واقعہ پیش آیا۔ جن میں سے ایک تو مجلس کے قریب آئے بغیر واپس لوٹ گیا دوسرا حلقہ میں گھس کر بیٹھ گیا اور تیسرا مجلس کے آخر میں بیٹھ گیا۔ الغرض: پہلا علمی فیضان سے مکمل طور پر محروم رہا دوسرے نے قریب ہو کر خوب استفادہ کیا اور تیسرا نہ مکمل طور پر محروم رہا اور نہ کامل طریقہ سے فیضیاب ہوا۔ ثابت ہوا کہ علمی مجلس سے محرومی فیضان نبوت سے محرومی ہے۔ قرب نبوت فیضان نبوت کے حصول کا ذریعہ ہے اور علمی مجلس سے کوتاہ دست وراثت نبوت سے محروم ہوتا ہے۔

2649- اضرجه احمد (۱۰۷۰۹۱/۵) و ابوداؤد (۶۷۳/۲) کتاب الادب: باب: فی التعلو حدیث (۴۸۲۵) و البخاری فی (الادب المفرد)

رقم (۱۱۴۱) و النسائی فی (الکبری) (۴۵۲/۲) کتاب العلم: باب: المجلس حدیث (۵۸۹۹)۔

دوسری حدیث باب میں آداب مجلس کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے کہ علمی و فقہی مجلس درحقیقت فیضان نبوت کا تسلسل ہے جس سے ازاول تا اختتام شامل ہو کر فیض حاصل کرنا چاہیے۔ جو شخص دلچسپی، ذوق اور محبت سے اپنے معلم و شیخ کے زیادہ قریب ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ علمی استفادہ کر سکے گا۔ پھر درجہ بدرجہ یہ دولت حاصل ہوگی۔ اگر حلقہ میں جگہ خالی ہو تو وہاں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ مجلس کے کنارہ پر بھی بیٹھا جاسکتا ہے۔ تاہم مجلس جمعۃ المبارک کی طرح لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر مدرس و مبلغ کے پاس پہنچنا قابل مواخذہ حرکت ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَالِسِ عَلَى الطَّرِيقِ

باب 29: راستے میں بیٹھنے کا حکم

2650 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَكَمْ

يَسْمَعُهُ مِنْهُ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ
إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَأَعْلِنَ فَرُدُّوا السَّلَامَ وَأَعِينُوا الْمَظْلُومَ وَاهْدُوا السَّبِيلَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي شُرَيْحٍ الْخَزَاعِيِّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ ابواسحق، حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حالانکہ انہوں نے یہ حدیث ان سے نہیں سنی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انصار سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد کے پاس سے گزرے جو راستے میں بیٹھے ہوئے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے ایسا ضرور کرنا ہے تو سلام کا جواب دو، مظلوم کی مدد کرو اور راستے کے بارے میں رہنمائی کرو۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

راستے میں بیٹھنے کا شرعی حکم اور اس کے آداب

شرعی نقطہ نظر سے راستے میں بیٹھنے سے اجتناب ضروری ہے۔ اگر کسی مجبوری اور عذر کی بنا پر راستے میں بیٹھنے کی ضرورت پڑ جائے تو حدیث باب میں اس کے تین آداب بیان کیے گئے جو یہ ہیں:

(۱) گزرنے والے لوگوں کے سلام کا جواب دینا

(۲) مظلوم کی اعانت و مدد کرنا

(۳) بھولے ہوئے شخص کو راستے کی رہنمائی کرنا۔

ایک شاعر نے راستہ میں بیٹھنے والے کے بہت سے حقوق و آداب بیان کیے ہیں اس کے اشعار درج ذیل ہیں:

افش السلام واحسن فی الکلام وشم
ت عا طسا و سلاما د احسانا
فی الحمل عاون و مظلوماً اعن و اغث
لهفان و اهد سیلا و اهد حیرانا
بالعرف مروانہ عن نکرو کف اذی
وعض طرفا و اکثر ذکر مولانا

شاعر نے ان اشعار میں راستہ میں بیٹھنے کے متعدد حقوق و آداب بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) سلام کہنا (۲) خوبصورت بات کرنا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) سلام کا جواب دینا (۵) سامان اٹھانے میں کسی کی مدد کرنا (۶) مظلوم کی مدد کرنا (۷) راستہ بتانے میں کسی کی رہنمائی کرنا (۸) کسی کی پریشانی دور کرنا (۹) نیکی کا حکم دینا (۱۰) برائی سے روکنا (۱۱) کسی کو تکلیف دینے سے باز رہنا (۱۲) غیر محرم عورت کو دیکھنے سے پرہیز کرنا (۱۳) ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہنا۔ (عبدالرحمن تحفۃ الاحوذی ج ۷ ص ۵۳۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَصَافِحَةِ

باب 30: مصافحہ کرنے کا بیان

2651 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ وَاسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ

عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتَنُ حَدِيثٍ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَدْ رُوِيَ

هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْبَرَاءِ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ

توضیح راوی: وَالْأَجْلَحُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُجَيْبَةَ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيِّ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب بھی دو مسلمان مل کر ایک

دوسرے کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرتے ہیں ان دونوں کے الگ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔

یہ حدیث ”حسن“ ہے اور ابواسحاق کے حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر ”غریب“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

اجلح نامی راوی اجلح بن عبداللہ بن حنیہ بن عدی کندی ہیں۔

2652 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَتَنُ حَدِيثٍ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ مِمَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ أَيْحَسْبِي لَهُ قَالَ لَا قَالَ أَفَلْتَزِمُهُ

وَيَقْبَلُهُ قَالَ لَا قَالَ أَفِيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ قَالَ نَعَمْ

2651- اضرجه احمد (۲۰۲/۲۸۹) و ابوداؤد (۷۷۵/۲) کتاب اللادب باب: فی المصافحة حدیث (۵۲۱۲) و ابن ماجه (۱۲۲۰/۲) کتاب اللادب باب: المصافحة حدیث (۲۷۰۲)

2652- اضرجه احمد (۱۹۸/۲) و ابن ماجه (۱۲۲۰/۲) کتاب اللادب باب: المصافحة حدیث (۲۷۰۲)

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص جب اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے تو کیا وہ اس کے سامنے جھکے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! اس نے عرض کی: وہ اس کو ساتھ لگا کر اس کا بوسہ لے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! اس نے عرض کی: کیا وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس سے مصافحہ کرے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ جی ہاں!

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

2653 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: قُلْتُ لِأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ هَلْ كَانَتْ الْمُصَافِحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے درمیان مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2654 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ

عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَدِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ

قَوْلِ إِمَامِ بَخَّارِي: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعِدَّهُ مَحْفُوظًا وَقَالَ إِنَّمَا أَرَادَ عِنْدِي

حَدِيثَ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَمَّنْ سَمِعَ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا سَمَرَ إِلَّا

لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَّمَا يُرْوَى عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَوْ غَيْرِهِ قَالَ مِنْ تَمَامِ

التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَدِ

﴿﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہاتھ کو تھامنا (یعنی مصافحہ کرنا) سلام کی تکمیل کا

حصہ ہے۔

اس بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ہم اس روایت کو صرف یحییٰ بن سلیم کی سفیان سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اسے ”محفوظ“ شمار نہیں کیا۔

وہ یہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں سفیان نے منصور کے حوالے سے، خیمہ کے حوالے سے، اس شخص سے یہ حدیث نقل کی

ہے، جس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے نقل کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رات کے وقت گفتگو صرف نمازی کر سکتا ہے یا مسافر کر سکتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہی روایت منصور کے حوالے سے ابو اسحق کے حوالے سے عبد الرحمن بن یزید یا کسی اور شخص

کے حوالے سے نقل کی گئی ہے: سلام کی تکمیل میں ہاتھ پکڑنا بھی شامل ہے۔

2655 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زَحْرٍ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ أَنْ يَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ أَوْ قَالَ عَلَى يَدِهِ فَيَسْأَلُهُ كَيْفَ هُوَ

وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمْ الْمُصَافِحَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِالْقَوِي

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَحْرٍ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ ضَعِيفٌ وَالْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

يُكْنَى أبا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَالْقَاسِمُ شَامِيٌّ

﴿﴾ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیمار کی عیادت میں یہ بات بھی شامل

ہے: آدمی اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھے (راوی کو شک ہے یا شاید یہی الفاظ ہیں) اس کے ہاتھ پر رکھے اور اس سے دریافت

کرے: وہ کیسا ہے؟ اور سلام کی تکمیل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مصافحہ کیا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبید اللہ بن زجر نامی راوی ثقہ ہیں جب کہ علی بن یزید نامی راوی ضعیف ہیں۔ قاسم نامی

راوی قاسم بن عبد الرحمن ہیں اور ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے یہ صاحب ثقہ ہیں اور عبد الرحمن بن خالد بن یزید بن معاویہ کے غلام

ہیں۔

قاسم نامی راوی شام کے رہنے والے ہیں۔

شرح

مصافحہ کرنے کی فضیلت

لفظ: مصافحہ ثلاثی مزید باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے: دو آدمیوں کا باہم اپنے ہاتھ ملانا۔ اگر دونوں اپنا ایک ایک ہاتھ ملائیں تو اسے مصافحہ ناقصہ کہا جاتا ہے اور اگر دونوں اپنے دونوں ہاتھ ہتھیلی اور پشت کی طرف سے ملائیں تو اسے مصافحہ کاملہ کہا جاتا ہے۔ مصافحہ ناقصہ مسنون نہیں ہے بلکہ مصافحہ کاملہ مسنون ہے۔ معلوم ہوا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہیے اور یہی مصافحہ کاملہ ہے ورنہ مصافحہ مسنون نہیں ہوگا۔ کچھ لوگ انگلیاں یا ایک ہاتھ ملا کر مصافحہ کرتے ہیں ایسا مصافحہ نہ کاملہ ہو سکتا ہے اور نہ مسنون بلکہ تکبر و غرور کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے۔

جو لوگ خلوص نیت، محبت و مودت اور قلبی میلان کی بنیاد پر مصافحہ معانقہ اور تقبیل کرتے ہیں بشرطیکہ فساد یا غلط اندیشہ کا امکان نہ ہو تو بلاشبہ جائز ہے ورنہ منع ہے۔ زیر مطالعہ احادیث میں ممانعت بھی اسی مفہوم پر محمول ہے۔

پانچویں حدیث باب میں صراحت ہے کہ جب دو شخص باہم مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالاتے ہیں اور مغفرت و بخشش کے طالب ہوتے ہیں ان کے جدا ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیتا ہے اس سے مصافحہ کرنے کی اہمیت و فضیلت عیاں ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعَانِقَةِ وَالْقُبْلَةِ

باب 31: معانقہ کرنا اور بوسہ دینا

2656 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ الْمَدَنِيِّ حَدَّثَنَا أَبِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ

متن حدیث: قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَاتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجْرُ ثَوْبَهُ وَاللَّهُ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینے منورہ آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں موجود تھے زید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اوپری جسم پر کچھ اوڑھیں بغیر ان کی طرف بڑھے آپ اپنے تہبند کو کھینچ رہے تھے اللہ کی قسم! اس سے پہلے یا اس کے بعد میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اوپری جسم پر) اوڑھے بغیر کسی سے ملتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے اور ہم اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہونے کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

معانقہ اور تقبیل جائز ہونا

لفظ: معانقہ، فعل ثلاثی مزید فیہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کا معنی ہے: دو آدمیوں کا باہم یکے بعد دیگرے دونوں کندھوں کو ملانا۔ دونوں کی طرف سے ایک ایک کندھے کو ملانا معانقہ ناقصہ ہے اور دونوں کو ملانا معانقہ کاملہ ہے۔ مصافحہ کی طرح معانقہ بھی مسنون ہے اور معانقہ مصافحہ کا نعم البدل اور قائم مقام ہے۔ دونوں کی دعا ایک ہے اور وہ یہ ہے: یغفر اللہ لنا ولکم۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت و بخشش کرے۔“

لفظ: تقبیل، فعل ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا معنی ہے: چومنا، بوسہ دینا۔ تقبیل کی اہمیت و افادیت معانقہ سے کم نہیں ہے۔ تاہم معانقہ کے ساتھ تقبیل کا مظاہرہ اس صورت میں کیا جائے کہ کسی قباحت و برائی اور شک و شبہ کا امکان نہ ہو۔ ورنہ عدم تقبیل کی صورت بہتر ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ، معانقہ اور تقبیل کو اختیار فرمایا اور امور ثلاثہ مسنون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور انہیں بوسہ بھی دیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قُبْلَةِ الْيَدِ وَالرَّجْلِ

باب 32: ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا

2657 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اِدْرِيسَ وَابُو اسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ

متن حدیث: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا اِلَى هَذَا النَّبِيِّ فَقَالَ صَاحِبُهُ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ اِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ اَرْبَعَةٌ اَعْيُنٍ فَاتِيَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَاهُ عَنْ تِسْعِ اَيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تُسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوا بِيْرِيْ اِلَى ذِي سُلْطٰنٍ لِّيَقْتُلَكَ وَلَا تُسْحَرُوا وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْدِفُوا مُحْصَنَةً وَلَا تَوَلُّوا الْفِرَارَ يَوْمَ الرَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُودُ اَنْ لَا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلُوْا يَدَهُ وَرَجْلَهُ فَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ قَالُوْا اِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهُ اَنْ لَا يَزَالَ فِيْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَاَنَا نَخَافُ اَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ وَابْنِ عُمَرَ وَكَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

2657- اضرجه احمد (۴/۲۳۹، ۲۴۰) ورواد ابن ماجه (۲/۱۲۲۱) كتاب الادب: باب: الرجل يقبل يد الرجل (۲۷۰۵) عن صفوان بن عسال
ان قومًا من اليهود قبلوا بيد النبي صلى الله عليه وسلم ورجليه والنسائي في (الكبرى) أما في (تحفة الاشراف) رقم (۴۹۵۱)۔

﴿﴾ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: تم میرے پاس ان نبی کے پاس چلو اس کے ساتھی نے کہا: تم نبی نہ کہو، کیونکہ اگر انہوں نے تمہیں نبی کہتے ہوئے سن لیا تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی، پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ سے نو واضح نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا: تم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرا، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، اس شخص کو قتل نہ کرو، جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو، البتہ حق (کے ساتھ قتل کیا جاسکتا ہے) اور تم بے قصور شخص پر (جھوٹا الزام لگا کر) حاکم کے پاس نہ لے کر جاؤ، تاکہ وہ اسے قتل کر دے، تم جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگاؤ، میدان جنگ سے فرار اختیار نہ کرو، بطور خاص تم لوگ اے یہودیو! تم ہفتے کے دن کے بارے میں زیادتی نہ کرو۔ راوی بیان کرتے ہیں: ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو بوسہ دیا اور بولے: ہم یہ گواہی دیتے ہیں: آپ نبی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: پھر کیا وجہ ہے تم لوگ میری پیروی کیوں نہیں کرتے؟ راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے جواب دیا: حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے یہ دعا مانگی تھی، ہمیشہ ان کی اولاد میں سے نبی ہوں، ہمیں یہ اندیشہ ہے: اگر ہم نے آپ کی پیروی کی، تو یہودی ہمیں مروادیں گے۔

اس بارے میں حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینا

متعدد روایات اور احادیث مبارکہ سے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں چند روایات درج ذیل ہیں:

۱- حدیث باب میں ہے کہ دو یہودیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اور قدم مبارک کو بوسہ دیا تھا۔

۲- حضرت کعب بن مالک اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جب توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاتھوں کو چوما تھا۔

۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک میدان جہاد سے بھاگ کر واپس آئے تو حضور انور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کی دلداری کرتے ہوئے ازراہ شفقت فرمایا: انتم العکارون وانا فئۃ المؤمنین۔ تم شیر کی طرح پلٹ کر حملہ آور

ہونے والے ہو اور میں تمہارا مرکز ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بتاتے ہیں: فقبلنا یدہ۔ تو ہم نے اس موقع پر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کی۔

۴- حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ

دیا تھا۔

۵- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو چوما تھا۔

۶- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے واپس آئے تو انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دست بوسی کی۔

۷- وفد عبدالقیس کے مشہور رکن حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ اپنی سواریوں سے اتر کر تیز رفتاری سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوما۔

۸- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں کو بوسہ دیا جبکہ وہ اس وقت ان کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔

۹- خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چوما تھا۔

تقبیل ید ورجل میں مذاہب آئمہ

کیا کسی علمی شخصیت اور مرد صالح کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف اور اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقبیل ید ورجل ناجائز ہے جو ازوالی روایات کو وہ ضعیف یا غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دین و مذہب کی بزرگی کی بنا پر تقبیل جائز ہے بلکہ مستحب ہے لیکن دنیوی و دولت کی بنیاد پر ممنوع و مکروہ ہے۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ علمی دینی اور مذہبی عظمت و فضیلت کی بنا پر تقبیل جائز ہے لیکن دولت و دنیوی شان و شوکت کے سبب مکروہ تحریمی ہے۔ مذکورہ بالا روایات آپ کے دلائل ہیں۔

سوال: تقبیل ید ورجل کے وقت انسان رکوع بلکہ اس سے زیادہ جھکتا ہے اور غیر اللہ کے لیے رکوع کی حالت تک جھکنا منع ہے لہذا تقبیل ناجائز ہونا چاہیے؟

جواب: بلاشبہ غیر اللہ کے لیے رکوع یا اس سے پست حالت میں جھکنا منع ہے بشرطیکہ عبادت کی نیت ہو۔ اگر عبادت کی نیت نہ ہو تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس پر حدیث باب اور مندرجہ بالا روایات دلیل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَرْحَبًا

باب 33: مرحبا (خوش آمدید) کہنا

2658 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا

مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيٍّ تَقُولُ

2658۔ اضرجه احمد (۶/۳۴۳، ۳۴۳، ۴۳۵) و البخاری (۱/۶۷۱) کتاب الفسل: باب: التستر فی الفسل عند الناس: حدیث (۲۸۰) و فی الصلاة: باب: الصلاة فی التراب الواحد ملتصقاً به حدیث (۲۵۷) و فی کتاب الجزية: باب: امان النساء و جوارهن حدیث (۳۷۸) و مسلم (۲/۳۶۲ - نووی) کتاب العیض: باب: تشریف المتصل جنوب و نحوه حدیث (۷۰/۳۳۶) و النسائی (۱/۱۲۶) کتاب الطهارة: باب: ذکر الاستنار عند الاغتسال و الدارمی (۱/۳۳۸ - ۳۳۹) کتاب الصلاة: باب: صلاة الضمی-

متن حدیث: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ قُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِي فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِي قَالَ فذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةَ طَوِيلَةً
حکم حدیث: ہذا حدیث حسن صحیح

﴿﴾ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں فتح مکہ کے موقع پر حاضر ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ تان رکھا تھا سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کون خاتون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں ام ہانی ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام ہانی کو خوش آمدید۔ انہوں نے اس حدیث میں پورا واقعہ بیان کیا ہے یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2659 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ أَبُو حُدَيْفَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: يَوْمَ جِئْتُهُ مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ لَّا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدٍ وَهَذَا أَصَحُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُولُ مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَكُتِبَتْ كَثِيرًا عَنْ مُوسَى بْنِ مَسْعُودٍ ثُمَّ تَرَكَتُهُ

﴿﴾ حضرت عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس دن میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں (اسلام قبول کرنے کے لیے) حاضر ہوا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہجرت کر کے آنے والے سوار کو خوش آمدید۔

اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے ہم اس روایت کو صرف موسیٰ بن مسعود کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں اور جب موسیٰ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے عبد الرحمن بن مہدی نے سفیان کے حوالے سے اس روایت کو ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں مصعب بن سعد کا تذکرہ نہیں کیا اور یہ سند زیادہ مستند ہے۔

میں نے محمد بن بشار کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے موسیٰ بن مسعود حدیث میں ”ضعیف“ ہیں۔

محمد بن بشار کہتے ہیں: پہلے میں نے موسیٰ بن مسعود سے بہت سی روایات نوٹ کیں تھیں، مگر پھر میں نے انہیں ترک کر دیا۔

شرح

کسی کو خوش آمدید کہنا

کسی مہمان کی آمد پر اظہار مسرت کرتے ہوئے اسے خوش آمدید کہنا جائز اور مستنون ہے۔ پہلی حدیث باب میں بیان ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر ان کو خوش آمدید کہا تھا۔ دوسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ مشہور دشمن رسول ابو جہل کے لخت جگر حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد جب اسلام اور کفر کی کشمکش چل رہی تھی۔ اس دوران عکرمہ بن ابی جہل مکہ معظمہ کو ترک کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور دوسرے ملک میں منتقل ہونے کے لیے ساحل سمندر پر پہنچ گئے۔ ان کی بیوی کو ان کا جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اچھی نہ لگی۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے شوہر کے لیے پناہ کی طالب ہوئی جو انہیں دے دی گئی۔ علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور علامت انہیں اپنی چادر مبارک بھی عنایت فرمائی تھی۔ بیوی پناہ حاصل کرنے کے بعد ساحل سمندر پر پہنچی شوہر کو پناہ حاصل کرنے سے آگاہ کیا اور مکہ معظمہ واپس لانے میں کامیاب ہو گئی۔ واپسی پر عکرمہ بن ابی جہل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل سمندر سے واپسی کے سفر کو ہجرت سے تعبیر کرتے ہوئے ان کا بایں الفاظ استقبال کیا اور خوش آمدید کہا: امر حبا بالراکب المهاجر۔ ہجرت کرنے والے اونٹ سوار کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اسلام خلوص نیت اور احسان و مروت سے معمور حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اب مکہ معظمہ کے ایک ایک باشندے نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ اللہ و رسول کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل عمر بن ہشام کا بیٹا مسلمان ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم و جان نثار بن چکا ہے یعنی شہر ایک ہے جس میں باپ دشمن رسول کی حیثیت سے زندگی گزار رہا ہے اور بیٹا خادم رسول کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہا ہے۔

کتاب الأَصَابِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

آداب کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا بَجَاءَ فِي تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ

باب 1: چھینکنے والے کو جواب دینا

2660 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنِ عَلِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَتَعَّ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَالْبَرَاءِ وَأَبِي مَسْعُودٍ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسناد دیگر: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب وہ اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے جب وہ اس کی دعوت کرے تو قبول کرے جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دے وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لیے اسی چیز کو پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض محدثین نے حارث اعور کے بارے میں کلام کیا ہے۔

2661 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

2660۔ اضرجه احمد (۱/۸۸، ۸۹) و ابن ماجه (۱/۱۶۱) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في عيادة المرض حديث (۱۶۲۳) و الدرسمی (۲/۲۷۵)۔
۱۲۷۱ كتاب الاستئذان: باب: في صوم المسلم على المسلم۔

المَقْبُرِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ حَدِيثٌ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيَشْمِتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ

حکیم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوَى: وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ ثِقَّةٌ رَوَى عَنْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَابْنُ أَبِي فُذَيْكٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرماتا ہے: ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے جب وہ اس کی دعوت کرے تو اس کو قبول کرے جب وہ اس سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے جب وہ چھینکے تو اس کو چھینک کا جواب دے جب وہ موجود نہ ہو یا موجود بھی ہو تو اس کے لیے خیر خواہی کرے۔

یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

محمد بن موسیٰ مخزومی مدنی ثقہ ہیں عبدالعزیز بن محمد اور ابن ابی فذیک نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

چھینکنے والے کو جواب دینا

جب کسی شخص کو چھینک آئے تو اسے اطمینان ذہنی حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ چھینک آنا اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا انعام ہے۔ چھینک آنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانی چاہیے کہ اسے اطمینان و سکون کی دولت حاصل ہوئی ہے۔ جسے چھینک آئے وہ اس پر بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے: الحمد لله (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں) سننے والا اس کا جواب بایں الفاظ دے: یرحمک الله (اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی و رحم فرمائے!) چھینک کا شمار شعائر اسلام اور سنت انبیاء علیہم السلام میں ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ان میں روح پھونکنے جانے پر انہیں چھینک آئی تو انہوں نے بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی: الحمد لله۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب میں یوں فرمایا: یرحمک الله۔ ثابت ہوا چھینک کا جواب دینا اخلاق الہی کا حصہ ہے۔ چھینکنے والا جواب دینے والے کے جواب میں یوں کہے: یرحمکم الله ویصلح بالکم۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائے اور تمہارا حال درست فرمادے۔

چھینک آتے وقت اپنا منہ کپڑے یا ہاتھوں سے ڈھانپ لینا چاہیے اور پست آواز میں چھینکنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھینکتے وقت چہرے کی صورت حال تبدیل ہو جاتی ہے اور دیکھنے والے کو معیوب محسوس ہوتی ہے۔

احادیث باب میں، چھ حقوق العباد بیان کیے گئے ہیں۔ پہلی حدیث باب میں تیسرے نمبر کا اور دوسری حدیث باب میں پانچویں نمبر کا حق ترجمۃ الباب کے مطابق ہے۔

احادیث باب میں بیان کردہ چھ حقوق العباد درج ذیل ہیں:

- (۱) ملاقات ہونے پر سلام کرنا (۲) دعوت ملنے پر اسے قبول کرنا (۳) چھینکنے والے کو: یرحمک اللہ کے الفاظ سے جواب دینا (۴) بیمار کی عیادت کرنا (۵) وفات پانے کی صورت میں نماز جنازہ میں شرکت کرنا (۶) اپنی ذات کی طرح اپنے مسلمان بھائی کے لیے بہتر چیز کو پسند کرنا۔

بَابُ مَا يَقُولُ الْعَاطِسُ إِذَا عَطَسَ

باب 2: جب کوئی چھینکے تو کیا کہے؟

2662 سند حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَضْرَمِيُّ مَوْلَى الْجَارُودِ عَنْ

نَافِعٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَكَيْسَ هَكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا أَنْ نَقُولَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ الرَّبِيعِ

نافع بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینکا اور الحمد لله والسلام على رسول الله کہا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ جملہ میں بھی کہتا ہوں الحمد لله والسلام على رسول الله لیکن نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے ہم (چھینکنے پر) یہ کہیں:

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ (ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف زیاد بن ربیع سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

چھینکنے والے کی دعا

بلاشبہ چھینکنے والے کا انعام اس کا فضل اور اس کی نعمت ہے جس کے نتیجے میں انسان کو ذہنی سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ چھینکنے والا اس نعمت کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر کس طرح بجالائے گا؟ اس اہم سوال کا جواب حدیث باب میں دیا گیا ہے کہ وہ بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے: الحمد لله والسلام على رسول الله (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو) یہ الفاظ دو فقرات پر مشتمل ہیں۔ پہلے جملہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا ذکر ہے اور دوسرا جملہ دعائیہ کلمات پر مشتمل ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی کے نزول کی دعا کی گئی ہے۔ یہ الفاظ تو

2662- تفسرہ الترمذی من اصحاب الكتاب السنة و ذكره الربيعي في (مجمع الزوائد) (٦٠/٨) و عزاه للترمذی بعضه و للبزار و

قال: و فيه اسباط بن عزره و لم اعرفه و بنية رجاله نقات-

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مشہور و معمول تھے لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینکنے والے کو بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی تلقین فرمائی: الحمد لله على كل حال۔ پہلے الفاظ کی نسبت یہ الفاظ زیادہ بہتر اور مسنون ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ تَشْمِثُ الْعَاطِسُ

باب 3: چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے؟

2663 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ

دَيْلَمٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطِسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمْ

اللَّهُ فَيَقُولُ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بِالْكُمُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ وَسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حَكِيمِ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودی نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں چھینکا کرتے تھے ان کی یہ

خواہش تھی کہ نبی اکرم ﷺ انہیں یرحمک اللہ (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) کہیں، لیکن نبی اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بِالْكُمُ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے احوال درست کرے)۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2664 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ

هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ الْقَوْمِ فِي سَفَرٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلَى

أَمِكَ فَكَانَ الرَّجُلُ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْ إِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَعَلَى أَمِكَ إِذَا

عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

اِخْتِلَافٍ سُنْدٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ اِخْتَلَفُوا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَنْصُورٍ وَقَدْ أَدْخَلُوا بَيْنَ هَلَالِ بْنِ

2663- اخرجہ احمد (۴/۴۱۱:۴۰۰) و ابوداؤد (۲/۷۲۷) کتاب الادب: باب: كيف يشمت الذمى! حديث (۵۰۲۸) و البخاری فی الادب

(المصدر رقم (۹۴۰) و النسائی فی (الکبری) (۶/۶۷) کتاب عمل اليوم و الليلة: باب: ما يقول لاهل الكتاب اذا تعاطسوا! حديث (۱۰۰۶۱)۔

2664- اخرجہ احمد (۶/۷) و ابوداؤد (۲/۷۲۶) کتاب الادب: باب: ما جاء في تشميت العاطس حديث (۵۰۳۱) (۵۰۳۲) و النسائی فی

الکبری (۶/۶۵ - ۶۶) کتاب: عمل اليوم و الليلة: باب: ما يقول العاطس اذا شمت! حديث: (۱۰۰۵۲ - ۱۰۰۵۵)۔

يَسَافٍ وَسَالِمٍ رَجُلًا

﴿﴾ حضرت سالم بن عبید بیان کرتے ہیں: وہ کچھ لوگوں کے ساتھ سفر میں شریک تھے حاضرین میں ایک صاحب کو چھینک آگئی تو انہوں نے السلام علیکم کہا: انہوں نے جواب دیا: علی امک (یعنی تمہیں بھی سلام ہو اور تمہاری ماں کو بھی اس آدمی کو بڑی الجھن محسوس ہوئی تو ان صاحب نے کہا: میں نے تو وہی بات کی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک صاحب کو چھینک آگئی انہوں نے السلام علیکم کہا: تو نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا: عليك وعلی امک (تم پہ بھی سلام ہو اور تمہاری ماں پر بھی) جب کسی شخص کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور جب تم نے اسے جواب دینا ہو تو یرحمک اللہ کہے پھر پہلا شخص یہ کہے بغفر اللہ لی ولکم (یعنی اللہ میری بھی مغفرت کرے اور تمہاری بھی مغفرت کرے)

اس حدیث کی روایت میں منصور کے حوالے سے راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے ہلال بن یاف اور سالم کے درمیان ایک اور فرد کا تذکرہ کیا ہے۔

2365 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عَيْسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلِ الَّذِي يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَلْيَقُلْ هُوَ يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصَلِّحُ بِالْكُم

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ قَالَ هَكَذَا رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَضْطَرِبُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ أَحْيَانًا عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُ أَحْيَانًا عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمُرَوِّزِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عَيْسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ ﴿﴾ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص چھینکے تو وہ الحمد للہ علی کل حال کہے اور جس شخص نے اسے جواب دینا ہو وہ یرحمک اللہ کہے تو پہلا شخص یہ کہے یهدیکم اللہ ویصلح بالکم (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت پر ثابت قدم رکھے اور تمہارے معاملات درست کرے)

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

شعبہ اس روایت کو ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں۔

2665- أخرجه أحمد (۵/ ۴۱۹-۴۲۰) و الدارمی (۲/ ۲۸۳) کتاب الاستبذان، إذا عطس الرجل ما يقول والنسائی فی (الکبری) (۶/ ۶۷) کتاب عمل الیوم واللیلۃ، باب: ما يقول إذا عطس، حدیث (۱۰۰۴۱)۔

یہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔
ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کی سند میں ”اضطراب“ کیا ہے بعض اوقات وہ اسے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور بعض اوقات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

چھینکنے والے کو جواب دینے کا طریقہ

یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ چھینکنے والا شخص بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے گا: الحمد للہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں) یا الحمد للہ رب العالمین۔ سوال یہ ہے کہ چھینکنے والے کو جواب کس طرح اور کن الفاظ میں دیا جائے گا؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سامع بایں الفاظ جواب دے گا: یرحمک اللہ۔ چھینکنے والا سامع کے جواب میں یوں کہے گا:
(۱) یَغْفِرُ اللَّهُ لِي وَلَكُمْ (۲) يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بِالْكُم۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيْجَابِ التَّسْمِيَةِ بِحَمْدِ الْعَاطِسِ

باب 4: چھینکنے پر الحمد پڑھنے والے کو جواب دینا واجب ہے

2666 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلَيْنِ عَطَسَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّتْ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُسَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُسَمِّتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمَّتْ هَذَا وَلَمْ تُسَمِّتْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللَّهَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں کو نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں چھینک آئی، آپ نے ان میں سے ایک کو جواب دیا: اور دوسرے کو جواب نہیں دیا، تو جس کو آپ نے جواب نہیں دیا تھا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ان صاحب کو جواب دیا اور مجھے چھینک کا جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی اور تم نے حمد بیان نہیں کی تھی۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2666- اخرجه البخاری (۶۱۵/۱۰): کتاب اللادب: باب الحمد والعطس: حدیث (۶۲۲) و مسلم (۲۲۹۲/۴) کتاب الزهد والرقائق: باب: تسمیت العاطس و كراهة التسابيح: حدیث (۲۹۹۱/۵۲) و ابوداؤد (۷۲۸/۲): کتاب اللادب: باب: فیمن عطس و لا یحمد الله: حدیث (۵۰۲۹) و النسائی فی (الكبرى) (۱۴/۶): کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: ما یقول اذا عطس: حدیث (۱۱/۱۰۰۵) و ابن ماجة (۱۲۲۲/۲): کتاب اللادب: باب تسمیت العاطس: حدیث (۱۷۱۲۰) و الدارمی (۲۸۲/۲): کتاب الاستیذان: باب: اذا لم یحمد الله لا یتسمت: و احمد (۱۷۶۱۷/۱۰۰/۲) و المنبیدی (۵۰۸/۲) حدیث (۱۲۰۸)۔

(اس بارے میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی گئی ہے۔

شرح

چھینکنے والے کا حمد بیان کرنے پر جواب واجب ہونا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ چھینکنے والا جب اللہ تعالیٰ کا شکر حمد بیان کرنے کی شکل میں ادا کرے تو سامع پر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمیوں کو چھینک آئی، دونوں میں سے ایک نے اللہ کی حمد بیان کی تھی اور دوسرے نے حمد بیان نہیں کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے شخص کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا۔ دریافت کرنے پر آپ نے توجیہ بھی بیان فرمادی۔ ثابت ہوا کہ چھینکنے والا اگر تمہید کرے تو اس کا جواب واجب ہے ورنہ نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ كُمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ

باب 5: چھینکنے والے کو کتنی مرتبہ جواب دیا جائے؟

2667 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ

متن حدیث: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا شَاهِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ ثُمَّ عَطَسَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا رَجُلٌ مَرْكُومٌ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَنْتَ مَرْكُومٌ قَالَ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هَذَا الْحَدِيثَ نَحْوَ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ بِهَذَا وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ نَحْوَ رِوَايَةِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَقَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَنْتَ مَرْكُومٌ حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ

﴿﴾ ایاس بن سلمہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک صاحب کو چھینک آئی میں اس وقت وہاں موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ان صاحب کو دوسری مرتبہ چھینک آئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان صاحب کو زکام ہے۔

2667- اضرجه البخاری فی (الادب المفرد) ص (275) حدیث رقم (962) و مسلم (4/2292): کتاب الزهد و الرقائق: باب: تشیبت العاطس و البرافة التناوب: حدیث (2292/55) و ابوداؤد (2/727): کتاب الادب: باب: کم مرة یشمت العاطس حدیث (5037) و النسائی (الکبری) (6/66): کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: کم مرة یشمت: حدیث (1001) و ابن ماجه (2/1222): کتاب الادب: باب: تشیبت العاطس حدیث (2714) و الدارمی (2/284): کتاب الاستیذان: باب: کم یشمت العاطس و احمد (4/5046)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ایاس بن سلمہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں، تاہم اس میں انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں زکام ہے۔

یہ روایت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شعبہ نے اسے عکرمہ بن عمار کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے، جیسے یحییٰ بن سعید نے منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2668 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورِ السُّلَوِيُّ الْكُوفِيُّ عَنْ عَبْدِ

السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ إِسْحَقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَبِيهَا قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ثَلَاثًا فَإِنْ زَادَ فَإِنْ شِئْتَ فَشِمَّتُهُ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا

حُكْمَ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَاسْنَادُهُ مَجْهُولٌ

﴿﴾ عمر بن اسحاق اپنی والدہ کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دو! اگر اسے اور چھینک آئے، تو اگر تم چاہو تو اسے جواب دو اور اگر چاہو تو نہ دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے اور اس کی سند مجہول ہے۔

شرح

چھینکنے والے کو کتنی بار دعا دی جائے

جب کوئی تندرست آدمی چھینکے اور تمہید کرے تو اسے جواب دینا واجب ہے۔ یہ جواب تین بار تک دیا جاسکتا ہے اور بعد میں اختیار ہے کہ کوئی چاہے تو جواب دے یا نہ دے۔ اگر چھینکنے والا مریض ہو اور وہ زکام وغیرہ کی وجہ سے بار بار چھینکے تو اسے جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینکنے والے کو ایک بار دعا دی، دوسری حدیث باب میں ہے کہ دو دفعہ دعا دی اور تیسری روایت میں ہے کہ تین مرتبہ دعا کا حکم دیا پھر اختیار دے دیا کہ جو چاہے دعا دے اور جو چاہے نہ دعا دے اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: جب معلوم ہو جائے کہ چھینکنے والا شخص کو زکام یا کوئی دوسرا مرض لاحق ہے تو اس کی چھینک کا جواب دینا ضروری نہیں ہے، کیونکہ وہ بار بار چھینکے گا تو اس کے لیے کب تک دعائیں دی جائیں گی؟ اس کے مرض کا علم خواہ پہلی یا دوسری یا تیسری بار چھینکنے سے ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَفْضِ الصَّوْتِ وَتَخْمِيرِ الْوَجْهِ عِنْدَ الْعَطَاسِ

باب 6: چھینکتے وقت آواز کو پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپ لینا

2669 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ

سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ بَثْوَبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو آپ اپنے ہاتھ کے ذریعے یا

کپڑے کے ذریعے اپنے چہرہ مبارک کو ڈھانپ لیتے تھے اور اپنی آواز کو پست رکھتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

چھینکتے وقت آواز کو پست رکھنا اور چہرے کو ڈھانپنا

یہ مسئلہ ضمنی طور پر اوراق گزشتہ میں لکھا جا چکا ہے کہ چھینکتے وقت حتی الوسع آواز پست رکھی جائے اپنے چہرے کو کپڑے یا ہاتھوں سے ڈھانپ لیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھینکتے وقت چہرے کی کیفیت میں تبدیلی آ جاتی ہے اور دیکھنے والا شخص اسے برا محسوس کرتا ہے۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور معمول بھی یہی تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ

باب 7: بیشک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے

2670 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: الْعَطَاسُ مِنَ اللَّهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ وَإِذَا قَالَ

أَهْ أَوْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ وَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ أَهْ أَوْ إِذَا تَثَاءَبَ

فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ فِي جَوْفِهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2669- اضرجه ابوداؤد (۷۲۵/۲): کتاب الادب: باب: فی العطاس حدیث (۵۰۲۹) و امس (۲/۴۲۹) و المصید (۴۸۹/۲) حدیث (۱۱۵۷)-

2670- اضرجه النسائی فی فی (الکبریٰ) (۶۲/۶) کتاب عمل الیوم و اللیلة: باب: ما یقول اذا عطس حدیث رقم (۱۰۰۴۲/۲) و (۶/۱۰۰۴۵) و ابن ماجه (۲۱۰/۱) کتاب القیامۃ الصلاۃ و السنۃ فیہا باب: ما یکره من الصلاۃ حدیث (۹۶۸) و ابن ماجه خزیمۃ (۶۱/۲) حدیث (۹۶۱)-

(۹۶۲)-

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، تو جب کسی شخص کو جماہی آئے، تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے، کیونکہ جب وہ آہ کہتا ہے، تو شیطان اس کے منہ کے اندر ہنستا ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے، اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب آدمی آہ آہ کہتا ہے یعنی جب جماہی لیتا ہے، تو شیطان اس کی اس حرکت پر ہنستا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2671 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ

بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ يَرْحَمَكَ اللَّهُ وَأَمَّا التَّائِبُ فَإِذَا تَثَّابَ أَحَدُكُمْ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ فَحَقَّ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ يَرْحَمَكَ اللَّهُ وَأَمَّا التَّائِبُ فَإِذَا تَثَّابَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُولَنَّ هَاهُ هَاهُ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَجَلَانَ

توضیح راوی: وَأَبْنُ أَبِي ذَيْبٍ أَحْفَظُ لِحَدِيثِ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ وَأَثَبْتُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ أَحَادِيثُ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ رَوَى بَعْضُهَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَبَعْضُهَا عَنْ سَعِيدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَاخْتَلَطَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُهَا عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے، جماہی کو ناپسند کرتا ہے، جب کسی شخص کو پھینک آئے، تو وہ الحمد للہ کہے، وہ ہر سننے والے پر یہ لازم ہے: وہ جواب میں یرحمک اللہ کہے، جہاں تک جماہی کا تعلق ہے، تو جب کسی شخص کو جماہی آئے، جہاں تک ہو سکے اسے روکنے کی کوشش کرے اور ہا ہا نہ کرے۔ کیونکہ یہ کام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور شیطان اس بات پر ہنستا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

یہ روایت ابن عجلان سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابن ابی ذئب سعید مقبری سے زیادہ بڑے حافظ حدیث ہیں اور ابن عجلان سے زیادہ مستند ہیں۔

میں نے ابو بکر عطار بصری کو علی بن مدینی کے حوالے سے یحییٰ بن سعید کا یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے، محمد بن عجلان فرماتے ہیں، سعید مقبری سے منقول روایات میں سے بعض کو انہوں نے براہ راست حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور بعض روایات کو سعید نے ایک صاحب کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، تو یہ روایات مجھ پر خلط ملط ہو گئیں ہیں، تو میں انہیں سعید کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کر دیتا ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہونا اور جماہی ناپسند ہونا

چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ من جانب اللہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں چھینک انسان کے تندرست و صحت مند ہونے کی علامت ہے جس کے نتیجہ میں دماغ سے رطوبت اور اخراج ہوتے ہیں کہ اگر وہ خارج نہ ہوں تو آدنی یقینی طور پر علالت کا شکار ہو جائے۔ جماہی اللہ تعالیٰ کو اس لیے ناپسند ہے کہ یہ سستی، کاہلی اور غلبہ ملال کا نتیجہ ہے۔ جب آدمی جماہی لینے کے لیے اپنا منہ کھولتا ہے تو شیطان ہاہا کر کے ہنستا ہے۔ علاوہ ازیں جماہی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور آدمی جب جماہی لیتا ہے تو شیطان اپنی کامیابی پر خوب مسکراتا ہے۔

چھینک آنے پر آدمی تمہید کرے اور پاس موجود شخص سے: یرحمک اللہ کے الفاظ سے جواب دے۔ کسی کو جماہی آنے کی صورت میں اسے ہاتھوں یا کپڑے کے ذریعے دبا کر روکنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ منہ سے ہاہا کی آواز نہ نکالے کہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ چونکہ جماہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہے اس لیے نہ اس کی کوئی دعا ہے اور نہ جواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْعَطَّاسَ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ

باب 8: نماز کے دوران چھینک آنا شیطان کی طرف سے ہے

2672 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ أَبِي الْيُقْطَانَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

جَدِّهِ رَفَعَهُ قَالَ

متن حدیث: الْعَطَّاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّشَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ وَالْحَيْضُ وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي الْيُقْطَانَ

قول امام بخاری: قَالَ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قُلْتُ لَهُ مَا اسْمُ

جَدِّ عَدِيِّ قَالَ لَا أَدْرِي وَذَكَرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ قَالَ اسْمُهُ دِينَارٌ

◄◄ عدى بن ثابت اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے ”مرفوع“ روایت کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: نماز

کے دوران چھینک، اونگھ، حیض، قے آنا اور نکسیر پھوٹنا شیطان کی طرف سے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ”غریب“ ہے، ہم اسے شریک کی ابو یقظان کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے

ہیں۔

میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے عدى بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد اور دادا کے حوالے سے روایت کے

بارے میں دریافت کیا: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: عدى کے دادا کا کیا نام تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم۔

یحییٰ بن معین کے حوالے سے یہ بات ذکر کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں: ان کے دادا کا نام دینار تھا۔

شرح

دوران نماز چھینک آنا شیطانی عمل ہونا

چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، انسانی صحت مندی کی علامت اور اطمینان ذہنی حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، کیونکہ اس پر تمجید ہے اور سامع پر: یرحمک اللہ وغیرہ الفاظ سے جواب دینا واجب ہے۔ اس کا تعلق غیر نماز میں چھینک آنے کی صورت سے ہے۔ عین نماز کی حالت میں چھینک آنے پر یہ من جانب اللہ نہیں بلکہ من جانب شیطان ہونے کی وجہ سے یہ شیطانی عمل قرار پاتی ہے۔ یہی حکم دوران نماز نکسیر پلٹی (قے) اور حیض آنے کا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے ان امور ثلاثہ کی نسبت بھی شیطان ملعون کی طرف کی جائے گی۔

فائدہ نافعہ: دوران نماز چھینک یا جماہی آنے کی صورت میں کپڑے وغیرہ سے آدمی اپنے منہ کو دبا کر اسے ختم کرنے کی خوب کوشش کرے، کیونکہ اس کے نمایاں ہونے پر آداب مسجد کی مخالفت اور نمازیوں کی اذیت کے علاوہ احسان اعلیٰ کی حالت میں نمازی کا علاقہ منقطع ہو جائے گا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ناراض اور شیطان خوش ہوگا۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ

باب 9: یہ بات مکروہ ہے: کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس جگہ پر بیٹھا جائے

2673 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا يَقُمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2674 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا يَقُمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ

2673۔ اخرجه البخاری (۱۱/۶۴): کتاب الاستئذان، باب: لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه، حدیث (۶۲۶۹) و مسلم (۴/۱۷۱۴): کتاب السلام، باب: تحریم اقامة الانسان من موضعه المباح الذي سبوا اليه، حدیث (۲۱۷۷/۲۷) و الدارمی (۲/۲۸۱): کتاب الاستئذان، باب: لا یقیم احدکم اخاه من مجلسه، احمد (۲/۱۶) (۴۶۵۹) (عبد بن حمید) ص (۲۴۶) حدیث (۷۶۴) (المیبدی) (۲/۲۹۳) حدیث (۶۶۴) (ابن خزیمہ) (۲/۱۶۰): کتاب الجمعة، باب: الزجر عن اقامة الرجل اخاه۔۔۔ حدیث (۱۸۲۰-۱۸۲۲)۔

2674۔ اخرجه مسلم (۴/۱۷۱۴): کتاب السلام، باب: تحریم اقامة الانسان من موضعه المباح الذي سبوا اليه، حدیث (۲۹/۲۱۷۷) احمد (۲/۸۹) (۵۶۲۵)۔

آثار صحابہ: قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُومُ لِابْنِ عُمَرَ فَلَا يَجْلِسُ فِيهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا

کر وہاں پر خود بیٹھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب کوئی شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اپنی جگہ خالی کرتا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نہیں بیٹھتے

تھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

بلاوجہ کسی کو اٹھا کر اس کی نشست پر بیٹھنے کی ممانعت

احادیث باب میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ بلاوجہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس کی نشست پر بیٹھنا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ تکبر و غرور اور خود پسندی ہے، جس کے نتیجے میں دوسرے شخص کے دل میں کدورت، کینہ اور انتقامی جذبہ جنم لے گا جو آگے چل کر عداوت و دشمنی کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ تاہم بیٹھنے والا احترام مسلم کے جذبہ سے ایثار کرتا ہوا اپنی جگہ از خود کسی کو پیش کرے تو جائز ہے اور باعث اجر و ثواب بھی۔ یہ معاملہ پہلی صورت سے مختلف ہے، کیونکہ پہلی صورت میں حق تلفی تھی اور اس صورت میں ایثار و احترام مسلم کے جذبہ کا اظہار ہے، جو مستقبل میں مستقل دوستی کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

باب 10: جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے اور

پھر واپس آجائے، تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے

2675 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَهْبِ بْنِ حُدَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا: الرَّجُلُ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ وَإِنْ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

﴿﴾ حضرت وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آدمی اپنی جگہ کا سب سے

زیادہ حقدار ہے، اگر وہ کسی کام سے جائے اور پھر واپس آئے، تو وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

بیٹھنے والا کہیں جائے پھر واپسی پر وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص مسجد حلقہ درس، مجلس وعظ اور سرائے وغیرہ میں بیٹھ جائے تو تا اختتام محفل وہ جگہ اسی سے متعلق ہو جائے گی۔ اسے وہاں سے بے دخل کر کے اس جگہ پر کسی کا بیٹھنا یا کسی کو بیٹھانا، حق تلفی کے زمرے میں آتا ہے جو ممنوع ہے۔ وہ شخص وہاں سے اٹھ کر کسی کام کے لیے گیا مثلاً پیشاب وغیرہ کے لیے پھر واپس آنے کی صورت میں اس جگہ کا وہی زیادہ حقدار قرار پائے گا، کیونکہ عارضی درخواست سے اس کا حق ختم نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بَغَيْرِ إِذْنِهِمَا

باب 11: دو آدمیوں کے درمیان ان سے اجازت لیے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے

2676 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا يَجِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَفْرِقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ عَامِرُ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ أَيْضًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات

جائز نہیں ہے دو آدمیوں کو علیحدہ کر دے البتہ ان کی اجازت کے ساتھ (ان کے درمیان بیٹھ سکتا ہے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عامرا حول نے بھی اس روایت کو عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

اجازت کے بغیر دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت

حدیث باب میں مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ دو آدمی بیٹھے ہوں جبکہ ان کے درمیان جگہ خالی نہ ہو ان کی اجازت کے بغیر ان کے درمیان بیٹھنا منع ہے۔ اس ممانعت کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- دونوں کے درمیان تفریق سے دونوں کی حق تلفی ہے جو حرام ہے۔

۲- دونوں کوئی اہم اور خفیہ بات کر رہے ہوں یہ تفریق دوسری حق تلفی ہے۔

۳- دونوں کے درمیان محبت و انسیت ہو درمیان بیٹھنا انہیں وحشت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

2676- اخرجہ البخاری فی (الادب المفرد) ص (۳۰)۔ حدیث (۱۱۶۶) و ابوداؤد (۶۷۸/۲): کتاب الادب: باب: فی الرجل یجلس بین الرجلین بغیر اذنیہما حدیث (۴۸۴۵) و احمد (۲۱۳/۲) (۶۹۹۹)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ وَسَطِ الْحَلَقَةِ

باب 12: حلقے کے درمیان میں بیٹھنا مکروہ ہے

2677 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مَجَلَزٍ

متن حدیث: أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسَطَ حَلَقَةٍ فَقَالَ حَذِيفَةُ مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ أَوْ لَعَنَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسَطَ الْحَلَقَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو مَجَلَزٍ اسْمُهُ لَأَحِقُّ بْنُ حُمَيْدٍ

﴿﴾ ابوجلز بیان کرتے ہیں: ایک شخص حلقے کے درمیان میں بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی زبانی ملعون قرار دیا گیا ہے۔ (راوی کوشک ہے یا شاید یہی الفاظ ہیں) اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس شخص کو ملعون

قرار دیا گیا ہے جو حلقے کے درمیان بیٹھتا ہے۔

امام ترمذی بیٹھنا فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوجلز نامی راوی کا نام لاجق بن حمید ہے۔

شرح

حلقے کے درمیان میں بیٹھنے کی ممانعت

لوگوں کے حلقے کے وسط میں بیٹھنا منع ہے اور حدیث باب میں اسے ملعون قرار دیا گیا ہے۔ حلقے کے وسط میں بیٹھنے کی ممانعت

کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) حلقے کے وسط میں بیٹھنے والے کی مشابہت اس مسخرے کے ساتھ ہے جو لوگوں کے حلقے میں بیٹھتا ہے لوگ اس پر فقرے

کستے ہیں اسے چھیڑتے ہیں اور وہ الٹ پلٹ جواب دیتا ہے پھر لوگ اس پر قہقہے کی آواز بلند کرتے ہیں۔ یقیناً یہ شیطانی عمل ہے۔

(۲) حلقے کی شکل میں بیٹھنے کی صورت میں لوگوں کا باہم مواجہہ (آمنے سامنے بیٹھنا) ہوتا ہے جسے لوگ پسند بھی کرتے ہیں

لیکن جب حلقے کے وسط میں کوئی شخص بیٹھے گا تو لوگوں کے مواجہہ کی صورت برقرار نہیں رہے گی اور یہ کیفیت لوگوں پر گراں گزرے

گی۔

(۳) جب کوئی جاہل بے ادب بدتمیز اور منہ پھٹ حلقے میں بیٹھے گا تو اس کی جہالت و بدتمیزی پر مبنی گفتگو لوگوں پر گراں

گزرے گی اور اس پر پھٹکار بھیجیں گے۔

فائدہ نافعہ: اگر جگہ کم ہو یا ہال کی شکل میں جہاں اطراف میں بیٹھ سکیں ہوتی ہیں اور بیٹھنے والوں پر کرسیوں کا اہتمام ہوتا ہے

جن پر لوگ بیٹھتے ہیں جبکہ حلقے میں بیٹھ کر کوئی ممتاز عالم دین درس قرآن یا درس حدیث یا درس فقہ یا درس تصوف دیتا ہے تو یہ جائز

ہے، کیونکہ یہاں مذکورہ قباحتوں میں سے کوئی قباحت موجود نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ

باب 13: آدمی کا کسی دوسرے کے لیے کھڑا ہونا مکروہ ہے

2678 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ

أَنَسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَلِكَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں کے نزدیک کوئی بھی شخصیت نبی اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھی۔ لیکن جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تھے تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پسند نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

2679 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ أَبِي

مِجْلَزٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ حِينَ رَأَوْهُ فَقَالَ اجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

﴿﴾ ابو مجلز بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نکلے تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن

صفوان رضی اللہ عنہما نہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بیٹھے رہو! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کے لیے (تعظیم کے طور پر) بت کی شکل میں کھڑے ہوں، وہ شخص جہنم میں اپنی مخصوص جگہ پر پہنچنے کے لیے تیار ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2678- اخرجہ البخاری فی (الادب المفرد) ص (۲۷۸) حدیث (۹۵۴) و احمد (۲/۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اسی روایت کو ہناد نے اسامہ کے حوالے سے، حبیب بن شہید کے حوالے سے، ابو مجلز کے حوالے سے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

شرح

کسی کے لیے کھڑا ہونے کی ممانعت

احادیث باب میں کسی کے لیے کھڑا ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث باب کا مصداق یہ ہے کہ عجمی لوگوں کی طرح کھڑا ہونا منع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عجمی نوکر اپنے آقا کے سامنے اور رعایا اپنے بادشاہ کی خدمت میں کھڑی رہتی تھی، انہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور اس قیام کو انتہائی درجہ کی تعظیم قرار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس انداز تعظیم سے منع کر دیا۔

دوسری حدیث باب کی وعید کا مصداق یہ ہے کہ کوئی شخص ذاتی طور پر پسند کرے کہ لوگ اس کے احترام کے لیے کھڑے ہوں تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس صورت میں بھی قیام کا تعلق کسی کی ذات سے متعلق ہے لہذا اس کی وعید بیان کر دی گئی۔

کسی کے ادب و احترام اور تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کی ممانعت ہرگز نہیں ہے۔ مثلاً اساتذہ، مشائخ اور والدین کے احترام و تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔ قیام تعظیمی کے حوالے سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ جب بنو قریظہ نے ان کے فیصلے پر رضامندی ظاہر کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب کیا۔ وہ اپنے دراز گوش پر سوار ہو کر آئے اور کاشانہ نبوت کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلہ کے لوگوں سے یوں فرمایا: قوموا الی سیدکم (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث ۴۶۹۵) تم اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔“

علاوہ ازیں یہ مشہور روایت ہے کہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے، خوش آمدید کہتے، انہیں بوسے دیتے اور اپنی جگہ پر انہیں بٹھاتے تھے۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ

باب 14: ناخن تراشنا

2680 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

2680۔ اخبرنا البخاری (۱۰/۲۴۷): کتاب اللباس: باب: قص الشارب: حدیث (۵۸۸۹) و فی (الادب المفرد) ص (۲۷۲، ۲۷۳) حدیث (۱۲۹۵) و مسلم (۶۰/۲ - اللبسی): کتاب الطہارة: باب: خصال الفطرة: حدیث (۴۹/۲۵۷) و ابوداؤد (۲/۴۸۲): کتاب الترجل: باب: فی اخذ الشارب: حدیث (۴۱۹۸) و النسائی (۱/۱۴): کتاب الطہارة: باب: (ذكره الفطرة - الفتان: تقليم الاظفار نصف اللب) حدیث (۹۱/۱۱) و ابن ماجه (۱/۱۰۷): کتاب الطہارة و سننہما: باب: الفطرة: حدیث (۲۹۲) و احمد (۲/۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲) و ابوداؤد (۲/۴۸۹، ۴۹۰) و المعینی (۲/۴۱۸) حدیث (۹۳۶)۔

متن حدیث: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْإِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَنْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں، زیر

ناف، بال صاف کرنا، ختنہ کروانا، مونچھیں کتروانا، بغل کے بال صاف کرنا اور ناخن تراشنا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2681 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالََا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ

عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاعْفَاءُ اللَّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالِاسْتِنْشَاقُ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ

وَعَسَلُ الْبَرَاجِمِ وَتَنْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنَّ

تَكُونُ الْمَضْمُضَةُ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عَيْسَى: انْتِقَاصُ الْمَاءِ الْإِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔

1- مونچھیں چھوٹی کروانا۔

2- ڈاڑھی بڑی رکھنا۔

3- مسواک کرنا۔

4- ناک میں پانی ڈالنا۔

5- ناخن تراشنا۔

6- بغل کے بال صاف کرنا۔

7- زیر ناف بال صاف کرنا۔

8- پانی سے استنجا کرنا۔

9- انگلیوں کی پشت کو دھونا، زکریا نامی راوی بیان کرتے ہیں: مصعب نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: دسویں چیز میں

بھول گیا ہوں، لیکن وہ کلی کرنا ہوگی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انتقاص الماء کا مطلب ہے پانی کے ذریعے استنجا کرنا۔

2681- اخرجہ مسلم (۶۷/۲)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: خصال الفطرۃ؛ حدیث (۲۶۱/۵۶) و ابوداؤد (۶۱/۲)؛ کتاب الطہارۃ؛ باب: السواک من الفطرۃ؛ حدیث (۵۳) والنسائی (۱۲۸/۸) کتاب الزینۃ؛ باب: من السنۃ الفطرۃ؛ حدیث (۵۰۴۰) و ابن ماجہ (۱۰۷/۱) کتاب الطہارۃ و سننہما؛ باب: الفطرۃ؛ حدیث (۲۹۲) و ابن خزیمہ (۴۷/۱)؛ کتاب الوضوء؛ باب: تسمیۃ الاستنجاء بالماء فطرۃ؛ و احمد (۱۳۷/۶)۔

اس بارے میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

شرح

ناخن تراشنا

لفظ: فطرت کا لغوی معنی ہے: بناوٹ، ساخت۔ فطرت کا اصطلاحی معنی ہے: امتیازی نشانات، خصوصی اوصاف۔ احادیث باب میں بلا تکرار گیارہ امور فطرت گنوائے گئے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) مونچھوں کا تراشنا (۲) ڈاڑھی کا بڑھانا (۳) ختنہ کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا (۶) ناخن تراشنا (۷) اعضاء جسم کو دھونا (۸) بغل کے بالوں کو اکھاڑنا (۹) زیر ناف بالوں کو موٹنا (۱۰) پانی سے استنجاء کرنا (۱۱) پانی سے کلی کرنا۔

سوال: پہلی حدیث باب میں پانچ امور کا ذکر ہے اور دوسری حدیث باب میں دس چیزوں کو امور فطرت قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) خمس اور عشر میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ چھوٹا عدد بڑے عدد میں شامل ہوتا ہے۔ (۲) پہلے بذریعہ وحی پانچ امور بتائے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتا دیے پھر بذریعہ وحی دس امور بتائے گئے جو آپ نے اپنی امت کو بتا دیے۔ (۳) ذکر عدد ماعداء کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتا۔

بَابُ فِي التَّوَقُّيْتِ فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَآخِذِ الشَّارِبِ

باب 15: ناخن تراشنے اور مونچھیں چھوٹی کروانے کی مدت

2682 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسَى أَبُو مُحَمَّدٍ صَاحِبُ الدَّقِيقِ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: أَنَّهُ وَقَّتْ لَهُمْ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً تَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَآخِذَ الشَّارِبِ وَحَلَقَ الْعَانَةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لیے ناخن تراشنے مونچھیں چھوٹی کروانے اور زیر ناف بال صاف کرنے کی (زیادہ سے زیادہ) مدت چالیس روز مقرر کی تھی۔

2683 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عَمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

2682۔ اخرجه مسلم (۲/۶۰۶) کتاب الطہارة: باب: خصال الفطرة: حدیث (۲۵۸/۵۱) و ابو داؤد (۲/۴۸۲): کتاب الترجل: باب: فی اخذ الشارب حدیث (۴۲۰) والنسائی فی (الکبری) (۱/۶۶) کتاب الطہارة: باب: الفطرة قص الشارب حدیث (۱۵) والنسائی فی (الصفری) (۱/۱۵) کتاب الطہارة: باب: التوقیت فی ذلك: حدیث (۱۴) وابن ماجه (۱/۱۰۸): کتاب الطہارة و منہا حدیث (۲۹۵) و احمد (۲/۱۲۲) (۲۰۵)۔

متن حدیث: وَقَدْ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَنَتْفِ الْأَبْطِ لَا يُتْرَكَ أَكْثَرَ مِنْ

أَرْبَعِينَ يَوْمًا

حکم حدیث: قَالَ هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْأَوَّلِ

توضیح راوی: وَصَدَقَهُ بِنُ مَوْسَى كَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ

◄◄ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مونچھیں چھوٹی کروانے ناخن تراشنے زیر ناف بال صاف کرنے، بغل کے بال صاف کرنے کے لیے ہمارے لیے مدت متعین کی تھی، کہ ہم چالیس دنوں سے زیادہ اسے ترک نہ کریں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔
صدقہ بن موسیٰ نامی راوی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

شرح

ناخنوں کے احکام

ناخنوں کے حوالے سے چند اہم احکام شرعی درج ذیل ہیں:

۱۔ جمعرات کے دن ناخن تراشنا

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعرات کو ناخن تراشا کرتے تھے اور یہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دن جمعرات کو ناخن تراشتے ہوئے دیکھا ہے۔

(شرح احیاء العلوم ج ۲، ص ۴۱۴)

۲۔ پندرہ دن میں ناخن تراشنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔

(کنز العمال ج ۶، ص ۳۸۷)

۳۔ ناخن تراشنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ناخن کاٹو اور اس کے تراشے کو دفن کرو۔ (کنز العمال ج ۶، ص ۳۷۲)

۴۔ ناخن نہ کاٹنے کی وعید

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زیر ناف بال نہ موٹھے، ناخن نہ کاٹے اور لب نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (کنز العمال ج ۶، ص ۳۷۱)

۵- بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان کا دوڑنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ناخن کاٹو، ناخن اور گوشت کے مابین شیطان دوڑتا ہے۔

۶- ناخن کے تراشے کو دفن کرنا

ناخن کاٹنے کے بعد اس کے تراشے کو دفن کر دینا چاہیے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۶)

۷- ناخن تراشنے کی مدت

ہر ہفتہ میں ناخن کاٹے جائیں ورنہ پندرہ دن میں کاٹے جائیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن اور اس کے بعد گناہ ہے۔ ہر ہفتہ میں ناخن کاٹنا مناسب ترین ہے پندرہ دن کی مدت متوسط ہے اور چالیس دن انتہائی مدت ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۵۷)

۸- ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ

ہاتھوں کے ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ یوں ہے: اولاً دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت، پھر درمیانی انگلی، پھر اس کے بغل والی، پھر سب سے چھوٹی اور آخر میں انگوٹھا۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی، پھر اس کے بغل والی، پھر اس سے متصل انگلی، اس کے بعد انگوٹھے کے بغل والی اور آخر میں انگوٹھا۔

پاؤں کے ناخن کاٹنے کی ترتیب اور مستحب طریقہ یوں ہے: دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے۔ پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۳)

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِصِّ الشَّارِبِ

باب 16: موچھیں چھوٹی کروانا

2684 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ

عَنْ سِمَاكِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْصُّ أَوْ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ يَفْعَلُهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موچھیں چھوٹی کروایا کرتے تھے۔ (حدیث کے ایک

لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے کہ لفظ "يقص" استعمال ہوا ہے یا لفظ "ياخذ" استعمال ہوا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

2685 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ

يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ صُهَيْبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص مونچھیں چھوٹی نہیں کرواتا، اُس کا ہم

سے تعلق نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

مونچھیں تراشنا

احادیث باب اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مونچھوں کے بال تراشے جائیں اور مونڈے نہ جائیں۔ اس بارے میں احادیث مبارکہ میں پانچ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں:

(۱) احفوا الشوارب . تم مونچھیں کاٹو

(۲) جزوا الشوارب . تم مونچھیں کاٹو

(۳) قص الشارب . مونچھوں کا کاٹنا

(۴) اخذ الشارب . مونچھ کا لینا

(۵) انهكوا الشوارب . تم مونچھوں کو خوب پست کرو۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مونچھیں تراشی جائیں گی اور ان کا مونڈنا منع ہے۔ اس مسئلہ میں احناف کے

دوقول ہیں:

۱- مونچھوں کا تراشنا مسنون ہے۔

۲- مونچھوں کا مونڈنا مسنون ہے۔

فائدہ نافعہ: مونچھوں کو ڈاڑھی کی طرح طویل رکھنا کہ کھاتے پیتے وقت وہ کھانے اور مشروب میں پڑتی ہوں، ممنوع ہے۔

2685- اضرجه النسائي في (الكبرى ۱۷/۶۶): كتاب الطهارة: باب: قص الشارب: حديث (۱۶) وفي (الصغرى) (۱/۱۵) كتاب

الطهارة: باب: قص الشارب: حديث (۱۱۳) احمد (۴/۳۶۶-۳۶۸) بن حبيب ص (۱۱۴) حديث (۲۶۴)-

اس کی مذمت و وعید اس مشہور حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من لم یاخذ من شاربه فليس منا۔ جو شخص اپنی مونچھوں میں سے نہ لے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ مِنَ اللَّحِيَةِ

باب 17: ڈاڑھی تراشنا

2686 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَدِّهِ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

قول امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ لَا أَعْرِفُ لَهُ

حَدِيثًا لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ أَوْ قَالَ يَنْفَرِدُ بِهِ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ

عَرْضِهَا وَطُولِهَا لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ هَارُونَ وَرَأَيْتُهُ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي عُمَرَ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَسَمِعْتُ قُتَيْبَةَ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ كَانَ صَاحِبَ حَدِيثٍ وَكَانَ يَقُولُ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ

حدیث دیگر: قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ نَصَبَ الْمَنْجَنِيْقَ عَلَى أَهْلِ الطَّائِفِ

قَالَ قُتَيْبَةُ قُلْتُ لَوْ كَيْعٍ مَنْ هَذَا قَالَ صَاحِبُكُمْ عُمَرُ بْنُ هَارُونَ

◀◀ عمرو بن شعيب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ چوڑائی اور لمبائی کی

سمت میں ڈاڑھی تراشا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

میں نے امام بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: عمر بن ہارون ”مقارب الحدیث“ ہے۔ میرے علم کے مطابق اس سے صرف

یہی ایک حدیث منقول ہے۔ جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں) جسے نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں۔

(وہ حدیث یہ ہے) نبی اکرم ﷺ چوڑائی اور لمبائی کی سمت میں اپنی ڈاڑھی تراشا کرتے تھے۔

شرح

ایک مشمت سے زائد ڈاڑھی کاٹنا

ڈاڑھی مبارک شعار اسلام اور امور فطرت میں سے ہے۔ ڈاڑھی مرد کی زینت و علامت اور سنت انبیاء علیہم السلام بالخصوص

2686۔ انفرادیہ الترمذی، انظر (التحفة) (۲۰۲/۶) حدیث (۸۶۶۲) ذکرہ صاحب (المسکاة) (۲۲۲/۸) - مرقاة (برقم (۴۴۲۹) و عزاء

للترمذی، و صاحب (کنز العمال) (۱۲۶/۷) برقم (۱۸۳۸) و عزاء للترمذی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کثیر روایات میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی ڈاڑھی بڑھاؤ اور موچھیں کٹاؤ۔ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب اور اس سے زائد کا طول و عرض سے کاٹنا جائز ہے۔ ڈاڑھی کو تراش کر ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے اور ایسی حرکت کرنے والے کی اقتداء میں نماز ادا کرنا منع ہے اور اگر پڑھ لی ہو تو اس کا اعادہ ضروری ہے۔

ڈاڑھی کے بارے میں احادیث مبارکہ میں چھ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- دَعُوا: صیغہ جمع مذکر۔ ثلاثی مجرد امر حاضر معروف ناقص وادی از باب ففتح یفتح۔ تم چھوڑ دو۔

۲- اَوْفُوا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ۔ باب افعال پورا کرنا، تمام کرنا، کامل کرنا۔

۳- اَعْفُوا: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ۔ از باب افعال۔ تم بڑھاؤ۔

۴- وَفِرُوا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ۔ باب تفعیل۔ زیادہ کرو پورا کرو۔

۵- ارجوا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ باب افعال۔ تم چھوڑ دو تم باقی رہنے دو۔

۶- ارحوا: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ باب افعال۔ تم لمبا کرو تم بڑھاؤ۔

ان الفاظ کے معانی پر بھی غور کیا جائے تو ڈاڑھی مبارک کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ الامر للوجوب یعنی امر وجوب کے لیے آتا

ہے۔ تاہم ایک مشت سے زائد ڈاڑھی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر طول و عرض سے کاٹنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنت کا خاص ذوق رکھتے تھے آپ جب عمرہ یا حج ادا کرتے تو احرام کھولتے تو اپنی ڈاڑھی مٹھی میں لیتے اور جو زائد ہوتی تو اسے کاٹ

دیتے تھے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۸۹۲)

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْفَاءِ اللَّحْيَةِ

باب 18: ڈاڑھی بڑھانا

2687 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحْيَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: موچھیں چھوٹی رکھو اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

2688 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِأَحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَأَعْفَاءِ اللَّحْيِ

2687- أخرجه البخاري (۳۶۲/۱۰): كتاب اللباس: باب: اعفاء اللحي حديث (۵۸۹۲) و مسلم (۶۶/۲ - اللحي): كتاب الطهارة: باب:

خصال الفطرة: حديث (۲۵۹/۵۲) و ابوداؤد (۴۸۲/۲) كتاب الترجل: باب: في اخذ الشارب: حديث (۴۱۹۹) و النسائي (الكبرى) (۶۶/۱)

كتاب الطهارة: باب: الامر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحي حديث (۴/۱۲) و النسائي (الصغرى) (۱۶/۱): كتاب الطهارة: باب: احفاء

الشارب و اعفاء اللحي (۱۲۵) حديث (۱۵) مالك (۹۴۱/۲): كتاب الشعر: باب: السنة في الشعر: حديث (۱) احمد (۱۶/۲ - ۱۵۶/۲) -

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَوَى: وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ هُوَ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ ثِقَّةٌ وَعُمَرُ بْنُ نَافِعٍ ثِقَّةٌ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يُضَعَّفُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں موچھیں چھوٹی رکھنے کا اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوبکر بن نافع نامی راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ ثقہ ہیں۔ اسی طرح عمر بن نافع بھی ثقہ ہیں جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام عبداللہ بن نافع کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

ڈاڑھی کو بڑھانا

حدیث باب میں ففف نے والے الفاظ: واعفوا للحي۔ تم ڈاڑھی بڑھاؤ۔ اس کے وجوب کو ظاہر کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اس سے زائد بال کاٹے جاسکتے ہیں لیکن نہ کاٹنا افضل ہے۔ سوال: ما قبل کی حدیث باب سے ڈاڑھی کے کم کرنے (کاٹنے) کا ذکر ہے اور حدیث باب میں اس کے بڑھانے کا ذکر ہے دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلی حدیث کا مصداق ہے: ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا جائز ہے۔ حدیث باب کا مصداق ہے: کم از کم ایک مشت تک ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ أَحَدِي الرَّجُلَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى مُسْتَلْقِيًا

باب 19: چپ لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کا حکم

2689 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا أَحَدِي رِجْلَيْهِ عَلَى

الْأُخْرَى

2689- أخرجه البخاري (٦٧١/١)؛ كتاب الصلاة؛ باب: الاستلقاء في المسجد ومد الرجل؛ حديث (٤٧٥)؛ ومسلم (١٦٦٢/٢)؛ كتاب اللباس والزينة؛ باب: في اباحة الاستلقاء ووضع إحدى الرجلين على الأخرى؛ حديث (٢١٠٠/٧٥)؛ وابوداؤد (٦٨٢/٢)؛ كتاب الأدب؛ باب: في الرجل يضع إحدى رجله على الأخرى؛ حديث (٤٨٦٦)؛ والنسائي (الكبرى) (٢٦٤/١)؛ كتاب المساجد؛ باب: الاستلقاء في المسجد؛ حديث (٨٠٠)؛ والنسائي (الصغرى) (٥٠/٢)؛ كتاب المساجد؛ باب: الاستلقاء في المسجد؛ حديث (٧٢١)؛ والدارمي (٢٨٢/٢)؛ كتاب الاستئذان؛ باب: وضع إحدى الرجلين على الأخرى؛ واهمد (٤٠٠٢٨/٤)؛ والهيدي (٢٠١/١)؛ حديث (٤١٤)؛ وابن حبان (١٨٤)؛ حديث (٥١٧)؛ ومالك (١٧٢/١)؛ كتاب قصر الصلاة في السفر؛ باب: جامع الصلاة؛ حديث (٨٧)۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

تَوْصِيحٌ رَاوِي: وَعَمَّ عَبَادُ بْنُ تَمِيمٍ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْمَازِنِيِّ

﴿﴾ عباد بن تمیم اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا ہے آپ ﷺ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

عباد بن تمیم کے چچا کا نام حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَرَاهِيَةِ فِي ذَلِكَ

باب 20: اس عمل کا مکروہ ہونا

2690 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيِّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ عَنْ

خِدَاشٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِذَا اسْتَلَقَى أَحَدُكُمْ عَلَى ظَهْرِهِ فَلَا يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى

اسناد دیگر: هَذَا حَدِيثٌ رَوَاهُ غَيْرٌ وَاحِدٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ وَلَا يُعْرَفُ خِدَاشٌ هَذَا مَنْ هُوَ وَقَدْ رَوَى لَهُ

سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيُّ غَيْرَ حَدِيثٍ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنی کمر کے بل چت لیٹا ہوا

ہو تو وہ اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پر نہ رکھے۔

کئی راویوں نے اسے سلیمان تیمی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

اس کے راوی خدش کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون ہے؟ سلیمان تیمی نے اس راوی کے حوالہ سے دوسری روایات

بھی نقل کی ہیں۔

2691 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اسْتِمَالِ الصَّمَاءِ وَالْإِحْتِبَاءِ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ

وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلَقٍ عَلَى ظَهْرِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اشتمال صماء (کے طور پر) اور احتباء (کے طور پر) ایک ہی

کپڑا پینے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ آدمی جب کمر کے بل چت لیٹا ہوا ہو اس وقت ایک پاؤں دوسرے

2691۔ اضرحة مسلم (۲/۱۶۶۷): کتاب اللباس و الزينة: باب: من منع الاستلقاء على الظهر ووضع إحدى الرجلين على الأخرى
 حديث (۲۰۹۹/۷۲): و ابو داؤد (۲/۶۶۷) حديث (۱۳۳۷) (۲/۶۵۳) حديث (۱۸۰۸) (۲/۶۸۲) - حديث (۱۸۶۵) - والنسائي (۸/۲۱۰): كتاب
 الزينة: باب: النهي عن الاحتباء في توب واحد مغترأ: حديث (۵۲۴۲) و احمد (۲/۳۲۵) (۳۴۴) (۳۴۹) (۳۵۷) (۳۶۲) (۳۶۷) -

پاؤں پر رکھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کا شرعی حکم

پہلے باب کی روایت میں چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس کا مصداق چت لیٹنے کی یہ صورت ہے کہ چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا جائے۔ اس کے جواز میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں ستر کھلنے کا امکان نہیں ہے بلکہ ستر کی حفاظت برقرار رہتی ہے۔

دوسرے باب کی دوسری حدیث میں چت لیٹنے سے جو منع کیا گیا ہے اس کا مصداق یہ صورت ہے کہ چت لیٹ کر ایک ٹانگ کھڑی کی جائے اور دوسری ٹانگ اس کے اوپر رکھی جائے۔ اس صورت کی وجہ ممانعت کشف ستر ہے کیونکہ دور رسالت میں عموماً تہبند استعمال کیا جاتا تھا اور تہبند باندھ کر ایسا لیٹنے سے کشف ستر کا امکان ہی نہیں بلکہ یقین ہوتا ہے۔ تاہم اگر شلواریا یا جامہ استعمال کیا گیا ہو تو ایسا لیٹنے کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ کشف ستر کا امکان باقی نہیں رہتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَضْطِجَاعِ عَلَى الْبَطْنِ

باب 21: پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا مکروہ ہے

2692 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا

أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ ضَجْعَةٌ لَا

يُحِبُّهَا اللَّهُ

اسناد دیگر: وَفِي الْبَابِ عَنْ طَهْفَةَ وَابْنِ عَمْرٍو

قَالَ أَبُو عِيْسَى: وَرَوَى يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ يَعِيشِ بْنِ طَهْفَةَ عَنْ أَبِيهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَيُقَالُ طَخْفَةٌ وَالصَّحِيحُ طَهْفَةٌ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَاظِ الصَّحِيحُ طَخْفَةٌ وَيُقَالُ طَغْفَةٌ يَعْيشُ هُوَ

مِنَ الصَّحَابَةِ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹے ہوئے دیکھا تو

فرمایا: لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت طہفہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن ابوکثیر نے اس روایت کو ابو سلمہ کے حوالہ سے یعیش بن طہفہ کے حوالہ سے اُن کے

والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق ان کا نام طغفہ ہے، تاہم درست لفظ طہفہ ہے۔
بعض حفاظ نے یہ کہا ہے: صحیح لفظ طغفہ ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ لفظ طغفہ ہے۔
یعیش نامی راوی صحابی رسول ہیں۔

شرح

پیٹ کے بل لیٹنے کی ممانعت

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹنا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ جہنمی لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے، کیونکہ جہنمی لوگ اس طرح لیٹیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹا ہوا دیکھا تو اس سے یوں فرمایا: یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ علاوہ ازیں لیٹنے کا یہ طریقہ غیر فطری اور معیوب ہے جو صرف شیطان کو پسند ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ

باب 22: ستر کی حفاظت کرنا

2693 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

جَدِّي قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ أَحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ قَالَ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فافْعَلْ قُلْتُ وَالرَّجُلُ يَكُونُ خَالِيًا قَالَ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَوَجَدْتُ بَهْزِ اسْمُهُ مُعَاوِيَةَ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ وَقَدْ رَوَى الْجَوَيْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ

وَالِدُ بَهْزِ

◀▶ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی بیوی اور اپنی کنیر کے علاوہ ہر ایک سے اپنے ستر کی حفاظت کرو! تو انہوں نے عرض کی: بعض اوقات آدمی صرف کسی مرد کے ساتھ ہی ہوتا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ کوئی بھی شخص اسے نہ دیکھ سکے۔ میں نے عرض کی: بعض اوقات بندہ تنہائی میں ہوتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔

2693- أخرجه البخاری (۱/ ۴۵۸): کتاب الفسل: باب: من اغتسل عرسانا وهده فی الخلوۃ و من تستر فالتستر افضل (تعلیقاً) و عزاد المزی فی (التحفة) الی نسائی (الکبری) (التحفة) (۸/ ۴۲۸) حدیث (۱۱۲۸۰) و ابوداؤد (۲/ ۴۲۷): کتاب العیاشم: باب: ما جاء من التمری حدیث (۴۰۱۷) و ابن ماجہ (۱/ ۶۱۸): کتاب النکاح: باب: التستر عند الجماع و احمد (۵/ ۴۰۳)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

بہز بن حکیم کے دادا کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری ہے۔

جریری نامی راوی نے حکیم بن معاویہ کے حوالے سے بھی روایت نقل کی ہے۔ یہ صاحب ”بہز“ کے والد ہیں۔

شرح

ستر کی حفاظت کرنا

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ حالت نماز اور غیر نماز میں اس حصہ کا چھپانا واجب ہے۔ بلا ضرورت شرعی کشف عورت سخت حرام ہے۔

عورت کا ستر حالت نماز میں اس کا تمام جسم ہے سوائے ہاتھوں پاؤں اور چہرے کے۔ غیر نماز میں چہرہ بھی ستر میں شامل ہے یعنی عورت کا تمام جسم ستر ہے سوائے ہاتھوں اور پاؤں کے۔

چند صورتوں میں کشف ستر کی اجازت ہے جو درج ذیل ہیں:

۱- بیوی شوہر کے لیے اور شوہر اپنی بیوی کے لیے بوقت ضرورت

۲- ڈاکٹر سے علاج معالجہ کراتے وقت حسب ضرورت

۳- پیشاب پاخانہ اور چار دیواری (غسل خانہ) میں غسل کرتے وقت

۴- وضع حمل کے وقت عورت کا دایہ کے لیے کشف عورت حسب ضرورت۔

ان صورتوں کے علاوہ کشف عورت حرام ہے۔ حدیث باب میں درس دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شرم و حیاء کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی بھی وقت خواہ آدمی اکیلا ہو کشف عورت نہ کیا جائے۔

کشف ستر کی حرمت کے حوالے سے ایک مشہور روایت ہے: بیوی کا اپنے شوہر سے نہ ستر ہے اور نہ حجاب لیکن بلا ضرورت ایک دوسرے کے اعضاء کو دیکھنا منع ہے۔ (سنن ماجہ رقم الحدیث ۶۶۲)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ما راایت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط۔ میں نے کبھی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا تھا۔ (مسند امام احمد ج ۶، ص ۱۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِتِّكَاءِ

باب 23: تکیے کے ساتھ ٹیک لگانا

2694 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ أَخْبَرَنَا

إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِنًا عَلَيَّ وَسَادَةً عَلَيَّ يَسَارِهِ

2694- اضرجه ابوردواد (۴/۶۶۹): کتاب اللباس: باب: من الفرس حدیث (۴۱۴۳) و احمد (۱۰۲/۵)۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسناد دیگر: وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
اختلاف روایت: قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيَّ يَسَارِهِ
﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے بائیں جانب تکیے کے ساتھ
ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

کئی راویوں نے اسے اسرائیل کے حوالے سے، سماک کے حوالے سے، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کیا ہے وہ بیان
کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی ہے۔
ان راویوں نے اس روایت میں ”بائیں جانب“ کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

2695 سند حدیث: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ

بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا
ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

شرح

تکیہ سے ٹیک لگانا

تکیہ سے ٹیک لگانے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

- (۱) عام حالت میں تکیہ پر ٹیک لگانا جائز ہے، یہ ٹیک دائیں طرف لگائی جاسکتی ہے اور بائیں طرف بھی۔
- (۲) کھانا کھاتے وقت تکیہ وغیرہ سے ٹیک لگانے کی اجازت نہیں ہے، وجہ ممانعت تکبر و غرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رزق و نعمت
کھاتے وقت بندہ اللہ تعالیٰ سے اترائے اور تکبر و غرور کا مظاہرہ کرے، یہ حرکت اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے۔

2696 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ

ضَمْعَجٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2695- أخرجه مسلم (۲/ ۶۰۹ - اللبني) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: من اصاب بالامامة حديث (۲۹۰/ ۶۷۲) و ابو داؤد
(۱/ ۲۱۴-۲۱۵): كتاب الصلاة: باب: من اصاب بالامامة حديث (۵۸۲) و النسائي (۲/ ۷۶) كتاب الامامة: باب: من اصاب بالامامة
حديث (۷۸۰) و ابن ماجه (۱/ ۲۱۲): كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها: باب: من اصاب بالامامة حديث (۹۸۰) و احمد (۴/ ۱۱۸-۱۲۱)
(۵/ ۲۷۲) و ابن خزيمة (۲/ ۴) حديث (۱۵۱۶-۱۵۰۷) و المسيد (۱/ ۲۱۷) حديث (۴۵۷)۔

متن حدیث: لَا يَوْمُ الرَّجُلِ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کو اس کی حاکمیت میں بیٹھنے کی اجازت نہ بنایا جائے اور کسی شخص کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر کسی دوسرے کو نہ بٹھایا جائے البتہ اس کی اجازت کے ساتھ ایسا کیا جاسکتا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

اجازت کے بغیر کسی کی نشست گاہ پر بیٹھنے کی ممانعت

حدیث باب میں دو اہم امور سے منع کیا گیا ہے:

(۱) جب کسی عالم دین کو صاحب اقتدار کے ہاں جانے کا اتفاق ہو یا اس سے ملاقات کا موقع میسر آئے اور اس دوران نماز کا وقت ہونے پر اس کی اجازت کے بغیر امامت نہیں کرانا چاہیے۔

(۲) جب کسی شخص کو اپنے مخلص کے ہاں جانے کی صورت پیش آجائے تو صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص نشست پر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اجازت کے بغیر امامت کرانے اور مخصوص نشست پر بیٹھنے کی وجہ سے صاحب اقتدار اور صاحب خانہ کو ذہنی اذیت ہوگی جبکہ کسی کو اذیت میں مبتلا کرنا کسی مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الرَّجُلَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَائِتِهِ

باب 24: آدمی اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے

2697 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ

متن حدیث: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ارْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَائِتِكَ إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِي قَالَ قَدْ جَعَلْتَهُ لَكَ قَالَ فَرَكِبَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک شخص آپ کے

پاس آیا۔ اس کے ساتھ اس کا گدھا تھا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! سوار ہو جائیے! وہ پیچھے ہٹا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حقدار ہو البتہ اگر یہ حق تم مجھے دیدو (تو تمہاری مرضی ہے) اس نے عرض کی: یہ میں آپ کو دیتا ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ سوار ہو گئے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس سند کے حوالے سے حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے بھی روایت منقول ہے۔

شرح

مالک اپنی سواری کے آگے والے حصہ میں بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہونا

الفاظ: تاخو الرجل (آدمی پیچھے ہو گیا) کے دو معانی ہم ہو سکتے ہیں:

(۱) مالک سواری سے نیچے اتر گیا اور اس نے سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خالی کر دی۔

(۲) مالک نے سواری کے آگے والا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خالی کر دیا اور خود سرک کر پیچھے والے حصہ میں ہو گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: لا احق بصدر دابتك۔ اس کے بھی دو مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حقدار آپ ہیں لہذا میں پیچھے بیٹھوں گا۔

(۲) سواری کے مالک آپ ہیں لہذا اس پر سوار ہونا بھی آپ کا حق ہے مگر جبکہ آپ یہ حق مجھے تفویض کر دیں۔

دونوں جملوں کے دو دو مطالب کا تعین کرنے کا مفاد یہ ہے کہ دراز گوش پر بڑا ایک شخص ہی سوار ہو سکتا ہے۔ موٹر سائیکل اور کار

کا بھی یہی حکم ہے کہ مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔ تاہم مالک اگر ایثار کرتا ہو امہمان کے لیے آگے والی نشست پیش کر دے

تو یہ الگ بات ہے۔ پھر اس صورت میں مہمان آگے والی نشست پر بیٹھ سکتا ہے۔

فائدہ نافعہ: گدھے پر سواری کرنا انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ گدھے پر سواری

کرنا سنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تکبر و غرور کا علاج بھی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي اتِّخَاذِ الْأَنْمَاطِ

باب 25: قالین استعمال کرنے کی اجازت

2698 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: هَلْ لَكُمْ أَنْمَاطٌ قُلْتُ وَآنِي تَكُونُ لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ قَالَ فَأَنَا أَقُولُ

لَا مَرَاتِي آخِرِي عَنِّي أَنْمَاطِكَ فَتَقُولُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ قَالَ فَادْعُهَا

2698۔ اخرجه البخاری (۹/۱۳۲): کتاب النکاح: باب: الانمات ونحوها للنساء: حدیث (۵۱۶۱) و البخاری ایضاً (۶/۷۲۷): کتاب

النساق: باب: علامات النبوة۔۔۔ حدیث (۲۶۳۱) و مسلم (۲/۱۶۵): کتاب اللباس و الزینة: باب: جواز اتخاذا الانمات حدیث (۲۹/۴۰)

۲۰۸۲) و ابوداؤد (۲/۴۶۹): کتاب اللباس: باب: فی الفرس: حدیث (۴۱۴۵) والنسائی (۶/۱۳۶): کتاب النکاح: باب: الانمات: حدیث

(۲۳۸۶) و احمد (۲/۳۹۴) و العیسی (۲/۵۱۴) و الحدیث (۱۳۲۷)۔ مطولہ عن ابن المنکدر عن جابر بہ۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس قالین ہے۔ میں نے عرض کی: ہمارے پاس قالین کہاں سے آسکتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تمہیں قالین مل جائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (جب فتوحات نصیب ہوئیں) تو میں نے اپنی بیوی سے کہا قالین نہ لگاؤ! تو اس نے جواب دیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: عنقریب تم لوگوں کو قالین ملیں گے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تو میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

پلنگ پوش کا استعمال جائز ہونا

قرون اولیٰ کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کی مالی حالت بہتر نہیں تھی جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو ان کی غربت کا خاتمہ اور مالی حالت بہتر ہونا شروع ہو گئی۔ تاہم اس دور میں بھی مسلمانوں کو پلنگ پوش اور غالیچے میسر نہیں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدام (صحابہ کرام) رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غالیچوں کے میسر آنے اور ان کے استعمال کی خوشخبری سنادی تھی۔ حدیث باب میں اسی حقیقت کی صراحت ہے۔ غالیچہ اور پلنگ پوش وغیرہ کا استعمال مباح ٹھاٹھ میں شمار ہوتا ہے۔ جب تکبر و غرور سے ہٹ کر ان کا استعمال ہو تو اس کے جواز میں کلام نہیں ہے۔ اگر ان کا استعمال تکبر و غرور کی بنیاد پر ہو تو یہ آدمی کے لیے وبال جان ثابت ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةِ عَلِيٍّ دَابَّةً

باب 26: تین آدمیوں کا ایک سواری پر سوار ہونا

2699 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ

بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

مَنْ حَدِيثٌ: لَقَدْ قُدْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلِيَّ بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ حَتَّى
أَدْخَلْتُهُ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قَدَامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے خچر کو چلا کر لے جا رہا تھا نبی اکرم ﷺ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس پر سوار تھے یہاں تک کہ میں اسے نبی اکرم ﷺ کے گھر کے اندر لے آیا۔ ان میں سے ایک (صاحبزادے) آپ کے آگے تھے اور دوسرے آپ کے پیچھے تھے۔

2699- أخرجه مسلم (٤/١٨٨٢): كتاب فضائل الصحابة: باب: فضل الحسن و الحسين رضي الله عنهما: حديث (٦٠/٢٤٢٢) عن إياس بن سلمة عن أبيه به-

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

شرح

تین آدمیوں کا اکٹھے سوار ہونا

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ چھوٹی سواری مثلاً دراز گوش، خچر اور گھوڑے پر بیک وقت تین آدمیوں کا سوار ہونا جائز ہے، کیونکہ روایت میں صراحت ہے کہ ایک خچر پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تینوں نے اکٹھے سواری کی تھی۔

سوال: حدیث باب سے بیک وقت تین آدمیوں کا سواری پر سوار ہونے کا جواز ثابت ہوتا ہے، لیکن دوسری روایات سے اس کی ممانعت بھی بیان کی گئی ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟
جواب: (۱) جب سوار بڑے ہوں اور سواری تین آدمیوں کی متحمل نہ ہو تو منع ہے، کیونکہ اس صورت میں بے زبان جانور کو تکلیف مالا یطاق میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔

(۲) اگر ایک سواری بڑی اور دو چھوٹیاں ہوں یا تینوں چھوٹیاں جبکہ سواری بھی تینوں کی متحمل ہو تو جائز ہے۔ حدیث باب میں تینوں نفوس قدسیہ نے خچر پر اس دور میں اکٹھے سواری کی تھی جب حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچے تھے۔
فائدہ نافعہ: اسلام نے انسانوں کی طرح جانوروں کو بھی حقوق عطا کیے ہیں۔ دراز گوش کی طرح خچر پر سواری کرنا بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جانوروں پر ظلم و ستم کرنا بھی انسان کے لیے قابل مواخذہ جرم ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَظَرَةِ الْمَفَاجَاةِ

باب 27: اچانک نظر پڑنے کا حکم

2700 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرَةِ الْمَفَاجَاةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَمْرِو بْنِ هَرَمٍ

﴿﴾ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے مجھے ہدایت کی: میں اپنی نگاہ کو پھیر لوں۔

2700- أخرجه مسلم (۱۶۹۹/۲): كتاب الأضرب: باب: نظر المفاجأة: حديث (۲۱۵۹/۴۰) و أبو داود (۶۵۲/۱): كتاب النكاح: باب: فيها يومر به من غض البصر: حديث (۲۱۴۸) و الدارمی (۲۷۸/۲): كتاب الاستبذان: باب: في نظر المفاجأة: و احمد (۳۶۱:۲۵۸/۴)۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

ابوزرعنا می راوی کا نام ”ہرم“ ہے۔

2701 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ

متن حدیث: قَالَ يَا عَلِيُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَىٰ وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ

﴿﴾ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے اس روایت کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ہے: اے علی! تم ایک مرتبہ (اچانک) نگاہ پڑ جانے کے بعد دوسری مرتبہ نظر نہ ڈالو کیونکہ پہلی مرتبہ قابل معافی ہے، لیکن دوسری مرتبہ کا حق تمہیں نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف شریک کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے

ہیں۔

شرح

عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کا شرعی حکم

غیر محرم مردوزن کا عمد ایک دوسرے کو دیکھنا حرام ہے اور اسے نظر (آنکھ) کا زنا کہا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرد کی غیر محرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اچانک پہلی نظر غیر محرم خاتون پر پڑ جائے تو نظر فوراً پھیر لینی چاہیے اور یہ معاف ہے، کیونکہ یہ نظر غیر اختیاری طور پر پڑ گئی تھی۔ اگر نظر اچانک پڑ جائے تو جلدی سے نہ پھیری یا دوبارہ نظر ڈال لی تو دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ یہ حرام ہے اور قابل مواخذہ جرم ہے۔ اس کے حرام اور قابل مواخذہ جرم ہونے کی وجہ اختیاری طور پر نظر ڈالنا ہے۔

فائدہ نافعہ: پہلی طویل نظر کا ابتدائی حصہ تو معاف ہے لیکن آخری حصہ دوبارہ نظر ڈالنے کے برابر ہے، کیونکہ پہلے حصہ کے ساتھ آدمی کا کوئی اختیار نہیں ہے اور آخری حصہ کے ساتھ اس کا اختیار متعلق ہے۔ علاوہ ازیں کالجوں، یونیورسٹیوں اور کلبوں میں غیر محرم خواتین و حضرات صرف نظروں تک محدود نہیں رہتے بلکہ بلا جھجک مصافحہ، معانقہ اور مصادرہ وغیرہ کا ارتکاب کر کے عذاب الہی کو دعوت دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَابِ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

باب 28: عورتوں کا مردوں سے حجاب میں رہنا (یعنی مردوں کو نہ دیکھنا)

2702 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ نَبْهَانَ مَوْلَىٰ

أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ

متن حدیث: أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِيمُونَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أَمَرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَسَّ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَمِيَا وَإِنْ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھیں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے۔ وہ آپ کے ہاں تشریف لائے یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ یہ تو ہمیں دیکھ ہی نہیں سکتے اور ہمیں پہچان ہی نہیں سکتے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھ سکتیں۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

خواتین کا مردوں سے حجاب کرنا

عمومی حالات میں خواتین پر پردہ واجب ہے لیکن مردوں پر پردہ واجب نہیں ہے۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- عورت پر وجوب پردہ کا حکم اس کے مزاج کے مطابق ہے، کیونکہ اس کے ذمہ گھریلو امور کی انجام دہی ہوتی ہے جو پردہ میں رہتے ہوئے انہیں بحسن و خوبی انجام دے سکتی ہے۔ اس کے برعکس مرد کو دنیا بھر کے امور سرانجام دینا ہوتے ہیں جو پردہ میں رہتے ہوئے انجام نہیں دیے جاسکتے۔

۲- خاتون گراں مایہ دولت ہے اور دنیا کا اصول ہے کہ قیمتی چیز چھپا کر رکھی جاتی ہے، تو اس ضابطہ کے مطابق عورت کو چھپ کر یعنی پردہ میں رہنا چاہیے۔

۳- عورت نازک اندام اور پرکشش ہوتی ہے اس کا اظہار و کشف فتنہ سے خالی نہیں ہے، لہذا اسے چھپا کر یعنی پردہ میں رکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس مرد کے جسم میں نہ نزاکت ہے اور نہ کشش ہے۔

حدیث باب میں خواتین کو پردہ میں رہنے کا درس دیا گیا ہے، تاکہ ممکنہ فتنہ سے بچا جاسکے۔ پردہ کی اہمیت و افادیت پر زور دیتے ہوئے زبان نبوت سے یہاں تک فرما دیا گیا ہے کہ نابینا لوگوں سے بھی پردہ کیا جائے۔

2702- اخرجه ابو داود (۲/ ۴۶۲): كتاب اللباس: باب: في قوله تعالى (و قل للمؤمنات بفضفن من ابصرهن) (النور: ۳۱) حدیث

(۴۱۱۲) و احمد (۶۰/ ۲۹۶) و النسائي في (الكبرى) كما جاء في (التحفة) (۲۵/ ۱۳) حديث (۱۸۲۲) من (التحفة)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَزْوَاجِ

باب 29: شوہر کی اجازت کے بغیر کسی عورت کے ہاں جانے کی ممانعت

2703 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ذَكْوَانَ عَنْ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ

الْعَاصِ
متن حدیث: أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَرْسَلَهُ إِلَى عَلِيٍّ يَسْتَأْذِنُهُ عَلَى اسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَأُذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا
فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ سَأَلَ الْمَوْلَى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَوْ
نَهَى أَنْ نَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِ إِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے غلام بیان کرتے ہیں: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں جانے کی ان سے اجازت لے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب انہوں نے اپنا کام ختم کر لیا تو اس غلام نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے۔

(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے: ہم کسی عورت کے شوہر کی اجازت کے بغیر اس سے ملیں۔ اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے پاس جانے کی ممانعت

جب کسی شخص نے کسی عورت سے خفیہ اور اہم بات کرنا مقصود ہو تو ایسی صورت میں اس کے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔ شوہر سے اجازت لینا اس لیے شرط قرار دیا گیا ہے کہ بلا اجازت بات کرنے کی صورت میں زوجین کے مابین کسی معاملہ میں غلط فہمی بھی پیدا ہو سکتی ہے، جو تفریق و جدائی کا سبب بن سکتی ہے۔ اس طرح زوجین کی علیحدگی کے نتیجہ میں دو خاندان متاثر ہو کر پریشانی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْذِيرِ فِتْنَةِ النِّسَاءِ

باب 30: عورتوں کے فتنے سے بچنے کی تلقین

2704 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَالِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

عُثْمَانُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَثْنٌ حَدِيثٌ: مَا تَرَكَتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضْرَّ عَلَى الرَّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الثَّقَاتِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ
بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا
قَالَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ غَيْرِ الْمُعْتَمِرِ
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں
اپنے بعد لوگوں میں جو آزمائشیں چھوڑ کر جا رہا ہوں وہ ان میں مردوں کے لیے خواتین سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

اس روایت کو کئی ثقہ راویوں نے سلیمان تیمی کے حوالے سے، ابو عثمان کے حوالے سے، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حوالے
سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے، تاہم انہوں نے اس کی سند میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔
ہمارے علم کے مطابق کسی بھی شخص نے اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت نہیں
کیا۔ صرف معتمر نے اس طرح نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

عورتوں کے فتنہ سے اجتناب کرنا

خواتین کا وجود ہی مردوں کے حق میں فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت شعار ہو تو پورا گھر
جنت نظیر بن جاتا ہے اور اگر کسی معمولی بات سے نافرمانی پر آئے تو پورے گھر کو جہنم بنا دیتی ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر پر غلبہ
حاصل کر کے اپنا تابعدار بنا لے تو دو خاندانوں کی محبت و عداوت میں تبدیل کر سکتی ہے اور دو خاندانوں کے مابین جنگ و جدال کی فضا
قائم کر سکتی ہے لہذا اس فتنہ عظیمہ سے محفوظ رہنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ غیر محرم خواتین سے احتراز کیا جائے اور زوجہ کے حقوق کو پورا

2704- اخرجه البخاری (۹/۴۷): کتاب النکاح: باب: ما یفتی من شوم المرأة و قوله تعالى: (ان من اذو حکم و اولدکم عدوا لکم)
(التغابن: ۱۴) حدیث (۵۰۹۶) و مسلم (۴/۲۰۹۷): کتاب الذکر و الدعاء و التوبہ و الاستغفار کتاب الرقاق: باب: اکثر الفل الجنة الفقراء
و اکثر الفل النار النساء و بیان الفتنة بالنساء: حدیث (۹۷/۲۷۶۰) و ابن ماجه (۲/۱۳۲۵): کتاب الفتن: باب: فتنة النساء: حدیث (۲۹۹۸)
و احمد (۵/۲۱۰۲۰) و العیسی (۱/۲۵۰۳۴۹) حدیث (۵۴۶)۔

کرتے ہوئے اسے اپنی اطاعت گزار اور تابع فرماں بنایا جائے۔ مزید اس سلسلہ میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ حدیث باب میں خواتین کو مردوں کے حق میں فتنہ عظمیٰ قرار دیا گیا ہے اور تاحیات اس سے اپنے دامن کو (آلودہ ہونے سے) محفوظ رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ اتِّخَاذِ الْقِصَّةِ

باب 31: بالوں کا گچھا بنانے کی ممانعت

2705 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بِالْمَدِينَةِ يَخْطُبُ يَقُولُ أَيُّنَ عُلَمَاءُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ هَذِهِ الْقِصَّةِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ

﴿﴾ حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں خطبہ دیتے ہوئے یہ بیان کرتے ہوئے سنا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کے گچھے بنانے (یعنی وگ استعمال کرنے) سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بنی اسرائیل ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے جب ان کی عورتوں نے اسے اختیار کیا تھا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

اپنے بالوں کو دوسرے کے بالوں سے ملانے کی ممانعت

جس طرح سیاہ خضاب کا استعمال کرنا جرم ہے کہ اس سے دوسرے لوگوں کو کم عمر ہونے کے حوالے سے دھوکا ہو سکتا ہے اسی طرح کم بالوں والی خواتین دوسری خواتین و حضرات کے بالوں کو اپنے بالوں سے ملا کر دھوکا دے سکتی ہیں، کیونکہ کثرت بال حسن و جمال میں اضافہ کرتے ہیں اور کم عمر ہونے کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ حدیث باب میں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ کوئی عورت اپنے بالوں کے ساتھ کسی دوسرے کے بال ملائے۔

2705- أخرجه البخاری (۲۸۶/۱۰): کتاب اللباس: باب: وصل الشعر: حدیث (۵۹۳۳) و مسلم (۱۶۷۹/۲): کتاب اللباس و الزینة: باب: تعریم فعل الواصلة المستوصلة و الواصلة و المستوصلة: حدیث (۲۱۲۷/۱۲۲) و ابوداؤد (۴۷۶/۲): کتاب الترجل: باب: فی صلة الشعر: حدیث (۴۱۶۷) و النسائی (۱۴۴/۸): کتاب الزینة: باب: وصل الشعر بالخرق: حدیث (۵۰۹۲) (۵۰۹۳) و احمد (۹۷۰۹۵/۴) و مالک (۹۴۷/۲): کتاب الشعر: باب: السنة فی الشعر: حدیث (۲) و العیسی (۲۷۳/۲): حدیث (۶۰۰)۔

فائدہ نافعہ: جب بھی معاشرے میں کوئی فتنہ برپا ہو خواہ انفرادی یا اجتماعی تو اس کی سرکوبی اور اس پر قابو پانے کے لیے اس ضابطہ نبوی پر عمل کیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی برائی کو دیکھو تو اسے اپنی طاقت سے ختم کرنے کی کوشش کرو اگر اس کی ہمت نہ ہو تو اپنی زبان سے اسے روکو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے اپنے دل سے برا سمجھو۔ یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ

باب 32: نقلی بال لگانے والی، نقلی بال لگوانے والی، جسم گودنے والی، گدوانے والی خواتین کا حکم

2706 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنِمِّصَاتِ مُبْتَغِيَاتِ

لِللَّحْسَنِ مُغَيَّرَاتِ خَلْقِ اللَّهِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَيْمَةِ عَنْ مَنْصُورٍ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے والی، جسم گدوانے والی (ابروؤں کے) بال

اکھڑنے والی، حسن کی طلب گزار اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعبہ اور دیگر ائمہ نے اسے منصور کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

2707 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُؤَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

قَالَ نَافِعُ الْوَشْمُ فِي اللَّيْثَةِ

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ

اختلاف سند: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

2706۔ اخرجه البخاری (۲۸۴/۱۰) کتاب اللباس: باب: المتفلجات للمسن: حدیث (۵۹۳۱) و اطرافه من رقم (۵۹۳۹) مسلم

(۱۶۷۸/۵) کتاب اللباس و الزینة: باب: تعزیم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة۔۔ حدیث (۲۱۳۵/۱۳۰) و ابوداؤد

(۴۷۷/۲): کتاب الترجل: باب: من صلت الشمر حدیث (۴۱۶۹) و النسائی (۱۸۸/۸): کتاب الزینة: باب: لمن المتنمصات و المتفلجات

حدیث (۵۲۵۳) و ابن ماجه (۶۴۰/۱): کتاب النکاح: باب: الواصلة و الواشمة حدیث (۱۹۸۹) و احمد (۱/۴۳۳) (۴۱۲۹): (۴۱۳۰) (۴۴۳/۱) (۴۳۰)

(۴۳۰) و الساری (۲۷۹/۲): کتاب الاستیذان: باب: الواصلة و المستوصلة و العیبری (۵۲/۱) حدیث (۹۷)۔

عَمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ يَحْيَى قَوْلَ نَافِعِ
حَكَمَ حَدِيثًا: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے نقلی
بال لگانے والی، نقلی بال لگوانے والی، جسم گودنے والی، جسم گودانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

نافع کہتے ہیں: لفظ ”وشم“ کا تعلق مسوڑھوں سے ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے احادیث منقول ہیں۔

ایک اور سند سے منقول ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند روایت نقل کرتے ہیں۔

تاہم اس کی سند میں محدثین نے نافع کا وضاحتی بیان نقل نہیں کیا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

اپنے بالوں میں بال ملانے والی اور ملوانے والی اپنے جسم پر گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہونا

حدیث باب میں چھ قسم کی بدطینت، کم بخت اور مبغوض عورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ
وسلم کی لعنت برسی ہے۔ ان عورتوں کا تعارف درج ذیل ہے:

۱- النَّامِصَةُ: وہ عورت جو بال اکھاڑنے کا کاروبار کرتی ہے۔ (دکاندار خاتون)

۲- الْمُتَمِصَّةُ: وہ عورت جو بال اکھڑواتی ہو۔ (گاہک خاتون)

۳- الْوَأَشْمَةُ: وہ عورت جو جسم کو گود کر اس میں نیل یا سرمہ وغیرہ بھرتی ہو (دکاندار عورت)

۴- الْمُسْتَوْشِمَةُ: وہ عورت جو اپنے جسم کو گودوا کر اس میں نیل یا سرمہ بھرواتی ہو (گاہک عورت)

۵- الْوَأَصِلَةُ: وہ عورت جو بالوں میں دوسرے کے بال ملانے والی ہو۔ (دکاندار عورت)

۶- الْمُسْتَوْصِلَةُ: وہ عورت جو بالوں میں بال ملوانے والی ہو۔ (گاہک عورت)

ان چھ عورتوں پر لعنت کرنے یا کیے جانے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کی صنعت و تخلیق میں تبدیلی کرنا۔

۲- اصل حسن کی جگہ مصنوعی خوبصورتی پیدا کرنا۔

اگر یہ دونوں اسباب جمع ہو جائیں تو ناجائز ہے۔ اگر قدرتی بناوٹ میں تبدیلی نہ ہو اور مصنوعی حسن و جمال کی وجہ سے دھوکا

بھی نہ ہو تو جائز ہے۔

فائدہ نافعہ: دور جاہلیت میں خواتین اپنے مسوڑھے پر تل بنواتی تھیں جس کا مقصد حسن و جمال میں اضافہ تھا اپنے جسم کو سونے

وغیرہ سے گودوا کر اس میں نیل یا سرمہ وغیرہ بھرتی تھیں اور اسی طرح دھاگے کے ذریعے پیشانی کے بال اکھاڑتی یا اکھڑواتی تھیں۔ اسلام نے امور شنیعہ سے منع کیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبَّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

باب 33: مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی خواتین

2708 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبَّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ

بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی خواتین

اور خواتین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2709 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي

كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجَّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کی وضع قطع اختیار کرنے والے مردوں اور

مردوں کی وضع قطع اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

2708- اضرجه البخاری (۱۰/۲۶۶): کتاب اللباس: باب: اضرراج المتشبهين بالنساء من البيوت: حديث (۵۸۸۶) (۱۲/۱۶۵): کتاب

العمود: باب: نفى الفل الماصى و المخنثين: حديث (۶۸۲۴) و ابو داؤد (۲/۴۵۸) کتاب اللباس: باب: لباس النساء: حديث (۴۹۲۰) و ابن

ساجه (۱/۶۱۶): کتاب النکاح: باب: من المخنثين: حديث (۱۹۰۴) و الدارمی (۲/۲۸۱) کتاب الاستیذان: باب: لعن المخنثين و

المترجلات: حديث (۱۹۰۴) و احمد (۱/۲۲۵) (۱/۲۲۷) (۲۱۲۳) (۱/۳۲۹) (۱/۳۱۵) (۱/۳۱۶) (۱/۳۱۷) (۱/۳۱۸) (۱/۳۱۹) (۱/۳۲۰) (۱/۳۲۱) (۱/۳۲۲) (۱/۳۲۳) (۱/۳۲۴) (۱/۳۲۵) (۱/۳۲۶) (۱/۳۲۷) (۱/۳۲۸) (۱/۳۲۹) (۱/۳۳۰) (۱/۳۳۱) (۱/۳۳۲) (۱/۳۳۳) (۱/۳۳۴) (۱/۳۳۵) (۱/۳۳۶) (۱/۳۳۷) (۱/۳۳۸) (۱/۳۳۹) (۱/۳۴۰) (۱/۳۴۱) (۱/۳۴۲) (۱/۳۴۳) (۱/۳۴۴) (۱/۳۴۵) (۱/۳۴۶) (۱/۳۴۷) (۱/۳۴۸) (۱/۳۴۹) (۱/۳۵۰) (۱/۳۵۱) (۱/۳۵۲) (۱/۳۵۳) (۱/۳۵۴) (۱/۳۵۵) (۱/۳۵۶) (۱/۳۵۷) (۱/۳۵۸) (۱/۳۵۹) (۱/۳۶۰) (۱/۳۶۱) (۱/۳۶۲) (۱/۳۶۳) (۱/۳۶۴) (۱/۳۶۵) (۱/۳۶۶) (۱/۳۶۷) (۱/۳۶۸) (۱/۳۶۹) (۱/۳۷۰) (۱/۳۷۱) (۱/۳۷۲) (۱/۳۷۳) (۱/۳۷۴) (۱/۳۷۵) (۱/۳۷۶) (۱/۳۷۷) (۱/۳۷۸) (۱/۳۷۹) (۱/۳۸۰) (۱/۳۸۱) (۱/۳۸۲) (۱/۳۸۳) (۱/۳۸۴) (۱/۳۸۵) (۱/۳۸۶) (۱/۳۸۷) (۱/۳۸۸) (۱/۳۸۹) (۱/۳۹۰) (۱/۳۹۱) (۱/۳۹۲) (۱/۳۹۳) (۱/۳۹۴) (۱/۳۹۵) (۱/۳۹۶) (۱/۳۹۷) (۱/۳۹۸) (۱/۳۹۹) (۱/۴۰۰) (۱/۴۰۱) (۱/۴۰۲) (۱/۴۰۳) (۱/۴۰۴) (۱/۴۰۵) (۱/۴۰۶) (۱/۴۰۷) (۱/۴۰۸) (۱/۴۰۹) (۱/۴۱۰) (۱/۴۱۱) (۱/۴۱۲) (۱/۴۱۳) (۱/۴۱۴) (۱/۴۱۵) (۱/۴۱۶) (۱/۴۱۷) (۱/۴۱۸) (۱/۴۱۹) (۱/۴۲۰) (۱/۴۲۱) (۱/۴۲۲) (۱/۴۲۳) (۱/۴۲۴) (۱/۴۲۵) (۱/۴۲۶) (۱/۴۲۷) (۱/۴۲۸) (۱/۴۲۹) (۱/۴۳۰) (۱/۴۳۱) (۱/۴۳۲) (۱/۴۳۳) (۱/۴۳۴) (۱/۴۳۵) (۱/۴۳۶) (۱/۴۳۷) (۱/۴۳۸) (۱/۴۳۹) (۱/۴۴۰) (۱/۴۴۱) (۱/۴۴۲) (۱/۴۴۳) (۱/۴۴۴) (۱/۴۴۵) (۱/۴۴۶) (۱/۴۴۷) (۱/۴۴۸) (۱/۴۴۹) (۱/۴۵۰) (۱/۴۵۱) (۱/۴۵۲) (۱/۴۵۳) (۱/۴۵۴) (۱/۴۵۵) (۱/۴۵۶) (۱/۴۵۷) (۱/۴۵۸) (۱/۴۵۹) (۱/۴۶۰) (۱/۴۶۱) (۱/۴۶۲) (۱/۴۶۳) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۵) (۱/۴۶۶) (۱/۴۶۷) (۱/۴۶۸) (۱/۴۶۹) (۱/۴۷۰) (۱/۴۷۱) (۱/۴۷۲) (۱/۴۷۳) (۱/۴۷۴) (۱/۴۷۵) (۱/۴۷۶) (۱/۴۷۷) (۱/۴۷۸) (۱/۴۷۹) (۱/۴۸۰) (۱/۴۸۱) (۱/۴۸۲) (۱/۴۸۳) (۱/۴۸۴) (۱/۴۸۵) (۱/۴۸۶) (۱/۴۸۷) (۱/۴۸۸) (۱/۴۸۹) (۱/۴۹۰) (۱/۴۹۱) (۱/۴۹۲) (۱/۴۹۳) (۱/۴۹۴) (۱/۴۹۵) (۱/۴۹۶) (۱/۴۹۷) (۱/۴۹۸) (۱/۴۹۹) (۱/۵۰۰) (۱/۵۰۱) (۱/۵۰۲) (۱/۵۰۳) (۱/۵۰۴) (۱/۵۰۵) (۱/۵۰۶) (۱/۵۰۷) (۱/۵۰۸) (۱/۵۰۹) (۱/۵۱۰) (۱/۵۱۱) (۱/۵۱۲) (۱/۵۱۳) (۱/۵۱۴) (۱/۵۱۵) (۱/۵۱۶) (۱/۵۱۷) (۱/۵۱۸) (۱/۵۱۹) (۱/۵۲۰) (۱/۵۲۱) (۱/۵۲۲) (۱/۵۲۳) (۱/۵۲۴) (۱/۵۲۵) (۱/۵۲۶) (۱/۵۲۷) (۱/۵۲۸) (۱/۵۲۹) (۱/۵۳۰) (۱/۵۳۱) (۱/۵۳۲) (۱/۵۳۳) (۱/۵۳۴) (۱/۵۳۵) (۱/۵۳۶) (۱/۵۳۷) (۱/۵۳۸) (۱/۵۳۹) (۱/۵۴۰) (۱/۵۴۱) (۱/۵۴۲) (۱/۵۴۳) (۱/۵۴۴) (۱/۵۴۵) (۱/۵۴۶) (۱/۵۴۷) (۱/۵۴۸) (۱/۵۴۹) (۱/۵۵۰) (۱/۵۵۱) (۱/۵۵۲) (۱/۵۵۳) (۱/۵۵۴) (۱/۵۵۵) (۱/۵۵۶) (۱/۵۵۷) (۱/۵۵۸) (۱/۵۵۹) (۱/۵۶۰) (۱/۵۶۱) (۱/۵۶۲) (۱/۵۶۳) (۱/۵۶۴) (۱/۵۶۵) (۱/۵۶۶) (۱/۵۶۷) (۱/۵۶۸) (۱/۵۶۹) (۱/۵۷۰) (۱/۵۷۱) (۱/۵۷۲) (۱/۵۷۳) (۱/۵۷۴) (۱/۵۷۵) (۱/۵۷۶) (۱/۵۷۷) (۱/۵۷۸) (۱/۵۷۹) (۱/۵۸۰) (۱/۵۸۱) (۱/۵۸۲) (۱/۵۸۳) (۱/۵۸۴) (۱/۵۸۵) (۱/۵۸۶) (۱/۵۸۷) (۱/۵۸۸) (۱/۵۸۹) (۱/۵۹۰) (۱/۵۹۱) (۱/۵۹۲) (۱/۵۹۳) (۱/۵۹۴) (۱/۵۹۵) (۱/۵۹۶) (۱/۵۹۷) (۱/۵۹۸) (۱/۵۹۹) (۱/۶۰۰) (۱/۶۰۱) (۱/۶۰۲) (۱/۶۰۳) (۱/۶۰۴) (۱/۶۰۵) (۱/۶۰۶) (۱/۶۰۷) (۱/۶۰۸) (۱/۶۰۹) (۱/۶۱۰) (۱/۶۱۱) (۱/۶۱۲) (۱/۶۱۳) (۱/۶۱۴) (۱/۶۱۵) (۱/۶۱۶) (۱/۶۱۷) (۱/۶۱۸) (۱/۶۱۹) (۱/۶۲۰) (۱/۶۲۱) (۱/۶۲۲) (۱/۶۲۳) (۱/۶۲۴) (۱/۶۲۵) (۱/۶۲۶) (۱/۶۲۷) (۱/۶۲۸) (۱/۶۲۹) (۱/۶۳۰) (۱/۶۳۱) (۱/۶۳۲) (۱/۶۳۳) (۱/۶۳۴) (۱/۶۳۵) (۱/۶۳۶) (۱/۶۳۷) (۱/۶۳۸) (۱/۶۳۹) (۱/۶۴۰) (۱/۶۴۱) (۱/۶۴۲) (۱/۶۴۳) (۱/۶۴۴) (۱/۶۴۵) (۱/۶۴۶) (۱/۶۴۷) (۱/۶۴۸) (۱/۶۴۹) (۱/۶۵۰) (۱/۶۵۱) (۱/۶۵۲) (۱/۶۵۳) (۱/۶۵۴) (۱/۶۵۵) (۱/۶۵۶) (۱/۶۵۷) (۱/۶۵۸) (۱/۶۵۹) (۱/۶۶۰) (۱/۶۶۱) (۱/۶۶۲) (۱/۶۶۳) (۱/۶۶۴) (۱/۶۶۵) (۱/۶۶۶) (۱/۶۶۷) (۱/۶۶۸) (۱/۶۶۹) (۱/۶۷۰) (۱/۶۷۱) (۱/۶۷۲) (۱/۶۷۳) (۱/۶۷۴) (۱/۶۷۵) (۱/۶۷۶) (۱/۶۷۷) (۱/۶۷۸) (۱/۶۷۹) (۱/۶۸۰) (۱/۶۸۱) (۱/۶۸۲) (۱/۶۸۳) (۱/۶۸۴) (۱/۶۸۵) (۱/۶۸۶) (۱/۶۸۷) (۱/۶۸۸) (۱/۶۸۹) (۱/۶۹۰) (۱/۶۹۱) (۱/۶۹۲) (۱/۶۹۳) (۱/۶۹۴) (۱/۶۹۵) (۱/۶۹۶) (۱/۶۹۷) (۱/۶۹۸) (۱/۶۹۹) (۱/۷۰۰) (۱/۷۰۱) (۱/۷۰۲) (۱/۷۰۳) (۱/۷۰۴) (۱/۷۰۵) (۱/۷۰۶) (۱/۷۰۷) (۱/۷۰۸) (۱/۷۰۹) (۱/۷۱۰) (۱/۷۱۱) (۱/۷۱۲) (۱/۷۱۳) (۱/۷۱۴) (۱/۷۱۵) (۱/۷۱۶) (۱/۷۱۷) (۱/۷۱۸) (۱/۷۱۹) (۱/۷۲۰) (۱/۷۲۱) (۱/۷۲۲) (۱/۷۲۳) (۱/۷۲۴) (۱/۷۲۵) (۱/۷۲۶) (۱/۷۲۷) (۱/۷۲۸) (۱/۷۲۹) (۱/۷۳۰) (۱/۷۳۱) (۱/۷۳۲) (۱/۷۳۳) (۱/۷۳۴) (۱/۷۳۵) (۱/۷۳۶) (۱/۷۳۷) (۱/۷۳۸) (۱/۷۳۹) (۱/۷۴۰) (۱/۷۴۱) (۱/۷۴۲) (۱/۷۴۳) (۱/۷۴۴) (۱/۷۴۵) (۱/۷۴۶) (۱/۷۴۷) (۱/۷۴۸) (۱/۷۴۹) (۱/۷۵۰) (۱/۷۵۱) (۱/۷۵۲) (۱/۷۵۳) (۱/۷۵۴) (۱/۷۵۵) (۱/۷۵۶) (۱/۷۵۷) (۱/۷۵۸) (۱/۷۵۹) (۱/۷۶۰) (۱/۷۶۱) (۱/۷۶۲) (۱/۷۶۳) (۱/۷۶۴) (۱/۷۶۵) (۱/۷۶۶) (۱/۷۶۷) (۱/۷۶۸) (۱/۷۶۹) (۱/۷۷۰) (۱/۷۷۱) (۱/۷۷۲) (۱/۷۷۳) (۱/۷۷۴) (۱/۷۷۵) (۱/۷۷۶) (۱/۷۷۷) (۱/۷۷۸) (۱/۷۷۹) (۱/۷۸۰) (۱/۷۸۱) (۱/۷۸۲) (۱/۷۸۳) (۱/۷۸۴) (۱/۷۸۵) (۱/۷۸۶) (۱/۷۸۷) (۱/۷۸۸) (۱/۷۸۹) (۱/۷۹۰) (۱/۷۹۱) (۱/۷۹۲) (۱/۷۹۳) (۱/۷۹۴) (۱/۷۹۵) (۱/۷۹۶) (۱/۷۹۷) (۱/۷۹۸) (۱/۷۹۹) (۱/۸۰۰) (۱/۸۰۱) (۱/۸۰۲) (۱/۸۰۳) (۱/۸۰۴) (۱/۸۰۵) (۱/۸۰۶) (۱/۸۰۷) (۱/۸۰۸) (۱/۸۰۹) (۱/۸۱۰) (۱/۸۱۱) (۱/۸۱۲) (۱/۸۱۳) (۱/۸۱۴) (۱/۸۱۵) (۱/۸۱۶) (۱/۸۱۷) (۱/۸۱۸) (۱/۸۱۹) (۱/۸۲۰) (۱/۸۲۱) (۱/۸۲۲) (۱/۸۲۳) (۱/۸۲۴) (۱/۸۲۵) (۱/۸۲۶) (۱/۸۲۷) (۱/۸۲۸) (۱/۸۲۹) (۱/۸۳۰) (۱/۸۳۱) (۱/۸۳۲) (۱/۸۳۳) (۱/۸۳۴) (۱/۸۳۵) (۱/۸۳۶) (۱/۸۳۷) (۱/۸۳۸) (۱/۸۳۹) (۱/۸۴۰) (۱/۸۴۱) (۱/۸۴۲) (۱/۸۴۳) (۱/۸۴۴) (۱/۸۴۵) (۱/۸۴۶) (۱/۸۴۷) (۱/۸۴۸) (۱/۸۴۹) (۱/۸۵۰) (۱/۸۵۱) (۱/۸۵۲) (۱/۸۵۳) (۱/۸۵۴) (۱/۸۵۵) (۱/۸۵۶) (۱/۸۵۷) (۱/۸۵۸) (۱/۸۵۹) (۱/۸۶۰) (۱/۸۶۱) (۱/۸۶۲) (۱/۸۶۳) (۱/۸۶۴) (۱/۸۶۵) (۱/۸۶۶) (۱/۸۶۷) (۱/۸۶۸) (۱/۸۶۹) (۱/۸۷۰) (۱/۸۷۱) (۱/۸۷۲) (۱/۸۷۳) (۱/۸۷۴) (۱/۸۷۵) (۱/۸۷۶) (۱/۸۷۷) (۱/۸۷۸) (۱/۸۷۹) (۱/۸۸۰) (۱/۸۸۱) (۱/۸۸۲) (۱/۸۸۳) (۱/۸۸۴) (۱/۸۸۵) (۱/۸۸۶) (۱/۸۸۷) (۱/۸۸۸) (۱/۸۸۹) (۱/۸۹۰) (۱/۸۹۱) (۱/۸۹۲) (۱/۸۹۳) (۱/۸۹۴) (۱/۸۹۵) (۱/۸۹۶) (۱/۸۹۷) (۱/۸۹۸) (۱/۸۹۹) (۱/۹۰۰) (۱/۹۰۱) (۱/۹۰۲) (۱/۹۰۳) (۱/۹۰۴) (۱/۹۰۵) (۱/۹۰۶) (۱/۹۰۷) (۱/۹۰۸) (۱/۹۰۹) (۱/۹۱۰) (۱/۹۱۱) (۱/۹۱۲) (۱/۹۱۳) (۱/۹۱۴) (۱/۹۱۵) (۱/۹۱۶) (۱/۹۱۷) (۱/۹۱۸) (۱/۹۱۹) (۱/۹۲۰) (۱/۹۲۱) (۱/۹۲۲) (۱/۹۲۳) (۱/۹۲۴) (۱/۹۲۵) (۱/۹۲۶) (۱/۹۲۷) (۱/۹۲۸) (۱/۹۲۹) (۱/۹۳۰) (۱/۹۳۱) (۱/۹۳۲) (۱/۹۳۳) (۱/۹۳۴) (۱/۹۳۵) (۱/۹۳۶) (۱/۹۳۷) (۱/۹۳۸) (۱/۹۳۹) (۱/۹۴۰) (۱/۹۴۱) (۱/۹۴۲) (۱/۹۴۳) (۱/۹۴۴) (۱/۹۴۵) (۱/۹۴۶) (۱/۹۴۷) (۱/۹۴۸) (۱/۹۴۹) (۱/۹۵۰) (۱/۹۵۱) (۱/۹۵۲) (۱/۹۵۳) (۱/۹۵۴) (۱/۹۵۵) (۱/۹۵۶) (۱/۹۵۷) (۱/۹۵۸) (۱/۹۵۹) (۱/۹۶۰) (۱/۹۶۱) (۱/۹۶۲) (۱/۹۶۳) (۱/۹۶۴) (۱/۹۶۵) (۱/۹۶۶) (۱/۹۶۷) (۱/۹۶۸) (۱/۹۶۹) (۱/۹۷۰) (۱/۹۷۱) (۱/۹۷۲) (۱/۹۷۳) (۱/۹۷۴) (۱/۹۷۵) (۱/۹۷۶) (۱/۹۷۷) (۱/۹۷۸) (۱/۹۷۹) (۱/۹۸۰) (۱/۹۸۱) (۱/۹۸۲) (۱/۹۸۳) (۱/۹۸۴) (۱/۹۸۵) (۱/۹۸۶) (۱/۹۸۷) (۱/۹۸۸) (۱/۹۸۹) (۱/۹۹۰) (۱/۹۹۱) (۱/۹۹۲) (۱/۹۹۳) (۱/۹۹۴) (۱/۹۹۵) (۱/۹۹۶) (۱/۹۹۷) (۱/۹۹۸) (۱/۹۹۹) (۱/۱۰۰۰)

شرح

مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کا ملعون ہونا

لفظ: المتشبهة: دوسرے کی شکل و صورت اختیار کرنا، دوسرے جیسا بننا۔ لفظ: المنخت: بجز ابننا، بجز ابنوانا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو حصوں میں تقسیم فرمادیا:
(۱) مرد (۲) عورت۔

ان میں سے ہر ایک کے کچھ امتیازی اوصاف اور حقوق و فرائض بھی متعین کیے ہیں۔ شریعت اسلامی بھی دونوں اصناف کے امتیازی اوصاف اور حقوق و فرائض کو برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ اگر انسان ان امتیازی اوصاف کو ختم کر کے مرد بجزے کی شکل اختیار کریں یا خواتین مردانہ مشابہت اختیار کر لیں تو گویا دونوں قسموں نے اپنے امتیازات کو ختم کر دیا، لہذا اس جرم کی پاداش میں ان دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ احادیث باب میں یہی مضمون یا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ ان میں یہ درس دیا گیا ہے کہ دونوں اصناف انسان کو اپنی اپنی حدود و قیود میں رہتے ہوئے زندگی گزارنا چاہیے۔ اپنے امتیازی اوصاف ختم کرتے ہوئے حدود سے باہر ہونا، یعنی مردوں کا بجزوں کی شکل اختیار کرنا اور خواتین کا مردانہ صورت کو اپنانا، اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب اور لعنت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد و زن پر لعنت فرمائی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ خُرُوجِ الْمَرْأَةِ مُتَعَطِّرَةً

باب 34: عورت کا خوشبو لگا کر (گھر سے) باہر نکلنا حرام ہے

2710 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَمَّارَةَ الْحَنْفِيِّ

عَنْ غَنِيمِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعَطَّرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَّاءٌ وَكَذَّاءٌ يَعْنِي زَانِيَةً

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر آنکھ زنا کرتی ہے اور جو عورت خوشبو لگا

کر (مردوں کی) محفل کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ہے اور ویسی ہے (نبی اکرم ﷺ کی مراد یہ تھی وہ زنا کرنے والی عورت کی

طرح ہے)

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2710۔ اخرجه ابو داؤد (۴/۷۷۸): كتاب الترجيل: باب: ما جاء في المرأة تتطيب للخروج: حديث (۴۱۷۳) والنسائي (۸/۱۵۲): كتاب الزينة: باب: ما يكره للنساء من الطيب حديث (۵۱۳۶) و المارمى (۲/۲۷۹): كتاب الاستيذان: باب: في النسوي عن الطيب اذا خرجت و ابن حبيب من (۱۹۶) حديث (۵۵۷) و ابن خزيمة (۲/۹۱) حديث (۱۶۸۱)۔

شرح

خوشبو لگا کر عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت

بلاشبہ مرد و زن دونوں کے لیے خوشبو کا استعمال جائز ہے، بلکہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مرد تو خوشبو استعمال کر کے گھر سے باہر بھی جاسکتا ہے، کیونکہ اس کے باہر نکلنے میں نہ قباحت ہے اور نہ فتنہ کا خوف۔ تاہم عورت خوشبو استعمال کر سکتی ہے لیکن خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہیں جاسکتی، کیونکہ خوشبو کے سبب اس کی طرف نظریں اٹھیں گی اور یہ صورت حال فتنہ عظیمہ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث باب میں خوشبو استعمال کر کے عورت کو گھر سے باہر جانے سے منع کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي طِيبِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

باب 35: مردوں اور عورتوں کی (الگ الگ مخصوص) خوشبو

2711 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي

نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ الطَّفَاوِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِلَّا أَنَّ الطَّفَاوِيَّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَلَا

نَعْرِفُ اسْمَهُ وَحَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی

خوشبو ظاہر ہو۔ اس کا رنگ پوشیدہ رہے اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور اس کی خوشبو پوشیدہ رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے جو اسی مفہوم کی حامل ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

طفاوی نامی راوی کو صرف اسی حدیث کے حوالے سے جانتے ہیں۔ ہمیں ان کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔

اسماعیل بن ابراہیم سے نقل کردہ روایت زیادہ مکمل اور طویل ہے۔

2712 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ

عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَيْرَ طِيبِ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَخَيْرَ

2711- أخرجه النسائي (١٥١/٨): كتاب الزينة: باب: الفصل بين طيب الرجال و طيب النساء: حديث (٥١٧) من طريق أبي نضرة عن

رجل عن أبي هريرة: و حديث (٥١٨) من طريق أبي نضرة عن الطفاوي عن أبي هريرة-

2712- أخرجه أبو داود (٤٤٦/٢): كتاب اللباس: باب: من كرهه: حديث (٤٠٤٨) و احمد (٤٤٢/٤)-

طِيبِ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ وَنَهَى عَنْ مَيْثِرَةِ الْأَرْجُوَانِ
حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: مردوں کی سب سے بہترین خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور اس کا رنگ پوشیدہ رہے اور عورتوں کی سب سے بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور اس کی خوشبو پوشیدہ رہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے سرخ ریشمی چادر استعمال کرنے سے بھی منع کیا ہے۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

خواتین و حضرات کی خوشبو کا تذکرہ

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ خوشبو دو قسم کی ہے:

(۱) وہ خوشبو ہے جس کا رنگ نمایاں نہ ہو مگر اس کی بو قرب و جوار میں پھیلتی جائے مثلاً عطر گلاب، عرق گلاب، کافور اور عنبر وغیرہ۔ یہ مرد کی خوشبو ہے۔

(۲) وہ خوشبو ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور اس کی بو قرب و جوار میں نہ پھیلے مثلاً زعفران وغیرہ۔ یہ عورت کی خوشبو ہے۔ عورت گھر میں بلا امتیاز جو چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔ احادیث باب میں جو امتیاز بیان کیا گیا ہے اس سے مراد خوشبو استعمال کر کے گھر سے باہر جانے کی صورت میں ہے۔ مرد گھر میں اور باہر جاتے وقت جو خوشبو پسند کرے استعمال میں لاسکتا ہے۔ عورت گھر میں جو چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے لیکن باہر جاتے وقت دوسری قسم کی خوشبو استعمال کرے گی تاکہ کوئی فتنہ پیش نہ آئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطِّيبِ

باب 36: خوشبو (کا تحفہ) واپس کرنا مکروہ ہے

2713 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ

ثَمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَثْنٌ حَدِيثٌ: كَانَ أَنَسٌ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَقَالَ أَنَسٌ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ ثمامہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ خوشبو (کا تحفہ) واپس نہیں کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بھی خوشبو کا (تحفہ) واپس نہیں کرتے تھے۔

2713- أخرجه البخاری (۲۴۷/۵): کتاب الریبة: باب: ما لا یرد من الریبة: حدیث (۲۵۸۲) و البخاری (۲۸۲/۱۰): کتاب اللباس: باب: من لم یرد الطیب: حدیث (۵۹۲۹) و النسائی (۱۸۹/۸): کتاب الزینة: باب: الطیب: حدیث (۵۲۵۸) و احمد (۲/۱۱۸-۱۱۳-۲۶۱)-

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2714 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالذُّهْنُ وَاللَّبَنُ الذُّهْنُ يَعْنِي بِهِ الطَّيِّبُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

وَعَبْدُ اللَّهِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدَبٍ وَهُوَ مَدَنِيٌّ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین چیزوں (کو تحفے کے طور پر پیش کیا

جائے تو) انہیں واپس نہیں کیا جاسکتا۔ تکیہ، خوشبو اور دودھ۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

عبداللہ بن مسلم نامی راوی عبداللہ بن مسلم بن جندب ہیں اور یہ مدنی ہیں۔

2715 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيفَةَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بَصْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ حَنَّانٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمْ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُ حَنَّانًا إِلَّا فِي هَذَا

الْحَدِيثِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَلٍ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَلَمْ يَرَهُ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ

﴿﴾ ابو عثمان نہدی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو (تحفے کے طور پر) خوشبودی

جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے کیونکہ یہ جنت سے نکلی ہے۔

یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق حنان نامی راوی سے صرف یہی روایت منقول ہے۔

ابو عثمان نہدی نامی راوی کا نام عبدالرحمن بن مل ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس پایا ہے، لیکن آپ کی زیارت

نہیں کی اور آپ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

2714- انصربہ الترمذی کما جاء فی (تحفة الاشراف) (۱۸/۶) حدیث (۷۴۵۳) اخرجه البغوی فی (شرح السنة) (۲۰۶/۶) حدیث

(۲۰۶۶) و الترمذی فی (السمائل) (۱۷۹) حدیث (۲۱۹)۔

2715- اخرجه ابو داؤد فی (کتاب المرسلات) ص (۶۲۲) حدیث (۵۰۱) باب: ما جاء فی الریحان۔

شرح

خوشبو کا تحفہ واپس کرنے کی ممانعت

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ تین چیزوں کا تحفہ واپس کرنا منع ہے:

(۱) تکیہ (۲) خوشبو (۳) دودھ۔

تینوں روایات میں جو چیز ترجمۃ الباب سے متعلق ہے وہ خوشبو ہے۔ تینوں چیزوں کا تحفہ مسترد کرنے کی دو وجوہات ہو سکتی

ہیں:

(۱) یہ اشیاء معمولی ہوتی ہیں اور بیش قیمت نہیں ہوتیں۔

(۲) ان کا استعمال ہر آدمی کی ضرورت ہے۔ خوشبو کا تحفہ واپس نہ کرنے کی تیسری وجہ بھی ہے وہ اس کا جنت سے متعلق ہونا

ہے۔

خرج من الجنة: کے تین مطالب ہو سکتے ہیں:

(۱) خوشبو کا جنت سے خصوصی تعلق و علاقہ ہے۔

(۲) یہ ایک ہر عزیز اور پسندیدہ چیز ہے۔

(۳) یہ ایک اچھی چیز ہے اس لیے اس کی نسبت جنت کی طرف کی جاتی ہے جس طرح بری چیز کی نسبت جہنم کی طرف کی جاتی

ہے۔

بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ مُبَاشَرَةِ الرَّجَالِ الرَّجَالَ وَالْمَرَأَةِ الْمَرَأَةَ

باب 37: مرد کا مرد کے ساتھ یا عورت کا عورت کے ساتھ مباشرت کرنا حرام ہے

2716 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَا تُبَاشِرُ الْمَرَأَةَ الْمَرَأَةَ حَتَّى تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی عورت کسی دوسری عورت کے اس

طرح ساتھ نہ ہو کہ پھر وہ اپنے شوہر کے سامنے اس کی خوبیاں بیان کرے تو یوں ہو جیسے وہ مرد اس عورت کو دیکھ رہا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2717 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ أَخْبَرَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنِي

2716- اضرمه البخاری (۹/۲۵۰): کتاب النکاح: باب: لا تباشر المرأة المرأة فتصفرها لزوجها حديث (۵۲۴۰) (۵۲۴۱) و ابو داؤد

(۱/۲۵۲): کتاب النکاح: باب: فيما يورثه من غض البصر: حديث (۲۱۵۰) و احمد (۱/۲۸۰) و في (۱/۲۸۷) و في (۱/۴۳۸) (۱/۴۴۰) (۱/۴۴۰)

(۱/۴۴۰) (۱/۴۶۳) و (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴) (۱/۴۶۴)

زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَنْ حَدِيثٌ: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى
الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ
حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ عبد الرحمن بن ابوسعید اپنے والد (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں (برہنہ ہو کر) نہ رہے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں (برہنہ ہو کر) نہ رہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔)

شرح

مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے جماع حرام ہونا

پہلی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایک مرد کا اپنا ننگا جسم دوسرے مرد کے جسم کو اور اسی طرح ایک عورت کا دوسری عورت کو اپنا ننگا جسم لگانا حرام ہے، کیونکہ ایسی صورت زنا کاری یا لواطت کا باعث اور باہم فریفتگی کا سبب بن سکتی ہے، لہذا اس سے احتراز واجب ہے۔

دوسری حدیث باب میں دو مردوں یا دو عورتوں کا باہم ستر کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، جس کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱- دنیا بھر کے مذاہب کی تہذیبیں اعلان کر رہی ہیں کہ ستر عورت کا مظاہرہ کیا جائے اور کشف عورت سے مکمل اجتناب کیا جائے، کیونکہ کشف عورت بے حیائی کا دوسرا نام ہے۔
- ۲- باہم ستر دیکھنے سے زنا کاری یا لواطت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، انسان فریفتگی یا عشق میں مبتلا ہو کر ان دونوں میں سے ایک کا ارتکاب کر سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ

باب 38: ستر کی حفاظت کرنا

2718 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالََا حَدَّثَنَا بِهِزُ بْنُ حَكِيمٍ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ

2717- أخرجه مسلم (۱۸۵/۲ - اللیبی): کتاب العیض: باب: تعریض النظر الی العورات: حدیث (۷۴/۲۳۸) و ابوداؤد (۴/۴۳۷): کتاب العیاض: باب: ما جاء فی التعریض: حدیث (۴۰۸/۲) و ابن ماجه (۱/۲۱۷): کتاب الطهارة و سننها: باب: النسوة ان یری عورة اغیه: حدیث (۲۶۱/۲) و ابن خزیمة (۱/۴۰) حدیث (۷۲) و احمد (۲/۶۳)۔

متن حدیث: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ أَحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَاهَا قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◀◀ بہر بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم اپنے ستر کو کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے ستر کو اپنی بیوی اور اپنی کنیز کے علاوہ ہر ایک سے چھپاؤ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کچھ لوگ ایک ساتھ ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم سے ہو سکے تو کوئی بھی شخص اسے (یعنی تمہاری ستر کو) نہ دیکھے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! جب کوئی شخص تنہا ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

شرح

ستر کی حفاظت کرنا

حدیث باب میں ستر کی حفاظت کے بارے میں حضرت معاویہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے گئے تین اہم سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ حضرت معاویہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم اپنے ستر کہاں کھول سکتے ہیں اور انہیں کہاں چھپانا ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تم اپنے ستر کی حفاظت کرو لیکن تم اپنی بیوی یا اپنی لونڈی کے لیے کھول سکتے ہو۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! جب کثیر لوگ جمع ہوں تو تب کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے جواب دیا: اگر تم میں طاقت ہو کہ کوئی ستر نہ دیکھے تو تم ہرگز اپنا کشف ستر نہ کرنا اور کسی کو نہ دکھانا۔ تیسرا سوال یہ کیا تھا: جب آدمی اکیلا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ آدمی کے پاس ہوتا ہے اور وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم و حیاء کی جائے یعنی تنہائی میں بھی بلا ضرورت کشف ستر نہ کیا جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظت ستر کے حوالے سے تین اہم سوالات کے جواب دے کر اسلامی تہذیب کو بام عروج تک پہنچایا اور انسانی وقار کو مجروح کرنے والے تمام اسباب کے دروازے بند کر کے انسان بالخصوص مسلمان کو وہ قدر و منزلت عطا کی جس کا تصور کسی کے ذہن میں نہیں آ سکتا۔ کاش! ہم دنیوی رنگینیوں اور رعنائیوں سے متاثر ہونے کی بجائے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ حق نما کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ اسی میں ہمارے دارین کی فلاح و کامیابی کا راز مضمر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْفَيْحَذَ عَوْرَةٌ

باب 39: ران، ستر کا حصہ ہے

2719 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زُرْعَةَ

بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جَرَاهِدِ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ جَدِّهِ جَرَاهِدٍ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَرَاهِدٍ فِي الْمَسْجِدِ وَقَدْ انْكَشَفَ فَاخَذَهُ فَقَالَ إِنَّ الْفِخْذَ
 عَوْرَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مَا أَرَى إِسْنَادَهُ بِمُتَّصِلٍ

﴿﴾ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔
 حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی ران سے کپڑا ہٹایا ہوا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ران ستر میں داخل ہے۔
 امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔ میرے خیال میں اس کی سند متصل نہیں ہے۔

2720 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ

أَخْبَرَنِي ابْنُ جَرَاهِدٍ عَنْ أَبِيهِ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ كَاشِفٌ عَنْ فِخْذِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ غَطِّ فِخْذَكَ فَإِنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ ابن جریر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے۔ اس وقت انہوں
 نے اپنی ران سے کپڑا ہٹایا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اپنی ران کو ڈھانپ لو! کیونکہ یہ ستر کا حصہ ہے۔
 (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

2721 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَرَاهِدِ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْفِخْذُ عَوْرَةٌ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ عبداللہ بن جریر اسلمی اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ران ستر کا حصہ ہے۔
 (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔)

2722 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي

يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَتْنٌ حَدِيثٌ: الْفِخْذُ عَوْرَةٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍِّّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ

2719- أخرجه أبو داود (۲/۴۳۶): كتاب المصام: باب: النهي عن التمري حديث (۴۰۱۴) و الدارمی (۲/۲۸۱): كتاب الاستئذان: باب:
 فی ان الفخذ عورة و الصیبری (۲/۳۷۸-۳۷۹) حديث (۷۵۷) (۸۵۷) و احمد (۲/۴۷۹-۴۷۸) -
 2720- أخرجه احمد (۱/۲۷۵) -

توضیح راوی: وَلِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ جَحْشٍ صُحْبَةً وَلَا يَنْبَغُ لَهُ مُحَمَّدٌ صُحْبَةً

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ران ستر میں شامل ہے۔ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے صاحب زادے محمد بن عبد اللہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

شرح

ران ستر کا حصہ ہونا

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے جبکہ عورت کا ستر تمام جسم ہے سوائے اعضاء ثلاثہ یعنی چہرہ ہاتھ اور پاؤں کے۔ سوال یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا جواب احادیث باب میں دیا گیا ہے کہ ران بھی ستر کا حصہ ہے یہی وجہ ہے کہ روایات میں اسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال: احادیث باب سے ثابت ہے کہ ران ستر کا حصہ ہے لیکن کچھ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ران ستر کا حصہ نہیں ہے۔ وہ روایات یہ ہیں:

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران مبارک سے کپڑا ہٹایا تو میں نے آپ کی ران کی سفیدی دیکھی۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۷۱)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران کھول کر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت عنایت فرمادی اور اسی حالت میں تشریف فرما رہے۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں بھی اجازت عنایت کر دی آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے اجازت طلب کی تو انہیں اجازت دینے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران پر کپڑا ڈال لیا۔ ان دونوں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ران ستر کا حصہ نہیں ہے۔ اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) اثبات والی روایات (احادیث باب) پانچ ہیں جبکہ نفی والی دو ہیں، اکثریت کا اعتبار کرتے ہوئے ران کو ستر کا حصہ قرار دیا جائے گا۔

(۲) احادیث باب والی روایات بعد کی اور ناسخ ہیں اور نفی والی روایات پہلے کی اور منسوخ ہیں

(۳) احتیاط کا تقاضا بلکہ احوط یہ ہے کہ ران کو ستر کا حصہ قرار دیا جائے۔

ران ستر کا حصہ ہونے میں مذاہب آئمہ فقہ

کیا ران ستر کا حصہ ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور جمہور رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ران ستر کا حصہ ہے۔ انہوں نے

احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ران ستر کا حصہ نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات سے استدلال کیا ہے جن میں ران ستر کا حصہ نہ ہونے کی تصریح ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کے جوابات مذکورہ بالا جواب میں مذکور ہیں۔ (لہذا ایک نظر اوپر سوال و جواب پر ڈال لی جائے)

سوال: گھٹنے ستر کا حصہ ہے یا نہیں؟

جواب: اس بات میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ گھٹنے ستر کا حصہ نہیں ہے۔ انہوں نے مذکورہ روایت سے استدلال کیا ہے جو یوں ہے: کوئی شخص اس حصہ کو ہرگز نہ دیکھے جو ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گھٹنے ستر میں شامل نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظریہ ہے کہ گھٹنے ستر کا حصہ ہے۔ آپ کے دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گھٹنے ستر کا حصہ ہے۔ (سنن دارقطنی، ج اول، ص ۲۳۱)

(۲) ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی والی جگہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے دونوں یا ایک گھٹنے کھلا ہوا تھا

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فوراً ڈھانپ لیا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۶۹۵)

(۳) احتیاط کا بھی تقاضا ہے کہ گھٹنے ستر میں شامل کیا جائے۔

(۴) ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر اور مغیا ہے اور گھٹنے غایت ہے۔ عام اصول ہے کہ غایت مغیا میں داخل ہوتی ہے لہذا

ثابت ہوا کہ گھٹنے ستر کا حصہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ

باب 40: پاکیزگی کا بیان

2723 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْيَاسِ عَنْ صَالِحِ بْنِ

أَبِي حَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ

فَنَظِفُوا أَرَاهُ قَالَ أَفْنَيْتُكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ

اختلاف روایت: قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيهِ عَامِرُ ابْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ

أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ نَظِفُوا أَفْنَيْتُكُمْ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

2723- انصردبہ الترمذی کہا جا رہا ہے فی (تحفة الاشراف) (۲/۲۰۰) حدیث (۲۸۹۴) ذکرہ صاحب (المسکاة) (۸/۲۶۲ - مرقاة) برقم

(۴۴۸۷) و عزاء للترمذی-

توضیح راوی: وَخَالِدُ بْنُ الْيَاسِ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ ابْنُ يَاسٍ

﴿﴾ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے وہ نظیف ہے اور نضافت کو پسند کرتا ہے وہ کریم ہے اور کرم کو پسند کرتا ہے وہ جواد (سخی) ہے اور جود (سخاوت) کو پسند کرتا ہے تو تم صفائی اختیار کرو۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے۔ انہوں نے یہ الفاظ استعمال کیے تھے۔ اپنی عمارتوں کو صاف رکھو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ مہاجر بن مسمار سے کیا تو انہوں نے یہ بات بتائی، عامر بن سعد نے اپنے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا ”اور تم اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھو“

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

خالد بن الیاس نامی راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کا نام خالد بن ایاس ہے۔

شرح

نظافت و صفائی کی اہمیت

لفظ: نظافۃ کا لغوی معنی ہے: پاکیزگی، صفائی۔ اصطلاحی معنی ہے: میل کچیل سے دور ہونا، صاف ستھرا ہونا۔ جس طرح طہارت کو اسلام میں اہمیت دی گئی ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی، اسی طرح نظافت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ امامت کی ترجیحات کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں: الا نظف ثوبا، امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جس کے کپڑے زیادہ صاف ستھرے ہوں۔ دینی مدارس کے طلباء کو چاہیے کہ وہ روزانہ غسل کریں، اپنے کپڑے صاف ستھرے رکھیں اور اساتذہ کے کمروں کی صفائی کا بھی خیال رکھیں اور کمروں کی اشیاء کو بھی سلیقہ سے رکھیں۔

حدیث باب میں اللہ تعالیٰ کے چار صفائی اسماء بیان کیے گئے ہیں اور ان کے ساتھ صفات بیان کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ: بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاکیزہ چیز کو پسند کرتا ہے۔

۲- نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ: اللہ تعالیٰ ستھرا ہے وہ صفائی کو پسند کرتا ہے۔

۳- كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ: اللہ تعالیٰ فیاض ہے وہ فیاضی کو پسند کرتا ہے۔

۴- جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ: بیشک اللہ تعالیٰ سخی ہے وہ سخاوت کو پسند کرتا ہے۔

حدیث باب کے آخر میں خصوصیت سے اس بات کا درس دیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! تم اپنے آنگن وغیرہ کو صاف ستھرا رکھا کرو اور یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے آنگن کو نجس و غلیظ نہ رکھا کرو۔ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے: الطہارۃ شرط الایمان۔ یعنی صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ اسلام نے طہارت جسمانی کے ساتھ طہارت فکری و قلبی کا بھی درس دیا ہے تاکہ انسان کے عقائد و افکار کی بھی اصلاح ہو جائے اور اس میں کفر و شرک کی نجاست وغیرہ کی ملاوٹ نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَسْتَارِ عِنْدَ الْجَمَاعِ

باب 41: صحبت کرتے وقت پردہ کرنا

2724 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ نَيْزَكِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُجَيَّابَةَ

عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: أَيَّاكُمْ وَالتَّعَرَّى فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ

فَانْتَحَبُواهُمْ وَأَكْرَمُواهُمْ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحِ رَاوِي: وَأَبُو مُجَيَّابَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ يَعْلَى

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: برہنہ ہونے سے پرہیز کرو؛ کیونکہ تمہارے ساتھ (فرشتے) ہوتے ہیں جو تم سے صرف اس وقت جدا ہوتے ہیں جب کوئی شخص قضاء حاجت کرتا ہے یا جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرتا ہے تو تم ان سے حیا کرو اور ان کی عزت افزائی کرو۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابو مجیباة نامی راوی کا نام یحییٰ بن یعلیٰ ہے۔

شرح

جماع کے وقت پردے کا اہتمام کرنا

زوجین باہم جسم کا ایک ایک حصہ دیکھ سکتے ہیں لیکن سلیقہ مندی و دانشمندی کا تقاضا ہے کہ دوران جماع بھی ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھیں بلکہ دوران جماع چادر وغیرہ اوڑھ لیں۔ حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ بلا ضرورت آدمی کو ننگا نہیں ہونا چاہئے؛ کیونکہ ایسی صورت میں نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے جبکہ ان کے نورانی مخلوق ہونے کی وجہ سے ان کا احترام کرنا چاہیے۔ تاہم مجبوری کی وجہ سے ننگا ہونا جائز بھی ہے مثلاً قضاء حاجت کے وقت کیونکہ ننگا ہوئے بغیر یہ کام ممکن نہیں ہے۔

سوال: حدیث باب کے مضمون کی ترجمہ الباب کے ساتھ مطابقت نہیں ہے؛ کیونکہ مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کو ننگا ہونا جائز ہے جبکہ ترجمہ الباب سے ثابت ہوتا ہے کہ ننگا ہونا جائز نہیں ہے۔

جواب: حدیث باب کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ جماع کے وقت زوجین ننگے ہوں؛ کیونکہ ملائکہ کے علیحدگی کی دو مثالیں بیان

کی گئی ہیں:

(۲) قضاء حاجت کے وقت۔

(۱) جماع کے وقت

2724- انفرادیہ الترمذی کہا جہاں فی (تحفة الاشراف) (۶/۲۰۵) حدیث (۸۲۱۸) ذکرہ البغوی فی (شرح السنة) (۵/۲۱) و قال: بیرونی

عن ابن عمر یا مناد غریب و عزاء للترمذی و صاحب (المسکاة) (۶/۲۸۶ - مرقاة) برقم (۲۱۱۵) و عزاء للترمذی۔

ان میں سے پہلی مجبوری کی صورت نہیں ہے لیکن دوسری مجبوری کی صورت ہے۔ اس طرح ہر صورت کا حکم الگ ہے لہذا ترجمۃ الباب اور مضمون حدیث میں تضاد نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ

باب 42: حمام میں داخل ہونا

2725 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَتْنِ حَدِيثٍ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسُ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ طَاوُسٍ عَنْ جَابِرٍ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

قول امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ صَدُوقٌ وَرَبَّمَا يَهُمُ فِي الشَّيْءِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَيْثٌ لَا يُفْرَحُ بِحَدِيثِهِ كَانَ لَيْثٌ يَرْفَعُ أَشْيَاءَ لَا يَرْفَعُهَا غَيْرُهُ فَلِذَلِكَ ضَعَّفُوهُ
﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ جانے دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہبند باندھے بغیر حمام میں داخل نہ ہو جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔
(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے ہم اسے صرف طاووس کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ روایت کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ نَامِي رَاوِي ”صدوق“ ہیں، لیکن بعض اوقات انہیں کسی چیز کے بارے میں وہم ہو جاتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان کی لیت سے خوشی حاصل نہیں ہوتی۔
لیث بعض اوقات ایسی روایات کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کر دیتے ہیں، جنہیں دیگر راویوں نے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا ہوتا۔ اسی وجہ سے محدثین نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

2726 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي عُدْرَةَ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ

2725- أخرجه النسائي (1/198): كتاب الفسل والتيميم: باب: الرخصة في ودخول الحمام: و النارمي (2/112): كتاب الاصابة باب: النسبي عن القمود على مائدة يدار عليها الخمر: و احمد (2/339) و ابن خزيمة (1/124): حديث (249)-
2726- أخرجه ابوداؤد (2/430): كتاب الحمام: باب: الحمام: حديث (4009) و ابن ماجه (2/124): كتاب الادب: باب: دخول الحمام: حديث (2749) و احمد (6/122-129)-

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرَّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنِ الْحَمَامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي

الميازير

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ وَاسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَلِكَ

القائم

ابوعزیرہ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس پایا ہے وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: پہلے نبی اکرم ﷺ نے مردوں اور خواتین کو حمام میں جانے سے منع کیا تھا پھر آپ نے مردوں کو تہبند باندھ کر جانے کی اجازت دی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم سے صرف حماد بن سلمہ کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں اور اس کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

2121 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنبَانَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ

بْنَ أَبِي الْجَعْدِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ الْهُذَلِيِّ

متن حدیث: أَنَّ نِسَاءً مِّنْ أَهْلِ حِمَصَ أَوْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ دَخَلْنَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَنْتُنَّ اللَّائِي يَدْخُلْنَ نِسَاؤُكُمْ الْحَمَامَاتِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

◀◀ ابوالملیح ہذلی فرماتے ہیں: حمص کی خواتین (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) شام کی کچھ خواتین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: تم وہی خواتین ہو کہ تمہاری عورتیں حمام میں جاتی ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کہیں اپنے کپڑے اتارے گی تو وہ اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان موجود پردے کو فاش کر دے گی۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

شرح

غسل خانہ میں جانا

دنیا کے جن خطوں میں پانی کی قلت ہے وہاں کے لوگ (مردوزن) ہوٹل میں جا کر غسل کرتے ہیں اور خواتین و حضرات کے اختلاط کی وجہ سے بہت بے پردگی ہوتی ہے لہذا وہاں خواتین کو ہوٹل میں نہیں جانا چاہیے بلکہ گھر میں لنگی وغیرہ باندھ کر باپردہ غسل کرنا چاہیے۔ غسل کرتے وقت خواتین کو جانگھیا چڈی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ساتھ کوئی کپڑا بھی بطور پردہ استعمال کرنا چاہیے۔

2727- اخرجه ابو داؤد (۴۲۵/۲) كتاب الحمام: باب الحمام: حديث (۴۱۰) و ابن ماجه (۱۳۲۶/۲): كتاب اللدبية: باب: دخول الحمام

حديث (۳۷۵۰) و السارمي (۲۸۱/۲): كتاب اللدبيينان: باب: النسوي عن دخول المرأة الحمام و احمد (۱۷۲/۶) (۱۹۸) (۴۱/۶)۔

دوسری حدیث باب میں صراحت ہے کہ شروع شروع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوزن سب کو حماموں میں جا کر غسل کرنے سے منع کیا تھا لیکن بعد میں مردوں کو اجازت دے دی اور عورتوں کی ممانعت کو برقرار رکھا تھا۔

فائدہ نافعہ: عورتوں کے لیے غسل کی حد تک بے پردگی سے بچنے کا حکم نہیں ہے بلکہ جہاں بھی یہ ناسور موجود ہو وہاں سے احتراز کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے مثلاً سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم ریل کار اور ہوائی جہازوں میں مخلوط سفر اور کلبوں میں مخلوط کھیل وغیرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ

باب 43: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا موجود ہو

2728 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ تَمَائِيلَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر موجود ہو۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

2729 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ إِسْحَاقَ أَخْبَرَهُ قَالَ

متن حدیث: دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُوذُهُ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَائِيلٌ أَوْ صُورَةٌ شَكَ إِسْحَاقُ لَا يَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ رافع بن اسحاق بیان کرتے ہیں: میں اور عبداللہ بن ابو طلحہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بات بتائی ہے۔ فرشتے

2728- اخرجہ البخاری (۲۵۹/۶): کتاب بدء الخلق: باب: اذا قال احدكم (آمین)۔۔۔ حدیث (۲۳۳۵) (۶/۶۱۴) کتاب ابدء الخلق: باب: اذا وقع الذباب في شراب احدكم۔۔۔ حدیث (۲۳۳۲) (۷/۳۶۷) کتاب المغازی: باب: (۱۲) حدیث (۴۰۰۲) (۱۰/۲۹۴): کتاب اللباس: باب: التصاوير حدیث (۵۹۴۹) و مسلم (۱۶۳۵/۳): کتاب اللباس و الزينة: باب: تحريم تصوير صورة الميوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير مبرنة۔۔۔ حدیث (۲۱۰۶/۸۴) و النسائي (۲۱۲/۸): کتاب الزينة: باب: التصاوير: حدیث (۵۳۴۸) و ابن ماجه (۱۲۰۲/۲): کتاب اللباس: باب: الصور في البيت: حدیث (۲۶۴۹) و العميدى (۲۰۶/۱) حدیث (۴۲۱)۔

2729- اخرجہ مالك (۹۶۶/۲): کتاب الاستئذان: باب: ما جاء في الصورة و التمايل: حدیث (۶) و احمد (۹۰/۳)۔

ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں (یہاں پر حدیث کے ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے: لفظ تماثل استعمال ہوا ہے یا صورت استعمال ہوا ہے؟) اسحاق نامی راوی کو یہ شک ہے: اس میں سے کون سا لفظ استعمال ہوا ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2730 سند حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي اسْحَقَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اتَانِي جَبْرِيلُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فِي بَابِ الْبَيْتِ تِمَالُ الرِّجَالِ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامٌ سِتْرٌ فِيهِ تَمَائِيلٌ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمَرَّ بِرَأْسِ التِّمَالِ الَّذِي بِالْبَابِ فَلْيُقْطَعُ فَلْيُصَيَّرْ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرٌّ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعُ وَيُجْعَلْ مِنْهُ وَسَادَتَيْنِ مُتَبَدِّلَتَيْنِ يُوطَّانُ وَمُرٌّ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجُ ففَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ذَلِكَ الْكَلْبُ جَرَّوَالِلِحْسَنِ أَوْ الْحُسَيْنِ تَحْتَ نَضْدٍ لَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَآبِي طَلْحَةَ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا: میں گزشتہ رات آپ کے پاس آنا چاہتا تھا، لیکن میں آپ کے گھر میں اس لیے داخل نہیں ہوا کیونکہ اس میں کچھ مردوں کی تصویریں موجود تھیں۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک پردے پر یہ تصویریں بنی ہوئی تھیں اور اس گھر میں کتا بھی موجود تھا (حضرت جبریل نے عرض کی) آپ تصویروں کے بارے میں حکم دیں کہ ان کا سر کاٹ دیا جائے۔ اس طرح یہ درخت کی شکل میں ہو جائیں گی اور پردے کے بارے میں یہ حکم دیں کہ اسے کاٹ کر اس کے تکیے بنا لیے جائیں، جنہیں نیچے رکھا جائے اور انہیں روندنا جائے اور کتے کے بارے میں حکم دیں کہ اسے باہر نکال دیا جائے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا وہ کتے کا پلا تھا جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا تھا اور آپ کے پلنگ کے نیچے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اسے نکال دیا گیا۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

گھر میں کسی جاندار کی تصویر اور کتا ہونے کی وجہ سے ملائکہ رحمت کا نہ آنا

جانداروں کی تصاویر میں صورتوں کی مشابہت ہے جن کی پرستش کی جاتی ہے، چونکہ غیر اللہ کی عبادت و ریاضت شرک ہے اور اس ناسور کے مرتکب لوگ مشرک ہیں۔ فرشتوں کو شرک اور مشرکین سے سخت نفرت ہے، لہذا جس گھر میں جاندار کی تصویر موجود ہو

2730- اخرجه ابو داؤد (۴/۷۷۳): کتاب اللباس: باب: الصور: حدیث (۶۱۵۸) و النسائی (۸/۲۱۶): کتاب الزینة: باب: ذکر اشد الناس عذاباً حدیث (۵۲۶۵) و احمد (۲/۳۰۵) و ابن ماجہ (۲۹۰/۴۷۸)۔

اس میں وہ داخل نہیں ہوتے۔ تصویر سازی کی حرمت اور اس کے احکام کتاب اللباس میں تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں لہذا یہاں اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ کتوں کو بڑے شوق سے پالتے تھے، کتاب ملعون و منحوس جانور ہے اور اسے شیطان سے مطابقت بھی ہے۔ اسی مناسبت کی بنا پر فرشتے اس گھر سے نفرت کرتے ہیں اور اس میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتاب موجود ہو۔ کتاب کی نحوست کی وجہ سے اسلام نے اسے بلا ضرورت پالنے سے منع کیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واپس جاتے وقت عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کل پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ آئندہ دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت نہ ہوئے۔ آئندہ آمد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب وعدہ نہ آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب میں عرض کیا: انا لاندخل بیتا فیہ کلب و لا صورة۔ بیشک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتاب یا تصویر موجود ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے چھوٹے باغ کے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا اور بڑے باغ کے کتوں سے اجتناب کیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۱۰۵)

سوال: جب کتاب پالنا منع ہے تو پھر صاحبزادگان نے کتے کا پلا کیوں پالا تھا؟ جب تصویر سازی اور تصاویر کا استعمال کرنا منع ہے تو پھر کاشانہ نبوت کے دروازے پر ایسا کپڑا کیوں لٹکایا گیا تھا جس پر تصاویر موجود تھیں؟

جواب: یہ واقعات اس دور سے متعلق ہیں جب کتوں کو ہلاک کرنے اور تصویر کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْمُعْصِفِرِ لِلرَّجُلِ وَالْقَسِيِّ

باب 44: مرد کے لیے ”کسم“ سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا اور ”قسی“ استعمال کرنا حرام ہے

2731 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي

يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

متن حدیث: قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

مذاهب فقہاء: وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ كَرِهُوا لُبْسَ الْمُعْصِفِرِ وَرَأَوْا أَنَّ مَا صُبِغَ بِالْحُمْرَةِ بِالْمَدْرِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُعْصِفِرًا

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا اس نے سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: کسم سے رنگے ہوئے کپڑے کو پہننا مکروہ ہے۔ انہوں نے یہ رائے اختیار کی ہے: جب سرخ رنگ میں میٹھا یا اس کے علاوہ کوئی اور رنگ شامل کر کے اسے رنگا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ کسم نہ ہو۔

2732 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بِنِ يَرِيمَ قَالَ قَالَ عَلِيُّ
متن حدیث: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَيْسِيِّ وَعَنِ الْمَيْثِرَةِ وَعَنِ

الْبَجَعَةِ

قَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ وَهُوَ شَرَابٌ يَتَّخَذُ بِمِصْرَ مِنَ الشَّعِيرِ
حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے، ریشمی کپڑا پہننے، ریشمی زین پر بیٹھنے اور ”بجعہ“ سے منع کیا ہے۔

ابو احوص نامی راوی بیان کرتے ہیں: یہ ایک شراب ہے ”جو“ مصر میں جو کے ذریعے بنائی جاتی ہے۔
(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

2733 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُؤَيْدٍ بْنِ مِقْرِنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ
متن حدیث: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمْرًا بِاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَعِيَادَةِ
الْمَرِيضِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ
خَاتِمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّبِيحِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْقَيْسِيِّ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ هُوَ أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمٌ بْنُ الْأَسْوَدِ

﴿﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا ہے اور سات چیزوں سے منع کیا ہے۔ آپ نے ہمیں جنازے کے ساتھ جانے، بیمار کی عیادت کرنے، چھینکنے والے کو جواب دینے، دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم پوری کروانے اور سلام کا جواب دینے کا حکم دیا ہے جبکہ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے، سونے کا چھلا پہننے، چاندی کے برتن استعمال کرنے، حریر، دبیاج، استبرق اور قسی (ریشم کی مختلف قسموں کو) استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

اشعث بن سلیم نامی راوی اشعث بن ابوشعثاء ہیں۔ ابوشعثاء کا نام سلیم بن اسود ہے۔

2732- اضرجه ابو داؤد (۲/۴۴۷)؛ کتاب اللباس؛ باب: من كرهه. حديث (۴۰۵۱) و النسائي (۸/۱۶۵)؛ كتاب الزينة؛ باب: خاتم الذهب. حديث (۵۱۶۵) و ابن ماجه (۲/۱۲۰۵)؛ كتاب اللباس؛ باب: الميثرات. حديث (۳۶۵۴) و احمد (۱/۷۳۳، ۹۲/۱) و ابن ماجه (۱/۸۱۶، ۱۰۴/۱) و عبد الله بن احمد (۱/۱۱۰۹، ۱۳۷/۱) و عبد الله بن احمد (۱/۱۱۰۲، ۱۳۳/۱) و ابن ماجه (۱/۱۱۱۳، ۱۳۳/۱)

شرح

مرد کے لیے رنگے ہوئے اور ریشمی کپڑوں کا استعمال مکروہ ہونا

گہرا سرخ کپڑا مردوں کے لیے استعمال میں لانا منع ہے، یہ وہ کپڑا ہے جو معصفر (ایک بوٹی کا نام ہے) سے رنگا جاتا تھا اور اس میں کشت پیدا ہو جاتی تھی۔ معصفر کے علاوہ کسی چیز سے رنگا ہوا کپڑا استعمال میں لانا جائز ہے، کیونکہ اس میں کشت نہیں ہوتی۔ اس کی کراہت اور ناپسندیدگی کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے زیب تن کرنے والے کو سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔ تاہم خواتین کے لیے سرخ کپڑے کا استعمال مکروہ نہیں ہے۔

قسی اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جس میں ریشم ملا ہوا ہو۔ اس کی وجہ تسمیہ میں دو قول ہیں:

(۱) یہ مصر کے مشہور شہر ”قسی“ کی طرف منسوب ہے۔

(۲) یہ وہ کپڑا ہے جس میں ریشم کی دھاری ہو اور احتیاط کی بنا پر اس سے منع کیا گیا ہے۔

سات چیزوں کے حکم دینے کا مطلب ان کا جواز و بجالانا ہے اور سات اشیاء سے ممانعت ان کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ وہ سات اشیاء جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ درج ذیل ہیں:

(۱) جنازہ کے پیچھے چلنا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) چھینکنے والے کو جواب دینا (۴) دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (۶) قسم پوری کرنا (۷) سلام کا جواب دینا۔

وہ سات اشیاء جن سے آپ نے منع فرمایا اور انہیں ناپسند قرار دیا، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) سونے کی انگوٹھی یا چھلہ (۲) چاندی کے برتن (۳) حریر (۴) دیباچ (۵) استبرق (۶) استبرق (۷) قسی۔

آئمہ اربعہ کے نزدیک مردوں کے لیے سونے کا استعمال حرام ہے۔ عورتوں کے لیے زیورات کی شکل میں سونے اور چاندی کا استعمال جائز ہے۔ مرد انگوٹھی کی شکل میں چاندی استعمال میں لاسکتے ہیں۔ چاندی کا استعمال برتنوں کی شکل میں منع ہے، کیونکہ یہ جواز اللہ تعالیٰ نے آخرت میں رکھا ہے۔ حریر، دیباچ، استبرق اور قسی کپڑوں کے استعمال کی ممانعت ان میں ریشم ہونے کی وجہ سے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْبَيَاضِ

باب 45: سفید کپڑا پہننا

2734 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ

أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتَنُ حَدِيثٍ: اَلْبُسُوَا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفَّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2734۔ اخرجه ابن ماجه (۱۱۸۱/۲)؛ كتاب اللباس؛ باب: البياض من الثياب؛ حديث (۲۵۶۷)؛ و احمد (۱۷۰۱۲/۵)؛ (۱۹۰۱۸)۔

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سفید کپڑے پہنا کرو! کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہوتے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔
اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

سفید کپڑے کے استعمال کی فضیلت

جس طرح میت کو کفن کسی بھی رنگ کے کپڑے میں دیا جاسکتا ہے مگر افضل سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دینا ہے۔ اسی طرح مرد کوئی بھی کپڑا زیب تن کر سکتا ہے لیکن سفید کپڑا بہتر ہے۔ سفید کپڑا بہتر ہونے کی دو وجوہات ہیں:
(۱) یہ زیادہ پاکیزہ ہے (۲) یہ زیادہ صاف ستھرا ہے
کیونکہ سفید کپڑے پر داغ دھبہ جلدی نمایاں ہو جاتا ہے جس وجہ سے آدمی اسے جلدی دھونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے برعکس رنگین کپڑے میں میل کچیل زیادہ نمایاں نہیں ہوتا جس وجہ سے وہ ایسا کپڑا کئی ایام تک استعمال کرتا رہتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخَصَةِ فِي لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ

باب 46: مردوں کے لیے سرخ رنگ پہننے کی اجازت

2735 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا عَبَثُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْأَشْعَثِ وَهُوَ ابْنُ سَوَّارٍ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ

جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

مَنْ حَدِيثُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ اضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَ الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَشْعَثِ

﴿﴾ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو

کبھی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا تھا۔ آپ نے سرخ حلتہ پہنا ہوا تھا اور اس وقت آپ مجھے چاند سے زیادہ خوبصورت لگ رہے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے، ہم اسے صرف اشعث نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے

ہیں۔

2736 وَرَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ

2735۔ اخرجه الدررسي (۲۰/۱) كتاب باب: في حسن النبي صلى الله عليه وسلم۔

متن حدیث: رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ حَمْرَاءَ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ بِهَذَا وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا
قول امام بخاری: قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدًا قُلْتُ لَهُ حَدِيثُ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبِرَاءِ أَصَحُّ أَوْ حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ فَرَأَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحًا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبِرَاءِ وَأَبِي جُحَيْفَةَ

شعبہ اور ثوری نے اسے ابواسحاق کے حوالے سے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ حلتہ پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

◀◀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس حدیث میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے۔

میں نے اس بارے میں امام بخاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: میں نے ان سے کہا ابواسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے وہ زیادہ مستند ہے یا حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت زیادہ مستند ہے؟ تو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ان دونوں روایات کو مستند قرار دیا۔

اس بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

شرح

مردوں کے لیے سرخ لباس زیب تن کرنا جائز ہونا:

مردوں کے لیے تیز سرخ رنگ کا کپڑا زیب تن کرنا منع ہے اور ہلکا سرخ رنگ بلا کراہت جائز ہے۔ خواتین کے لیے دونوں رنگ کے کپڑے استعمال میں لانا جائز ہے۔

سوال: زیر مطالعہ باب سے قبل باب سے متصل باب کی روایات میں سرخ رنگ کے کپڑے کی ممانعت بیان کی گئی تھی اور احادیث باب سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس طرح دونوں قسم کی روایات میں تعارض ہے؟

جواب: ممانعت والی روایات اپنے اصل پر محمول ہیں یعنی مردوں کے لیے تیز سرخ کپڑوں کا استعمال منع ہے۔ جواز والی روایات اس بات پر محمول ہیں کہ اس سے مراد یمن کا بنا ہوا کپڑا ہے جس کی زمین سفید ہوتی تھی اور اس میں سرخ دھاریاں ہوتی تھیں۔

2737۔ اخرجه ابو داؤد (۴۰/۲): کتاب التباس: باب: فی الغصرة، حدیث (۶۰۶۵) والنسائی (۱۸۵/۲): کتاب صلاة العیدین: باب: الزینة للخطبة للعیدین، حدیث (۱۵۷۳) و اطرافه فی (۵۲/۸): کتاب القسامة، باب: هل یؤخذ احد بجمرة غیره، (۱۶۰/۸): کتاب الزینة: باب: الغضاب بالعناء، حدیث (۵۰۸۲) (۲۰۴/۸): کتاب الزینة: باب: لیس الغضیر من الثیاب، حدیث (۵۳۶۹) والدارمی (۱۹۹/۲) کتاب الیسات: باب: لا یؤخذ احد بجمرة غیره، و احمد (۲۳۶/۲) (۱۶۳/۴) و عبد اللہ بن احمد (۲۳۶/۲) (۲۳۷/۲) (۲۳۸/۲) و المصیری (۲۸۲/۲) حدیث (۸۶۶) لابی داؤد ثلاثه مواضع اکرى وهى (۴۸۵/۲) کتب الترجیل: باب: فی الغضاب، حدیث (۴۲۰۶) (۴۳۰۷) (۵۷۵/۲): کتاب الیسات: باب: لا یؤخذ احد بجمرة اخیه ابیه، حدیث (۴۴۹۵)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْأَخْضَرِ

باب 47: سبز کپڑا پہننا

2737 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِيَادٍ

لَقِيَطٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي رَمَثَةَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِيَادٍ

تَوْصِيحِ رَاوِي: وَأَبُو رَمَثَةَ التَّمِيمِيُّ يُقَالُ اسْمُهُ حَبِيبُ بْنُ حَيَّانَ وَيُقَالُ اسْمُهُ رِفَاعَةُ بْنُ يَثْرِبِيٍّ

﴿﴾ حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اس وقت آپ نے دو سبز کپڑے پہنے

ہوئے تھے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہم اسے صرف عبید اللہ بن زیاد کی نقل کردہ روایت کے طور پر

جانتے ہیں۔

ابو رمثہ تمیمی کا نام حبیب بن حیان ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام رفاعہ بن یثربی ہے۔

شرح

سبز کپڑا زیب تن کرنا

دوسرے رنگوں کی طرح سبز رنگ کا کپڑا زیب تن کرنا بھی جائز و مستحب ہے۔ سبز رنگ اہل جنت کے کپڑوں کا ہے۔ چنانچہ اس

کے دلائل یہ ہیں: (۱) ارشاد بانی ہے: مُتَّكِيْنِ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَ عَبَقْرِيٍّ حَسَانٍ ۝ (الرحمن: ۷۶) ”وہ لوگ سبز شجر اور

نہایت خوبصورت کپڑوں (کے فرشوں) پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔“ (۲) ارشاد خداوندی ہے: عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٍ

خُضْرٌ وَ اسْتَبْرَقٌ (الدھر: ۲۱) ”اہل جنت کے کپڑے باریک، سبز ریشم اور دبیز ریشم کے ہوں گے۔“ (۳) وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَ اسْتَبْرَقٍ (الکہف: ۳۱) ”وہ سبز رنگ کے باریک اور دبیز ریشم زیب تن کریں گے۔“

فائدہ نافعہ: کچھ ملنگ قسم کے لوگ سبز لباس زیب تن کر کے فخر سے اس لباس کو سنت قرار دیتے ہیں، یہ جہالت پر مبنی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْأَسْوَدِ

باب 48: سیاہ لباس پہننا

2738 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُصْعَبِ

بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

2738۔ اخرجه مسلم (۱۸۸۲/۴): كتاب فضائل الصحابة: باب: فضائل اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم: حديث (٦١ / ٢٤٢٤) و

ابو داؤد (٤٤٢ / ٢) : كتاب اللباس: باب: في لبس الصوف و الشعر: حديث (٤٠٢٢) و احمد (١٦٢ / ٦) -

متن حدیث: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِّنْ شَعْرِ أَسْوَدَ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ باہر نکلے تو آپ نے سیاہ رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب صحیح“ ہے۔)

شرح

سیاہ کپڑے کا استعمال کرنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سیاہ چادر تھی جو اپنے استعمال میں لاتے اور آپ نے سیاہ عمامہ بھی استعمال کیا ہے لیکن سیاہ لباس زیب تن کرنا ثابت نہیں ہے لہذا سیاہ لباس استعمال میں لانا سنت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مکمل سیاہ نہیں تھی بلکہ سیاہ دھاریوں کی وجہ سے اسے سیاہ کہا جاتا ہے۔
بقول شاعر

کبھی پوشش تھی لنگی اور چادر دھاریوں والی
کبھی کملی تھی جسم پاک پر اوڑھے ہوئے کالی

بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْأَصْفَرِ

باب 49: زرد کپڑا پہننا

2739 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ أَبُو عُمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَسَّانٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ جَدَّتَاهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ عَلِيَّةَ وَدُحْيَةُ بِنْتُ عَلِيَّةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وَكَانَتْ رَبِيبَتِهَا وَقَيْلَةُ جَدَّةُ أَبِيهِمَا أُمُّ امَّةٍ أَنَّهَا قَالَتْ

متن حدیث: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتِ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ حَتَّى جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَعَلَيْهِ تَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَالُ مُلَيَّتَيْنِ كَانَتَا بَزْعُفْرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتَا وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَسِيبُ نَخْلَةٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: حَدِيثٌ قَيْلَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَّانٍ

﴿﴾ سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ (اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں) ایک شخص آیا اس وقت سورج چڑھ چکا تھا۔ اس نے کہا السلام علیک یا رسول

2739۔ اضرجه ابو داؤد (۱۹۳/۲): کتاب الفرج والامارة: باب: فی اقطاع الارضین (۲۰۷۰)۔

اللہ! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وعلیک السلام ورحمة اللہ (سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) اس وقت نبی اکرم ﷺ نے دو پرانے اور بغیر سلعے ہوئے کپڑے پہن رکھے تھے جو زعفران کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ان کا رنگ ہلکا پڑ چکا تھا اور آپ کے پاس کھجور کی ایک شاخ بھی تھی۔

سیدہ قیلہ رضی اللہ عنہا کی نقل کردہ روایت کو ہم صرف عبد اللہ بن حسان کی نقل کردہ حدیث کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

زرد کپڑے کا استعمال جائز ہونا:

حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ زعفران سے رنگا ہوا کپڑا جو زرد رنگ اختیار کر چکا ہو، کا استعمال کرنا جائز ہے۔

سوال: حدیث باب سے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور آئندہ روایت سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہے؟

جواب: (۱) بار بار استعمال کرنے یا پرانی ہونے کی وجہ سے اس کا رنگ اڑ گیا تھا اور رنگ گہرا نہیں رہا تھا۔

(۲) منسوخ ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر استعمال فرمائی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ وَالْخَلْقِ لِلرِّجَالِ

باب 50: مرد کے لیے زعفران اور خلوق استعمال کرنا حرام ہے۔

2740 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

مَنْ حَدَّثَنَا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عَلِيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ

قول امام ترمذی: قَالَ أَبُو عِيسَى: وَمَعْنَى كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ يَعْنِي أَنْ يَتَطَيَّبَ بِهِ

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مرد کو زعفرانی (رنگ کا کپڑا) استعمال کرنے سے

منع کیا ہے۔

2740- اخرجه البخاری (۲۱۷/۱۰): کتاب اللباس: باب: النسوی عن التزعفر للرجال: حدیث (۵۸۴۶) و مسلم (۱۶۶۲/۳): کتاب اللباس

و الزینة: باب: نسوی الرجل عن التزعفر (۲۱۰/۷۷) و ابوداؤد (۴۷۹/۲): کتاب الترجیل باب: من الغلوق للرجال: حدیث (۴۱۷۹) و

النسائی (۱۴۱/۵): کتاب منابک الحج: باب: الزعفران للمهرم: حدیث (۲۷۰۶) و النسائی (۱۸۹/۸): کتاب الزینة: باب: الزعفران: حدیث

(۵۲۵۶) و احمد (۱۸۷۱۰/۲)۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شعبہ نے یہ روایت اسماعیل بن علیہ کے حوالے سے، عبدالعزیز بن صہیب کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

◀◀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرد کے لیے زعفران استعمال کرنے کے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے: مرد خوشبو کے طور پر زعفران لگائے۔

2741 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَفْصٍ بِنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا قَالَ أَذْهَبَ فَأَغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا

تَعُدُّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اختلاف سند: وَقَدْ اِخْتَلَفَ بَعْضُهُمْ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

مَنْ سَمِعَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَدِيمًا فَسَمَاعُهُ صَحِيحٌ وَسَمَاعُ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ صَحِيحٌ

إِلَّا حَدِيثَيْنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَادَانَ قَالَ شُعْبَةُ سَمِعْتُهُمَا مِنْهُ بِأَخْرَجَهُ

قَالَ أَبُو عَيْسَى: يُقَالُ إِنَّ عَطَاءَ بْنَ السَّائِبِ كَانَ فِي آخِرِ أَمْرِهِ قَدْ سَاءَ حِفْظُهُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبِي مُوسَى وَأَنَسٍ

تَوْصِيحُ رَاوِي: وَأَبُو حَفْصٍ هُوَ أَبُو حَفْصِ بْنِ عُمَرَ

◀◀ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے خلوق (نامی خوشبو) لگائی

ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: جاؤ! اسے دھولو اور پھر دو بارہ نہ لگانا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

اس کی سند کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات نے اسے عطاء بن ساء کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

علی بن مدینی بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید یہ فرماتے ہیں: جس شخص نے پہلے زمانے میں عطاء بن سائب سے احادیث نقل

کی تھیں ان کا سماع صحیح ہوگا اور شعبہ اور سفیان کا عطاء بن سائب سے سماع صحیح ہے۔ ماسوائے دو احادیث کے جو عطاء بن

سائب کے حوالے سے زاذان سے منقول ہیں۔

شعبہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان دونوں روایات کو آخری عمر میں سنا تھا۔

ایک قول کے مطابق عطاء بن سائب کی آخر میں یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ ان کا حافظہ ٹھیک نہیں رہا تھا۔

اس بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

2741۔ اخرجه النسائي (١٥٢/٨)؛ كتاب الزينة؛ بسبب: التزعفر و الخلو و: حديث (٥١٢١) (٥١٢٢) و احمد (١٧٢٠٧٢/٤) و

المعبد (٢٣٦٢/٢) حديث (٨٢٢)۔

ابو حفص نامی راوی ابو حفص بن عمرو ہیں۔

شرح

مرد کے لیے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں اور خلوق (خوشبو) کا استعمال منع ہونا

زمانہ قدیم میں خلوق خوشبو زعفران وغیرہ کو ملا کر تیار کی جاتی تھی، اس میں پیلا اور لال رنگ بھی موجود ہوتا تھا۔ اس کا استعمال عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے منع ہے۔

سوال: ما قبل حدیث باب سے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور زیر مطالعہ حدیث سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، یہ تو روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: آغاز میں خلوق خوشبو کا استعمال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا لیکن بعد میں اس کی ممانعت آنے پر آپ نے اسے ترک فرمادیا تھا یعنی پہلے باب کی حدیث منسوخ ہے اور زیر مطالعہ حدیث اس کی ناسخ ہے۔

خلوق خوشبو کے استعمال میں مذاہب آئمہ

کیا خلوق خوشبو کا استعمال جسم اور کپڑے پر جائز ہے یا منع ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے زعفران کا استعمال کپڑوں اور جسم دونوں پر جائز نہیں ہے۔ انہوں نے ممانعت پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ اس میں مطلقاً ممانعت ہے جو کپڑوں اور جسم دونوں کو شامل ہے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کپڑوں پر استعمال جائز ہے اور جسم پر اس کا استعمال منع ہے۔ انہوں نے سنن ابی داؤد کی اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: لا یقبل اللہ صلوة رجل فی جسده شنی من خلوق۔ ”یعنی جسم پر خلوق خوشبو استعمال کرنے والے کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔“ اس روایت میں کپڑوں کا ذکر نہیں ہے اور نہ حدیث عموم پر دلالت کرتی ہے بلکہ خاص ہے کہ اس کا جسم پر استعمال کرنا منع ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَرِيرِ وَالذِّيْبَاجِ

باب 51: حریر اور ذیباج (مردوں کے لیے) پہننا حرام ہے

2742 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي

سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي مَوْلَى أَسْمَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

2742- أخرجه مسلم (۱۶۴۱/۲): كتاب اللباس والزينة: باب: تمريم استعمال انہ الذئب و الفضة على الرجال و النساء و خاتم الذئب و الحرير على الرجل حديث (۲۰۶۹/۱۰) و احمد (۲۶/۱) لم يذكره بلفظه الا احمد-

متن حدیث: مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَحَدِيثَةَ وَأَنَسٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِ اللَّبَاسِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: قَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَأَسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ

وَيُكْنَى بَا عَمْرٍو وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے ایک مرتبہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشمی لباس پہنے گا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

اس کا تذکرہ ہم نے کتاب اللباس میں کیا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابو عمرو نامی راوی سے منقول ہے۔

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں ان کا نام عبداللہ ہے اور ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔

عطاء بن ابی رباح اور عمرو بن دینار نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

2743 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ أَقْبِيَةَ وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ

انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَاذْعُ لِي فَاذْعُوهُ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ لَكَ هَذَا قَالَ فَظَنَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

توضیح راوی: وَأَبْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

﴿﴾ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قبائیں تقسیم کیں تو آپ نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ

کو کچھ نہیں دیا۔ حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ بولے: اے میرے بیٹے! تم میرے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو۔ حضرت مسور بیان

کرتے ہیں: میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ انہوں نے فرمایا: اندر جاؤ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر لاؤ! میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر لایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس ایک قباموجود تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ میں نے تمہارے لیے سنبھال کر رکھی

ہوئی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو خوش ہو گئے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2743- أخرجه البخاري (٢٦٢/٥): كتاب الرية: باب: كيف يقبض العبد المتاع: حديث (٢٥٩٩) (١٠/٢٨٠): كتاب اللباس: باب: القباء و فروج حبر و هو القباء ويقال هو الذي له ثوب من خلفه: حديث (٥٨٠٠) و مسلم (٧٣١/٢): كتاب الزكاة: باب: اعطاء من مال بغيث و غلظة: حديث (١٠٥٨/١٢٩) و ابوداؤد (٤٤١/٢): كتاب اللباس: باب: ما جاء في الالقبة: حديث (٤٠٢٨) و النسائي (٢٠٥/٨) كتاب الزينة: باب: ليس الالقبة: حديث (٥٣٢٤) و احمد (٢٢٨/٤)۔

ابن ابی ملیکہ نامی راوی کا نام عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابوملیکہ ہے۔

شرح

حریر اور وہ پباح کا استعمال حرام ہونا

لفظ: الحریر، کا معنی ہے: وہ ریشم جس کا ابھی کپڑا تیار نہ کیا گیا ہو۔ لفظ: الدیبا، کا معنی ہے: ایسا ریشمی کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہو۔ پہلی حدیث باب میں وضاحت ہے کہ حریر (ریشم) کا استعمال حرام ہے، جو شخص دنیا میں ریشم استعمال میں لاتا ہے وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: انما یلبس الحریر فی الدنیا من خلاق له فی الآخرة۔ ”دنیا میں وہ شخص ریشم استعمال کرتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔“ آخرت میں ریشم کا استعمال جائز ہوگا۔ چنانچہ اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے: **وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ** (الحج: ۲۳) ”جنت میں اہل جنت کا لباس ریشم کا ہوگا۔“

سوال: دنیا میں ریشمی لباس استعمال کرنے والا کیا دخول جنت کے بعد بھی اس سے محروم رہے گا؟

جواب: (۱) حدیث باب وعیدوزجر کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

(۲) ایک مدت خاص تک وہ محروم رہے گا پھر اسے اس کے استعمال کی اجازت ہوگی۔

(۳) ابتداءً تو یہ اہل جنت کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ بعد میں داخل ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک روایت کے الفاظ ہیں: **من لبس الحریر فی الدنیا البسه اللہ یوم القیامة ثوباً من نار۔** ”جس شخص نے دنیا میں ریشم کا لباس استعمال کیا، آخرت میں اسے اللہ تعالیٰ آگ کا لباس پہنائے گا۔“ (۴) اس روایت کا مصداق ہے جو ریشم کو حلال خیال کرتا ہو اسے استعمال میں لاتا ہے، تو وہ مسلمان نہیں رہے گا اور جب وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا تو اس کا لباس کیسے پہنے گا؟

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ

باب 52: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے: اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر نظر آئے

2744 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ رَأَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے: اس کی دی ہوئی نعمت کا اثر اس کے بندے پر نظر آئے۔

اس بارے میں ابواحوص نے اپنے والد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور

2744- اضرجه النسائي (۷۹/۵)؛ کتاب الزکاة؛ باب: الاغتسال فی الصدقة؛ حدیث (۵۵۹)؛ ابن ماجہ (۱۱۹۲/۲)؛ کتاب اللباس؛ باب:

البنی ما ثبتت ما اخطاک سرف او مغیلة؛ حدیث (۳۶۰۵)؛ و احمد (۱۸۷/۲)؛ (۱۸۲/۲)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

شرح

اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت بندے پر نمایاں ہو

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے فضل و کرم سے مادی نعمت سے نوازے تو اس کا اثر و اظہار اس کے جسم پر بھی ہونا چاہیے یعنی اس کا لباس وغیرہ معیاری ہونا چاہیے لیکن اس کے خیال میں تکبر و غرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار بطور شکر ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ایسی صورت کو پسند کرتا ہے اور غرباء و فقراء جب اس سے رجوع کرتے ہیں تو وہ انہیں اپنی قوت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے حصہ عطا کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کے بندوں میں تقسیم کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرماتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُفِّ الْأَسْوَدِ

باب 53: سیاہ موزا پہننا

2745 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ دَلْهِمِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ

عَنْ أَبِيهِ

متن حدیث: أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ اسْوَدَّيْنِ سَادَجَيْنِ فَلَبَسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ دَلْهِمٍ وَقَدْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ دَلْهِمٍ

ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نجاشی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موزوں کا ایک جوڑا بھیجا تھا جو سیاہ رنگ کا تھا اور اس پر کوئی نقش نہیں بنا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں پہنا پھر آپ نے وضو کیا اور ان پر مسح کر لیا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

ہم اس روایت کو صرف دلہم نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

محمد بن ربیعہ نے بھی اس روایت کو دلہم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

سیاہ موزوں کا استعمال جائز ہونا

سیاہ عمامہ، سیاہ لباس، سیاہ پاپوش اور سیاہ موزوں کا حکم یکساں ہے۔ تاہم سیاہ لباس اور سیاہ جوتا اہل جہنم اور روافض کے ساتھ

2745- اخرجه ابو داؤد (۸۷/۱): كتاب الطهارة: باب: المسح على الخفين: حديث (۱۵۵) و ابن ماجه (۱۸۲/۱): كتاب الطهارة و سنن ابی داؤد: باب: ما جاء في المسح على الخفين: حديث (۵۶۹) (۱۱۹۶/۲): كتاب اللباس: باب: الخفاف السود: حديث (۳۶۲) و احمد (۲۵۲/۵)۔

مشابہہ ہو تو ناجائز ہے۔

شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف سن کر نہایت عقیدت سے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ دو موزے پیش کیے جو سادہ اور سیاہ رنگ کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ موزے قبول فرمائے اور اپنے استعمال میں بھی لائے۔ آپ نے ان موزوں کو افضل و اعلیٰ قرار دیا تھا۔ (معنف ابن ابی شیبہ، جلد: ۸، ص: ۲۸۷)

سوال: موزوں کا ہدیہ پیش کرتے وقت نجاشی غیر مسلم تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تحفہ کیوں قبول فرمایا؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت میں خود مختار ہیں اور اس اختیار کے سبب ہدیہ قبول فرمایا۔

(۲) جب یقین ہو کہ غیر مسلم سے حسن سلوک کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف مائل ہو کر اسلام قبول کر لے گا تو اس کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی غرض سے اس کا ہدیہ قبول فرمایا تھا۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ نجاشی مسلمان ہو گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ تَتْفِ الشَّيْبِ

باب 54: سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت

2746 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ

شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

مُتَمِّنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَتْفِ الشَّيْبِ وَقَالَ إِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ وَغَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

شُعَيْبٍ

◀◀ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سفید بال

اکھاڑنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہ مسلمان کا نور ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

عبدالرحمن بن حارث اور دیگر راویوں نے اسے عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

سفید بالوں کو چننے کی ممانعت

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے جب کسی مسلمان کی ڈاڑھی یا سر کے بال سفید ہو جائیں تو ان

کو اکھاڑنا منع ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ جب بڑھاپے کے سبب کسی مسلمان کے بال سفید ہو جائیں تو ان کا اکھاڑنا

2746۔ اضرعہ ابوداؤد (۴/۴۸۶): کتاب الترجل: باب: فی تَتْفِ الشَّيْبِ، حدیث (۴۲۰۲) والنسائی (۸/۱۳۶): کتاب الزینة: باب: النسوی

عن تَتْفِ الشَّيْبِ، حدیث (۵۰۶۸) و ابن ماجہ (۲/۱۳۳۶): کتاب اللدب: باب: تَتْفِ الشَّيْبِ، حدیث (۳۷۳۱) و احمد (۲/۱۷۹) (۲۰۶/۲)

(۲۰۷/۲) (۲۱۰/۲) (۲۱۲/۲)۔

منع ہے، کیونکہ قیامت کے دن وہ نور کی شکل میں ہوں گے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سفید بال اکھاڑے گا، قیامت کے دن وہ بال نیزہ کی شکل اختیار کر لے گا اور اس کے ساتھ اکھاڑنے والے کو اذیت دی جائے گی۔

سفید بالوں کو اکھاڑنے کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- یہ عمل قیامت کے دن ایمان کی روشنی سے محرومی کا باعث ہوگا۔

۲- یہ عمل قیامت کے دن تکلیف و اذیت کا سبب ہوگا۔

۳- یہ عمل اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں دخل اندازی کے مترادف ہے۔

وہ شخصیت جس کے سب سے پہلے بال سفید ہوئے

دنیا میں سب سے قبل جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: اے پروردگار! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اے ابراہیم! یہ وقار کی علامت ہے۔ عرض کیا: اے پروردگار! پھر تو میرے وقار میں اضافہ فرما دے۔ فائدہ نافعہ: اگر سفید بال اکھاڑنے کا مقصد زینت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ منع ہے۔ عموماً اس کا مقصد زینت ہوتا ہے، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ یہ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کا حکم ہے۔ تاہم بغلوں کے بال منڈوانے کے بجائے اکھاڑنا مسنون ہے۔

بَابُ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ

باب 55: (فرمان نبوی ہے) جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے

2747 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ شَارَ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّخَوِيِّ

توضیح راوی: وَشَيْبَانُ هُوَ صَاحِبُ كِتَابٍ وَهُوَ صَحِيحُ الْحَدِيثِ وَيُكْنَى أَبَا مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ

الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُ الْحَدِيثَ فَمَا أَخْرَمُ مِنْهُ حَرْفًا

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امانت

دار ہوتا ہے۔

اس حدیث کو کئی راویوں نے شیبان بن عبد الرحمن نخوی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شیبان ایک کتاب کے مصنف ہیں اور علم حدیث میں مستند ہیں۔ ان کی کنیت ابو معاویہ ہے۔

عبدالجبار نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: عبد الملک بن عمیر نے یہ بات بیان کی ہے۔

2747- اخرجه ابو داؤد (۷۵۵/۲): كتاب الادب: باب: في المشورة: حديث (۵۱۲۸) و ابن ماجه (۱۲۳۲/۲): كتاب الادب: باب: المستشار مؤتمن: حديث (۲۷۴۵)-

میں جو بھی حدیث بیان کرتا ہوں اس میں کسی ایک لفظ کی بھی کمی نہیں کرتا۔ (یعنی لفظ بہ لفظ بیان کرتا ہوں)

2748 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
متن حدیث: الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ

﴿﴾ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار

ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
یہ حدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

مشورہ کی اہمیت

احادیث باب میں مشاورت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ انسان ہمیشہ مشاورت ایسے شخص سے کرتا ہے جو امانت دار اور راز دار ہوتا ہے۔ اگر وہ دوران مشاورت غلط مشورہ دیتا ہے یا یہ بات دوسروں پر ظاہر کر دیتا ہے، تو یہ جرم اور مشاورت کے تقاضا کے خلاف ہے، کیونکہ مشورہ امانت ہوتا ہے اور اس کا افشاء خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں حکم دیا: وَاذْكُرْهُمْ بِالْأَمْرِ - یعنی اے محبوب! آپ لوگوں (اپنے صحابہ) سے مختلف امور میں مشاورت فرمایا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشاورت فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں تخلیق آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مشورہ فرمایا۔ اس سے مشاورت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّؤْمِ

باب 56: نحوست کا بیان

2749 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالذَّابِيَةِ

2748۔ انفریبه الترمذی کہا فی (التمعة X 6614) حدیث (18299) و ذکره المتقی السندی فی (الکنز) (2/409) حدیث (7181) وعزاه

للترمذی عن ام سلمة۔

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

اِخْتِلافِ سِنْدٍ: وَبَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ حَمْزَةَ إِنَّمَا يَقُولُونَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَكَذَا رَوَى لَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَمْزَةَ وَرِوَايَةُ سَعِيدٍ أَصَحُّ لِأَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ وَالْحَمِيدِيَّ رَوِيَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَذَكَرَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ لَمْ يَرَوْا لَنَا الزُّهْرِيَّ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَى مَالِكٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ

حَدِيثٍ دِكْرٍ: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ

وَالذَّابَّةِ وَالْمَسْكَنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے۔ عورت رہائش گاہ اور جانور۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

زہری رحمہ اللہ کے بعض شاگردوں نے اس کی سند میں حمزہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ابن ابی عمر نے بھی اسے اسی طرح نقل کیا ہے جو سفیان بن عیینہ کے حوالے سے، زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے، سالم اور حمزہ کے حوالے سے منقول ہے۔ یہ دونوں حضرات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحب زادے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسے روایت کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

سعید بن عبدالرحمن نے اس کی سند میں حمزہ سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

سعید کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

2749۔ اضرجه البخاری (۹/۴۰) کتاب النکاح: باب ما یبقى من شوم المرأة وقوله تعالى: (ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم) (التفاسیر: ۱۴) حدیث (۵۰۹۲) البخاری (۱۰/۲۲۳): کتاب الطب: باب الطیرة: حدیث (۵۷۵۲) و مسلم (۴/۱۷۴۶-۱۷۴۷): کتاب السلام: باب الطیرة و الفال و ما یكون فیہ من الشوم: حدیث (۱۱۵/۲۲۲۵) و ابوداؤد (۲/۴۱۲): کتاب الطب: باب من الطیرة: حدیث (۲۹۲۲) و النسائی (۶/۲۲۰): کتاب الخیل: باب شوم الخیل: حدیث (۲۵۶۹) و ابن ماجہ (۱/۶۶۲): کتاب النکاح: باب ما یكون فیہ البین و الشوم: حدیث (۱۹۹۵) و احمد (۲/۸۰۸-۲/۱۰۳۶-۲/۱۵۲) و مالک (۲/۹۷۲): کتاب الاستئذان: باب ما یبقى من الشوم: حدیث (۲۲) و الحمیدی (۲/۲۸۰) حدیث (۶۲۱)۔

اس کی وجہ یہ ہے: علی بن مدینی اور حمیدی نے اسے سفیان کے حوالے سے نقل کیا ہے اور زہری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سالم کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں: یہ سالم اور حمزہ کے حوالے سے منقول ہے۔ یہ دونوں حضرات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحب زادے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت نقل کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر کسی چیز میں نحوست ہوگی، تو عورت میں ہوگی یا جانور میں ہوگی یا رہائش گاہ میں ہوگی۔

2750 وَقَدْ رَوَى عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متن حدیث: لَا سُومَ وَقَدْ يَكُونُ الْيَمْنُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرِ الطَّائِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَمِّهِ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

﴿﴾ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، نحوست کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ البتہ کبھی گھر میں، عورت میں یا گھوڑے میں برکت ہوتی ہے۔

یہ بات علی بن حجر نے اپنی سند کے حوالے سے نقل کی ہے جو اسماعیل بن عیاش، سلیمان بن سلیم، یحییٰ بن جابر، معاویہ بن حکیم کے حوالے سے ان کے چچا حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

شرح

دو مسائل کی وضاحت

احادیث باب میں دو مسائل میں تعارض ہے، جن کی وضاحت سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱- مرض کا تعدیہ

مرض متعدی ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے مرض متعدی ہوتا ہے اور بعض سے اس کی نفی ہوتی ہے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں: لا عدوی یعنی مرض متعدی نہیں ہوتا۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں: فر من المجزوم یعنی تم چھوت کے مرض سے بھاگو۔ اس تعارض کا ارتقاع یوں پیش کیا جاتا ہے کہ بنفسہ کوئی مرض متعدی نہیں ہے لیکن لغیرہ (مثبت الہی سے) متعدی ہو سکتا ہے۔

۲- اشیاء میں نحوست ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ

اشیاء میں نحوست ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ میں بھی روایات مختلف ہیں۔ بعض سے اس کی نفی ہوتی ہے مثلاً لا طيرة یعنی کسی

یز میں نحوست نہیں ہے۔ بعض میں اس کا ثبوت معلوم ہوتا ہے کہ تین اشیاء میں نحوست ہے:

(۱) گھر (۲) عورت (۳) گھوڑا۔ روایات میں اس تعارض کی متعدد توضیحات ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) گھر کی نحوست سے مراد گھر کی تنگی ہے۔ عورت کی نحوست سے مراد اس کی بد مزاجی، بداخلاقی، نافرمانی، اس کا بانجھ پن اور اس کے مہر کی زیادتی ہے۔ گھوڑے کی نحوست سے مالک کی نافرمانی، اس کا شوخ ہونا اور اس کا ست رفتاری میں چلنا ہے۔
(۲) اگر بالفرض اشیاء میں نحوست ہوتی تو ان تین اشیاء میں ہو سکتی تھی مگر کسی چیز میں بھی نحوست نہیں ہے۔
(۳) تین اشیاء کے استثناء کے بعد کسی چیز میں نحوست نہیں ہے۔

(۴) اگر کسی شخص کو کوئی چیز ناپسند ہو تو وہ چھوڑ سکتا ہے مثلاً گھر کو فروخت کر دے، بیوی کو طلاق دے ڈالے اور گھوڑا بیچ

ڈالے۔

بَابُ مَا جَاءَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ ثَالِثٍ

باب 57: دو آدمی، تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں

2751 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَنٌ حَدِيثٌ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا وَقَالَ سُفْيَانُ فِي حَدِيثِهِ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزَنُ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ فَإِنَّ ذَلِكَ يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَكْرَهُ أَدَى الْمُؤْمِنِ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

◀◀ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم تین افراد موجود ہو تو دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں۔

سفیان نامی راوی نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں کیونکہ یہ بات اسے غمگین کر دے گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2751۔ اخرجہ البخاری (۱۱/۸۵)؛ کتاب الاستئذان: باب: اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا بأس بالمساواة والمناجاة: حدیث (۶۲۹۰) و مسلم (۱۷۱۸/۴) کتاب السلام: باب تهریم مناجاة الاثنين دون الثالث بغیر رضاه حدیث (۲۸/۲۱۸۴) و ابوداؤد (۲/۶۷۹)؛ کتاب اللدب: باب فی التناجی: حدیث (۴۸۵۱) و ابن ماجہ (۲/۱۲۴۱)؛ کتاب اللدب: باب: لا يتناجی اثنان دون الثالث: حدیث (۲۷۷۵) و الدارمی (۲۸۲/۲) کتاب الاستئذان: باب: لا يتناجی اثنان دون صاحبهما و احمد (۱/۳۷۵-۳۷۰-۳۶۵-۳۶۰-۳۵۵-۳۵۰-۳۴۵-۳۴۰-۳۳۵-۳۳۰-۳۲۵-۳۲۰-۳۱۵-۳۱۰-۳۰۵-۳۰۰-۲۹۵-۲۹۰-۲۸۵-۲۸۰-۲۷۵-۲۷۰-۲۶۵-۲۶۰-۲۵۵-۲۵۰-۲۴۵-۲۴۰-۲۳۵-۲۳۰-۲۲۵-۲۲۰-۲۱۵-۲۱۰-۲۰۵-۲۰۰-۱۹۵-۱۹۰-۱۸۵-۱۸۰-۱۷۵-۱۷۰-۱۶۵-۱۶۰-۱۵۵-۱۵۰-۱۴۵-۱۴۰-۱۳۵-۱۳۰-۱۲۵-۱۲۰-۱۱۵-۱۱۰-۱۰۵-۱۰۰-۹۵-۹۰-۸۵-۸۰-۷۵-۷۰-۶۵-۶۰-۵۵-۵۰-۴۵-۴۰-۳۵-۳۰-۲۵-۲۰-۱۵-۱۰-۵-۰) و العیسی (۶۱/۱) حدیث (۱۰۹)؛ كذلك اخرجہ البخاری فی (اللدب المفرد) ص (۲۴۱) حدیث (۱۱۷۴)۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ فرمان بھی نقل کیا گیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دو آدمی ایک کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی میں بات نہ کریں کیونکہ یہ بات مؤمن کو اذیت دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ مؤمن کو اذیت دیے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

تیسرے شخص سے احتراز کرتے ہوئے دو شخصوں کا باہم سرگوشی کرنے کی ممانعت

حدیث باب میں مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کسی جگہ میں تین آدمی موجود ہوں، ایک کو چھوڑ کر دو باہم سرگوشی کریں تو یہ منع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں تیسرے شخص کو ذہنی اذیت ہوگی اور کسی کو تکلیف میں مبتلا کرنا منع ہے۔ اسی طرح چار آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر تین باہم سرگوشی کریں، یہ بھی منع ہے۔ تاہم اگر دو کو چھوڑ کر دو باہم سرگوشی کریں تو منع نہیں ہے، کیونکہ یہ صورت اذیت کی نہیں بنتی۔

فائدہ نافعہ: بعض علماء نے اس ممانعت کو ابتداء اسلام یا حضر کے ساتھ مخصوص کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ تخصیص درست نہیں ہے۔ یہ ممانعت جس طرح ابتداء اسلام میں تھی آج بھی قائم ہے۔ علاوہ ازیں حضور و سفردونوں میں ممانعت کا حکم یکساں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِدَّةِ

باب 58: (کچھ دینے کا) وعدہ کرنا

2752 سند حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي

خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ

متن حدیث: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ عَشَرَ قَلْوَصًا فَذَهَبْنَا نَقْبُضُهَا فَآتَانَا مَوْتُهُ فَلَمْ يُعْطُونَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ فَلْيَجِّءْ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَمَرَ لَنَا بِهَا

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسناد دیگر: وَقَدْ رَوَى مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ لَهُ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ نَحْوَ هَذَا وَقَدْ رَوَى غَيْرُ

وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ

حدیث دیگر: قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَلَمْ يَزِيدُوا عَلَيَّ هَذَا

﴿﴾ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ کا رنگ سفید تھا اور بالوں

میں بھی کچھ سفیدی آچکی تھی۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تیرہ جوان

2752- افرجہ البخاری (۶/۶۵۱): کتاب المناقب: باب: صفة النبي صلى الله عليه وسلم، حديث (۲۵۴۳/۲۵۴۴) و مسلم (۴/۱۸۲۲):

کتاب الفضائل: باب: نية صلى الله عليه وسلم حديث (۱۰۷/۲۲۴۲) و النسائي في (الكبرى) (۵/۴۹): کتاب المناقب: باب: فضائل

المسن والمسين و احمد (۴/۲۰۷) و الميبري (۲/۲۹۴) حديث (۸۹۰)۔

اونٹنیاں دینے کا حکم دیا، پھر ہم انہیں وصول کرنے کے لیے گئے تو اس وقت آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ ہمیں کوئی چیز بھیجیں دے سکے، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے جانشین ہوئے تو انہوں نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے کوئی وعدہ کیا تھا وہ آگے آئے تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے انہیں اس بارے میں بتایا: تو انہوں نے ہمیں وہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔)

مروان بن معاویہ نے یہ روایت اپنی سند کے حوالے سے نقل کی ہے۔ یہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور اسی کی مانند ہے۔

کئی راویوں نے اسے اسماعیل بن ابو خالد کے حوالے سے حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ ان راویوں نے اس روایت میں مزید کوئی الفاظ نقل نہیں کیے۔

2753 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو

جَحِيفَةَ قَالَ

متن حدیث: زَايْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ
اسناد دیگر: قَالَ أَبُو عَيْسَى: وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَ هَذَا
فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ
توضیح راوی: وَأَبُو جَحِيفَةَ اسْمُهُ وَهَبُ السَّوَائِيُّ

﴿﴾ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

کئی راویوں نے اسماعیل بن خالد کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام وہب سوائی ہے۔

شرح

ایفاء وعدہ کی اہمیت اور اس کا تقاضا

وعدہ اخلاقی قرض ہوتا ہے، جس کا ایفاء واجب ہے اور وعدہ کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اگر ایفاء عہد سے قبل وعدہ کنندہ فوت ہو جائے تو اس کے جانشین اور پسماندگان اس کا وعدہ پورا کریں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیرہ اونٹنیاں دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن انہیں عطا کرنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف سے ایفاء وعدہ کرتے ہوئے حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیرہ اونٹنیاں عنایت فرمادیں۔

حدیث باب میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکل و صورت کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں صراحت ہے کہ سینہ سے لے کر سر اقدس تک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

ناف سے لے کر قدموں تک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ تھے۔ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت تھی اور آپ بھی دونوں شہزادوں سے انتہائی درجہ کی شفقت فرماتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

باب 59: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں“ کہنا

2754 سند حدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ

سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

مَتْنُ حَدِيْثٍ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبُوَيْهِ لِاَحَدٍ غَيْرِ سَعِدِ بْنِ اَبِي وَقَاصٍ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے لیے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا (میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں)

2755 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

سَمِعَا سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيٌّ

مَتْنُ حَدِيْثٍ: مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهُ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعِدِ بْنِ اَبِي وَقَاصٍ قَالَ لَهُ

يَوْمَ اُحُدٍ اَرِمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّي وَقَالَ لَهُ اَرِمِ اَيْهَا الْغُلَامُ الْحَزُوْرُ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ الزُّبَيْرِ وَجَابِرِ

حُكْمُ حَدِيْثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اِسْنَادٌ يَكْرَهُ: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ

﴿﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی شخص کے لیے

اپنے والدین کو جمع نہیں کیا (یعنی یہ الفاظ استعمال نہیں کیے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے

دن ان سے یہ فرمایا: تم تیر اندازی جاری رکھو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ (راوی کو شک ہے یا یہ الفاظ ہیں) آپ نے ان

سے فرمایا: اے بہادر جوان! تم تیر اندازی جاری رکھو۔

اس بارے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

2756 وَقَدْ رُوِيَ غَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعِدِ بْنِ اَبِي

وَقَاصٍ قَالَ

متن حدیث: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوهُ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ أَرِمَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي
سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوهُ يَوْمَ أُحُدٍ
حکم حدیث: وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

کئی راویوں نے اس حدیث کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے، سعید بن مسیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ حضرت سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: نبی اکرم ﷺ نے غزوہ اُحد کے دن اپنے والدین کو میرے لیے جمع کیا تھا آپ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا:
میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ تم تیرا اندازہ جاری رکھو!

﴿﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے غزوہ اُحد کے دن مجھ سے یہ فرمایا تھا:
میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

حضرت سعد بن ابی وقاص پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و مہربانی کی انتہاء

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی کا نام مالک، ان کے باپ کا نام: وہب تھا جبکہ کنیت ابو وقاص تھی۔ پورا نام یوں
ہوا: سعد بن ابی وقاص مالک بن وہب۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے بڑا اعزاز اور خصوصیت ہے
کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنے والدین کو جمع کرتے ہوئے فرمایا تھا: یا سعد فداک ابی و امی یعنی اے سعد
تم پر میرے والدین قربان ہوں۔

سوال: احادیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ: یا سعد فداک ابی و امی، صرف
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کہے تھے، حالانکہ احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ حضرت
زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بھی استعمال فرمائے تھے لہذا یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص نہ رہی؟

جواب: (۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ صرف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں زبان نبوت سے
سماعت کیے تھے، اس لیے اسے آگے بیان کر دیا۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہو کہ میں نے یہ الفاظ صرف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضرور
سنے تھے مگر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں براہ راست میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت نہیں کیے تھے۔

2756- أخرجه البخاری (۷/ ۴۱۵): کتاب السفاری: باب: ان صفت طائفتان منکم ان تفشلا -- حدیث (۴۰۵۶) و کنا أخرجه (۷/ ۱۰۴):
کتاب فضائل الصحابة: باب: مناقب سعد بن ابی وقاص: حدیث (۲۷۲۵) و مسلم (۴/ ۱۸۷۶): کتاب فضائل الصحابة: باب: فضل سعد بن ابی
وقاص: حدیث (۴۲/ ۲۴۱۲) و النسائی فی (الکبری) (۶/ ۵۷): کتاب عمل اليوم و الليلة: باب: التفضیة: حدیث (۲۷/ ۱۰۰۴) و ابن ماجه
(۴۷/ ۱) المقدمة: فضل سعد بن ابی وقاص: حدیث (۱۲۰) و احمد (۱/ ۱۷۴) (۱۸۰)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي يَابُنِيَّ

باب 60: "اے میرے بیٹے" کہنا

2757 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ

شَيْخٌ لَهُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لَهُ يَا بُنَيَّ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ الْمُغِيرَةَ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى مِنْ غَيْرِ

هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ

تَوْضِيحٌ رَاوَى: وَأَبُو عُثْمَانَ هَذَا شَيْخٌ ثِقَةٌ وَهُوَ الْجَعْدُ بْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ ابْنُ دِينَارٍ وَهُوَ بَصْرِيُّ وَقَدْ رَوَى

عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَثَمَةِ

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے میرے بیٹے"

اس بارے میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔ یہی روایت ایک

اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ابو عثمان نامی راوی بزرگ اور ثقہ ہیں۔ یہ جعد بن عثمان ہیں۔

ایک قول کے مطابق یہ جعد بن دینار ہیں۔ یہ صاحب بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

یونس بن عمیر، شعبہ اور دیگر آئمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "اے میرے بیٹے" کہنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنی امت کے لیے سراپا رحمت نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ چنانچہ ارشاد

ربانی ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ "اور اے محبوب! ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

آپ کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو شفقت و محبت تھی، اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

لفظ: بنی، ابن کی تصغیر ہے۔ اس کا اطلاق شفقت و پیار کی بنا پر چھوٹے بچے پر ہوتا ہے۔ صحابہ نبوت سے صحابہ کرام پر جو ہمہ

وقت باران رحمت کا نزول ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "یا بنی" فرمانا، اس کا ایک

قطرہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خادم خاص اور پراعتماد صحابی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باران رحمت کے ایک

2757 اخرجه مسلم (۱۶۹۲/۲): کتاب الادب: باب: جواز قوله لغير ابنه يا بنی و استجابہ للملاطفة: حدیث (۲۱۵۱/۲) و ابو داؤد

(۷۰۹/۲): کتاب الادب: باب: فی الرجل یقول لابن غیره یا بنی: حدیث (۱۹۶۴) و احمد (۲۸۵/۲)۔

قطرے نے انہیں زمین سے اٹھا کر دوش ثریا تک پہنچا دیا تھا۔

فائدہ نافعہ: دوسرے شخص کے بیٹے کو شفقت و محبت کی بنا پر بیٹا کہنا جائز ہے بشرطیکہ وہ عمر کے اعتبار سے چھوٹا ہو۔ اگر وہ عمر کے لحاظ سے برابر ہو تو دوستانہ مراسم کی بنا پر اسے بھائی کہا جاسکتا ہے، خواہ وہ باپ شریک یا ماں شریک نہ بھی ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ اسْمِ الْمَوْلُودِ

باب 61: (نومولود) بچے کا نام جلدی رکھنا

2758 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَنِي عَمِّي يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضَعَ الْأَذَى عَنْهُ وَالْعَقِيَّ
حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

﴿﴾ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ساتویں دن بچے کا نام رکھنے، اس کے بال مونڈنے اور اس کا عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

شرح

نومولود کا نام رکھنے میں جلدی کرنا

اولاد اللہ تعالیٰ کا انعام و فضل ہے۔ نومولود خواہ لڑکی ہو یا لڑکا، اس کا نام جلدی تجویز کرنا چاہیے۔ پیدائش سے قبل بھی نام رکھا جاسکتا ہے، کیونکہ بعض بزرگوں کے نام پیدائش سے قبل رکھے گئے تھے اور بعد میں بھی لیکن اس سلسلے میں زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ ساتویں روز تک ضرور نام تجویز کر لینا چاہیے۔

نومولود کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ کیا جاتا ہے اور اس کے ناخن اور بال ترشوائے جاتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اگر بچہ صحت مند ہو تو اس کا ختنہ بھی کر دیا جائے اور نام بھی تجویز کیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ

باب 62: کون سے نام پسندیدہ ہیں؟

2759 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرِو الْوَرَّاقُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحِ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

2759- اضرجه مسلم (۱۶۸۲/۲): کتاب الادب: باب: النسي عن التكني بابي القاسم و بيان ما يستحب من الاسماء حديث (۲/۲۱۲۳) و ابوداؤد (۷۰۵/۲): کتاب الادب: باب: في تفسير الاسماء حديث (۴۹۴۹) و ابن ماجه (۱۲۲۹/۲): کتاب الادب: باب: ما يستحب من الاسماء حديث (۲۸۲۸) و الدارمی (۱۹۴/۲): کتاب الاستبذان: باب: ما يستحب من الاسماء و احمد (۲/۱۲۸۰۲۴) عن نافع عن ابن عمر -ه-

وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

﴿﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین نام عبد اللہ اور

عبد الرحمن ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2760 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: إِنَّ أَحَبَّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین نام عبد اللہ

اور عبد الرحمن ہیں۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

شرح

نو مولود کے لیے اچھا نام تجویز کرنا

نو مولود اگر بچی ہو تو اس کا نام حضرات انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات بالخصوص ازواج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ازواج صحابہ کرام یا اولیاء و صالحین کے اصول و فروع سے متعلق خواتین میں سے کسی خاتون کے نام پر تجویز کیا جائے۔ نو مولود اگر بچہ ہو تو اس کے لیے بہترین نام عبد اللہ، عبد الرحمن، عبد الرحیم، عبد القیوم یا عبد الغفور وغیرہ میں سے کوئی بھی تجویز کیا جاسکتا ہے۔ یہ اسماء اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہیں، جس کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی اولاد کے نام بتوں کی نسبت سے تجویز کر کے شرک کے مرتکب ہوتے تھے مثلاً عبد العزى اور عبد الشمس وغیرہ۔ اسلام نے اولاد کے نام اللہ تعالیٰ کی نسبت سے تجویز کرنے کی تعلیم دے کر شرک کے توڑ کی صورت پیدا کر دی۔

۲- اسلام نے اصلاح معاشرہ کی تدابیر اختیار کرنے کی تعلیم دی تاکہ ذکر الہی کو دنیوی معاملات کا حصہ بنایا جائے لہذا عبد اللہ یا عبد الرحمن نام تجویز کرنے کی ہدایت کی۔

سوال: عبد القیوم، عبد الرحیم اور عبد الحلیم وغیرہ کا مفہوم بھی عبد اللہ یا عبد الرحمن والا بنتا ہے، تو پھر ان دونوں پر نام رکھنے کی

تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

جواب: خواہ ان تمام ناموں میں نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے لیکن ایک واضح اور لطیف سا فرق بھی موجود ہے کہ لفظ اللہ

باری تعالیٰ کا ذاتی نام اور ”الرحمن“ صفت خاص ہے جس کا اطلاق غیر اللہ پر نہیں ہو سکتا۔ باقی اسماء الہی صفاتی ہیں جن کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ

باب 63: کون سے نام ناپسندیدہ ہیں

2761 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَرِهَ رَافِعٌ وَبَرَكَتُهُ وَيَسَارٌ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
اختلاف سند: هَكَذَا رَوَاهُ أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ وَرَوَاهُ غَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
توضیح راوی: وَأَبُو أَحْمَدَ ثِقَةٌ حَافِظٌ

وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ النَّاسِ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ فِيهِ عَنْ عُمَرَ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں اس بات سے منع کرتا ہوں کہ رافع، برکہ اور یسار نام رکھا جائے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

ابو احمد نے اسے سفیان کے حوالے سے، ابو زبیر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابو احمد نامی راوی ثقہ ہیں اور حافظ ہیں۔

لوگوں کے نزدیک یہ بات مشہور ہے: یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واسطہ نہیں ہے۔

2762 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ الْفَزَارِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَرِهَ رَافِعٌ وَبَرَكَتُهُ وَيَسَارٌ حَكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2761- اخرجہ ابن ماجہ (۱۳۲۹/۲) کتاب اللادب: باب: ما يستحب من الاسماء: حدیث (۲۷۲۹)۔

2762- اخرجہ مسلم (۱۶۸۵/۲): کتاب اللادب: باب: كراهة التسمية بالاسماء القبيحة وبنافع ونحوه حدیث (۲۱۳۷/۱۲) و ابو داؤد (۷۰۸/۲): کتاب اللادب: باب: فی تفسیر الاسم القبيح: حدیث (۴۹۵۸) و ابن ماجہ (۱۳۲۹/۲) کتاب اللادب: باب: ما يستحب من الاسماء: حدیث (۲۷۲۰) و الدارمی (۲۹۶/۲): کتاب الاستبذان: باب: ما يكره من الاسماء: و احمد (۲۱۹۰/۵)۔

﴿﴾ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم اپنے بچے کا نام رباح، یسار، فلاح اور نجیح نہ رکھو کیونکہ جب اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کیا وہ ہے؟ تو جواب دیا جائے گا: نہیں ہے۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

2763 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَخْنَعُ اسْمٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسْمَى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ

قَالَ سُفْيَانُ شَاهَانُ شَاهٌ وَأَخْنَعُ يَعْنِي وَأَقْبَحُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں پتہ چلا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے نام والا وہ شخص ہوگا جس کو دنیا میں ”ملک الاملاک“ کہا جائے گا۔

لفظ ”اخنع“ کا مطلب سب سے زیادہ قبیح (برا) ہونا ہے۔

سفیان کہتے ہیں: اس کا مطلب شہنشاہ ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

برے اسماء سے احتراز کرنا

احادیث مبارکہ میں اولاد کے لیے اچھے اسماء تجویز کرنے اور برے اسماء سے احتراز کرنے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں احادیث باب میں سات اسماء سے منع کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) رَافِعٌ (بلندی) (۲) بَرَكَةٌ (برکت) (۳) يَسَارٌ (فراخی و کشادگی) (۴) رَبَاحٌ (نفع، فائدہ) (۵) أَفْلَحَ (کامیاب و

کامران) (۶) نَجِيحًا (کامرانی و فتح مندی)

ان اسماء کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی مقام (گھر وغیرہ) میں ان میں سے کسی بھی نام والے کے موجود ہونے کے

بارے میں سوال کیا جائے تو جواب نفی میں دیا جائے تو اس کا مفہوم معیوب سا ہوگا (مثلاً برکت گھر میں نہیں ہے)

(۷) ملک الاملاک (بادشاہوں کا بادشاہ، شہنشاہ) اس کی وجہ ممانعت یہ ہے کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے لہذا غیر اللہ

پر اس کا اطلاق درست نہیں ہے۔

علی هذا القياس سلطان السلاطين، خالق الخلق، امير الامراء اور احکم الحاکمین وغیرہ میں سے بھی کوئی نام تجویز کرنا منع

2763- اخرجه البخاری (۶۰۴/۱۰)؛ کتاب الادب؛ باب: ابطض الاسماء التي لله؛ حديث (۶۲۰۶، ۶۲۰۵) و مسلم (۱۶۸۸/۲)؛ کتاب

الادب؛ باب: تهریم التسمی بملک الاملاک و بملک المولک (۲۱۶۲/۲۰) و ابوداؤد (۷۰۸/۲)؛ کتاب الادب؛ باب: فی تفسیر الاسم

القبیح؛ حديث (۶۹۶۱) و احمد (۲۶۴/۲) و العبدی (۴۷۸/۲)؛ حديث (۱۱۲۷)۔

ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب سے ان اسماء کے تجویز کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کرنے کا قصد فرمایا تھا لیکن منع کرنے سے قبل آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ دوسری روایت سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: دوسری حدیث باب میں ان اسماء کی ممانعت سے ممانعت شرعی نہیں بلکہ ممانعت ارشادی مراد ہے۔ یعنی بہتر یہ ہے کہ ان ناموں میں سے کوئی نام تجویز نہ کیا جائے۔ تاہم ان کے بارے میں ممانعت شرعی نہیں ہے کہ انہیں حرام قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ اسماء تجویز کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ

باب 64: نام تبدیل کر دینا

2764 سند حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ وَأَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
مَتْنُ حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةٌ
حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اختلاف سند: وَأَمَّا اسْنَدُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَى بَعْضُهُمْ
هَذَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ مَرُّسَلًا

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ وَعَائِشَةَ
وَالْحَكَمِ بْنِ سَعِيدٍ وَمُسْلِمٍ وَأَسَامَةَ بْنِ أَخْذَرِيٍّ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ عَنْ أَبِيهِ وَخَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ
﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:
تم جمیلہ ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن غریب“ ہے۔

یحییٰ بن سعید القطان نے اس کی سند یہ بیان کی ہے: یہ عبید اللہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

بعض راویوں نے اسے عبید اللہ کے حوالے سے، نافع کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ”مرسل“ حدیث کے طور پر بھی نقل

کیا ہے۔

2764- أخرجه البخاری فی (الادب المفرد) حدیث رقم (۸۲۸) و مسلم (۱۶۸۶/۲): کتاب الادب: باب: استحباب تفسیر الاسم القبیح الی حسن و تفسیر اسم برة الی زینب و جویریة و نحوھا: حدیث (۲۱۲۹/۱۴) و ابوداؤد (۷۰۶/۲): کتاب الادب: باب: من تفسیر الاسم القبیح: حدیث (۴۹۵۲) و ابن ماجہ (۱۲۲۰/۲): کتاب الادب: باب: تفسیر الاسماء: حدیث (۲۷۲۳) و الدارمی (۲۹۴/۲): کتاب الامتیاز: باب: فی تفسیر الاسماء: و احمد (۱۸/۲)۔

اس بارے میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت حکم بن سعید رضی اللہ عنہ، حضرت مسلم رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ، شریح بن ہانی کی ان کے والد کے حوالے سے اور خیمہ بن عبدالرحمن کی ان کے والد کے حوالے سے نقل کردہ روایات بھی منقول ہیں۔

2765 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

مَتْنٌ حَدِيثٌ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْأَسْمَ الْقَبِيحَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَرَبَّمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برے نام کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔

ابو بکر بن نافع بیان کرتے ہیں: عمر بن علی نامی راوی بعض اوقات اس روایت کو ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”مرسل“، حدیث کے طور پر بھی نقل کرتے ہیں: اور اس کی سند میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں کرتے۔

شرح

برے نام کو تبدیل کرنا

اولاد کے والدین کے ذمہ کثیر حقوق ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- اچھا نام تجویز کرنا: پہلا اور بنیادی حق یہ ہے کہ اچھا، بابرکت اور خوبصورت نام تجویز کیا جائے مثلاً غلام رسول، غلام مصطفیٰ اور رضاء المصطفیٰ وغیرہ۔

۲- کفالت و پرورش کرنا: والدین اپنی اولاد کی پرورش و کفالت بہترین طریقہ سے کریں، تاکہ مستقبل میں اولاد صحتمند و توانا ہو کر دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خدمات انجام دے سکے۔

۳- مذہبی علوم کی تعلیم دینا: والدین کے فرائض اور ان کے ذمہ اولاد کے حقوق میں سے یہ بات بھی ہے کہ انہیں علوم اسلامیہ کی تعلیم دلائیں، تاکہ ان کو دارین کی کامرانی حاصل ہو۔

۴- اچھی خاتون سے نکاح کرنا: والدین کے فرائض میں ہے کہ وہ اپنے لڑکے کا اچھی، نیک اور صالحہ خاتون سے نکاح کریں، تاکہ مستقبل میں دونوں کی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزرے اور ان کے ہاں اولاد صالحہ پیدا ہو۔

ان حقوق میں سے پہلا حق اچھا نام تجویز کرنا ہے۔ نومولود کا برنامہ تجویز نہ کیا جائے۔ احادیث باب سے عیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند اور برے اسماء تبدیل فرمادیتے تھے۔ ایک خاتون کا نام عاصیہ (گناہ کرنے والی عورت) تھا۔ آپ کو علم

2765۔ انفسردہ الترمذی کہا جاتا ہے فی (التحفة) (۱۸۷/۱۲) حدیث (۱۷۱۲۷) ذکرہ المتقی فی (الکنز) (۱۵۷/۷) حدیث (۱۸۵۰۸) و عزاء

للترمذی عن عائشة۔

ہوا تو اس کا نام تبدیل کر کے ”جمیلہ“ (نیکو کار خاتون) رکھ دیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیر صحابہ اور صحابیات کے اسماء گرامی تبدیل کر دیے تھے۔ معلوم ہوا کہ برے ناموں سے پکارنا ممنوع ہے مثلاً گڈ اور پوڈ وغیرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 65: نبی اکرم ﷺ کے اسماء کا بیان

2766 سند حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَثْنٌ حَدِيثٌ: إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَيَّ قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر (اکٹھا کرنے والا) ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں میں اکٹھا کیا جائے گا اور میں عاقب (بعد میں آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

اسماء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کی تعداد ننانوے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ قرآن کریم میں دو اسماء گرامی استعمال ہوئے ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشہور ہیں: (۱) محمد، (۲) احمد۔ یہ آپ کے ذاتی اسماء ہیں جبکہ باقی صفاتی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں ذاتی نام ہے اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں میں ذاتی و مشہور اسم گرامی ہے۔ باقی تمام اسماء گرامی صفاتی ہیں، جو احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔

حدیث باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ اسماء گرامی بیان کیے گئے ہیں، ان کے مطالب و مفاہیم درج ذیل ہیں:

۱- مُحَمَّدٌ: یہ ثلاثی مزید فیہ باب تفعیل سے واحد مذکر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: وہ ذات جس کی خوب تعریف کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد روئے زمین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہے۔

۲- أَحْمَدٌ: یہ ثلاثی مجرد صحیح باب سَمِعَ يَسْمَعُ سے واحد مذکر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: وہ ذات جو اللہ

2766- اضرجه البخاری (۵۰۹/۸): کتاب التفسیر: باب: یاتی من بعدی اسمہ احمد: حدیث (۴۸۹۶) و مسلم (۸۲۸/۴): کتاب الفضائل: باب: فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم: حدیث (۱۲۴/۲۲۵۴) و احمد (۸۴۰۸۰/۴) و العیسی (۲۵۲/۱) حدیث (۵۵۵)-

تعالیٰ کی زیادہ تعریف کرنے والی ہو۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء نہیں کی۔

۳- مَا حَيٌّ: یہ ثلاثی مجرد ناقص واوی محو سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: مٹانے والا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کو مٹا دیا اور اسلام کو غالب کر دیا تھا، جس وجہ سے آپ کا یہ نام مشہور ہوا۔

۴- حَايِرٌ: یہ ثلاثی مجرد صحیح باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے: جمع کرنے والا، چلنے والا۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگ آپ کے حضور جمع کیے جائیں گے۔

۵- عَاقِبٌ: یہ ثلاثی مجرد صحیح باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: آخر میں آنے والا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

سوال: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کی تعداد ننانوے ہے، تو پھر حدیث باب میں پانچ پر کیوں اکتفاء کیا گیا ہے؟

جواب: اس حدیث میں تمام اسماء گرامی بیان نہیں کیے گئے بلکہ ان میں سے مشہور ترین کو بیان کیا گیا ہے اور ان کی تعداد پانچ

ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْيَتِهِ

باب 66: نبی اکرم ﷺ کے نام اور آپ کی کنیت کو اپنے لیے ایک ساتھ استعمال کرنا حرام ہے

2767 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَجْمَعَ أَحَدٌ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ وَيُسَمِّيَ مُحَمَّدًا أبا

القاسم

في الباب: وفي الباب عن جابر

حكم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاهب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْيَتِهِ

وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ بَعْضُهُمْ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے

نام اور آپ کی کنیت کو اپنے لیے ایک ساتھ استعمال کرے اور وہ "ابوالقاسم محمد" نام رکھے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہل علم نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے نام مبارک اور آپ کی کنیت کو اپنے لیے اکٹھا کر لے۔

2767۔ اخرجه البخاری من (الادب المفرد) حدیث رقم (۸۵۲) و احمد (۴۳۲/۲)۔

جبکہ بعض حضرات نے ایسا کیا بھی ہے۔

2768 متن حدیث: رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا فِي السُّوقِ يُنَادِي يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ أَعْنِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي
سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

قول امام ترمذی: وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى كَرَاهِيَةِ أَنْ يُكْنَى أَبَا الْقَاسِمِ

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ نے بازار میں ایک شخص کو بلند آواز میں ”ابوالقاسم“ کہتے ہوئے سنا۔ نبی اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے عرض کی: میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری کنیت کے مطابق کنیت اختیار نہ کرو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے: ابوالقاسم کنیت اختیار کرنا مکروہ ہے۔

2769 سند حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
متن حدیث: إِذَا سَمَّيْتُمْ بِي فَلَا تَكْتُبُوا بِي

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب تم میرے نام جیسا (اپنے بچوں کا) نام رکھو تو میری کنیت جیسی کنیت اختیار نہ کرو۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

2770 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ حَدَّثَنِي مُنْدِرٌ وَهُوَ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
متن حدیث: أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِي بَعْدَكَ أُسْمِيهِ مُحَمَّدًا وَأُكْنِيهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَتْ رُحْصَةً لِي

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن حنفیہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ کے بعد میرے گھر کوئی بیٹا ہو تو میں اس کا نام ”محمد“ رکھ سکتا ہوں۔ اور آپ کی کنیت استعمال کر سکتا ہوں؟ تو

2769- اخرجہ ابوداؤد (۷۱۰/۲): کتاب الادب: باب: من رای ان لا یجمع بینہما: حدیث (۴۹۶۶) و احمد (۳۱۲/۲) عن ابی الزبیر عن جابر بہ۔

2770- اخرجہ ابوداؤد (۷۱۰/۲): کتاب الادب: باب: فی الرخصة فی الجمع بینہما: حدیث (۴۹۶۷)۔

نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ اجازت میرے لیے تھی۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔)

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی اور کنیت کو جمع کرنے کے بارے میں مذاہب آئمہ فقہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ اور آپ کی کنیت ”ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔ پہلی تین احادیث باب میں ان دونوں کو جمع کرنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے، یہ آپ کے ظاہری زمانہ کے ساتھ خاص تھی، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باعث الجحش نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو آداب کے پیش نظر اسم گرامی سے نہیں بلکہ یا رسول اللہ! وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے تھے اور یہود و نصاریٰ ”ابوالقاسم“ کے الفاظ سے پکارتے تھے لہذا یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا لیکن ”ابوالقاسم“ کنیت تجویز کرنے میں اشتباہ کی صورت پیش آتی تھی، اس لیے اس سے منع کر دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اسم گرامی اور کنیت دونوں کو جمع کرنے میں اشتباہ یا الجحش کی صورت باقی نہیں رہی، لہذا ان کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسم گرامی اور کنیت دونوں کو جمع کرنے کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے چند اقوال درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری وغیرہ کا موقف ہے کہ اسم گرامی اور کنیت ابوالقاسم کو جمع کرنے کی ممانعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے ساتھ خاص تھی، بعد میں ان کے جمع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ اب اشتباہ کی صورت باقی نہیں رہی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو اس کے نام سے پکارا تو آپ اس کی طرف ملتفت ہوئے، عورت نے کہا کہ اس نے تو اپنے بیٹے کو پکارا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی، اصحاب ظواہر اور شیخ عبدالحق محدث وغیرہ اہل علم رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی پر نام رکھنا تو جائز ہے مگر ابوالقاسم کنیت تجویز کرنا درست نہیں ہے خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ائمة للمعات، ج: ۴، ص: ۴۸)

۳- حضرت امام حسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسم گرامی اور کنیت کو جمع کرنا تو درست نہیں ہے مگر جس شخص کا نام محمد نہ ہو، اسے ابوالقاسم کنیت اختیار کرنا جائز ہے۔

۴- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اسم گرامی اور ابوالقاسم کنیت دونوں کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس کی ممانعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے ساتھ خاص تھی، جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مشہور روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ہاں، تم ایسا کر سکتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بیٹا عطا فرمایا، تو

آپ نے اس کا نام محمد اور ابوالقاسم کنیت تجویز کی تھی۔ (عمدة القاری، شرح صحیح بخاری، ج: ۹، ص: ۳۲۸)

بَابُ مَا جَاءَ إِنْ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

باب 67: بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں

2771 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

عَاصِمٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنْ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

اِخْتِلَافٍ سَنَدًا: أَنَّمَا رَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَةَ وَرَوَى غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَةَ هَذَا الْحَدِيثَ

مَوْقُوفًا وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَبُرَيْدَةَ وَكَثِيرٍ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

جَدِّهِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔ یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

ابوسعید نے اس حدیث کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے جو ابن ابی غنیہ کے حوالے سے منقول ہے۔

دیگر راویوں نے اس روایت کو ابن ابی غنیہ کے حوالے سے ”موقوف“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، کثیر بن

عبداللہ کی ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا سے نقل کردہ روایات بھی منقول ہیں۔

2772 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ،

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: إِنْ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةٌ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2771۔ تفسر دہ الترمذی کما جاء فی (التحفة) (۲۵/۷) حدیث (۹۳۱۲) ذکره المتقی السندی فی (الکنز) (۶۰۲/۲) حدیث (۶۸۵۲) و

عزاه للطبرانی۔

2772۔ اضرجه ابوداؤد (۷۳۷/۲): کتاب الادب: باب: ما جاء فی الشعر: حدیث (۵۰۱۱) و ابن ماجه (۱۳۳۶/۲): کتاب الادب: باب:

الشعر: حدیث (۲۷۵۶) و احمد (۱/۳۶۹، ۳۷۳، ۳۰۲، ۳۰۹، ۳۲۷، ۳۳۲) و کذا اتی فی (الادب المفرد) للبخاری رقم (۸۸۰)۔

شرح

مفہوم احادیث اشعار

اشعار، شعر کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے: منظوم کلام۔ ان دونوں روایات میں ”مِنْ“ بمعنیضیہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے ہر شعر اچھا نہیں ہوتا بلکہ بعض اشعار اچھے اور پر حکمت ہوتے ہیں جبکہ بعض اشعار برے بھی ہوتے ہیں۔ ایک مشہور روایت ہے: آدمی کا پیٹ ایسی پیپ سے بھر جائے جس سے وہ خراب ہو جائے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ (پیٹ برے) اشعار سے بھر جائے۔

(مکلوۃ الصانع، رقم الحدیث: ۴۷۹۴)

کیا اشعار پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام سفیان ثوری، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اچھے اشعار پڑھنا جائز ہے جبکہ برے اشعار سے اجتناب ضروری ہے۔

۲- حضرت امام حسن بصری اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلقاً اشعار کا پڑھنا مکروہ ہے۔

سوال: احادیث باب میں دو طرح کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں: (۱) حکم (۲) حکمت۔ دونوں مترادف ہیں۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (مریم: ۱۲) ”اور ہم نے یحییٰ کو بچپن میں ہی حکمت سے سرفراز فرما دیا تھا۔“

بعض اہل علم حکماً جمع حکمتاً قرار دیتے ہیں۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: احادیث باب کا محمل و مصداق الگ الگ ہے، اس لیے کہ اشعار منظور کلام ہوتا ہے جو برا ہو سکتا ہے اور اچھا بھی۔ ام

المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اشعار کا تذکرہ ہوا تو

آپ نے فرمایا: ہو کلام، فحسنہ حسن و قبیحہ قبیح۔ (مکلوۃ الصانع، رقم الحدیث: ۴۸) اشعار بھی کلام کی ایک شکل ہے، پس

اچھے اشعار اچھے ہیں اور برے اشعار برے ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِنْشَادِ الشِّعْرِ

باب 68: شعر موزوں کرنا (یا سنانا)

2773 سند حدیث: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنِيُّ وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِي

الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَتْنُ حَدِيْثٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَانٍ مِّنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا

يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُرِيْدُ حَسَانَ بَرُوْحِ الْقُدْسِ مَا يُفَاخِرُ اَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھوایا کرتے تھے۔ وہ اس پر کھڑے ہو جاتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے فخریہ اشعار پیش کیا کرتے تھے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے (کفار کے) اعتراضات کے جوابات دیا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: بے شک اللہ تعالیٰ روح قدس کے ذریعے حسان کی تائید کرتا رہتا ہے، جب تک یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے فخریہ کلام کہتا ہے، یا اعتراضات کے جوابات دیتا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح غریب“ ہے۔

یہ وہ روایت ہے جو ابن ابی زناد کے حوالے سے منقول ہے۔

2774 سند حدیث: حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

عَنْ أَنَسٍ

متن حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبَدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَمْشِي وَهُوَ يَقُولُ خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَرَمِ اللَّهِ تَقُولُ الشَّعْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهَايَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ

هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ نَحْوَ هَذَا

حدیث دیگر: وَرَوَى فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ

وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ بَيْنَ يَدَيْهِ

قول امام ترمذی: وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْحَدِيثِ لِأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ قُتِلَ يَوْمَ مَوْتِهِ وَإِنَّمَا كَانَتْ

عُمْرَةُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ذَلِكَ

2774- أخرجه النسائي (٢٠٤/٥): كتاب مناسك الحج: باب: انشاد الشعر في الجرم: حديث (٢٨٧٢) والنسائي (٢١٧/٥): كتاب مناسك الحج: باب: استقبال الحج: حديث (٢٨٩٢) وابن خزيمة (١٩٩/٤) وابن حبان (٢٦٨٠) وابن حبان (٢٧٥) حديث (١٢٥٧)-

﴿﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عمرہ قضاء کے موقع پر نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے چل رہے تھے اور وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

”اے کفار کی اولاد! آپ ﷺ کے راستے کو خالی کر دو آج کے دن ان کی تشریف آوری پر ہم تمہیں اس طرح ماریں گے کہ جو مار دماغ کو اس کی جگہ سے ہلا دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔“

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن رواحہ! کیا تم نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں اور اللہ تعالیٰ کے حرم میں اس طرح کے شعر سن رہے ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اسے رہنے دو یہ ان (کفار) کے لیے تیروں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

عبدالرزاق نے اس روایت کو ’عمر کے حوالے سے، زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں یہ بات نقل کی گئی ہے: نبی اکرم ﷺ جب عمرہ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آپ کے آگے چل رہے تھے۔ بعض محدثین کے نزدیک یہ روایت زیادہ مستند ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن رواحہ غزوہ موتہ کے موقع پر شہید ہو گئے تھے اور عمرہ قضاء اس کے بعد ہوا تھا۔

2775 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
مَتْنُ حَدِيثٍ: قِيلَ لَهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِّنَ الشِّعْرِ قَالَتْ كَانَ يَتَمَثَّلُ
بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ وَيَقُولُ وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تَزُودِ
فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ مثال کے طور پر کوئی شعر بھی پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ حضرت ابن رواحہ کا یہ شعر مثال کے طور پر پڑھا کرتے تھے۔

”وہ تمہارے پاس ان چیزوں کی اطلاع لے کر آئے گا جس کی تم نے تیاری نہیں کی“

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2776 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمْتُ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةٌ لَبِيدٍ إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

2775- أخرجه البخاري في (الادب المفرد) رقم (۸۷۵) والنسائي (۶/۲۴۸)؛ كتاب عمل اليوم والليلة: باب: ما يقول اذا استراحت
الغبرة: حديث (۲/۱۰۸۲۵) واحمد (۶/۲۲۲-۲۲۳)

نعت گوئی، (۲) کفار کی طرف سے اسلام، بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات دینا۔ ”دیوان حسان“ آپ کے کلام کا مجموعہ آج بھی موجود دستیاب ہے۔ اس کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر متعدد زبانوں میں اس کے تراجم اور شروحات لکھی گئی ہیں۔

۲- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ بھی مشہور شعراء میں سے ایک تھے۔ آپ کا موضوع سخن کفار، مشرکین اور منافقین کی سرزنش اور بیخ کنی تھا۔ آپ شعر گوئی اور دشمن کی سرزنش کرنے میں اس قدر نڈرو بے باک تھے کہ دشمن شعراء آپ کے سامنے آنے سے گھبراتے تھے۔

۳- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ کی شاعری کا موضوع سخن مرثیہ گوئی تھا۔ آپ اپنے موضوع میں اشعار گوئی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔

۴- حضرت لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے ایک تھے۔ ظہور اسلام کے وقت قبول اسلام کر لیا تھا۔ اپنی شاعری کو ارتقاء اسلام اور دفاع اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے طویل عمر پائی اور ایک سو ستاون سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لبید رضی اللہ عنہ کے جس شعر کی تعریف فرمائی تھی، وہ پورا شعر یوں ہے:

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل وکل نعیم لامحالة زائل

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ختم ہو جانے والی ہے اور دنیا کی ہر نعمت ختم ہو جانے والی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ لِأَنَّ يَمْتَلِيَّ جَوْفَ أَحَدِكُمْ قَبِيحًا خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَمْتَلِيَّ شِعْرًا

باب 69: (فرمان نبوی ہے) آدمی کے دماغ کا پیپ سے بھر جانا

اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے: وہ شعر سے بھر جائے

2778 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَيْسَى الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا عَمِيَّ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَيْسَى عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنٌ حَدِيثٌ: لِأَنَّ يَمْتَلِيَّ جَوْفَ أَحَدِكُمْ قَبِيحًا يَرِيهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيَّ شِعْرًا

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ

حُكْمٌ حَدِيثٌ: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے دماغ کا پیپ سے بھر

جانا جو اس کو کھار ہی ہو۔ اس کے لیے اس چیز سے بہتر ہے کہ وہ اشعار سے بھر جائے۔

2778- اضرحہ البخاری (۵۶۴/۱۰): کتاب الأدب: باب: ما یکرہ ان یكون الغالب علی الانسا الشعر حتی یصدہ عن ذکر اللہ و العلم و القرآن: حدیث (۶۱۵۵) و مسلم (۱۷۶۹/۴): کتاب الشعر: باب: (---) حدیث (۲۲۵۷/۷) و ابوداؤد: (۷۴۱/۲): کتاب الأدب: باب: ما جاء فی الشعر: حدیث (۵۰۰۹) و ابن ماجہ (۱۲۳۶/۲): کتاب الأدب: باب: ما کرہ من الشعر: حدیث (۳۷۵۹) و احمد (۲/۲۸۸-۲۸۹-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵

اس بارے میں حضرت سعد بن عبد اللہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2779 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: لَأَنْ يَمْتَلِي جَوْفَ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِي شِعْرًا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

محمد بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے دماغ کا پیپ سے بھر جانا اس شخص کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ اشعار سے بھر جائے۔ (امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

شرح

برے اشعار کی ناپسندیدگی و مذمت

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ شاعری بنفسہ بری چیز نہیں ہے لیکن اگر اشعار میں برے مضامین بیان کیے جائیں تو وہ برے ہیں جن سے اجتناب و احتراز ضروری ہے۔ اگر اشعار میں اچھے اور خوبصورت مضامین بیان کیے جائیں تو وہ اچھے ہیں، جن کا سنا اور سنانا جائز ہے۔ تاہم برے اشعار اس پیپ سے بھی برے ہیں جن کی وجہ سے پیٹ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَيَانِ

باب 70: فصاحت اور بیان

2780 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنَعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ

عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ بَشْرِ بْنِ عَاصِمٍ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: إِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقْرَةُ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْنَسِي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

فِي الْبَابِ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ایسے بلیغ شخص کو ناپسند

2779۔ اخرجه مسلم (۱۷۶۹/۴): كتاب الشعر: باب: (---) حدیث (۲۲۵۸/۸) و ابن ماجه (۱۲۳۷/۲): كتاب الادب: باب: ما کره فی

الشعر حدیث (۲۷۶۰) و احمد (۱۷۵/۱) و احمد (۱۸۱-۱۷۷)

2780۔ اخرجه ابوداؤد (۷۲۰/۲): كتاب الادب: باب: ما جاء فی المتشبه فی الكلام حدیث (۵۰۰۵) و احمد (۱۸۷-۱۶۵/۲)

کرتا ہے جو اپنی زبان کے ذریعے اس طرح باتوں کو لپیٹتا ہے جیسے گائے چارے کو لپیٹتی ہے (یعنی بے معنی اور لالچ یعنی گفتگو کرتا ہے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

2781 سند حدیث: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ عُمَرَ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ

إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

تَوْضِيحُ رَاوِي: وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ يُضَعَّفُ

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے: آدمی ایسی چھت پر سوئے جس

کے آس پاس دیوار نہ ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”غریب“ ہے ہم اسے صرف محمد بن منکدر کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کردہ

روایت کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

عبدالجبار بن عمر نامی راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

2782 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا

حُكْمُ حَدِيثٍ: قَالَ أَبُو عِيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسناد دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنِي شَقِيقُ بْنُ

سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ نَحْوَهُ

﴿﴾ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں (دنوں میں) وقفے وقفے کے ساتھ وعظ کیا کرتے

تھے۔ اس اندیشے کے تحت کہ کہیں ہم اکٹاہٹ کا شکار نہ ہو جائیں۔

2781۔ تفریحہ الترمذی کما جاء فی (التحفة) (۲/۳۶۹) حدیث (۲۰۵۳) ذکرہ السنندی فی (الترغیب) (۲/۶۳۵) حدیث (۴۵۱) وعزاه

للترمذی عن جابر۔

2782۔ افرجہ البغاری (۱/۱۹۵): کتاب العلم: باب: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بالموعظة والعلم كى لا ينفروا

حدیث (۶۸) (۱/۱۹۷): کتاب العلم باب من جعل لا لعل العلم ایاما معلومة لحدیث (۷۰) (۱۱/۲۳۱): کتاب الدعوات: باب: الموعظة ساعة

بعد ساعة حدیث (۶۴۱) و مسلم (۴/۲۱۷۲) کتاب صفات المنافقين و احکامهم: باب: الاقتصار فی الموعظة حدیث (۸۲/۲۸۲) و

احمد (۱/۴۳۵، ۴۴۰) و العمیدی (۱/۶۰) حدیث (۱۰۷)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

2783 سند حدیث: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامِ الرَّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سُنِّتْ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَتْنُ حَدِيثٍ: تَا مَا دِيمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هَذَا الْوَجْهِ

حدیث دیگر: وَقَدْ رَوَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دِيمَ عَلَيْهِ

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◀◀ ابوصالح بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا گیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا عمل زیادہ محبوب تھا تو ان دونوں نے یہ جواب دیا: جسے باقاعدگی سے کیا جائے اگرچہ وہ کم ہو۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے اور اس سند کے حوالے سے ”غریب“ ہے۔ ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ تھا جسے باقاعدگی سے کیا جائے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

2784 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ شَنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتْنُ حَدِيثٍ: خَمِّرُوا الْأَنْيَةَ وَأَوْكِنُوا الْأَسْقِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِنُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُؤَيْسِقَةَ رَبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

2783۔ اخرجہ احمد (۲۸۹/۶)۔

2784۔ اخرجہ البخاری (۹۱/۱۰)؛ کتاب الاشرية؛ باب: تغطية الاناء؛ حديث (۵۶۲۲، ۵۶۲۴) (۸۸/۱۱)؛ کتاب الاستئذان؛ باب: لا تترك النار في البيت عند النوم؛ حديث (۶۲۹۵) (۸۹/۱۱)؛ کتاب الاستئذان؛ باب: لا تترك النار في البيت عن النوم؛ حديث (۶۲۹۶) (۶۰۹/۶)؛ کتاب بدء الخلق؛ باب: اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احد جناحيه داء وفي الآخر شفاء وخس من المواب فواس يقتلن في الحرم؛ حديث (۲۳۶۶) و مسلم (۱۵۹۵/۳)؛ کتاب الاشرية؛ باب: الامر بتغطية الاناء؛ حديث (۲۰۱۲/۹۷) و ابوداود (۲۶۵/۲)؛ کتاب الاشرية؛ باب: من ايكأ الانية؛ حديث (۲۷۲۶) و احمد (۲۸۸/۲) و ابن خزيمة (۶۸/۱)؛ حديث (۱۳۱)۔

اسناد دیگر: وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (سوتے وقت) برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو کچھ چیزوں کا منہ بند کر دیا کرو دروازے بند کر دیا کرو، چراغ کو بجھا دیا کرو کیونکہ بعض اوقات کوئی چوہا بتی کو گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور پورے گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

2785 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا

بِهَا نَفْسَهَا وَإِذَا عَرَسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ

حکم حدیث: قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم سبزے کی فراوانی کے دنوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی کے موقع پر سفر کرو تو تیزی کے ساتھ سفر پورا کرنے کی کوشش کرو اور جب تم رات کے وقت پڑاؤ کرو تو راستے سے ایک طرف ہو جاؤ چونکہ یہ رات کے وقت جانوروں اور خشرات الارض کے گزرنے کی جگہ ہے۔

(امام ترمذی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن صحیح“ ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔

شرح

چند آداب زندگی

احادیث باب میں چند آداب زندگی بیان کیے گئے جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

۱- پر تکلف فصاحت و بلاغت سے اجتناب کرنا: قدرتی فصاحت و بلاغت اور طرز بیان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن اپنے کلام

میں مصنوعی فصاحت و بلاغت کی صورت پیدا کرنا معیوب ہے۔ مثلاً مترادف الفاظ کا استعمال، گلا پھاڑ پھاڑ کر گفتگو کرنا اور ہر بات پر

اشعار کے انبار لگا دینے سے احتراز کرنا چاہیے۔

۲- سیاٹ چھت پر سونے کی ممانعت: ایسی چھت پر رات کے وقت سونا جس کی منڈیر نہ ہو، منع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

2785- اضرہ مسلم (۱۵۲۵/۲): کتاب الامارۃ: باب: مراعاة مصلحة الدواب فی السیر و النہی عن التمرس فی الطریق: حدیث

(۱۹۲۶/۱۷۸) و ابوداؤد (۳۲/۲): کتاب الجہاد: باب: فی سرعة السیر و النہی عن التمرس فی الطریق: حدیث (۲۵۶۹) و احمد (۳۳۷/۲)

۷۷۸) و ابن خزیمہ (۱۴۵/۴) حدیث (۲۵۵۰) (۱۶۷/۴) حدیث (۲۵۵۶) (۲۵۵۷)۔

انسان کسی بھی وقت بیدار ہو اور نیچے گر جائے، جس سے جانی نقصان ہو سکتا ہے۔ ارشادِ بانی ہے: تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت کی طرف نہ بڑھاؤ۔ (البقرہ: ۱۹۵) ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے ایسے گھر کی چھت پر سوتے جس کی دیوار نہ ہو، اس سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۴۷۲)

۳۔ طویل وقت تک پند و نصائح کہنے کی ممانعت: طویل وقت تک پند و نصائح میں مصروف رہنے سے انسانی طبیعت اکتا جاتی ہے اور گفتگو کے مثبت نتائج سامنے نہیں آتے، اس لیے یہ طریقہ کار ناپسندیدہ و منع ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وقفہ وقفہ سے مختصر مگر جامع و عظیم فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ باقاعدگی سے کیے جانے والا عمل بہتر ہونا: زیادہ دیر کیا جانے والا عمل جو کچھ مدت کے بعد ختم ہو جائے، بہتر نہیں ہے، کیونکہ پہلے تو ذوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر کوئی کام شروع کر دیا لیکن بعد میں اس سے مکمل طور پر ہاتھ کھینچ لیا۔ تاہم اس کے مقابلہ میں وہ کام بہتر ہے جو تھوڑا تھوڑا کیا جائے اور ہمیشہ کیا جائے، کیونکہ اس صورت میں ذوق بھی باقی رہے گا اور عمل بھی۔

۵۔ چند اہم آدابِ زندگی: پانچویں حدیث باب میں چند اہم آدابِ زندگی بیان کیے گئے ہیں: (۱) گھریلو برتنوں کو رات کے وقت ڈھانپ کر سونا چاہیے، تاکہ کوئی موزی جانوران میں تھوک نہ دے یا اشیاء خوردنی میں زہر نہ ملا ڈالے۔ (۲) رات کے وقت سونے سے قبل گھر کا دروازہ بند کر لینا چاہیے، تاکہ کوئی دشمن یا چور گھر میں داخل ہو کر جانی و مالی نقصان نہ کر سکے۔ (۳) رات کے وقت سونے سے قبل گھر کا چراغ (موجودہ بلب اور ٹیوب وغیرہ بھی) بجھا دینا چاہیے، تاکہ کسی بھی مالی و جانی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ ایک حدیث میں موجود ہے کہ ایک چوہے نے چراغ کی جلتی ہوئی جتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر رکھ دی، جس وجہ سے ایک درہم کی مقدار مصلیٰ جل گیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سونے کا قصد کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا جلتا ہوا چراغ بجھا دے، کیونکہ شیطان اس کے سر کو جلا سکتا ہے۔“

۶۔ آدابِ سفر: آخری حدیث باب میں چند آدابِ سفر بیان کیے گئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) سبزہ کی کثرت کے دنوں میں اونٹوں پر سفر کیا جائے تو دورانِ سفر اونٹوں کو گھاس وغیرہ کھانے کا موقع دینا چاہیے، تاکہ وہ بخوشی سفر کو مکمل کر سکیں۔ اگر خشک سالی کے دنوں میں سفر کیا جائے تو تیز رفتاری سے سفر کیا جائے تاکہ پانی اور چارہ سے نڈھال ہونے سے قبل اونٹ اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔

(۲) رات کے وقت دورانِ سفر اگر کہیں پڑاؤ ڈالنے کی ضرورت پیش آئے تو راستہ میں نہیں بلکہ کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈالا جائے، کیونکہ موزی جانور اور حشرات الارض رات کے وقت راستہ میں آ کر آرام کرتے ہیں۔

شرح ترمذی

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ

ترجمہ
ابوالعلاء محمد بن ابی حنیفہ
آدام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک آیامہ ولیالیہ

شرح
حضرت علامہ محمد امین قسوی نقشبندی داماد

